



الفتاوى المصطفوية

شہزادہ اعلیٰ حضرت، امام الفقہاء، مفتی اعظم ہند
حضرت علامہ مصطفیٰ رضا قادری نوری علیہ الرحمہ
تصنیف: متوفی (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء)



ALHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

تقدیم

از فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی

بانی مرکز تربیت افتادہ بھار گنج ضلع بستی لاہور

بِسْمِ تَعَالَى - وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُولِهِ الْأَعْلَى

نائب سید المرسلین، سنداً للتحققین، تاجدارِ اہلسنت، آفتابِ رشد و ہدایت، واقف اسرار شریعت، دانائے
مروظہ بوقت، امام الفقہاء، مخدوم العلماء، قطب عالم حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی
نوری علیہ الرحمۃ والرضوان جن کے فتاویٰ کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ دنیا کے اسلام میں اگرچہ مفتی
اعظم ہند کے نام سے مشہور ہیں لیکن وہ صرف مفتی اعظم ہند نہیں تھے بلکہ اپنے زمانہ کے مفتی اعظم اسلام تھے۔ اس
لئے کہ آپ کے افتادہ اور تفقہ فی الدین کی عظمت صرف ہندوستان تک محدود نہ تھی بلکہ عرب، افریقہ اور انگلینڈ و
امریکہ وغیرہ بہت سے باہری ملکوں میں بھی تسلیم کی جاتی تھی۔

افتاء

لفظ افتادہ کا لغوی معنی ہے "جو اب دینا" اسی معنی کے اعتبار سے قرآن مجید میں بادشاہ مصر کا یہ قول
منقول ہے **يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ الْأَثْنُونَ فِي رُؤْيَايَ**۔ یعنی اے درباریو! میرے خواب کا جواب دو۔
اور اصطلاح میں افتادہ کا معنی ہے حکم مسئلہ اور شرعی فیصلہ بتانا۔ حضرت سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر
فرماتے ہیں الافتاء بیان حکم المسئلة حکم مسئلہ کے بیان کرنے کو افتادہ کہتے ہیں۔ اور حضرت علامہ شامی
قدس سرہ السامی لکھتے ہیں الافتاء فانہ افادۃ الحکمۃ الشرعیۃ۔ یعنی شرعی فیصلہ سے آگاہ کرنے کو افتادہ کہتے ہیں۔
افتادہ کی اہمیت و عظمت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ خدا نے قرآن مجید میں افتادہ کی نسبت
خود اپنی جانب فرمائی ہے۔ ارشاد ہے **يَسْتَفْتُونَكَ**۔ **قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ**۔ اے محبوب تم سے فتویٰ
پوچھتے ہیں۔ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔

خداوند قدوس نے سب سے پہلے افتادہ کے منصب سے اپنے مظهر اتم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کو سرفراز فرمایا۔ آپ کے وصال فرمانے کے بعد صحابہ کرام میں سے جو لوگ اس منصب پر فائز ہوئے ان میں

جسے چند مشہور حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور ام المؤمنینؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

پھر صحابہ کرام کے بعد تابعین کے دور میں حضرت علقمہ بن قیسؓ، حضرت سعید بن المسیبؓ، حضرت ابراہیم بن یزیدؓ، حضرت حماد بن مسلمؓ اور حضرت نعمان بن ثابتؓ امام اعظم ابوحنیفہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ سرفہرست ہیں جو افتاء کے عظیم منصب پر فائز ہوئے۔ لیکن ان میں حضرت امام اعظمؓ ہی نے فن کی صورت میں افتاء کا آغاز فرمایا۔ اور آپ ہی نے سب سے پہلے تدوین فقہ کا کام کیا اور افتاء کے قواعد و ضوابط بھی مقرر فرمائے اور جب تبع تابعین کا دور آیا تو افتاء کی ذمہ داری ان کے سر آئی۔ اس زمانہ میں جن حضرات نے اس فریضہ کو انجام دیا ان میں سے مخصوص لوگوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت امام مالکؓ، حضرت امام احمد بن حنبلؓ، حضرت امام شافعیؓ، حضرت امام ابو یوسفؓ اور حضرت امام محمدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت امام اعظمؓ کے مقرر کردہ اصول و قواعد سے مسائل و احکام کے استنباط کو آپ کے شاگرد حضرت امام ابو یوسفؓ ہی نے فروغ دیا۔ اور امام اعظمؓ کے اصول فقہ پر سب سے پہلے آپ ہی نے کتابیں لکھیں پھر پھر مذہب حنفی حضرت امام محمدؓ نے اسے مستقیم و تہذیب کے بعد اتنے بام عروج پر پہنچا دیا کہ پھر اس میں کسی اضافہ کی حاجت نہ رہی۔

صحابہ کرام سے تبع تابعین تک مذکورہ بالا حضرات جو منصب افتاء پر فائز ہوئے سب مجتہد اور مفتی مطلق تھے۔ پھر حضرت امام شافعیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کوئی مفتی مطلق نہیں ہوا۔ سب مفتی منسوب ہوئے مگر خدائے عزوجل نے ان کو بھی حسب درجہ ایک طرح کی اجتہادی قوت سے سرفراز فرمایا۔ اس لئے کہ اس کے بغیر وہ نئے نئے مسائل کو حل ہی نہیں کر سکتے۔ حضرت علامہ شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں: *التصديق ان المفتي في الواقع لا بد له من ضرب اجتهاد ومعرفة باحوال الناس* یعنی نوپید مسائل کو حل کرنے کے لئے مفتی کو ایک طرح کے اجتہاد سے متصف اور لوگوں کے احوال سے باخبر ہونا ضروری ہے۔

دشواری افتاء چونکہ افتاء کے لئے مفتی کا اجتہاد کی ایک گونہ صلاحیت سے متصف ہونا لازمی ہے اس لئے یہ کام تمام دینی خدمات میں بہت زیادہ دشوار ہے۔ ترتیب یوں ہے کہ ان میں سب سے

زیادہ آسان ہے تقریر اس سے مشکل ہے مدد لیں۔ اور تدریس سے مشکل ہے تصنیف و تالیف اور اس سے بھی مشکل ہے افتادہ۔ کیونکہ فتویٰ معلوم کرنے والے عبادات اور معاملات وغیرہ کے بہت سے نوپیدا امور سے متعلق بھی ہر طرح کے سوالات کرتے رہتے ہیں اور مفتی کو ان کے جوابات دینے پڑتے ہیں۔ اسی لئے اس میں بیدار مغزی، ذہانت و فطانت، معاملہ فہمی اور تحریر علمی کے ساتھ ایک طرح کی قوت اجتہاد بھی ضروری ہے۔ شارح بخاری فقیہ عصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی تحریر فرماتے ہیں۔

فتویٰ دینا ساری دینی خدمات میں سب سے اہم، سب سے مشکل اور سب سے سچیدہ کام ہے۔ اور ایسا کام جس کی کوئی انتہا نہیں۔ فقہائے کرام نے اگرچہ ہم پر احسان فرماتے ہوئے لاکھوں جزئیات کی تصریح فرمادی پھر بھی حوادث محدود نہیں۔ آتے دن سیکڑوں واقعات ایسے ہوتے رہتے ہیں کہ جس کے بارے میں کوئی تجزیہ کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ ایک فقیہ اپنی بالغ نظری، نکتہ بینی، دقیق بینی کی بدولت ہائیڈرینیا سے صحیح حکم اخذ کر لیتا ہے۔ مگر یہ کام کتنا مشکل ہے اسے بتایا نہیں جاسکتا جس کے سر پڑتی ہے وہی جانتا ہے۔ لیکن آج کل لوگ اس فن کو بہت آسان سمجھنے لگے ہیں کہ ہر مدرسے والے دارالافتاء کا بورڈ لگا کر کسی کو مفتی بنا کے بیٹھاتے ہوئے ہیں جن میں سے اکثر کے قفا سے دیکھ کر بے انتہا فسوس ہوتا ہے کہ وہ غلط فتاویٰ لکھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور خود آسمان وزمین کے ملائکہ کی لعنت کے مستحق ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **من افقی بغير علم لعنه ملائكة السماء والارض یعنی جو بغیر علم کے فتویٰ دے۔ اس پر آسمان وزمین کے ملائکہ کی لعنت ہے۔**

عالم اور خود مدرسے والے یہ سمجھتے ہیں کہ درس نظامیہ کا ہر وہ فارغ التحصیل جس کی کچھ صلاحیت ہو وہ فتویٰ دے سکتا ہے۔ حالانکہ درسی کتابیں پڑھنے سے علم الفتویٰ حاصل نہیں ہوتا مگر جس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت انام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں۔

آج کل درسی کتابیں پڑھنے سے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازہ میں داخل نہیں ہوتا بلکہ۔ اور تحریر فرماتے ہیں کہ علم الفتویٰ پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ مدد تہا طیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ اللہ مگر مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ نے اس گھر میں آنکھ کھولی جو تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فقہ اور فتاویٰ کا عظیم مرکز رہا کہ آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت کے جد امجد امام العلماء حضرت علامہ مفتی رضا علی خان بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۲۸۲ھ)۔ اور آپ کے جد امجد امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی نعیمی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے

علیہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) نے صرف یہی نہیں کہ فتویٰ نویسی کا اگر تقدیر فریضہ انجام دیا بلکہ اپنے اپنے زمانہ کے مفتیان کرام و علمائے عظام سے اپنی علمی صلاحیت اور فقہی بصیرت کا لوہا منوا کر مرجع فتاویٰ رہے۔

اور آپ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے ۱۳ ہی برس کی عمر میں پہلا فتویٰ رضاعت کا لکھا اور پھر ایسے فاضلانہ و محققانہ عربی، فارسی اور خاص کر اردو میں بے شمار فتاویٰ لکھے کہ علمائے عرب و عجم کو حیرت میں ڈال دیا انھوں نے امام احمد رضا کو دل کھول کر خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کو چودہویں صدی کا مجدد قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت کی تصنیف لطیف الصلاہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کی بارہ ضخیم جلدیں اور بہت سی کتابیں و رسائل آپ کی فقہی جہارت و بصیرت پر گواہ ہیں۔ اور حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ پر اللہ و رسول جلت عظمتہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاص فضل و کرم رہا اور پیر و مرشد سید المشائخ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۱۳۲۲ھ) کی خصوصی دعائیں رہیں جن کی برکت سے آپ نے ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں فراغت کے سال ہی اٹھارہ برس کی عمر میں کسی کتاب کی مدد کے بغیر پہلا فتویٰ تحریر کر دیا۔ اور وہ اتنا اہم تھا کہ جس کو لکھنے کے لئے ملک العلماء حضرت علامہ مفتی ظفر الدین صاحب بہاری فتاویٰ رضویہ دیکھ رہے تھے۔

اور پھر اس فتویٰ میں نہ ایک لفظ بڑھانے کی ضرورت تھی اور نہ گھٹانے کی۔ اسی لئے اصلاح کی خاطر جب اس فتویٰ کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ اسے دیکھ کر بے انتہا مسرور ہوئے یعنی فرمائی۔ آپ کو انعام دیا۔ فتویٰ لکھنے کی عام اجازت دی اور آپ کے نام کی مہربانیاں فرمائی۔ فقہیہ عصر شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی اس فتویٰ کے متعلق فرماتے ہیں۔۔۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی پہلا فتویٰ رضاعت ہی کا لکھا تھا۔ اور ان کے آئینہ جمال و کمال مفتی اعظم نے بھی پہلا مسئلہ رضاعت ہی کا لکھا۔ اور خاص بات یہ ہے کہ اس پہلے فتویٰ پر اعلیٰ حضرت نے نہ ایک لفظ گھٹایا اور نہ ایک لفظ بڑھایا۔ کوئی اصلاح نہ کی۔ پہلا فتویٰ ہی حضرت مفتی اعظم ہند نے ایسا صحیح اور مکمل لکھا کہ اس میں کہیں انگلی رکھنے کی جگہ نہ تھی۔۔۔ آغاز کا جب یہ عالم ہے انجام کا عالم کیا ہوگا۔ اور تحریر فرماتے ہیں کہ ذہین سے ذہین علماء برہنہا برس تک مشافی کرنے اور ماہر فن مفتی سے اصلاح لینے کے بعد اس پر قادر ہوتے ہیں کہ وہ ایک مکمل فتویٰ لکھیں۔ مگر جو بات دیگر ذہین و فطین اور ذکی علماء کو برہنہ برس میں تنقید، اصلاح اور ہدایت کے بعد حاصل ہوتی ہے وہ حضرت مفتی اعظم کو پہلے ہی دن حاصل تھی۔ اللہ

اور حضرت مفتی اعظم قدس سرہ رضوی دارالافتار میں اس موقع پر پہنچے تھے جبکہ اس سے پہلے ملک العلماء حضرت علامہ مفتی ظفر الدین بہاری اور حضرت علامہ مفتی سید عبدالرشید عظیم آبادی رضاعت کے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کیے چکے تھے اور بات کچھ الجھنے پر ملک العلماء فتاویٰ رضویہ سے روشنی حاصل کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت مفتی اعظم ہند کسی کتاب کی مدد کے بغیر فتویٰ لکھ کر رضوی دارالافتار کے مفتیان کرام پر سبقت لے گئے تھے۔ یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ آپ روز اول ہی مفتی اعظم اور فقیہ اعلم تھے۔ احکام شرعیہ کے علم حاصل کرنے کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اس کے بارے میں یوں حکم فرمایا ہے۔

تفقه فی الدین

فَلَوْلَا تَفَرُّوْنَ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لَيَسْتَفْتَهُوا فِي
الدِّينِ وَلَئِنْ لَدَرُوا فَوْقَهُمْ إِذْ سَأَلُوا لَلَّيْهُمْ۔
تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین
کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو درس سنا لیں یہ
اور خدائے عزوجل یہ عظیم نعمت اسی کو بخشا ہے جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔
حدیث شریف میں ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یدفعہ فی الدین عطا فرماتا ہے۔

خداوند قدوس نے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ کو اس نعمت عظمیٰ سے بھر پور سرفراز فرمایا تھا بلکہ بقول
حضرت علامہ نظامی الہ آبادی آپ کے ضمیر آپ کے خمیر اور آپ کی سرشت و فطرت کو تفقہ فی الدین کے سانچے
میں ڈھال کر اسی فطرت پر آپ کو پیدا فرمایا تھا۔ اس مختصر تقدیم میں آپ کے تفقہ فی الدین کی چند مثالیں
ملاحظہ ہوں۔

انجکشن سے روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا مسئلہ جب پہلی بار مفتیان کرام کے سامنے آیا تو بیشتر حضرات
متردد رہے، کچھ حضرات نے یہ فتویٰ دیا کہ۔ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا
کیوں کہ انجکشن کی سیال دوائیں معدہ میں بھی پہنچتی ہیں۔ اور خارج کے کسی چیز کا معدہ میں پہنچنا مفسد
روزہ ہے۔

اور کچھ حضرات نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ۔ گوشت میں انجکشن لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا
ہاں رگ میں لگوا یا جائے تو فاسد ہو جائے گا کیوں کہ دوائیں گوشت سے معدہ میں نہیں پہنچتی ہیں۔ اور رگ کے

پہنچ جاتی ہیں، اھ۔ لیکن مفتی اعظم ہند نے ارشاد فرمایا۔

انجکشن گوشت میں لگوا یا جائے خواہ رگ میں کسی بھی صورت میں اس کی دوائیں معدہ تک منفذ کے ذریعہ نہیں پہنچتی ہیں۔ بلکہ مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہیں۔ اس سلسلے میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ چھپے ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے میں اس کی تری مسامات کے ذریعہ بسا اوقات معدہ تک پہنچ جاتی ہے اور روزہ ٹکا نہیں ہوتا ہے۔ آنکھوں میں دوا ڈالنے، سرمہ لگانے سے اس کا ذائقہ حلق میں محسوس اور زنگت تھوک میں دکھائی دے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا، اھ۔

اور جب پہلے پہل لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنی گئی آواز پر اقتدار کا مسئلہ درپیش ہوا تو بعض مالوں نے اسے حقیقت اور حکما ہر طرح امام کی عین آواز سمجھ کر اقتدار کو جائز ٹھہرایا۔ مگر حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ نے حقیقت اور حکما ہر لحاظ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو مشکل کی آواز کا غیر قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں۔ مماثل آواز امام ہے۔ اور نماز میں غیر کی آواز کرے یہ مفسد ہے" (التفصیل الانور ص ۲۴)

اور ایک دوسرے فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اعتبار مشکل کی اس آواز کا ہے جو اس کے دہن سے نکلی اور فضا کی ہوا متحرک کرتی ہوئی بے کسی اور قوت دافعہ کے کان تک پہنچی، اس کی وہی آواز جو کسی قاسر سے ٹکرا کر سکون پاگئی۔ اور اس قاسر کے ٹکر کی قوت سے جو متحرک ہو کر پٹی اس آواز کا اعتبار نہیں۔ جیسے گنبد سے ٹکرا کر جو آواز پٹی ہے۔ یا کنویں کی پٹی ہوئی آواز یا سحر کی صدائے بازگشت نامعتبر ہے۔ آیت سجدہ پٹی ہوئی آواز سے جسے مسوع ہو اس پر سجدہ اسی لئے واجب نہیں ہوتا کہ اب یہ تو پٹی ہوئی آواز ہے۔ یہ اگرچہ دہن قاری سے نکلی ہوئی ہے مگر قاسر کے ٹکرانے سے یہ اس حیثیت کی نہ رہی۔ اب قاسر کی ٹکر کی قوت سے کان تک پہنچی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ بجلی کی قوت سے فضا کی ہوائے قاسر جہاں تک دفع ہو گئی ہے بے کسی اور قاسر سے ٹکراتے ہوئے بے اس قاسر کی قوت دفع کے شامل ہوئے محض بجلی کے اس فعل سے کان تک پہنچی ہے (التفصیل الانور ص ۲۵)

اور جب چاند پہلا قدم رکھنے کے لئے روس و امریکہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی جدوجہد کر رہے تھے تو چاند کو خدائی درجہ دینے اور اس کی عبادت و بندگی کرنے والوں کے ساتھ ساتھ بعض مقیمان کرام بھی اسے روس و امریکہ کا جنون و بکواس کہہ رہے تھے ان کا استدلال یہ تھا کہ

تطبیق اقوال

فقہائے کرام کے اقوال جو بظاہر ایک دوسرے کے خلاف معلوم ہوتے ہوں ان کے درمیان موافقت ثابت کرنے کو تطبیق کہتے ہیں جو فقہ فی الدین کا ایک اہم عنصر ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ذات گرامی تصاحبہ منصرہ پر ملاحظہ فرمائیے کہ اقوال و افعال امتیازاً یہاں پر اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

بہار شریعت حصہ دوم ص ۲۸ میں ہے۔ اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پوریا یا نخن یا بدن کا کوئی حکمہ اجڑو وضو میں دھویا جائے تو بقیہ یا بلا قصد درودہ سے کم پانی میں بے دھوئے ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔

ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔ کسی نے بہار شریعت کے اس مسئلہ کو غلط قرار دیا اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قتاوی قاضی خاں مع عالمگیری جلد اول ص ۱۶ کی اس عبارت کو پیش کیا۔

اد الجنب اذا دخل یدہ فی الاناء للاغتراف و لیس علیہا نجاسة لا یفسد الماء و کذا اذا وقع الکون فی الماء و ادخل یدہ فی الحب الی المرفق لاخراج الکون لا یصیر الماء مستعملاً ۱۱۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو اس کی تطبیق میں آپ نے جو تحریر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔۔۔ بہار شریعت کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت وہ درودہ سے کم گھرے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال دے گا تو وہ مستعمل ہو جائے گا۔ اور قتاوی قاضی خاں کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت سے ڈالے گا تو مستعمل نہ ہوگا۔ لہذا دونوں کتابوں کا مسئلہ صحیح ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف نہیں۔ جواب کی پوری تفصیل دلائل کے ساتھ اس مجموعہ قتاوی کے ص ۱۳۶ پر ملاحظہ ہو۔

دیوبندی قتلے کا رد

کسی شخص نے دیوبندی مفتیوں سے پوچھا کہ جب سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک کے اندر بینک میں روپیہ رکھے ہوئے پر منافع لینا کیسا ہے؟

دیوبندیوں کے مشہور مولانا انور شاہ کشمیری نے جواب دیا کہ۔ جس ملک میں عملداری مسلمانوں کی نہ ہو اور فیصلہ مقدمات کا شریعت پر نہ ہو اس ملک کو حنفی مذہب میں دارالحراب کہتے ہیں۔ اور یہ دارالحراب قانون شریعت سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک خارج ہے۔ دارالحراب میں مسلم اگر غیر مسلم سے سود لے تو حنفی مذہب میں جائز ہے۔ لوگوں سے کہتے ہیں کہ بینک میں سے سود لے لو اور غریبوں پر صدقہ کرو تاکہ پادریوں کے مشن پر خرچ

اور مدرسہ امینیہ دہلی کے مفتی حبیب المسلمین نے جواب لکھا کہ — ہند کے علاقہ میں سود کا لینا مطلقاً ناجائز ہے مگر غیر مسلم کی بینک میں سود کی رقم چھوڑنی نہیں چاہیے بلکہ ان سے لے کر ایسے محتاجوں پر صرف کرنی چاہئے کہ جن کا ذریعہ بظاہر کچھ بھی نہ ہو اور بظن غالب یہ بات ثابت ہو کہ اگر یہ مال محتاج نہیں کھائیں گے تو ان کی جان تلف ہوگی۔

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ سے ان جوابات کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے جواباً کہا کہ فرمایا اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔ پہلے نے حنفی مذہب میں بعض جگہ سود کو حلال بتایا حالانکہ وہ حرام قطعی ہے کہیں بھی حلال نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مطلقاً حرام فرمایا۔ ارشاد ہے **حَرَّمَ التَّوْبَالَہ** اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر مسلم کا غیر مسلم کو روپیہ دے کر اس سے نفع لینا جسے سود کہا حنفیوں کے نزدیک جائز بتا کر کہا کہ لے لے اور اپنے صرف میں نہ لائے غریبوں کو دے دے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ان کے نزدیک سود لینا جائز ہے تو اس کا اپنے اوپر خرچ کرنا کس نے حرام کر دیا۔ اور پھر جب وہ سود ہے تو اس کا لینا ایسا ہی ہے جیسے شراب اپنے پینے کے لئے نہ لے دوسروں کو پلانے کے لئے تو ان کے نزدیک جائز مگر جب کہ مفتی نے لے لے کوئی کافر اپنی خوشی سے کسی مسلمان کو شراب دے تو ان کے نزدیک اس کو چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ اسے لے لے خود نہ پیے ان غریب مسلمانوں کو پکا دے جو کافروں کی بھٹی سے خرید کر پیتے ہیں اور اپنا پیسہ کافروں کو دیتے ہیں۔ یا یوں کہئے کہ لہسی بھٹی سے خریدتے ہوں جس کا روپیہ کسی مشن کے لئے ہو یا مشن ہی کی تجارتی شراب کے دوکان سے — **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ اور دوسرے کا جواب بھی محض یہ ہوا ہے اور اس پر بھی وہی مواخذات ہیں جو پہلے شخص کے جوابات پر ہیں بلکہ اس سے زائد ہیں۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی اس تحریر سے ان کے تبحر علمی کی گہرائی کا پتہ چلتا ہے اور دیوبندی مسلک کے مشہور مولوی آپ کی جلالت علمی کے سامنے طالب علم معلوم ہوتے ہیں۔ تفصیلی جواب مزید مواخذات کے ساتھ اس کتاب کے صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ ہو۔

سنی فتویٰ کاروا کسی نے سنی مدرسہ کے مفتی سے سوال کیا کہ زید نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے میری بیوی نہیں رہی اور نہ میرے کام کی ہے۔ پھر اس کو گھر سے نکال دیا دو سال سے وہ اپنے میکہ میں ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کی زوجہ نکاح میں رہی یا نہیں؟

سنی مفتی نے چار عالموں کی تصدیقات سے فتویٰ لکھا کہ زید کی زوجہ کو طلاق ہوگئی۔ اور تین حیض گزرنے سے غیر حاملہ کی عدت گزر جاتی ہے۔ دوبارہ نکاح بغیر حلالہ ہو سکتا ہے۔

جب یہ فتویٰ حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے تحریر فرمایا کہ سوال اگرچہ بہت گول دمول تھا مگر سوال دیکھتے ہی یہ خیال ہوا کہ شوہر نے یہ الفاظ بطور انشاء نہیں کہے ہوں گے بلکہ اخباریہ سائل سے واقعہ کی تفصیل پوچھی تو یہی معلوم ہوا کہ اس نے یہ اس لئے کہے تھے کہ عورت اس کی بے اجازت چلی گئی تھی۔ جاہلوں میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ اگر عورت بے اجازت شوہر گھر سے قدم نکلے تو وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے۔ شوہر نے اس باطل بات پر وہ کہا نہ یہ کہ اسے طلاق دینا مقصود تھا اور اس وقت طلاق دینے کے لیے یہ لفظ کہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اصلاً طلاق نہ ہوئی۔

اور اگر یہ واقعہ نہ بھی ہوتا بلکہ بطور خود اس نے یہ الفاظ کہے ہوتے جب بھی علی الاطلاق حکم طلاق صحیح نہیں ہوتا کہ یہ کنایات ہیں اور کنایہ محتاج نیت..... تو علی الاطلاق حکم طلاق یقیناً محض باطل ہے۔ پھر حضرت نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں فقہائے کرام کی عباراتوں کو پیش فرمایا۔

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے اس فتویٰ میں بھی آپ کی وسعت نظر و شان فقہارت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ فقہائے کرام کا یہ قول بالکل صحیح ہے من لہم يعرف اہل زمانہ فہو جاہل یعنی جو اپنے زمانہ والوں کے احوال و اقوال کو نہ پہچانے وہ جاہل ہے۔ یہ فتویٰ دلائل و براہین کے ساتھ اس مجموعہ کے ص ۳۶۳ پر طبع ہے۔

ایم جہنسی دور کا ایک یادگار فتویٰ ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۷ء ۱۹۷۸ء ایم جہنسی کے دور میں

جب حکومت نے نسبندی کا جبری قانون نافذ کیا تو لوگوں کو پکڑ پکڑ کر زبردستی ان کی نسبندی کی جانے لگی اور گورنمنٹ کے ملازمین کو سخت تاکید کی گئی کہ خود نسبندی کراؤ اور پانچ دس آدمیوں کو پکڑ کر بھی لاؤ ورنہ تنخواہ روک دی جائے گی اور یا تو ملازمت سے نکال دیئے جاؤ گے حکومت کے اس ظلم و زیادتی کے سبب پورے ملک میں کھلبلی مچ گئی۔ کانگریسی مفتی جو پہلے انگریز اور پھر کانگریس کے اشارہ پر ہر کام کرتے رہے۔ انھوں نے حکومت سے سودا کر لیا اور نسبندی کے جائز ہونے کا فتویٰ دے دیا۔

حکومت نے اس فتویٰ کو ذریعہ بنا کر نسبندی میں اور شدت پیدا کر دی۔ گاؤں اور دیہات میں گھوم

کے بعد فرمایا کہ مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ شہادتِ خدا اور رسول سے نکاح کرے تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا کہ شرط انعقادِ نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث میں ہے لانکاح الا بشہود۔ اس میں مجاہیل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان شخص کا فر ہو جاتے گا۔ ظاہر تو یہ ہے کہ بعض مجاہیل معتزلی ہوگا۔ اس نے اپنے مذہب کا یہ بوند اس میں جوڑ دیا۔ پھر یہ بتاویل علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا۔

اس کے بعد حضرت مفتی اعظم قبلہ نے اس قول کا ضعیف ہونا فقہائے کرام کے اقوال سے ثابت کیا پھر ردالمحتار، مضمرات، خزانة الروایات اور معدن الحقائق کی عبارتوں کو پیش فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں۔ اس طرح اور بھی بہت سے ائمہ کرام کے اقوال سے مسئلہ مذکور کو مستح فرمایا۔ یہ فتویٰ ص ۱۳ تک پھیلا ہوا ہے جو بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

اور حضرت کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا کہ جس نے عشاء فرض جماعت سے نہیں پڑھی مگر تراویح یا جماعت پڑھی۔ وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کی جماعت میں وہ شامل ہو جائے اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوا کیونکہ وتر کی جماعت تراویح کی جماعت کے تابع ہے اس واسطے وتر کی جماعت نہ چھوڑے (مسنوی)

حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ کے جواب کا ابراہانی حصہ ملاحظہ ہو۔ جس نے فرض یا جماعت نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو کہ اس میں جماعت نہیں مگر تبجا کہ وہ من جہتہ نقل ہے۔ وتر کی جماعت رمضان ہی میں یا بتبعیت فرض ہے۔ یا بتبعیت رمضان۔ یا بتبعیت تراویح۔ اور مشہور یہی ہے کہ بتبعیت جماعت فرض یا بتبعیت جماعت تراویح ہے۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ جس نے فرض جماعت سے پڑھے وہ تراویح بھی یا جماعت پڑھے یا نہ پڑھے۔ اگرچہ صحیح یہی ہے کہ وہ تراویح جماعت پڑھ سکتا ہے۔ جماعت فرض کے تابع ہے جب تو ظاہر ہے کہ اگر فرض جماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر جماعت نہیں پڑھ سکتا۔ اور بتبعیت رمضان ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ رمضان میں وتر جماعت ہی سے پڑھے بلکہ یہ کہ رمضان میں جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔ بہر صورت جماعت ہی سے پڑھنا اس سے کہاں نکلتا ہے۔ یوں اگر بتبعیت جماعت تراویح ٹھہرائیں جب بھی۔ اور میں کہتا ہوں بتبعیت فرض سے جماعت وتر کچھ کہو نہیں نکلتی۔ رمضان کے تابع کہو تو اس کے یہی معنی ہیں کہ رمضان ہی میں وتر کی جماعت بتبعیت عشاء یا بتبعیت تراویح

ہوگی۔ یہ نہیں کہ رمضان میں اس میں جماعت علی الاستقلال ہے فانہ لم یقل بہ احد۔ یہ علمی فتویٰ ٹھوس حوالوں کے ساتھ ۱۲۸ سے ۱۵۶ تک ۹ صفحات پر مشتمل ہے جو تحقیقات کا بحر ذخار ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۷ جولائی ۱۸۹۳ء میں جمعہ کے دن بوقت صبح صادق ہوئی۔ اور ۹۲ سال کی عمر میں ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء کو رات میں ایک بج کر چالیس منٹ پر وصال ہوا۔ آپ کے حالات ص ۲۸ سے ص ۲۳ تک تعارف مصنف کے تحت ملاحظہ ہوں۔

تصنیفات و ترتیبات

حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ درس و تدریس اور ہدایت و ارشاد وغیرہ طرح طرح کی مصروفیات کے باوجود مختلف موضوعات پر تصنیفات و تالیفات کا ایک بے بہا خزانہ چھوڑ گئے ہیں۔ جو آپ کے بے پناہ علم و فضل، ذہانت و طباعی اور علمی عبقریت پر شاہد عدل ہیں۔ ان کے متعلق مولانا افتخار احمد مصباحی رقم طراز ہیں۔۔۔ وہ حضرت مفتی اعظم ہند ایک عظیم محقق و مصنف بھی ہیں۔ ان کی تحریریں ان کے والد جلیل امام احمد رضا قدس سرہ کے اسلوب کی بھلک اور زرف نگاہی نظر آتی ہے۔ تحقیق کا کمال بھی نظر آتا ہے اور تدقیق کا جمال بھی۔ فتاویٰ کے جزئیات پر عبور کا جلوہ بھی نظر آتا ہے اور علامہ شامی کے تفقہ کا انداز بھی۔ تصانیف میں امام غزالی کی تحقیق اور امام رازی کی تدقیق اور امام سیوطی کی تلاش و جستجو کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔

حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی جن تصنیفات و حواشی کا اب تک علم ہو سکا وہ درج ذیل ہیں۔

① فتاویٰ مصطفویہ | اس کتاب کا پورا نام کنی نام ہے المکرمة النبویة فی الفتاویٰ المصطفویة (۱۳۲۹ھ)۔ یہ پہلے چھوٹے چھوٹے تین حصوں میں طبع ہوا تھا۔ اس کا پہلا حصہ ایمان و اعتقاد کے بارے میں بغیر فہرست مضامین ایک رسالہ سمیت ۲۴۳ فتاویٰ کا مجموعہ تھا جو ۱۲ صفحات پر مشتمل تھا۔ اور دوسرے حصہ میں بھی بغیر فہرست نماز اور احکام مسجد سے متعلق ۱۷ فتاویٰ

تھے۔ جو ۱۱۲ صفحات پر پھیلے ہوئے تھے۔ اور اس کے تیسرے حصہ کا آغاز بھی طہارت و نماز کے بقیہ مسائل سے ہوا تھا۔ اور پھر ابواب فقہ کی ترتیب پر بنائے، زکاة، روزہ، حج، نکاح و طلاق، بیوع اور وقف، اجارہ و غصب اور حظ و ابحاث وغیرہ کے مسائل پر مشتمل فہرست مضامین کے ساتھ کل ۲۵۳ فتاویٰ کا گنجینہ تھا۔ یعنی پہلے تین حصوں میں کل ۳۶۷ فتاویٰ تھے۔ اور اب یہ مجموعہ فتاویٰ مکمل فہرست کے ساتھ تین رسائل اور ۳۹۰ مسائل پر مشتمل ہے۔

بناب قربان علی صاحب حامدی بیسل پوری کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے کے تین حصوں میں فرستادہ ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۵۹ھ تک کے فتاویٰ ہیں بلکہ لیکن مابعد کے کچھ فتاویٰ بھی اس میں شامل ہیں جیسے کہ حصہ سوم ۱۸ کا وہ فتویٰ کہ جس میں حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے دیہات میں بنام جمعہ دو رکعت پڑھنے والوں کو ظہر فرض باجماعت پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس لئے کہ اس فتویٰ کے سوال میں حضرت مفتی افضل صاحب مونگیری علیہ الرحمہ کے بریلی دارالافتار سے لکھے گئے فتویٰ کا ذکر ہے اور وہ ان دس برسوں میں بریلی شریف موجود ہی نہیں تھے۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے فتاویٰ بے شمار قرآنی دلائل، حدیث شریف کے بے بہا شواہد اور فقہائے عظام و ائمہ کرام کی عبارتوں کے حوالہ جات سے مالا مال ہیں۔ بعض فتاویٰ میں حضرت کے سیر حاصل بحث فرما کر کلام کو انتہائی کمپونچا دیا ہے۔ اور کچھ فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں مگر وہ بھی بہت جامع ہیں جو آپ کے فقہی سحر پر شاہد عدل ہیں۔

۲) اشرف العذاب علی عابد الغناس (۱۳۲۸ھ)۔ مولوی قاسم نانوتوی (جن کو دارالعلوم دیوبند کا بانی جھوٹے مشہور کیا گیا ہے) اس رسالہ میں ان کی تصنیف "تخذیر الناس" کا رد و تلخ ہے۔

۳) وقعات السنان فی حلق المسماة بسط البنان (۱۳۳۵ھ)۔ یہ کتاب ۷۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیف بسط البنان اور مولوی قاسم نانوتوی کی تخذیر الناس پر پورے تنقید کی گئی ہے۔ پھر اس کے اندر تھانوی صاحب اور ان کے ہم خیال لوگوں سے ۱۳۲ سوالات کئے گئے ہیں۔ جو بذریعہ رجسٹری تھانوی صاحب کے پاس بھیجے گئے۔ جن کے جوابات سے وہ پوری زندگی عاجز رہے اور انشائے تعالیٰ ان کی پوری جماعت قیامت تک عاجز رہے گی۔

۴) الرجح الدیانی علی راس الوساوس الشیطانی (۱۳۳۹ھ)۔ یہ رسالہ گویا حسام الحرمین کا خلاصہ

۷۷ عرض حال فتاویٰ مصطفویہ حصہ سوم ص ۱۱۱۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر غلام محیٰ انجم بستوی کی تصنیف "دارالعلوم دیوبند کا باقی کون" ۹۷ صفحہ ۱۱۱

و عجیب ہے۔ اس میں تفسیر نعمانی کے مولف پر حکم کفر وارد ہے۔ اعلیٰ حضرت اور حضرت صدر الشریعہ علیہما السلام و
الرضوان وغیرہما کی اس کتاب پر تصدیقات ہیں۔

⑤ النکتہ علی امرآة کلکتہ (۱۳۳۲ھ) — یہ رسالہ مسئلہ اذان سے متعلق ہے۔ جو ۸ صفحات پر مشتمل ہے اس
میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے بیان فرمایا ہے کہ اذان حدود مسجد یا قتلے مسجد میں ہو۔ داخل مسجد مکروہ و منوع
ہے۔ یہی ائمہ کرام کی تصریحات ہیں۔ اور یہی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ حدود مسجد میں مسجد کی دیواریں فصلیں
اور دروازہ سب داخل ہیں۔ اس رسالہ میں حضرت نے ائمہ عظام کی دس تصریحات پیش کی ہیں اور ان کی
روشنی میں اذان سے متعلق علمائے کلکتہ کے شبہہ کو دور فرمایا ہے۔

⑥ صلیم الدیان لقطع جبالہ الشیطان (۱۳۳۲ھ) — مولوی عبدالغفار خاں رام پوری نے اپنی کتاب
آثار المبتدعین میں مسئلہ اذان سے متعلق سو کتابوں کا جھوٹا نام دے کر مسلمانوں کو دھوکا و فریب میں ڈالا
تھا۔ یہ رسالہ اسی کتاب کا پہلا رو ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے اس میں مسئلہ اذان کو اپنی تحقیق و تدقیق سے
ثابت کیا اور مولوی مذکورہ کے جھوٹ سے مسلمانوں کو آگاہ فرمایا۔

⑦ سیف القہار علی جدید الکفار (۱۳۳۲ھ) — یہ کتاب آثار المبتدعین کا دوسرا رو ہے۔ مولوی
عبدالغفار خاں رام پوری نے بریلی شریف کے ایک مطبوعہ قتلوی پر کمال نا فہمی کی۔ اس رسالہ میں اس کی بھر پور
پردہ دری کی گئی ہے۔

⑧ نفی العار عن معائب المولوی عبدالغفار (۱۳۳۲ھ) — یہ رسالہ ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس
میں جمعہ کی اذان ثانی کے متعلق مولوی عبدالغفار خاں رام پوری کی تیسری تحریر کا حضرت مفتی اعظم قدس سرفنے
مدلل رد فرمایا ہے۔ جس میں قاضی عطاء علی صاحب بیسل پوری اور مولوی سید ظہیر حسن صاحب الہ آبادی کی
تحریریں بھی کچھ شامل ہیں۔

⑨ مقتل کذب و کید (۱۳۳۲ھ) — یہ رسالہ ۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں بھی مسئلہ اذان
کے متعلق مولوی عبدالغفار رام پوری کی تحریر کا رد ہے۔

⑩ مقتل الذب و اجہل (۱۳۳۲ھ) — یہ رسالہ بھی مسئلہ اذان سے متعلق ہے جو ۱۶ صفحات پر
مشتمل ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے مولوی عبدالغفار خاں رام پوری کی پانچویں
تحریر کا رد فرمایا ہے۔ اور مولوی صاحب رام پوری کی اس تحریر کو پہلی تحریروں سے بھی زیادہ الذب و اجہل ہونا

اظہارِ شمس کر دیا ہے۔

۱۱) ادخال السنن الى الحنك الحلق بسط البنان (۱۳۳۲ھ) — یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے جو حفظ الایمان کی کفری عبارت کی صفائی میں لکھے گئے رسالہ بسط البنان کا دوسرا رد و جواب ہے۔ اس کے متعلق خود حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں — اس میں تھانوی صاحب سے ایک سو ساٹھ قاصر سوال نہیں (بلکہ) سو بائیس پر ایک سو ساٹھ جبال ہیں۔ چھ سال ہوتے کہ تھانوی صاحب کے یہاں رسد شدہ گیا ہے اور آج تک محمد اللہ لا جواب ہے۔

۱۲) وقایہ اہل السنہ عن مکروہیوں بند و التسنہ (۱۳۳۲ھ) — یہ رسالہ ۸۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ جمعہ میں اذان ثانی کے متعلق کسی کانپوری دیوبندی نے ایک کتاب لکھی تھی۔ اس میں اس کی جہالتوں اور سفاہتوں کا دو حصوں میں رد ہے۔ پہلے حصہ میں حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے اپنے سنی بھائیوں سے گزارش کی ہے کہ وہ ہر بدین گمراہ سے دور رہیں اور ان کو اپنا دینی دشمن سمجھیں۔

۱۳) الہی ضرب بہاہل الحرب (۱۳۳۲ھ) — یہ رد کا دوسرا حصہ ہے جو وقایہ اہل السنہ کے ساتھ ہے اور اس کے مکمل سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ نے دیوبندیوں پر قہر کی بارش کی ہے اور کانپوری تحریر کا بھر پور رد و تلخ فرمایا ہے۔

۱۴) الموت الاحمر علی کل الجنس الاکفر (۱۳۳۴ھ) — بقول نائب مفتی اعظم ہند شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف تاحی صاحب قبلہ امجدی اس کا دوسرا نام ”ہشتاد و نیند و بند بر مکاری دیوبند“ ہے۔ یہ کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں دیوبند کے مسلک پر بھر پور تنقید و تبصرہ کیا گیا ہے۔ اور حق کی حقانیت کو خوب واضح کیا گیا ہے۔ اور مذہب دیوبند پر بڑے ٹھوس اعتراضات اور مضبوط مواخذے کیے گئے ہیں۔ اس کے اندر کل اسی سوالات و مواخذات ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے اور مولوی اسماعیل دہلوی کی فقہی تکفیر کی بحثیں بھی نہایت تحقیق سے پیش کی گئی ہیں۔

۱۵) المفوظ چار حصے (۱۳۳۸ھ) — یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ رب القوی کے علوم و معارف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جو ان کے ارشادات و ہدایات اور کلمات طیبات پر مشتمل ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف نہیں بلکہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے علم و حکمت کے جواہر پارے ہیں جنہیں حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے جمع فرما کر شائع کیا۔

۱۶) القول العجیب فی جواز التثویب (۱۳۳۹ھ) — یہ رسالہ اذان کے بعد صلاۃ و سلام پکارتے کے متعلق چند فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ جو حج کے اعتبار سے تو بہت چھوٹا ہے کہ صرف ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے لیکن مفہیم و معانی کے لحاظ سے نہایت ہی جامع ہے۔

۱۷) الطاری الداری لہفوات عبد الباری (۱۳۳۹ھ) — یہ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی لکھنوی کے درمیان ہونے والی جملہ مراسلت کا مجموعہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے مولانا کو ان کے غلط نظریہ سیاست کے متعلق ۲۲ خطوط لکھے اور انھوں نے جواب میں ۱۶ — حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ نے ان سارے خطوط کو اس کتاب میں جمع فرما کر ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں حسنی پریس بریلی شریف سے تین حصوں میں شائع کیا۔ اور ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء میں شاہ پیر محمود احمد صاحب قادری کی ترتیب جدیدہ اور ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نقشبندی کی تنقیدات و تعاقبات کے ساتھ لاہور سے ایک جلد میں طبع ہوئی جو ۲۳۶ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

۱۸) طرق الہدیٰ والارشاد الی احکام الامارۃ والجهاد (۱۳۳۱ھ) — اس رسالہ میں جہاد و خلافت، ترک موالات، نان کو آپریشن اور قربانی کا وہ وغیرہ کے متعلق چھ سوالات کے جوابات ہیں۔ اس میں صفحہ نمبر کے ساتھ کتاب تذکرۃ الرشید کے وہ جملے بھی جو انگریزوں کی تعریف اور مسلمانوں کی توہین میں کہے گئے ہیں درج ہیں۔ اور اس پر حضرت علامہ ابوالشرف محمد شرف الدین اشرف الجہانسی کا ایمان افروز ۱۳ صفحات پر مشتمل پیش لفظ ہے۔ آخر میں حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی، حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی، شیر بیشہ الہند حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب لکھنوی، حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی مارہروی اور حضرت مولانا حسین رضا قادری نوری بریلوی وغیرہ جلیل القدر مفتیان کرام و علمائے عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کی تصدیقات ہیں۔ یہ رسالہ اس مجموعہ فتاویٰ کے ۵۵۹ سے ۵۸۹ تک پھیلا ہوا ہے۔

۱۹) فصل الخلافہ — یہ رسالہ ۱۳۳۱ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اس کا لقب سوراج در سوراج ہے۔ اس رسالہ میں مسئلہ خلافت اور ترکوں کے ہاتھوں ختم خلافت پر بحث کی گئی ہے۔

۲۰) حجۃ واہرہ بوجوب الحجۃ الحاضرہ (۱۳۳۲ھ) — یہ رسالہ ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ بعض لیڈروں نے حج بیت اللہ سے روکنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی تھی کہ شریف مکہ ظالم ہے۔ اور اس

کے مظالم قرامطہ جیسے ہیں۔ اور اس وقت علمائے حج کی ممانعت فرمائی تھی۔ لہذا اس وقت بھی اس کی نعت ہونی چاہئے۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے اس رسالہ میں اس کا ردِ مبلغ فرمایا۔ اور حج فرض ہونے کے بعد فوراً اس کی ادائیگی واجب ہے۔ اس کو واضح دلائل سے ثابت فرمایا۔

(۲۱) القسورہ علی ادوار الحجر الکفرہ (۱۳۲۲ھ)۔ اس کا لقبی نام "نظر علی روتہ کفر" ہے۔ جس سے ۱۹۲۵ء کا عدد نکلتا ہے۔ اور عرفی نام "سیف الجبار علی کفر زمیندار" ہے۔ اس میں حضرت مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ نے اخبار زمیندار میں شائع ہونے والے مندرجہ ذیل تین کفری اشعار کا ردِ مبلغ فرمایا ہے۔

یہ سچ ہے اس پر خدا کا چلا نہیں قابو مگر ہم اس بت کا فر کو رام کر لیں گے
بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں وہیں پہنچ کے ہم اس سے کلام کر لیں گے
جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی ہی سہی خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے

اس رسالہ پر تمہید حمید حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد رضوی صدر انجمن حزب الاحناف لاہور کی ہے۔ جو بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس فتاویٰ پر حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی حضرت شیر پیشہ سنت مولانا محمد حشمت علی صاحب لکھنوی اور حضرت مولانا مفتی تقدس علی صاحب رضوی بریلوی وغیرہ ۱۹ اکابر اہلسنت کی تصدیقات ہیں۔ اور حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی تائید میں حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب صدر المدرسین شمس العلوم بدایوں، حضرت مولانا مفتی اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ ماہرہ مظہر حضرت مولانا مفتی عبدالکرم صاحب درس السنوی الحنفی مفتی کراچی اور حضرت مولانا مفتی محمد ریحان حسین صاحب مدرس ارشاد العلوم رام پور کے فتاویٰ بھی علمائے اہلسنت کی تصدیقات کے ساتھ آخر میں شامل ہیں۔ یہ رسالہ اس مجموعہ فتاویٰ میں ص ۵۹ سے ص ۶۲ تک پھیلا ہوا ہے۔

(۲۲) سامان بخشش (۱۳۲۷ھ) عرف گلستان نعت نوری (۱۳۵۲ھ)۔ یہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ قدس سرہ کا نعتیہ دیوان ہے۔ جو ۲۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس میں حمد باری تعالیٰ اور نعت و مناقب کے ساتھ غزل و رباعیات بھی ہیں۔ آپ کی شاعری میں جگہ جگہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی کی شاعری کا بھرپور عکس نظر آتا ہے۔ یہ دیوان ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۵۲ھ کے درمیان مکمل ہوا۔ اس لئے حضرت نے دونوں سنوں کے حساب سے اس کا دو نام رکھا۔

(۲۳) طرد الشیطان (عمدة البیان) — اس کے متعلق جناب ڈاکٹر عبد النعیم صاحب عزیز ری رقم طراز ہیں کہ نجدی حکومت نے (حاجیوں پر) جو ٹیکس لگایا تھا اس کے رد میں حضور منشی اعظم قدس سرہ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔

(۲۴) مسائل سماع — یہ رسالہ ۳۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس میں محفل سماع و سرور راگ و رقص اور مزامیر و معازف سے متعلق پہلا جواب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی نے نہایت جامع اور مفصل طور پر تحریر فرمایا ہے جو ۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا جواب حضرت منشی اعظم ہند قدس سرہ نے تحریر فرمایا ہے جو ۱۳ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

(۲۵) مسلک مراد آباد پر معترضانہ رد کارک — حضرت مولانا سید شاہد علی صاحب رام پوری رقم طراز ہیں کہ صولت لائبریری رام پور کی فہرست مطبوعات اردو (مناظرہ فرق) کے ص ۲۲ سطر ۱۱ میں اس کتاب کو حضرت منشی اعظم قدس سرہ کی تصنیف تحریر کیا ہے۔ اندراج ۲۹۷ ہے۔ مگر کتاب طلب کرنے پر نہ مل سکی۔

(۲۶) نہایت السنان (۱۳۳۲ھ) — یہ مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ بسط البنان کا تیسرا رد ہے۔ ادخال السنان کے آخر میں ٹائٹل پر اس رسالہ کا اعلان ہے۔

(۲۷) شفاء العی فی جواب سوال نبوی — اس رسالہ میں کیا تمامی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر عمل ممکن ہے؟ اور کیا اجماع امت و قیاس مجتہدین اصول مذہب سے ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے منکرین کا حکم کیا ہے؟ اور کیا کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے بغیر اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور کیا اہل قرآن و اہل حدیث اہل سنت و جماعت سے ہیں؟ اسی طرح کے بھتی سے آئے ہوئے چند سوالوں کے ایک استفادہ کا جواب ہے۔ جو اس مجموعہ فتاویٰ کے ص ۵۳ سے ص ۸۳ تک پھیلا ہوا ہے۔

(۲۸) الکاوی فی العادی والناوی۔ ۱۳۳۰ھ (۲۹) القم العاصم للذام العاصم۔ ۱۳۳۰ھ (۳۰) نور الفقہاء
بین جنرال الالہ و احزاب الشیطان۔ ۱۳۳۰ھ (۳۱) تنویر الحجج بالتوار الخجہ (۳۲) وہابیہ کی تفسیر بازی (۳۳) الحجج الباہرہ
(۳۴) نور العرفان (۳۵) آرزوی کا مسئلہ۔

یہ آٹھ رسالے حضرت منشی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیفات میں شمار کئے گئے ہیں مگر راقم الحروف کو ان کے متعلق کچھ تعارف حاصل نہ ہو سکے۔

حواشی

(۳۶) کشف ضلال دیوبند (حواشی و تکمیلات الاستاد۔ ۱۳۲۷ھ)۔ یہ کتاب ۱۸۲ صفحات میں ہے جو کہ ۳۶۰ اشعار پر مشتمل اردو میں ایک تھیدہ ہے جسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی نے نظم فرمایا ہے۔ ان اشعار پر حواشی اور ان کی شرح حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر فرمائی ہے۔

(۳۷) حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد اول۔ حضرت مولانا مفتی محمد اعظم صاحب رضوی شیخ الحدیث مظہر اسلام بڑیلی شریف کی روایت کے مطابق یہ حاشیہ حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہی کا تحریر فرمودہ ہے۔

(۳۸) حاشیہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم۔ یہ ترتیب جدید کے لحاظ سے ہے۔ اور سابق ترتیب کے اعتبار سے یہ جلد چہارم کا حاشیہ ہے۔ اس لئے کہ موجودہ جلد پنجم کے ۳ پرلوں تحریر ہے۔ العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ کی ۱۲ مجلدات سے کتاب النکاح کا حصہ چہارم تصحیح و اضافہ فوائد فقیر ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمن محمد مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری رضوی نور اللہ انور الصوری والمعنوی وحق امہ اصلاح عملہ۔

نوٹ۔ بعض لوگوں نے فتاویٰ رضویہ جلد دوم کی ترتیب حضرت مفتی اعظم کی طرف منسوب کی ہے مگر وہ صحیح نہیں۔ شارح بخاری فقیہ عصر حضرت مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی تحریر فرماتے ہیں۔ کسی نے فتاویٰ رضویہ جلد دوم کی ترتیب بھی حضرت مفتی اعظم ہند کی طرف منسوب کر دی جبکہ یہ کام حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کا ہے۔ حضرت صدر الشریعہ نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جب میں اجیر جانے لگا تو کچھ کاغذ مطبع اہلسنت میں موجود تھا۔ میں نے جلدی جلدی فتاویٰ رضویہ جلد دوم کو مرتب کیا اور پھپھو اڈیا۔ عجلت میں نہ فہرست بنا سکا اور نہ فوائد لکھ سکا۔ ٹائپل رہ گیا جسے حضرت جیلانی میاں نے پھپھو کر اس کے ساتھ لگا دیا۔

(۳۹) حاشیہ تفسیر احمدی۔ (۴۰) حاشیہ فتاویٰ عزیزہ۔ بقول حضرت مفتی محمد اعظم صاحب رضوی شیخ الحدیث مظہر اسلام یہ دونوں حاشیے رضوی دارالافتاء بریلی میں قلمی موجود ہیں۔

نوٹ۔ تصنیفات و حواشی کے یہ تعارف کتاب مفتی اعظم ہند وان کے خلفاء اور انوار مفتی اعظم سے

محترم جناب قربان علی صاحب حامدی بیسل پوری اور جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب کی کوششوں سے جب فتاویٰ مصطفویہ حصہ اول و دوم مکتبۃ الرضا بیسل پور ضلع سلی بھیت سے پہلی بار طبع ہو کر منظر عام پر آئے تو انھیں دیکھ کر بے انتہا افسوس اور بے پایاں رنج ہوا کہ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلفار اور ان کے مریدین و معتقدین نے ان علمی جواہر پاروں کے ساتھ بڑی بے اعتنائی اور لاپرواہی سے کام لیا ہے ورنہ یہ فتاویٰ اتنی خراب کتابت، لیتھو طباعت اور معمولی کاغذ پر نہ طبع ہوتے۔ انھیں دیکھ بھی حضرت کے مالدار مریدوں کو غیرت نہیں آتی یہاں تک کہ میرا حصہ بھی پہلے دو حصوں کی طرح انھیں مجبوراً خراب ہی چھپوانا پڑا۔ جنھیں کسی کو دکھا کر یہ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ یہ حضور مفتی اعظم ہند کے فتاویٰ ہی اس لئے میری بہت دنوں سے تمنائھی کہ حضرت کے فتاویٰ ان کی شان کے لائق ابھی کتابت اور مچھاری طباعت کے ساتھ عمدہ کاغذ پر طبع ہو جائیں۔ اس سلسلے میں ہم نے کئی لوگوں سے کوششیں کیں یہاں تک کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے ایسے مالدار مریدوں پر دباؤ بھی ڈالا جو اپنے آپ کو حضرت کا بہت بڑا شیدائی و قدرائی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن ان میں کوئی بھی فتاویٰ مصطفویہ چھپوانے کے لئے تیار نہ ہوا۔

یہ بہت بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت مفتی اعظم قبلہ کے عرس میں کھانے پینے اور اسٹیج کی سجاوٹ وغیرہ پر چالیس پچاس ہزار بلکہ لاکھ دو لاکھ تک خرچ کر دینا ان کے مریدین کے لئے کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن جب حضرت کی کوئی تصنیف چھپوانے کے لئے ان سے کہا جاتا ہے تو یہ بات ان کے حلق سے نہیں اترتی۔

فتاویٰ مصطفویہ اعلیٰ یہاں پر چھپوانے کے لئے رضا اکیڈمی ممبئی کے فعال و متحرک سکریٹری جناب الحاج محمد سعید صاحب نوری سے بھی ہم نے کہا مگر جب ان کی طرف سے بھی خاموشی رہی تو ہمیں سخت حیرت ہوئی کہ وہ رضا اکیڈمی کی طرف سے بہت سی کتابیں چھپوا کر مفت بھی تقسیم کرتے رہتے ہیں تو اپنے پیرو مشد کے فتاویٰ چھپوانے کے لئے کیوں نہیں تیار ہوتے۔ یہاں تک کہ مجھے ان سے ایک طرح کا ملال ہو گیا۔

پھر جب ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸ء کو رضا اکیڈمی کی جانب سے امام احمد رضا ایوارڈ لینے کے لئے ہم جنتی گئے تو فتاویٰ مصطفویہ نہ چھپوانے کی وجہ ان سے دریافت کی۔ انھوں نے کہا کہ فلاں مفتی صاحب کا مشورہ ہے کہ اس کتاب کی ساری عربی عبارتوں کا اردو ترجمہ ہو جائے اس کے بعد طبع ہو۔ ہم نے کہا جس

طرح فتاویٰ رضویہ کی ساری جلدیں پہلے اپنی اصلی حالت پر چھپ گئیں اور اب وہ عربی عبارتوں کے اردو ترجمہ کے ساتھ طبع ہو رہی ہیں۔ اسی طرح اصل فتاویٰ مصطفویہ آپ ترتیب جدید کے ساتھ اعلیٰ بیانے پر چھپو ادیں۔ پھر بعد میں ان کی عربی عبارتوں کا ترجمہ ہوتا ہے گا۔

بخدمہ تعالیٰ یہ بات ان کی سمجھ میں آگئی۔ انہوں نے کہا اس کے چھپوانے پر تو ہم سے خرچ کر سکتے ہیں لیکن ہم کوئی علمی کام نہیں کر سکتے۔ اس کے جواب میں ہم نے کہا کہ ترتیب جدید اور اس کی کتابت کی تصحیح وغیرہ کا سارا کام مرکز تربیت افتاء اور جھانگ سے فی سبیل اللہ ہو جائے گا۔

واپسی میں اس کے تینوں حصے وہ ہمیں اسٹیشن بھیجو دتے۔ وطن پہنچ کر دارالافتاء امجدیہ کے بہت ضروری کاموں سے فارغ ہو کر کتابت کی غلطیاں صحیح کرنے کے لئے ہم نے اس کو بغور پڑھنا شروع کر دیا۔ ۶ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ دن میں ۱۰ بجے اس کا کچھ مطالعہ کرنے کے بعد ہم سو رہے تھے تو خواب دیکھا کہ حضور مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ دارالافتاء امجدیہ اور جھانگ میں تشریف لائے ہیں اور بہت خوش ہیں۔

جب خواب سے بیدار ہوتے تو اس کی مسرت انرا کیفیت سے ہم شراہور تھے۔ خواب کی تعبیر بالکل ظاہر ہے کہ حضرت ہمارے اس کام سے بہت مسرور ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے فتاویٰ نئی آنے بان کے ساتھ طبع ہو جائیں۔

اس مبارک خواب نے ہمارے کام میں تیزی پیدا کر دی۔ کتابت پرانے انداز کی تھی ہم نے جدید طرز کے طور پر جگہ جگہ اس میں پیرابندی کی۔ عزیزم مولانا مفتی محمد ابراہیم احمد امجدی نے ہماری نگرانی میں نئی ترتیب سے اس کو آراستہ کیا۔ اور آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، اقوال فقہاء اور افکار ائمہ کو ٹری محنت و جانفشانی کے ساتھ حوالوں سے مزین کیا۔ اس کام کے لئے علمیہ لائبریری جمہد شاہی کا دو بار انھیں سقر بھی کرنا پڑا۔ ہم نے اس کی فہرست تیار کی اور کاتب کامکان چونکہ او جھانگ سے دور ہے اس لئے بار بار وہاں جانے آنے کی دشواریوں اور طرح طرح کی پریشانیوں سے گزرنے کے بعد اس کی کتابت مکمل ہوئی۔ پھر الحاج محمد سعید صاحب نوری کے اہتمام اور رضا اکیڈمی بمبئی کے خرچ سے طبع ہو کر یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں آئی۔

کتابت مکمل ہونے کے بعد جو فتاویٰ موصول ہوئے وہ ضمیمہ کے تحت اس مجموعہ میں شامل

کئے گئے ہیں اور مبادیات کے صفحات اصل کتاب سے الگ کر دیئے گئے ہیں تاکہ ضرورت پر ان میں بہتر
حذف و اضافہ کیا جاسکے۔ پرانی طباعت اور نئی کتابت کے اغلاط کی تصحیح کے لئے پوری کتاب تین بار
پڑھی گئی۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو آگاہ کیا جائے۔ آئندہ اڈیشن میں اسے صحیح کر دیا جائے گا۔

جناب صوفی قربان علی صاحب حامدی اور جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب بیسل پوری کہ جن کی
کوششوں سے حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ کے کچھ فتاویٰ کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ اور وہ تمام حضرات کہ
جنہوں نے فتاویٰ مصطفویہ کی ترتیب قدیم و جدید میں کسی طرح کا بھی تعاون پیش کیا۔ خدائے عزوجل ان
سب کو اجر جزیل و جزائے جلیل سے سرفراز فرمائے۔ اور رضا اکیڈمی بمبئی کے بانی الحاج محمد سعید صاحب نوری
اور اس کے جملہ اراکین و معاونین کی ساری دینی و ملی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے اور انہیں حضرت
مفتی اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ساری تصنیفات کو زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی توفیق رفیع
بخشے۔ آمین بجز مہ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

جلال الدین احمد امجدی

۲۲ رزوالحجہ ۱۴۲۰ھ

۲۹ مارچ ۲۰۰۰ء

تعارف مصنف

از حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی
صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ولادت مرجع العلماء والفقہار سیدی حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قیلہ نور اللہ مرقدہ کی ولادت باسعادت ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ صبح صادق کے وقت بریلی شریف میں ہوئی۔

پیدائشی نام محمد عرف مصطفیٰ رضا ہے۔ مرشد برحق حضرت شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ نے آل الرحمن ابوالبرکات نام تجویز فرمایا اور پچھ ماہ کی عمر میں بریلی شریف تشریف لاکر جملہ سلاسل عالیہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی اور سناٹھری امام احمد رضا قدس سرہ کو یہ بشارت عظمیٰ سنانی کہ

یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ وہی

حصول علم سخن آموزی کی منزل طے کرنے کے بعد آپ کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا اور آپ نے جملہ علوم و فنون اپنے والد ماجد سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ۔ برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ

محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان۔ استاذ الاساتذہ علامہ شاہ رحمہ اہی منگلوری۔ شیخ العلماء علامہ شاہ سید بشیر احمد علی گڑھی۔ شمس العلماء علامہ ظہیر الحسنین فاروقی رام پوری سے حاصل کیے اور ۱۸ سال کی عمر میں تقریباً پچیس علوم و فنون حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

تدریس فراغت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف ہی میں مسند درس و تدریس کو رونق بخشی۔ تقریباً تیس سال تک علم و حکمت کے دریا بہاتے۔ برصغیر پاک و ہند کی اکثر درس گاہیں آپ کے تلامذہ و مستفیدین سے مالا مال ہیں۔

تلامذہ

بعض مشہور تلامذہ کرام کے اسماء اس طرح ہیں جو بجائے خود استاذ الاساتذہ شمار کئے جاتے ہیں۔
 (۱) شیرین بیگم اہلسنت حضرت علامہ محمد شہدائت علی خاں صاحب قبلہ قدس سرہ (۲) محدث اعظم پاکستان
 حضرت علامہ مفتی سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان (۳) فقیہ عصر مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں صاحب بریلوی
 شریف علیہ الرحمۃ والرضوان (۴) فقیہ عصر شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی دامت برکاتہم۔
 مستفیدین اور درس افتار کے تلامذہ کی فہرست نہایت طویل ہے جن کے احاطہ کی اس مختصر گنجائش
 نہیں۔ صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ آسمان افتار کے آفتاب و ماہتاب بن کر چمکنے والے مفتیان عظام اسی بھقوی
 شخصیت کے نوان کرم کے خوشہ ہیں رہے جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضور مفتی اعظم
 ہند کو افتار جیسے وسیع و عظیم فن میں ایسا تبحر اور یدِ طولیٰ حاصل تھا کہ ان کے دامن فضل و کرم سے وابستہ ہو کر
 ذرے ماہتاب بن گئے۔

درس افتار فن افتار کی مثالی تعلیم کا خاکہ خود تلامذہ ہی کی زبانی سنئے: نائب مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شریف الحق
 صاحب امجدی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں۔

”میں گیارہ سال تین ماہ خدمت میں رہا۔ اس مدت میں چوبیس ہزار مسائل لکھے جن میں کم از کم دس ہزار
 وہ ہیں جن پر حضور مفتی اعظم کی تصحیح و تصدیق ہے۔ میں گھسا پٹا نہیں۔ بہت سوچ سمجھ کر جانچ تول کر مسئلہ لکھتا۔ مگر
 واہ رے مفتی اعظم اگر ذرا بھی غلطی ہے۔ یا لوج ہے یا بے ربطی ہے یا تعبیر غیر مناسب ہے یا سوال کے ماحول کے
 مطابق جواب میں کمی بیشی ہے یا کہیں سے کوئی غلط آئی کا ذرا سا بھی اندیشہ ہے تو فوراً اس پر تنبیہ فرماتے اور اصلاح
 اصلاح تنقید آسان ہے مگر اصلاح دشوار، مگر ستر سال مفتی اعظم کا دماغ اور علم ایسا جواں تھا کہ تنقید کے بعد فوراً
 اصلاح فرمادیتے اور ایسی اصلاح کہ پھر قلم ٹوٹ کر رہ جاتا۔ بار بار ایسا ہوتا کہ حکم کی تائید میں کوئی عبارت نہ ملتی تو میں اپنی
 صواب دید سے حکم لکھ دیتا۔ کبھی دو روز کی عبارت سے تائید لانا۔ مگر مفتی اعظم ان کتابوں کی عبارتیں جو دراز افتار
 میں نہ تھیں زبانی لکھوادیتے۔ میں حیران رہ جاتا۔ یا اللہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے نہیں۔ یہ عبارتیں زبانی کیسے یاد ہیں۔
 مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب پورنوی رقم طراز ہیں۔“

آپ درس افتار میں محض نفس حکم سے آگاہ نہیں فرماتے بلکہ اس کے مال و ماحول کے تمام نشیب و فراز و
 نشین کراتے پہلے آیات و احادیث سے استدلال فرماتے پھر اصول فقہ سے اس کی تائید دکھاتے اور پھر قواعد کلیہ
 کی روشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتب فقہ سے جزئیات پیش فرماتے۔ پھر مزید اطمینان کے لئے فتاویٰ رضویہ سے

امام احمد رضا کا ارشاد نقل فرماتے۔ وغیرہ وغیرہ۔
یہ اقتباس آپ کی شان فقہیت اور کمال تبحر کا بین ثبوت اور اس بات کا روشن بیان ہے کہ آپ مفتی ہی نہیں بلکہ مفتی سزا اور فقیہ ہی نہیں بلکہ فقیہ النفس تھے۔

مجاہدانہ زندگی | آپ کی ۹۲ سالہ حیات مبارکہ میں زندگی کے مختلف موڑ آئے کبھی شدھی تحریک کا قلع قمع کرنے کے لئے جماعت رضائے مصطفیٰ کی صدارت فرمائی اور باطل پرستوں سے پنجاب آرائی کے لئے سر سے کفن باندھ کر میدان خاڑنار میں کود پڑے، لاکھوں انسانوں کو کلمہ پڑھایا اور بے شمار مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ قیام پاکستان کے نعرے اور خلافت کمیٹی کی آوازیں بھی آپ کے دہریوں میں اٹھیں اور ہزاروں شخصیات اس سے متاثر ہوئیں۔ نس بندی کا طوفان بلا تیز آپ کے آخری دور میں رونما ہوا اور بڑے بڑے ثابت قدم ستر نزل ہو گئے۔ لیکن ہر دور میں آپ استقامت فی الدین کا جیل عظیم بن کر ان حوادث زمانہ کا مقابلہ بخند و پیشانی سے فرماتے رہے۔

وصال | ۱۳ محرم ۱۴۰۲ھ کا دن گذار کر شب کو اب جگر پالیس منٹ پر واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
فتویٰ نویسی کی مدت | آپ کے خاندان کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال سے فتویٰ نویسی کا گراں قدر فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ۱۸۳۱ء میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جہاد امام العلامہ حضرت مفتی رضا علی خاں صاحب قدس سرہ نے بریلی کی سر زمین پر مسند افتخار کی بنیاد رکھی۔ پھر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد حضرت علامہ مفتی نعیمی علی خاں صاحب قدس سرہ نے یہ فریضہ انجام دیا اور متحدہ پاک و ہند کے جلیل القدر علماء میں آپ کو سرفہرست مقام حاصل تھا۔ ان کے بعد امام احمد رضا قدس سرہ نے تقریباً نصف صدی تک علوم و معارف کے دریا بہاتے اور فضل و کمال کے ایسے جوہر دکھائے کہ علماء ہند ہی نہیں بلکہ فقہاء عربین طیبین سے بھی خراج تحسین وصول کیا اور سب نے بالاتفاق چودہویں صدی کا مجدد اعظم تسلیم کیا۔

آپ کے وصال اقدس کے بعد آپ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام نے اس منصب کو زینت بخشی اور پھر اقاعدہ سیدنا حضور مفتی اعظم کو یہ عہدہ تفویض ہوا جس کا آغاز خود امام احمد رضا کی حیات طیبہ ہی میں ہو چکا تھا کہ آپ نے مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ نو عمری کے زمانے میں بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کئے تھے فرمایا تھا۔ تو اس سے متاثر ہو کر امام احمد رضا نے فتویٰ نویسی کی عام اجازت مرحمت فرمادی اور مہربانوا کر بھی مرحمت فرمائی جس پر یہ عبارت کندہ تھی۔

”ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمن محمد عرف مصطفیٰ رضا“

یہ مہر دینی شعور کی سند اور اصابت فکر کا اعلان تھی۔ بلکہ خود امام احمد رضا نے جب پورے ہندوستان کے لئے دارالافتاء شرعی کا قیام فرمایا تو قاضی مفتی کا منصب صدر الشریعہ مفتی اعظم ہند اور مفتی برہان الحق مجبل پوری قدرت اسرار ہم کو عطا فرمایا۔

غرض کہ آپ نے نصف صدی سے زیادہ مدت تک لاکھوں فتاویٰ لکھے۔ اہل ہند و پاک اپنے الجھے ہوئے مسائل آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے اور ہر پید ہونے والے مسئلہ میں فیصلہ کے لئے نگاہیں آپ ہی کی طرف اٹھتی تھیں۔ آپ کے فتاویٰ کا وہ ذخیرہ محفوظانہ رہ سکا اور نہ آج وہ اپنی ضخامت و مجلدات کے اعتبار سے دوسرا فتاویٰ رضویہ ہوتا۔

یہ بھی عالی مرتبت الحاج قربان علی صاحب کی محنت و لگن اور تلاش و جستجو کا نتیجہ و ثمرہ ہے کہ آپ نے جو کچھ جو اہر بارے ڈھونڈ نکالے اور ان کو شائع کر کے ہم سب پر احسان عظیم فرمایا اور نہ اس ذخیرہ سے شاید امت مسلمہ کو کچھ بھی ہاتھ نہ آتا۔

پوری کتاب حقائق و دقائق کا خزینہ اور علوم و معارف کا ذخیرہ ہے۔ بعض فتاویٰ اگرچہ مختصر ہیں لیکن نہایت جامع اور بعض پر سیر حاصل گفتگو کر کے کلام کو نہایت تکمیل پہنچا دیا ہے۔ انداز بیان نہایت عام فہم لیکن دلائل کے فراوانی اور براہین کی کثرت ایسی کہ بیشتر مقامات پر شبہہ ہوتا ہے کہ یہ قلم تو مجدد اعظم امام احمد رضا کا ہے۔ گویا آپ کے فتاویٰ ”الولد سہ لایہ“ کی سچی تصویر اور روشن تفسیر ہیں۔

فتاویٰ رضویہ جلد پنجم کتاب النکاح باب المحرمات میں ایک فتویٰ حضور مفتی اعظم کا فارسی زبان میں دیکھا تو میں حیران رہ گیا کہ امام احمد رضا کے قلم کی جولانیت و روانی بعینہ اس فتوے میں موجود ہے۔ اور پھر پوچھل شہادتیں اور اپنے مسلک کے اثبات کے ساتھ مخالف کی جہالت و سفاهت کی نقاب کشائی نیز اس کا نہایت دلکش انداز میں رد۔ یہ سب کچھ بلاشبہ حضور مفتی اعظم ہند پر آپ کے والد ماجد امام احمد رضا قدس سرہ کا علمی فیضان تھا کہ ان کی صحبت نے آپ کو مفتی ہی نہیں بلکہ مفتی اعظم اور فقیہ النفس بنا دیا تھا۔

زیر نظر کتاب کے بارے میں کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن قارئین کی مزید دلچسپی کے لئے چند مقامات سے کچھ نشاندہی کر دینا ضروری خیال کیا گیا۔ لہذا ملاحظہ فرمائیں۔

باب جنائز ص ۲۶۲ پر ایک مسئلہ اذان قبر سے متعلق ہے کہ کسی بد عقیدہ نے اس کو علامہ شامی وغیرہ کی عبارات

کو اڑنا کہ بدعت کہا تھا جس سے اس کا مطلب عدم جواز ثابت کرنا تھا۔
حضرت نے اس کی تردید باحسن وجوہ فرمائی اور اس کی جہالت کا پردہ فاش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ
جس کو عدم جواز کی دلیل سمجھا تھا وہ عبارت تو خود جواز کا پتہ دے رہی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں جہل مرکب۔ اور فرقہ
وہابیہ عام طور پر اس دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔

اسی باب جواز میں مسئلہ پر ایک سوال میت کے آگے نعت وغیرہ پڑھتے ہوئے چلنے کے بارے میں ہے
کہ کیا یہ جائز ہے یا نہیں اس کا جواب نہایت طویل اور تحقیق کا بحر ذخار ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب خاص اس
ذکر کی ممانعت شرع مطہر سے ثابت نہیں تو جواز میں شرک نہیں۔ بلکہ یہ فعل بدعت حسنہ لمحق بالسنہ ہے کہ اختلاف زمان
و مکان سے بہت احکام بدل جاتے ہیں۔ پھر بدعت سے متعلق تفصیلات درج فرمائیں اور تحقیق ادا کر دیا بعض
متقدمین علماء کہ اس فعل کو مکروہ لکھ چکے تھے ان کے اقوال کی توجیہ و تاویل اور پھر اس پر فقہانہ بحث۔ یہ تمام چیزیں
دیکھ کر بے ساختہ کہا جاتا ہے گا کہ بلاشبہ آپ منصب افتار کے عظیم مرتبہ پر فائز تھے۔

حضور اباحت کے باب میں مسئلہ پر ایک سوال ہے بسا اوقات امام اعظم کے قول کے سوال امام ابو یوسف یا
امام محمد کے قول پر فتویٰ ہوتا ہے جبکہ ہم امام اعظم کے مقلد ہیں۔ تو یہ کیوں کر درست ہے۔

یہ اہم سوال امام احمد رضا کی خدمت میں بھی پیش ہوا تھا۔ اور آپ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ
احلی الاعلام مسمولہ فتاویٰ رضویہ جلد اول تصنیف فرمایا اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا
ہے کہ صاحب بحسب نے فرمایا کہ یہ ایسا عظیم اشکال ہے کہ ایک طویل زمانہ تک میرے ذہن میں رہا۔ میں اس کا جواب
معلوم نہ کر سکا مگر اب ائمہ کے کلام سے میرے ذہن میں آیا۔ اس مسئلہ پر امام احمد رضا نے تحقیق دقیق کے دریا بہائے۔
لیکن وہ تحقیق ایسی فاضلانہ و مجتہدانہ ہے کہ عوام تو عوام اکثر فضلاء زمانہ کی فہم سے بھی بالاتر ہے۔

حضور مفتی اعظم نے اپنے فتویٰ میں جو عطر تحقیق پیش فرمایا وہ سمندر کو گوزے میں بھر دینے کی اعلیٰ مثال ہے۔
فرماتے ہیں۔ فتویٰ ہمیشہ قول امام پر ہوتا ہے۔ ان کے اصحاب کے اقوال پر کبھی فتویٰ ہونا درحقیقت قول امام ہی پر
فتویٰ ہے کہ قول دو طرح پر ہے۔ صوری و ضروری۔ تو گمانہ کا قول مفتی بہ اگرچہ امام کا قول صوری نہیں لیکن ضمنی ضروری
ہے کیونکہ وہ امام ہی کے اصول پر متفرع ہے۔ پھر مثالوں کے ذریعہ اس کی توضیح اور شواہد کے ذریعہ اس کی توثیق
فرما کر اس عظیم واہم مسئلہ کی ایسی وضاحت فرمادی کہ کوئی گوشہ آتشہ تحقیق نہ چھوڑا۔

۵۲ پر ایک سوال امام احمد رضا کے ایک مصرع۔ یاد حضور کی قسم غفلت عیش ہے تم۔ سے متعلق ہے کہ ذات

وصفات باری تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم کھانا مکروہ ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت نے یہ قسم کیوں یاد فرمائی۔
جواب میں نہایت تفصیل اور مختلف حیثیات سے اس کا اثبات ہے لیکن ایک گوشہ اس طرح ہے کہ یا اچھنڈ
ذکر رسول ہے اور ذکر رسول بلاشبہہ ذکر خدا ہے اور ذکر خدا صفت باری تعالیٰ ہے تو لا محالہ یہ صفت باری کی قسم ہونی اور
یہ جائز۔ لہذا اعتراض بے محل اور معترض کے فہم کا قصور ہے۔ یہ تو چند مثالیں۔ مشتے نمونہ از خردارے۔ کے قبیل سے
ہیں۔ ورنہ پوری کتاب پڑھ کر یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب علم و فن اور فقہ و فتاویٰ کا ایک مہکتا ہوا گلشن
ہے۔

مولیٰ تعالیٰ حضور مفتی اعظم کے علمی فیضان سے ہم سب کو سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وصلی

اللہ علیہ والہ وسلم۔

محمد حنیف خاں نوری
جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

نقش سراپا حضور مفتی اعظم ہند

از حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی رام پوری

گورا مکھڑا جلوے جس پر آ کر پھر جاتے ہیں
اوتھم کو بھی ہم صورت، ایک ایسی دکھاتے ہیں

لباس نورانی — سیرت نورانی — صورت نورانی — رنگت سرخی مائل سفید — قد میانہ
بدن — نحیف — سر بڑا گول، اس پر عمامہ کی بہار — چہرہ — گول، روشن و تابناک، نور برسنا ہوا، جسے دیکھ
کر خدا کی یاد آجاتے — پیشانی کشادہ بلند، تقدس کے آثار لے ہوئے — بھوس — گنجان ہالہ لے ہوئے —
پلکیں گھنی، بالکل سفید، بالزنا — آنکھیں بڑی بڑی، کالی چمکدار گہرائی و گیرائی لے — رخسار — بھرے بھرے گداز
روشن، جلال و جمال کا آئینہ — ناک — متوسط قدرے اٹھی ہوئی — مونچھ نہ بہت پست نہ اٹھی ہوئی —
لب — پتلے گلاب کی پتی کی طرح، تبسم کے آثار لے ہوئے — دندان — چھوٹے چھوٹے ہموار اور موتیوں کی
لڑی کی طرح جب تبسم بریزے ہوئے — کان — متناسب قدرے درازی لے ہوئے — گردن — معتدل —
سینہ — فراخ کچھ روئیں لے ہوئے — کمر — خمیدہ مائل — ہاتھ — لمبے لمبے جو سخاوت و فیاضی میں ضرب المثل
— کلاٹیاں — چوڑی روئیں دار — ہتھیلیاں — بھری ہوئی گداز — انگلیاں — لمبی لمبی، موزوں و کشادہ —
— پاؤں — متوسط — اڑیاں — گول، موزوں —

لباس

ٹوپی — دوپٹی گڑھی ہوئی — عمامہ بڑے عرض کا زیادہ تر سفید، بادامی — پوشاک — کرا کا دالہ
اس پر صدری، جبہ — پاجامہ — چھوٹی مہری کا علی گڑھی — جوتا — ناگرہ، بے پوری — چھڑی — سینگ
یا لکڑی کی —

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲	ایک پیر نے کہا قرآن چالیس پارہ تھا اس پارہ فقیروں نے چٹ لیا تھا اگر کوئی اپنے کو رسول بالمعنی القاصد کہے تو؟	۱	کتاب الایمان عقیدے کا بیان
۳۲	جو باعث سوراہب الفاظ کے اطلاق کو حضور طیبہ الصلوٰۃ والسلام پر اپنا ایمان سمجھے، مصوفیائے کرام کو فرقہ عالیہ بنا کر ان کو ابن سبہ ہودی کا آئینہ انخاص کہے، مصوفیہ انخصوصاً وجودیہ عظام کے کلمات کو نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھے، اطاعت رسول کو اطاعت اللہ سمجھے، آیتوں اور حدیثوں کے معانی غلط لکھ کر اور مولویوں کا نام مجسومی لکھ کر مسلمانوں کو دھوکا دے اور فتویٰ لکھ کر مولویوں کا جعلی دستخط کر کے مسلمانوں کو فریب دے۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۱۳	بحر الرائق کی عبارت لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا یتعد ویکن کا جواب از ص ۱۳ تا ص ۱۴ کیا اصول کے دائمی وابدی ہونے سے عالم و نظام عالم ابدی ودائم ہو جائیں گے؟ جو کہے ہندو بتوں کو بھدہ کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ وہ پتھر پر پانی پھول چڑھا کر بہاؤ کو پہنچاتا ہے اور ہم حج میں کعبہ کو کنگری مار کر شیطا کو پہنچاتے ہیں۔ تو کیا حکم ہے؟ کہا میں آریہ ہو جاؤں گا کیا اس پر کفر کا فتویٰ دینا اور بیوی کا نکاح سے نکل جانے کا حکم کرنا صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو اس پر شور و غوغا مچانے والا کون ہے؟
۳۳	غیوب خمسہ کا علم اگر حضور کو دیا گیا ہے تو کیا اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے؟	۱۳	کہا میں آریہ ہو جاؤں گا کیا اس پر کفر کا فتویٰ دینا اور بیوی کا نکاح سے نکل جانے کا حکم کرنا صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو اس پر شور و غوغا مچانے والا کون ہے؟
۳۴	حدیث معراج میں ہے فعلت ما فی السموات والارض من توہم عن واقعات کے بتانے میں وحی کا انتظار کیوں؟	۱۳	چوب لفظ کفری معنی میں ظاہر ہو تو نیت کا اعتبار نہیں۔ علمائے اس سے چکے اقوال پر بھی حکم کو لڑایا۔ کفر کے سبب عورت نکاح سے نکل جائے تو نکاح جدید کے لئے بھی جدید ہوگا۔
۳۴	زید کہتا ہے حضور کا علم غیب عطا ہی تھا اور وہ حادث ہیں۔ اور عمر کہتا ہے حضور کا علم غیب بالذات ہے اور وہ قدیم ہیں۔ تو ان میں کون حق پر ہے؟	۱۵	جمہور نے کہا کہ خدا کا کلام نہیں اسے کیا کیا دلیل پیش کی جائیں؟ امام کے پاس کافر مسلمان کرنے کی فرض سے لائی گئی۔ انھوں نے کہا بے حد تڑپا تو امام کے لئے حکم ہے؟ اور کیا بعد اسلام نیا نسل فرض ہے؟ اس فتویٰ پر حضرت عبدالاسلام محمد صمدی نے فرمایا اللہ کی تصدیق۔ مدعی سنیت کے ایسے یہودہ اقوال کا رد جو واضح کادین و ایمان کے مسلمانوں کو کافر بنا دیا ہے؟ کیا وہابی مسلمان ہیں؟ اور کیا کسی کو بڑ نہیں کہنا چاہئے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے؟
۳۴	مہتر قوم کے لوگ جو شہنائی اور ڈکڑ بجاتے ہیں، جو تک لگاتے ہیں اور عورتوں کی نانت بٹاتے ہیں، حرام نانت سے سوپ وغیرہ بنا تے ہیں، ان کی عورتوں پر ہر قوم کے یہاں غلیظا بٹھانے ہائی ہیں اور ان کے یہاں سے جان نمانا کھانا کھانا کھاتی کھاتی ہیں، مندروں کا چڑھا جاتی لاتے اور استعمال کرتے ہیں، ان کے مردوں کو غسل دینے کے لئے کوئی مسلمان نہیں جاتا، ان کے یہاں نغذیہ تازا اور فائزہ میلا د نہیں ہوتی اور نہ توہم خونی ہوتی ہے، کسی مسلمان کے یہاں ان کی زبان کے یہاں کسی مسلمان کی آمد و رفت نہیں ہوتی، ان کی برادری میں جو مسلمان ہو کر پیشانیانہ نہ کہے لوگ اسے چھوڑ دیتے ہیں، ان کے یہاں مردوں کے نام پچھوڑھوڑے وغیرہ اور عورتوں کے نام جگیا اونگی وغیرہ کیا ایسی ہر قوم مسلمان کہی جا سکتی ہے اور کیا وہ مسجد میں مسلمان نمازیوں کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟	۱۵	۳۱

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۵	ایک شخص سے نماز کے لئے کہا گیا تو اس نے جواب دیا معاف کیجئے مجھ سے نماز کی پابندی نہیں ہو سکتی۔ پھر یہ کہا بہت سے لوگ توکل خدا پر رہ گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ تو کیا حکم ہے؟	۴۷	امام نے کہا قرأت سیکھنا جگر ہے۔ تو اس کے لئے کیا حکم ہے اور اسے امام بنانا کیسا ہے اور وہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے سر اٹھ کر بیٹھے کو منع کرنا ہے اور امام سے مغرب و عشا میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کو کہتا ہے۔ تو اس کے ان اقوال کا حکم کیا ہے؟
۸۶	کیا کافر کو کافر نہیں کہنا چاہئے؟ اور وہ کون کون سے شہر مذہب میں جن کے افراد کو کافر سمجھا جاسکے؟	۴۸	جو کہے کہ خدا کو حاضر نظر کرنے والا گمراہ ہے اور یہ کہے کہ اولیاء کرام کی پوری قبروں میں ان کے ساتھ رہتی ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟
۸۷	ایک شخص اپنے کور شیخ احمد گنگوہی کے خلیفہ کا خلیفہ بنا لیا ہے وہ ایک شخص کے یہاں رہتا ہے جو اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بنا لیا ہے اور کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری کمزوری کے سبب مجھ سے نماز معاف کر دی۔ تو ان دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۴۹	افتخار الحق راجحی کی تکفیر بریلوی شریف سے رسالہ پشت خاں میں چھپ کر ملک بھر میں شائع ہوئی۔
۸۹	عبدالقادر و عبدالقادر اور عبدالرزاق جیسے نام والوں کو عبدال چھوڑ کر نام لینا کیسا ہے؟	۵۰	پرنے پر بے شعلی کہا ہے قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں اگر وہ سمجھے تو اس کا قرآن میں خود ہوں تو پیر کا یہ کہنا کیسا ہے؟
۹۱	ذکرا و تحریک کے لئے جس میں ہر قسم کے لوگ شامل ہیں کیا حکم ہے؟	۵۱	جو مولوی یہ کہے کہ نماز میں حضور کا خیال لازماً ہونا چاہئے۔ اگر وہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو یہ اللہ و رسول کی توہین ہے یا نہیں؟ وہ کہتا ہے اگر عوام توڑیں سمجھتے ہیں تو میں تو بے کرنا ہوں۔ تو وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟
۹۱	جس کا عقیدہ شریعت کے مطابق ہو کسی رنج کے سبب اس پر کفر کا فتویٰ دینا کیسا ہے؟	۵۲	حنفی مذہب کے مطابق اشرف علی کو کیا کہنا چاہئے؟
۹۱	مذہب سے بیان لئے بغیر اس کو مرتد قرار دینا کیسا ہے؟	۹۲	لوگ مولوی نے کہا صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں اس کا اسلام کی تمام ضروری باتیں ان میں تفصیلاً نہیں۔ مسلمانوں کو ہرگز اربعہ کی تقلید ضروری ہے۔ جو ان کی تقلید نہ کرے وہ اسلام سے خارج ہے۔ تو کیا مولوی صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے؟ کیا تمانی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر عمل ممکن ہے؟ اور کیا اجماع امت و قیاس مجتہدین اصول مذہب سے نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے منکرین کا حکم کیا ہے؟ اور کیا کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے بغیر اسلام کامل ہو سکتا ہے؟
۹۲	عورت نے کچھری میں اپنے آریہ ہونے کی درخواست دی اس پر شوہر نے اسے طلاق دیدی مگر وہ آریہ نہ ہوتی تو اس پر طلاق چہری کہ نہیں؟	۵۳	اور کیا اہل قرآن و اہل حدیث اہل سنت و جماعت سے ہیں؟
۹۲	ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ہندو ستانیوں کو اب مذہب سے آزاد ہو جانا چاہئے خواہ کوئی سا مذہب رکھتے ہوں حالانکہ اس گروہ میں جس قدر ہندو ہیں وہ اپنے قدیمی مذہب کے بقا کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۵۴	تذہب کے کہ صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں۔ تو کیا اس کے قرآن و حدیث کو ناقص مانا اور کتب فقہ کو اس سے بالاتر مانا؟
۹۳	ہندو کے مشرکانہ میلوں میں تماشائی بن کر باغیض خرید و فروخت نہ کر ہونا کیسا ہے اور ایام دہرو میں نئی دلہن کے لئے مٹھائیاں خرید کر کسرال بھینجا اور کسرال والوں کا اشٹی دہرو منانے کی خاطر نوشہرہ چڑھنا کیسا ہے؟	۵۴	جواب کا دو سرائح
۹۴	دہرو وغیرہ کے میلے میں بلا ضرورت جانا اور وہاں سے بطور تحفہ چیزیں خرید کر لانا اور احباب کو ہدیہ بھیجنا کیسا ہے؟	۸۰	شراب پینا اور ہوا کھینا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے ہے۔ کیا ایسا کرنے والا اسلام سے خارج ہو گیا؟
۹۴	غلط سوال بنا کر اپنے حسب منشا فتویٰ لینا کیسا ہے؟	۸۳	
۹۸	بین طلاق سے کہ غیر طلاق بیوی کے کہنے پر جس کا بائیکاٹ کیا گیا اس سے تعلقات رکھنا کیسا ہے؟		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۸	چند مبہم سوالات کے جوابات۔	۹۸	معمولی بہت پر بے موقع خدا کا واسطہ دینا کیسا؟
۱۲۵	خاکساہان میں ناظم اعلیٰ کے عقائد کو چھوڑ کر اصول میں اس کے اتباع کریں تو؟	۱۰۰	خطا جواب لکھنے والے مفتی پر کیا حکم ہے؟
۱۳۲	تمام جہان اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو حضور مثال کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔	۱۰۱	کسی نے کہا اگر اللہ و رسول نے چاہا فلاں کام ہو جائے گا۔ تو کیا یہ صفات باری تعالیٰ میں شرکت ہیں؟
۱۳۶	جو دارمی منڈائے اور یہ کہ حضور علیہ السلام بھی اگر اس نماز میں ہوتے تو وہ بھی دارمی منڈائے۔ سنیوں کی حیثیت ایک لٹیر جیسی ہے جو اکیس ماہ رمضان میں طمانیہ مگر ٹپ پٹے کیا ایسے شخص کو وراثت دے کر ایم۔ ایل۔ اے وغیرہ بنانا جائز ہے؟	۱۰۳	راج گدی کا جلوس اہل ہندو نکالتے ہیں جس میں اپنے اولادوں کی صورت میں انسان چلتے ہیں۔ ایسے جلوس کے ساتھ چلنا کیسا؟
۱۳۶	کتاب الطہارۃ طہارت کا بیان	۱۰۶	زید نے نصرانی کی دعا کے لئے اشتہار شائع کیا تو؟
۱۳۶	کیا بہار شریعت کا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ اگر حوض دہ درود سے چھوٹا ہے اور کسی شخص نے اس حوض میں بلا دھوئے ہوئے ہاتھ وغیرہ ڈال دیا تو اس پانی سے وضو درست نہ ہوگا جب کہ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے الحدیث والجنیب اذا دخل یدہ فی الانام للاختلاف	۱۰۶	شوہر والی کافر مسلمان ہوئی شوہر اسے کفر کی طرف لوٹائے اندر شیعہ تو اس صورت میں مسلمان سے وہ فوراً نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟
۱۳۶	ولیس علیہا نجاسة لا یفسد الملو الخ	۱۰۶	تین ماہ سے زیادہ ہوا کافر اپنے شوہر سے دوسرے کیا اب وہ مسلمان ہو کر فوراً نکاح کر سکتی ہے؟
۱۳۶	کیا وضو ٹوٹ جاتا ہے؟	۱۰۸	کیا مسلمانوں کی کچھ قومیں رذیل ہیں؟
۱۳۶	غسل کی نیت کیسے غسل کے وقت کیا پڑھا جاتا ہے اور غسل کی پڑا نہیں کرا فضل ہے یا ننگے بدن۔	۱۰۸	اصل اور کماصل کی تعریف کیا ہے؟
۱۳۸	گول گنوں کا دور تقریباً ۳۵ پہ ہاتھ چاہئے۔	۱۰۸	محمد بن عبدالوہاب نجدی، مولوی اسماعیل مہسول، رشید احمد گنگوہی اور نثار نظام احمد قادری وغیرہ سب اولاد کی قومیں رذیل ہیں یا نہیں؟
۱۳۸	حوض نامہ سے دہ درود ہے مگر اوپر سے نہیں تو؟	۱۰۸	اصل طبیب کے اکثر بہیمانہ افراد بد مذہب ہو جاتے تو وہ اولاد کی کونسی کیمیا رذیل کہلانے کی مستحق ہیں؟
۱۳۸	اگر سر کے بال بہت بڑے ہوں تو کیا اس صورت میں بھی پھیسیوں کو پیشانی کی طرف لائے؟	۱۰۸	غایت اللہ مشرقی کے بارے میں کیا حکم ہے جو کچھ شہادت اور نماز و روزہ وغیرہ کو اسلام کی بنیاد نہیں مانتا۔
۱۳۸	حوض دہ درود سے کیا مراد ہے؟ گزیافٹ سے اس کو کتنا لمبا چھوڑا ہونا چاہئے؟	۱۱۰	مشرق کے چند یہودہ اقوال۔
۱۳۹	بیس فٹ میں اچھلنا اور پندرہ فٹ دوپٹے چھڑا کر ایک حوض ہے؟	۱۱۱	مشرق کے بہت اقوال بدتر از احوال ہیں جن کا قائل اور قابل یقینا کافر قادیانی مرتد سے زیادہ ضرر و اکفر۔
		۱۱۲	والدین اگر بے دین یا مرتد ہوں تو کیا ان کا تعقیب طے پر واجب ہے؟
		۱۱۲	کیا مرتد والدین کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے؟
		۱۱۵	غایت اللہ مشرقی اور اس کے اتباع و تحریک کے متعلق کیا حکم ہے؟
		۱۱۵	مشرق کی تصنیف مذکورہ کی چند نگراہ کن عبارتیں۔
		۱۱۵	جو لوگ مشرق کے کفر میں بعد اطلاع شک کریں گے وہ اسلام سے خارج ٹھہریں گے۔
		۱۱۵	آیت کریمہ ولا تقولوا لمن الملقی الخ کا مطلب کیا ہے؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۹	جن پرزکاة فرض ہے اور وہ زکاة نہیں دیتے ایسوں کے پیچھے نماز مکروہ مکرمی واجب الامعاہ ہے کہ پڑھی گناہ اور پھرنی واجب -	۱۳۹	جس کے بیچ میں فوارہ کا کھبا ہے تو وہ وہ درود ہے یا نہیں؟ کتوں کا جتن لپانی نجس ہوا تو جب تک وہ سب نہ نکلے کنواں پاک نہ ہوگا۔
۱۵۷	حضور علیہ السلام کو شروع میں نماز کس نے پڑھائی اور کس امام کے مقلدوں کی پڑھائی؟	۱۴۰	کچھ لوگ حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ کا چھوا کھانے پر پراعتراہن کرتے ہیں تو؟
۱۵۸	رفع یدین اور آمین بالجہ کس موقع پر کہی اور کس موقع پر منہ فرمایا؟	۱۴۱	ناپاک کو مٹا کی تو خنی اندر سے نہیں دھوئی گئی تو؟
۱۵۸	نائب فقہیات میں تعلق بالیقین ہے۔		
۱۵۹	رفع یدین کی حدیث متمسک شوافع کے متعلق اختلف کے چند جوابات۔		
۱۶۲	اذان کے بعد صلاۃ و سلام پکارنا اور قہر بر اذان دینا کیا قرآن وحدث اور حضور یا صحابہ سے ثابت ہے؟		
۱۶۳	جواب کا دو سرا رخ۔		
۱۶۸	ایک امام نے دو مسجدوں میں پوری پوری نماز تراویح پڑھائی اور دونوں میں جمعہ وعید الفطر بھی تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟		
۱۶۹	اور دوسری مسجد والوں کی نمازیں ہوئیں یا نہیں؟		
۱۷۰	کیا فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضا پڑھنا جائز ہے؟		
۱۷۰	بارش کی صورت میں اذان حجہ کے اندر سے پڑھے یا مسجد میں؟		
۱۷۱	کیا جس گہری میں گوڑا لگا ہوا اس کو باندھ کر نماز جائز ہے؟		
۱۷۱	جو صلاۃ پڑھنے پر اعتراض کرے اور کہے مردہ کو پکارتے ہیں اس پر کیا حکم ہے؟		
۱۷۱	کس رنگ کا کپڑا بہن کر نماز مکروہ ہوتی ہے؟		
۱۷۱	کیا عورتیں رنگین کپڑے کو پاک کر کے نماز پڑھیں؟		
۱۷۱	کیا مرد رنگین کپڑی یا کرا استعمال کریں تو پاک کر کے نماز پڑھیں؟		
۱۷۱	اذان کحراب سے داہنی جانب پڑھی جائے یا بائیں جانب؟		
۱۷۱	عیدین میں دعا مانگنا سنت ہے یا مستحب؟ اور خطبہ سے پہلے دعا مانگنے یا بعد میں؟		
۱۷۱	اگر کوئی اہانت کے طور پر دعا کا انکار کرے تو؟		
۱۷۱	امام بعد نماز فجر و عصر پورب یا دکھن منہ کر کے دعا مانگتا ہے اس سے کہا گیا سابق اور بزرگان دین آتر جانب منہ کر کے دعا مانگنا		
۱۷۱	امام کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اتم مساجد کام ترسہ مجھ سے زیادہ ہے اگر اتنا نہ جانو تو میرے برابر ان کو حضور جانو۔ تو اس میں حضور کی توہین ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس کی تحقیر کرتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور اس مقررہ امام کی اجازت کے بغیر دوسرے امام کے پیچھے نماز ہوئی یا نہیں؟		
۱۷۱	امام مذکور بیان کرتا ہے کہ حضور نے اپنے پاؤں کے ورم کو پتھر گرم کر کے سینا اس نے اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو جنگ احد کے دن اسی پتھر سے حضور کا دانت ٹوڑا اور اللہ نے بدل لیا۔ تو اس سے حضور کی توہین ہوتی ہے یا نہیں؟		
۱۷۱	جو چند رکعت تراویح ہونے کے بعد تنہا فرض پڑھ کر تراویح میں شام ہوا وہ تراویح چھوڑ کر ترکی جماعت میں شریک ہو یا پہلے چھوٹی ہوئی تراویح پڑھ کر وتر تنہا پڑھے؟		
۱۷۱	(مفصل تحقیقی جواب از صلاۃ تا صلاۃ ۱۵۶)		
۱۷۱	بوسیدہ ناقابل تلاوت قرآن مجید کے کاغذ کی جو قیمت ہوگی وہی اسقاط کے حساب میں آئے گی اور ایسا قرآن بغرض ایصال ثواب دے تو مقصد حاصل نہ ہوگا۔		
۱۷۱	مستحی کو نہیں دیا گیا تو نماز وغیرہ کا فدیہ صحیح نہ ہوگا۔		
۱۷۱	جو مالک نصاب ہو کر صدقات واجبہ لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔		

کتاب الصلاۃ

نماز کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۰	عید گاہ میں چراغ جلانا کیسا جب کہ متولی وہاں رہتا ہو؟	۱۴۲	کرتے تھے۔ اس پر امام نے کہا اگلے بزرگ سب گمراہ تھے۔ تو ایسے امام کے لئے کیا حکم ہے؟ اور کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟
۱۹۰	دوسرا دو آنکھ والا حافظ موجود ہو۔	۱۴۳	جو شمال و مغرب ہی کی جانب منہ کر کے دعا مانگنا ضروری سمجھتا ہے اور ان دو سمتوں کے علاوہ ناجائز تو اس پر کیا حکم ہے؟
۱۹۱	جمعہ کے دن زوال ہوتا ہے یا نہیں؟	۱۴۵	جو امام کے لئے تکبیر کا سننا شمال و مغرب ہی طرف منہ کر کے ضروری سمجھتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ جنوب کی طرف منہ کر دے تو قطب کی بے ادبی ہوگی اس صورت میں ہم آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے۔ تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟
۱۹۱	کیا جمعہ کی پہلی اذان زوال کے وقت جائز ہے؟	۱۴۵	کیا صرف پانی سے استنجاء ناجائز ہے دھیلا کا استعمال بھی ضروری ہے؟
۱۹۱	کیا جمعہ کے روز زوال کے وقت سنت پڑھ سکتے ہیں؟	۱۴۵	جو ہر جانب منہ کر کے دعا مانگنا جائز سمجھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟
۱۹۱	جمعہ کا خطبہ عربی ہو یا عربی اردو آمیز طویل ہو یا مختصر؟	۱۴۵	جامع مسجد سے بھی بہتر یہی ہے کہ نماز عید کے لئے باہر میدان میں نکلیں باہمی مخالفت کے سبب مسجد کو چھوڑ کر اسی محلہ کے میدان میں عید کی دوسری بھی جماعت کریں تو؟
۱۹۱	بستیں مسجد ہی میں پڑھ سکتے ہیں یا مکان میں بھی؟	۱۴۶	کیا سہانہ و صحرا سے ہر محلہ کا خالی میدان مراد ہے؟
۱۹۱	صف کے درمیان منبر یا ستون آجائے تو صف وہیں کی جائے یا پیچھے ہٹ کر؟	۱۴۹	کیا شہر میں ہر محلہ کے لوگوں کو مسجدیں چھوڑ کر میدانوں میں نماز عید کا حکم ہے؟
۱۹۱	شہر کے مسلمانوں نے قاضی شہر کے مرض موت میں اس کے لڑکے کو قاضی منتخب کیا تو وہ شرعاً قاضی ہو یا نہیں؟	۱۸۰	بجی شہر کے میدانوں میں عید کی نماز کے متعلق چند سوالوں کے جوابات۔
۱۹۳	جس جامع مسجد اور عید گاہ میں نماز جمعہ و عیدین ہوتی رہی قاضی مذکور نے ان کو وہیں ادا کرنے کا دو سال تک اعلان کیا تو اس جامع مسجد اور عید گاہ کے علاوہ دوسری مسجدوں میں جمعہ و عیدین ہو سکتے ہیں یا نہیں؟	۱۸۳	امامت کوئی میراث نہیں جو اہل ہوا سے قوم یا متولی امام بنانے۔
۱۹۳	کیا قاضی کی اجازت کے بغیر محلہ کے لوگ جمعہ قائم کر سکتے ہیں؟	۱۸۳	بیاں ہاتھ کو لھوسے کٹا ہو تو کیا اس کی امامت درست ہے؟
۱۹۳	جس شہر میں قاضی کے حکم سے عید قائم ہو وہاں کے اکثر مسلمان عیدین کی نماز مسجدوں میں پڑھیں تو؟	۱۹۲	حدیث میں ہے ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے تو وہی منزلت والے کے پیچھے نماز کروہ تحریمی کیوں؟ کہ فرضی گناہ اور پرہیز ہو تو مادہ واجب جب کہ اکثر بادشاہان اسلام فاسق ہوتے ہوتے نماز پڑھتے تھے اور لوگ ان کے پیچھے پڑھتے تھے۔
۱۹۳	کیا ایسے شہر میں بلا اجازت قاضی جمعہ و عیدین قائم کرنا گناہ ہے؟	۱۹۲	جماعت یعنی صحت بھی ہوتا ہے اور یعنی صل بھی۔
۱۹۳	کیا قاضی مذکور اولی الامر میں داخل ہے اور امور مذہبی میں اس کی فرمانبرداری فرض ہے؟	۱۹۲	ایک مولوی دوسرا حافظ و قاری مان میں کس کو حق امامت ہے؟
۱۹۳	جو امور مذہبی میں اس کی نافرمانی کرے اس کے لئے کیا حکم ہے؟		
۱۹۳	قاضی کے فرائض منصبی و اختیارات کیا ہیں؟		
۱۹۳	کیا خطیب و مؤذن کی تقرری و تنزیل کا اختیار قاضی کو ہے؟		
۱۹۳	قاضی کی اجازت کے بغیر خطیب یا ائمہ جمعہ و عیدین قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟		
۱۹۳	شاہی خطیب کی اولاد میں سے کوئی بغیر اذن قاضی خطابت کر سکتا ہے کہ نہیں؟		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۷	جن کی بدنماہی حد کفر کو پہنچی ہے جیسے وہابی اور قادیانی ان کے پیچھے نماز باطل ہے۔	۱۹۳	معلوم خطیب کی اولاد میں سے کوئی لائق خطابت نہیں تو کیا قاضی کسی دوسرے اہل کو خطابت پر مقرر کر سکتا ہے؟
۲۰۸	جس نے عالم کو فحش گالیاں دیں کیا اس کے پیچھے نماز ہوگی؟	۱۹۳	کیا خدمات قضا و احتساب موروثی ہیں؟
۲۰۸	منالیں کو ظالمین پڑھنے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں جبکہ وہ عقائد باطل بھی رکھتا ہے۔	۱۹۳	آراضیات و عطیات شاہی جو مشروط خدمت قضا وغیرہ ہیں کیا وہ قابل ارث ہیں؟
۲۰۹	جس کی بدنماہی حد کفر کو پہنچی ہو جیسے وہابی اور قادیانی وغیرہ ان سے سلام و کلام اور راہ و رسم حرام ہے۔	۱۹۵	جو قضا خطابت اور مؤذنی وغیرہ کی خدمات پر مقرر کیا جائے کیا وہی ایسی مشروط خدمت جاہلاد کا مستحق ہے یا فرائض کے مطابق تمام ورثہ بھی؟
۲۱۰	إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا پھر وقت کر کے رکوع کر لیا اور يُذَخِّرُ مَنْ يَشَاءُ أَلَمْ يَسْمَعْ أَذُنًا؟	۱۹۵	اگر مذکورہ آراضیات قابل ارث نہیں اور خطیب وغیرہ کا کوئی رشتہ دار انھیں حکومت سے قابل ارث ٹھہرا کر تقسیم کرے تو؟
۲۱۰	علامت و وقت ق قیل علیہ الوقف کا معنی ہے اور صلی الوصل اولیٰ کا معنی ہے۔	۱۹۵	قاضی یا خطیب وغیرہ کی اولاد خود کو قاضی یا خطیب کہلا سکتی ہے یا نہیں؟
۲۱۰	جو شخص چوری کا سرایافتہ مجرم اور زنا کار ہو اس کے لئے اور اس کی حمایت کرنے والوں پر کیا حکم ہے؟ وہ امامت کے قابل ہے یا نہیں؟	۱۹۵	ایک شخص جنازہ پڑھنا جانتا ہے مگر نہیں پڑھتا۔ کہتا ہے نکاح خوانی کے حقوق مجھے ملیں تب پڑھاؤں گا تو؟
۲۱۰	وہابی اپنے عقائد ہمیشہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں انہیں مسلمانوں کی مسجد میں آنے سے روکا جائے۔	۱۹۶	ظہر کی سنتیں پڑھنے کھڑا ہوا پڑھ چکا تو معلوم ہوا کہ اس نے منہ کی نیت کی تھی تو؟
۲۱۲	آمین اور رفع یدین شوافع کریں تو انھیں منع نہ کیا جائے	۱۹۹	کیا دارمی منڈے کو اذان و صلاۃ اور تکبیر کہنا جائز ہے؟
۲۱۲	کفار مرتدین کو مسجد کی کسی کامبر بنا جانا جائز نہیں۔	۲۰۰	عید گاہ میں منبر کے قریب کچھ قبریں ہیں تو نماز کے لئے کیا حکم ہے؟
۲۱۲	وہابی غیر مقلدین اور شافعی میں کیا فرق ہے؟	۲۰۰	منبر کا کچھ یا اکثر حصہ قبر پر ہو تو کیا نماز میں خرابی آئے گی؟
۲۱۲	سنی مسجد میں وہابی اگر الگ جماعت کریں تو؟	۲۰۱	بعد نماز امام کو کس رخ پر بیٹھ کر دعا مانگنی چاہئے؟
۲۱۳	نمازی اور گزرنے والے کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو حرج نہیں۔	۲۰۲	خطیب نے خطبہ کے درمیان کہا فلاں کو سنت پڑھنے سے روکو۔ تو کیا یہ جائز ہے؟
۲۱۳	حافظہ عورت صرف عورتوں کی جماعت کو تراویح پڑھا سکتی ہے یا نہیں؟	۲۰۳	جو بعد اذان صلاۃ کا منکر ہے اس نے کہا اگر یہ ایسی چیز ہے تو ہم بعد نماز صلاۃ پڑھیں گے۔ پھر وہ ایسا ہی کرتا ہے تو؟
۲۱۳	عورت نیت باندھنے میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے اور پھیلائے	۲۰۵	جو ولا الصلاۃ میں کو ظ کی آواز سے پڑھے اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟
۲۱۳	وانگلیاں کیسے رکھے؟	۲۰۷	مقرر قابل امام موجود ہے تو کیا ملازم پیشہ کی امامت صحیح ہے؟
۲۱۳	عورت رکوع اور سجدے کیسے کرے؟		
۲۱۵	قیام میں عورت ہاتھ کس طرح باندھے؟		
	مقدمی اگر امام سے پہلے تشریف اور درود و دعا سے فارغ ہو		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۷	تحقیق رضوی کہ قنوت نازل قبل رکوع ہی پڑھنا ظاہر ہے	۲۱۵	ہلے تو کیا کہئے؟
۲۲۸	تحقیق رضوی کہ تسبیح رکوع مسنون ہے واجب نہیں۔	۲۱۵	بالغوں کی صف میں بچے شامل ہوں تو؟
۲۲۹	تسبیحات رکوع و سجود میں تین کا عدد سنت اور تسبیح کا ادنیٰ درجہ اور پانچ بار کامل اور سات بار اکمل ہے۔	۲۱۵	تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک ہے؟
۲۲۹	گاؤں میں جمعہ ناجائز ہے اور جہاں ہوتا ہو روکا نہ جائے اور ظہر کی تکبیریں کی جائے۔	۲۱۵	کتنی نماز پڑھنے پر جماعت پانے کا مستحق کہلا آتا ہے؟
۲۳۰	جمعہ سے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ایک فتوے کی تسبیح	۲۱۸	امام کے سلام پھیرنے پر اتنی بلند آواز سے کچھ پڑھنا کہ جس سے مسبوق کی نماز میں خلل ہو کیا حکم ہے؟
۲۳۱	ہندوستان دارالاسلام ہے۔	۲۱۸	بھوٹ بول کر مسلمانوں میں بھوٹ ڈالنے والے کے لئے کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟
۲۳۱	جانکار اگر گاؤں کے جمعہ میں بخوف فتنہ شریک ہو تو اس کا غلط ہونا اور ظہر ادا کرنا ظاہر کر دے اور خود بھی پڑھے۔	۲۱۸	کسی کا بھوٹ ظاہر ہونے پر اس کا نام لے کر یا بغیر نام لے کر لعنة اللہ علی الکتذبین کہنا کیسا؟
		۲۱۹	تراویح میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا اور چوتھی میں سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا تو؟
		۲۱۹	بجالت خطبہ جب حضور طیر السلام کا نام سننے دل میں درود شریف پڑھے زبان نہ ہلے۔ آیت درود سن کر بھی ایسا ہی کرے۔
		۲۲۰	خطبہ میں سوائے عربی اور زبان کا ملانا سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔
		۲۲۱	خطبہ میں ہر وہ بات حرام ہے جو نماز میں حرام ہے۔
		۲۲۱	عید گاہ میں مولوی صاحب نے بچوں کو پیچھے کرنے کا اعلان کیا تو ایک صاحب نے کہا ہمارا بچہ نہیں ہے گا ایسے مولویوں کو ہم نے بہت دیکھا ہے تو اس میں حکم شرع کی مخالفت اور توہین علماء ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟
		۲۲۱	سورج یا چاند گرہن کی نماز میں کسی نیت کریں، اس کو کیسے پڑھیں کب پڑھیں اور فرض نماز کا وقت ہو تو کیا کریں؟
		۲۲۲	گرہن کی نماز پر نماز جنازہ مقدم کی جائے
		۲۲۳	کیا امام کو سبوح اللہ لمن حمدہ کے بعد بربالک الحمد کہنا چاہئے؟
		۲۲۳	کیا احتیاط الظہر بعد الجمعہ فرض ہے؟
		۲۲۳	کیا فجر فرض کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنت پڑھنا جائز ہے؟
		۲۲۳	کیا نماز وتر کے بعد نفل پیشہ کر پڑھنا چاہئے؟
		۲۲۳	کیسا؟
		۲۲۳	کیسے دروازہ اور دوکانوں کی تعمیر کی زمین کے عوض مسجد کے پرنے دروازہ کا ایک حصہ شریک میں دینا جائز ہے؟
		۲۲۳	دروازہ احاطہ مسجد کی باہر نہا تو مسجد منع انہدام کو شہری گرا یہ مسجد کس صورت میں کسکتے ہیں؟
		۲۲۳	دروازہ مسجد پر گرایہ کی دوکان کے متعلق ایک سوال کا جواب۔
		۲۲۳	دروازہ مسجد پر گرایہ کی دوکان کے متعلق ایک سوال کا جواب۔

احکام مسجد

مسجد کی دیوار کو اپنے استعمال میں لانا حرام ہے۔

مسجد میں ذروی مباح باتیں کرنا نیکوں کو اس طرح کھانا ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔

چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانے کی اجازت نہیں ہے۔

بعد شام مسجد میں دیوار مسجد کو کام میں بھی نہیں لائے۔

دیوار مسجد پر گرایاں رکھنا ناجائز۔ اور فناء مسجد میں بھی بعد تمام مسجد میں دوکان نہیں بنائی جاسکتی۔

مال حرام مسجد میں لینا دینا ناجائز نہیں۔

مسافر خانہ بھی خلاف شرط واقع بنا نا حرام۔

کسی کی زمین اس کی اجازت کے بغیر مسجد کے تصرف میں لانا کیسا؟

کیسے دروازہ اور دوکانوں کی تعمیر کی زمین کے عوض مسجد کے پرنے دروازہ کا ایک حصہ شریک میں دینا جائز ہے؟

دروازہ احاطہ مسجد کی باہر نہا تو مسجد منع انہدام کو شہری گرا یہ مسجد کس صورت میں کسکتے ہیں؟

دروازہ مسجد پر گرایہ کی دوکان کے متعلق ایک سوال کا جواب۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۸	وہ خود ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتے ہیں۔	۲۳۸	مسجد میں لگائے ہوئے درخت مسجد ہی کے ہیں۔
۲۳۸	اذان کے خلاف سنت ہونے سے خطبہ و نماز کی صحت میں خلل نہیں آتا۔	۲۳۸	مسجد کے اندر اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟
۲۳۹	خطبہ میں کسی اور زبان کا خلط اسارت ہے۔ اور اذان مسجد کے اندر بدعت رافع سنت ہے۔	۲۳۹	نئی تعمیر میں پرانی مسجد کے پچھم کا ایک درجہ غسل خانہ وغیرہ بنانے کے لئے چھوڑ دینا کیسا؟
۲۳۹	قاضی شرع اولی الامر میں سے ہے۔	۲۳۹	بلا اجازت دوسرے کی زمین پر حوض بنانا حرام اور وہ راضی نہ ہو تو اس سے وضو حلال نہیں۔
۲۳۹	مردہ سنت کے زندہ کرنے والے کو شہیدوں کا ثواب کیوں ملے گا؟	۲۳۹	مسجد کی قبر کو دیوار چن کر اوپر سے بند کرنا کیسا جبکہ قبر اندر سے محفوظ ہو۔
۲۳۹	روافض کو سنیوں کی مسجد سے کوئی سروکار نہیں۔	۲۳۹	کیا صحن کی اس جگہ میں جس کے نیچے قبر ہے چلنا پھرنے اور نہ پڑھنا جائز ہے؟
۲۳۹	بعد تمام مسجدیت مصلحت مسجد کے لئے پائے وغیرہ بنانا جائز ہے مگر پائے بناتے وقت ضرورت سے زیادہ جگہ مشغول نہ کی جائے	۲۳۹	مسلمان بھنگی کو مسجد میں آنے سے روکنے والے قائل ہیں۔
۲۳۹	دوکانوں کے اوپر مسجد بنانا کب جائز ہے؟	۲۳۹	پانخانہ اٹھانے کا پیشہ حرام ہے۔ اس کا چھوڑنا فرض ہے۔
۲۳۹	مسجدوں میں مذہبی جلسے اور مجلس میلاد منعقد کرنا درست ہے	۲۳۹	مسجد شہید گنج لاہور سے متعلق چند سوالات کے جوابات۔
۲۳۹	مسجد میں بزم مذہبوں کا رو جائز ہے۔ امر و دہارھی منڈے اور نائی سے میلاد نہ پڑھوانا چاہیے۔	۲۳۹	مسجد شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو سکتی چاہے کافروں نے شہید کی ہو یا کسی اور نے۔
۲۳۹	بناوٹی حال نا جائز ہے۔	۲۳۹	مسجد کبھی فروخت نہیں کی جاسکتی۔
۲۳۹	مسجد قیامت تک مسجد رہے گی اس کی گزیر زمین پوری ریاست کے بدلے بھی نہیں بچی جاسکتی۔	۲۳۹	مسجد بلکہ اپنے مال کی حفاظت میں جو مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔
۲۳۹	غیر مسلم مسلمانوں کو روپیہ دیدے یا زمین پر عمارت بنا کر مسلمانوں کو دیدے پھر مسلمان مالک ہو کر بنائیں یا عمارت کو وقف کر دیں تو مسجد ہو جائے گی ورنہ مسجد کا ثواب نہیں ملے گا۔	۲۳۹	ازالہ منکر فرض ہے اور مسجد شعار دین ہے اس کا گرا ہا منکر اعظم ہے۔
۲۳۹	ایک مسجد کا طبر کڑی اور تختہ وغیرہ دوسری مسجد میں نہیں لگایا جاسکتا۔	۲۳۹	کیا مسجد کے اندر اذان ثانی جائز ہے؟
۲۳۹	مسجد کے نل سے پانی لینے کا شرعی حکم۔	۲۳۹	عمل اذان خطبہ عربی کے ساتھ مخلوط زبان میں خطبہ وغیرہ سے متعلق چند سوالات۔
۲۳۹		۲۳۹	جوابات از ص ۲۵۱ تا ص ۲۶۳
۲۳۹		۲۳۹	اذان خطبہ ہی وہ اذان ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور شیخین کے عہد میں خطیب کے سامنے خارج مسجد دی جاتی تھی
۲۳۹		۲۳۹	تمام علمائے کرام کے نزدیک مسجد یعنی موضع صلاۃ میں اذان مکروہ ہے اور خطبہ کی اذان اس سے مشتق نہیں۔
۲۳۹		۲۳۹	اعلیٰ حضرت نے صرف ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جنہوں نے ضرورتاً دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کیا۔
۲۳۹		۲۳۹	دیوبندی اعلیٰ حضرت پر تکفیر مسلمین کا بھوٹا اقرار کرتے ہیں البتہ

کتاب الجنائز

جنازہ وغیرہ کا بیان

ملک غیر میں بے اس کی اجازت میت دفن کر دے تو مالک کو نیش

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۲۹۱	بعض نعشوں کا منتقل کیا جانا اور باکی کاٹ وغیرہ کے سبب ہوا کسی خاص جگہ دفن کی وصیت کی تھی مگر وہاں دفن نہیں ہوا تو اب اس وصیت پر عمل نہ ہوگا۔	۲۷۰	نکلوانے قبر کو برابر کرنے اور اس پر کھیتی باڑی کا اختیار ہے۔
		۲۷۱	دفن کی اجازت سے زمین وقف نہ ہوگی اور تو فو ذمین میں غیر مسلم کا دفن جائز نہیں۔
		۲۷۱	اس آراحنی کے درخت مالک زمین کے ہیں۔
		۲۷۱	بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔
		۲۷۱	مرد عورت دونوں کو تختے سر ہانے سے دیئے جائیں۔
			جو حصہ زمین قبرستان نہیں اسے بیچ کر قبرستان کی تعمیر بندی کر سکتے ہیں۔
۲۹۲	کیا زکاۃ کی ادائیگی کے لئے زکاۃ کہہ کر دینا ضروری ہے؟	۲۷۲	اذان قبر پر دعوت حسنہ، مبارح و مستحسن ہے۔
	سونے چاندی اور چرائی پر چھوٹے ہوئے جانوروں کا نصاب اور ان کی زکاۃ۔	۲۷۲	دربارہ اذان قبر شامی و توشیح کی عبادت کی مستحیح۔
۲۹۲	جس زوت سے رقم قدر نصاب ہوگی اسی وقت سے سال تمام ہے زکاۃ واجب ہوگی۔	۲۷۳	قبر میں شیطان میت کو بہکانے کے لئے پہنچتا ہے۔
۲۹۲	نصاب کے بعد جس نصاب پورا ہونے تک زیادت معاف ہے زکاۃ کی بعض حصوں کا حکم۔	۲۷۳	میت کا قبر میں اذان مننا حدیث سے ثابت۔
۲۹۵	سال تمام پر جو روپیہ بقدر نصاب حاجت اصلہ سے فارغ رہا اس پر زکاۃ ہے۔	۲۷۴	نماز کے علاوہ وہ مواقع جن میں اذان مسنون ہے۔
۲۹۸	پچھلے سالوں کی عشر کی ادائیگی واجب ہے۔	۲۷۵	ذکر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً ہر حال میں جائز و مندوب ہے۔
۲۹۸		۲۷۶	جنانہ کے ساتھ نعت پاک اور دو سلام پڑھنا جائز ہونے کا ثبوت۔
۲۹۹		۲۷۷	اختلاف زمان و مکان سے حکم بدل جاتا ہے۔
		۲۷۹	ہر دعوت میں۔ ہر دعوت منکالت نہ ہونے کا ثبوت۔
		۲۸۰	مزامیر قبور وغیر قبور ہر جگہ حرام ہیں۔
		۲۸۲	جنازہ کے ساتھ ذکر بالجہر کے جواز کی تحقیق۔
۲۹۹	روزہ کی حالت میں شرم گاہ میں دوا وغیرہ رکھنے کا حکم۔		سید علی خواجہ کا ارشاد کہ جب ہر ایمان جنازہ کی حالت معلوم ہو کر لغو باتوں میں مشغول ہوں تو انہیں کلمہ طیبہ پڑھتے چلنے کا حکم کرنا چاہئے۔
۳۰۰	روزہ کی حالت میں بااحتیاط تمام دایسے علاج مخصوص ہو سکتا ہے۔	۲۸۷	طلوع شمس کے وقت حنفیہ کے نزدیک نماز ناجائز ہے۔
۳۰۱	روزہ اور ظہار کا کفارہ ایک ہی ہے۔	۲۸۹	ذکر جہر اور صلاۃ الرغائب سے عوام کو روکا نہ جائے گا۔
۳۰۱	کفارہ ادا کرنے والے کی اس حالت کا اعتبار ہوگا جو وقت ادا ہے وقت وجوب کا اعتبار نہیں۔	۲۹۰	غائب پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
۳۰۱			بالغ اور نابالغ سب کی نماز جنازہ ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟
۳۰۱			اگر پڑھ سکتے ہیں تو رکعت کی ترتیب کیا ہوگی؟
۳۰۱			بعد دفن میت کو نکالنا جائز نہیں مگر جبکہ بے اجازت مالک دفن کیا ہو

کتاب الزکاۃ

زکاۃ کا بیان

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۱۳	بدعہدی کی بنا پر باپ کا کیا ہوا نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔	۳۰۱	کفارہ کی تفصیل۔
۳۱۴	غیر مقلد سے نکاح جائز نہیں۔ اور انجان میں کرنے والے کا حکم۔	۳۰۲	اگر واقعی روزہ سے نقصان کا صحیح اندیشہ ہو تو اس کے نہ رکھنے کی رخصت۔ اور قدر دے اچھلے مگر جب تندرست ہو جائے تو پھر قضا کا روزہ رکھے۔
۳۱۵	نابالغی میں جذباتی سے نکاح ہوا اب بعد بلوغ راضی نہیں تو؟	۳۰۳	مرض برابر رہا اور موت آگئی تو قضا نہیں۔ صحت کے بعد موت کی گھڑی آئی تو فدیہ کی تفصیل۔
۳۱۵	مناکحت میں تیار عیب نہیں نہ مرد کو نہ عورت کو۔	۳۰۴	مصالحہ یا معاہدہ یا بشہوت بوسہ یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہوا تو قضا ہے کفارہ نہیں۔
۳۱۶	عورت نے ماں کے سامنے مہر معاف کیا اور مر گئی اب ماں نکاح کرتی ہے تو؟	۳۰۵	جمہ کو روزہ کے لئے خاص کرنا منع ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟
۳۱۶	مرنے والی کو جو زیندہ اس کی ماں اور شوہر نے دیا تھا اب وہ کس کا حق ہے؟	۳۰۶	پاجامہ میں تری دیکھی پھر بے غسل طواف کیا اس کا حکم اور کفارہ۔
۳۱۷	مساموں سے سگی بھانجی کا نکاح حرام ہے۔	۳۰۷	شب زفاف میں غلطی سے زید و عمر دونوں بھائیوں کی بیویاں بدل گئیں تو کیا حکم ہے؟
۳۱۷	قادیانی کی مطلقہ عدت میں زنا سے حاملہ ہو گئی کیا قبل وضع حمل اس کا نکاح دوسرے سے جائز ہے؟	۳۰۸	بے گواہوں کے نکاح ہو بعد پوچھنے پر عورت نے کہا میں نے اذن دیا مرد نے کہا مجھے منظور ہے تو کیا نکاح ہو گیا؟
۳۲۰	سنی مرد و عورت کا نکاح قادیانی و تبرائی وغیرہ مقلد سے جائز نہیں۔	۳۰۹	ولی اقرب کی غیر موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کا حکم۔
۳۲۱	قادیانی اور افضلی وغیرہ کا نکاح سنیہ سے ان کے مذہب کے طور پر بھی باطل ہے۔	۳۱۰	وقت زفاف تک نہ نکاح کا حکم۔
۳۲۱	نابالغہ یتیمہ کا نکاح ولی اقرب کی موجودگی میں ولی ابعد نے کیا تھا لڑکی نے بالغ ہونے پر انکار نہ کیا تو کیا حکم ہے؟	۳۱۱	زید مدعی نکاح ہے گواہ فاسق ہیں اور عورت انکار کرتی ہے تو کیا حکم ہے؟
۳۲۲	میاں بیوی کے درمیان مصالحت کی صورت۔	۳۱۲	بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح حرام نہیں۔
۳۲۳	مہر متعجل و متوجہل کی تعریف و احکام۔		کیا سیدہ بالذکر کا نکاح غیر کفو سے جائز ہے؟
۳۲۵	کیا خطیہ نکاح و دیگر سنن و نوافل ضروری نہیں؟		
۳۲۵	خیار بلوغ کب تک رہتا ہے؟		
۳۲۶	آزاد عورت کی بیع باطل اور وہ بلا نکاح حلال نہیں۔		
۳۲۶	ولی ابعد نے نابالغہ کا نکاح کر دیا۔ ولی اقرب نے نہ جائز کیا نہ دیکھا اور زیندہ تو کیا حکم ہے؟		
۳۲۸	باپ کا سچا نانا بھائی موجود ہے تو وہ بی ولی ہے ماں نہیں۔		
۳۲۸	ماں ولیہ کب ہوتی ہے؟		
۳۲۸	نابالغوں کے نکاح کی ولایت کی تفصیل۔		
۳۲۸	نابالغ کے مال کی ولایت کسے ہے۔		
۳۲۸	حضانت (حق پرورش)		
۳۲۸	تہمت و لعان سے متعلق۔		

کتاب الحج

حج کا بیان

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۲	جو رشتہ نسب میں حرام ہے وہ رضاع میں بھی حرام ہے۔	۳۳۰	شوہر نام دے۔ عورت کے لئے حکم شرع کیا ہے؟
	کتاب الطلاق	۳۳۰	پچھری سے نسخ نکاح۔ اور خود مختاری
	طلاق کا بیان		صغیرہ یتیمہ کا نکاح باپ کے ماموں زاد بھائی نے کر دیا۔ ماں
	اس کو طلاق دیتا ہوں مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں، دو طلاقیں	۳۳۲	کافی دور شوہر ثانی کے یہاں تھی تو؟
۳۳۳	باتن ہو گئیں۔	۳۳۲	لاؤ کی ناقابل جماع ہو تو شادی کا کیا حکم ہے؟
	عورت مرتدہ ہونے سے نکاح سے باہر نہیں ہوتی اور جن شایع	۳۳۵	شوہر ۱۵ سال سے بے تعلق ہے نہ رکھتا ہے نہ چھوڑتا ہے۔
	کے نزدیک باہر ہو جاتی ہے ان کے نزدیک بھی اسی شوہر سے حج		چچا کے ہوتے یتیمہ کا نکاح دادی نے کر دیا بعد پورے شوہر نے
۳۳۳	نکاح پر مجبور کی جائے گی۔	۳۳۶	ایک طلاق دے دی پوچھا گیا کیا تو نے طلاق واقعی دے دی
	دیوبندیوں کے اقوال کفر پر مطلع ہو کر انھیں جو مسلمان جانے وہ		کہا ہاں تو نکاح کیسا ہوا اور طلاق کیسی؟
۳۳۵	کافر ہے۔	۳۳۶	کیا ہاں تو نکاح کیسا ہوا اور طلاق کیسی؟
۳۳۵	کافر کفریہ یقین کفر ہے۔		حیثیت سے بہت زیادہ مہر قبول کر لینا کیسا ہے اور جو مہر کو اپنے
	شیخین کے نزدیک حیوان موجب فسخ نکاح نہیں امام محمد کے	۳۳۷	ذمہ دین نہ سمجھے وہ کس حکم کا حق داب ہے؟
۳۳۶	نزدیک ہے اس کی تفصیل۔	۳۳۸	باپ کی ساس حلال ہے اگر اپنی نانی نہ ہو۔
۳۳۷	عدت روز تفریق سے ہوگی۔	۳۳۹	کیا انجمن سے نکاح جائز ہے؟
۳۳۷	جہاں مسلمان حکام نہ ہوں وہاں کا سب سے بڑا مفتی حاکم شرع		کافر لڑکی بالغہ نے مسلمان ہو کر محمد عالم سے نکاح کیا کورٹ
۳۳۷	ہے۔		نے اسے ہندو باپ کے قبضہ میں دیدیا تو یہ مداخلت فی الدین
	جنون شوہر پر تفریق کے لئے مرفوعہ کی ضرورت اس وقت ہے	۳۴۰	ہے جس پر استیجاب لازم۔
۳۳۸	جبکہ نکاح لازم ہو چکا ہو اور موقوف ہو تو رد کرنے سے روکنا	۳۴۰	غریب عورت کا شوہر اکل ہو کر فاقہ ہو گیا تو؟
	شوہر اگر اپنی بیوی کے ساتھ اپنے لڑکے کے زنا کی تصدیق کرے		کتاب الرضاع
	اگر چہ غلط ہو تو عورت اس پر حرام ابدی ہو جائے گی مگر نکاح سے		رضاعت (دودھ کے رشتہ) کا بیان
۳۳۹	خارج نہ ہوگی۔		شوہر رضاعت کے لئے دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں
۳۵۱	شوہر کے جنون حادثہ و مطبق پر حکم تفریق کی تفصیل۔	۳۴۱	کی گواہی ضروری ہے۔ دودھ پلانے والی کی گواہی مقبول نہیں۔
۳۵۲	نامرد اور اس کی بیوی میں تفریق کی صورت۔		صحابین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے اور امام اعظم
۳۵۳	جہاں تفریق کرنے والا نہ مل سکے تو کیا حکم۔		کے نزدیک ڈھائی سال۔ فتویٰ دونوں جانب ہے مگر احتیاطاً
۳۵۴	روافض کی سیرت و صورت اپنائی وہ انھیں میں سے ہے		صحابین کے قول پر عمل کرے۔
	شعرا کفار اگرچہ مزاج و نیرل سے اپنے لئے کافر ہو جائے گا۔ اور یوں	۳۴۲	رضائی چچا بھتیجی کا نکاح حرام ہے۔
۳۵۴	باتن۔		نورس کی عورت کا دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے
			پلے وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۷	عورت نے تبدیل مذہب کا ارادہ کیا اسی وقت مرتدہ ہوگئی۔	۳۵۲	یہود و نصاریٰ کا زنا باندھنا کفر ہے اگرچہ ان کے کیسے میں داخل نہ ہو۔
۳۶۸	لفظ ایک دو تین کہنے سے اگر ارادہ طلاق نہ تھا تو حکم طلاق نہیں۔	۳۵۷	جو روافض کے عقائد کفریہ کو نہ جانتا ہو مگر سب شیخین کا علم رکھنے کے باوجود ان میں گھلامارہا تو اس پر حکم کفر ہے اگرچہ اسے کافر نہ کہیں گے وہابیوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا ذاتیہ شرک صادر ہونا بتایا۔
۳۶۹	تجھے طلاق طلاق طلاق دی سے تین طلاقیں منغلظہ واقع ہو گئیں معمولی غصہ مانع وقوع طلاق نہیں ہاں اگر غصہ جنون کی حد کو پہنچ جائے تو حکم طلاق نہ ہوگا۔	۳۵۹	کافر کسی مسلمہ کا کفو نہیں ہو سکتا۔
۳۶۹	امام اعظم کے نزدیک جنون سب تفریق نہیں اگرچہ مطبق ہو مگر امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک تفریق ہو سکتی ہے۔	۳۵۹	مترک کا عالم میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کے ہم مذہب ہے۔
۳۶۹	تفریق کے شرائط اور عبارت فقہا۔	۳۵۹	پاپ نے اپنی لڑکی کا نکاح اسے کفو جان کر کر دیا پھر اس کا غیر کفو ہونا ظاہر ہوا تو یہ نکاح نہ ہوا۔
۳۷۰	طلاق دی اور یہ خیال نہیں رہا کہ ایک مرتبہ کہا یا دوم مرتبہ تو کیا حکم ہے؟	۳۶۰	نابالغ سے خلوت ہو چکی تو اس کی عدت کی تفصیل۔
۳۷۲	میں نے تجھ کو آزاد کیا بہ نیت طلاق کہنے سے ایک طلاق بائن ہوگئی۔	۳۶۲	پستان نہ ہونے سے نکاح میں فرق نہیں آتا اگر وہ عورت ہے۔
۳۷۲	نہ تو میری عورت نہ میں تیرا خاوند۔ الفاظ طلاق سے نہیں۔	۳۶۲	امام اعظم کے نزدیک اصل از زوجین کو دوسرے کے عیب سے بیزاری نہیں۔
۳۷۲	شوہر پر فرض کہ بیوی کو بھلائی کے ساتھ رکھے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑے آدھریں نکالنے رکھنا حرام ہے۔	۳۶۲	ایسی عورت جو بھلائی کے قابل نہیں اس سے خلوت و خلوت صحیح نہیں۔
۳۷۲	کچھ چیزیں مسنون ہے مگر لازم نہیں اگرچہ وعدہ کر چکا ہو۔	۳۶۲	تو میرے نکاح سے باہر ہے میری بیوی نہ میری اور نہ میرے کام کی ہے اسے طلاق واقع ہوگئی۔ رد بیکو اس مدرسہ قادریہ کہ اس سے اختیاری صورت میں اصلاً طلاق نہ ہوئی اور انشاء ہے تو کنایات سے ہے۔
۳۷۲	غصہ جنون کی حد کو پہنچ جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔	۳۶۲	علاقہ میں وطنی شرط ہے اگر بے وطنی طلاق دی تو پہلے کے لئے حلال نہ ہوگی۔
۳۷۵	طلاق کی قسمیں اور عدت کی تفصیل۔	۳۶۲	خلوت سے عدت واجب ہے۔
۳۷۵	طلاق دی طلاق ہے۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں سے تینوں طلاقیں ہو گئیں۔	۳۶۲	خسر نے بہو سے زنا کیا اور شوہر نے تصدیق کر دی تو حرت ثابت ہوگئی۔
۳۷۷	طلاق می کنم اور کنم کا فرق۔	۳۶۲	مس و قبیل بشہوت سے بھی حرت مصاہرت ہو جاتی ہے۔
۳۷۷	میں تجھے چھوڑتا ہوں۔ حال کے لئے ہے۔ اور تجھے چھوڑے دیتا ہوں استقبال کے لئے صریح ہے۔	۳۶۲	ایک دو اور تین بول کہہ دوں گا یا طلاق دے دوں گا سے طلاق نہ ہوگی۔
۳۷۷	میں اپنی بیوی کو مثل ماں کے سمجھتا ہوں۔ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس جملہ سے طلاق کا ارادہ کیا تو ایک بائن طلاق واقع ہوگی۔	۳۶۲	طلاق واقع ہونے کے لئے تحریر ضروری نہیں زبان سے کہنا کافی ہے۔
۳۷۸	پہلا جملہ بہ نیت ظہار کہا اور دوسرا بہ نیت طلاق۔ تو ظہار بھی ہوا اور طلاق بھی۔	۳۶۲	طلاق کا ثبوت اقرار شوہر سے ہو گا یا گواہان شرعی کی شہادت سے۔
۳۷۸	کفارہ کی تفصیل اور یہ کہ قبل کفارہ یا درمیان ادا کے کفارہ حرت سے صحبت حرام۔	۳۶۶	
۳۷۸	عورت کے مطالبہ پر کہہا میں نے طلاق دیا طلاق دیا جو حرت کا شرط ہے۔	۳۶۶	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۸۹	جو باندو اپنی نہیں اس کا وقف مذہب صحیح میں درست نہیں۔	۳۸۰	کتاب اللعان لعان کا بیان
۳۹۳	جو زمین کسی مدرسہ کے لئے وقف ہو چکی اب دوسرے کام کے لئے وقف نہیں ہو سکتی۔	۳۸۰	لعان ہونے کی شرطیں۔
۳۹۳	ہتیم کو ایسی صلح قبول کرنا جائز نہیں جو خلاف شرع ہو۔	۳۸۲	لعان لفظ شہادت پر موقوف ہے۔ اگر بجائے شہد باشد اہل باطن ہے لعان نہ ہوگا۔
۳۹۳	بنارس کے فتویٰ کا رد کہ جو زمین کسی مدرسہ دینیہ کے لئے خریدی گئی وہ اس کے لئے وقف ہے۔	۳۸۲	لعان سے فارغ ہوتے ہی وطی واستمتاع حرام ہے مگر نفس لعان سے فرقت نہ ہوگی جب تک قاضی تفریق نہ کرے۔
۳۹۳	بانع کا مدرسہ قائم کرنے کی شرط لگانے سے بیع ناجائز ہوگی۔	۳۸۲	تا بقائے برعالت لعان نکاح حرام ہوگا۔
۳۹۳	بیع نامہ میں عمر کو متولی لکھو دینے سے وہ متولی نہیں ہوا۔	۳۸۲	کتاب الوقف وقف کا بیان
۳۹۳	وقف و ہبہ محض نیت سے نہیں ہوتا۔	۳۸۲	وقف کا متولی واقف پھر وصی وہ نہ ہو تو واقف کی اولاد سے جو اس کا اہل ہو۔
۳۹۵	کسی زمین کا مدرسہ کی نیت سے خریدنا وقف نہیں کر دیتا۔	۳۸۲	بوقت موت واقف اس کی اولاد میں سے کوئی بوجہ منفرسی اس لائق نہ ہو تو قاضی کسی اجنبی صلح کو تولیت سپرد کر دے
۳۹۵	اگر مقبرہ، رباط وغیرہ میں دفن و سکونت کی نیت سے عام اجازت دے پھر اس میں دفن و سکونت ہو تو وقف صحیح ہے۔	۳۸۲	جب تک واقف کی اولاد سے کوئی تولیت کا اہل ہو۔
۳۹۸	وقف کرنے کی نیت نہ ہو تو وقف نہ ہوگا۔	۳۸۲	میران مدرسہ کا یہ ظلم ہے کہ واقف کی اولاد کو تولیت تو تولیت مدرسہ کا کرن بھی نہیں بنا سکتا ہے۔
۳۹۸	مداخلت فی الدین کسی حکومت کے لئے روا نہیں۔	۳۸۲	ان بلاد میں اہل علم سے بلکہ حکم قاضی میں ہیں۔
۴۰۰	ازالہ منکر تا حد قدرت فرض ہے اس پر نجاسوش رہنا ظلم و گناہ ہے۔	۳۸۲	وقف کی بیع جائز نہیں اور تبدیل وقف کی صورت میں۔
۴۰۱	وقف میں شرط واقف کے خلاف عمل جائز نہیں۔	۳۸۲	وقف فی سبیل اللہ ہو تو واقف کی محتاج اولاد بھی مصرف ہے۔
۴۰۱	قابل قسمت متاع کے وقف میں ہر دو جانب فتویٰ ہے اولیٰ فتویٰ امام ثانی کے قول پر ہے۔	۳۸۵	وقف میں تسلیم کا شرط ہونا امام محمد کا مذہب ہے اور وقف علیٰ غیر اور تولیت واقف کا جو از امام ابو یوسف کا مذہب ہے۔ اس تفسیر میں حرج نہیں کہ مذہب بیک ہی ہے۔
۴۰۲	ثبوت وقف کے لئے شہادت ضروری ہے۔	۳۸۵	فتویٰ مختلف ہو تو متولین پر عمل ہوگا۔
۴۰۵	کیا مسجد کے متولی کی قبر میں ہونا جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کی اجازت دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟	۳۸۹	مسائل وقف وقف میں اکثر معنی یہ قول امام ثانی ہے۔
۴۰۶	کتاب البیوع خرید و فروخت کا بیان		
۴۰۷	غذ کا کوئی گاہک نہ ہو تو بازار بھاؤ سے سستا خریدنا اور بیچنا کیسا؟		
۴۰۷	بوجہ غربت عام نرخ پر نقدہ نقدہ نہیں خرید سکتا ہے اور ادھار میں گراں ملتا ہے تو لینا جائز ہے یا نہیں؟		
۴۰۸	مضطر کی خرید و فروخت فاسد ہے مضطر کی تعریف۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۳	خضر برہنہ جانا نہیں ہاں وہ خود بیچ کر اس کا مطالبہ دے تو اس میں حرج نہیں۔	۲۰۹	باب الربوا
۲۲۳	حربی کافر سے بے غدر و بد عہدی جو مال ملے اسے لینا جائز ہے لینے والے کی نیت کو بھی ہو۔		سود کا بیان
۲۲۳	اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ایک جواب کی تصحیح۔		جو روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے لئے وقف ہے اسے بطور قرض دے کر دس بیس روپیہ مقرر بقیع لینا کیسا ہا اور اس آمدنی سے مدرسین کو تنخواہ دینا کیسا؟
۲۲۵	جسبہ سس مختلف ہو تو زیادتی سود نہیں۔	۲۰۹	کسی دینی کام میں حرام مال کا خرچ کرنا حرام اور اس پر ثواب کی امید حرام برحرام۔
۲۲۶	جلائق ستر کا اختلاف قانون اور اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے اس سے احتراز لازم۔	۲۱۳	دس کا نوٹ تھو پڑنا حلال۔ آدھا رستے یا نقد۔
۲۲۶	ڈاک خانہ یا حربی کفاس کے بینک کی زیادت سود نہیں۔	۲۱۳	سود حرام قطعی ہے نہ مسلمان سے لینا حلال نہ کافر سے۔
۲۲۶	مدرسین کی تنخواہ سے اپنی روپیہ شتلا وضع کر کے اپنی روپیہ اس کے نام میں جمع کرتے رہنا اور پھر اس پر کچھ سالانہ اضافہ دیا جانا جائز ہے۔	۲۱۳	حدیث لا اربابین المسلم والمغربی فی دار الحرب میں دار الحرب کی قید اتفاق ہے احترازی نہیں۔
۲۲۶	نالش میں سود لگانا حرام ہے۔	۲۱۴	گورنمنٹ سے جو زائد روپیہ ملتا ہے وہ سود نہیں۔
۲۲۶	جاننا پر سودی قرض ہو تو اس کی آمدنی حرام نہیں اور خیرات بھی جائز۔	۲۱۵	دار الحرب کے کہتے ہیں؟
۲۲۶	آرٹھت پر مال لاکھ بھنگی روپیہ لینے والوں سے نفع لیا جائے اور سود نہ ہو۔ اس کی صورت۔	۲۱۴	بینک کے منافع سے متعلق انور شاہ کشمیری اور مدرسہ امینیہ دہلی کا فتویٰ۔
۲۲۶	سودی قرض لینا اور دینا دونوں حرام۔	۲۱۹	جو شرعاً سود نہیں وہ کسی کے سود کہہ دینے سے حقیقہً سود نہیں۔
۵۱۰		۲۱۹	اپنا مطالبہ کافر سے وصول کر لے اگرچہ وہ بنام سود کہہ کر دے۔
۲۲۸	باب القرض	۲۱۹	قتاویٰ غنیمت کی ایک عبارت کی تصحیح۔
	قرض کا بیان	۲۲۰	دہائیوں سے مسائل پوچھنا حرام۔
	جو اپنے وطن سے دور تھا وہاں پر کچھ لوگوں سے قرض لے کر اپنے گھر آیا اور انتقال کر گیا۔ تو قرض دینے والوں کو ان کا قرض کیسے ادا کیا جائے جبکہ ان کے نام اور پتے بھی معلوم نہیں۔	۲۲۱	دہائیوں کے مذکورہ غلط قتاوے کا رد۔
	اگر قرض دینے والے فوت ہو گئے اور یہ معلوم نہیں کہ ان کے ورثہ ہیں۔ تو اس صورت میں قرض کیسے ادا کرے۔	۲۲۱	ہر کافر حربی سے وہ معاملہ سود نہیں جو دو مسلم کے درمیان ہو۔
		۲۲۲	مرتب سے کوئی معاملہ جائز نہیں اور اس نے بحالت استیلاہ جو کسایا وہ بیت المال کا ہے۔
		۲۲۲	پوسٹ آفس اور کافروں کے بینکوں کا نفع سود نہیں۔
		۲۲۲	کافر حربی کا مال غیر معصوم و مبارک ہے زنی کا نہیں۔
		۲۲۳	ہندوستان کے کفار حربی ہیں۔
			ٹاکر جب کے یہاں قرض نہ ہو تو اس کی وصول یابی کے لئے اسکے
	کتاب الہبۃ		
	ہبہ کا بیان		
	مرض الموت میں ہبہ وصیت کے حکم میں ہوتا ہے جو اجنبی کے لئے		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۵	روح جلنے کی چیز نہیں، جنہم میں جسم جلا یا جائے گا۔	۲۴۹	جاندار کا فوت تو کھینچنا کھینچنا حرام ہے۔
۲۵۵	فوتو کا بچانا اور سننا دونوں ناجائز و گناہ۔	۲۴۹	پہلے جامع القرآن بین الموحین حضرت صدیق اکبر ہیں۔
۲۵۶	بلا وجہ شرعی مسجد و جماعت کا چھوڑنے والا ناسق ہے۔	۲۵۰	غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں اور حربی خادم کو دیئے جانے والے گوشت کو کھانے کی ممانعت ہے۔
۲۵۶	بے نمازی بھیر سے ہیئت ہونا جائز نہیں۔	۲۵۰	سکر کھانا اچھا ہے اسے ممنوع کہنا غلط ہے۔
۲۵۶	حدیث لاصلاح لبحار المسجد الا فی المسجد کا مطلب	۲۵۱	کون کون سا پانی کھڑے ہو کر مینا چاہئے۔
۲۵۷	ہندو کا مال مار لینا جائز نہیں۔	۲۵۱	کس کو سلام کرنا درست نہیں؟
۲۵۷	عاق (نافرمان) بیٹے کا حکم۔	۲۵۱	عورتوں کو کھڑی ایڑی کا جوتا پہننا کیسا؟
۲۵۷	مال باپ میں والد کی فرمائندگی مقدم ہے۔	۲۵۱	دولت کو ہندی لگانا، چاندی کا زیور پہننا اور رنگین باندھنا کیسا؟
۲۵۷	بد مذہبوں سے میل جول رکھنا اور ان سے محبت کرنا کیسا؟	۲۵۲	کامدار جو تے اور کالے لباس کا حکم۔
۲۵۸	رافضیہ مرتدہ ہے اس سے صوری موالات بھی حرام ہے۔	۲۵۲	مرد کو عورت کی وضع ناجائز ہے۔ سدا سہاگن کا حکم۔
۲۵۹	چاندی سونے کا ظلال ناجائز ہے۔	۲۵۲	مخدوب سے دوزیر ہونا چاہئے کہ اس سے نفع کم اور ضرر زیادہ
۲۵۹	اپنا تہہ کرنے کا حکم دینا کیسا؟ روح کو موت نہیں۔	۲۵۲	پہننے کا اندیشہ ہے۔
۲۶۰	کیا جسدہ کی طرف حضرت امام حسن کو زبردستی کی نسبت صحیح ہے؟	۲۵۲	سونے کی انگٹھی مرد کو جائز نہیں اور چاندی کی انگٹھی ایک
۲۶۳	اپنے بڑوں میں پادری کو کھلانا کیسا؟	۲۵۲	نگ والی ساڑھے چار ماش سے کم جائز ہے۔
۲۶۳	اگر کوئی خلاف شرع رواج پر عمل کرے تو؟	۲۵۲	ہونا یا چاندی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔
۲۶۳	جو کبے جم شریعت کو نہیں مانتے اس پر تو بے تجدید مسلمان اور کج	۲۵۲	بزرگوں کا فاتحہ مزار کے سامنے دلانا افضل ہے یا علیحدہ۔
۲۶۳	نکاح لازم۔	۲۵۲	ماش کھیلنا حرام ہے اور ماش میں جو کھیلنا حرام در حرام۔
۲۶۳	جانماد بیخ کرج و جرت کے مشورہ کا حکم۔	۲۵۲	فاتحہ کی چیز ہندو کو دینا درست نہیں۔
۲۶۵	مروجہ فاتحہ خوانی کے جواز کا ثبوت اور منکرین کا رد۔	۲۵۳	ہندو کی شیرینی پر فاتحہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟
۲۶۶	اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔	۲۵۳	عورتوں کو قبرستان میں نہیں جانا چاہئے۔
۲۶۶	لڑکے کے سر پر جوئی رکھنا جائز نہیں۔	۲۵۳	کیا تیج کے پنے جمانے سے دل کالا ہو جاتا ہے؟
۲۶۶	اولیات کے کلام کی ہندس مزارات کے خادموں پر صدقہ سے مجاز	۲۵۳	تہہ بند کا سراپے چھپے گھر سے بغیر قبرستان میں جانا کیسا؟
۲۶۶	جائز اور ناجائز ممتوں کا حکم۔	۲۵۳	بزرگوں کے مزار پر چادریں پڑھنا کیسا؟
۲۶۶	کیا حنفی امام اعظم کا قول چھوڑ کر امام ابو یوسف کے قول کو ماننے تو	۲۵۳	سلسلہ مداریک سے سوخت ہونے کا سوال۔
۲۶۹	حنفی رہے گا۔	۲۵۳	جو مداریک سلسلہ میں ہوتے ہیں ان سے تعرض نہ کریں کہ اس
۲۶۳	کیا تلوار رکھنا مسلمان کے لئے ضروری ہے؟	۲۵۳	بے کار بحث کا نتیجہ سولے فساد کے اور کچھ نہیں۔
۲۶۳	کیا یہ روایت صحیح ہے کہ جب حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں تو	۲۵۳	عورتوں کا نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہونا حرام ہے۔
۲۶۵	تین سو عورتیں رشک و حسد سے مرگئیں۔	۲۵۳	راتب نکانا بھیگ مانگنے والوں کا ایک نیا ڈھنگ ہے۔
۲۶۶	ہندوستان کے کفار ہمیشہ سے حربی ہیں۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۰۲	دنیا ہوں وہ رزق ہے۔	۲۷۷	مردین کے عقائد کفریہ سے مطلع ہونے کے باوجود ان سے میل جول رکھنے والے حرام کار ہیں۔
۵۰۳	قرآن مجید سے طلب شفا متواتر ہے۔	۲۷۷	فاسق العمل کے پاس بھی بیٹھنے کی اجازت نہیں۔
۵۰۳	داڑھی منڈانے والا اور جماعت چھوڑنے والا فاسق ہے اس سے مرید ہونا جائز نہیں۔	۲۷۸	خارج مسجد درخت جس کے سایہ میں لوگ وضو نہاتے ہیں اس کا کھانا کیسا؟
۵۰۳	شرائط پیری سے متعلق سبع سنابل شریف کی عبارت۔	۲۷۹	بے علم فتویٰ دینا حرام اگرچہ وہ صحیح نکلے۔
۵۰۶	روزنامہ چھپ نہیں لکھا ہوا قرض شرعاً ثابت ہوگا یا نہیں؟	۲۷۹	عالم تو عالم کسی بھی مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔
۵۰۹	غیر محرم تک آواز نہ جائے تو عورتوں کو میلاد شریف پڑھنا جائز ہے۔	۲۸۰	حرام کمائی والے قرض لے کر کار خیر کریں تو جائز مگر خواص ان کے یہاں نہ جائیں۔
۵۰۹	علمدار اور اولیاء کی قدم بوسی جائز ہے۔	۲۸۱	کوٹھڑوں کی نیاز کو برباد جاننے والے کا حکم۔
۵۰۹	بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی پیر کا تصور جائز ہے۔	۲۸۲	لو کہ قرآن شریف غلط یا دکرتا رہا اور اسے لٹے تو جہنم کی توبہ؟
۵۰۹	پیر کو خدا کہنا یا اس کی صورت کو خدا بتانا کفر خالص اور شرک محض ہے۔	۲۸۲	تبارک گنا جائز ہے۔
۵۱۰	امام ضامن کا روپیہ باندھنا کیسا؟	۲۸۳	مالی جرمانہ ناجائز اور جواز کی صورت۔
۵۱۰	اگر کوئی اپنے تہجد اور چالیسواں کا کھانا کرے تو کیا وہ دوسرے کے فاتحہ کا کھانا کھا سکتا ہے؟	۲۸۳	بچپوں کا گڑیلوں سے کھیلنا جائز ہے۔
۵۱۰	بوسیدہ بزرگان دین اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کیسا؟	۲۸۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے تین تھے یا چار؟ اور ان کے نام کیا ہیں؟
۵۱۱	کب گدھی کا دو دھپنا جائز نہیں اور کب جائز ہے؟	۲۸۴	حضور علیہ السلام کے غسل شریف و کانا نہ جاننے سے متعلق سوال
۵۱۱	خستر پیر کی ہڈی کا حکم۔	۲۸۴	غزوتہ فاتحہ گوشت گہنے والے کا حکم اندھا کھانا کھوت و کھانا کھانا
۵۱۱	تھکوانی ہا کھانا کا حکم۔	۲۸۴	حزرات پر چادر پوشی کا ثبوت۔
۵۱۲	شہدے کے وقت اور گھر کے متعلق سوالات کے جوابات۔	۲۸۴	قیام میلاد شریف و فاتحہ خوانی جائز ہے۔
۵۱۲	ایک تہمت سے متعلق سوال کا جواب۔	۲۸۸	کیا تھوڑی شراب جو شہ نہ لائے وہ حضرت امام شافعی کے نزدیک جائز ہے؟
۵۱۲	فاسق معلن کی بات پر بے تحقیق اعتماد جائز نہیں۔	۲۸۸	عورت پر استادا اور پیر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔
۵۱۲	کسی مسلمان کی جانب کیرہ کی نسبت بے تحقیق جائز نہیں۔	۲۹۰	پردہ سے متعلق ایک ولی کی حکایت۔
۵۱۳	دیوث کی امامت کسی؟	۲۹۰	ام المومنین اور ازالہ منکر بقدر قدرت فرض ہے۔
۵۱۳	دیورہ جیٹھ بہنوئی بنانا، پھوپھا اور رشتہ کے بھائی سب غیر محرم ہیں۔	۲۹۲	کانگریس اسلام و مسلمین کی دشمن ہے اس سے کبھی مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔
۵۱۵	ہندوستان دارالاسلام ہے دارالحرب نہیں۔	۵۰۰	ضرورت سے زیادہ علم وہ ہے جو فرض میں نہ ہو۔
۵۱۶	سج غلم کا دیکھنا حرام درحرام اشہد نبوت کام ہے۔	۵۰۱	جس میں اخلاق فاضلہ ہوں وہ شریف ہے اور جس میں اخلاق
۵۱۹	فاسقوں سے میلاد شریف نہ پڑھوائے۔		
۵۱۹	خواب کے احکام۔		
۵۲۰	لڑکیاں بلند آواز سے نعت شریف پڑھیں تو؟		
۵۲۰	عورت کی آواز بھی عورت ہے۔		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۱	بے وجہ شرعی کسی نس یا عضو کا کاٹنا بھی حرام ہے۔	۵۲۰	عورتوں کو زیارت قبور منع ہے (غنیہ کی عبارت)
۵۳۱	بلا وجہ شرعی دوسرے کے سامنے ستر غلیظ لاکھونا بھی حرام۔	۵۲۰	اعلیٰ حضرت کے شعر۔ یاد حضور کی قسم۔ کا مطلب کیا ہے
۵۳۱	انسان کا خصی ہونا یا کرنا بھی حرام۔	۵۲۲	گنگوہی کی کتاب تقدیر القدر کی ایک کفری عبارت۔
۵۳۱	یہ گمان غلط ہے کہ کثرت اولاد مغلسی کا سبب ہے۔	۵۲۳	بخشش خاص خاص جگہوں میں ہوتی ہے یا ہر جگہ؟
۵۳۱	اشد و رسول کی نافرمانی و بے حیائی مغلسی کے اسباب ہیں۔	۵۲۳	اولیاء کی فیض رسائی ہر جگہ ہوتی ہے یا صرف مقبروں میں؟
۵۳۲	سوانح یا کوئی تماشہ گرائانا اور اس کا دیکھنا حرام ہے۔	۵۲۳	جو وہابیوں سے میل جول رکھتا ہے اس سے میلاد شریف ہرگز نہ پڑھواتیں۔
۵۳۲	حضرت امام حسین کا سوگ منانا کیسا؟	۵۲۳	حضور کا نسب و سبب قیامت کے دن ضرور کام آئے گا۔
۵۳۲	اگر عربی اردو کی خستہ کتابیں جلا کر کسی گوشہ میں دفن کریں تو؟	۵۲۳	ان آیتوں اور حدیثوں کا صحیح مطلب کہ جن سے بظاہر لگے کہ بکرمہ حضور علیہ السلام اپنوں کے بھی کام نہ آئیں گے
۵۳۲	محرم کی چند غلط باتیں جن کے کہنے اور کرنے والوں پر توبہ لازم۔	۵۲۳	شہادت نامہ اور جنگ نامہ و نور نامہ کا پڑھنا کیسا؟
۵۳۲	وہابیوں کی طرف ادنیٰ میل سے آدمی مستحق نافرمان ہے۔	۵۲۶	داستان امیر حمزہ کا مصنف رافضی ہے اس میں جگہ جگہ صحابہ پر تبرا ہے۔ اس کا پڑھنا حرام ہے۔
۵۳۳	بیعت کے لئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں۔	۵۲۶	مائی لگانا اشد حرام وہ شعرا کفار ہے۔
۵۳۳	عورت جو خود کماٹے وہی اس کی مالک ہے۔	۵۲۶	جو مائی کی حقیقت سے ناواقف ہیں اسے ایک وضع جانتے ہیں
۵۲۶	جس نے کہا ہم سے ہندؤں کا ایمان زبردست ہے وہ توبہ بخوش ایمان اور تجدید نکاح کرے۔	۵۲۶	انہیں اس کے لگانے پر کافر نہ کہا جائے گا۔
۵۲۶	دارحی مندا یا حرام ہے اور قصد انما از قضا کرنا بہت اشد حرام۔	۵۲۶	قول یا فعل کی کفریت اور بات ہے اور مرکب کو کافر ٹھہرانا اور
۵۳۲	جو نماز نہیں پڑھتے یا بے وجہ شرعی نہ رکھتے ہوں ان کو بروری سے نکال دینا چاہیے۔	۵۲۶	کیا بیوی کی ماں کا ہاتھ تعظیماً چومنا جائز ہے۔
۵۳۲	نیک کام کے لئے بھی جبر یہ چندہ لینا گناہ ہے۔	۵۲۶	محرمات نسب سے خلوت جائز ہے مگر رضا عید و صہرہ سے
۵۳۲	تعزیر واری ناجائز ہے۔	۵۲۶	ناجائز جبکہ وہ جو ان ہو۔
۵۳۵	چند پرچہ پودہ کلمات جن سے توبہ لازم۔	۵۲۸	اگر شہوت و فتنہ کا خوف ہو تو ماں کے ساتھ بھی خلوت جائز نہیں۔
۵۳۶	چراغ کی بتی سنبھال کر ہاتھ دیوار سے پونچنا کیسا؟		
۵۳۶	ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلاتے تو؟		
۵۳۶	سرس کی لکڑی کے چوکھٹ اور کوڑا لگانا کیسا؟		
۵۳۶	دیوالی اور دھڑکوں میں بنا دوسرے بچے کے لئے سرس کی لکڑی دروازوں پر لگانا کیسا؟		
۵۳۶	جو جبر یہ چندہ لیتا ہے گناہ کرتا ہے۔		
۵۳۶	تہمت لگنے والا شدید گنہگار ہے۔		
۵۳۶	وہابیہ زمانہ مرتد ہیں ان کی ہمدردی کرنا حرام ہے۔		
۵۳۶	زنلے جو بچہ پیدا ہو وہ حرامی ہے مگر حرامی کہہ کر اسے ہرگز نہیں پکانا چاہئے کہ اسے تکلیف پہنچے گی۔		
۵۳۶	جامع شرائط پیر کے ہاتھ پر صحیح بیعت کے بعد دوسرے پیر سے		

امیر جنسی دور کا ایک یادگار فتویٰ

ضبط تالیف کے لئے مرد کی نسنبدی یا عورت کا آپریشن مستعد و زوجہ سے شرعاً ناجائز و حرام ہے۔
نسنبدی میں اللہ کی پیدائی ہوئی چیز کو بدناس ہے جو قرآن و حدیث کی نص سے ناجائز و حرام ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۴	وارث گناہ کے سبب وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔ شوہر کی موت کے بعد زانیہ بیوی ترکہ پائے گی اور مہر تو مہر حال پائے گی۔	۵۲۴	بیعت تھیک نہیں۔ طلب فیض کر سکتا ہے۔ حدائق بخشش حصہ سوم میں حضرت مفتی محبوب علی خاں علیہ الرحمہ کے کچھ اشعار چھاپنے کے سبب ان کے متعلق سوال اور اس کا مفصل جواب۔
۵۲۴	عاق نامہ لکھنے کے سبب وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔ بیوی نے شوہر کو بلا شرط کچھ روپے دے پھر مرنے لگی تو بچہ اپنی زندگی میں جائیداد تقسیم کی اور لڑکی کو محروم رکھا تو گنہگار ہوگا اسے میراث سے محروم کر دیا۔	۵۲۲	کتاب الوصایا وصیت کا بیان
۵۲۸	مردہ مہر پائے گی مگر وہ مسلمان کی وراثت نہیں اگرچہ مذہب مفتی پر پردہ نکاح سے نہیں نکلی۔	۵۲۲	وارث کے لئے وصیت جائز نہیں کہ کسی وصیت آیات میراث سے منسوخ ہو چکی۔ حدیث شریفہ میں اس کی تائید۔ کسی وارث کو میراث سے قطع کرنا حرام جس پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔
۵۲۹	باپ کی گستاخی سخت حرام ہے بیٹا اس حرکت سے توبہ کرے اور باپ سے معافی مانگتا ہے یہاں تک کہ وہ معاف کر دے۔	۵۲۲	وارث کے لئے کی گئی وصیت اگر دیگر ورثہ جائز کر دیں تو جائز ہے ہر وصیت کا پورا کرنا ضروری نہیں۔
۵۲۹	مال باپ کی نافرمانی سے سونغا حکم کا اندیشہ ہے۔	۵۲۲	کتاب المیراث وراثت کا بیان
۵۵۰	والدین کی نافرمانی پر وعیدیں۔	۵۲۲	بے تقسیم ترکہ سے تجارت ہوئی تو جو وارث کام میں شریک رہا یا اس کی نیت سے کام ہوتا رہا تو وہ اصل اور نفع دونوں میں اپنے حصہ کی مقدار حق رکھتا ہے۔
۵۵۱	عاق (نافرمان بیٹا) اپنے والد کے ترکہ سے محروم نہ ہوگا۔	۵۲۲	جو دوکان مال مشترک سے خاص اپنے لئے کھولی گئی اس میں دیگر ورثہ اصل مال کے ہی مستحق ہیں مگر دوکان کھولنے والا غاصب ہے اس تجارت میں جو دوسرے کا حصہ ہے وہ صدقہ کر دے اور یا تو ہر فریق کو دیدے۔ اور یہ بہتر ہے۔
۵۵۱	قطع میراث کو بعض علمائے گناہ کبیرہ فرمایا۔	۵۲۲	ترکہ سے جو فرم ایڈمنسٹری کے نام سے کھولی گئی اس میں کل ورثہ ذکور و اثنا شامل ہیں مگر جبکہ سنس میں لفظ ذکور لڑکیاں نہ آتی ہوں اور لڑکے مدعی ہوں کہ انھوں نے لڑکی کا حصہ اس میں نہیں رکھا۔
۵۵۲	ضمیمہ	۵۲۲	
۵۵۲	حقیقی بھائی کی رضا ٹی پی کی بیٹی سے نکاح کرنا کیسا؟	۵۲۵	بے علم فتویٰ دینا حرام اور ایسا کرنے والا ملعون ملائکہ آسمان و زمین اور گمراہ و گمراہ گر ہے۔
۵۵۲	جواب بنگالیان	۵۵۵	فرقہ ظاہریہ مخالفانہ اربعہ و تمام مجتہدین ہے۔ ان کے امام واقعہ ظاہری کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ وہ ہرگز اپنی کتاب میں نہیں
۵۵۲	بے علم فتویٰ دینا حرام اور ایسا کرنے والا ملعون ملائکہ آسمان و زمین اور گمراہ و گمراہ گر ہے۔	۵۵۶	فرقہ ظاہریہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں زنان میں سے کسی کی تقلید جائز ظاہریہ مسلوب العقل ہیں کہ قیاس جلی کے منکر۔
۵۵۵	فرقہ ظاہریہ مخالفانہ اربعہ و تمام مجتہدین ہے۔ ان کے امام واقعہ ظاہری کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ وہ ہرگز اپنی کتاب میں نہیں	۵۵۶	غیر کا مذہب نقل کرنے میں بارہا ذلت ہوتی ہے۔
۵۵۶	فرقہ ظاہریہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں زنان میں سے کسی کی تقلید جائز ظاہریہ مسلوب العقل ہیں کہ قیاس جلی کے منکر۔	۵۵۷	نسبت تحلیل زنا بجز یہ دیدار الحجب با امام اعظم محض باطل ہے۔
۵۵۷	نسبت تحلیل زنا بجز یہ دیدار الحجب با امام اعظم محض باطل ہے۔	۵۵۷	نسبت حلت غراب جانب امام اعظم باطل محض ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۴۶	کتاب تذکرۃ الرشید کے وہ جملے صفحہ نمبر کے ساتھ جو انگریزوں کی نظر اور مسلمانوں کی توہین میں کہے گئے۔	۵۵۴	امام مالک کی جانب ملت متعہ کی نسبت صحیح نہیں۔
۵۴۷	جمیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی سے سوال	۵۵۴	امام مالک متعہ کرنے والے پر زنا کی حد لگاتے ہیں۔
۵۴۸	جب انگریزی سلطنت میں اپنا رسوخ بڑھانا تھا تب وہ اپنی کچھ اور تھے اور اب کچھ اور ہیں۔	۵۵۴	حنفیہ اور دیگر ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے مگر زنا کی حد نہ لگائی جائے گی۔
۵۴۸	پہلے وہ انگریزوں کے جاں نثار تھے اور اب دوسرے پر مرتے ہیں۔	۵۵۴	ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں۔
۵۴۸	ہر فرض بقدر قدرت و بشرط استطاعت ہے۔	۵۵۴	خلافت متفرق اجراع میں قاصر نہیں۔
۵۸۰	خلافت صحیحہ شرعیہ کا مستحق کون ہے؟	۵۵۴	ظاہر یہ مبتدع میں اجراع میں ان کے خلاف کچھ اعتبار نہیں کہ مبتدع امت اجابت سے نہیں۔
۵۸۱	ترک موالات و ترک معاملات میں کیا فرق ہے؟	۵۵۴	ان اللہ حر من الرضاع ما حر من النسب حدیث مشہور ہے اور صدر اسلام سے اس وقت تک علماء میں مطلقاً بالقبول ہے۔
۵۸۱	کیا ان کو آپریشن شرعی ترک موالات نہیں ہے؟	۵۵۴	خلافت سنت مشہورہ حکم نافذ نہیں۔
۵۸۱	جس نے کہا قربانی نہ کرو بلکہ اس کا رو بہ خلافت کمیٹی کے انگریزوں میں دے دو۔ اور گائے کی قربانی جائز بھی نہیں جیسا کہ افغانستان کے مسیحیوں نے قتلوی دیا ہے۔ تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۵۵۴	جو حکم خلاف کتاب و سنت مشہورہ و اجراع امت ہو مردود ہے۔
۵۸۱	علمائے حق کی زبانیں اور ان کے قلم حق بولنے اور حق لکھنے سے کبھی نہیں رکتے۔	۵۵۸	قول ضعیف دم جوح پر حکم فتویٰ خرق اجراع ہے۔
۵۸۲	حدیث الخلفاء بعدی ثلاثون سنة سے خلافت راشدہ کا مدعا ہے۔	۵۵۸	تصدیق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ رسالہ طرق الہدیٰ والارشاد الی احکام الامارۃ والجمہاد پیش لفظ علامہ محمد شرف الدین جاسی قدس سرہ (۱۹۵۹ء) میں ہے
۵۸۵	قربانی اراقت دم ہے اس کا رو بہ فقہاء وغیرہ کو دینے سے ادا نہ ہوگی اور جانور غیر ذبح صدقہ کرنے سے بھی نہ ہوگی۔	۵۵۹	اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لا تہنوا ولا تحزنوا وانتہوا لاجلون۔ تو پھر مسلمانوں کی تنزیلی کیوں ہے؟
۵۸۶	بے علم فتویٰ دینے والے پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے	۵۶۲	مرض کو دور کرنا اور اس کے سبب کو باقی رکھنا سخت آدانی ہے۔
۵۸۷	سنت سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام نے گائے کی قربانی فرمائی ہے۔	۵۶۳	مسلمانوں نے اپنی حالت نہ بدلی تو بہت برا وقت دیکھیں گے۔
۵۸۷	قربانی کاوشعاران ہے مسلمانوں پر اس کا کرنا اور جاری رکھنا واجب ہے۔	۵۶۳	مسلمانوں اللہ کے قہر سے ڈرو اور اس کے غضب کو تھوڑا نہ سمجھو۔
۵۸۷	ادائے زکاۃ کا کارکن تمہیک فقیر ہے بے فقیر کو دینے ادا نہ ہوگی	۵۶۵	اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔
۵۸۸	تقدیریات چند علمائے کرام ذوی الاحترام	۵۶۵	دین و مذہب سے بے خبری علمائے امت سے بد عقیدگی کا نتیجہ ہے۔
۵۸۸	تصدیقات حضرت محمد عبد السلام و حضرت محمد یحییٰ بن الحنفی قادری رضوی جبل پوری رحمۃ اللہ علیہما۔	۵۶۸	جان کی حفاظت اہم فرائض سے ہے یہاں تک کہ نماز سے بھی اہم تر ہے۔
۵۸۹		۵۶۲	ایک جان مسلم کا تکاف کچھ ڈھانے سے بدتر ہے۔
		۵۶۳	جہاد کی تین قسمیں ہیں سنی، لسانی اور جنائی۔
		۵۶۴	نصاری کو اولی الامم حکم میں سے شمار کرنے والے کون تھے؟

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	بعض کلمہ گو مسلمانوں کے ساتھ کفار سے جہاد بھی کرتے تھے مگر	۵۹۰	یہ نہیں کہ امام معصوم ہو۔ امام فاسق معصوم نہ ہو
۶۰۹	اللہ ورسول نے انھیں کافر و منافق فرمایا۔	۵۹۰	کب فاسق معصوم کے سچے جمعہ کی نماز پڑھنا لازم ہے؟
۶۱۱	قل مرتد کے متعلق ایک بہت مفید حدیث۔	۵۹۱	رسالہ سیف الجبار علی کفر زمیندار
	کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی گھاٹیوں سے نہ	۵۹۲	عزیز مترجم مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی
۶۱۱	اترے گا۔		تہذیب حمید از حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید محمد رضوی صدر نقشبندی
۶۱۳	حدیث متواتر سے قرآن پر زیارت ہوتی ہے (حاشیہ)	۵۹۳	حزب الاحناف لاہور
	محض کلمہ پڑھنا اہل قبلہ بنا اور قرآن و حدیث کا نام لینا مسلمان		آخر زمانے میں آدمی کو اپنا دین سنبھالنا ایسا دشوار ہو گا جیسے
۶۱۳	ہونے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔	۵۹۳	ہاتھ میں انگٹا لالینا (حدیث)
۶۱۳	علماء اگر کافر کہتے ہیں تو اللہ ورسول نے کافر فرمایا۔		صبح کو آدمی مسلمان ہو گا شام کو کافر۔ اور شام کو مسلمان ہو گا صبح
	علماء اگر فاسق و فاجر اور منافق و ظالم کہتے ہیں تو اللہ نے انھیں	۵۹۳	کو کافر (حدیث)
۶۱۵	ایسا فرمایا ہے۔	۵۹۳	مرتد قادیانی اپنی نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے۔
۶۱۶	علماء اپنی طرف سے نہیں کہتے وہ حکم شریعت بیان کرتے ہیں۔	۵۹۳	دیوبندی اللہ ورسول کی عظمت پر ناپاک حملے کرتا ہے
۶۱۶	قرآن نے کچھ لوگوں کو سوراگتا اور گدھا بنایا۔	۵۹۳	سچی مرتد تمام قرآن و حدیث کو باطل قرار دیتا ہے
۶۱۶	شہت علی الکفار کے متعلق علماء حق تخلقا باخلاق اللہ پر عامل ہیں		چاکر انوی حدیث حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایک ڈاکے کے برابر
۶۱۸	اللہ تعالیٰ کو عاجز اور حیب دار بتانا کفر ہے۔	۵۹۳	بنا کر ان کی حدیثوں کو بالکل بھوٹا بک دیتا ہے
۶۱۹	اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔	۵۹۳	رائضی (شیعہ) قرآن مجید کو ناقص مانتا ہے۔
۶۱۹	جو سب کے نزدیک کلمہ کلمہ اس سے عمل بر باد ہو جاتے ہیں۔		مذہبی گروہ ہر کلمہ گو بد مذہبوں اور مرتدوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق
۶۱۹	پوشیدہ گناہ کی توہم پوشیدہ اور طمانیہ گناہ کی توہم طمانیہ ہوتی ہے۔		کو فرض قطعی بلکہ ایمان بتاتا ہے امدان کے رد کو خدا ورسول کے
۶۱۹	بغیر توہم صرف کلمہ پڑھنے سے کفر ختم نہیں ہوتا۔	۵۹۳	اہانت کہتا ہے۔
۶۲۰	تصدیقات فقہائے کرام و علماء عظام۔		مجددی تمام اہل اسلام مقلدین احمدیہ و متوسلین انبیا و اولیا کو کافر
۶۲۱	فتویٰ مفتی محمد ابراہیم بدایونی مع تصدیقات دیگر علماء۔	۵۹۳	و مشرک قرار دے کر واجب القتل اور مباح الدم سمجھتا ہے۔
	فتویٰ حضرت سید اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی۔	۵۹۴	تین کفری اشعار کے متعلق ایک استفادہ
۶۲۳	مارہہ شریف۔	۵۹۸	بت پر خدا کا قابو نہ چلا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کھلی توہین ہے۔
۶۲۳	فتویٰ حضرت مفتی محمد اکرم صاحب کراچی	۵۹۸	جو عاجز ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔
۶۲۵	فتویٰ مولانا محمد ریحان حسین مفتی مدرسہ ارشاد العلوم رام پور۔	۶۰۰	ہرگز خدا رام نہیں۔ اور ہرگز رام خدا نہیں۔
۶۲۶	صریح لفظ میں تاویل مردود ہے۔	۶۰۰	خدا کو رام کہنا کفر ہے۔
۶۲۶	جو احتمال کسی دلیل کے تحت نہ ہو وہ غیر معتبر ہے۔	۶۰۱	اللہ ورسول کے نزدیک صرف ایک گروہ اہل حق ناجی ہے۔
۶۲۶	حکم کفر اس پر ہوتا ہے جس پر صراحتہ قائل کا لفظ دلالت کرے اگرچہ	۶۰۲	نہجیوں کے عقیدے۔
۶۲۶	اقائل نے قصد کفر نہ کیا ہو۔	۶۰۲	بعض کلمہ پڑھنے والوں کو قرآن نے مسلمان نہیں مانا انھیں کافر فرمایا۔

فقہ اور فقہاء کی فضیلت

فقہ کا لفظ عرف شرع میں اکثر احکام شرعیہ کے علم پر بولا جاتا ہے۔ اور فقہ کے جاننے والے کو فقہ کہتے ہیں۔ فقہاء اس کی جمع ہے۔

۱) مَنْ شَرِدَ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا لِمَنْ فِي الدِّينِ - متفق علیہ
اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کا فقہ بنا دیتا ہے (گاماری شریف جلد ۱ ص ۱۱)

۲) فَعِيَّةٌ وَاحِدَةٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ - رواہ الترمذی
ایک فقہ شیطاں پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھیاری ہے۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۳۲)

۳) أَفْضَلُ أَنْعِيَادَةِ الْفِقْهَةِ - رواہ الطبرانی
ہر چیز کے لئے ایک کھبا ہے اور اس دین کا کھبا فقہ ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۵)

۴) لِكُلِّ شَيْءٍ دَعَامَةٌ وَدَعَامَةُ هَذَا الدِّينِ الْفِقْهَةُ - رواہ الخطیب
تھوڑی فقہ زیادہ عبادت سے بہتر ہے اور انسان کو فقہ کافی ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۸)

۵) قَلِيلٌ الْفِقْهِ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرِ الْعِبَادَةِ وَكُنْفِي بِالْمَرْءِ فِقْهًا إِذَا عَبَدَكَ اللَّهُ - رواہ الطبرانی
فقہ کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر ضروری ہے واجب ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۹)

۶) طَلَبُ الْفِقْهِ حَتْمٌ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ - رواہ الحاكم فی المستدرک
بہترین عبادت فقہ ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۹۰)

۷) خَيْرُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهَةُ - رواہ ابوالشخ
فقہ کے بغیر کوئی عبادت نہیں۔ اور فقہ کی مجلس ساٹھ سال تک عبادت سے بہتر ہے (کنز العمال ج ۱۰ ص ۹۱)

۸) لَا عِبَادَةَ إِلَّا لِإِيْقَانِهِ وَتَجَلُّسِهِ فِقْهًا خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً - رواہ الدارقطنی
علم دین فقہ و حدیث ہے۔ منطوق و فلسفہ جاننے والے علماء نہیں۔ یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں۔ تو جو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالم دین ہے اگرچہ دوسرا حدیث و تفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہو (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۵۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں مابین ایدیم و ما خلفہم کو۔ اور عَلَّمَا الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اللہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھا دیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ وغیرہ آیات شریفہ اس لعین کا یہ ملعون انکارِ احادیث شریفہ کثیرہ بشیرہ شہیرہ کا انکار ہے۔

حدیث میں ہے ان اللہ قدر فعلى الدنيا فانا ننظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم القيامة
 کاغذا نظر الی کنفی ہذا ۵۔ بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا اٹھائی (میرے پیش نظر فرمادی) تو میں اسے
 اور جو کچھ اس میں روز قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مقدس کو
 اور حدیث میں ہے۔ احبنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم ہمیں
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے جستیوں کے اور جنہمیوں کے اپنے اپنے منازل میں داخل
 ہونے تک کی خبر دی۔ اور حدیث میں ہے۔ ان اللہ نزل الی الارض۔ فرأیت مشارقها ومغاربها۔ تحقیق
 اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو ملاحظہ فرمایا۔ اور حدیث
 میں ہے۔ محبلی لی کل شیء وعرفت۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوئی اور میں نے پہچان لی۔ اور حدیث میں ہے۔
 علمت ما فی السموات والارض۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ اور حدیث
 ہے قطرت فی حلقی قطرة فعلمت ما کان وما یکون۔ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا تو میں نے جان لیا
 ما کان وما یکون کو (جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کو)۔ اور حدیث میں ہے ما من شیء کنت لہ
 اسہ الا و قدس آیتہ فی مقامی ہذا حتی الجنة والنار۔ اور حدیث میں ہے۔ تجلی لی ما بین السماء والارض۔
 اور حدیث میں ہے علمت ما بین المشرق والمغرب اور حدیث میں ہے۔ اخبرنا بما کان وما ہو کائن
 فاعلمنا احفظنا۔

اللہ عزوجل بار بار ارشاد فرماتے ہم نے رسول کو غیب کی خبریں دیں۔ ہم نے رسول مجتبیٰ کو غیب پر مطلع
 فرمایا۔ رسول مرتضیٰ کو غیب پر مسلط کر دیا اور رسول کو سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے۔ اور ان پر اللہ کا فضل
 عظیم ہے۔ ہم نے رسول پر وہ کتاب اتاری جو ہر شے کا روشن بیان ہے۔ ہمارا رسول ہر شے کا علیم ہے۔ ہمارا
 رسول مابین ایدیم (ابتدائے آفرینش سے) اور ما خلفہم (روزِ آخر تک) جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم بار بار اعلان سے فرماتیں۔ میں اپنی کف دست مبارک کی طرح دنیا و مافیہا تا روز قیامت سب کو دیکھ
 رہا ہوں۔ میں جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے سب کو جانتا ہوں۔ میں ہر شے کو پہچانتا ہوں ہر شے مجھ پر روشن

ہو گئی ہے۔ کوئی چیز جو میری دیکھی نہ تھی وہ ایسی باقی نہ رہی جو میں نے اس مقام میں دیکھ نہ لی جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے سب کو میں نے جان لیا۔ مگر بے ایمان و ہابی نہ رسول کے فرمانے پر یقین لاتا ہے نہ خدا کے ارشاد پر ایمان وہ کافر دونوں سے کفر کرتا ہے اور بکے جاتا ہے کہ رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور بے ایمانی اور دھوکے اور فریب سے ان نصوص کو اپنی برہان بنا تا ہے جن میں علم ذاتی مراد ہے۔ اس سے کہو کہ بے ایمان عبارت میں "الغیب" سے مراد علم ذاتی ہے۔ اور یہ تیری سمجھ میں نہیں آتا تو اسے بھی مطلقاً علم غیب کا انکار سمجھتا ہے۔ تو تو بجز پر ایمان رکھتا ہے مگر رسول کے فرمان اور اللہ عزوجل کے قرآن کا منکر ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و فرمان کے آگے بجز کی عبارت پیش کرنا اس کے بھروسہ رسول کے علم سے مطلقاً انکار کرنا یہ تیرے ہی جیسے بے حیا بے ایمان کا ملعون کام ہے۔ اے لعین تو ان ملعون منافقوں کی طرح قرآنی فتوے سے کافر ہے جنہوں نے بکا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فلاں کا ناقہ فلاں وادی میں ہے اور انہیں غیب کی کیا خبر وہ غیب کیا جانیں اور پھر منکر ہو گئے اور چھوٹے بہانے بتانے لگے جن میں قرآن عظیم کا وہ قہری فتویٰ نازل ہوا اور جتا دیا گیا وَ لَقَدْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخْمُسُهِمُ وَ نَلْعَبُ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ وَ آيَاتِهِمْ كَسُؤْلِهِمْ كَسْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَاقْتَنِبْنَا وَ أَوَّاقَدُ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔

منافقوں نے بھی تو یہی بکا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے وہ غیب کیا جانیں انہیں غیب کی کیا خبر۔ اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا کہ تم اللہ اور قرآن اور رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو۔ اسی پر تو واحد قہار نے ان کے جھوٹے چیلے بہانوں کو کہ ہم تو یوں ہیں نہیں بول رہے تھے فرمایا کہ جھوٹے بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے بعد (اظہار) ایمان کے۔ امانا باللہ الرحمن ورسوله، والقرآن۔ ہم مسلمان آیات قرآن و احادیث نبی ذیشان پر ایمان رکھنے والے باتباع قرآن اس و ہابی بے ایمان کے کفر پر حکم کرتے ہیں۔ جس نے کہا رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور جس نے لکھا یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲ ص ۱۱) اور بجا کہ دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں (برابرین قاطعہ ص ۱۱) اور بک دیا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانتے ہیں کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص ۶۶) اور لکھا کسی انبیاء اولیاء یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر صاحب کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (تقویۃ الایمان ص ۱۱) اور لکھا جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کیا ہوا ہے

سو محض باطل اور خرافات سے ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۳۶) اور لکھ دیا جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاف کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویۃ الایمان ص ۳) اور لکھا اللہ کا علم اور ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدنی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص ۳) اور ہر جہاں ائمہ مذاہب اور جملہ علماء پر افترا کرتے ہوئے بکا۔ اس میں ہر جہاں ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔ (مسئلہ علم غیب ص ۲) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن (تقویۃ الایمان ص)

اللہ اللہ۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب و محبوب طالب و مطلوب دانائے غیوب کو علم غیب عطا فرماتے، اور اپنی کتاب مجید میں اس عطا کا اعلان فرمادے، اور جو ملعون یہ کہے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں اس کے کفر کا وہ قہری فتویٰ دے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار برسرِ مجالس خطبات میں اپنے رب کے اس عظیم نعمت کا اظہار فرمائیں اور طاعنین کا رد علیٰ رؤس الاَشْهَاد ارشاد فرمائیں۔ حدیث میں ہے قاضی المنبر محمد اللہ واشفیٰ علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علی لا تسئلونی عن شیئی فیما بینکم و بین الساعة الا بائکم بہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام من رب العزیز الودود الغفور نے منبر مقدس پر قیام فرمایا اللہ عزوجل کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا کیا حال ہے ان اقوام کا جو میرے علم شریف میں طعن کرتی ہیں تم مجھ سے نہ پوچھو گے کسی شیئی کو جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے مگر یہ کہ میں تمہیں اس سے خبر دار فرما دوں گا۔ مگر وہابی مردود، منافق مطرود کی طرح یہی کہے جاتے کہ انھیں غیب کی کیا خبر وہ علم غیب کیا جانیں۔ رسول غیب نہیں جانتے تھے۔۔۔

فَاتْلُوهُمَّا اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْتِیْکُمْ

آیات و احادیث جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے اور بھی ہیں مگر وہابیہ کے دس اشکار کے مقابل دس آیات و احادیث پریس کریں۔ مشہور ہے الغریق یتشبہت بالبحرینش ڈوبتا سوار پکڑتا ہے۔ بے ایمان وہابی جب بحر کفر میں غوطے کھانے لگا اور کفر میں ڈوبا تو بچاؤ کے لئے بحر الرائق کی اس عبارت کو پکڑا اس مرجح قول سے سہارا لیا جس کا غیر صحیح ہونا بالکل واضح اور آشکارہ اور وہابیہ دیوبندیہ کا گرومان چکا کہ «شرائط تعارض سے تساوی فی القوۃ ہے پس جواب میں اتنا کافی ہے کہ راجح کے ساتھ

مرحوم ساقط و متروک ہے، اور ادب یہ ہے کہ مرحوم میں تاویل مناسب کی جائے۔ (بسط البنان) اس مرحوم قول میں مناسب تاویل نہ کرنے والا اسے اپنی سند بنانے والا بے ادب گستاخ ہے۔ ساقط و متروک و مرحوم کو قرآن و حدیث کے نصوص کے رد کے لئے پکڑنے والا ہے اور اپنے ساتھ کفر کے گڑھے میں صاحب بکر کو بھی ڈبا دینے والا ہے اور طائفہ کے گروگھنٹال کی معقول بات کو بھی رد کر دینے والا ہے۔

جب طائفہ کے استاد جی کو بھی یہ مسلم ہے کہ ایسی جگہ تاویل مناسب کرنی چاہئے تو لازم تھا کہ بحر وغیرہ علماء کی ایسی عبارت میں یہ سمجھتا کہ ان کی مراد علم ذاتی ہے نہ کہ اس عبارت کو قرآن و حدیث کے رد کے لئے لے دوڑا۔ والیاذ اللہ تعالیٰ۔ کیا یہ علماء یہ دین کے ائمہ جن کی وسعت نظر ہم جیسوں کے حسابوں سے بے انتہا۔ جس کی حد تک ہمارا مرغ و ہم بھی پرواز نہ کر سکے تو یہ کیا کوئی سلیم الحواس ادنیٰ عالم بھی ان آیات و احادیث پر جس کی نظر ہو وہ مطلقاً انکار علم غیب برائے انبیاء کر کے گا لا الہ الا اللہ امتا برس اللہ۔ کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ عقل والے کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ یہ اکابر ان آیات و احادیث پر نظر نہ رکھتے تھے یا ان کو دیکھتے ہوئے معتزلیوں اور وہابیوں کی طرح ان کو رد کرتے تھے۔ یا یہ کہ ان آیات و احادیث پر نظر تو رکھتے تھے اور یہ اعتقاد بھی رکھتے تھے کہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں تو دیں انھیں غیوب پر مطلع تو فرمایا وہ ایسے امور سے واقف تو تھے جن کا بہت عقل اقتضائے کرے جو کسی طرح حواس سے معلوم نہ ہو سکیں جس تک مرغ عقل کتنا ہی اٹھے ہرگز نہ پہنچ سکے جو بے اعلام الہی معلوم نہ ہو سکیں مگر اسے علم غیب کہنا جائز نہ رکھتے تھے۔ اسے علم غیب اعتقاد کرنے کو کفر ٹھہراتے تھے باوجودیکہ اللہ عزوجل نے اسے غیب ہی فرمایا۔

اور عقلاً بھی یہ ظاہر ہے کہ وہ امور غیب جن کا علم خدا نے بخشا غائب سے حاضر نہ ہو گئے۔ علم بخشا نہ کہ غائب کو حاضر اور جو ہو چکا اور جو ابھی تک نہ ہوا اسے زمانہ حال میں موجود کر دیا۔ ماکان و مایکون کو معلوم و مشہود فرمادنا نہ کہ خارج میں حاضر و موجود۔ اور ہر کس و نا کس کے لئے مشہود۔ تو علم غیب عطا فرمانے سے غیب غیب ہی رہا شہادت نہ ہو گیا۔ اور اپنے جیب عالم کے لئے معلوم فرمادینے اور اپنے محبوب شاہد کے لئے مشہود کر دینے سے غیب شہادت ہو گیا غیب باقی نہ رہا یہ کہا جائے تو کیا معاذ اللہ یہ جہلایہ بھی کہیں گے کہ خدا کو بھی غیب نہیں کہ وہاں تو سب شہادت ہی ہے اس سے کوئی شے غائب نہیں۔ شہادت وہ ہے جو حواس سے معلوم ہو سکے وہ موجود کہ ہر ایک کے لئے مشہود ہو سکے یہ بھی بے علم الہی ہے اور لوں کے لئے۔ ایک ذرہ شہادت کا علم بے عطا بھی دوسرے کو ناممکن۔ جس طرح علم غیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ متفرد ہے یوہیں علم شہادت کے ساتھ جس طرح

علم غیب اس کی صفت ہے یوں علم شہادت۔ قال تعالیٰ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اور غیب وہ ہے جو بے
اعلام الہی معلوم نہ ہو سکے جس تک جو اس عقل کی رسائی کسی طرح بے تعلیم الہی نہ ہو سکے جو ذاتی طور پر خدا ہی کو
ہے اور اس کی عطا سے اس کے محبوبوں کو ہوتا ہے ہر اک کو نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ شہادت وہ جو ہر اک کے لئے عقل و جو اس سے ظاہر فرما دیا ہے اور غیب جو اس کے ساتھ
خاص ہے۔ اپنے محبوبوں کو اس سے جتنا جتنا چاہا بخشتا ہے اور ان کو نہیں دیا ہے جو اس سے معلوم کر لینے پر
قادر نہیں کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ غیر خدا کے لئے مطلقاً انکار غیب یہ عقیدہ باطلہ بعض معتزلہ ہے اور یہ وہابیوں
ہی کا اب سے پہلا نام ہے اس سے پہلا نام اس طائفہ باطلہ کا خارجی تھا۔ جیسے اب دیوبندی وہابی اپنے آپ کو
حنفی کہتے ہیں اور نجدی وہابی اپنے آپ کو حنبلی بتاتے ہیں دیوبندی فقہ حنفی میں کتابیں لکھتے اور اس میں اپنے
مذہب کی رعایت کرتے ہوئے مسائل ٹھونسے ہیں یوں معتزلی اپنے آپ کو حنفی کہا کرتے اور فقہ حنفی میں تصنیف
کیا کرتے اور اس میں اپنے مذہب اعتزال کی رعایت کرتے ہوئے بعض مسائل ٹھونس دیا کرتے تھے انھیں
مسائل سے یہ مسئلہ بھی ہے بعض نے اسے اخذ کیا اور ان کے ساتھ حسن ظن ہی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس
سے علم ذاتی مراد لیا۔ پھر ان حضرات صاحب بحر وغیرہ نے بھی یہی سمجھے ہوئے اپنی تصانیف میں نقل کیا۔ اور یہ بھی
ہوتا ہے کہ بعض جامع اقوال ہر گونہ اقوال نقل کرتا ہے مثلاً مجمع الانہر میں لکھا کہ لوشتر حیوانا ناما کول اللحم
بکلمة الجماع یکفر مجمع الانہر میرے پاس اس وقت نہیں اور میسر بھی نہیں آسکتی یاد پر یہ عبارت لکھی ہے
مکن ہے کہ عبارت میں کچھ فرق ہو پھر اس سے اوروں نے نقل کیا۔ اور ایسا ہوتا ہے۔ تو بعض کا نقل کردہ
قول جب کہ اس میں مطلقاً انکار علم غیب مراد ہو جو معتزلہ کے عقیدہ باطلہ کے موافق ہے یا اس کا اپنا سہی جبکہ
وہ حنفی ہو معتزلی نہ ہو اس نے ذاتی مراد لیا ہو اسے دیکھنا اور اسے عطائی پر ڈھالنا اور اکابر علماء جہانڈہ ائمہ
کا اس قول کے ضعف و مرجوحیت کا جو اشعار فرمایا اسے دیکھ کر اُن دیکھا کر لینا کس درجہ جیاداری ہے؟ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ نیز اس سے بھی وہابی کا نظر چرانا بلکہ بعض خبیثا روہابیہ کا اس اشعار ذاتی کو بھی
مطلقاً انکار کی سند ٹھہرانا کس قدر ڈھٹائی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ اگر کوئی شخص شہادت خدا و رسول سے نکاح کرے تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا
کہ شرط انعقاد نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث میں ہے لَانْكَاحِ الْاَشْهُودِ مُسْلِمَانِ كَيْفَ نَكَحَ فِيهِمْ دَوْمَرُونَ
یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حضور شرط ہے جو عاقل بالغ ہوں اور یہ سمجھیں کہ نکاح ہو رہا ہے وہ کون سا نکاح

ہے جو خدا سے غائب ہو اگر محض خدا کی شہادت سے نکاح کرتا یا فرشتوں مثلاً گراما کا تبین کی شہادت سے کرتا جب بھی باطل ہوتا کہ شرط صحت نکاح نہ پائی گئی۔ اس میں بعض مجاہیل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان شخص کا فر ہو جائے گا کیونکہ وہ معتقد علم غیب برائے رسول ہو اظاہر تو یہ ہے کہ یہ بعض مجاہیل معتزلی ہوگا۔ اس نے اپنے مذہب کا پیوند اس میں جوڑ دیا۔ پھر یہ بتا ویل علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا۔ مگر اس کی موجودیت کو ظاہر کرتے ہوئے کہ علم ذاتی ہی نہیں ہوتا۔ دوسری قسم علم عطائی بھی ہے تو جب یہ احتمال ہے تو کافر نہیں کہہ سکتے اس احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر صحیح نہیں۔ امام فقیہ النفس قاضی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادخلہ فی الجنان نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا رجل تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله كان باطلا لقوله صلى الله عليه وسلم لا نکاح الا بشہود وکل نکاح یكون بشهادة الله وبعضهم جعلوا ذلك کفرا لانه یعتقد ان الرسول صلى الله عليه وسلم یعلم الغیب۔ امام فقیہ النفس نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کفر ہے بلکہ یہ فرمایا کہ بعض نے اسے کفر ٹھہرا دیا اس کے ضعف کا اشعار فرمایا۔ فتاویٰ خلاصہ میں یہ مسئلہ دو جگہ لکھا جلد اول کتاب النکاح میں تو تجرید سے اتنا لکھا تو تزوج بشهادة الله ورسوله لا یعتقد وهل یکفر عرف فی الفاظ الکفر۔ اور جلد اول کتاب الفاظ الکفر میں تحریر فرمایا رجل تزوج ولم یحضر شاهد فقال خدا را اور رسول خدا را گواہ کردم یکفر فی الفتاویٰ لانه یعتقد ان الرسول والملک عالم بالغیب بخلاف قوله فرشته دست راست را و فرشته دست چپ را گواہ کردم حیث لا یکفر لانه یعلمان۔

فتاویٰ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز کردری میں فرمایا تزوجها بشهادة الله تعالیٰ جل جلاله ورسوله علیه الصلاة والسلام لا یعتقد ویخاف علیه الکفر لانه یوہمانه علیه الصلوة والسلام یعلم الغیب وعندہ مفاہیج الغیب الایة وما اعلم الله تعالیٰ لخیار عبادة بالوحی والالهام لم یبق بعد الاعلام غیبا فخرج عن حصرین المستفادین من تقدیر المسند والمحصر الا۔ یخاف علیه الکفر نے صاف کر دیا

عہ اس عبارت میں اگرچہ اشارہ منفع و موجودیت نہیں مگر جب اور علماء کے کلام سے یہ ثابت ہے نیز اس طائفہ وبارہ کے گروئے ملک الموت بلکہ ابلیس کے لئے بھی علم غیب مانا ہے اور نفوس سے ثابت لکھا ہے تو قطعاً ظاہر کہ اس عبارت میں بھی علم ذاتی ہی مراد ہے یہ تکفیر بہر ذلک علم ذاتی ہے نہ کہ علم عطائی مانتے پر۔ ہم نے یہ عبارت مطبوعہ نسخہ سے نقل کی ہے لیکن ہے کہ قدیم نسخہ کی عبارت میں ضعف و موجودیت کی طرف اشارہ کے الفاظ بھی ہوں جو اس طبع کرنے والے نے نکال دیے ہوں۔ اس طبع کرنے والے نے چند جگہ الحاق کیلئے جو نسخہ قدیم قلمیہ میں نہیں اور جو محلاً نقلاً محض باطل ہے ۱۲ منہ

کہ مراد امام بنزازی علم ذاتی ہے کہ اگر عطائی ماننا بھی کفر ہوتا تو بنجاف نہ فرماتے اور ما اعلم الله تعالى بالوحى والالهام
 لخصاً من عبادة کہہ کر خیار عباد کے لئے منجانب اللہ وحی والہام سے علم ہونے کو تسلیم نہ کرتے۔ لم یبق غیباً پر وہابیہ
 بہت بغلیں بجاتے ہیں اور قول بنزازی دکھا دکھا کر مسلمانوں کو اکثر فریب میں ڈالا کرتے ہیں۔ مگر ہماری تقریر بال
 سے روشن ہو گیا کہ لم یبق غیباً خود اسی طرف مشیر ہے کہ یہاں مراد امام غیب سے غیب ذاتی ہے۔ ان کا مطلب
 یہ ہے کہ وہ غیب بعد اعلام باقی نہ رہا جو خدا کے ساتھ خاص ہے۔ علماء اہل فہم کی فہم پر اعتماد کرتے ہوئے ایسی
 قیود ضروریہ اکثر ترک فرما دیا کرتے ہیں جنہیں شرح و محشین ذکر کرتے ہیں لم یبق غیباً ای مختصاً باللہ تعالیٰ
 در مختار میں ہے تزوج بشهادة اللہ ورسولہ لم یجز۔ بل قیل یکفر۔ اس قیل نے ضعف و مرجوحیت تکفیر
 کا اشعار فرمایا علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اس قول پر رد المحتار جلد ۲ میں تحریر فرمایا قال فی التتارخانیة
 وفي الحجۃ ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابت
 الرسل یرسل یرسل بعض الغیب قال تعالیٰ فلا یظهر علی غیبہ احد الا من ارقتنی من رسول یعنی تا ما خانہ
 اور حجہ میں فرمایا کہ ملقط میں ذکر کیا کہ وہ کافر نہ ہو گا اس لئے کہ اشیاہ روح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی
 جاتی ہیں اور بیشک رسل علیہم السلام بعض غیب کی معرفت رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یظهر علی غیبہ احد الا من ارقتنی من رسول پھر قلت لکھ کر مقطع کا بند یہ فرمایا
 جس نے وہابیہ کو بالکل ہی ذبح کر دیا ان کی رگ گردن یکسر قطع فرمادی بل ذکر وافی کتب العقائد ان من
 جملة کلمات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلة المستدلین بهذه الایة علی نفیہا
 بان المراد الاظهار بلا واسطہ والمراد من الرسول الملك لا یظهر علی غیبہ بلا واسطہ الا الملك اما النبی
 والاولیاء فیظہرہم لواسطہ الملك او غیرہ وقد بسطنا الکلام علی هذه المسألة فی رسالتنا السماء مسلماً
 الہندی نصرۃ سیدنا خالد النقشبندی فرأجہا فان فیہا فوائد نفیہ۔ یعنی میں کہتا ہوں بلکہ بعض علماء
 نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ اولیاء کو کرامات سے بعض مغیبات پر اطلاع ہے اور ان ائمہ نے معتزلوں کا رد
 فرمایا جو اس آیت سے نفی غیب پر دلیل لاتے تھے کہ مراد آیت اظہار بلا واسطہ ہے اور مراد رسول سے ملک ہے
 یعنی نہیں مسلط فرماتا اپنے غیب پر کسی کو بلا واسطہ مگر ملک کو لیکن نبی اور اولیاء تو غیب پر انہیں بواسطہ ملک یا
 کسی اور واسطہ سے مسلط فرماتا ہے اور بیشک ہم نے اس مسئلہ پر کلام مبسوط کیا ہے اپنے رسالہ سلحسام الہندی
 نصرۃ سیدنا خالد النقشبندی میں تو اس کی مراجعت کرو اسے دیکھو کہ اس میں فوائد نفیہ ہیں۔

امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ نے تجنیس والمزید اور علماء کرام اصحاب فتاویٰ عالمگیری نے فتاویٰ ہندیہ میں اس قول کے ضعف یا بطلان کی طرف اس کے ترک سے اشارہ فرمایا کہ مسئلہ صرف اتنا ہی لکھا مسن تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله لا يجوز النكاح۔ وہ کلام الاعتقاد ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب چھوڑ ہی دیا۔ قیل لگا کر بھی نہ لکھا مضمرات وخرائز الروایات اور معدن الحقائق میں ہے والصیح انه لا یقدر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب وتعرض علیہم الاشیاء فلا یكون کفرا۔ اور صحیح یہ ہے کہ تحقیق وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور ان پر ایشیا پیش کی جاتی ہیں۔ تو ان کو علم غیب کا اعتقاد کفر نہ ہوگا۔ وہابیہ بحر الرائق کی عبارت ہی دھوکہ کو نہیں دکھاتے اکثر شرح عقائد وشرح فقہ ابراہیم بن ہازیم کی عبارتیں بھی فریب دینے کو پیش کیا کرتے ہیں۔ عبارت ہازیم تو اوپر گزر چکی۔ شرح عقائد کی عبارت یہ ہے۔ العلم بالغیب نقرہ بہ الله تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد۔ مگر عبارت اتنی ہی نہیں اس کے ساتھ اسی میں یہ بھی ہے الا باعلام منہ اوالہام تو یہ عبارت علم عطائی ثابت کر رہی ہے نہ کہ علم عطائی ماننے والے کو کافر مشرک ٹھہرا رہی ہے۔ یوہیں شرح فقہ اکبر کی یہ عبارت ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالکفر باعتبار اعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب اتنی پیش کرتے ہیں اور اس کے متصل اس سے اوپر کا اتنا لکھا ہضم کر جاتے ہیں۔ ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا الغیب الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیاناً اس کے بعد ہی وہ عبارت ہے۔ وذكر الحنفیۃ الخ۔ اوپر کی عبارت نے روز روشن سے زیادہ واضح و آشکار کر دیا کہ علم عطائی کا اثبات کفر نہیں۔ وہ تو عقیدہ اسلامیہ ہے ذکر الحنفیۃ تصریحاً بالکفر الخ میں علم ذاتی ہی کے اثبات پر کفر ہے۔ علم عطائی تو اعلمہم اللہ تعالیٰ کہہ کر مصنف نے خود مانا۔ تو کیا آگے خود اپنی تکفیر کا ذکر کیا۔ و ذکر الحنفیۃ الخ۔ وہابی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے پیشواؤں کے کلام میں بھی علم ذاتی کے اثبات پر حکم کفر و شرک ہے کہ وہابیہ کے پیشواؤں کی عبارتیں جو اوپر گزریں ان میں صاف تصریح ہے کہ علم ذاتی ماننے یا عطائی ہر طرح شرک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کیا معاذ اللہ یہ اکابر علماء اور دین کے ائمہ قدیم و حدیث ذات احادیث اور خود اپنے اور اپنی عبارتوں میں حکم کفر کر رہے ہیں؟ صحابہ و اہل بیت اطہار اور عرفاء و علماء دین کی تصریحات سے آفتاب سے زیادہ روشن کہ انبیاء و اولیاء علوم غیب پر مطلع ہیں۔ حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ وعلیہ وسلم و علی الہ وصحبہ وبارک وسلم جمع النہبہ میں علامہ شنوانی فرماتے ہیں وقد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطلعه

علیٰ محل شیئی۔ فتوحات و ہدیہ شرح الربیعین نوویہ میں ہے۔ الحق کما قال جمع ان اللہ سبحنہ و تعالیٰ ليقض
 نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطلعه علی کل ما ابھمہ عنہ الا امر بکتم بعض والاعلام بعض —
 علامہ صاوی حاشیہ جلالین زیر کرمیمہ یسئلونک عن الساعۃ ایاں مرسلہا قل انما علمہا عند ربی لا یحییہا لوقتها
 الا هو تکللت فی السموات والارض لا تاہیکم الا بغتۃ یسئلونک کانتک حتی عنہا قل انما علمہا عند اللہ ولكن
 اکثر الناس لا یعلمون قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضررا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من
 الخیر وما مستنی الشوم ان انا الانذیر لبقوم یؤمنون تحریر فرماتے ہیں قولہ کانتک حتی عنہا عن بمعنی
 الہام والمعنی کانتک عالمہا ومتیقن لہا قولہ تاکیدا ای لما قبلہ لہیان انہا من الامر المکرم الذی استأثر اللہ
 بعلمہ فلم یطلع علیہ احد الا من ارتضاه من الرسل والذی یجب الایمان بہ ان رسول اللہ لم ینقل
 من الدنیا حتی اعلمہ اللہ بجمع المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاخرۃ فهو یعلمہا کما ہی عین یقین لما
 وردت فی الدنیا فانما انظر فیہا کما انظر الی کفی ہذا وورد انہ اطلع علی الجنۃ وما فیہا والنار وما فیہا وغیر ذلک مما تواتر
 بہ الاخبار ولكن امر بکتمان البعض قولہ ولو کنت اعلم الغیب ان قلت انہذا یشکل علی ما تقدم من انہ
 اطلع علی جمیع مغیبات الدنیا والاخرۃ۔ والجواب انہ قال ذلک تواضعا وان علمہ بالمغیب کلا علم من حیث
 انہ لا قدرۃ لہ علی تغییر ما قدر اللہ وقوعہ فیکون المعنی حیثین لو کان لی علم حقیقی بان اقدر علی ما
 ارید وقوعہ لاستکثرت الخ

ہاں اور دل بیمار وہابی جل کر خاک ہو جا واحد قہار اور زیادہ تجھے دنیا و آخرت میں جلانا نصیب کیے
 پھر جنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ تجھے جلاتے دم بدم تری جلن زیادہ کرے فی قلوبہم و من فذلک
 اللہ موصفا ہاں اور دیوبندی اپنی آتش غیظ میں بھنکر کباب ہو جا اللہ تجھے بھنٹا رکھے۔ یتحکم بعذاب
 ذلک جزاء أعداء اللہ النار قل مؤثروا یغیظکم ان اللہ علیکم بذات الصدور او کذاب مفتری او بہتان
 پر جری اتو تو علماء اسلام پر اتہام رکھتا ہے کہ وہ انبیاء کے لئے علم غیب ماننے والے کو کافر کہتے ہیں مگر ان اللہ
 لا یہدی کید الناصین او کیا دمکار خائن! تیرا کوئی کید کوئی مکر چھل فریب نہ چلا تیرے مکر و کید پھل فریب کی
 وہمیاں تو اتنی ہی عبارات علماء سے آرگئیں۔ آگے اور اپنی بے نور آنکھیں پھاڑ کر دیکھ تفسیر نیشاپوری
 مصری جلد ۳ ص ۲۴ میں ہے من ذالک الذی یشفع عندہ الا یأذنہم ہذا الاستثناء راجع الی النبی صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کأنہ قیل من ذالک الذی یشفع عندہ الا یأذنہم ہذا الاستثناء راجع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عہ تفسیر صاوی جلد دوم ص ۲۴، سورۃ بقرہ آیت ۲۵۵، سورۃ آل عمران آیت ۱۱۹، سورۃ یوسف آیت ۱۰۱

ما بین ایذا یہم من اولیات الامر قبل خلق الخلائق وما خلفہم من احوال القيامة۔

حضرت سیدی شیخ محقق مجدد الحق قدس سرہ مدراج شریف میں فرماتے ہیں ”ہرچہ در دنیا ست انزال
آدم تا اوان نغمہ اولی بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اور انزال تا آخر معلوم
گردید یاران خود را نیز از بعضی ازال احوال خبر داد۔“ نیز فرماتے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ وہو بکل شیء علیم ووی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داناست بہمہ چیز از شیونات واحکام الہی واحکام صفات حق واسما و افعال و آثار و
بجمع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نموده و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوٰت افضلہا
ومن التحیات اتمہا و اکملہا۔ درۃ الغواص اور الجواہر والدرر کلاہما للعارف سیدی الامام عبدالوہاب الشترانی
قدس سرہ الربانی میں ہے ”محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو الاول والاخر والظاهر والباطن
قد و لچ حسین اسری بہ عالم الاسماء اولہا من کذا الارض و آخرہا السماء الدنیا بجمع احکامہا و تعلقا
شروع البرزخ الی انتہائہ وهو السماء السابعة شروج عالم العرش الی ما لانہایہ لہ وانفتح فی برزخیتہ
صور العالم الالہیہ والکونیۃ۔“ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہی اول ہیں وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
(یعنی خلق میں) وہ شب معراج عالم اسما میں داخل ہوئے جس کی ابتدا مگر زارض اور انتہا سما دریا ہے اس
عالم کے جملہ احکام و تعلقات جان لے پھر عالم برزخ میں داخل ہوئے اس کے منتہی ساتویں آسمان تک پھر
عالم عرش میں داخل ہوئے جس کی انتہا ہی نہیں۔ اور جنس کے باطن میں عالم الہی اللہ حادث عالموں کی صورتیں
منکشف ہو گئیں۔

حضرت سیدی عارف باللہ شیخ اکبر محمدی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ کے باب وہم میں فرماتے
ہیں وصل زمان نشأة الجسم الظاہری الحمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فظہر مثل الشمس الباہرۃ الی
قولہ و ظہرت بسیادۃ التي كانت باطنۃ فهو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم فان قال
او تبت جوامع الکلمہ وقال عن ربہ ضرب بیدہ بین کتفی فوجدت بردا ناملہ بین شدی فعلمت علم
الاولین والاخرین الخ جسم ظاہری محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آفرینش کا وقت پہونچا تو روشن سورج کی
طرح حضور نے ظہور فرمایا (تا) اور حضور کی سیادت باطن ظاہر ہو گئی تو (مخلوق میں) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں اور ان کا علم ہر شے کو محیط ہے۔ امام اجل قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا بشر
میں فرماتے ہیں لکنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادق علم بکل شیء۔ حضرت عارف مولانا رومی قدس سرہ نے شہوی

میں فرمایا ہے کہ ہر نبی خدا مارا نمود بہ دل دریاں لحظہ خود مشغول بود۔ تفسیر روح البیان میں زیر کرمیہ ما انت
بنعمة ربك بجنون فرمایا بل انت عالم بما كان۔ خبیر بما سیکون نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد ۳ میں
فرمایا الانبیاء صلاة الله وسلامه عليهم اجمعين من جهة الاجسام والظواهر مع البشر وبواطنهم و
قواهم الروحانية ملكية ولد ان ترى مشارق الارض ومغاربها وتسمع اطياب السماء وتشم رائحة جبرئیل
عليه الصلاة والسلام اذا اراد النزول اليهم سب انبیا بنظر ظاہری اجسام بشر کے ساتھ ہیں اور ان کے باطن
اور روحانی قوتیں ملائکہ کی سی ہیں اسی لئے مشارق ارض ومغارب زمین ان کی نظر میں ہوتے ہیں اور آسمان
کی چمچہ اہٹ سنتے اور جبرئیل امین علیہ الصلاة والسلام کی خوشبو جب وہ انبیا کی طرف نزول کا ارادہ کرتے ہیں
اسی وقت سے سونگھ لیتے ہیں۔

عارف کبیر سیدی حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام شعرانی قدس سرہ النورانی طبقات کبریٰ
بندہ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں اطلعہ علی غیبہ لا تنبت شجرة ولا تخضر ورقة الا بنظره مولیٰ تعالیٰ
اپنے غیب پر اسے مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ کوئی پتہ نہیں اگتا کوئی پتہ نہیں ہریتا ہے مگر اس کی نظر کے
سامنے۔ حضرت عارف سانی مولینا جامی قدس سرہ نفحات الانس شریف میں فرماتے ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
کے امام جلیل الشان حضرت سیدی عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے زمین در نظر اس طائفہ جو سفرہ ایستہ
نیز نفحات میں ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عزیزان رضی اللہ عنہ المنان
کا وہ کلام شریف نقل فرماتے پھر فرماتے و مالی گوئیم چون روی ناخنہ است یح چیز از نظر ایشان غائب نیست۔
حضور پر نور سیدالاسیاد غوث الاغواث قطب الاقطاب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدہ خمیرہ مبارکہ
میں اپنی نسبت ارشاد فرماتے ہیں نظرت الی بلاد اللہ جمعا کحرد لہ علی حکما انصال حضرت سیدی شریف
عبد العزیز پھر حافظ الحدیث جہلمی اپنی کتاب مستطاب ابریز میں فرماتے ہیں ما السموات السبع والارضون
السبع الا کلھن ملقاة فی فلاة من الارض۔ اولیاء کی نظر میں زمین مثل دسترخوان ہے عارف کی نگاہ میں
روئے ناخن کی طرح کہ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ سید العرفان کی نظر قدس کے حضور رانی کے دانے
کے مانند۔ مومن کامل کی نظر میں ساتوں آسمان ساتوں زمینیں ایسی جیسے کسی لقمہ و دق میدان میں پھلا پڑا ہوا
و بانی بے دین تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے عطائی علم غیب کے اعتقاد کو کفر لکھتا اور
حنفیہ معتقد علم غیب عطائی کی تکفیر کا افتراء مہتان کرتا ہے کیا حنفیہ کے نزدیک معاذ اللہ یہ علماء اولیاء عرفاء جنہوں

نے انبیاء اولیاء کے لئے یہ کچھ فرمایا کافر ہیں؟ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ ایسی نجس ناپاک گندی گھنٹی خبیث تکفیر و انکار پر حضرت مولانا روم قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے۔ رومی سخن کفر نہ گفتہ است و نہ گوید منکر مشویدش کافر شدہ آن کس کہ بانکار برآمد و در جہاں شد۔ وہابیہ دیوبندیہ کے گرو گنگوہی کا اندھا پن ملاحظہ ہو قرآنی ارشادات تزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیء۔ ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری ہر چیز کے روشن بیان کو۔ ما فرطنا فی الکتب من شیء۔ ہم نے اس کتاب میں کوئی سستی اوتھانہ رکھی۔ لا سرتب ولا یابس الا فی کتب مبینہ ہر ترم و خشک کتاب مبین میں ہے۔ اور ان کے سوا اور آیات باہرات جو اوپر گزریں اور ان کے علاوہ اور احادیث شریفہ زاہرہ جو اوپر بیان ہوئیں اور ان کے علاوہ ان سب کو پیٹھ دیکر براہین قاطعہ ص ۵۱۸ لعا امر اللہ بہ ان یوصل میں اپنے ایک انیسٹھی خلیل احمق عدوا احمد کے نام سے۔ اللہ کے حیدب محبوب کو یہ صریح دشنام اور البیس کی مدح تام چھاپ دی۔ شیطان کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیکے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ (وہو تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۲۔ باندہ شہر بنارس محلہ ہٹیمہ سلسلہ اشیر الدین جلال الدین صاحبان۔ ۸ شعبان المعظم ۱۲۹۹ھ
 علماء دین مندرجہ ذیل عبارت اور اس کے مسائل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

”اصول کو اہل منطق اور اہل فلسفہ وحدت فطری اور عوام الناس نظم کائنات کہتے ہیں۔ اسی قانون کی برکت اور اسی اصول کا صدقہ ہے کہ کائنات، کائنات کی صورت میں ہے۔ آفتاب کی تیز شعاعیں ہتھاب کے تسکین دہ لمعات باد سموم کے تیز بھونکے ریگستان کے ریتیلے ذرات کی مہلک لپٹ بارشوں کا نزول اور انحراف کا عروج غرض کہ کائنات کی ہر حرکت و سکون خاص قوانین اور اصول کے ماتحت ہے۔ جن کو دنیا کی کوئی قوت نہ توڑ سکتی ہے نہ پھوڑ سکتی ہے نہ مٹا سکتی ہے نہ ہلا سکتی ہے وہ اصول پنختہ و دائمی مستحکم اور باری ہیں۔“

کیا اس عبارت کے قائل نے نظم کائنات اور کائنات کو دائمی اور باری نہیں کہا اور کائنات کو لافانی اور باقی نہیں مانا؟ حکم شرع بیان ہو۔ بینوا تو جرفا
اجواب قائل نظم کائنات کو ابدی کہتا ہے نہ کائنات کو۔ کائنات کو ناس نے ابدی و دائمی بتایا نہ

اس کے کسی لفظ سے یہ مترشح نظم کائنات سے اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام دنیا ابدی ہے یوں ہی ابدالآباد تک رہے گا بلکہ نظم کائنات اس نے انھیں اصول کا نام رکھا جن پر نظام کائنات برقرار ہے جن پر نظام کائنات کا مدار ہے۔ رہا یہ کہ کن اصول کو وہ دائمی و مستحکم و ابدی کہتا ہے۔ یہ اس عبارت منقولہ میں نہیں وہ بھی منقول ہوتے تو ان کا حکم بتایا جاتا مگر ایسے اصول ہیں جنہیں ابدی کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ بھی جواز لینی بھی ہیں اور ابدی بھی ہمیشہ سے ہے اور ابدالآباد تک رہے گا وہ اصل کیا ہے لا الہ الا اللہ جس پر نظام کائنات کا مدار ہے کہ تَوَكَّدَنَّ فِيهَا رَبِّهَا اِلَّا اللّٰهُ لَنْسَدَنَّا اور یوں بھی کہ جب عالم میں کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا باقی نہ رہے گا جب ہی قیامت قائم ہوگی اور یہ نظام عالم درہم برہم اور عالم تہہ وبالانیست و نابود ہو جائے گا فنا کی گھاٹ اتر جائے گا تو اسے ابدی دائمی کہنے میں کیا حرج کہ قطعاً ابدی دائمی ہے۔ اصول کے دائمی و ابدی ہونے سے عالم و نظام عالم ابدی و دائمی نہ ہو جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتمہ و احکم۔

مسئلہ زید کہتا ہے کہ ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کہہ میں جا کر پتھر کو سجدہ کرتے ہیں اور ہندو پتھر پر پانی پھول چڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی پھول بہا دیو کو پہنچتا ہے اور ہم کہہ میں جا کر کنکریاں مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان کو چوٹ لگتی ہے پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب ایسا سمجھ کر دیجئے کہ مجھ کو سیری ہو۔

اجواب یہ شخص جلد تر توبہ کرے۔ کوئی مسلمان کہہ کو سجدہ نہیں کرتا جہت کہ سجدہ خدا کو کرتا ہے کافر بتوں کو سجدہ کرتا ہے۔ ان کی پرستش و بندگی و عبادت کرتا ہے۔ کہہ جا کر پتھر کو سجدہ کرنا مسلمانوں پر فرض افتراء ہے جیسے کہہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا ہے یوں ہی وہاں جا کر عین قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کے لئے ہوتا ہے کیا کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان مسجد کی دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں اور جو مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تو وہ گھر کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں مسجد کو مسجد اور لڑکھڑا کر فرق اسلام و کفر گمانا کیسی شدید بات ہے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے۔ مسلمان رمی جہار محض امتثال امر کے لئے کرتے ہیں۔ حکیم کے ہر کام میں مصالح ہوتے ہیں فعلاً بحکیم لا یخلو عن الحکمة۔ آدمی بہت کام کسی اپنے معتمد کے کہنے سے ایسے کرتا ہے جس کی حکمت خود نہیں سمجھتا جانتا ہے کہ میں اپنے جہل سے اپنی نادانی سے اس کا فائدہ نہیں سمجھتا مگر کچھ نہ کچھ فائدہ ہے ضرور جب تو میرے اس کے کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ تو اس حکیم حقیقی عزت عظمت و جلالت حکمت جس کی شان ہے لا یستعل

عما یفعل اس کے احکام میں چون و چرا کا کیا موقع۔ کہ مجال ہے کہ وہ کسی عیب کا حکم دے تو ضرور اس میں فائدہ ہے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ میرا پتھر شیطان کے جسم پر پڑتا ہے۔ محض امتثال امر کے لئے پتھر مارتا ہے نیز اس لئے کہ رب عز جلال کے خلیل جلیل کی سنت کریم ہے علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جہاں خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ میں شیطان ان سے معترض ہوا بحکم الہی آپ نے اسے پتھر مارے کہ وہ خائب و خاسر ہوا ہم بھی رب جلیل کے اس خلیل جلیل محبوب جلیل کے اتباع میں ایسا کرتے ہیں۔ کسی کی جانب پتھر پھینکنے سے مقصود جب ہی حاصل نہیں جبکہ وہ پتھر اس کے جاگے۔ کسی کو بھگانا مقصود ہوتا ہے تو اس کی طرف پتھر پھینکنے جاتے ہیں تو بھاگ جاتا ہے۔ اگرچہ ایک پتھر بھی اس کے ننگے۔ بند راہ کو کیا جب ہی بھاگتا ہے جب اس کے جسم پر جا لگتا ہے؛ بلکہ بھگانے کا مقصود کبھی محض اشارہ سے پورا ہو جاتا ہے ہاتھ میں پتھر نہ ہو بھک کر اٹھانا اور بند رو کوے کی طرف خالی ہاتھ اس طرح پھینکنا جس طرح پتھر ہاتھ میں لے کر پھینکا جاتا ہے بسا اوقات کافی ہوتا ہے۔ تو اس خیال سے کہ وہ عدو اللہ جو ایسے عظیم و جلیل سے یہاں متعرض ہو واوہ ہم جیسوں کا یہاں کیوں تعرض نہ کرے گا جو ہمارے دم کے ساتھ ہر قدم ہے۔ اس کا وہی علاج کیا جاتے جو اس خلیل جلیل نے فرمایا۔ ان کے اتباع کی برکت ہوگی اور عدو اللہ دفع ہوگا اگرچہ خلیل جلیل کا کوئی وار خالی نہ گیا اور ہمارا ہر پتھر خالی جاتے۔ مگر پتھروں کی جب بارش ہوگی تو وہ رے گا نہیں بھاگ جائے گا۔ پتھر ندلیل کا مقصد تو حاصل ہے ہی۔ کسی کی تصویر بنا کر اس کے جوتے پتھر مارے جاتیں تو اگرچہ اس کے جسم پر وہ پتھر وہ جوتے نہیں لگتے، مگر جس کی تصویر ہے اس کے دل پر زخم کاری لگتا ہے۔ تو شیطان کے قلب پر کاری زخم لگانے کے لئے اس عدو اللہ کے ان مقاصد پر جہاں وہ اللہ کے خلیل سے متعرض ہو مسلمان پتھر مارتے ہیں اس میں اور اس لغو و بہرہ دہ بے معنی حرکت کفری میں فرق نہ لگانا کیسی شدید بات ہے۔ پتھر پر پانی پھول چڑھانا اور اس کا مہادیو کو پہنچانا اور شیطان کے چوٹ لگانا کیسے ایک سا جانا؟ دل پر چوٹ لگنے کے لئے جسم پر پتھر لگانا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۱۵
مسئلہ ۲: از رنگون مغل اسٹریٹ ۲۱۲، مستولہ مولوی حشمت علی لکھنوی قادری برکاتی سلمہ ۲۲، حادلی لاہور

زید نے اپنے داماد عرو کے متعلق یہ سنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہو جاؤں گا جب اس کا چرچا پھیلا تو بکرنے کہا کہ بھائی یہ شریعت کا معاملہ ہے عرو کو کسی سنی عالم کے پاس لے جاؤ وہ تحقیق کر کے حکم شریعت بتادیں گے۔ عرو کو خالد وزید ایک سنی عالم کے پاس لے گئے عالم دین نے عرو سے پوچھا تم نے کیا کہا تھا اس

نے پانچ آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر میرے سسرال والے اسی طرح میری دشمنی پر آمادہ رہے تو میں آریہ ہو جاؤں گا پھر میرا کیا کر سکیں گے اور یہ کلمات میں نے ہنسی مذاق کے طور پر کہے تھے۔ عالم دین نے فتویٰ دیا کہ تم اسلام سے خارج ہو گئے اور تمہاری بیوی نکاح سے خارج ہو گئی اور اسی وقت عمرے توبہ کرائی اور از سر توفیقین اسلام کی۔ اس فتویٰ پر عمرو کے طرفداروں نے شور و غوغا مچا رکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے اعلان کر دو آج سے ہماری برادری کا کوئی آدمی مولوی صاحب کے وعظ میں نہ جائے۔ کوئی کہتا ہے آج ایسے ہی فتویٰ کا زور رہا تو دنیا بھر کے نکاح فسخ جاتیں گے۔ کوئی کہتا ہے زید پر برادری کی طرف سے دباؤ ڈالا جائے کہ وہ پھر اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے ساتھ کر دے اور اگر نہ مانے تو زید کا حقہ پانی بند کر دیا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ بکر کے مشورے سے خالد اور زید عالم دین کے پاس عمرو کو لے کر گئے اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے تو فسخ نکاح کا فتویٰ کیوں ملتا لہذا اب عمرو کا دوبارہ جو نکاح ہو اس کا سارا خرچ بکر اور خالد اور زید سے وصول کیا جاے اگر یہ تینوں نہ دیں تو ان کو برادری سے خارج کر دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ سنی عالم دین کا فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو عمرو کو اپنی بیوی سے دوبارہ جبراً نکاح کرنے کا شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟ اور پہلا ہر عمر کے ذمہ فی الفور واجب الادا ہے یا نہیں اور دوسرے نکاح کا ہر پہلے ہر کے علاوہ اسی قدر ہو گیا یا نہیں جس مقدار پر عورت راضی ہو؟ شور و غوغا مچانے والوں کے کلمات شرعاً کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب عالم دین کا فتویٰ حق و صحیح و صواب۔ اور اس پر شور و غل مچانے اور یہ ہودہ غوغا کرانے والے باطل پر بے شک بے ارباب مستحق عذاب مستوجب قہر و غضب حضرت رب الارباب۔ فی الواقع صورت مسئلہ میں عمرو پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم تھی اسی کا عالم دین نے حکم دیا۔ اگر عمرو اپنے اس بیان میں سچا بھی ہو کہ اس نے یہ ہار لیا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ جب لفظ معنی کفر میں ظاہر ہو تو نیت و عدم نیت کا فرق نہیں ہوتا۔ اس کے قائل پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح ہی کا حکم ہوتا ہے۔ امام ابن حجر مکی قدس سرہ "المنکح اعلاہ الاعلاہ بقواطع الاسلام" میں فرماتے ہیں انما حکم بالکفر باعتبار الظاہر وقصد کف وعدمہ انما ترتبط بہ الاحکام باعتبار الباطن اسی میں فرمایا حکمنا انما ہو باعتبار الظاہر فلا یجحد عن المراد اسی میں ہے نحن نحکم بالظاہر فلذا لک حکمنا بعد ایمانہ اسی میں ہے اللفظ ظاہر فی الکفر وعند ظہور اللفظ فیہ لا یحتاج الی نیتہ کما علم من فروع کثیرۃ اسی میں فرمایا المدارس فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود والنیت

بما ينطق بهما الكفر فاذا انطلق بالكفر كان كافرا عندنا وعند الله تعالى۔ اسی میں ہے اذا عزم على الكفر
بعد حين يكفر في الحال لزوال التصديق المستمر اسی میں ہے يكفر بقوله فلان اكفر مني او قال ضاق
صدري حتى اردت ان اكفر او كدت ان اكفر او كان اقرب الى كفر اعلام میں فرمایا فمن ذلك العزم
على الكفر في زمن بعيد او قريب او تعليقه باللسان او القلب على شئ ولو محال اعتقليا فيما يظهر فيكون
ذلك كغيره في الحال۔ كما نقله الشيخان عن التتمة وجزم به البغوي وغيره كالحلي وصححه الرويان
اس کے بعد یہ شبہہ لکھ کر و قول ابی نصر القیشری عندنا لا يتصور العزم على الكفر الذي هو الجهل بالله
اذ لا يصح من العالم بالله ان يعزم على الجهل اس کا جواب فرماتے ہیں يجاب عنه بان المراد بالكفر في
هذا الباب ما اشعر بالجهل وان كان قلب من صدر منه شئ مما ذكر وما ياتي ممتلئا ايمانا۔ الا ترى ان
الاستهزاء والهزل لغيرها وكذلك الفعل الاتي فان اراد ابو نصر انه وان عزم لا يكون كافرا فغير
سلم له ذلك بل لا وجه لكلامه حينئذ وان الاد حقيقة الكفر الذي هو الجهل لا يجامع حقيقة العلم
فسلم لكن لا مدخل لذلك فيما نحن فيه۔ اسی میں ہے ان الايمان التصديق وهو منتف مع العلم
اسی میں ہے من نطق بكلمة الترددة وصرعانه اضمر تورية كفر ظاهرا او باطنا یہاں وہ اس سے زیادہ
کہہ ہی کیا سکتا ہے کہ میں نے تو ہنسی دل لگی میں ایسا کہہ دیا تھا میرا یہ قصد نہ تھا کہ واقعی آریہ ہو جاؤں گا بس
یہی عذر بن سیکتا تھا مگر اس عذر باوکی گردن اگرچہ بعض عبارات مذکورہ سے کٹ چکی پھر بھی خاص جزئیہ لیجئے
مجمع الانہر میں فرمایا من نطق بكلمة الكفر هاترا لا او لاعبا كفرة عند الكل ولا اعتبارا بعتقادہ۔
جب بفضلہ تعالیٰ عمر و سے عالم نے توبہ لے لی بکرمہ تعالیٰ الزام کفر اٹھ گیا فان التائب من الذنب
کمن لا ذنب له كما في الحديث۔ مگر اس تجدید اسلام سے اسے عورت پر دسترس حاصل نہ ہوتی کہ اس
کلمہ کفر سے جو نکاح ٹوٹ گیا وہ اس تجدید اسلام سے جڑ نہ گیا نہ اس سے عمر و کو عورت پر کوئی جبر کا موقع۔
عورت اگر راضی ہو تو اس سے نکاح جدید کرے اور راضی نہ ہو تو وہ مثل اجنبیہ ہے۔ اس کا اس پر کوئی قبضہ
واختیار نہیں اور جب وہ عمر و ہی کے کئے سے اجنبیہ محضہ ہو چکی تو اگر برضائے زن عمر و اس سے نکاح جدید
کرے گا تو پھر بھی جدید ہوگا۔ اور تاہی ہو گا جتنے پر عورت راضی ہو اعلام میں فرمایا من اتى بلفظ الكفر حبط
عمله وتقع الفرقة بين الزوجين ويجعل النكاح برضا الزوج ان كان الكفر من الزوج وهذا
بعد تجديد الايمان والتبري من لفظ الكفر حتى ان من اتى بالشهادة عادة ولم يرجع عما قاله لا

یرتفع الکفر عنه ویكون وطوؤه وطی زنا وولده وولد الزنا فتاوی خلاصہ میں فرمایا سزا دہ احد الزوجین یوجب
 الہینونة بینہما فی المال بدون قصاص القاضی شر بعد ذلك ینظر ان كانت الردة من الزوج فہی حرمة
 بغير الطلاق عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ولا تجبر المرأة علی ان ترجع الیہ حتی یتزوجا
 وعلیہ مهر المثل او المسمى بعد الدخول ونصف المسمى او المتعة قبل الدخول وعلیہا العدة ان كانت
 بعد الدخول مجمع الا نہر میں ہے ما یكون کفرًا ابا لاتفاق یوجب احباط العمل وتلزمها عا دة الحج ان كان
 قد حج ویکون وطوؤه حیثئذ مع امرأتہ زنا والولد الماحصل منه فی ہذا الحالة وولد الزنا ثم ان اتی
 بکلمة الشهادة علی وجه العادة لم ینفعہ ما لم یرجع عما قالہ لانہ بالاتیان بکلمة الشهادة لا یرفع
 الکفر۔ اگر یہ مسئلہ اختلافیہ ہوتا جب بھی عالم کا حکم تو بہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح وغیرہ یقیناً صحیح ہوتا۔ مجمع الانہر
 میں فرمایا وما كان فی کونہ کفر اختلاف یومر قائمہ بتجدید النکاح والتوبة والرجوع عن ذلك
 احتیاطاً۔ هذا اذا نکح الزوج ام مختصراً۔

پہلا مہر واجب اللہ ہے عالم کے فتویٰ پر شور و غوغا مچانے والے گنہگار ہیں ان پر توبہ لازم ہے۔ زید پر
 دباؤ ڈالنے کا مشورہ طے کرنے والے ستم شعرا ظالم جفا کار ہیں یہ سب مستحق نار مستوجب غضب جبار خصوصاً
 وہ جنہوں نے کہا کہ اہی اگر ایسے ہی فتویٰ کا زور دینا الخ شدید بطرم سخت مجرم حق شرع میں گرفتار ہیں حق اللہ و
 حق العبد میں گرفتار مبتلائے قہر قہار ہیں۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ اللہ عزوجل انہیں اور ہمیں اور سب مسلمانوں
 کو تمام گناہوں سے توبہ کی توفیق بخشنے اور اصرار علی الباطل سے بچانے۔ عناد و استکبار سے محفوظ رکھے۔ آمین
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر بطنی سنہری مسجد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ زید کہتا ہے کہ قرآن شریف آسمانی کتاب ہے اور خدا کا فرمان ہے۔
 لیکن بکر کہتا ہے کہ نہیں لہذا زید کو کیا دلیل پیش کرنی چاہئے کہ جس سے اس کی تسکین ہو۔ بینوا توجروا
الجواب آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ قرآن خود اپنی دلیل آپ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔
 اس زمانہ میں جب فصاحت و بلاغت کا باز لگرم تھا زبان عربی کی ترقی کا عہد شباب تھا فصحا و بلغا کا دور دورہ
 تھا بچہ، فصیح و بلیغ ماں باپ کی گود میں پلتا زبان کھلتے ہی فصیح و بلیغ ہوتا۔ لڑکیاں قصائد برجستہ کہا کرتی تھیں
 شعرا اپنے قصیدے لکھ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکایا کرتے اور پھر ان کے جواب ہوا کرتے۔ قرآن عظیم

حضرت سیدنا آمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ اہلبہائم علیہا وسلم کے تیم فرزند ارجمند پر جن کے سر مبارک پر بڑے تہمت و تعلیم باپ دادا نہ تھے جن کی عمر شریف اوائل ایام، حلیمہ سعدیہ بدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں بادیہ میں بسر ہوئی۔ جنہوں نے کسی انسان سے کسی کتاب کا کوئی حرف نہ پڑھا، نازل ہوا۔ جس نے تمدی فرمائی کہ **وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ** یعنی اے مئے فصاحت کے متوالو اے شراب بلاغت سے سرشار و لے زبان کے ایسے مدعیو کہ دوسروں کو گونگا بنانے والو اگر تم دربارہ قرآن کسی ادنیٰ سے ادنیٰ لشک میں پڑے ہو تو اس کی سی ایک چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ۔ اور نہ تم ہی بلکہ **فَاذْعُوا شَهَادَاتِكُمْ مِمَّنْ دُونَ اللَّهِ** ان کلمتوں صلید قین قرآن کہ تفعلو اولن تفعلو فانفقوا الناس التي وقودها الناس والنجاسه اعدت ينكفون۔ اور اللہ عزوجل کے سوا جنہیں تم نے معبود بنا لیا ہے انہیں بھی مدد کے لئے پکار لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کہیں فرمایا **فَلَجَعَلُوا لِكُمْ دُشْرًا كَمَا كُنْتُمْ تُدْرِكُونَ** سب کے سب جمع ہو جاؤ اپنے شرک کا کو بھی جمع کر لو۔ کہیں فرمایا **لَا يَأْتِيَنَّكُمْ عِبْرَةٌ لِّذِينَ كَانُوا يَغْتَفِئُونَ** بضعہ ہرگز اس کی مثال نہ لاسکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں۔

قرآن تو کلام اللہ صفت من صفات اللہ ہے۔ کوئی اس کا مثل کیونکر لاسکے۔ جو شئی بھی اللہ عزوجل کے یہاں سے ہو مجال ہے کہ تمام عوالم مل کر بھی اس کا مثل بنا سکیں پانی کا قطرہ قطرہ مٹی کا ذرہ ذرہ ہوا کا ہر ہر حصہ آگ کی ہر ہر چنگاری نور کا ہر ہر لمعہ غرض کہ عوالم کی ہر ہر شے کا ہر ہر ذرہ اس پر گواہ ہے نہ اصل کی مثل کو لاسکتا ہے نہ فرع کی مثل کوئی بنا سکتا ہے اصل و فرع روح و جسم کا مثل کیا معنی کوئی محض صورت کا مثل بھی نہیں بنا سکتا وہ رنگ و روپ نہیں لاسکتا۔ ایسی جو چیز عالم میں نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے جس کا مثل عوالم میں کسی سے ممکن نہ ہو عقل و شعور رکھنے والا بلکہ پاگل بھی اسے اللہ عزوجل کی محض قدرت سے جانتا اور سچے دل سے اسے اللہ عزوجل کا مخلوق مانتا ہے تو قرآن عظیم جو اس خالق جل مجدہ کی صفت ہے جس کی کسی مخلوق کا مثل تمام عالموں میں کسی شے سے ممکن نہیں تو اس کی صفت کا مثل کوئی کیونکر کس طرح لاسکے قرآن کا مثل ناممکن ہونا باعلیٰ ندادار منادی کہ قرآن منجانب اللہ ہے۔ علماء و بلغار عرب جس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے ان میں بہت وہ جن کے نصیب میں ہدایت تھی اسے سن کر ہی ہدایت یاب ہوئے اور پکارا ٹھے کہ **يَكَلِّمُ كَلَامَ بَشَرٍ** اور سچے دل سے اسے کلام اللہ اعتقاد کر کے ایمان لائے اور بد نصیب جن کے قلوب پر عناد و

جہالت کے غطار تھے اگرچہ دل سے وہ بھی ماہذ کلام البشر مجبوراً مانا گئے مگر عناد دل ہی کہتے رہے کہ لو نشاء

فلنما مثل هذا

مگر عقلاً بے شک می دانند کہ اگر انھیں کچھ مخفی قدرت ہوتی تو کس دن کے لئے اٹھا سکتے قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو کیا وہ زبان داں جو اپنے آگے تمام دنیا کو گونگا جانتے وہ فصحاء و بلغاء جن کے آگے فصاحت و بلاغت ہاتھ باندھے کھڑی رہتی جن کی لونڈیاں برجستہ قصائد پڑھا کرتیں قرآن کے آگے کیوں گونگے ہو جاتے؟ قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو اس میں ایسی گرفتگی ایسا جذبہ ایسی خوبی ایسی خوش اسلوبی یہ حسن یہ ملاحظت یہ سلاست یہ لطافت کہاں ہوتی یہ اثر کب ہوتا کہ معاندوں کو جب کچھ نہ بن پڑتا تو کہتے لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ۔ اس قرآن کو نہ سنو نہ کسی کو سننے دو کہ جو سے گا اسی کا کلمہ پڑھے گا ہم سے ٹوٹ کر اسی کا ہو رہے گا جب قرآن پڑھا جائے تو غل شور مچاؤ غل بل غل بل کرو کہ تم غالب آؤ کہ نہ لوگ قرآن سنیں گے نہ ایمان لائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ کلام بشر ہوتا تو وہ فصحاء و بلغاء اس کے مقابلہ سے کیوں عاجز و درماندہ رہتے۔ خود ہی ہر شخص علیحدہ علیحدہ مستقل قرآن اس کے مقابل بنا کر پیش کرتا۔ پھر جب کہ قرآن کی وہ تحدی دیکھتا جب توجان توڑ کو شمس سے مقابلہ کرتا۔ جب کافر اس تحدی پر بھی اس کی سی ایک سورت نہ بنا کر لاسکے جب معاند اس کے سننے سے رکے اور اوروں کو روکا اور اس کی آواز کان میں نہ پڑ جائے غل شور مچانے غل بل کرانے لگے تو روز روشن سے زیادہ روشن و آشکارا ہوا کہ قرآن ایسی بے مثل کتاب ہے جس کا مثل کسی سے ممکن نہیں جو ایسی چیز ہو جس کا مثل ممکن نہ ہو وہ خدا ہی کی ہوتی ہے تو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و تاباں کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ ہرگز کلام بشر نہیں۔

پھر قرآن کے اہل احکام لم یزل اور امر و نواہی حکم قواعد قوانین اپنے مخالفوں کو بھی مجبور کر کے کہلوا لیتے ہیں کہ بے شک یہ خداوندی ہے ہرگز یہ بشری نہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ عقلاً جمع ہو کر جو قوانین وضع کرتے ہیں کبھی فوراً کبھی کچھ دن بعد زمانہ انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ان میں ترمیم کریں یا اپنی سوخ کر کے نئے قوانین بنائیں مگر قرآنی قوانین ایسے قوانین نہیں جن میں کوئی تبدیل کو تغیر ذرا بھی ترمیم یا کسی تھوڑی سی تسیخ کی حاجت ہو وہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جیسے ضروری تھے ڈیڑھ ہزار برس کے قریب زمانہ گزرتا ہے آج بھی ویسے ہی ضروری ہیں۔ اور تاقیامت ان کی اسی طرح حاجت و ضرورت رہے گی۔ دنیا بھر میں قرآنی قوانین کا شہر ہے قرآنی قوانین عالمگیر و ہمہ گیر قوانین ہیں۔ دنیا بھر کے سلاطین انھیں قوانین کی سرکار کے بھکاری ہیں یہ اور بات

ہے کہ وہ عناد سے تسلیم نہ کریں یا کسی قرآنی قانون کی من مانتی صورت بنالیں۔ قرآن خدا کا کلام ہونے کے ثبوت میں کسی کے کہنے کا محتاج نہیں کہ دنیا کے معتبر لوگ کہیں کہ یہ کلام خدا ہے تو اس کا کلام خدا ہونا ثابت ہو وہ خود آپ اپنی دلیل ہے۔ مشک آنت کہ خود ہوید نہ کہ عطار بگوید۔ واللہ تعالیٰ هو الموفق للصواب واللہ تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ کا اتم و احکم۔

مسئلہ ۶۔ زید ایک کافر کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی ہیں مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد جمعہ مسلمان کروں گا حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب نے کچھ دیر بیٹھ کر بعد سنتیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا زید نے کہا کہ کافر کو خہلا کر لایا ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے کے بعد غسل باس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہوگا باس دریافت طلب امر یہ ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا نہیں نیز امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حقی بجانب ہیں یا نہیں۔ بینوا تو جبروا

الجواب زید اور اس مولوی پر تو بوجہ تہید اسلام و تہدید نکاح لازم۔ عورت نے زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ مسلمان کرتا۔ تفصیل سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر نہ تھا تو کلمہ طیبہ تو پڑھا سکتا تھا۔ اللہ عزوجل کی توحید اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا۔ یہ ایمان مجمل کی تلقین اس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے جا تا کہ وہ مفصل تلقین کرتا۔ جتنی دیر اس نے اسے غسل کر لیا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اس کے ذمہ رضابہ بقا الکفر کا الزام ہے۔ عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً سے مسلمان کر لے زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی۔ اس پر اس زید سے ناامد الزام ہے۔ زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا۔ اور عقلاً بھی اس پر الزام بشارت ہے کہ جاہل کے لئے جاہل اگرچہ شرعاً حذرنہ ہو مگر عقلاً حذرنہ ہو سکتا ہے۔ نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کے لئے شرعاً اجازت تھی۔ خلاصہ پھر شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے کافر قال بلسلم اعرض عنی علی الاسلام فقال اذهب لی فلان کفر۔ شرح فقہ اکبر میں اس کی وجہ یہ لکھی لانه رضى ببغائه في الكفر الى حين ملازمة العالم و لغائه اوله لانه بقتيق الايمان لمجرد اقراره بجملة الشهادۃ فان الايمان الاجمالي صحيح اجماعاً وقال ابو الليث ان نبعثه الى عالم لا يکفر لان العالم ربما يحسنه ما لا يحسن الجاهل فلم یکن ذنباً

بکفرہ ساعتہ بل کان لاضیا باسلامہ اتعدواکمل۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۱۸)

مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر میں ہے۔ کافر جاء الى رجل وقال اعرض على

الاسلام فقال اذهب الى فلان يكفرو قيل لا۔ نور الايضاح اور اس کی شرح

مراقی الفلاح میں ہے۔ يجوز قطعها بسرقه ما يساوي درهما وطلب منه كافر عرض الاسلام عليه حاشية

علامہ طحاوی علی المراقی میں ہے انما ینبع له البقاء فی الصلاة لتعارض عبادتین ولا یعد بذلك مراضیا

ببقائه علی الکفر بخلاف ما اذا اخرج عن الاسلام وهو فی غیر الصلوة (ص ۲۲۵) امام ابن حجر کی اعلام الاعلام بتقوی

الاسلام میں فرماتے ہیں ومن المفکرات ایضاً ان یرضی بالکفر ولو ضمناً کان یسألہ کافر یرید الاسلام ان

یلقنه کلمة الاسلام فلم یفعل او یقول له اصبر حتی افرغ من شغلی او خطبتی لو کان خطیباً لصلی اسی

میں ہے لو قال کافر مسلم اعرض علی الاسلام فقال حتی اری او اصبر الى الغدا وطلب عرض لاسلام

من واعظ فقال اجلس الى آخر المجلس کفر وقد حکینا نظیرها عن المتولی (ص ۲۹) اسی میں ہے قال له کافر

اعرض علی الاسلام فقال لا ادری صفة الايمان او قال اذهب الى فلان الفقیه (الی قولہ) ما ذکرہ فی

المستلین الاولیتین هو المعتمد كما قدمته بما فيه لما مر انه متضمن ببقائه علی الکفر ولو لخطبة والرضا

بالکفر کفر۔ دونوں پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح فرض ہے۔ کہ کفر متفق علیہ و مختلف فیہ کا اس بارے میں

ایک ہی حکم ہے مجمع الانہر میں فرمایا ما کان فی کونه کفر، اختلاف یومر قائله بتجدید النکاح و بالتوبة

والرجوع عن ذلك احتیاطاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کافر غیر جنبی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اسے غسل مندوب ہے اس پر واجب نہیں۔ اور اگر جنبی تھا

اور اسلام لایا تو بعد اسلام اس پر وجوب غسل میں اختلاف روایت ہے۔ ایک روایت میں واجب اور ایک میں

واجب نہیں۔ ملتقى الأبحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے۔ يجب علی من اسلم جنبا فی رواية عن الامام

يجب عليه الغسل اذا اسلم جنبا ووجوبه باعادة العتلة وهو عندها مكلف فصار كالوضوء ولان

الجنابة صفة مستدامة ودوامها بعد الاسلام كافتائها فيجب الغسل والاندب ای ان اسلم ولم یکن

جنبا فان الغسل مندوب له۔ اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اس کے بعد بھی اس پر

غسل فرض بتانا عجیب ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب سے توبہ و رجوع

لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدًا وَفَضَّلَى عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

جواب حق و صواب۔ و مجیب مصیب و مشاب ہے۔ بلاشبہ صورت مستفسرہ میں جب کہ زید سے صاف کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کر لے پھر کون وجہ سے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی تھی آہ! مفتی نے اتنی دیر سے کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا۔ والیاذ باللہ تعالیٰ موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ ہا لکہ پیش آجاتا اور عورت مر جاتی یا شیطان خناس کوئی وسواس اس کے دل میں پیدا کر دیتا تو عورت جہنمیہ اہدیہ ہو کر مرقی اور نعمت اسلام سے محروم ہو جاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا۔ ان مفتی کے مفتی صاحب کو بقرض غلط اگر تعلقین اسلام سے بھی کوئی اشد واہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھانے کیا چھین پہر لگتے تھے کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز جیسی افضل واہم عبادت کا توڑ دینا اور اسے مسلمان کرنا حسب تصریحات فقہائے کرام جائز ہے۔ پھر مسجد میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں۔ پڑھنا آدھ گھنٹہ خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ کوئی میں گزارنا کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمہ شہادت کے نہ پڑھا گئے اور پھر عذر بھی کتنا معقول کہ اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے۔ لہذا بعد جمعہ بہتر ہے۔

سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں؟ اعود باللہ من ہذات الشیاطین وان یحضر وں۔ یہ عجیب منطق الطیر ہے۔ بریں عقل و دانش بیاید گریست۔ غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کے لئے نہ اسلام لانے کے لئے۔ بغیر غسل اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر و حرام تھا؟ اور بعد اسلام اگر اس پر غسل فرض بھی ہو جاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر تعلقین اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہو جاتی۔ پھر اتنا وقت بھی تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کر لیتی لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہو کر بھی کوئی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل فرض۔ وہ عورت نہا کر پاک ہو کر قبول اسلام کے لئے بقصد نماز آئی تھی اس پر کون حدت حکمی باقی تھا جس پر فریضت غسل کا جبر و قتی حکم جڑ دیا گیا۔ عامہ کتب فقہیہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہالیا اور پاک ہو کر قبول اسلام کیا تو دو بارہ نہانا ہرگز فرض نہیں۔ صرف نظافت کے لئے نہالے تو اچھا ہے۔ محبوب و مندوب ہے فرض نہیں۔ در مختار میں ہے ان اسلم طاهر، افندوب۔ علامہ شامی نے فرمایا: من الجنابة والحیض والنفاس بان كان اغتسل او اسلم صغیرا فتامل۔

پھر علامہ عبد الغنی نابلسی نے تصریح نقل فرمائی دربارہ اغتسالات اربعہ مذکورہ میں فرمایا حاصلہ انہم صرحو بان ہذا الاغتسالات الاربعۃ للنظافۃ لا للطہارۃ۔ یعنی نہا کر اسلام لانے اور پورے پندرہ برس کا ہو کر بالغ ہونے اور نماز جمعہ و نماز عیدین کے لئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کے لئے نہ بضرورت طہارت علمائے کرام نے سولہ چیزیں گنائیں۔ جن کے بعد غسل مستحب فرمایا۔ ایک انھیں میں سے یہی قبول اسلام بظاہر ہے۔ اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بضرورت طہارت مراقی الفلاح اور نور الایضاح میں ہے ویندب الاغتسال فی ستۃ عشر شیئاً من اسلم طاهراً الخ اس پر علامہ شرنبلانی نے فرمایا من اسلم طاهراً عن جنابہ و حیض و نفاس للتطہیف عن اثر ما کان منہ تو طہارت تو اسے حاصل تھی پھر کیوں اسے کلید نہ پڑھا کر بھوٹے جیلہ بہانوں سے شریک عبادت نہ ہونے دیا گیا۔ بہ نیت اسلام جو غسل ہوا اس سے ازالہ حدیث حکمی نہیں ہوتا جنابت و حیض و نفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی نماز اس سے حرام ہے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بالجملہ ظاہراً قبول اسلام کے بعد ہرگز غسل فرض نہیں منعی و مغضی امام مرتکب حرام اور مستحق آثام۔ اس پر اور زید پر توبہ و تجدید نکاح و تجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح و صواب۔ بلا شک و بلا کلام۔ واللہ الموفق المتعام واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد حامد رضا خان صاحب غفرلہ قادری نوری

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مقتیان شرع متین ایسی کتاب کے بارے میں جس کا مصنف اپنے کو عالم السنن و جماعت کہتے ہوئے مندرجہ ذیل خیالات و عقائد کا اظہار کرے اور صحابہ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرے اور ان پر مصر ہو؟

(۱) ”حق یہ ہے کہ ابوالبشر کی اولاد میں حضرت علی جسی صفات حسنہ مجتبعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا اس امر میں تو کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اہل بیت کا انحصار موافق حدیث و تشریح آیتہ تطہیر و آیتہ مباہرہ جناب امیر و حضرت فاطمہ و حضرت حسین میں ہے اہل بیت کے بعد یحییٰ و قطعی خلفائے ثلاثہ تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔“

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین خصوصاً معاویہ اور ان کے ساتھیوں کو ہر بد سے بد فعل کو فالصاً لوجہ اللہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا مقتضائے سنیت دے لیا گیا ہے۔

(۳) معاویہ نے سچھ لیا کہ قیس دام میں نہ آئیں گے یہ جناب امیر کے سچے ہمدرد اور مطیع ہیں تب دوسرا

جال پھیلایا۔ ان کے بعد عمر بن ماص کی چالبازیوں نے خوب ترقی کی۔
 (۴) حضرات طلحہ و زبیر کی شرکت نے آتش و فتنہ و فساد کو اور بھی مشتعل کر دیا۔ آنحضرت کی صحبت
 حضرت معاویہ کو کم نصیب ہوئی تھی۔ اور ان کے فیض سے مستفیض ہونا یہاں بالکل مفقود تھا۔

(۵) حضرت امام حسن کی شہادت میں بھی مروان ملعون درمیانی ہے۔ یہ ذہنیت بجز معاویہ کے اور
 کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی امام حسن اس
 کو خلافت سپرد کر دیتے۔ معتبر تاریخیں معاویہ کے معائب سے بھری معلوم ہوتی ہیں۔ غرض کہ معاویہ کی دنیا طلبی
 نے دین سے پھڑا کر تمام رعایا کو دنیاوی خواہشات میں مبتلا کر دیا۔ مسلمانوں کو ان کے حال سے عبرت کرنا چاہئے
 اور خدا سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ جو واقعات جناب امیر کی خلافت میں پیش آئے اس میں معاویہ کی
 خواہش حکومت میں جذبہ انتقام بھی پہنچا تھا۔ اس قدر مسلمانوں کا خون معاویہ نے محض حکومت حاصل
 کرنے کی خواہش میں کرایا تھا۔

الجواب وہ شخص باوصف اعدا، سنیت، نہ سنیت بلکہ اعدا، پیشوائی اہل سنت ایسے بہودہ اقوال
 رکھتا ہے جنہیں مذہب، رفض کی جان کہا جائے تو بجا جو روافض کا دین و ایمان ہیں۔ اس شخص پر ان اقوال
 سے توبہ و رجوع لازم۔ اس کے اس قول نے کہ ابوالبشر کی اولاد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی صفات
 حسنہ مجتمہہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ ہی نہیں جمیع انبیاء
 خود سرور عالم سید اعظم مولائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی بڑھا دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سید الانس والجان ہیں اور از اولاد کرام حضور ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اس قول
 میں ہے کہ مولیٰ علی جیسی صفات حسنہ مجتمہہ کا ابوالبشر کی اولاد میں کوئی انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ تمام صحابہ سے
 حضرات شیخین کرمین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم بھی ہیں حضرت مولیٰ علی کرم
 اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتانا ہی تفضیل تہ تفضیل کو کافی۔ تو یارب! ایسا قول جس میں ان کی تمام انبیاء پر بھی تفضیل
 نیکے کے ساتھ کچھ ہوگا؟ اس پر کیا حکم رب جلیل ہوگا؟ پھر ایسے سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نیز حضرت سیدنا طلحہ و حضرت سیدنا زبیر و حضرت سیدنا عمر بن ماص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرار کی کیا شکایت؟
 یہ شخص مدعی سنیت ہے اور نہیں جانتا کہ اہل سنت حضرات صحابہ کے ساتھ کیسا ادب رکھتے ہیں ان کے
 آپس کے مشاجرات میں اپنی کیا روش رکھتے ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ ارباب سنت افراط و تفریط دونوں بلاؤں میں مبتلا نہیں، دونوں سے پاک ہیں۔ نہ وہ حضرت مولیٰ علی کی اسے محبت جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب، حضرت سیدنا مولیٰ علی کے اصحاب سے کسی کی تنقیص کریں کہ مولیٰ علی کا دامن تھامنے کے مدعی بنیں اور اوروں کو چھوڑ کر لقب رافضیہ اختیار کریں۔ نہ اوروں کی اس میں محبت مانتے ہیں کہ معاذ اللہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کذا اہانت کریں اور دائرہ مذہب مہذب سے قدم باہر رکھ کر خارجی کہلاتیں۔

حسن سنی ہے پھر افراط و تفریط اس کے کیونکہ عیب ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی باپ چچا کی لڑائی میں باپ کی طرف ہو کر چچا کے ساتھ گستاخی کرنے والا چچا کو گالیاں دینے والا کسی ذی عقل کے نزدیک راہ صواب پر نہیں ہو سکتا اگرچہ چچا خطا پر ہو خصوصاً ایسا جس کی پیدائش سے قرون پہلے جنگ چھڑی ہو جس کے حالات جس کے وجوہ و علل و اسباب سے یہ محض بے خبر ہو۔ قطعی طور پر کوئی خبر اسے نہ پہنچی ہو نہ پہنچ سکتی ہو۔ یہ محض اپنے تعلق کی بنا پر باپ کو مظلوم چچا کو ظالم باپ کو حق پر چچا کو ناحق پر بتانے چچا کو گالیاں سناتے۔ یا محض اس لئے کہ اکثر لوگ باپ کو حق پر بتاتے ہیں چچا کو خطا پر چچا کی نیت پر حملہ کرے اور برا کہے۔ تو ان ائمہ دین و اعظم ملت کے باہمی مشاجرات میں کسی ایک طرف ہو کر دوسرے سے تبریٰ ایک جانب ہو کر دوسرے پر تبرا کیوں کر روا ٹھہرے گا اور کیوں کر سخت تر تبرا نہ ہوگا۔ کیا اللہ عزوجل معاذ اللہ ان کے مشاجرت سے واقف نہ تھا جس نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا جو قبل فتح ایمان لائے۔ اور جو بعد فتح۔ کہ فرمایا وکلادعد اللہ المحسنی جس نے ارشاد کیا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی۔

وہ عالم الغیوب والشہادۃ عزجلالہ جب ان کی تمام کیفیات سارے حالات معاملات مشاجرات، ان کی نیت و خطرات سب سے واقف ہے۔ اور جو کچھ جس نیت سے جس سے ہو اس سے سب کا عالم ہے اور پھر فضل صحبت کی بنا پر اپنے فضل و کرم سے ان سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا ہے تو پھر کسی کو ان پر نکتہ چینی کا کیا موقع ہے۔ ان کے اعمال پر اعتراض کرنے کا کیا منہ ہے۔ صحابہ کو معصوم کون کہتا ہے۔ معصوم نہ حضرت معاویہ تھے نہ اور حضرات نہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یا یہ مدعی پیشوائے اہل سنت حضرت مولیٰ علی کو روافض کی طرح معصوم جانتا ہے۔ اور حضرت معاویہ وغیرہ کو غیر معصوم۔ اگر ایسا ہے تو اس کا سنی ہونا معدوم۔ اس تبرا کو تو کسی طرح اس پر محمول کر لیا جانا کہ ناواقفی سے ایسے کلمات لکھ دیتے۔ روافض کی صحبت

ان کی کتابوں کے مطالعہ کا یہ نتیجہ ہوا مگر اسے کاہے پر معمول کیا جائے؟

اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فحببی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم من اذا ہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ تعالیٰ یوشک ان یاخذہ اور یہ مدعی پیشوائے اہل سنت امیر معاویہ حضرت طلحہ وغیرہ سے یہ بغض رکھیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں من سب اصحابی فعلیہ لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین۔ نیز فرمائیں من سب اصحابی جلد اور یہ عالم اہل سنت کہلانے والے اجلہ صحابہ کو یوں گالیاں دیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرمائیں لا تسبوا احد من اصحابی فلوان احد انفق مثل احد ذہبا ما ادرک مد احدہم ولا نصیفہ نیز حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا لا تسبوا اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلمقام احدہم ساعة مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر من عمل احدکم اربعین سنة۔ ایک روایت میں ہے خیر من عبادۃ احدکم عمرہ۔ اور یہ مدعی صاحب ایک حضرت معاویہ ہی نہیں اور بھی کتنے صحابہ عظام پر تبرا زیاں کریں۔ ع..... میں تفاوت رہ از کجاست تا کجا۔ حضرات اہل بیت طہارت واصحاب سرکار رسالت علیہ الصلاۃ والتیمتہ سے ہماری محبت ان کی ذوات و نفوس کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اہل بیت واصحاب ہیں۔ تو ہمارے نزدیک جو محبوب و جاں نثار سرکار تیر سرکار ہوگا وہ ان سب کا محبوب و دوست دار ہوگا۔ اور جو ان میں کسی سے بغض رکھے گا ظاہر ہوگا کہ وہ اس سرکار راہد قرار علیہ الصلاۃ والسلام ہی سے بغض رکھتا ہے۔ یہ میں نہیں کہتا ابھی خود ارشاد حدیث سے معلوم ہو چکا تو جو حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت و عظمت کا اظہار کرتا ہے اور حضرت امیر معاویہ وغیرہ سے سو رکھتا ہے وہ حضرت علی کی ذات بابرگاہ سے محبت کا مدعی ہے۔ مولیٰ علی بن ابی طالب کا دوست دار ہے۔ نہ مولیٰ علی ابن الرسول کا وھذا معنی قول المولوی مولانا جلال الدین الترمذی قدس سرہ فی المشوی

توجہ دانی سرحق کہ غافل

اے گرفتار ابو بکر و علی

کما فی المعتمد المستند لشیخنا المجدد سندنا الوالد الامام احد قدس سرہ۔ عجب اس عالم اہل سنت کہلانے والے بزرگ سے جسے نہ مذہب اہل سنت کی خبر نہ مسلک اہل سنت معلوم۔ مولیٰ علی کی تعریف پر آتے تو انھیں برخلاف مذہب اہل سنت بے شبہ تمام صحابہ سے مطلقا افضل و اعلیٰ بتا دیا کہ دائرہ مذہب اہل سنت کے

نکل کر مذہب تفضیلیہ میں قدم رکھ دیا۔ بلکہ اس قول نے انھیں برخلاف اسلام سید الانبیاء سے بھی بڑھا دیا۔ حضرت امیر معاویہ پر نزلہ گرا تو انھیں کیا اور کیا کہہ ڈالا۔ مروان کو تو ملعون تک کہا۔ کیا سنیوں کا یہی مذہب ہے۔ سنیوں کا یہی مسلک ہے؟ کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق و فاجر ہو سنی مسلمان کے نزدیک تو اس پر لعنت جائز نہیں۔ بلکہ کسی خاص کافر کو بھی ملعون کہنا نہ چاہئے سوائے کفار کے جن کا کفر پر خاتمہ قطعاً معلوم ہو لیا جیسے اجہل یہ تو جو کچھ تھا مگر۔ ع پتھر کے تلے دبا ہے دامن۔ حضرت امیر معاویہ پر جو طعن اچھل اچھل کر گئے گئے ہیں۔ پھر حضرت سیدنا امام حسن، ان طاعن صاحب کی عنایات و مہنت سے کیوں کر بچ سکتے ہیں کیا انھوں نے ایسے اور ایسے کو خلافت دے دی۔ اور معاذ اللہ، اسلام و مسلمین کے ساتھ خیانت کی بلکہ خود حضور تک یہ طعن پہنچانگا کہ حضور نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تفویض امامت با امیر معاویہ کو پسند فرمایا۔ معاذ اللہ ایسے بے فعال مقنن مفسد، عیبی فریبی دھوکہ باز حیلہ ساز، مبتلائے معاصی، دنیا طلب، خود مطلب، اپنے مطلب کے لئے مسلمانوں کے خون بے دریغ بہانے والے مسلمانوں کو دین سے چھڑا کر دنیاوی فاحشات میں مبتلا کرنے والے کو امام حسن نے خلافت دی اور حضور اسے پسند فرماتے ہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

یوں نظر دوڑے نہ بر بھی تان کر اپنا بیگانہ ذریعہ بچپان کر
ان صاحب مدعی صحابہ نے تو صاف کہہ دیا کہ اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی امام حسن اس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ یہ مدعی صاحب اسے امام حسن کے حق میں تبرانہ جانیں مگر زمانہ تو اسے تبرائی جانے گا کہ اتنی عظیم امانت ایسا عظیم مرتبہ مسلمانوں کی جانوں تک کا فیصلہ، اسلام کا بڑے سے بڑا چھوٹے سے چھوٹا نازک سے نازک معاملہ اہم سے اہم فیصلہ ایک خائن ایک فاسق ایک فاجر اور جنیں و چناب کے سپرد کر کے خود چین کی زندگی گزارنے، سکھ کی نیند سونے کو سبکدوش ہوں۔ ایک فاسق کی ذرا زبان سے مدح کرنے یا کسی طرح کوئی تعظیم کرنے پر تو حدیث میں فرمایا اذامدح الفاسق غضب اللہ بہ و اهتزلذک العرش۔ یا رب اس قدر اعظم عزت و عظمت، ارفع مرتبت دنیا، مسلمانوں کی سب سے اعظم سیادت، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت و خلافت، نبشتا یہ کیوں کر کس طرح روا ہو سکتا ہے؟ خصوصاً امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک، وہ اسے اپنے لئے کیوں کر جائز رکھتے۔

اور پھر اس الزام کا کیا جواب ہو گا کہ بڑے بھائی نے باوجود قوت و شوکت و شش ماہہ خلافت یہ کیا کہ خود پناہ بخدا ایک ایسے ویسے کو خلیفہ کر بیٹھے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور چھوٹے بھائی صاحب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے اور اپنے بچوں اور عزیزوں سب کی جان پر بنوالی مگر زید کی بیعت ہی نہ کی۔ اب دونوں میں سے ایک پر تو مدعی صاحب ضرور الزام رکھیں گے۔ ان کے نزدیک جب امام حسن حضرت معاویہ سے نائد کو دے سکتے تھے اور حضور نے امام حسن کی اس بات پر کہ انھوں نے خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی ان کی تعریف فرمائی تو امام حسین کو یہی راہ چلنا تھی جس کی حضور نے تعریف فرمائی تھی۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ایک آن کو بھی خلیفہ نہ ہوئے تھے اور یہ ظاہری شوکت و قوت کے سامان نہ رکھتے تھے۔ اس میں وہ اور ان کے بچے اور اہل خاندان اور مسلمان ہمراہی سب محفوظ رہتے۔ کابے کو اپنے ہاتھوں یہ مصیبتیں اپنے سر لیں۔ اور اگر امام حسین نے جو کچھ فرمایا وہی انھیں کرنا تھا۔ وہی ان کی شانِ رفیع کے لائق تھا۔ ایک فاسق فاجر سے ان کی بیعت دین میں رخنہ ہوتی۔ بیعت نہ کرنے پر اپنی اور اپنے بچوں اور ہمراہیوں کی جان مال پر زنی جو بیعت کر لیتے تو جان دین و ایمان پر مبرہ بن جاتی۔ تو امام حسن نے کیوں عند المدعی ایک فاسق فاجر کو خلافت سونپ دی؟ وہ بھی لڑنے کی پوری قوت رکھتے ہوتے۔ یا حضرت شاہزادہ گلگلوں قبائل مظلوم کربلا سیدنا امام حسین شہید جو روح جفا، ایک بے نظیر شجاع بے مثل جبری و دلیر نہایت بلند پایہ اعلیٰ درجہ کے بہادر تھے۔ اور معاذ اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... تھے۔ واستغفر اللہ العلی العظیم۔

ان دونوں شہزادگان کے عمل درآمد ہی نے فیصلہ کر دیا کہ زید علیہ ماعلیہ فاسق فاجر مرتکب کبار تھا اور نالائق و نااہل خلافت۔ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ خلافت کے اہل۔ یوں ہی حضرت شاہزادہ کلاں نے ان کے سپرد فرمادی اور شاہزادہ خورد نے زید کے ہاتھ پر بیعت بھی اپنے لئے جائز نہ رکھی۔ مدعی صاحب اگر ان صاحبزادگان سرکارِ دیشان کے اس عمل ہی پر نظر غور و تامل کریں تو گریبان میں منہ ڈالیں کہ انھوں نے کس پر تبر کیا ہے اور کس عظیم کو کیا کیا کہا ہے؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ مدعی صاحب جو روافض سے سیکھ کر حضرت امیر معاویہ وغیرہ کبار صحابہ پر تبر کی بوچھاڑ کر رہے ہیں کیا خارجیوں کے مطاعن کے جواب کو بھی تیار ہیں۔ جیسے بے ثبوت دعوے انھوں نے کئے ہیں وہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کے لئے انھیں کو دہرا دیں گے تو کیا جواب ہوگا؟ کیا وہ نہیں کہہ سکتے کہ قتل حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پناہ بخدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشورہ سے ہوا۔ انھوں نے ہی ساری کارروائی کرائی۔ دل سے حکومت کے طالب رہے اور اس کے لئے یہ کچھ کیا مگر زبان سے تقیہ انکار ہی کرتے رہے۔ یوں ہی ہر ہر بات اگر خادجی حضرت مولیٰ علی کے لئے بکے تو اس کی زبان کون روک لے گا؟

رہا ثبوت تو جیسے تم اس سے بے نیاز بنے ہو ایسے ہی وہ بھی۔ تم نے اٹکل بچو کچھ بھوٹے دعوے کر کے اور حضرت معاویہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو سو رہتے تھے ہو اس کی کچھ بھڑاس نکال لی۔ یوں ہی وہ بھی یہ بے سرو پا باتیں اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو کہہ بھاگا۔ اے پیشوائے اہلسنت کے مدعی مذہب مسلک اہل سنت پہلے تو معلوم کر لیا ہوتا پھر ہی عالم اہل سنت کا جلیل لقب اختیار کیا ہوتا۔ تمام کتب اہل سنت دیکھ جائیے تمام صحابہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ سب کو عدول بتاتے ہیں اور اس تذکرہ صحابہ کو اپنا مذہب ٹھہراتے ہیں مولیٰ تعالیٰ ان صاحب کو علم دے اور اس پر عمل کی توفیق۔ اور سچا سنی عالم بنائے۔ آمین۔ واللہ هو الموفق۔

سوال نمبر ایک میں جو اس کی عبارت نقل کی گئی ہے وہ صراحتہً مولیٰ علیٰ نیر تمام اہل بیت کو خلفار سے افضل و اعلیٰ بتا رہی ہے۔ شیخین پر حضرت مولیٰ علیٰ کو جو تفضیل دی عجب کہ وہ کیوں کر مدعی پیشوائے اہل سنت ہو سکتا ہے وہ روافض کا پیشوا اگر اپنے آپ کو کہے تو بجا ہے۔ اہلسنت کے نزدیک تو یہ تفضیل کھلی گمراہی اور نیش کی پہلی سیڑھی ہے۔ وہ کتاب ہرگز کسی سنی کے مطالعہ کے قابل نہیں۔ اسے تو رافضی ہاتھوں ہاتھ لیں گے مولیٰ عزوجل سنیوں کو اس تبراکی پورٹ سے محفوظ رکھے۔ واللہ الہادی و هو تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسلمانوں کو کافر کہنا کیسا ہے؟ مثلاً دبا بڑے بھی تو مسلمان کہلاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کسی کو برا کہنا نہیں چاہئے؟

الجواب وہابی مسلمان نہیں۔ مسلمان کو کافر کہنا بہت سخت شدید جرم عظیم ہے۔ خود اپنے اوپر بے وجہ کی تکفیر عود کرتی ہے۔ جو کہتے ہیں کسی کو برا نہ کہنا چاہئے وہ اسی وقت تک کہہ رہے ہیں جب تک ان کا معاملہ نہیں انھیں یا ان کے باپ بھائی یا کسی عزیز کو کوئی ”تم“ سے ”تو“ کہہ دے بلکہ آپ سے تم کہہ دیں تو دیکھیں کہ کیسے آپ سے باہر ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث تو کافروں کو کافر فرمائیں اور یہ ایسا کہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور سلف سے لے کر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلا تکثیر اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اصل میں خود آتے ہیں جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود نہ ہوا ہو۔ اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں؟ جو اللہ میاں کہتے ہیں ان پر کس قدر گناہ ہے؟

الجواب اللہ تعالیٰ، اللہ عزوجل، اللہ عزجلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ عزشاندہ، یا جل شانہ وغیرہ کہنا چاہئے۔ یہاں نہ کہنا چاہئے۔ عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ اس سے انہیں احترازا کرنا چاہئے۔ تفصیل کے لئے احکام شریعت دیکھیں۔ اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے۔ گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے۔ اس کی شان و عزت کے لائق ہے۔ ۱۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اگر تو وہ جو یہ یالیٰ فی کاتبہ ایزت سرتا بہری مرسلہ سماں نصیبہ مدبرہ۔ الجہاد کی لائحہ عمل ہے۔ ایک پیر جی اپنے مریدوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ قرآن شریف کا چالیس پارہ تھا۔ دس پارہ فقیروں نے چاٹ لیا ہے۔ آیا اس پیر جی کے متعلق شریعت و معرفت میں کیا حکم ہے؟ بینوا بالذلیل توجروا۔
الجواب وہ جاہل پیر و افصح کا ہمنوا و ہمسر ہے۔ اس پر اپنے اس گندہ عقیدہ سے توبہ فرض ہے۔ بعد توبہ و تجدید ایمان تجدید نکاح بھی اگر بیوی رکھتا ہو کرے۔ قرآن اللہ عزوجل کی وہ مبارک کتاب ہے جس میں کمی و بیشی، تغیر و تبدیل سے حفاظت و صیانت کا خود اسی نے اسی قرآن میں وعدہ فرمایا ہے **وَإِنَّا لَنَحْفِظُكَ** اور فرمایا **لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ** اس جاہل نے روافض کی طرح وہ ہک کر کے چالیس پارے تھے۔ دس پارے کم ہو گئے قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار کیا۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ واللہ تعالیٰ الہادی والموفق۔

مسئلہ از موضع ادبی محلہ ملا صاحب اعظم گڑھ مرسلہ مولوی حکیم عبدالسلام صاحب سلمہ۔ ۲۰ جمادی الاخرہ ۱۳۵۲ھ زید نے چند لوگوں کے سامنے کہا بلکہ اس کی تحریر و تغلیب بھی بندہ کے پاس موجود ہے، کہ مجھے رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں۔ اب شریعت ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے۔ حالانکہ یہ شخص کوئی جاہل بے علم نہیں بلکہ شرح و قایہ، شرح جامی، قطبی وغیرہ پڑھتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس کہنے سے ایمان سے خارج نہ ہو گیا اور کافر نہ ہوا؟ گو کہ اس نے اپنے کو رسول بالمعنی المذکور ہی کہا ہے۔ کیا کسی کو رسول بمعنی مذکور کہہ سکتے ہیں۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو پھر لاکھوں کروڑوں رسالت کا دعویٰ بمعنی مذکور کر سکتے ہیں تو پھر لاتعداد شخصیں رسول دنیا کے اندر موجود ہو سکتے ہیں۔ اور کیا زید کی بی بی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اس کو دوبارہ عقد و تجدید اسلام کی ضرورت ہے؟ صاف صاف جواب عنایت فرمائیں اور بادشاہ حقیقی سے اجر عظیم کے مستحق ہیں۔ بینوا بالکتاب مفصلاً توجروا ایوم الحساب کثیراً۔

الجواب اگر کوئی رسول کو اللہ عزوجل کی طرف مضاف کر کے اپنے کو یا کسی غیر رسول کو رسول اللہ کہے

(۳) صوفیاء کرام خصوصاً وجودیہ عظام کے کلمات نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھتا ہے۔

(۴) اطاعت رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو حقیقتہً اطاعت اللہ تعالیٰ نہیں سمجھتا۔

(۵) آیات شریفہ و احادیث کریمہ کے معانی غلط لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

(۶) فتویٰ لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر مسلمانوں کو غلطی میں ڈالتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بنا بریں

التماس ہے کہ ایسا شخص مؤمن صالح ہے یا فاسق؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ اور اس کے ساتھ تعلقات برادرانہ یا دوستانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب بیشک حضور علیہ الصلاۃ والسلام بشر ہیں مگر لا کالبشر۔ اللہ وحدہ لا شریک لہ بے نظیر

و بے ہمتانے اپنے اس جیب و محبوب طالب و مطلوب رسول اکرم سید بنی آدم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو بے نظیر اور بے مثل و بے عدیل و یکتا و بے ہمتا مبعوث فرمایا اس جان ایمان و ایمان جان کو وہ صفاً

کمالیہ عطا فرمائے۔ جن میں اس کا شریک کسی کو نہ فرمایا اپنی ہر صفت کا مظہر اتم اپنی ذات مستجمع الصفات کا آئینہ

اجلی بنا کر بھیجا۔ خود وحدہ لا شریک لہ ہے تو اپنے اس جیب پاک صاحب لولاک کو بھی اس کی صفات میں

وحدہ لا شریک ہی بنایا۔ پاکی ہے شریک سے اس سبوح و قدوس واحد و یکتا بے نظیر و بے ہمتا وحدہ لا شریک لہ

جل جلالہ و عز شائہ تبارک و تعالیٰ کو جس نے اپنے اس سب سے اعلیٰ محبوب کو ایسا واحد و یکتا بے نظیر و بے ہمتا

عظیم المثل فی الصفات العلیا کو بھی شریک سے منزہ و پاک فرمایا۔ امام محمد بو صیری قدس سرہ فرماتے ہیں سہ

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

سور ادب سخت بد نصیبی ہے۔ توہین کرنے والا تو بالاتفاق کافر ہے۔ اندراہ توہین بشر بشر کرنے والا

وہابی انھیں کافروں کی طرح ہے جو انبیاء کو بشر بشر کہتے تھے۔ مثنوی شریف میں حضرت عارف رومی قدس سرہ

فرماتے ہیں سہ

کافراں دیدند احمد را بشر

چوں نہ دیدند از فی آل شوق القمر

خاک زن برویدہ حس بین خویش

دیدہ حس را خدا اعماش خواند

بت پرستش خواند چند ماش خواند

زانکہ او کف دید دریا را ندید

زانکہ عالی دید و فردا را ندید

خواجه فردا و حالی پیش او

اونہی بیند ز گنجی خبر بتو

ذرہ زراں آفتاب آرد بام آفتاب آں ذرہ را گرد و غلام
قطرہ کنز بحر وحدت شد سیفر ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
گر گشت خاکی شود چالاک او پیشش خاکش سر نہد افلاک او

قرآن عظیم نے اس بستی کہنے کے سبب ان پر قیامت قائم فرمائی۔ حیث قال عز من قائل قالوا ما
انتُمْ اِلاَّ بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ۔

حضرت عارف نامی مولانا جامی قدس سرہ السامی کا ارشاد گرامی ہے کہ
تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنین واللہ زجان ہم پاک تر روحی فدک اے نازنین
یہ ہے کہ جسے کہا جاتا ہے کہ حضور سر قدرت ہیں۔ حضور جیسے ہیں اس حقیقت تک کسی کو رسائی نہیں
خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور کس سے ہے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
جنہیں سب سے زائد حضور کی معرفت حاصل ہوئی یا اہا بکرم بعد فنی حقیقۃ غیر ربی۔ امام عارف باللہ
سیدی عبدالرؤف مناوی قدس سرہ تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث کنت اول الناس فی الخلق واخرهم
فی البعث۔ فرماتے ہیں بان جعلہ اللہ حقیقۃ نقص عقولنا عن معرفتها۔ نیز اسی میں فرمایا لم یدرک
الانبياء حقیقۃ صفاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فکیف بغیرہم۔ اسی لئے فقیر نے ایک غزل نعت میں عرض
کیا ہے کہ

کوئی کیا جانے جو تم ہو خدا ہی جانے کیا تم ہو خدا تو کہہ نہیں سکتے مگر شان خدا تم ہو
ایک دوسری غزل میں عرض کیا ہے

حقیقت سے تمہاری جز خدا اور کون واقف ہے کہے تو کیا کہے کوئی چنین تم ہو چنناں تم ہو
مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا ہیں یا خدا ان میں حلول کئے ہے۔ حلول و
اتحاد تراحماد ہے اس کا کوئی مسلمان رہ کر قائل نہیں ہو سکتا۔ اور شامت نفس سے کوئی قائل ہو تو مسلمان
نہیں رہ سکتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مظہر ذات الہی ہیں۔ حضور کی بشریت عظمیٰ سے ہماری بشریت کو
کیا نسبت؟ توجو اپنی طرح انہیں بشر جانتا ہے اس سرکار سترہ کار کی شان رفیع گھٹاتا۔ ہے اور کھلی توہین کرتا
ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضرات صوفیاء کرام کو ایسا کہنے والا خود ہی ایسا ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے۔ خدا سے ہدایت

بخشنے۔ توفیق تو بہرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حضرات صوفیاء کرام کو ان کا کلام نہ سمجھ کر انھیں مشرک کہنے والا اس سے ڈرے معاذ اللہ اس کا قائل
براہو اور وہ اس وبال میں مشرک ہو کر مرے۔ زمانہ حال کے جہاں، صوفی بننے والے متصوفہ نقال کی بعض
تمام تر یہ ہودہ ہر لیاات اور واہی تباہی سخی کلمات کا حکم آخر ہے۔ نہ وہ حضرات صوفیاء میں داخل نہ ان کے
کلمات کو کلمات صوفیاء کرام کا حکم شامل۔ بلکہ اگر جاہل، صوفی بننے والا حضرات صوفیاء کے وہ کلمات جو ان کی
اصطلاح پر بالکل حق و صدق ہیں۔ بے سمجھے بکھے، اور ان کے ظاہری معنی مراد لے تو زندیق ہے۔ کہ صوفی
محقق ہے۔ اور اس کا جاہل مقلد نقال زندیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو ایسا ہے کافر ہے کہ قرآن اطاعت رسول کو اطاعت الہی فرما رہا ہے کہ فرماتا ہے میں بطع الرسول
فقد اطاع اللہ۔ یہ آیت اگر نازل نہ ہوتی ہوتی جب بھی اطاعت رسول قطعاً اطاعت الہی تھی کہ رسول کی
اطاعت یوہیں کی جاتی ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ نیز اللہ عزوجل نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اَطِيعُوا
اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ پھر اگر حضور کی اطاعت کو غیر اطاعت الہی جانتا ہے تو فرض بھی مانتا ہے یا نہیں؟
اگر نہیں تو کافر ہے کہ قرآن عظیم نے ان کی اطاعت فرض فرمائی۔ کہ ارشاد ہوا "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول
کی اطاعت کرو۔ اور اگر فرض مانتا ہے اور اسے غیر اطاعت خداوندی مانتا ہے تو بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۵) جو ایسا کرتا ہے مستحق نار مستوجب غضب جبار مبتلائے قہر قہار ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے لَانْفَتَرُوا
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيَسْتَعْمِدْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ وَكُنْتُمْ كَافِرِينَ۔ انما یفتزی الکذب الذین لایؤمنون۔ حدیث میں ہے
مَنْ كَذَبَ عَلٰی مَعْمَدٍ اَفْلَيْتَبَوُّا مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم پر عداقت اسلامان کا کام نہیں۔ دھوکا دینا حرام ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا لیس ونا من غششد
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) حرام کار ہے۔ مقتری ہے۔ کیا دہے۔ مکار ہے۔ شدید گنہگار ہے۔ حق اللہ اور حق العباد دونوں
میں گرفتار ہے۔ سخت شدید مجرم غاطی، غلط کار، ظالم ستم گر جفا شعار، کھلے فساق و فجار میں اس کا شمار ہے۔
بلکہ اپنے ان بعض کفریات کی بنا پر وہ داخل زمرہ کفار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اس کے سچے نماز سے احترام کیا جائے جب تک آویز نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از گجرات پنجاب مدرسہ پیر ولایت شاہ صاحب۔ مسئولہ جناب مولانا مولوی عبد الغفور صاحب

چشتی ہزاروی مدرس اول مدرسہ مذکورہ۔ ۲۴ رجب ۱۳۵۲ھ۔

فرازندہٴ رایت شریعت و مروج احکام فطرت دامت عظمتہ بعد سلام سنت و اسلام معروض کیا مینبیا
خمسہ کا علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر دیا گیا ہے تو کون سی صحیح حدیث یا آیت قرآن حکم
یا تفسیر معتبر میں اس کا ثبوت ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق کوئی کتاب تحریر فرمائی
ہے یا نہیں؟ اور اگر نہیں دیا گیا ہے تو بھلا جب گل کی بات نہیں جانتے تو قیامت کی باتیں کیسے جانتے ہوں گے۔
دوم یہ کہ حدیث معراج میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں فنجلی لی کل شیئ۔ یا فعلمت ما فی السموات والارض۔
اوکما قال۔ جب شب معراج میں سب کچھ آپ نے جان لیا تو بھلا بعد میں مدینہ منورہ میں کئی ایک ایسے واقعات
ہیں جو آپ سے پوچھے گئے آپ نے وحی کا انتظار کیا اور اسی وقت نہ بتایا بلکہ یہ فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز وحی کے
آنے پر پہلے آؤں گا۔ ان سوالات کا مفصل جواب مرحمت فرمایا جائے۔ والسلام۔

الجواب اللہ رب و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے اپنے جیب و محبوب مطلع علی الغیوب کو ان غیوب
کا بھی علم عطا فرمایا اور ان سے بھی پوشیدہ تر نہایت خفی و اخفی خاص اسرار کا علم بھی بخشا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی
سائر الانبیاء و بارک و سلم۔ یہ پانچ توبے شمار غیبوں کی بہ نسبت اخف ہیں ان کی خصوصیت جو حدیث میں ارشاد
فرمائی گئی اس کے یہ معنی نہیں کہ ان کو کسی طرح خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، بلکہ معنی یہ ہیں کہ خدا کے بے ستائے
ان کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔ جب ان کو بھی بے تعلیم الہی کوئی نہیں جان سکتا تو جو ان سے اخفی ہیں وہ بے خدا
کے بتائے کسی کو کیوں کر معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ مطلب تو کسی عاقل کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ یہ غیوب خمسہ
ایسے ہیں کہ انھیں کوئی اور کسی طرح جان ہی نہیں سکتا۔ ان کے سوا اور غیوب تو خدا دے سکتا ہے یہ ایسے
ہیں کہ کسی کو نہیں دے سکتا یا نہیں دیتا۔ علماء اہلسنت نے اپنی تصانیف مبارکہ میں ان غیوب کا علم حضور
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کے لئے بھی علماء اعلام، ائمہ کرام کی تصریحات سے ثابت کر دکھایا۔
حضور تو حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملاحظہ ہو "الدولۃ الملکیہ، بالمادۃ الغیبیہ، خالص الاعتقاد، افتاء حریمین
کا تازہ عطیہ، ادخال السنان، الکلمۃ العلیا" وغیرہ۔

یہاں بھی کچھ مختصر طور پر ثبوت پیش کریں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ
کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ سکھا دیا تمہارے رب نے جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر فضل عظیم
ہے اب اس جو کچھ میں کیا کچھ نہیں آگیا، حدیثوں میں بکثرت ثبوت موجود ہے۔ حدیث بھی دیکھ لیجئے۔ ارشاد

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ قدر فتح لی الدنيا فانما انظر اليها والى ما هو كائن فيها الى يوم
القيامة كما انما انظر الى كفى هذا ۴۔ بلکہ عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے صلی اللہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا (الی) ثم صعد المنبر حتى غرقت
الشمس فاخبرنا بما هو كائن الى يوم القيامة فاعلمنا احفظنا (رواه مسلم)

آیت کریمہ میں تو کج بحثوں کو اتنا زبردستی کا موقع تھا بھی وہ کلمہ ما میں کچھ کٹھ جتیاں کرتے کہ اس سے
یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ حضور کو علم غیب عطا ہوا۔ مگر ان حدیثوں نے تو تسمہ لگانا رکھا۔ یہ علوم شاید وہابیوں
کے طور پر دنیا سے الگ ہوں گے؟ دنیا میں نہ پانی برستا ہے، نہ دنیا میں ماں کے پیٹ میں بچہ پروا دہ ہوتا
ہے، نہ دنیا میں کل ہوتی ہے، نہ کل میں کچھ ہوتا ہے، نہ دنیا میں کوئی مرتا ہے؟ جب حضور نے صراحتاً بالکل
وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمادیا کہ میں، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اور ہونے والا ہے اسے اپنے کف دست
مبارک کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ تو پانی برسے اور ماں کے پیٹ میں بچے اور کل کی بات اور موت وغیرہ حضور کے
پیش نظر ہے۔ اور سب کچھ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما دامت الیالی والایام

اللہ عزوجل فرماتے ہم نے وہ سب اپنے جیب کو سکھا دیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ اور حضور فرماتے خدا
نے دنیا و کائنات سب میرے پیش نظر فرمادیئے ہیں۔ اس سب کو جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ مثال
کف دست ملاحظہ فرما رہا ہوں۔ صحابی فرماتے کہ حضور نے قیامت تک کی ساری کائنات کی ہمیں خبر دی۔
ہم میں زیادہ اعلم وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ مگر وہابی کو کسی طرح یقین نہیں آتا۔ نہ صحابی کا اعتبار نہ رسول
کردگار کے ارشاد پر یقین، نہ خود پروردگار عزوجل کے ارشاد پر ایمان۔ وہ یہی کہے جاتا ہے کہ حضور کو کل کی بات
معلوم نہیں، حضور پیٹ کے حال سے بے خبر ہیں، حضور کو یہ علم نہیں کہ کون کہاں مرے گا؟ انتہا یہ کہ گنگوہی
پھنکارا تھا کہ معاذ اللہ "حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں" اور اس کو شیخ محقق کے سر منڈھ دیا کہ
انہوں نے اسے روایت کیا۔ حالانکہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ نے اسے روایت نہ کیا۔ بلکہ اس کا
رد فرمایا۔ رد کو روایت بنا لیا۔ حدیث ہے کہ وہابی نے یہ یک دیا کہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔
مفسرین کرام کے اقوال اگر وہ سب جمع کئے جائیں جو ہر آیت علم غیب کے نیچے ہیں جب تو ایک مبسوط کتاب
طیار ہو جائے۔ اور اس کی حاجت نہیں۔ علماء اپنی تصانیف مبارکہ میں بہت سے اقوال پیش فرما چکے ہیں
تو صرف اسی آیت کریمہ مذکورہ بالا کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ زیادہ نہیں دو ایک عبارات پیش کریں۔

مدارک میں زیر آیت کریمہ مذکورہ فرمایا میں امور الدین والشراعیہ او من خفیات الامور و ضمائر
القلوب خازن میں ہے قیل علمك من علم الغیب ما لم تكن تعلم وقیل معناه وعلمك من خفیات
الامور و اطلعك على ضمائر القلوب وعلمك من احوال المنافقین وكیدهم ما لم تكن تعلم۔ بیضاوی
میں ہے من خفیات الامور۔ خاص خمس کے بارے میں امام ابن حجر کا ارشاد بطور نمونہ ذکر کروں۔ جسے
اور زیادہ درکار ہوں وہ اہل حق کے رسائل کا مطالعہ کریں۔ جن سے آفتاب کی طرح روشن کہ یہ خمس چھوڑتے
حضور کے غلام بھی باعطار الہی بطفیل سرکار رسالت پناہی جانتے ہیں۔ امام ابن حجر مکی منح الملکیہ شرح قصیدہ
ہمزیر میں فرماتے ہیں۔ اکثر علوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم
الاولین والآخرین فی الحدیث المشہور۔ ولانہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطة بہ والشمول
لعلمہ بالکلیات والجزئیات فلاینا فی ذلک اطلاع اللہ تعالیٰ لبعض خواصہ علی کثیر من المغیبات حتی
من الخمس التي قال فیہن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمس لا یعلمہن الا اللہ تعالیٰ لانہا جزئیات
معدودۃ لا غیر۔ وانکار المعتزلۃ لذلک مکابرۃ فقد وقع للانبیاء والاولیاء من ذلک ما لم یکن عدل
لا سیما ما وقع لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسیاتی بسط جملۃ مما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
یہ "سیاتی" جہاں کے لئے فرمایا وہاں بہت اخبار غیبیہ کا بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں (ثانیہما) فی بیان ما اشار
الیہ الناظم من کثرة ما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب ما فی القرآن منها ما لا یحیط
بہ۔

و خبر الطبرانی ان اللہ قدر رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ
كما انظر الی کفی ہذا؟ و خبر ابی داؤد قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فمات رکب شیئا
الی قیام الساعة الاحدثنا بہ فی الحدیث الصحیح فعلمت علم الاولین والآخرین۔ و صح انہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخبر بموت النجاشی یوم موتہ بالحبیثۃ و صلی علیہ باصحابہ۔ وانہ وابابکر
وعمر و عثمان صعدوا احد افتتح رکب فصر بہ برجلہ وقال لہ اثبت فانما علیک نبی و صدیق و شہیداً
فاستشهدا۔ وان ملک کسری و قیصر یقطع بعدہ من العراق والشام۔ فكان کذا لک فی زمن عمر
وانہ قال سراقۃ کیف بک اذ البست سوارى کسری فالبسہما عمر لہ لما زال ملک کسری فی
زمنہ تحقیقاً لذلک۔

واخبر بكتاب حاطب الى اهل مكة - وبموضع ناقته حين ضلّت وتعلقت بخطامها في الشجرة -
وبان قريشا بعد الاحزاب لا يغزونه - وباستشهاد امرء الجيش الذي ارسله لموتة بلد بارض الشام
يوم قتلهم يزيد بن حارثة فجعفر بن ابى طالب فعبد الله بن ابى رواحة رضى الله تعالى عنهم
وبان فاطمة اول اهل له لحوقاً به فعاشت بعدة ثمانية اشهر اوستة وبان اشقى الاولين والآخرين
قاتل على كرم الله تعالى وجهه يضربه في يافوخه فيبتل من دمها الحية - فضربه الشقى ابن ملجم
ضربة كذلك فمات منها وبان معاوية رضى الله تعالى عنه يلى امراته وبان لم يغلب رواها
ابن عساكر - ومن ثم قال على كرم الله وجهه يوم صفين لو ذكرت هذا الحديث ما قالتة - وبان عثمان
يقتل مظلوماً - وبوقعة الحرة من عسكر يزيد عامله الله بعد له بالمدينة فاستحيت نفوس اهلها
وابضاعهم واموالهم وقتل سبع مائة يحفظون القرآن - منهم ثلثمائة صحابي واقضى منها الف عذراء -
وبواقعة الجمل وصفين وقاتل عائشة والزبير على رضى الله تعالى عنهم - ولذلك قال على
للزبير لما برز له يومئذ انشدك الله هل سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تقاتله و
انت له ظالم فانصرف الزبير وقال بلى ولكن نسيت - وقد يشكل الوصف بالظلم مع ان الزبير
مجتهد - فغاية انه مخفى وله اجر ينص الحديث الصحيح، ويجاب بان اصل الظلم وضع الشئ في
غير محله وان لم يكن فيه اثم فالمراد وانت قد وضعت القتال في غير محله خطأ منك لا تعمداً او
فانت له ظالم حقيقة لوانظرت في الدليل حق النظر بقريينة ما تقر بان المجتهد المخفى له اجر وبقوله
في الحسن بن على كرم الله وجهه ان ابني هذا سيد وسيصلح الله به بين فئتين عظيمتين من المسلمين
فكان كذلك فانه بويج بعد ابيه فكث خليفة ستة اشهر ثم سار لمعاوية باربعين الفا فلما تراءى
الجمعان علم كثرة الفريقين وانه لا يغلب احدهما حتى يقتل الفريق الاخر فرق على المسلمين ورحمهم
ورفض الملك في جنب ذلك ابتغاء لوجه الله تعالى كما جاء عنه رضى الله تعالى عنه ثم ارسل
لمعاوية ليشترط عليه شروطاً وينزل له عن الخلافة فارسل اليه قرطاسا ابيض وقال اشترط ما
شئت فاشترط ونزل له عن الملك فصار معاوية من يومئذ خليفة حقيقة -

وبقتل الحسين بن على كرم الله تعالى وجهه بالطف - واخرج بيداً تربة وقال فيها مضمونها
وصح خبر استاذن ملك القطر ربه ان يزور النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاذن له فكان في يوم ام سلمة

فامرها صلى الله تعالى عليه وسلم ان تحفظ الباب فجاء الحسين فاقتمه فقتله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له الملك اغتبه قال نعمه قال ان امتك سيقتله وان شئت امرت بك المكان الذي يقتل فيه فاراد فجاء بسهولة بالكسر رمل خشن او تراب احمر فاخذ فجعلته في ثوبها فقال الراوى كنا نقول انها كسر بلاء وفي رواية انه فقال لها اذا صار دما فاعلمى انه قد قتل واخبر عمه انه سعى لما راى جبريل معه في صورة رجل واخبر ام عبد الله بن عباس بانها استددة وبانه ابو الخلفاء وبان منهم السفاح والمهدى واخبر بان الترتك ستغلب على العرب حتى تلحقها بمنابت الشيخ والقيصوم وبقوله يوشك الناس ان يضربوا اكباد الابل فلا يجدون عالما اعلم من عالم المدينة قال ابن عيينه وغيره هو مالك ابن انس ومن شركه الناس يزدحمون على بابها لاخذ العلم حتى يقتلوا ومن روى عنه من الاكابر الزهرى والسفيانان والشافعى والاوزاعى امام اهل الشام والليث امام اهل مصر وابو حنيفة وصاحبا ابو يوسف ومحمد وذو النون المصرى والفضيل وابن المبارك وابن ادهم رحمهم الله تعالى وبالعالم قرين وانهم يملطباق الارض علما قال احمد وغيره نراه الشافعى لانه لم ينتشر في طباق الارض لقرشي صحابي او غيره ما انتشر للشافعى اى والذي انتشر لعلى وابن عباس ونحوهما مسائل قليلة جدا كما يعلم ذلك من سير كلامهم واطلع عليه -

واخبرنا بالحوارج الذين خرجوا على على كرم الله تعالى وجهه وان فيهم رجل اسود احد عنده مثل شدى المرأة فقد تلهم على واخرج ذلك الرجل حتى رآه الناس بالوصف الذى وصفه به صلى الله تعالى عليه وسلم واخبرنا بالرافضة وانهم يرفضون الاسلام وبالقدرية والمرجئة وبان امته تفترق على ثلاث وسبعين فرقة وبانها تكون كلها فى النار الا الفرقة التى تكون على ما كان عليه هو واصحابه وهم الطائفة الذين اخبر عنهم بانهم لا يزالون على الحق لا يضاهم من خالفهم الى قيام الساعة اى قربه بقليل - وبامارات الساعة الكثير جدا فوقع كثير منها وينظر وقوع الباقي ومما وقع منها النار التى قال عنها صلى الله تعالى عليه وسلم كما رواه الشيخان لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز تضئ لها اعناق الابل ببصرى فخرجت نار عظيمة فى نحو مرحلة من المدينة المشرفة ولقد متها زلزلة عظيمة بعد عشاء الاربعاء ثالث جمادى الاخرة سنة ٦٥٤ اربع وخمسين وستمائة ولم تنزل تشتد وتغلى كغليان البحر الى ان امتجت منها

الامرض ومن عليها حتى ايقن اهل المدينة بالهلاك وكثرت الزلازل حتى وقع منها في يوم واحد ثمان عشرة منزلة لكن ببركته صلى الله تعالى عليه وسلم كان يغشى المدينة نسيم بارد وسر أيت من مكة جبال بصرى وانطفأت ليلة الاسراء سبع عشرة شمعة سراجب

قصیدہ برودہ کے حاشیہ علامہ بیجوری میں ہے: "لم يخرج صلى الله تعالى عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذه الامور الخمسة" تفسیر روح البیان میں زیر کرمیہ "يسئلونك عن الساعة" فرمایا قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو لا ينافى المحصر في الآية كما لا يخفى "ترجمہ مشکوٰۃ اشعثہ اللغات میں حضرت محقق مطلق مولانا الشیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "مراد أنت کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل اینہا را نماند۔ انہا غیب اند کہ جز خدا کے آں را نماند مگر آں کہ وے تعالیٰ از نزد خود کے را بوحی و الہام بلاناند۔ فتوحات و مہیہ شرح الربیعین نوویہ میں ہے "والحق كما قال جمع ان الله سبحانه وتعالى لم يقبض نينا عليه الصلوة والسلام حتى اطلعه على كل ما اجهمه عنه الا انه امره بكتنم بعض والاعلام ببعض"

یہاں تک کہ علماء کرام نے ان پانچوں کا علم حضور کے خدام کے لئے فرمایا اور فرمایا کہ اہل تصرف عالم میں بے ان علوم کے تصرف نہیں کر سکتے۔ کتاب الابرار شریف میں ہے "کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشریفة لا یکنہ التصرف الا بعمرفة هذا الخمس" اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "الدولة المکیة بالمادة الغیبیة" نیز اردو کے ایک مختصر رسالہ "افتائے حریمین کا آئزہ عطیہ" میں خمس کی بحث ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نیز ارشادات ائمہ کرام و علماء اعلام سے ہر سمجھ والے پر روشن ترازہ خمس و امین من الامس ہو چکا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے بہت کثیر علوم غیبیہ عطا فرمائے جن کا احصار نہیں ہو سکتا۔ اور اظہر ہو کہ علوم خمسہ حضور تو حضور، حضور کے غلاموں کو عطا فرمائے جاتے ہیں۔ اب یہ سب دیکھ کر پھر خاص قصہ معراج میں حضور کا ارشاد علمت ما فی السموات و ما فی الارض پا کر پھر یہ وہ شہادت مسلمان کی شان نہیں۔ یہ تو اس حدیث سے مقابلہ ہوا اور اس کے یہی معنی ہوئے کہ حضور نے ایسا فرمایا۔ حالانکہ حضور کے فرمانے کے بعد جو کچھ پوچھا گیا تو جواب نہ دے سکے، وحی کا

انتظار فرمایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان تو کبھی یہ خیال نہیں لاسکتا کہ معاذ اللہ یہ ارشاد غلط ہے اور جب وہ اسے غلط نہیں سمجھ سکتا تو یقیناً اسے حق جانتے ہوئے ہی کہے گا کہ بے شک حضور کو شب معراج مافی السموات والارض کا علم ہو گیا۔ اس کے بعد اگر یہ ثابت ہو کہ حضور سے کوئی سوال کیا گیا اور حضور نے جواب فوراً عطا نہ فرمایا، یہ قطعاً اس لئے نہیں کہ حضور کو اس کے جواب کا علم نہ تھا۔ بہت سوال ایسے ہوتے ہیں کہ جواب معلوم ہوتا ہے مگر فوری جواب نہیں دیا جاتا جس میں مصلحت ہوتی ہے۔

وحی کا انتظار جیسے اس صورت میں ہوتا ہے کہ علم نہ ہوتا ایسی ہی اس کی صورت یہ بھی ہے کہ خود جواب عطا ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ وحی خداوندی سے جواب ہو۔ جیسا کہ حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں ہوا۔ حضور اگر اس کے متعلق خود سے کچھ ارشاد فرماتے اس سے بہتر یہ ہوا کہ حضور نے وحی کا انتظار فرمایا۔ اور وحی میں ان کی طہارت بیان فرمائی۔ پھر وحی کا انتظار اس لئے بھی ممکن کہ اس سوال کا جو جواب باعلام الہی معلوم ہے۔ اس کا اظہار ماذون ہو۔ فتوحات و مہیبہ کی عبارت پھر نظر کیجئے کہ اللہ عزوجل نے ہر شے پر حضور کو مطلع فرمایا مگر بعض کے کتم کا حکم فرمایا بعض کے اعلام کا۔ جو ذرا بھی سمجھ رکھتا ہے وہ اس سے کہ بعد معراج جب حضور نے معراج کا بیان فرمایا کفار نے بیت المقدس کے متعلق کچھ سوال کئے حضور نے فوراً جواب عطا نہ فرمائے اتنا سمجھ سکتا ہے کہ علم ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات جواب میں تردد ہوتا ہے اور فوراً جواب نہیں دیا جاتا۔ یا وہابی یہ کہے گا کہ حضور کو بیت المقدس کا بھی علم نہ تھا یہ تو سوا وہابی کے کوئی پاگل بھی نہیں کہہ سکتا۔ جب حضور بیت المقدس تشریف لے گئے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کا علم تھا۔ وہاں کے متعلق سوالات کا جواب فوری عطا نہ فرمانا کسی حکمت پر مبنی تھا۔ یا یہ کہ اس وقت اس کی جانب التفات خاص نہ ہونے پر۔ جیسے موزہ و عقاب کے واقعہ میں ادھر التفات نہ تھا۔

مولانا رومی قدس سرہ نے مثنوی میں تحریر فرمایا کہ

دل درآں لحظہ بحق مشغول بود

گر چہ ہر غیبیہ خدا مارا نمود

ملک العلماء بحر العلوم نے شرح میں فرمایا "از جہت استغراق بعض مغیبات براتبیہ مستور شونہ پھر فرمایا معنی بیت جنیں ست کہ بسبب استغراق توجہ باکوان نبود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماند و اس وجہ وجیہ است"

وہابی تو دشمن ہے وہ تو زبردستی نقص ہی چاہے گا۔ اللہ و رسول و علماء کچھ فرمائیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ

کر ایسی باتیں لائے گا جس سے عوام کو دھوکہ دے سکے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم واللہ

تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از درو ضلع نینی تال مستولہ ارسلہ خاں پشاور ی وحافظ عبید اللہ رام مسجد و عبداللہ صاحب

رضنوی۔ ۱۳ ذی القعدہ۔

زید عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی تھا۔ بالذات نہ تھا۔ بالذات
سوار خدا کے دوسرے کے واسطے مجال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب اور حضور، حادث۔
خداوند کریم قدیم، اس کا علم بھی قدیم۔ عمر وہ عقائد رکھتا ہے کہ حضور پر نور شافع یوم نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا علم غیب بالذات ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو صفات الہیہ ہیں ان صفات کے ساتھ
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ قدیم ہے۔ حادث نہیں۔ دونوں سوالوں کے جواب سے
بجوالہ کتاب مشرف فرمائیے۔ فقط

الجواب زید کا قول حق و صحیح اور عمر و کا باطل و فصحیح ہے۔ عمر و اور اس کے ہم عقیدہ پر توبہ اور توبہ الیمان
اور بیوی رکھتا ہو تو توبہ نکاح فرض ہے۔ اللہ عزوجل کا علم ذاتی کہ جو اس کی ذات سے ہے وہ اس کی صفت
قدیمہ ہے۔ کسی کا دیا ہوا نہیں۔ اور اس کے حبیب و لبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطائی ہے کہ اللہ کا عطا
فرمایا ہوا ہے۔ ایک ذرہ کا علم بھی جو بے عطا الہی مانتا ہے اس پر توبہ فرض ہے۔ از سر نو ایمان لانا لازم مجال
ہے کہ بے خدا کے بتائے حضور کو ذرہ سے کم تر سے کم تر شیے کا علم بھی ہو۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے "الدولۃ المکیہ" میں تصریح فرمائی "العلم الذی تختص بالمولیٰ سبحنہ وتعالیٰ لا یمنک لغيرہ ومن
اشت شیئاً منہ ولو ادنی من ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العلمین فقد کفر واشتک۔ علم ذاتی
اللہ عزوجل سے خاص ہے۔ اس کے غیر کے لئے مجال ہے۔ جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے
کم تر سے کم تر غیر خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر مشرک ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیم جانے کافر
ہے۔"

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ عزوجل کے مخلوق اور عظیم ترین بندہ ہیں۔ اور ان کا علم اور ہر
وصف خدا کا دیا ہوا ہے۔ وہ بھی حادث ہیں اور ان کے اوصاف کریمہ صفات عظیمہ بھی۔ "الدولۃ المکیہ" ہی
میں فرمایا فی الموضوعات من اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکن اجماعاً کمالاً یخفی اہ اقوال ان امراد

التسوية من كل وجه فنعماذيلزم قدم غيره تعالى و غناه عنه عز وجل عمر و کواپنے اس قول سے بھی تو بہ چاہئے کہ حضور میں جو صفات الہیہ ہیں کہ اس کے ایک برے معنی بھی ہیں وہ یہ کہ خود صفات قدیمہ الہیہ بذات حضور قائم ہوں اس نے بالذات عطائی کے مقابل اور قدیم حادث کے مقابل کہہ کر اس تعبیر کی راہ بند کر دی کہ بالذات سے مراد یہ ہے کہ حضور کو بے واسطہ علم عطا ہوا اور قدیم کے یہ معنی کہ حضور کو نزول قرآن ہی سے علم حاصل نہیں ہوا بلکہ حضور کو پہلے سے علم بظائے الہی حاصل تھا نزول قرآن عظیم سے حضور کے علوم میں اضافہ ہوا اگر اس کی مراد بالذات سے یہ ہوتی تو بالکل حق ہوتی مگر وہ تو عطائی کے مقابل کہہ رہا ہے تو یہ مراد ہرگز نہیں یوں ہی اگر قدیم سے وہ مراد ہوتی تو کفر سے اسے بچالیتی مگر وہ تو حادث کے مقابل کہہ رہا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ عز وجل عمر و اور اس کے ہم عقیدہ کو توفیق تو بہ و استقامت علی الحق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ هو الموفق وهو الهادی الی الصراط المستقیم لا الہ الا هو سبحنہ وتعالی شانہ لیس کمثلہ شیئ وهو السميع العليم

مسئلہ ۱۶ از بنارس رام نگر مسئولہ جناب محمد رضا خان صاحب۔ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں قوم بہتر جن کے یہاں حسب ذیل پیشہ و نام و کام ہوتے ہیں و طریقہ و رسوم اجراء ہیں۔

(۱) شہنائی بجانے کا کام ہوتا ہے (۲) ڈکٹر بجانے کا کام ہوتا ہے (۳) جونک لگانے کا کام ہوتا ہے (۴) حرام چمڑے کی تانت بنائی جاتی ہے (۵) حرام تانت سے سوپ وغیرہ بنایا جاتا ہے (۶) ان کے گھروں کی عورتیں جملہ اقوام یعنی مسلم و غیر مسلم کے یہاں پاخانہ کھاتی ہیں و غلیظ پھینکتی ہیں (۷) ان کے گھروں کی عورتیں علماء مسلمان کے دیگر اقوام کے یہاں کاکھانا جائز اور ناجائز قسم کالاتی ہیں اور سب اس کو کھاتے ہیں شہنائی و ڈکٹر بجانے کے سلسلہ میں مندروں کا چڑھاوا و پوجا وغیرہ کی چیزیں لاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں (۹) ان کے یہاں کے مردوں کو غسل دینے کے لئے کوئی مسلمان حجام نہیں جاتا ان کے یہاں کسی کی نذر و نیاز یا فاتحہ خواہ محفل میلاد وغیرہ نہیں ہوتی (۱۱) ان کے یہاں کبھی قرآن خوانی نہیں ہوتی (۱۲) کسی مسلمان کے یہاں ان کی یا ان کے یہاں کسی مسلمان کی آمد و رفت یا شرکت نہیں ہوتی (۱۳) ان کی برادری میں سے جو شخص داخل اسلام ہو پیشہ اپنا ترک کرتا ہے اس سے یہ لوگ کھانا پینا پھوڑ دیتے ہیں (۱۴) ان کے یہاں مردوں کے نام بچو۔ ڈھونڈے۔ بکریدہ۔ جو کرن۔ چرو۔ رجب۔ بھگیلو۔ فیتلی۔ ہینگو۔ پلو۔ تلوا وغیرہ اور عورتوں کے نام جگیا۔ مانگی۔

مولیا۔ سکوتی وغیرہ ہیں ان کل امورات و واقعات کے قائم اجراء رہتے ہوئے کیا وہ قوم ہتر مسلمان کہے جاسکتے ہیں اور ان کی آمد و رفت فرش مسجد پر ہو سکتی ہے اور وہ مسجد کے بدھنے اور پانی وغیرہ کو پھوسکتے ہیں اور وہ مسلمان نمازیوں کی صف میں شانہ ملا کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اگر فی الواقع وہ لوگ یہاں کے سے بھنگی نہیں لال گرو کے پیرو لال کتاب کے ماننے والے نہیں، محض گائے کا گوشت کھانے پر اپنے آپ کو ہندو نہیں سمجھتے مسلمان کہتے ہیں، بلکہ واقعی وہ تمام ضروریات دین اسلام پر ایمان اور سچے مسلمان کے سے عقائد رکھتے ہیں اور کسی حرام قطعی کو حلال نہیں جانتے، حرام شے کو حرام سمجھ کر کھاتے ہیں، مسلمان ہونے پر اعتراض نہیں کرتے، تو وہ مسلمان ہیں اور پاک صاف ہو کر مسجد میں جماعت میں حاضر ہونے کا ہر مسلمان کی طرح حق رکھتے ہیں کوئی انھیں اس سے نہیں روک سکتا۔ جو روکے گا وہ خود شرع کا مجرم گنہگار ہوگا۔ مسجد بیت اللہ ہے کسی کی ملک نہیں اس میں ہر مسلمان آئے گا مگر اس طرح جس طرح شرعاً حاضر ہو سکتا ہے۔ ناپاک یا بدبو کی چیز لے کر کوئی اس پاک طاہر بقعہ میں قدم نہیں رکھ سکتا اگرچہ سلطان ہی کیوں نہ ہو اگرچہ قوم کا سید ہی کیوں نہ ہو۔ ہینگ بیچنے والا پٹھان یا مٹی کا تیل فروخت کرنے والا مسلمان جو کسی قوم کا بھی ہے اگر مسجد میں بائیں حال داخل ہو کہ اس کے کپڑوں سے ہینگ کی یا مٹی کے تیل کی بدبو آ رہی ہے اسے مسجد سے روکا جائے گا۔ اور یہ ہتر جو مسلمان ہے اگر پاک صاف کپڑے پہن کر آیا ہے مسلمانوں کے برابر کھڑا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال میں جو امور مذکور ہیں ان میں سے کوئی کفر نہیں ہے۔ ہاں نمبر ۱ میں اس وقت حکم کفر ہو سکتا ہے جب کہ یہ ثابت ہو کہ وہ کسی حرام قطعی کو حلال جان کر کھاتے ہیں۔ اور نمبر ۱۳ میں اس وقت جب کہ یہ ثابت ہو کہ وہ مسلمان ہونے کو معیوب جانتے اور جرم قرار دیتے ہیں مگر یہ کیوں کر معقول جب کہ وہ خود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نام مسلمان سے نہ چمڑتے ہوں گا کا گوشت کھالینے کو مسلمان سمجھتے ہوں۔ واقعی مسلمان ہونے کو برا جانتے ہوں اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو بے شک وہ مسلمان نہیں۔ جیسے ملکانے کو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مسلمانوں کے نام بھی رکھتے ہیں اور سچا مسلمان ہونے کو سخت عیب جانتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازہلی بھیت محلہ میاں صاحب مسکوٰۃ جناب الانور خاں صاحب ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ

بکر جو امام ہیں ہم لوگوں کے اور قاری صاحب سے جامع مسجد میں قرارت سیکھنے جایا کرتے ہیں ایک دن زید نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں جایا کرتے ہو بکر یعنی امام صاحب نے کہا کہ میں جامع مسجد میں قاری صاحب سے قرارت سیکھنے جایا کرتا ہوں تاکہ قرآن شریف صحیح طور سے پڑھ سکوں۔ اس کے بعد زید نے کہا کہ قرارت سیکھنا جھگڑا ہے اس کو چھوڑو اور سادہ طور سے قرآن شریف پڑھتے رہو پس زید کا یہ قول کیسا ہے؟ اور زید کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور وہ امام بنانے کے قابل ہے یا نہیں؟

(نوٹ) اور جو شخص ان سے میل جول رکھے ان کے پیچھے نماز پڑھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور عدا جن لوگوں کے سامنے زید نے ایسے ناگفتہ بہ الفاظ کہے ان کے نام درج ذیل ہیں۔

الانور خاں سبلی بھیت۔ عبداللطیف خاں۔ عاشق علی خاں۔ معز الدین خاں۔ اصغر نور خاں۔

گوہان مذکور بالا کے سامنے زید کے دیگر اقوال یہ بھی ہیں کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورت قرآن عظیم کی پڑھی جائے اس میں بسم اللہ پڑھنا شریعت سے منع ہے اور امام صاحب سے کہتا ہے نماز مغرب اور عشر میں چھوٹی سورتیں پڑھا کرو زید کے ان اقوال کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب اتنی قرارت سیکھنا جس سے آدمی قرآن عظیم صحیح پڑھے فرض ہے۔ جس نے اس سے منع کیا اس نے فرض سے روکا اور ایک فرض کو جھگڑا بتایا اس پر توبہ فرض ہے۔ اسے تجدید ایمان و تجدید نکاح وغیرہ بھی چاہئے۔ بہت بد کلمہ اس کی زبان سے نکلا۔ والعیاذ باللہ۔ اس بابے میں اختلاف ہے کہ اول سورت نماز میں بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے؟ امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک نماز میں اول سورت محل تسمیہ نہیں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بعد فاتحہ سورت ہے پہلے تسمیہ کا محل ہے۔ اول سورت تسمیہ جائز ہی نہیں، بہتر ہے۔ غیر ملکی ہے۔ اما التسمیة عند ابتداء السورة بعد الفاتحة فانہ عند ابی حنیفة لایاتی بہا لانی حال الجہر ولا فی حال الخافتة وکذا عند ابی یوسف لما تقدم انہا یستہایة من اول السورة ولم یرو شیعی فی الاتیان بہا اول السورة وعند محمد یاتی بہا فی اول السورة اذا خافت لا اذا جهر لان الشروع فیہا الاخفام کما تقدم فلواتی بہا حال الجہر مخافتة بل نہ وجود سکتہ فی اثناء القراءۃ ولم یرو ولا یلزم مثلہ فی الخافتة ملخصا قال الشیخ المجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی قول الغنیة لم یرو۔ اقول بل ما ترو فی الصحاح فالصحيح انه يجوز بل یحسن التسمیة اول کل سورة مطلقا۔ نماز مغرب میں بہتر سورہ قہار ہی ہیں عشر میں غلط کہتا ہے۔ عشر میں بہتر اوساط ہیں۔

اس میں اصل حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم کا ارشاد ہے انھوں نے حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر فرمایا اقرأ فی المغرب بقصاص المفصل و فی العشاء بوسط المفصل و فی الصبح بطوال المفصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر بریلی محلہ قاضی ٹولہ متصل درخت کیت اقبال حسین پسر فداحسین جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ زید کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے اور کہنے والا گمراہ اور بے دین ہے یہ صفت خداوند قدوس کی نہیں ہے بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اولیاء کرام کی نیک بیبیاں مرنے کے بعد ان کے ساتھ قبروں میں رہتی ہیں اور دنیا کے تعلقات قبر میں رہتے ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا زید کے واسطے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب حاضر و ناظر یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں کبھی کسی مسلمان کو باں کہ "حضور" اپنے آپس میں ایک بڑا تعظیمی لفظ ہے مگر اللہ کو حضور سے تعبیر کرتے نہ سنا ہوگا۔ اور اگر کوئی تعبیر کرے تو مسلمان کا ذہن خدا کی جانب انتقال نہ کرے گا۔ بے شک اللہ عزوجل ہر بڑی سے بڑی چھوٹی سے چھوٹی باریک سے باریک کو روشنی اور اندھیری میں ہر وقت ہر آن، جب وقت و آن نہ تھے انھیں انھیں سب کو دیکھنے والا، اور سب اس کے علم میں حاضر وہ ہر پست سے پست آواز کا سننے والا ہے، ہمیشہ سے اور ہمیشہ تو وہ شہید و سمیع و بصیر ہے۔ حاضر و ناظر کے لفظ سے حماقت اور بات ہے۔ اور اس مطلب کا انکار اور بات نہ کون مسلمان ہے جو معاذ اللہ اللہ عزوجل کو شہید و سمیع و بصیر نہیں مانتا۔ تو شہید و بصیر جو اسے مانے وہ لفظ حاضر و ناظر سے منکر ہے کہ یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں نہ بولا جائے۔ نہ کہ سرے سے مطلب ہی کا پھر خدا جگہ سے پاک ہے اور ہر جگہ حاضر کا لفظ بظاہر جگہ میں موجود ہونے کو بتاتا ہے۔ اس لئے اور اس سبب سے جو اس لفظ کو اس دربار عزت کے لائق نہیں بتاتا اور منع کرتا ہے، ٹھیک کہتا ہے۔

وہابی ہمیشہ اقرار کیا کرتے ہیں ان کا یہ اقرار ہے کہ اولیاء کرام کی بیبیاں ان کے ساتھ مزاروں میں رہا کرتی ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں صرف اتنا بیان کیا گیا ہے جو امام علام سیدی محمد زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء پر قبور میں ان کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ شرح مواہب لدنیہ امام علامہ سیدی محمد عبد الباقی زرقانی قدس سرہ النورانی کی عبارت یہ ہے نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورک انه علیہ الصلوٰۃ والسلام فی قبرہ ابد الابد علی الحقیقۃ لا المعجاز لھیاتہ فی قبرہ یصلی فیہ

بإذان واقامة۔ قال ابن عقيل الحنبلي ويصاحب امرؤ واجه وليستمع بطن اكل من الدنيا وحلف على ذلك وهو ظاهر ولا مانع منه۔ باقی کلی پھندنے یہ وہابیہ کے ہیں۔ خدا لہما اللہ تعالیٰ۔ جیسے حاضر و ناظر کے لفظ دربار الوہیت میں بولنے سے ممانعت دربار رسالت میں کہنے کی اجازت کا وہ بنا لیا کہ یہ خدا کی صفت نہیں حضور کی صفت ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ظاہر کیا کہ خدا پناہ بخدا شہید و بصیر (جسے وہابیہ حاضر و ناظر کہتے ہیں) ہی نہیں۔ حضور حاضر و ناظر ہیں ازواج مطہرات کے پیش ہونے پر جو اعتراض کئے گئے ہیں اور جو کچھ مذاق اڑایا ہے وہ دین کے معتمد امام سیدی زرقانی کا اڑایا ہے۔ اور روزی و رزق پہونچنے پر جو مذاق اڑایا ہے۔ وہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کا۔ حضور نے فرمایا ہے انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ہے اللہ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا۔ فنجی اللہ حتی یرزق۔ اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے۔ اب وہابی اپنے گندے چتھرے کی ساری گنگیوں سب اعتراضوں کی بوچھاڑوں مذاق اڑانے کو دیکھیں اور خود اپنے آپ ہی سے ان کا جواب لیں۔ واللہ

تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۹ مرسلہ جناب مولوی عظیم اللہ صاحب نعیمی گورہٹی مسجد ڈاکخانہ انگس ضلع ہنگلی۔

بجسور سراپا عطفوت مرکز دائرہ کرامت سرچشمہ وجود و عنایت حانی سنت ماحی بدعت سیدی و مولار
 الا فم دامت برکاتہم العالیہ ما دامت الائم۔ بعد تسلیمات اخلاص و تہناتے قدم ہوسی معروض ہارگاہ آج کل
 افتخار الحق رہنگی مصنف حامض الانسان اس امر کی بڑی پر زور اشاعت کر رہا ہے کہ دنیا میں میری تکفیر
 کرنے والی صرف شاہ علی حسین صاحب کی ذات ہے۔ جو صاحب فتویٰ نہیں ہیں اور ایک شخص کی
 صدائے قابل توجہ اور نہ قابل اعتماد۔ ہاں وہ علماء ربیلی کہ حق گوئی اور افتخار جن کا حق و حصہ ہے اور ان کے
 قلم ایسی حق گوئیوں میں شمشیر بے نیام ہیں اور اظہار حق اور ادماغ باطل میں سب سے پیش پیش ہیں، اسکت
 ہیں۔ میرے معاملہ میں اور ان حضرات کی تحریر و تقریر سے میرا کفر ہرگز ثابت نہیں ہے۔ اور یہ قننہ نہایت جوش
 کے ساتھ کلکتہ میں گشت کر رہا ہے۔ لہذا للمولیٰ الکریم دست اعانت بڑھا کر اس ضلالت کو سر فرمایا جائے اور
 تحریر پرتنویر سے اس شبہہ کا ازالہ فرمایا جائے۔

الجواب افتخار الحق صاحب رہنگی کی یہاں سے تکفیر ہوئی اور شائع ہوئی۔ یہاں کارالہ "پشت خاں"
 چھپ کر ملک میں شائع ہو چکا ہے۔ آہ زمانہ کی حالت اب یہ ہے کہ ایسے واضح واضح کفریات پر بھی جب تک

کوئی شخص کفر کا فتویٰ نہ دے لوگ انھیں کفر اور قائل کو کافر نہیں جانتے۔ نہیں نہیں ایک دو نہیں لاکھ کفر کے فتوے دیجئے مگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے۔ اور یہی کہے جاتے ہیں سو میں سے ننانوے باتیں بھی کفر کی ہوں ایک اسلام کی ہو جب بھی کافر نہیں کہنا چاہتے۔ اس غلط و باطل دعویٰ کو دین کا فتویٰ سمجھا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ والیہ المشتکی، فتویٰ دینے والے ہی کے سر ہوتے ہیں۔ اسی کو مجرم ٹھہراتے ہیں گویا ان کے نزدیک کفر بکنا کوئی جرم نہیں کافر کہنا جرم ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ امر جس کا کفر ہونا بدیہی ہو روز روشن کی طرح آشکارا ہو وہ جب ہی کفر ٹھہرے گا جب کوئی صاحب فتویٰ لے کفر بتائے گا؛ صاف صاف غیر خدا کی خدائی کا ادعا مقرر بھی کفر نہیں تو یارب اور کفر کیا ہوگا؟ شاہ علی حسین صاحب فتویٰ نہیں تو مسلمان تو ہیں انھیں کفر و اسلام میں امتیاز تو ہے ایک بات جو کھلی کفر ہے جو کسی طرح اسلام نہیں اسے ہر مسلمان کفر کہے گا۔ عالم وغیر عالم اس میں برابر ہیں۔ اور یہی کفر تو اجنبت کفر ہے۔ جسے ایک عامی بھی کفر بتائے چہ جائیکہ شیخ و عالم۔ فرعون و نمرود کے کفر کو کون کفر نہیں جانتا پھر کیا ان کا کفر ان کی شخصیتوں کے ساتھ خاص تھا کہ وہ انھوں نے کیا تو اس لئے کہ وہ فرعون نے کیا کفر ہو اور دوسرا کوئی بھی وہ کفر کرے کفر نہیں؟ کہ وہ خاص فرعون و نمرود نہیں۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی خلافت تو معتبر اور دستاویز بنانے کے لائق تھی مگر جب انھوں نے حقیقت حال سے اطلاع پا کر خلافت بوجہ کفر و فریاد تو یہ لائق اعتبار نہیں حضرت شاہ صاحب لائق اعتماد نہیں۔ مفتی کا فتویٰ تو اکثر بعد استفتاء ہوتا ہے۔ پھر کیا اگر کسی کھلے سے کھلے اشد و اجنبت کفر بکنے والے کے کفر کے متعلق کوئی استفتاء ہو مفتی کو اس کے کفر بکنے کی اطلاع نہ ہو اور وہ فتویٰ کفر نہ دے اس سے وہ کفر کفر نہ ہوگا؟ کفر تو کفر ہی ہے اگرچہ عالم بھر میں کوئی فتویٰ اس کے متعلق نہ ہو۔ بہت وہ کفریات ہوتے ہیں جنھیں جاہل سا جاہل بھی جانتا ہے۔ وہ لائق استفتاء نہیں ہوتے تو ایسے تمام اجنبت ترین کفریات کفر نہ ہوں گے کہ ان کے کفر ہونے کا مفتی نے فتویٰ تو دیا ہی نہیں ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ۲۰ از رانی کھیت ضلع الموڑہ مسئلہ طالب حسین صاحب ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ
پیر و مرید کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس میں ایک شخص نے کہا کہ قرآن عظیم کی قسم کھاؤ کہ یہ بات
ٹھیک ہے پیر نے کہا کہ قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے اگر یہ سمجھے تو اس کا قرآن میں خود ہوں
پیر کا یہ کہنا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب پیر نے جو وہ کلمہ کہا بر کیا اگر وہ جاہل ہے۔ عالم ہو جب بھی ایسا کہنا نہ چاہئے۔ قرآن اللہ عزوجل کا کلام اس کی صفت غیر مخلوق ہے۔ پیر اگر صاحب مرتبہ بھی ہو، تو کتنا ہی بلند پایہ رکھتا ہو اللہ کا بندہ اس کی مخلوق ہے۔ قرآن کی جگہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اگر سیر عالم ہے اور اس نے وہ کلمہ یا اس معنی کہا کہ اگر یہ سمجھے تو میں اس کا ہادی اور قرآنی تعلیم کرنے والا خدا تک رسائی کا واسطہ ہوں، تو مطلب ٹھیک ہے۔ مگر لفظ برے ہیں۔ اور اگر جاہل ہے تو ہرگز اس مطلب کا وہم بھی اسے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو تو نرا دعا پڑھن جھوٹ۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے قرآن اپنے آپ کو نہ کہا قرآن کی جگہ اپنے آپ کو نہ رکھا، مصحف فرمایا کہ فرمایا ہذا مصحف صامت وانا مصحف ناطق۔ اوکما قال رضی اللہ عنہ۔ اس میں اس میں بڑا فرق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبت ہذا تفقہاً ثم بعد زمان مراجعت الحدیقة الندیة شرح الطريقة المحمدیة
لسیدی المولیٰ عبدالغنی النابلسی قدس سرہ القدسی فی مسئلة فوجدت فیہا بحمد اللہ ما یوید
ہذا الفتویٰ وللہ الحمد۔ وہذا انصہ نعم الخلوۃ وھمة الشیخ الصادق العارف الکامل فی مرتبۃ
العلم والعمل الجامع بین علی الظاہر والباطن کافیۃ للمریدین ومغنیۃ لھم عن قراءۃ الکتاب
والمطالعة والاشتغال فی العلوم اذ ھمتہ وحدا ھا وغیرتہ الالہیۃ لا تتركھم علی جھل فی حکم من
الاحکام مطلقاً وھیث دخلوا تحت تربیتہ فھو کتاب لھم من اذیۃ لان عندہ جمیع ما یحتاجون الیہ
مما فی الکتاب ویرہما کانت قرأتھم ومطالعتم ودراستھم علی استاذ غیرہ مانعۃ لھم من الدخول فی
امرہ ونھیہ فیما یعلّمہ من صلاح احوالھم علی مقتضی الشریعۃ المحمدیۃ فھو بینھما ھم عن طلب العلم
لثلاث علل اولیہا الاکثار من العلم مع ترک العمل بہ فیکون علمہم صحبۃ علیہم ویعلّمہم ما ینفعہم
شیئاً فشیئاً لانہ اعرف بمصالحہم منہم واما اذا کان شیخہم قاصراً اجاہلاً لا یعلم حکم اللہ تعالیٰ
علیہ ولا علیہم وقد امرہم بذلک فھو ضال مضل ۵۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین و متقیان شرع متین ان مسئلوں میں۔

۱۔ زید باوجود موکوی ہوتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال
لاناہیل وگدے سے برا ہے۔

۲۔ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولے گا نہیں۔ زید کے ان قولوں پر بکر

و عمر و غیر ہم کہتے ہیں کہ زید نے اللہ و رسول کی توہین کی۔ اور عوام میں گڑبڑی ہو گئی ایسی صورت میں تین مولویوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہوتا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ اور خداجھوٹ بول سکتا ہے مگر اس کی شان کے خلاف ہے۔ ان کلمات کے اندر ہرگز توہین اللہ و رسول کی نہیں لازم آتی ہے۔ انھیں مولویوں کے کہنے سے زید نے کہا کہ میرے قول میں ہرگز توہین نہیں ہوتی۔ اگر عوام سمجھے ہوں تو میں توبہ کرتا ہوں۔ اب ایسی صورت میں زید امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بے شک ان اقوال بدتر از ابوال میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور ضرور کذب پر قدرت ماننا، اللہ عزوجل کو عیب لگانا ہے۔ کذب عیب ہے یہاں عیبی وہی نہیں جو عیب میں ملوث ہو۔ مولیٰ عزوجل کے سراپردہ عزت تک عیب کی رسائی ہو سکتی ماننا بھی اسے عیب بتانا ہے اور جو عیبی ہو سکے ہرگز خدا نہیں۔ علماء اسلام کتب عقائد و کلام میں تصریح فرماتے ہیں کہ الکذب علی اللہ تعالیٰ محال۔ صدق، اللہ عزوجل کی صفت ہے۔ قال تعالیٰ و من کان صدقاً من اللہ قیلاً و قال عزوجل من صدق من اللہ حدیثاً۔ اور اس کی صفات واجب۔ کذب، ممکن ماننا صدق کو غیر واجب ماننا ہے۔ و الاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس مسئلہ کو تفصیلات سے سجن السبوح عن عیب کذب مقبوح میں ملاحظہ کیجئے۔ زید کو ہرگز امام نہ بنایا جائے۔ اس کے پیچھے نماز حرام ہے۔ وہ مولوی بھی ٹکوں سے پرلی طرف ہیں جنھوں نے کہا کہ ”بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہے“۔ ان کا یہ قول نہایت حمار سے بدتر ہے اور صوت حمیر سے انکر ہے۔ قائل صاف بک رہا ہے کہ ”خیال لانا بیل گدھے سے برا ہے“ نہ کہ خیال لانے والا۔ پھر یہ بولی بول کر بھی کیا بنالیا؟ اب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خیال نماز میں لانے والا ایسا ہے کہ بیل گدھے اس سے اچھے ہیں۔ حضور کا خیال معاذ اللہ اس درجہ شنیع ہے کہ خیال کرنے والا ان بے تمیزوں کے نزدیک بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ و الاحول و لا قوۃ الا باللہ و اللہ هو الموفق للسداد و هو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲ از فرید پور۔ بنگال۔ مرسلہ مولوی عبدالمجید صاحب قادری رضوی سلمہ، جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مقتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ مطابق مذہب حنفی اشرف علی تھانوی
کو کیا کہنا چاہئے؟ بینوا توجروا۔
الجواب علماء عرب و عجم نے شخص مذکور کو اس بنا پر کافر کہا کہ اس نے حضور پر نور محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی صریح گستاخی کی اور کھلی گالی دی جس میں اصلاً تاویل ممکن نہیں۔ برسہا برس سے وہ اور اس کے حواری سب سر جوڑ کر تاویل کی کوشش کیا کئے مگر ناکام و نامراد رہے۔ کوئی کچھ کہتا ہے، اور کوئی کچھ۔ اور سب بہودہ پادر ہوا، محض لغو و باطل پوچھ لپچھ۔ اس کی اس صریح توہین پر کہ اس نے اپنے حفظ الایمان صک پر کی۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض ہے یا کل۔ اگر بعض ہے تو اس میں حضور کی کیا ٹھیس ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ لہذا یہ کفر صریح ہے اور سخت تردشنام حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مادامت الیالی والایام کی شان رفیع میں شخص مذکور نے مدتہا مدت بعد ایک چودہ کتاب شائع کی جس کا نام ”بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان“ اس میں لغو و باطل تاویلات کیں۔ کفر واضح و فاضح سے توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ اس کتاب کے دور و جہی ۳۳ میں وقعات السنان۔ ”ادخال السنان“ شائع کر دیئے گئے۔ جو کچھ قلم اب تک لاجواب ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک لاجواب رہیں گے۔ اور حق کے مقابل باطل کب جم سکتا ہے۔ آفتاب حق کے طلوع کرتے ہی ظلمات باطل دور ہو جاتی ہیں، جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل ان الباطل کان زہوقاً کا جلوہ آشکارا ہوتا ہے۔ ”وقعات السنان“ اور ”ادخال السنان“ میں مفروضہ سے نامہ اس قول قبیح کا کفر صریح ہونا واضح کر دیا۔ واللہ الحجة البالغة علماء حرمین محترمین نے کفر مذکور کی نسبت فرمایا ہے جو اس کے اس قول بدتر از بول پر مطلع ہو کر اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ علماء حرمین کا فتویٰ جسے کھینا ہو وہ ”حمام الحرمین“ دیکھے اور ہندو سندھ و پنجاب وغیرہ کے علماء کا متفقہ فتویٰ جسے ملاحظہ کرنا ہو وہ ”الصوارم الہندیۃ“ ملاحظہ کرے۔ اور شخص مذکور اور اس کے حواریوں کے دھوکے اور فریبوں سے جسے بچنا اور ان کی تاویلات رکیکہ باطلہ کی دھجیاں جسے اڑانا ہو وہ ”وقعات السنان“ وغیرہ دیکھے۔

وباللہ التوفیق وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳ از بمبئی بھوساری محلہ چرائغ انور ہوٹل مرسلہ منشی مصطفیٰ خاں قادری برکاتی
بھڑی کی جامع مسجد کا مقدمہ علماء سے ضروری استفسار حضرات مقلدین علماء اہلسنت سے بھڑی
کی جامع مسجد کے مقدمہ کے متعلق ایک ضروری استفسار ایک ایسی جماعت نے جو اس کی قائل ہے کہ

دین کا معاملہ اس دن سے پچیدہ اور مشکل ہو گیا جب سے علمائے نے طریقہ نبوی یعنی عملی تعلیم سے روگردانی کی اور کتب فقہ کے مجادلات اور قیل و قال کو اپنا شیوہ بنالیا پھر تم یہ کیا کہ مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو ان کتابوں سے حاصل کریں قیود و شرائط موز پر کار بند ہوں جو انھوں نے اپنی عقل و رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ ان میں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور ذہن و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پر آگندہ ہوتی ہے اور سب سے بڑی یہ بات ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ ان پر کار بند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم ان کتابوں کو مقدس مان کر ان کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں۔ علمائے نے تقلید کو شیوہ بنالیا ہے پھر تم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور ان کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندگی اور خروج عن الملت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب پیش امام مسجد کھڑک سے تھانہ کے کورٹ میں سوال کرایا کہ صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی مسلمان ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ ”صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں ہوتا اسلام کی تمام ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلاً نہیں ہیں ان میں سے اکثر پائی جاتی ہیں مسلمانوں کو آئمہ اربعہ کی تقلید کی ضرورت ہے جو ان کی تقلید نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے سنی نہیں۔“

آیہ جواب مولوی صاحب موصوف کا صحیح و درست ہے یا خلاف دین و ملت اور کیا تمانی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر کسی کو عمل ممکن ہے اور کیا اجماع امت اور قیاس مجتہدین اصول مذہب و دین کے نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان کے منکرین کا کیا حکم ہے اور کیا بغیر کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے کسی کا اسلام کامل ہو سکتا ہے؟ اور جماعت مذکورہ بالا اور جو کہ اپنے کو اہل قرآن و اہل حدیث کہتے ہیں اہل سنت و جماعت سے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب اصول شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ سنت رسول اللہ (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

حامل فقہ غیر فقیہ و سب حامل فقہ الی من ہوا فقہ منہ اور حدیث معروف و مشہور حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین بعثہ النبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء فقال اقضی بکتاب اللہ فقال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال بسنة رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنة رسول اللہ قال اجتهد برائی فقال علیہ السلام الحمد لله الذی وفق رسول اللہ بما یرضی بہ رسول اللہ۔ اور حدیث انما نزل کتاب اللہ یرصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا وما جہلتم فکفوا الی عالمہ اور حدیث انزل القرآن علی سبعة احرف لكل آية منها ظہر و بطن و لكل حد مطلع اور حدیث العلم ثلاثة آية محكمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوا ذلك فهو فصل و غیرہ سے منٹھ پھیرتے ہیں۔

جیسے غیر مقلدوں کے نزدیک بھی، وہ اہل قرآن بننے والے حدیث کا انکار کرنے والے ہرگز مسلمان نہیں۔ کامل الایمان ہونا تو بڑی بات ہے۔ یوں ہی اہل سنت کے نزدیک اجماع امت کا منکر نیز قیاس کا۔ ہاں ہاں قرآن نے فرمایا الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ہاں ہاں اس نے ارشاد کیا نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۝ هَاں ہاں اس کا ارشاد ہے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ اور بے شک بے شک لا ریب اس کا ہر ارشاد حق ہے۔ جیسے اہل قرآن بننے والے اہل حدیث بننے والوں کے نزدیک بھی اس آیت، کو وہ اپنے مذہب کی دستاویز نہیں بنا سکتے نہ اس ارشاد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سند ٹھہرا سکتے ہیں یہ جو انھوں نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ۔ یہ وہیں غیر مقلد، اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے کو حلال نہیں کہ وہ قرآن و حدیث پر اقتصار کرے اور اجماع و قیاس کا انکار۔

بلاشک و اریباب ضرور ضرور قرآن و حدیث میں سب کچھ ہے۔ مگر کس کے لئے جو آنکھیں رکھتا ہو جس کی آنکھ میں جتنی قوت ہے وہ اتنا دیکھتا ہے۔ یوں تو صرف قرآن عظیم ہی میں سب کچھ ہے لا تطب ولا یابس الا فی کتب مبین اور کج صغیر و کبیر مستطی اور ما فرطنا فی الکتب من شیء اور نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ و غیر ہا آیات خود اس کے ارشادات ہیں۔ من و تو اور ہر کہہ و مہ کے لئے تو یہ نہیں۔ قرآن جن پر نازل ہوا ان کے لئے ہر شے کا روشن بیان ہے۔ خود امت کے لئے نہیں۔ امت سے تو جس کو جتنا مبین قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھا دیا اسے اتنا علم ہوا۔ خود

قرآن کا ارشاد ہے۔ **وَأَشْرَقْنَا لَيْلَهُمُ الْفِجَارُ أَلْبَنًا كَمَا لِلنَّجْمِ لَيَالٍ سَائِرًا**۔ فقہ قرآن و حدیث سے الگ کوئی چیز نہیں۔ فقہ، شرح و تفسیر حدیث و قرآن ہے۔ فقہ انھیں کا روشن بیان۔ فقہ، عطر مجموعہ سنت رسول و کتاب مجید فرقان ہے۔ فقہ مجمل کی تفصیل ہے۔ فقہ دینی تیسیر و تسہیل ہے۔ فقہ راہ حسن و صواب و ہدی و ثواب پر دلیل ہے۔ فقہ رحمت رب جمیل ہے۔ فقہ واجتہاد جہاد اعظم و اکبر ہے۔ تقلید ائمہ مجتہدین، فرض شرع مطہر ہے۔ قرآن اس کا گواہ حدیث اس کی شاہد ساری امت مرحومہ اس کی قابل اس کی قائل اس کی فاعل اس پر عامل۔ جس روز قرآن کا ارشاد نازل ہوا کہ **اَلَمْ نَكْتُبْ لَكُمْ دِينَكُمْ** معلوم ہو گیا کہ بفضل اللہ تعالیٰ ہمارا دین کامل ہو گیا مگر جس طرح غیر مقلد کے نزدیک بھی بغیر حدیث کے کامل دین پر عمل ممکن نہیں جب تک میں قرآن مبین بیان نہ فرمائیں اور مطالب قرآنیہ کا ایضاح نہ کر دیں ناسخ منسوخ۔ عام و خاص۔ فرض و ندب۔ و اباحت و ارشاد وغیرہ کی وضاحت نہ فرمادیں۔ یہاں تک بعض الفاظ شریفہ سے کیا مراد یہ نہ بتادیں قرآن پر عمل ناممکن۔

جو کتاب جس موضوع کی ہو اس کے متعلق اس میں سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر جب تک اسٹاڈرہاٹا نہیں مطلب سمجھانا نہیں شاگرد نہیں جانتا تلمیذ نہیں سمجھتا۔ کتاب کامل ہے۔ جس موضوع پر لکھی گئی اس پر پوری کامل بحث اس میں موجود ہے۔ مگر یہ اس کمال سے منتفع و متمتع نہیں ہو سکتا جب تک بتانے والا بتائے نہیں۔ یا کتاب اندھیرے میں رکھی ہو روشنی نہ ہو تو اگرچہ وہ کامل ہو مگر دیکھنے والا اسے بے روشنی نہیں دیکھ سکتا۔ یہی ہے وہ جو قرآن نے فرمایا **قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ** اسی لئے فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام **عَنْ الْمُقَدَّادِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِلَّا فِي أَوْتِيَتِ الْكِتَابِ وَمِثْلَهُ مَعَهُ الْإِيوَشَاكُ رَجُلٌ شَبَعَانٌ عَلَى أَمْرِي كَتَبَهُ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَاحْلُوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَخُذُوا بِهِ وَإِنْ مَاحِرٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا لَا يَحِلُّ لَكُمْ الْحِمَارُ الْإِهْلِيُّ وَلَا كَلْ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَلَا لِقْطَةُ مَعَاهِدِ إِلَّا أَنْ يَسْتَغْفِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ أَنْ يَقْرَؤَهُ فَإِنْ لَمْ يَقْرَؤَهُ فَلَهُ أَنْ يَعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاءَةِ أَيْكٍ أَوْ حَدِيثٍ هُوَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُوشَاكُ أَنْ يَقْعُدَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ عَلَى أَمْرِي كَتَبَهُ بِحَدِيثِي فَيَقُولُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ حَلَالًا فَاسْتَحْلِنَاهُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ حَرَامًا فَخُذُوا بِهِ وَإِنْ مَاحِرٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَيْكٍ أَوْ حَدِيثٍ هُوَ عَنِ**

ابى رافع رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا الفين احدكم متكئا على اريكته ياتي به من امرى مما امرت به او نهيته فيقول لا ادرى وما وجدناه في كتاب الله اتبعناه
ايک اور حدیث ہے عن العرباض بن ساریة رضى الله تعالى عنه قال قام فينا رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقال يحسب احدكم متكئا على اريكته يظن ان الله (تعالى) لم يحرم الا ما في هذا
القرآن الاذاني قد امرت ووعظت ونهيته عن اشياء انهما مثل القرآن او اكثر وان الله لم يجعل ان
تدخلوا بيوت اهل الكتاب الا باذن ولا ضرب نسائهم ولا اكل ثمارهم اذا اعطوكم الذي
عليهم۔

یوہیں جب تک ائمہ مجتہدین علماء دین متین جب تک بہ نظر غور و تأمل قرآن و حدیث کو دیکھ کر
ہمیں ان کے مطالب سے آگاہ نہ فرمادیں، ناسخ منسوخ وغیرہ نہ بتادیں، کلیات سے نئے نئے حوادث
و جزئیات کا حکم استنباط کر کے نہ سمجھادیں اس وقت تک عامۃ الناس کو دین کامل پر کامل عمل ممکن نہیں
جیسے سنت حضرت سرکار رسالت و صحابہ کرام علیہم ثم علیہم الصلوٰۃ والسلام سے دین کی تکمیل غیر مقلدین بھی
ماتے ہیں۔ یوہیں اہل سنت نائبان حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمہ کرام علماء اعلام کے بیان
و ایضاً مطالب کتاب و سنت سے۔ ان کے ارشادات کوئی اور چیز نہیں، مجمل کی تفصیل کلیات سے
احکام جزئیہ کی تشکیل ہیں۔ جس طرح سنت کوئی دوسری چیز نہیں کتاب اللہ کی تفصیل و تفسیر و تاویل اور
جزئیات کے احکام کی تشکیل ہے۔ جو کتاب اللہ میں منصوص نہیں۔ ظاہر تکمیل دین کے یہ معنی نہیں کہ دین
بعد نزول قرآن ناقص تھا جسے سنت نے کامل کیا بلکہ یہ معنی ہیں کہ کتاب اللہ کو سنت کی عینک سے دیکھنے کا
تو کمال پائے گا۔ چراغ سنت ہاتھ میں لے گا تو پوری طرح اسے نظر آئے گا۔ راہ سنت پر چلے گا تو بروجہ کمال
مقصد تک پہنچے گا۔ اسے چھوڑے گا تو کمال طور پر دین نہ سیکھے گا اس کا دین ناقص رہے گا۔ عورتوں کے
زیادہ۔ کہ ان کے لئے باعتبار رجال بعض امور میں خود شرع نے کمی رکھی ہے۔ اور اس نے خود اپنے آپ عمل
میں کمی کی۔ عورتوں کا دین فی نفسہ کامل ہے اس میں نقصان اعتبار نسبتی ہے۔ اور اس کے دین میں
نقصان حقیقی۔ سنت پر عمل کرنا تو دین کامل پر حامل ہوتا۔ اور اگر سنت سے منھ موڑے گا جب تو کتاب اللہ
ہی سے روگرداں ہوگا۔ سارے دین پر نہ ادھے پر کسی پر بھی عامل نہ ہوگا۔ ایسے کو عاویۃ ناصبۃ تصنی
ناراً احایۃ اور وقد منالی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباء منثورا کا مشردہ ملے گا۔ اور وہ کبھی ہرگز نسر

تک بے قبول سنت، سنت پر چلے نہ پہنچ سکے گا۔

خلاف پیغمبر کے رہ گزید

کہ ہرگز منزل نخواہد رسید

اعاذنا اللہ تعالیٰ من انكار السنن وانها كفا۔ علیٰ ہذا القیاس سنت کو جب تک ائمہ دین متین حضرت مجتہدین کے ارشادات کی روشنی میں نہ دیکھے گا اندھیرے میں رہے گا۔ ہرگز منزل تک نہ پہنچ سکے گا بھٹکتا پھرے گا۔ ائمہ کا دامن تھامنے ان کے قدموں پر چلے گا تو راہ سنت پر گامزن ہوگا۔ اور یوں کتاب اللہ پر عمل کر سکے گا تو اس کا دین کامل ہوگا۔ اور ان کا دامن چھوڑے گا تو ہمیشہ نقصان میں ہوگا اس کا دین ناقص ہی رہے گا اور ان کے اصول سے منھ موڑے گا تو اندھے کنویں میں گرے گا جس سے بے انھیں ہاتھ دیتے نہ نکل سکے گا۔ بس ائمہ دین پر چلنے کا اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ امین۔

بے شک کتاب اللہ نے دین کامل فرمادیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ ”تمہارے پاس دو چیزیں آئی ہیں ایک اللہ کی کتاب ایک خدا کا نور یہ کہ کتاب کو اس نور سے دیکھو۔ اللہ کے رسول سے کتاب اللہ کو سیکھو۔ رسول کتاب و حکمت سکھاتے ہیں کتاب کا ظاہر بھی سمجھاتے ہیں اور اس کا باطن بھی اس کے منصوصات کے مطالب بھی بتاتے ہیں اور اس کے اشارات بھی تعلیم فرماتے ہیں۔ یعلمہم الکتاب والحکمة کلیات بھی پڑھاتے ہیں اور ان سے استنباط جزئیات بھی دکھاتے ہیں۔ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے یَنْبَغُ لِمَنْ طَاعَ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ اسی لئے ارشاد ہوا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ بے شک اس کتاب اللہ نے جس نے دین کامل فرمادیا ساتھ میں یہ بھی تو فرمادیا وَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ اور اطاعت کرو اپنے اولی الامر (علماء) کی اور یہ بھی تو فرمادیا فَاَسْتَشْكُوا اَهْلَ الدِّينِ كِبْرًا اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ جب اپنے دین کی تکمیل یعنی دین پر کامل عمل کے لئے اہل ذکر سے دریافت کرنے اولی الامر کے حکم پر چلنے اور ان کی تقلید و پیروی کا حکم صاف ارشاد فرمایا تو تقلید ائمہ دین اہل ذکر، کمال دین اور غیر مقلدی نقصان دین۔

بے شک بے شک سنت سے تکمیل دین ہے۔ مگر سنت کی تعلیم وہ تو کار ائمہ دین متین ہے۔ جب تک ان کی پیروی نہ ہوگی راہ راست نہ ملے گی۔ حدیث نہایت اسی ہے ”ضد البدعة في العادة السنة الزائدة المقابلة لسنة الهدى ومعنى زيادتها كونها ليست لتكميل الدين بخلاف سنة الهدى فان الدين يتكامل بمها ودك هو حضور عليه الصلاة والسلام نے بآں کہ قرآن کا ارشاد ہے اَلْيَوْمَ اَخْلَقْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ یہ فرمایا بحسب احدكم متكئا على امر يكته يظن ان الله لم يحرم الاما في هذا القرآن۔ الحديث بلکہ خود

قرآن کا ارشاد سنایا **قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ** اور **يَأْتِكُمْ آيَاتُهُ** اور **يَهْدِيكُمْ سَبِيلَ**
الرِّشَادِ اور **مَّا أُنزِلَتْ الرُّسُلُ فَخِذُواْ وَمَا نُكَلِّمُ عَنْهُ فَاذْخَبُواْ**۔ بعد نزول آیت کریمہ **الْمَلِكُ كَفَرٌ** یہ ارشاد
 نہ فرمایا کہ اب تمہارا دین تو کامل ہو ہی گیا ہے قرآن سے ہی اپنے سارے دینی احکام دیکھ لیا کرو۔ دیکھو حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاں کہ سنت اسے کتاب اللہ کے اجمال کی ضروری تفصیل فرمادی تاخ منسوخ کی، عام
 خاص وغیرہ کی تعلیم دے دی یہی ارشاد فرمایا **اصحابی** کا لفظ جو فرمایا تھا **ما اقتدیتم اہتدایتہم**۔ صحابہ کی پیروی
 و تقلید کا حکم ہوا یہ نہ فرمایا کہ ہمارے ارشادات جمع کئے جائیں قرآن کے ساتھ شائع کر دیئے جائیں کہ اہل قرآن
 بننے والے قرآن ہی سے اپنا دین سیکھ لیں اور اہل حدیث بننے والے قرآن و حدیث دونوں سے اپنے
 دین کی تعلیم حاصل کر لیں۔ بلکہ جمع حدیث کی تو ممانعت فرمائی تھی اگرچہ وہ حتمی نہ تھی۔

دیکھو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کے ساتھ اپنی سنت کی پیروی کا حکم فرمایا اپنی سنت کے
 ساتھ سنت خلفاء کی پیروی کا حکم دیا کہ فرمایا **عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين** من بعدی اس کے ساتھ
 اقتدار صحابہ کا حکم فرمایا۔ سواد اعظم کے اتباع کو ارشاد فرمایا۔ نیز اجماع امت کو حق بتایا، تفقہ و اجتہاد کو سراہا تکمیل
 دین کی یہ راہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی جو اس سلسلہ کو تھامے رہے گا وہی وہی راہ سنت پر
 مستقیم رہے گا۔ جو اسے چھوڑے گا سنت سے منھ موڑے گا۔ اپنا نقصان و خسارہ کرے گا۔ تحصیل و تکمیل
 علم و عمل کی اس راہ پر چلے گا تو دین کامل پائے گا۔ قرآن و حدیث کو ان کے علماء سے حاصل کرے ان کی
 پیروی کرے۔ ورنہ ڈرے کہ کسی گڑھے میں نہ گر پڑے۔ شیطان اسے دھکا نہ دے دے قرآن و حدیث کے
 ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور گمراہ ہو جانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے
يُنزِلُ بِهِ كِتَابًا يَهْدِي بِهِ كَثِيرًا مِّمَّا بَدِئُوا وَمَا يَنْزِلُ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْصَتُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ
مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۱۰

یوہیں حدیث کے لئے فرمایا گیا الاحادیث مضلۃ الاللفقہاء۔ فقہاء صحابہ کی اقتدار صحابہ غیر مجتہدین
 و تابعین پر لازم ہوئی کہ ان کی اقتدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی اقتدار ہے۔ تابعین کی اقتدار تبع تابعین
 پر نہ کہ وہ نہیں مگر اقتدار صحابہ جو اقتدار سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتیمتہ ہے۔ صحابہ میں بوجہ اختلاف
 حدیث اور اپنے اپنے اجتہادات کی بنا پر اختلاف جاری ہوا۔ وہ اختلاف ان کے پیروں مقلدوں میں
 ساری ہوا۔ تابعین و تبع تابعین مجتہدین میں اپنے اپنے اصول سے نئے حوادث کے احکام استنباط کرنے

میں اور اجتہادی اختلافات ہوئے۔ اور وہ ان کے مقلدوں میں جاری اور ساری رہے مگر یہ سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں حاصل سب کا ایک ہی۔ جیسے شاخوں کے متعدد ہونے سے ثمر مختلف نہیں ہو سکتا۔ جس شاخ سے حاصل کرو ثمر وہی ملے گا کسی سے ام کسی سے اعلیٰ نہیں مل سکتی۔ ایک ہی دریا کی سب نہریں ہیں۔ پانی سب میں وہی، دریا کا پانی ہے۔ ایک ہی راہ کی یہ متعدد شاخیں ہیں جو اصل سے ملی ہیں۔ جس سڑک پر چلو گے اصلی راہ پر پہنچو گے۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے: **يَتَّبِعُوا هُدًى يَتَّقُوا** اور جو اصل راہ ہے اس سے منھ موڑو گے تو بیش المصير پہنچو گے۔

جس سے بھاگے تھے یعنی اقتدار اور پیروی سے یہاں بھی نجات نہیں۔ اب شیطانی پیروی ہوئی یہ اختلاف، اختلاف مذموم و ممنوع نہیں۔ یہ اختلاف رحمت ہے۔ کافی الحدیث حدیقہ ندیہ میں فرمایا **لَعَلَّ قَائِلِيْزِعْمَانَ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اخْتَلَفُوا أَيْضًا اخْتِلَافًا كَثِيرًا وَتَبَايَنُوا تَبَايُنًا شَدِيدًا فَهُمْ وَإِنْ اخْتَلَفَ اجْتِهَادُهُمْ فِيمَا يَسُوعُ فِيهِ الْاجْتِهَادُ فَقَدْ اجْتَمَعُوا مِنْ حَيْثُ لَمْ يَخَالَفْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ كِتَابًا نِصَا وَلَا سُنَّةَ قَائِمَةً وَلَا إِجْمَاعًا وَلَا قِيَاسًا صَحِيحًا عِنْدَهُ وَإِنْ كَلَّ وَاحِدٌ مِنْهُمْ قَدِ ادَى مَا كَلَّفَ مِنَ الْاجْتِهَادِ وَاحْتِرَازِ الْأَجْرِ الْمَوْعُودِ عَلَى طَلَبِ الثَّوَابِ۔**

دیکھو! بآں کہ قرآن عظیم میں سب کچھ ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اس میں نہیں مگر حضور کے ارشادات سے یہی واضح ہوا کہ صحابہ کرام بھی قرآن سے ہر حلال و حرام معلوم نہ فرما سکتے تھے۔ من و تو کی کیا گنتی دیکھو! جس طرح بآں کہ قرآن عظیم ہر شے کا روشن تمیان ہے۔ اتباع سنت بھی ضرور ہے بے اتباع سنت قرآن عظیم تک رسائی ناممکن۔ یوہیں اگرچہ سنت نہایت روشن بیان ہے مگر اس تک رسائی بے پیروی و اتباع علماء سنت ممکن نہیں۔ کہ جیسے قرآن عظیم میں نسخ منسوخ وغیرہ ہے یوہیں سنت میں بھی۔ کتاب و سنت کا علم حاصل کرنے، انھیں سمجھنے کے لئے ہم ائمہ و علماء کے محتاج ہیں۔ تفاسیر قرآن و شروح حدیث کے ہم حاجت مند ہیں۔ تقلید کے بغیر ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔

امام بخاری وغیرہ محدثین کو اگر یہ حق پہونچتا ہے کہ وہ حدیث کے مطالب کے ایضاح کے لئے منجھ کھولیں، احادیث سے استنباط مسائل کریں تو بارب ائمہ مجتہدین جو بخاری وغیرہ سے اقدم اور کہیں زیادہ فقیہ و اعلم ہیں۔ ان کا یہ حق (جن کی تقلید جن کے اتباع و پیروی کا قلاوہ امام بخاری کا بھی زریب گلوبے) غیر تقلیدین کیوں سلب کرتے ہیں؟ یہ برینا تقلید ائمہ مجتہدین ہم کو مصداق آیت **يَتَّقُوا** ہونا چاہئے۔

حسن و ذن اللہ بتانے والے، بخاری تو بخاری شوکانی بلکہ قنوجی و بھوپالی پر سر منڈانے والے خود اپنے آپ کو اس کا مصداق کیوں نہیں جانتے؟ اے بخاری وغیرہ کو اپنے طور پر ارباب من دون اللہ ٹھہرانے والو امام بخاری وغیرہ محدثین ہی کی مانوا تقلید و تفقہ واجتہاد کو حق جانو۔ دیکھو! تحصیل و تکمیل دینی علم و عمل کی راہ یہ ہے جو اس راہ پر چلو گے تو دین کامل پاؤ گے۔ قرآن و حدیث کو علماء کتاب و سنت سے لو۔ ان کی پیروی کرو ورنہ ڈرو کہ کسی عمیق گڑھے میں نہ گر پڑو۔ بلکہ شیطان نے دھکا دیا اور تم گر چکے ہو۔ اگر اس گہرے گڑھے سے نکلنا چاہو تو اس کی ایک یہی صورت ہے کہ تقلید کرو۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک اس عالم ظاہر میں جلوہ افروز تھے اختلاف رہ ہی نہیں سکتا تھا جب حضور نے اس عالم سے رحلت فرمائی صحابہ کہ سب مجتہد تھے جو جو امور مجمع علیہ تھے ان کے سوا بہت امور میں اپنے اجتہاد سے مختلف ہوئے۔ جیسے وہ سب حکم حدیث حق و ہدایت پر ہیں یوہیں سارے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جیسے صحابہ کی اقتدار کمال دین ہے یوہیں ائمہ مجتہدین کی تقلید۔ جو جوہ اختلاف صحابہ کے ہیں وہی وجوہ ان کے اختلاف کے۔ بے شک وہ کامل الاسلام نہیں جو سنت سرکار رسالت کو چھوڑے اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ پیروی صحابہ، قرآن کے ارشاد فاسئلوا اهل الذکر پر عمل نہ کرے اور وہ مسلمان نہیں جو اوامر قرآنیہ، احکام حدیثیہ سے منھ موڑے انھیں نہ مانے اس کا دین کامل نہیں۔ اس کا دین باطل ہے ترک تقلید گمراہی ہے۔ بے شک وہ شخص سستی نہیں۔

غیر مقلدین زمانہ پر جو حکم کفر ہے اور وجوہ سے ہے نہ بوجہ ترک تقلید۔ ہماری اس تحریر سے اگرچہ سوال کا جواب کافی ہو گیا۔ یہ ہودگی غیر مقلد کا اگرچہ جواب کچھ ضرور نہیں مگر اسے آگے آئینہ بھی دکھا دیا جائے گا جس میں اسے اس کی مکروہ صورت نظر آجائے گی یہاں اپنی تائید اور مسلمانوں کے نفع مزید کے لئے اس وقت جو دو ایک کتابیں سامنے موجود ہیں ان سے بعض عبارات پیش کریں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی زیر حدیث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ **وَمَثَلُهُ مَعَهُ وَهُوَ السَّنَةُ النَّبَوِيَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى اتَاَهَا أَيَاها اَيْضًا كَمَا اتَاَهَا الْكِتَابُ** پھر مدخل امام بیہقی سے نقل فرماتے ہیں **وَسُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ أَحَدُهَا مَا نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ نَصٌ كِتَابٌ فَسُنَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ نَصِ الْكِتَابِ وَالثَّانِي مَا نَزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ جَمَلَةٌ كِتَابٌ فَبَيْنَ عَنِ اللَّهِ مَعْنَى مَا اسْرَادًا بِالْجَمَلَةِ وَأَوْضَحُ**

کیف فرضها أعماماً وخصاصاً وكيف اراد ان يأتى به العباد والثالث ما سن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مما ليس فيه نص كتاب فمنهم من قال جعل الله له بما افترض من طاعته وسبق في عمله من توفيقه لرضاه ان يسن فيما ليس فيه نص كتاب ومنهم من قال لم يسن سنة قط الا دلها اصل في الكتاب كما كانت سنته لبتين عدد الصلوة وعملها عن اصل جملة فرض الصلوة وكذلك ما سن في البيوع وغيرها من الشرائع لان الله تعالى قال لَأَن تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلا أَنْ تَكُونَ بِيَعَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَقَالَ أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَا أَحَلَّ وَحَرَّمَ فَإِنَّمَا بَيِّنَ فِيهِ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ كَمَا بَيِّنَ الصَّلَاةَ - ومنهم من قال بل جاءت به رسالة الله جل ثناؤه فاثبت سنة بفرض الله عز وجل ومنهم من قال التقى الله تعالى في روعه كلما سن وسنته المحكمة التي القيت في روعه عن الله عز وجل -

اسی میں مدخل مذکور امام بیہقی کی یہ روایت بھی ہے عن عبد الله بن ابی رافع قال سمعت ام سلمة عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في قصة الرجلين يختصمان في موارث واشتياؤ قد ورثت فقال انما اقصى بينكما برأى فيما لم ينزل على فيه - اسکی میں ہے وروى ايضا باسنادة عن ابن شهاب ان عمرو بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال وهو على المنبر ان الرأى انما كان من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ميبا لان الله عز وجل كان يريه انما هو منا الظن والتكف اسکی میں ہے وذكر البيهقي ايضا قال وامر الله اياه صلى الله تعالى عليه وسلم وجهان احدهما وحى ينزله فيستل على الناس والثاني رسالة عن الله تعالى والمحكمة ما جاءته الرسالة به عن الله فاثبت سنة لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اسی میں ہے وعن حسان بن عطية قال كان جبرئيل عليه السلام ينزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن يعلمه اياها كما يعلمه القرآن ام وقد ما هذا فيما سبق فالسنة مما اتاه الله تعالى لنيه صلى الله تعالى عليه وسلم وليست مما جاءها من تلقاء نفسه -

اسی میں حدیث مذکور کے لفظ علیکم بھذا القرآن کے نیچے تحریر فرمایا علیکم اعمی الزموا الاقتصار علی العمل بھذا القرآن فاوجد تعرفیه ولا یمن ان یجد والا یحسب قد رتہم والافکل شیئی فی القرآن كما قال تعالیٰ ما فرطنا فی الکتب من شیئی فالقاصر یجد علی حسب قصوره فیلزم ان یجہل اکثر ما یعلم من حکم و حلال، وهو ما نص علی تحلیلہ بعینہ او جنسہ کالبيع واکل الخبز فاحلوه ای احکموا بحلہ واعملوا علی ذلك وما وجد تعرفیه (من) حکم و حرام) وهو ما نص علی تحریمہ بعینہ او جنسہ کالربوا

والرشوة (فحرموه) اى احكموا. تحريمه ايضا واشتركوا العمل به. وهذا القول من قائله ذلك الرجل المذکور فيه قصور واضح اذ لا يمكنهم ان يجدوا فى القرآن كلمة حمله الله تعالى لهم وحرمه عليهم وان كان القرآن جامعاً لجميع ذلك فلا بد من النظر فى السنة النبوية ايضا فان فيها بيان ما خفى فى القرآن و ايضا بحمله وتفصيل مقتضياته - اى من زير حديث ابى اسحاق رضى الله تعالى عنه من لافعين اى اجدن والمعنى لاجعلنى الله تعالى اجدن احدكم متكئا على اريكته ياتيه امرى اى شانى مما اى من جهة الامرالذى امرت به الامة بطريق الخلافة عن الله تعالى فى الارض وانهى الامة عنه بالنيابة عن الله تعالى فيقول لا ادرى هذا الوارد الى من الامر والنهى وما اى الحكم الذى وجدناه فى كتاب الله تعالى من الامر والنهى اتبعناه لا غير وهذا قول من طبع الله على قلبه فاراد ان يفرق بين الله ورسوله ولن يصل الى ذلك ابداً - قال البيهقى فى المدخل زاد ابو عبد الله فى روايته بهذا الاسناد عن الشافعى رضى الله تعالى عنه قال وفى هذا تثبيت الخبر عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واعلامهم انه لازم لهم وان لم يجدوا له نص حكم فى كتاب الله عز وجل -

اى من زير حديث عراب بن سارية رضى الله تعالى عنه من يحسب احدكم متكئا على اريكته يظن ان الله تعالى لم يحرم على الامة شيئاً الا ما اى الذى فى هذا القرآن من المحرمات الظاهرة منه لكل احد والافتد قال تعالى ما فرطنا فى الكتاب من شيئ - وفى الحديث قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الحلال ما احل الله والحرام ما حرم الله فى كتابه - وما سكت عنه فهو مما عفا عنه - اخرج السيوطى فى الجامع الصغير - فان فى القرآن من الاحكام ما لا يظهر بالبداهة لغالب الانام ولهذا المادق نظراً ما انا ابى حنيفة رضى الله تعالى عنه فى استنباط المسائل من القرآن ما لم يعثر عليه اكثر المجتهدين نسب اليه القاصرون القول بالرأى فان من وجد الحكم فى كتاب الله تعالى لا يعدل عنه الى السنة ومن لم يجد فى الكتاب عدل الى السنة الا وانى قد امرت بالمعروف الذى وجدته فى كتاب الله تعالى ما لم يجد فى غيره وهى الحكمة التى قال الله تعالى عنها وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وهى السنة النبوية كما قدمناه فان امره صلى الله تعالى عليه وسلم من امر الله تعالى لانه نبيه ورسوله -

راوي البيهقي في المدخل باسناد عن ابى جعفر عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انه دعى اليهود فسالهم فخذ ثوبه حتى كذبوا على عيسى عليه السلام فصعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم المنبر فخطب الناس فقال ابن الحديث سيفشوقا التاكر عن يوافق القرآن فهو عنى وما اتاكم عنى يخالف القرآن فليس عنى - وقال الشافعى رضى الله تعالى عنه وليس يخالف الحديث القرآن ولكن حديث رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مبين معنى ما اراد خاصا و عاما وناستخا و منسوخا ثم يلزم الناس ما سن بفرض الله تعالى فمن قبل عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فعن الله قبل - وعن على رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم انها تكون بعدى رواة يروون عنى الحديث فاعرضوا حد يشهد على القرآن فما وافق القرآن فخذ ثوابه وما لم يوافق القرآن فلا تأخذوا به ووعظت اى ذكرت الترغيب والترهيب وبشرت وانذرت اخذ امن كتاب الله تعالى بوجه لم ينكشف لغبرى - ونهيت الامة عن اشياء من الاقوال والاعمال والاعتقادات والاحوال التى وصلت الى من كتاب الله تعالى - ولم يهتد الى طريقها احد من المجتهدين اصلا لان طريق الوصول اليها الوحي والنبوة لا الاجتهاد وان اقر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قول المجتهد المخطى ووعده بالثواب عليه مرة لضرورة فقد ان الوحي والنبوة انها اى تلك الاشياء التى نهيت عنها مثل المناهى الظاهرة لكم من القرآن لاني اخذتها منه بالوحي والنبوة ولا امر ونهى الاما فى القرآن -

يدل عليه ما رواه البيهقي في المدخل باسناد عن ابن طاوس عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى مرضه الذى مات فيه يا ايها الناس لا تمسكوا على بشئ فاني لا احل لاما احل الله ولا احرم الا ما حرم الله فى كتابه ام وجبى علم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من القرآن لكنه من وجه الوحي والنبوة فلهذا لا يمكن ان يصل اليه غير نبي وفتح الاولياء وان كان فى القرآن ايضا كذلك ولكنه من وجه اخر غير وجه الوحي والنبوة وكذلك علم المجتهدين وتكثيرهم زادوا بالخذ من بيان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الذى هو السنة وبيان غيرهم من المؤمنين الذى هو الاجماع والتأمل بالمقايسة فى الكتاب والسنة والاجماع الذى هو القياس والكل يجتمعون فى اصل واحد هو ما أخذ هم وهو القرآن اخذ منه النبي سنته والولى فقته والمجتهد علمه - واكثر من المناهى الظاهرة لكم من القرآن لزيادة اطلاع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على كتاب الله تعالى

مالم تطلع عليه الاولياء ولا المجتهدون فكشفت منه عن أكثر ما ظهر لهم كلهم۔ فللهذا اتمسك الامام الشافعي رحمه الله تعالى وغيره من المجتهدين بالسنة أكثر من الكتاب حيث قال الشافعي رضي الله تعالى عنه اذا صح الحديث فهو مذهبي۔

حضرت شیخ علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ زید حدیث ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالة فرماتے ہیں۔ ہر چیز پر اس اتفاق کنند جز حق و صواب نبود۔ و دست قدرت و احسان الہی بر جماعت ست۔ و ایں کنایت است از برائے استنباط احکام و اطلاع بر دریافت حق۔ و کسے کہ تنہا اقتدا بر جماعت و بیرون آید از سواد اعظم انداختہ می شود در آتش دوزخ اھ مختصراً۔ اسی حدیث مذکور کے نیچے حضرت سیدی علامہ عبدالرؤف مناوی قدس سرہ فرماتے ہیں ان اللہ لا یجمع امتی ای علماء ہم علی ضلالة لان العامة عنہا تاخذ دینہا والیہا تفرع فی النوازل فاقتضت الحکمة حفظہا و ید اللہ علی الجماعۃ کنایۃ عن الحفاظ ای الجماعۃ المتفقۃ فی الدین فاهل السنة هم الفرقة الناجیۃ ام مختصراً۔ الاسألوا اذا لیسوا یعلموا یہ جس حدیث کا ٹکڑا ہے اس کے نیچے حضرت شیخ محدث لکھتے ہیں۔ گفت جابر بن عبد اللہ انصاری بیرون آمدیم مادر سفری پس رسید مردے را از دیقان مانگے پس جراحت کرد آں سنگ در سر آں مرد پس محتم شد آں مرد پس پرسید یاران خود را آیا می یابید برای من رخصت در تیم یاران او گفتند نمی یابیم برای تو رخصت در تیم حالانکہ تو قدرت داری بر آب و آب موجود ست نزد تو۔ فہم کردند ایں جماعت از قول حق سبحانہ فکلمتہ تجدد و اماء کہ در آب و قدرت بر تحصیل آں مانع ست از جواز تیم و نہا ناستند کہ مراد قدرت بر استعمال و عدم تصرف بانستند پس غسل کرد آں مرد پس مرد پس ہر گاہ کہ ماقدم آوردیم بر غنیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خبر کردہ شد آں حضرت باین واقعہ فرمود قتلوه، قتلہم اللہ کشتند اور ابکشد ایشان را خدا کے تعالیٰ چرا سوال نکردند علماء را وقتیکہ نہا ناستند حکم پس نیست شفا و دور شدن علت عجز و نادانی و نا فہمیدن مراد و ترسیدن بوسے مگر سوال کہ دون و پرسیدن از دانیای الخ۔

تیسرے شرح جامع صغیر میں زید حدیث نصر اللہ عبد اسی ہے بین بہ ان سادی الحدیث لیس الفقه من شرطہ انما شرطہ الحفظ علی الفقیہ التفہم والتدیر۔ اشعۃ اللمعات میں زید حدیث حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ گفت آں حضرت چہ گوید حکم می کنی و بچہ حکم می کنی وقتیکہ پیش آید ترا قضیہ گفت معاذ حکم می کنم بہ کتاب خدا گفت آں حضرت اگر نیابی آں حکم را در کتاب خدا گفت حکم می کنم بسنت پیغمبر

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت پس اگر نیابی در سنت رسول خدا گفت معاذکاری بندم عقل و فکر خود را و تفسیر نمی کنم در اجتهاد و طلب صواب پس دست زد پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در سینه معاذ از برائے تثبیت و افاضت زیادت علم گفت آن حضرت سپاس و ستائش مرخصیے را که توفیق داد رسول خدا را بچیزے که راضی و خوشنود ست بوسے رسول . . . و دریں حدیث دلیل ست بر شریعت قیاس و اجتهاد برخلاف اصحاب ظواهر کہ منکر قیاس اند۔ اسی میں زیر حدیث انما نزل کتاب اللہ الخ ہے۔ آنچہ بدانید از کتاب خدا و برسد علم شما بدان پس بگوید و بیایا بکنید و آنچہ بدانید و نرسد علم شما پس بسیارید آن را بدانند او یعنی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ و بعضے گفته اند مراد عالمے ست کہ علم کتاب و تفسیر آن دارد۔

اسی میں زیر حدیث انزل القرآن علی سبعة احرف الخ ہے۔ مراد فرستادہ شدہ است قرآن بر ہفت حرف۔ حرف در لغت بمعنی طرف ست و ایں جا ہفت نوع و ہفت طریق و آنچہ مناسب ایں معنی افتد مراد ست ہر آیتی را از اں حروف سبعة کہ قرآن بر اں مترل ست ظاہرے ست و باطنی مراد بظاہر آنچہ ہمہ اہل زبان می فہمند و باطن آنچہ بندگان خاص حق تعالیٰ بر اں مطلع اند یا مراد بظاہر آنچہ بیان می کنند از تفسیر و باطن آنچہ کشف می نمایند آن را تا دلیل و تفسیر آنچہ متعلق بروایت ست و تا دلیل آنچہ متعلق بدراست ست۔ و بعضے گویند مراد بظہر ایمان و بطن عمل۔ یا بظہر قرارت و تلاوت و بہ بطن تفہم و تدبر یا ظہر لفظ و بطن معنی یا مراد آنست کہ قصص قرآن در ظاہر اخبار ست و در باطن اعتبار و لکل حد مطلع بضم میم و فتح طامشودہ چار بلند کہ بر اں برآیند و بر پایان وے مطلع شوند و حد بمعنی طرف و نہایت از ظہر و بطن را حدے و نہایتے ست و ہر حد و نہایت را مقامے ست کہ ترقی و صعود برآر بہ تمام اطلاعی واقع می شود و بر اں حد و نہایت پس مطلع ظہر تعلم عربیت ست و علوے کہ ظاہر معنی قرآن بدان متعلق ست و معرفت اسباب نزول و ناسخ و منسوخ و امثال و مطلع بطن ریاضت و اتباع ظاہر و عمل بمقتضائے آن و تزکیہ نفس و تصفیہ قلب و تخلیہ سرکہ بعد حصول آن بر بطن قرآن اطلاع افتد۔ و بعضے گفته اند کہ مراد بحد احکام شریعت ست کہ تعیین نموده و حد فرمودہ است و ہر یک از احکام او را موضعے ست کہ بدان اطلاع افتد ہر حکم و تمامتہ آن حدود و احکام و موضع اطلاع بر اں حاصل نبود مگر حضرت رسالت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علماء را در اں طبقات و منازل و مقامات ست بعضہا فوق بعض اھ مختصراً۔

اسی میں زیر حدیث العلم ثلاثۃ الخ ہے علم اصول دین و شریعت سہ است یکے آیتے کہ حکم است

فان تنازع عتم في شئ لان معناه ان تنازع عتم انتم واولو الامر وليس للمقلد ان ينازع المجتهد في حكمه الا ان يقال ان معناه ان تنازع عتم بينكم يا اولي الامر مع اولي الامر وبالجمله قد استدل به منكم و القياس على ان القياس ليس بحجة لان الله تعالى اوجب رد المختلف الى الكتاب و السنة دون القياس ولنا ان ندفع شبهتهم بان رد المختلف الى الكتاب والسنة انما هو القياس عليها يدل عليه لفظ الرد ولما امر به بعد اطاعة الله تعالى واطاعة الرسول دل على ان الاحكام ثلثة مثبت بظاهر الكتاب ومثبت بظاهر السنة ومثبت بالرد عليهما على وجه القياس فكانت حجة لنا في ان القياس حجة هكذا في البيضاوي - والحق ان المراد به كل اولي الحكم ما ما كان او اميراً سلطاناً كان او حاكماً عالمياً كان او مجتهداً افاضياً كان او مفتياً - على حسب مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق فلا يقيد من غير دليل الخصوص -

اسى ^{عليه} زير كرمه ^{فأعتبروا يا اولي الابصار} به - الله تعالى امرنا بالاعتبار وهو التأمل في الثلث المذكورة والقياس نظيرة بعينه لان الشرع شرع احكاما بمعان اشار اليها كما انزل مثلثات باسباب قصصها وچ يكون اثبات حجة القياس عقليا اى ثابتا بدلالة النص المشابه للقياس لاثبات بعين القياس والا يلزم الدورا ونقول ان الله تعالى امرنا بالاعتبار والاعتبار رد الشئ الى نظيرة وهو عام شامل للقياس والمثلثات وچ يكون اثبات حجة القياس بعبارة النص فهذا دليل جامع بين العقل والنقل ولذا ترى اهل الاصول يجعلونه تاسرة عقليا واخرى نقليا وقد تمسك به صاحب المدارك والبيضاوي - وايضا الحجة التقليدية ما روى عن معاذ بن جبل قال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بم تقضى يا معاذ الحديث -

اسى ^{عليه} زير كرمه ومن يشاقق الرسول الآية ^{به} - معناها ومن يشاقق الرسول اى يخالفه ويتبع غير سبيل المؤمنين من عمل او اعتقاد نوله ما تولى اى نسلط على ما حبه من الردة والكفر والضلال ونصله جهنم اى ندخله فيها وساعت الجهنم مصير له والحاصل ان هذه الآية هي التي تدل على ان الاجماع كالكتاب والسنة - كما ذكر اهل الاصول والمفسرون جميعا وذلك لان الله تعالى جعل اتباع سبيل المؤمنين كشاقة الرسول عليه السلام حيث جعل كلامها مشتركا في جزاء واحد وهو ايله ما تولى ونصله جهنم والجزاء المذكور جزاء لكل منهما بالاستقلال كما قال في البيضاوي والآية

تدل على حرمة مخالفة الاجماع لانه تعالى رتب الوعيد الشديد على المشاققة واتباع غير سبيل المؤمنين وذلك اما الحرمة كل واحد منهما او احدهما والجمع بينهما والثاني باطل اذ لا يصح ان يقال من شرب الخمر واكل الخنزير استوجب الحد وهكذا الثالث لان المشاققة محرمة ضم اليها غيره اولم يضم واذا كان اتباع غير سبيلهم محرما كان اتباع سبيلهم واجبا لان ترك اتباع سبيلهم ممن عرف سبيلهم اتباع غير سبيلهم هذا الفظه - فعلم ان اتباع سبيل المؤمنين اى ما عليه المؤمنون باجمعهم واجب وذلك يسمى بالاجماع فيكون الاجماع حجة قطعية يكفر جاحدا كالكتاب والسنة المتواترة ويكون مقدا على الخبر المشهور والاحاد اذا انتقل اليها بجماع كل عصر في نقله واما اذا انتقل اليها بالافراد كان كسنة الاحاد ولا بد في الاجماع من داع مقدم وهو قد يكون من خبر الواحد والقياس يعنى لابد ان يثبت الحكم من خبر الواحد او القياس ثم يجمع عليه الامة والعزيمة فيه ان يقول كل واحد اجمعا في هذا الحكم ويشرع كل واحد على الفعل والرخصة فيه ان يتكلم البعض او البعض دون البعض واهل الاجماع من كان محجتها غير ذى هوى ولا فسق وقيل لا اجماع الا للصحابة وقيل لا اجماع الا لاهل المدينة والكلام فيه طويل مذکور في اصول الفقه ان شئت فارجع اليه -

حديثه تدریس میں فرمایا قوله تعالى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ يريد بهم امراء المسلمين في عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وبعده ويندرج فيهم الخلفاء والقضاة وامراء السرية وقيل علماء الشريعة لقوله تعالى ولو رادوه الى الرسول واولى الامر منهم ذكره البيضاوى وقال الواحدى اطيعوا الله واطيعوا الرسول اتباع الكتاب والسنة واولى الامر منكم قال ابن عباس في رواية الواجبهم الفقهاء والعلماء اهل الدين يعلمون الناس معالم دينهم واجب الله تعالى طاعتهم ركذا قال جابرو وهو قول الحسن والضحاك ومجاهد وقال الزجاج وجملة اولى الامر من يقوم بشان المسلمين في امر دينهم وجميع ما ادى اليه صلاحهم وقال شيخى زادة في حاشيته على البيضاوى عند قوله تعالى و علم آدم الاسماء كلها المراد من اولى الامر العلماء في اصح الاقوال لان الملوك يجب عليهم طاعة العلماء ولا يتعكس -

وقال الشيخ العيني رحمه الله تعالى في شرح الكنز قوله وللشباب العالم ان يتقدم على
 الشيخ الجاهل في مسائل شتى اخر الكنز لانه افضل منه قال الله تعالى قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ
 وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ؕ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ. والمراد
 بأولي الامر العلماء في اصح الاقوال. فان تنازعتم في شئ فمن الامر منكم في شئ من امور الدين
 وهو يؤيد الوجه الاول يعني من المراد بأولي الامر الامراء اذ ليس للمقلدان ينازع المجتهد في
 حكمه بخلاف الرؤس الا ان يقال الخطاب لاولي الامر على طريقة الالتفات قاله البيضاوي وقال
 الخازن تنازعتم يعني اختلفتم في شئ من امردينكم والتنازع اختلاف الاراء واصلها من انتزاع
 المحبة وهو ان كل واحد من المتنازعين ينزع المحبة لنفسه فردوا الى الله والرسول امي ردوا ذلك
 الامر الذي تنازعتم فيه الى كتاب الله عز وجل والى رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم مادام حيا و
 بعد وفاته الى سنته فان وجد ذلك الحكم في كتاب الله اخذ به فان لم يوجد ففي سنة رسول
 الله صلى الله تعالى عليه وسلم فان لم يوجد في السنة فسبيله الاجتهاد وقيل الرد الى الله و
 رسوله ان تقول لما لا تعلم الله ورسوله اعلم وقال البيضاوي فردوا فر اجعوا فيه الى الله الى
 كتابه والرسول بالسؤال عنه في زمانه والمراجعة الى سنته بعد وفاته واستدل به منكر القياس
 وقالوا انه تعالى اوجب سرد المختلف الى كتابه وسنته دون القياس واجيب بان سرد المختلف الى المنصوص
 عليه انما يقول بالتمثيل والبناء عليه وهو القياس ويؤيد ذلك الامر به بعد الامر بطاعة الله و
 طاعة رسوله فانه يدل على ان الاحكام ثلاثة مثبت بالكتاب ومثبت بالسنة ومثبت بالرد اليهما
 على وجه القياس ام مختصرا -

اسى میں ہے و من يشاقق الرسول اى يخالفه ويتبع غير سبيل المؤمنين اى غير ما هم
 عليه من اعتقاد وعمل ذكره البيضاوي نوله ما تولى اى نجعله واليا لمن تولى من الضلال ونخل بينه
 وبين ما اختاراه ونصله جهنم وساءت مصيرا. قال البيضاوي الاية تدل على حرمة مخالفة
 الاجماع لانه تعالى رتب الوعيد الشديد على المشاققة واتباع غير سبيل المؤمنين الخ. اسى میں اس
 حدیث کی شرح عن المحارث بن الاعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال مررت بالمسجد فاذا الناس
 يخوضون في الاحاديث فدخلت على ابي رضى الله تعالى عنه فاخبرته فقال أوقد فعلوها قلت

نعم قال اما اني سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول الا انها ستكون فتنة قلت فما
 المخرج منها يا رسول الله قال كتاب الله فيه نهما قبلكم وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم هو الفصل ليس
 هو بالهزل من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى في غيره اضله الله الحديث - فرماتى
 هي قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم المخرج منها كتاب الله تعالى اى التمسك به وترك
 الاسراء العقلية فان فيه بيان حكم هذه المسألة فى كتاب الله بيان حكم كل شىء حتى المسألة المذكورة
 فى التكلم فى المساجد بكلام اهل الدنيا وفيه المعافاة من كل داء والسلامة من كل فتنة وكل محنة
 ظاهرة او باطنا فيه اى فى كتاب الله نباء اى خبر ما اى الذين قبلكم وخبر ما بعدكم يعنى علوم الاولين
 والآخرين وهى قصص الأمم الماضية وحديث هذه الأمة الى يوم القيامة وحكم ما بينكم فى الدنيا
 من حلال وحرام ومندوب ومكروه ومباح وصحيح وفاسد وفى الآخرة من ثواب وعقاب وعتاب و
 سوال وحساب وخلود فى نعيم او فى عذاب اليم - هو يعنى كتاب الله تعالى الفصل ليس هو بالهزل
 من تركه اى لم يعمل به ولم يقف عند حلاله وحرامه ولم يتعظ بما عظمه من جبار بيان لمن
 تركه وهو كل عات قصمه الله تعالى اهلكه الله ودمره فى كل امر شرع فيه لكونه ترك الاقتداء
 والاتباع لكتاب الله تعالى وتبع رأيه وعقله ومن ابتغى الى طلب الهدى الا يصل الى الحق فى غيره
 اى فى غير كتاب الله تعالى واما السنة والاجماع والقياس التابع لذلك فهى من الكتاب ايضا بل
 قوله تعالى وَمَا لَكُمْ لِمَا كُفِرْتُمْ بِهِ لَأْتِمُنَّكُمْ سُورَةٌ فَاعْتَرِفُوا وَقوله وَلَا تَتَّبِعُوا
 وَقوله كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ وَقوله فاعْتَرِفُوا يَا اُولِي الْأَبْصَارِ فَاَنْتُمْ كَرِهْتُمْ لَكُمْ كَمَا ان التمسى
 عن التفرق والتنازع يقتضى البحث على الاجماع وذكر المخازن فى تفسير قوله تعالى ومن يشاقق
 الرسول الاية قال روى ان الشافعى رحمه الله تعالى سئل عن آية من كتاب الله قول على ان الاجماع
 حجة فقراء القرآن ثلث مائة مرة حتى استخرج هذه الاية وهى قوله وَيَسْئَلُ الْمُؤْمِنِينَ
 ذَلِكَ لَان اتباع غير سبيل المؤمنين مفارقة الجماعة وهو حرام - فوجب ان يكون اتباع سبيل
 المؤمنين ولزوم جماعتهم واجبالان الله تعالى الحق الوعيد لمن يشاقق الرسول ويتبع غير
 سبيل المؤمنين فثبت بهذا ان اجماع الامة حجة وذكره البيضاوى ايضا فى تفسير الاية المذكورة
 اى من اس حديث عن عائشة رضى الله تعالى عنها ان رسول الله صلى الله تعالى عليه

وسلم قال ستة لعنتهم ولعنتهم الله وكل نبى مجاب الدعوة الزائد في كتاب الله "الحديث کے نیچے لکھے ہیں الزائد یعنی الذى زاد في كتاب الله تعالى ما ليس منه عامدا متعمدا بان وضع كلمة مثلا زائدة وعلمها لمن لم يقرأ القرآن بعد او كتب كلمة زائدة وادخلها في كلام الله تعالى او اخترع كيفية عمدا او قرأ بها آية من كتاب الله تعالى او زاد حكما من احكام الله تعالى بمجرد قياس عقله وطبعه من حرم ما لم يحرمه الله تعالى في كتابه او اباح ما لم يحرمه الله تعالى في كتابه ولا يدخل في ذلك من حرم او اباح بالسنة او الاجماع او القياس في حق المجتهد فانه حكم بالكتاب ايضا لانها منه كما قد منا وكذلك من اخترع بعقله ورأيه معنى لآية من كتاب الله تعالى لا يليق بالشريعة كما روى عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما انه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من قال في القرآن بغير علم فليتبوء مقعده من النار وفي رواية من قال في القرآن برأيه اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن۔ قال العلماء النهی عن القول في القرآن بالرأى انما ورد في حق من يتأول القرآن على مراد نفسه وما هو تابع له ولا هذا الايخلاء ما ان يكون عن علم ولا فان كان عن علم من يحتمل ببعض آيات القرآن على تصحيح بدعتہ وهو يعلم ان المراد من الآية غير ذلك لكن غرضه ان يلبس على خصمه بما يقوى حجة على بدعتہ كما يستعمله الباطنية والخوارج وغيرهم من اهل البدع في المقاصد الفاسدة ليغروا بذلك الناس۔ وان كان القول في القرآن بغير علم لكن عن جهل وذلك ان تكون الآية محتملة لوجه فيفسرها بغير ما احتمل من المعاني والوجوه فهذا ان القسمان مذمومان وكلاهما داخل في النهی والوعيد الوارد في ذلك۔ فاما التاويل وهو صرف الآية على طريق الاستنباط الى معنى يليق بها محتمل لما قبلها وما بعدها وغير مخالف للكتاب والسنة۔ فقد رخص فيه اهل العلم فان الصحابة رضي الله تعالى عنهم قد فسروا القرآن واختلفوا في تفسيره على وجوه وليس كل ما قالوه سمعوا من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولكن على قدر ما فهموا من القرآن تكلموا في معانيه وقد دعى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لابن عباس فقال اللهم فقهه في الدين وعلمه التأويل۔ فكان أكثر ما نقل عنه التفسير كذا قاله ابو محمد الخازن في اول تفسيره۔

یہی علامہ محمد آفندی رومی برکلی "طریقہ محمدیہ" اور عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی دمشقی

قدس سرہ القدسی اسی "حدیقہ ندیہ" میں اس شبہہ کے جواب میں کہ جب اوپر فصل الاعتصام بالکتاب والسنتہ اور اس کے بعد کی فصل میں یہ گزر چکا ہے کہ کتاب عزیز قرآن اور سنت نبویہ صمدیہ امر دین میں ہر مکلف کو کافی ہیں وہ ظاہر و باطن کسی میں ان دونوں کے غیر کی طرف محتاج نہیں انھیں کے انوار اسے کافی ہیں۔ وہ کسی اور روشنی کا حاجت مند نہیں ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ حجام کتاب سنت سے ثابت نہیں بدعت مکر وہیہ ہے اور گمراہی و ضلالت۔ جب یہ بات ہے تو فقہا کا یہ ارشاد کہ اولہ شرعیہ چار ہیں۔ کیوں کہ مستقیم ہوگا۔ امام نسفی نے مناہر میں فرمایا اصول شرع تین ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع امت اور چوتھی اصل قیاس ہے۔ امام فخر الاسلام نے فرمایا اصل رابع انھیں اصول سے مستنبط قیاس ہے۔ مرقاة الوصول میں فرمایا "ادلہ چار ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس، کہ دلیل یا وحی ہوگی یا غیر وحی۔ وحی متلو ہوگی تو یہی کتاب ہے یا متلو نہ ہوگی۔ یہی سنت ہے۔ اور غیر وحی اگر ایک زمانہ کے سارے مجتہدوں کا قول ہے تو یہی اجماع ہے اور اگر سب کا نہیں یہی قیاس ہے۔

فرماتے ہیں قلنا فی الجواب عن ذلك نعم ادلة الشرح اربعة ولكنها ترجع الى اثنين الكتاب والسنة اذ لا بد للاجماع من سنداى دليل يستند قول اهل الاجماع اليه قال فى شرح مرقاة الوصول لا بد للاجماع من سنداى دليل او اماراة يستند الاجماع اليه لاستحالة الاتفاق بلا داع عادة ولان الحكم الذى يعقد به الاجماع ان لم يكن عن دليل سمعى كان عن عقل وقد ثبت ان لاحكم له عندنا وفى شرح المنازل ابن ملك وقيل يعقد الاجماع لا عن دليل بل بالهام وتوفيق بان يخلق الله تعالى فيهم علماء ضروريا ويوفقه لاختيار الصواب كبيع التعاطى واجرة الحمام ولكن نقول ذلك اسد لان العدول لا يتصور منهم الاجماع على حكم من احكام الله تعالى جزا فابل بناء على حدش او معنى من النصوص واه مؤثرا وما ذكره من بيع التعاطى واجرة الحمام فالاجماع فيهما واقع عن دليل لانه لم ينقل الينا اكتفاء بالاجماع كذا فى جامع الاسرار۔

وقال التفتازانى فى التلويح والجمهور على انه لا يجوز الاجماع الا عن سند و اماراة لان عدم السند يستلزم الخطاء اذ الحكم فى الدين بلا دليل خطاء ويمتنع اجماع الامة على الخطاء وايضا اتفاق الكل من غير داع مستحيل عادة كالاجتماع على اكل طعام واحد وفائدة الاجماع بعد وجود السند سقوط البحث وحرمة المخالفة وصيرورة الحكم قطعيا ثم اختلفوا فى السند

فذهب الجمهور الى انه يجوز ان يكون قياساً وانته واقع كالاجماع على خلافة ابي بكر رضي الله
تعالى عنه قياساً على امامته في الصلوة حتى قيل راضية رسول الله صلى الله عليه وسلم لامر ديننا
افلا نرضاه لامر ديننا. وذهب الشيعة وداؤد الظاهري ومحمد بن جرير الطبري الى المنع من ذلك
واما جواز كون السند خبر واحد فمتفق عليه كذا في عامة الكتب وقد وقع في الميزان واصول الامام
السخري ان المذكورين خالفوا في الظن قياساً كان او خبر واحد ولم يجوزوا الاجماع الا عن قطعي
لانه قطعي فلا يبتنى الا على قطعي لان الظن لا يفيده القطع وجوابه ان كون الاجماع حجة ليس
مبنياً على دليله بل هو حجة لذاته كرامة لهذه الامة واستدامة لاحكام الشرع والدليل على
بطلان مذهبهم انه لو اشترط كون السند قطعياً لوقع الاجماع لغواً ضرورة ثبوت الحكم قطعياً
بالدليل القطعي من احدهما اي من الكتاب والسنة حالاً بان كان صريح آية او حديث ولو خبر
واحد او ما لا اي مرجع يرجع الى كتاب او سنة وهو القياس كما قد مناها على القول الصحيح اذ في اشتراط
السند للاجماع خلاف ذكرناه وكذا في كون القياس وخبر الواحد سنداً للمخلاف الذي مر ولا بد
للقياس ايضاً من اصل ثابت باحدهما اي بالكتاب او السنة فانه اي القياس مظهر للحكم الثابت به
لامثبت له قال في شرح مرقاة الوصول القياس مظهر لامثبت والمثبت ظاهر ادليل لاصل وحقيقة
هو الله تعالى ثم قال في شروط القياس وان يكون المعدى حكماً شرعياً ثابتاً باحد الاولة الثلاثة
الكتاب والسنة والاجماع اذ لو كان حسيّاً لغواً لم يجز الخ

اسى في شرح المنار لابن ملك قدم الكتاب لانه حجة من كل وجه واعقبه بالسنة
لان حجيتها ثابتة بالكتاب واخر الاجماع لتوقف حجيتها عليهما ثم قال والقياس اصل بالنسبة الى حكمه
فروع بالنسبة الى الثلاثة ام وكون حجية السنة موقوفة على الكتاب لقوله تعالى وَمَا اشْكُمُ التَّرْسُوتُ
تَحْتُ ذُوَّةٍ وَمَا نَهَكَكُمْ عَنْهُ فَاَنْتَهُوا. وتوقف الاجماع عليهما بسبب اشتراط السند له وهو من احدهما
حالا او ما لا فالكتاب اصل من كل وجه والسنة والاجماع اصول من وجه وفروع من وجه
فمرجع الاحكام الشرعية كلها و(مبتهما) اي الحاكم باثباتها اثنان فقط في الحقيقة وهما الكتاب
والسنة لادلة الباقية مراجعة اليهمل واما ما شرع من قبلنا فلدخلة بالكتاب والسنة. والعرف
والتعامل ملحق بالاجماع والاستصحاب والتحرى عمل باحد الامربعة والعمل بالظاهر والاظهر

عمل بالاحتیاط والاحتیاط عمل بقوله عليه السلام دع ما يربك الى ما لا يربك والقرعة لتطيب القلب بالسنة او الاجماع واثار الصحابة وكبار التابعين بشبهة الحديث او بقوله عليه السلام اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم - وقوله عليه السلام خير القرون قرني الذين انا فيهم ثم الذين يلونهم الحديث -

وفي شرح ابن ملك على المناس فان قلت قد ثبت الحكم بشرائع من قبلنا وبتعامل الناس وبالاحتیاط وبالتحرى واثار الصحابة فكيف حصرت الاصول في الابعة قلنا هذه الاحكام غير خارجة عنها اما شرائع من قبلنا فقد صارت شريعة لنا لان نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم قصها علينا ولم ينكرها والتعامل ملحق بالاجماع العملي والاحتیاط العمل باقوى الدلائل كما في الاصول الثلاثة والعمل بالتحرى عمل بالسنة لانها وردت في جوازها عند الحاجة والعمل بالاثار عمل بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم اصحابي كالنجوم انتهى - والحاصل ان كل ما ذكرنا راجع الى الاصول الاربعة والاصول الاربعة راجعة الى الكتاب والسنة - والسنة شرح الكتاب وبيانها فهي الابعة اليه - قال البيهقي في اول المدخل ووضع يعنى الله تعالى رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم في دينه موضع الابانة عنه ما اراد بكتابه عاما وخصوصا وفرضا وندبا وابطاحا وارشادا ووقتا وعددا - فقال جل ثناؤه **وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ** ؕ ام فالاصل الحقيقي هو كتاب الله تعالى لا غير فظهر لك ايها المنصف ان اصول الشريعة اربعة ترجع الى اثنين هما الكتاب والسنة ام باختصار يسير -

بحمد الله سبحانه وتعالى شانه جهاں بروجه اتم آيات كريمه واحاديث فخيبره واقوال علماء وائمة سے آفتاب نصف النهار سے بھی زياده روشن و تاباں ہوگا کہ اصول شرع چار ہیں بے ان چار اصول کے شریعت پر عمل ممکن ہی نہیں۔ جو یہ چار اصول نہ مانے وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا نام ہی لیتا ہے درحقیقت کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عامل نہیں۔ اور نہ غیر مجتہد کو بے تقلید کتاب و سنت پر عمل ممکن۔ وہاں یہ بھی آشکارا ہو گیا کہ علماء و ائمہ محض اپنی رائے سے دین میں کچھ نہیں کہتے نہ اسے جائز رکھتے ہیں وہ تو اسے حرام و کبیرہ جانتے ہیں کذاب غیر مقلدوں کا یہ ظلم عظیم ہے کہ وہ ان پر یہ بہتان اٹھاتے سخت شدید خبیث افترا کرتے ہیں۔ جسے یہ غیر مقلدین اخترع فی الدین کہتے ان کی رائے بتاتے ہیں ہرگز

وہ ان کا اختراع نہیں ہرگز وہ ان کی رائے محض نہیں۔ تفقہ واجتہاد کو رائے اور اختراع کہنے والے آنکھس کھولیں اگر نزول عناد نے ابھی انھیں بالکل ہی اندھانہ کر دیا ہو۔ تفقہ واجتہاد کے متعلق علماء و ائمہ کے جو ارشادات اور پران کی عبارات میں گزرے انھیں دیکھیں اور عقل رکھتے ہوں تو سمجھیں کہ تفقہ واجتہاد اور چیز ہے اور عقلی گدے اور اپنی رائے محض کے ڈھکوسلے اور اپنی خواہش و ہوائے نفس و طبیعت کے منصوبے اور چیز۔

اد پر کی عبارات میں اس مطلب کے اشارات نہ سمجھ سکیں یا اس مطلب کے صریح ارشادات تلاش گراں جائیں تو ”طریقہ محمدیہ حدیقہ ندیہ“ کا یہ ارشاد ہی دیکھ لیں۔ فرماتے ہیں لایغرنت طاعات الجہال المتسکین الفاسدین المفسدین الضالین المضلین بغیرہم الی قولہ خارجین عن مناہج علماء الشیعۃ المحمدیۃ لمتسکھم باحکام عقولہم الضعیفۃ و اراشہم السخیفۃ و علماء الشریعۃ یتسکون باحکام کتاب اللہ و سنۃ رسولہ و اجماع الامۃ المہدیۃ و تعمیم الدلیل بحکم القیاس فی الثابت بالیقین الخ تفقہ واجتہاد کا فرض ہونا علماء نے ثابت فرمادیا اور مجرد قیاس عقل و ہوائے نفس و خواہش طبیعت سے کوئی حکم کرنا اسے منہی عنہ، ناجائز و حرام بتا دیا۔ تفقہ واجتہاد کا سنت صحابہ نہ فقط صحابہ بلکہ سنت رسول علیہ السلام ہونا آشکارا کر دیا۔ علماء کے ارشادات پر اگر غیر مقلد عناد انظر التفات نہ کرے تو اس پر سخت آفت غضب مصیبت تو یہ ہے کہ حدیثوں میں یہی لفظ رائے موجود ہے اور دونوں حدیثیں گزریں۔

ایک انما قضی بینکما برائی فیما لم یزل علی فیہ دوسری حضرت فاروق عادل اعظم کا فرمان ان الرأی انما کان من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مصیبا لان اللہ تعالیٰ کان یریہ انما هو منا الظن والتکلف یہاں رائے کا لفظ دیکھ کر غیر مقلد معلوم نہیں اپنی اونڈھی اونڈھی سمجھ سے حضرت سیدنا فاروق بلکہ خود حضور سیدنا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کیا رائے قائم کرے۔ کیا غیر مقلدان حدیثوں کو بھی مخترعہ بتا دینے کی جرأت کرے گا یا معاذ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس رائے کی بنا پر مخترع فی الدین ٹھہرائے گا۔ غیر مقلد سے یہ جرأت تو عجب نہیں مگر اس پر قہر بلا اور سخت قیامت تو خود قرآن عظیم نے قائم فرمائی ہے کہ یہ فرما کر وداود و سلیمان اذ یحکمون فی الحرات اذ نفشت فیہ غنما القوم و کنا لکم ہرطہدین ففہمنا ہا سلیمان و کلا اتینا حکما و علما تفقہ واجتہاد کو مجرد عقلی ڈھکوسلوں سے ممتاز فرمادیا۔ تفقہ واجتہاد کو عطیہ خداوندی نعمت الہی قرار دیا۔ تفقہ

واجتہاد اور اس سے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کو سراہا۔ ایک قضیہ سے متعلق حضرت سیدنا داؤد و حضرت سیدنا سلیمان علیٰ نبینا و علیہما و علی سائر الانبیاء و الرسل الصلاة والسلام کے دو فیصلوں کا آیہ کریمہ مذکور میں قصہ بیان فرمایا ہے کہ یاد فرمائیے۔ داؤد و سلیمان کو جب وہ دونوں ایک کھیتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب کہ اس میں گھس کر لوگوں کی بکریاں اسے چرگئی تھیں ہم ان کے فیصلوں کو دیکھ رہے تھے تو ہم نے اس کے بہتر حکم کی سچھ سلیمان کو دی انھیں سمجھا دیا اور داؤد و سلیمان ہر ایک کو ہم نے حکومت و علم عطا فرمایا۔

مفصل قصہ یوں ہے کہ عہد سیدنا داؤد علیہ السلام میں کسی کے کھیت میں بکریاں رات میں پڑیں اور سارا کھیت چر گئیں۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے حضور مقدمہ آیا آپ نے نقصان زرعی اور بکریوں کی قیمت کا حساب لگایا۔ تو کھیت کا نقصان ساری بکریوں کی قیمت کے برابر تھا لہذا آپ نے فیصلہ دیا کہ یہ سب بکریاں جنھوں نے کھیت چر لیا ہے کھیت والے کو دے دی جائیں۔ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں وہ لوگ حاضر ہوئے اور وہ فیصلہ ان سے عرض کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ اچھا فیصلہ فرمایا مگر ایک دوسرا فیصلہ جو ارفق بالفریقین ہے۔ جب حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے ان کا یہ قول سنا انھیں بلا کر پوچھا کہ تم کیا حکم دیتے انھوں نے فرمایا میں بکریاں کھیت والے کو دلا دیتا اور کھیت بکری والے کو کہ وہ اس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ مند ہوتا رہتا یہاں تک کہ جب سال آئندہ اس کا کھیت پھر اسی حالت میں آجائے تو بکریاں واپس کر دے۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے بھی یہ فیصلہ پسند فرمایا اپنے فیصلہ کو واپس لیا اور اسی فیصلہ پر عمل کیا گیا تفسیرات احمدیہ میں فرمایا قیل کان بالاجتہاد الا ان اجتہاد سلیمان اشبه بالصواب وهو المختار للامام الزاهد ونحو الاسلام اس آیت اور قصہ سے علماء نے باب اجتہاد کے بعض مسائل مستنبط فرمائے اسی میں ہے واذا كان بالاجتہاد فليستنبط من الآية والقصة مسائل باب الاجتہاد وهو المقصود لنا من ذكرها في هذا المقام۔

یوں ہی بفضل تعالیٰ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ارشادات علماء و ائمہ ارشادات شرعیہ ہیں۔ وہ اولیٰ و نوابی الہیہ ہیں۔ جیسے کہ صحابہ کے ارشادات۔ غیر مقلد جھوٹا ہے کہ ”وہ نہ تو خدا کے ارشادات ہیں نہ ان پر کار بند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے۔“ بے شک اس نے حکم دیا ہے کہ فرمایا فاشكوا اهل الذکر ان كنتم لا تعلمون ؕ یوں تو وہ صحابہ کے اقوال بلکہ نبی کریم علیہ الصلاة والسلام کے ارشادات کو بھی یہی کہہ بھل گئے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ علماء نے ان کی کوئی رگ پھوٹی نہیں چھوڑی ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں

سیدی عارف باللہ حضرت ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بیہودگی کا بھی جواب تحریر فرمایا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں اِنَّكَ قَالَ قَائِلُ اِي ضَرُورَةٍ فِي تَبَعِيَةِ ابْنِ حَنِيفَةَ مَثَلًا حَيْثُ لَمْ يَأْمُرِ اللّٰهُ بِهِ وَلَا رَسُوْلُهُ بَلْ لَمْ يَصْرَحْ بِهِ ابُو حَنِيفَةَ اَيْضًا وَلَا سَلَّمَ اَنْ تَبَعِيَةَ الْمُجْتَهِدِ لِانْفِصَالِ لِقْدَانِ ضَرُورَةٍ فِي التَّزَامَةِ مَذْهَبًا وَاحِدًا اَيْعَيْنَهُ بَلْ يَجُوزُ لَهٗ اَنْ يَعْمَلَ بِمَذْهَبٍ ثُمَّ يَنْتَقِلُ اِلَى اٰخَرٍ اِلَى اَنْ قَالَ (قُلْتُ اَمَّا الْاَوَّلُ فَلَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَا يَخْلُو اَمَّا اَنْ لَمْ يَعْمَلْ شَيْئًا مِنْ الْاَشْيَاءِ اَوْ يَعْمَلُ وَالْاَوَّلُ هَاطِلٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى اِيحْسِبُ الْاِنْسَانَ اَنْ يَتْرُكَ سُدًى وَاِنَّهٗ يَحْتَاجُ اِلَيْهٖ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَاللِّبَاسِ وَالطَّعَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَعْمَلِ الصَّلٰوةَ وَالصُّوْمَ فَتَعَيَّنَ اَنْ يَعْمَلَ بِاَعْمَالٍ وَيَسْتَنْظِلُ بِاَفْعَالٍ وَحَيْثُئِذْ لَا يَخْلُو اَمَّا اَنْ يَتَمَسَّكَ اَنْ يَتَمَسَّكَ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَحَيْثُئِذْ لَا يَخْلُو اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ لَهُ قَدْرَةٌ عَلٰى مَعْرِفَةِ وُجُوْهِهٖ وَمَعَانِيهٖ وَطَرِيقِهَا وَاحْكَامِهَا اَوْ لَا وَالثَّانِي لَا يَدَّ اَنْ يَكُوْنَ تَابِعًا لِاحِدٍ مِنْ الْاِئِمَّةِ فَهُوَ الْمُرَادُ وَالْاَوَّلُ اَمَّا اَنْ يَكُوْنَ لَهُ مَعَ ذٰلِكَ مَلَكَةُ الْاِسْتِنْبَاطِ وَالْقَدْرَةُ التَّامَّةُ عَلٰى اسْتِخْرَاجِ الْمَسْأَلِ اَوَّلًا۔

الاول هو المجتهد ولا كلام فيه بل نحن ايضا مقرون بعدم اتباعه لمجتهد اخر والثاني اما ان يكون تابعاً لاحد من الائمة فهو المراد ولا يكون تابعاً لاحد بل يقول ان عملي على الاصول التي هي ثلاثة ولست بتابع لاحد فنقول له ان كون اصول الشرع ثلاثة انما هو اول مسألة بناء ابو حنيفة رحمه الله تعالى وايضا اقل من ان يحتاج في المسائل القياسية وفي معرفة النسخ والنسوخ وفي معرفة كون الاجماع قطعياً مقدماً على خبر الواحد وكون العام المخصوص ظنياً وامثاله من جميع تقسيمات الكتاب والسنة والاجماع واحكامها اذ ما كل ذلك الا اصطلاحاً ابى حنيفة فالى اى شئى يهرب يلزم التبعية ضرورةً واما الثاني وهو انه اذا التزم التبعية يجب عليه ان يدور على مذهب التزمه ولا ينتقل الى مذهب اخر فلان الانتقال يوجب ان يظهر عندك بطلان المذهب السابق والحال ان اهل كل مذهب يقولون بحقيقة المذاهب الاربعة فقد وقع فيما ابى. على ان العامى لا وجه له الى الانتقال والعالم غاية وجه انتقاله ترجيح الادلة من جانب المرجوح اليه وهو موقوف على ازباده الفضيلة ونقصانها فان كل واحد ينصب دلائل على طبق مذهبه والعالم الغير المجتهد ليس في قدرته ترجيح المذاهب بحسب الدلائل فان ذلك موقوف على معرفة اصطلاحات كل واحد ومعرفة الكتاب بتقسيماته الاربعة وكذلك السنة مع تقسيماتها

اس بد حالت کو بدلنے کی کوشش کرے۔ واللہ هو الموفق۔ کیا غیر مقلد اپنی طرح اہل قرآن بننے والوں کو یہ کہنے کی اجازت دے گا کہ مدین کا معاملہ اس دن سے سچیدہ اور مشکل ہو گیا جب سے علماء نے صرف علماء بلکہ صحابہ نے طریقہ نبوی نہ صرف صحابہ بلکہ (خاک بدہن گستاخ) سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طریقہ قرآنی سے روگردانی کی۔ علماء نے کتب احادیث کے مجادلات اور قیل وقال (جرح و تعدیل صحیح و حسن و ضعیف و غریب و منکر و مقطوع و موضوع و غیرہ وغیرہ اور صحابہ و تابعین اور امام بخاری وغیرہ محدثین کے اختلافات کثیرہ (معاذ اللہ ان جھگڑوں) کو اپنا شیوہ بنا لیا (پناہ خدا) صحابہ اور (خاک بدہن گستاخ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رائے سے احکام لگائے۔ معاذ اللہ دین میں اختراع کرنے کا دروازہ کھول دیا۔ پھر (معاذ اللہ) تم یہ کیا کہ سب مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو یوں حاصل کریں کتب حدیث اور ان کے قیود و شرائط و موز پر کار بند ہوں جو انھوں نے اپنی رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے۔ اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ انہیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور ذہن و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پر آگندہ ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ ان پر کار بند ہونے کا اس نے حکم دیا ہے کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم ان کتابوں کو مقدس مان کر ان کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں (غیر مقلدین) کتب حدیث کو مقدس مانتے ہیں تو اپنے منہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی سطر سطر کو وحی سمجھتے ہیں) اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں علماء نے تقلید کو شیوہ بنا لیا ہے اور اللہ و رسول و صحابہ نے ان کا دروازہ کھول دیا ہے پھر تم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور ان کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگرچہ لفظ تقلید سے بھاگتے ہیں اور اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندقیت اور خروج عن الملکۃ کا فتویٰ لگاتے ہیں۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو جواب اہل قرآن بننے والوں کی اس یہودہ بک بک کا غیر مقلدین، وہی جواب اپنی اپنی اس لغو و باطل بھک بھک کا ہماری جانب سے سمجھ لیں۔ فقط۔

مولیٰ عزوجل انھیں توفیق تو بہ دے اور ہمیں اور انھیں سب کو راہ حق و ہدایت پر مستقیم رکھے انہما با
الاجابة جدیرو هو علیٰ کل شیئی قدیر و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ و بارک و سلم
الی الیوم الاخیر۔

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ
مسئلہ - از بدایوں شریف مدرسہ قادریہ مدرسہ مولوی محمد ابراہیم صاحب سستی پوری دیہنگوی

زید نے غیر مقلدین کے سوال پر چونکہ احکام فقہیہ کو اختراعات ائمہ بتاتے ہیں اور فقہیات کو کہتے
ہیں کہ یہ خلا اور رسول کے حکم نہیں ہیں حلفاً بیان دیا کہ ”صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان
نہیں اور اسلام کی ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلاً نہیں پائی جاتی ہیں ان میں سے اکثر بالتفصیل
تو پائی جاتی ہیں مگر تمام نہیں“ زید کے جواب کو علمائے اہل سنت و جماعت صحیح بتاتے ہیں۔ عمر و کہتا
ہے کہ زید نے قرآن و حدیث کو ناقص بتایا اس نے غیر ضروری باتیں اور لغو باتیں قرآن میں ہونا ثابت
کیں کتب فقہ کو قرآن و حدیث سے بالاتر مانا صرف قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے کو کامل مسلمان
نہ سمجھا قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا لہذا زید اسلام سے خارج ہوا اس پر مرتدین کے احکام
صادر ہونا چاہئے۔ اب مفتیان دین سے عرض ہے آیا کہ زید کا حلف اور علماء کی تصویب صحیح ہے یا عمر و
کا قول؟ بینوا تو جروا۔

اجواب زید نے جو کہا اس کا مطلب درست ہے بالکل حق و صواب ہے۔ مگر یہ لفظ قلب
پر گراں ہے کہ صرف قرآن و حدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں۔ غیر مقلد جنہوں نے تکفیر مسلمان کو اپنا
فرض اولین سمجھا ہے وہ زید پر کیوں نہ فتوے کفر و ارتداد دیں گے ان کے کفر شرک کی بوجھار سے مسلمانوں
میں کون ہے جو بچ رہا ہے تمام امت حضرت صحابہ حضرت سرکار رسالت بلکہ خود حضور پر نور ختمی مرتبت خاتم
نبوت علیہ وآلہ وصحبا افضل الصلاة والتحیة بلکہ خود اللہ رب العزت جل جلالہ و عم نوالہ۔ حلیۃ الشیء یعنی وہم
تکفیر کا شوق دیکھئے۔ کیسا اندھا کیا۔ زید کے کون سے حرف سے یہ نکلا کہ قرآن و حدیث میں غیر ضروری لغو
باتیں ہیں؟ زید نے کب قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا؟ زید نے کب قرآن و حدیث کو ناقص
ٹھہرایا؟ زید نے کہاں کتب فقہ کو قرآن و حدیث سے بالاتر مانا؟ اندھوں کو دن میں سورج نظر نہ آئے تو
کوئی کیا کرے تفصیلاً اور بالتفصیل جسے نظر نہ آئے اس کی آنکھوں پر غشاوہ نہیں تو کیا ہے؟ زید پر تو غیر مقلد

کا نرا افترا اور کھلا جھوٹ بہتان ہے۔

مگر ہاں وہ غیر مقلدین جو زید کو یہ کہتے ہیں ان پر ضرور انھیں کے منہ یہ الزام قائم کہ وہ صرف قرآن کو کافی نہیں جانتے قرآن کو ناقص مانتے ہیں حدیث کو قرآن سے بالاتر نہ ہی اس کے برابر مانتے ہیں "حدیث، حدیث قدسی و ارشاد نبوی و آثار صحابہ سب کو شامل" غیر مقلدین اپنے اس قول کی بنا پر قرآن میں (مخالف اللہ) غیر ضروری اور لغو باتیں ماننے والے ہوئے قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی جانتے و گنہگار خود اپنے منہ کا فر و مرتد و خارج از اسلام ہوئے۔ زید کو جو اب یوں دینا تھا کہ غیر مقلدین سے سوال کرتا کہ تمہارے نزدیک صرف قرآن پر چلنے والا مسلمان ہے یا نہیں جو جواب غیر مقلد اس سوال کا دیتے وہی جواب ہمارے جانب سے اپنے سوال کا سمجھ لیتے۔ غیر مقلدین، امام بخاری، داؤد ظاہری، ابن تیمیہ، ابن تیمیہ، ابن حزم، اور شوکانی کے اقوال پر سرمنڈاتے انھیں قرآن و حدیث سے بالاتر جانتے ہیں۔ آدمی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس۔ اَلْمَرْءُ بِعَيْشِهِ عَلَى نَفْسِهِ۔ ساون کے اندھوں کو ہر ایہی ہر اسو جھتا ہے۔ آئینے میں اپنی ہی شکل دیکھی اور زید پر اپنے عیوب کا الزام لگا کر کافر مرتد خارج از اسلام کہہ ڈالا۔ ولاحول ولا قوة الا باللہ العلی الاعلیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ہونڈہ کلکتہ سلسلہ محمد رفیق صاحب سردار معرفت مولوی عبدالمجید دہلوی۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین و تائبان سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص کسی کو از روئے تنبیہ یا یہ کہے کہ شراب پینا اوتناش کھیلنا یعنی جو اکیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے ہے۔ یعنی جس طرح ماں کے ساتھ انسان زنا کو حرام سمجھتا ہے اسی طرح شراب پینا جو اکیلنے کو بھی حرام سمجھے اور بچے۔ ایک مرتبہ مولانا کفر توڑ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جملہ کو دوران تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ شراب پینا اوتناش یعنی جو اکیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس جملے کا کہنے والا خارج از اسلام ہو گیا۔ اب اسے تجدید ایمان کرنا چاہئے۔ آیا یہ قول تید صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں تو کیا یہ شرابیوں اور جواریوں کی اعانت نہ ہوتی۔ کیا یہ شریعت مصطفویہ کے اندر خزانہ اندازی نہیں ہوتی۔ آیا اس جملے کے کہنے پر خارج از اسلام بتانے والا از روئے شریعت مطہرہ کیسا ہے بھلا جواب سے سرفراز فرمائیں۔

اجواب واللہ الموفق للصواب۔ زید کا قول قلط ہے کیوں کہ شراب اور جو اور زنا تینوں کی

حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہے۔ لقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْمِرُ وَالْاَنْصَابُ
 وَالْاَنزَلَامُ رَجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ الْاَيَةُ لہذا حرمت میں یہ دونوں اشیاء مثل ماں سے
 زنا کرنے کے ہے بلکہ حدیث میں ہے کہ سود کے سردروانے ہیں ان میں سب سے آسان یہ ہے
 کہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے رواہ ابن ماجہ فی سننہ۔ لہذا زید اپنے قول مذکور کی وجہ سے سخت گہنگار
 ہوا۔ اس کو توبہ کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے ایسا رجل قال لاخيه كافر فقد باء بها احدهما۔ اخرجہ
 البخاری فی صحیحہ طبعہ یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو بے شک ایک ان دونوں میں سے کفر
 کے ساتھ لوٹتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ی السید محمد عمیم الاحسان البیرونی الکریمی عنہ

الجواب بے شک سود کا ایک درہم لینا چھتیس زناؤں سے خطیر میں بڑھ کر ہے۔ بے شک
 سود لینا اپنے ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ حدیث میں ہے الربوا سبعون حوبا ایسا ہا ان
 ینسخ الرجل امہ ایک حدیث میں ہے الربوا اثنان وسبعون بابا اذنا مثل اتيان الرجل امہ۔ ایک
 حدیث میں ہے الربوا ثلاثة وسبعون بابا ایسا مثل ان ینسخ الرجل امہ۔ اور ایک حدیث میں
 فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الدرہم یصبہ الرجل من الربا اعظم عند اللہ فی الخطيئة
 من ست وثلاثين زنية یزنيها الرجل اور فرماتے ہیں اھون الربوا كالذی ینسخ امہ۔ وان اسر بی
 الربا استطالة المربع فی امراض اخیه۔ پہلی حدیث کے نیچے علامہ منادی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر میں فرماتے ہیں
 فیہ وما قبلہ ان الربا من اعظم الکبائر قال بعضهم وهي علامة علی سوء الخاتمة۔ ان حدیثوں سے اس کا ثبوت
 ہے کہ ربا اعظم الکبائر ہے بعض علمائے فرمایا کہ وہ سور خاتمہ کی علامت ہے۔ اور شراب بھی زنا سے بدتر ہے۔
 وہ ام النجاست ہے وہ فزیل عقل وحواس ہے زنا فزیل عقل وحواس نہیں ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جوئے
 کی حرمت زنا کی حرمت کی طرح ہے۔ یہ بھی حرام قطعی وہ بھی حرام قطعی۔ زید بھوٹا ہے۔ مسلمانوں کی ناحق تکفیر
 کرتا ہے اپنے دل سے فتویٰ گڑھتا ہے مستحق لعنت ملائکہ سموات وارض ہے مبتلائے قہر و غضب الہی
 مستوجب عذاب نامتناہی ہے۔ اس پر توبہ لازم ہے توبہ کرے اور تجدید ایمان و نکاح اگر نبی رکھتا ہو۔
 واللہ الموفق وهو تعالیٰ اعلم۔

۲۶ مکملہ از بریلی محلہ بھوڑ مرسلہ منصور حسین صاحب۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ ۱۳۵۵ھ

ایک شخص کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے حالانکہ ان لوگوں نے اس شخص مذکور کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب جو اس کو کہا گیا کہ بھائی ہمارے یہاں سب لوگ نماز کو جاتے ہیں آپ بھی مہربانی کر کے اگر نماز کی طرف توجہ کریں تو بہت اچھی بات ہے۔ اس نے اس کے جواب میں کہا کہ ہزاروں نماز کے دولے دیکھے۔ اور ایک مہینہ کے بعد تمہیں بھی سلام کر لیں گے۔ ہمارے چار پانچ بچے ہیں ہم اس کی پرورش کرتے ہیں یہ بھی عبادت ہے اور کہا کہ مجھے معاف کیجئے مجھ سے نماز کی پابندی نہیں ہو سکتی ہے۔ تو ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ اور لوگ دنیا میں ایسے نہیں۔ جو تم سے زیادہ اولاد زندہ رکھتے ہیں اور باوجود فاقہ کشی کے ہر وقت بیگانہ نماز ادا کرتے ہیں تو شخص مذکور نے جواب دیا کہ بہت سے لوگ تو کل خدا پر مر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ پھر وہ لوگ خاموش ہو کر چلے آئے۔ اب شرعاً شخص مذکور کے حق میں کیا حکم ہے؟

الجواب اس بد نصیب پر توبہ و تہجد بایمان و تہجد بید نکاح لازم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور نماز کا پابند نہ ہو تو اس سے میل جول سلام کلام قطعاً موقوف کر دیا جائے اگر وہ معاذ اللہ بے توبہ کے مر جائے تو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ نماز دین کا ستون ہے جو نماز پڑھتا ہے دین کو قائم رکھتا ہے اور جو قصداً ترک کرتا ہے دین کو ڈھا دیتا ہے۔ مسلم و کافر کے درمیان فارق نماز ہے۔ یہ سب حدیث کا ارشاد ہے حدیث میں ہے الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ مَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّينَ وَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّينَ۔ دوسری حدیث میں ہے الْفَرْقُ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْحُرِّ تَرَكَ الصَّلَاةَ تَمَسَّرَ بِهَا حِدْرٌ مِمَّنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مَتَعَتِدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ محض ترک صلاہ پر حدیثوں میں ایسا ارشاد ہوا۔ جو شخص نماز سے انکار کرتا ہے وہ بھی ایسا کہ بہت لوگ تو کل خدا پر مر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ اس بد نصیب پر اللہ غضب الہی ٹوٹتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس بد نصیب کو نماز سے کچھ نہ ملنا نظر آیا مگر قرآن و حدیث سے پوچھو کہ نماز سے لا اقل اتنا تو نقد وقت ہوتا ہے کہ نماز بے حیاتیوں اور ناجائز باتوں سے روکتی اور دین کو استوار رکھتی مسلم و کافر میں فرق کرتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اس بد نصیب کے نزدیک اور کیا ہے جسے کہتا ہے کہ نماز سے کچھ نہ ملا اندھے کو آفتاب نہ سوچے تو کوئی کیا کرے۔ اس کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا کہے مجھے آفتاب سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ فائدہ اسی کو سمجھتا ہے کہ اسے نظر آئے۔ جو نظر نہ آئے وہ اس کے نزدیک فائدہ ہی نہیں۔ یا دنیا ملنے کے لئے نماز پڑھتا ہے اگر نماز پڑھنے سے دنیا ملتی نظر آتی۔ مگر اندھے کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ برکت کوئی ایسی چیز نہیں جسے آنکھوں سے دیکھ سکے نماز پڑھنے سے ضرور برکات دنیا بھی ملتے

ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ بریلی بٹلہ بازار میں فضل الرحمن صاحب۔ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ متصل مسجد سید شہ شاہ زید کہتا ہے کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے اس کا مقصد کیا ہے کیا مسلمان اپنے آپس میں برسیل تذکرہ کسی کافر کو کافر نہ کہیں یا اس کے سامنے اس کو کافر نہ کہیں جیسا حکم ہو مطلع فرمایا جائے۔ دیکھئے عرض کیا ہے کہ وہ کون کون سے مشہور مذہب میں جن کے افراد کو کافر سمجھا جاتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب زید غلط و باطل کہتا ہے اس پر توبہ لازم ہے کافر کو کافر ہی سمجھا جائے گا۔ کافر ہی کہا جائے گا۔ مسلمانوں کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ ایک غلط بات جاہلوں کی زبان زد ہے۔ ”کافر کو کافر اس لئے نہ کہا جائے کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم کہ وہ آخر میں مسلمان ہو جائے۔“ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ کافر کو کافر اس وقت اس کے کفر کے سبب کہا جاتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائے گا اسے اس وقت کافر نہ کہا جائے گا۔ یوں تو کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہیں گے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم معاذ اللہ کسی مسلمان کہلانے والے کا خاتمہ کفر پر ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ وہ لوگ بکا کرتے ہیں جو اپنا مذہب صلح کل رکھتے ہیں۔ گائے کا گوشت کھانے والے، مسلمانوں کا سامان رکھنے والے، بعضے کام مسلمانوں کے کرنے والے، ظاہر میں مسلمان بننے والے، پچھے منافق کیسے ہی کفریات بکسیں ”انھیں مسلمان ہی سمجھو۔ مسلمان ہی کہو کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے یہ تو مسلمان کہلاتے ہیں“ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

یہ ان کی نئی شریعت ہے۔ شریعت پاک تو کافر کو کافر ہی کہنے کا حکم فرماتی ہے۔ وہ منافق جو حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور حاضر رہتے نمازیں روزے ہی نہیں رکھتے تھے حضور کے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ کافروں سے قتال کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے ان کا پردہ چاک فرما دیا۔ قرآن نے ان خبیثانہ کو کافر فرمایا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی مسجد پاک سے ایک ایک کو نکال دیا۔ یہ فرما کر اخرج فانك منافق۔ ایک منافق نے آپس میں کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ فلاں کی گم گشتہ ناقہ فلاں وادی میں ہے انھیں غیب کی کیا خبر دے گا یہ بالغیب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب و محبوب علیہ الصلاۃ والسلام کو اس کی خبر دے دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا وکنن سألتمہم ليقولن انما كنا غفوض و نلعب اگر آپ ان سے دریافت فرمائیں گے تو کذاب مکر جائیں گے جھوٹے بہانے بنائیں گے

کہ ہم تو یوں ہی ہنسی دل لگی آپس میں کھیل کر رہے تھے۔ ان کی اس بکواس کا جواب بھی قرآن عظیم نے فرمادیا لَا تَعْتَدُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔ ”تم فرما دو بھوٹے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے (دعویٰ) ایمان کے بعد دین اسلام کے علاوہ جو ادیان ہیں سب کفر ہیں اور اسلام کے مدعیوں میں جو جو ضروریات دین سے کسی بات کے منکر ہیں وہ سب کافر ہیں جیسے قادیانی، دیوبندی، وہابی، رافضی، بانی پنجری وغیرہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

منظر الاسلام۔ بریلی ۲۲ رجب ۱۳۵۴ھ
از شہر محلہ قلعہ مسئولہ امجد علی صاحب معرفت مختار احمد صاحب طالب علم مدرسہ

ایک شخص کسی سید احمد ذوقی جو اپنے آپ کو خلیفہ وارث حسین کوٹرا جہان آبادی کا کہتا ہے۔ اور وارث حسین اپنے آپ کو رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ کہتا ہے اور ذوقی اس وقت تک جہان ہے اور زردہ پلاؤ قورما۔ طرح طرح کا کھانا کھانے کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مسیٰ ابوالقاسم جو بریلی شہر کبرنہ محلہ کبڈیز میں رہتا ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ بتاتا ہے۔ اور اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ حضور پر نور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ تو بہت کمزور ہو گیا تجھ کو نماز معاف ہے۔ ہر سال قوالی مزامیر کے ساتھ عرس میں کراتا ہے اور خود سنتا اور لوگوں کو سنتا ہے۔ ذوقی نے مع چند دوستوں کے ابوالقاسم کے یہاں جا کر مزامیر کے ساتھ قوالی سنی اور ذوقی کو ابوالقاسم نے نہایت تعظیم و تکریم سے لیا۔ اور اپنی مسند ذوقی کے لئے چھوڑ دی اور اس پر اس کو بٹھایا اور مجلس سماع گرم ہوئی۔ اور خوب گانا سنا۔ جو لوگ ایسے شخص کی تعظیم کریں اور اس کے مرید ہوتے یا ابوالقاسم کے مرید ہوتے ایسے لوگوں سے بیعت ہونا چاہئے؟ یا ان کی تعظیم کرنا اور ان کو کبیر بنانا مرید ہونا بموجب شریعت مطہرہ کے جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟ اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور سماع سنانا کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یا صاحبزادہ مولانا مولوی حامد رضا خاں صاحب نے یا مولوی مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب نے ان کو یعنی ابوالقاسم کو خلیفہ کیا ہے اور مرید کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ برائے خدا جواب باصواب سے مع مہر اور دستخط کے مشرف فرمائیے اور سیدھے لوگوں نادانوں اور بھولی بھیروں کو گمراہی سے بچا۔ تیے۔ بینوا تو جبروا۔

الجواب گنگوہی کی نسبت علمائے کرام حرمین طیبین کا فتویٰ مدت سے شائع ہے۔ بے شک گنگوہی اپنے ان کفریات قطعہ کے سبب ایسا ہے کہ جو اس کے ان اثبات اشنع کفروں یا ان میں سے کسی ایک ہی پر مطلع ہو کر اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی کافر۔ نہ کہ اسے پیروی و اتباع و مقتدا ماننے والا۔ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ وہ محض بے خبر ہے اسے آج تک اس کے ایسے اشنع حال کی اطلاع نہ ہوئی۔ نادانستہ وہ اس کے سلسلہ میں منسلک ہو گیا۔ تو آج گنگوہی کے کفریات اس پر پیش کئے جاتیں اگر انہیں دیکھ کر وہ بے تامل اسے کافر مان لے اور اس سے بنی زاری کا اظہار کر دے اور اس بیعت کو اب بیعت نہ مانے جب تو یہ سمجھا جائے کہ واقعی یہ شخص بے خبر تھا۔ اور اگر اب مطلع ہو کر بھی اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے تو وہ اسی کی رسی میں گرفتار ہے۔

ابوالقاسم نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کا کوئی شخص اعلیٰ حضرت کا خلیفہ نہیں۔ اس سے اس کی کیا شگستہ کہ وہ اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے جب وہ اپنے لئے نماز ہی کو معاف جانتا ہے۔ ماعلیٰ مثله بعد الخطاء جب کہ اس کی عقل کا دیا اس کی کھوڑی میں ٹٹما رہا ہے المعتمد المستند میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں المتصرف للتعلم البطلان المتكلمة القائلة بالاتحاد والحلول وسقوط التكليف عن العارفين مع بقاء العقول بمعنى انهم اذا وصلوا جلا وان يؤمروا بشيء او ينهوا عنه فيجعل الله لهم الحرام وسقط عنهم الفرائض وترى بعضهم يستغف بالشرعية الغراء جهارا ويقول الشرع طريق فمن وصل فماله وللطريق ويقول صلوة الزاهد بين الركوع والسجود وانما صلواتنا ترك الوجود يتمسك به على انها وانه بالصلوة وتركه الجمع والجماعات (الی قولہ) بالجملة هو لا فكفار ومردون وخارجون عن الاسلام باجماع المسلمين وقد قال في البرازية والدرر والغرر واللقاوی الخيرية ومجمع الانهر والدرر المختار و غیرها من معتمدات الاسفامی فی مثل هو لاوا الکفاس «من شك في كفره وغذابه فقد كفرام»

رد المحتار میں علامہ شامی قدس سرہ السامی رسالہ ابن کمال و امام غزالی کی کتاب التفویض فی الاسلام والزندقر سے نقل فرماتے ہیں ومن جنس ذلك ما يدعيه بعض من يدعي التصوف انه بلغ حالة بينه وبين الله تعالى اسقطت عنه الصلوة (الی قولہ) فهذا مما لا اشك في وجوب قتله اذ ضاررا في الدين اعظم وينفتح به باب من الاباحة لا يندس وضرا هذا فوق ضرا من يقول بالاباحة مطلقا فانه يمنع عن الاصغاء اليه لظهور كفره اما هذا فيزعمانه لم يرتكب الا تخصيص عموم

التکلیف بمن لیس له مثل درجته فی الدین ویتداعی هذا الی ان یدعی کل فاسق مثل حاله
ام ملخصاً۔

فتاویٰ بزازریہ میں ہے لا اصلی اذا لانتجب علی اولمہ او صریہا یکفر۔ اسی میں ہے دلت المسألة
ان تنهاون الصلوة والترک مستحقا کفر۔ شفا شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری میں ہے کل مقالة
صرحت بنفی الربوبية او الوجودانية او عبادة احد غیر الله او مع الله فہی کفر کقالة الدهرية
الی قوله) وكذلك من ادعی مجالسة الله والعروج الیه ومکالمته او حلوله فی بعض الاشخاص
کقول بعض المتصوفة ای المشبهة بالصوفية من المحلولة والوجودية والاتحادية نرعموان ان لنا
اذا امعن فی سلوکه وخاص فی لجة وصوله واستغرق فی بحر حضوره فی محاحل فیہ سبحانه وتعالی
کالناس فی الفحمة فیرفع الامر والنهی الخ۔ اسی میں ہے اجمع المسلمون علی کفر بعض غلاة المتصوفة
الزاعمین انهم وصلوا الی الله فرفع عنهم التکلیف قال الدلجی وقد ادراکت بعضاً منهم یقول
استقط الله عنی التکلیف فاستباح فطره رمضان والمخلوة بالاجنیبات من النساء ونحو ذلك۔

اس کا یہ قول کفر صریح ہے۔ اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عداقت قبیح یہ یوں بھی
کفر ہے۔ اور فریضت نماز کا انکار ہے یوں بھی۔ اس قائل کے کافر و مستحق عذاب نار ہونے میں کیا شک
ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ایسے سے قوالی مع مزامیر کرانے سننے سنانے یا کسی حرام کے ارتکاب کی
کیا شکایت۔ بد مذہب کی تعظیم بھی حرام ہے۔ جو لوگ ایسوں سے بیعت ہوتے ہیں وہ شیطان کے سلسلہ
میں داخل ہوتے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ توبہ نہ کریں مسلمان ان سے میل جول موقوف رکھیں۔
واللہ البہادی وہو الموفق وہو تعالیٰ اعلم۔ اس فقیر نے ہرگز ابو القاسم کو نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کے
کسی شخص کو آج تک خلافت نہیں دی اور اگر کسی نے بحالت اسلام ایسے کو خلیفہ کیا بھی ہو تو وہ بیعت
ہی نہ رہی خلافت کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۹
از بریلی محلہ صالح نگر مسئلہ کفایت حسین صاحب رضوی۔ یکم شعبان ۱۳۵۶ھ
زید دریافت کرتا ہے کہ چند نام جیسے عبدالقادر عبدالقدیر عبدالرزاق ان میں بعد لفظ عبدال چھوڑ
کر نام لینا کیسا ہے عمر و کہتا ہے کہ انسان کو صرف ایسے نام بغیر عبدال ملانے پکارنا کفر ہے لہذا حق کیا ہے؟
اجواب ایسے ناموں سے لفظ عبدال کا حذف بہت بُرا ہے۔ اور کبھی ناجائز و گناہ ہوتا ہے اور بھی

سرد کفر تک بھی پہنچتا ہے قادر کا اطلاق تو غیر پر جائز ہے۔ اس صورت میں عبد القادر کو قادر کہہ کے پکارنا برا ہے۔ مگر قدیر کا اطلاق غیر خدا پر ناجائز۔ کما فی البیضاوی اور اگر کسی کا نام عبد القدوس عبد الرحمن عبد القیوم ہے تو اسے قدوس رحمن قیوم کہنا ایسا ہی ہے جیسے اسے جس کا نام عبد اللہ ہو اللہ کہنا بہت سخت بات ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جس کا نام عبد القادر ہو اسے بھی عبد القادر ہی کہا جائے جس کا عبد القدیر اسے عبد القدیر ہی کہنا ضروری ہے۔ عبد الرزاق کو عبد الرزاق عبد المقدر کو عبد المقدر۔ غیر پر اطلاق قدیر و مقدر میں علماء کا اختلاف ہے کما فی غایۃ القاضی حاشیہ شرح البیضاوی۔ عبد القدوس کو عبد القدوس عبد الرحمن کو عبد الرحمن عبد القیوم کو عبد القیوم عبد اللہ کو عبد اللہ ہی کہنا فرض۔ یہاں عبد کا حذف اشد درجہ حرام و کفر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فتاویٰ ظہیر یہ پھر شرح فقہ اکبر میں فرمایا من قال لمخلوق یا قدوس او القیوم او الرحمن کفر۔ اہ مختصراً بلکہ یہاں تک ظہیر میں فرمایا گیا کہ اذ قال اسماء من اسماء الخالق کفر۔ فتاویٰ ظہیر یہ کی اس عبارت کی بنا پر بظاہر عبد القادر کو قادر کہنا بھی کفر ٹھہرے گا مگر اس صورت میں کہ اس کی مراد معنی لغوی ہو اور وہ کہاں ہوتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں وهو یضید انہ من قال لمخلوق یا عزیز و نحوہ یکفر ایضاً الا ان اراد بہما المعنی اللغوی لا المخصوص الا سہمی۔

مگر بات یہی ہے کہ بعض اسماء الہیہ جو اللہ عزوجل کے لئے مخصوص ہیں جیسے اللہ قدوس رحمن قیوم وغیرہ انہیں کا اطلاق غیر پر کفر ہے ان اسماء کا نہیں جو اس کے ساتھ مخصوص نہیں جیسے عزیز رحیم کریم عظیم علیم حمی وغیرہ۔ بعض وہ ہیں جن کا اطلاق مختلف فیہ ہے۔ جیسے قدیر مقدر وغیرہ۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے شرح فقہ اکبر کی اس عبارت پر اپنے حاشیہ میں فرمایا اقول لیس من ہذا الافادۃ فی شیئی وانما اسماں اسماء الخالق الاسماء المختصۃ بہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشاد کی تائید مجمع الانہر کی یہ عبارت فرماتی ہے۔ اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرہا یکفر نیز حدیثہ ندیم میں ہے واعلم ان التسمی بہذا الاسم حرام وکذا التسمی باسماء اللہ تعالیٰ المختصۃ بہ کالرحمن والقدوس والمہین وخالق الخلق ونحوہا۔ وکذا فی الشرح النووی علی صحیح مسلم کرم و جو علی الاطلاق حکم کفر کرتا ہے وہ صحیح نہیں۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کوہ مزنی ضلع راولپنڈی پنجاب بازار کلاں متصل ہٹل مجیب خاں یرسلہ جناب عبد الرحمن صاحب۔ رجب ۱۳۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل میں (۱) خاکسار تحریک جو کہ تقریباً ہر شہر و قصبہ اور گاؤں میں ہے اور تقریباً ڈھائی لاکھ مسلمان اس میں شریک ہیں عقیدے سے کوئی بحث نہیں جو سب مسلمانوں کے عقیدے خواہ کیسے ہی ہیں اس میں شامل ہوتے ہیں اس کے بانی یعنی عنایت خاں المشرقی نے جو کتاب "تذکرہ" لکھی ہے اس کی وجہ سے سب کو کافر کہنے والا حق بجانب ہے یا نہیں۔ اعتقاد صحیحہ کے بیان اور عمل کرنے کے باوجود پھر بھی زبردستی مرتد اور کافر کہنا کہاں تک درست ہے۔ والسلام مع الاکرام (۲) جس شخص کا یہ بیان ہے کہ میرا عقیدہ صحیح مطابق شریعتِ خرا کے ہے پنج ارکانِ اسلام دیکھو اصول کو مانتا ہوں اور فی المقدرہ عمل بھی کرتا ہوں کسی رنج کی بنا پر اس کو کفر کا فتویٰ دینا کیسا ہے؟

(۳) کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے کہ ملزم کی غیر حاضری اور اس کے بیانات لئے بغیر اس کے خیر کے بغیر اس کو مرتد قرار دیا جائے مرتد کہنے والا کون اور کس گناہ کا مرتکب ہے؟

الجواب (۱) خاکسار تحریک کیا ہے میں نہیں جانتا۔ تذکرہ میں اگر کوئی بات کفر کی ہے تو وہ کفر ہے پھر کفر لزومی ہے یا التزامی۔ اگر کفر التزامی ہے تو جو اس پر مطلع ہو کر کتاب جس کی ہے اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے گا کافر ہو جائے گا۔ جیسے قادیانی کہ نبوت کا مدعی تھا اور توہین و تنقیض کا وائیدار کا مرتکب۔ اس کے مریدین سب کافر مرتدین ہیں کہ اسے بعض نبی جلتے ہیں اور بعض مجدد ملتے ہیں۔ باوجود اس کے اس کی اس گندگی پر مطلع ہیں۔ خاکسار تحریک میں جو لوگ شامل ہوں اگر سب اس تذکرہ کے اس کفر پر مطلع ہیں جو التزامی ہے اور پھر اس تذکرہ والے کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک بھی کرتے ہوں تو خود اس کی طرح کافر ٹھہریں گے۔ اور اگر سب مطلع نہیں تو جو مطلع ہو کر اسے اپنا مقتدا جانے گا بلکہ اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں تردد ہی کرے گا کافر ہو جائے گا۔

خاکسار تحریک میں ہر قسم کے لوگ اگر شامل ہیں تو لاقلاً گنہگار تو ہیں کہ بدنہ ہوں سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ناروا ان سے سلام و کلام ممنوع۔ قال تعالیٰ وَإِنَّمَا يَنْسِفَنَّ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُ الذِّكْرَ لِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ اگر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو مسلمان اس میں شریک ہیں وہ کسی کفر کے مرتکب ہیں نہ کسی کو اس کے کفر التزامی کے باوجود جو محل تاویل ہی نہیں یا اس کے ایسے کفر پر جو معلوم ہو کہ اس نے کفر ہی کے لئے یہ قول کیا اسے مسلمان سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو کافر کہنے والا جو بطور سب و شتم نہ کہتا ہو بلکہ ان کے کفر کا معتقد ہو ان کی تکفیر کو حکم شرع جانتا ہو خود حکمِ حدیث

کافر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اس کی تکفیر کی جائے تو جو شخص بے وجہ اس کی تکفیر کرتا ہے وہ تکفیر بحکم حدیث خود اس کی ناحق تکفیر کرنے والے پر توفیٰ ہے اور اگر بطور سب و شتم کہتا ہے جب بھی سخت گنہگار مستحق نارحی اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر اس شخص کا کفر و ارتداد بروجہ مقبول شرعی ثابت ہو گیا ہو اس کا کلام ناقابل تاویل ہو تو لے کافر مرتد بے اس کا بیان لئے کہا جائے گا۔ اور اگر قول پہلودار ہو تو اس سے پوچھا جائے گا یہ کہنا بشرط صدور قول یا فعل ہوگا کہ وہ قول یا فعل اس سے صادر ہوا ہے تو حکم یہ ہے۔ رہا حکم قاضی تو قضا علی الغائب جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ازدہلی سرائے توپ خانہ مرسلہ مولوی محمود حسن صاحب ۲۷ شوال ۱۳۵۶ھ

میاں بیوی کی ناچاقی بہت تھی لیکن قصور اس میں خاوند کا تھا وہ قصور یہ تھا کہ ایک بچے کو اس کی ما سے جو شیر خوار تھا لے گیا اور اس کا پتہ نہیں دیا ان لوگوں نے ریٹ درج کر دی تب بھی وہ لڑکے کو نہیں لایا اس معاملہ کے اندر اس قدر نا اتفاقی ہوئی کہ لڑکی نے دعویٰ دائر کر دیا اور اس کے بعد جب وہ کچھری میں حاضر نہ ہوا تو لڑکی نے کچھری میں اپنے آریہ ہونے کی درخواست دی۔ درخواست کچھری سے منظور ہوئی اور حکم صادر ہوا کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے اب اسی مضمون پر اگر اس شخص نے اس کو طلاق دے دی آریہ وہ نہ ہوئی بلکہ مسلمان ہی رہی اور اب تک ہے۔ اب اس صورت میں طلاق اس کو جائز ہوئی یا نہیں ہوئی شریعت مطہرہ کے مطابق کیا حکم ہے؟

الجواب عورت اپنی اس درخواست کی بنا پر اسلام سے خارج ہو گئی اس پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے۔ مجمع الانہر شرح ملتی الابحر میں فرمایا من اضمرا الکفر او هم بہ فہو کافر ومن کفر بلسانہ طائعا و قلبہ مطمئن بالایمان فہو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکافر یعرف بما ینطق بہ بالکفر فاذا نطق بالکفر کان کافرا عندنا وعند اللہ تعالیٰ اسی میں ہے اذا عزم بالکفر بعد حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المستمر عالمگیریہ وغیرہ میں ہے القلم احدی اللسانین جب تک وہ تجدید ایمان نہ کرے اس کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا لانہما مرتدۃ ولا یجوز نکاح المرتد والمرتدۃ مع احد۔ كما صرح بہ فی العالمگیریہ وغیرہا۔

اس بارے میں کہ عورت کے کفر سے نکاح پر کیا اثر ہوتا ہے، تین روایتیں ہیں۔ ایک ظاہر الروایت کہ فسخ عاجل ہوتا ہے۔ مگر وہ توبہ و تجدید ایمان و شوہر ہی سے تجدید نکاح باقل جہر پر مجبور کی جائے گی راضی ہو یا ناراض۔ دوسری روایت نوادر، اس میں بھی فسخ عاجل ہے۔ اور یہ کہ عورت باندی ٹھہرے گی تیسری روایت یہ ہے کہ عورت کی ردت سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ بدستور اس کی بی بی رہتی ہے۔ تجدید ایمان کرائی جائے گی۔ قال تعالیٰ بیضا، عقدة النکاح۔ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے حمال باب الفتنۃ۔ فسخ نکاح و بینونت کا حکم نہ ہوگا۔

آج اسی روایت پر فتویٰ ہمارے نزدیک واجب اس مسئلہ کی تفصیل و تحقیق بازغ اور تینوں روایتوں میں صورت تطبیق ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ پہلی دوسری روایت جن میں حکم فسخ نکاح ہے ان پر بھی اگر فتویٰ ہو تو بھی اس طلاق کے وقوع کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ عورت عدت کے اندر ہو۔ مجمع الانہر میں ہے۔ ان النکاح لما انفسخ بالردة كانت المرأة معتدة فان طلقها يقع اور جب کہ تیسری روایت مانع ہوئی تو ظاہر ہے کہ طلاق ہوگئی اگرچہ کتنے ہی زمانہ کے بعد دی ہو کہ جب فسخ ہی نہ ہوا تو عدت کیسی؟ برجنڈی میں ہے قال الفقیہ ابو القاسم الصفا، والفقیہ ابو جعفر و بعض ائمة سمرقند ان ردة المرأة لا یوجب البینونة خاتیمہ میں فرمایا منکوحۃ ارتدت والعیاذ باللہ تعالیٰ حتی عن ابی نصر و ابی القاسم الصفا، انہما قال لا یقع الفزقة بینہما حتی لا یصل الی مقصودھا الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۳۲ ازلام پور محلہ گھیر میاں ضیاء النبی صاحب مسئلہ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ

سرزمین ہند میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے کہ جو یہ کہتا ہے ہندوستانیوں کو اب مذہب سے آزاد ہو جانا چاہئے خواہ کوئی سا مذہب رکھتے ہوں۔ ان کا خیال ہے کہ مذہب ہی بنی نوع انسان میں جھگڑوں اور تباہی کا باعث ہے۔ حالانکہ اس گروہ میں جس قدر ہنود ہیں وہ اپنی قدیمی مذہب کے بقا اور قیام اور ترقی کی بیش از بیش کوشش کر رہے ہیں اور ان کو اپنے قرون سابقہ کی معراج تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ زمینداری کو رفتہ رفتہ یا ایک قلم منسوخ کر دیا جائے اور جائیدادوں پر کاشت کاروں یا گورنمنٹ کا غاصبانہ قبضہ کر دیا جائے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں کا رویہ ضبط کر لیا جائے اگر ان کا رویہ کسی مقروض پر آتا ہے تو قرض کو اصل اور سود سے منسوخ کر دیا جائے اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ جو

نظام تمدن کو چاہے وہ کسی قوم و فرقہ کا ہو اس طور پر جبراً و کلیتہً درہم برہم کیا جائے کہ انقلاب پیدا ہو کر موجودہ نظام حکومت فنا ہو جائے۔

حالاں کہ اس گروہ کے دوش بدوش اور اس سے اشتراک عمل کرتا ہوا ہندو کا وہ گروہ بھی شامل ہے جو اس انقلاب سے فائدہ اٹھا کر قدیم تمدن ہندو کو مع اپنے تمام بت پرستانہ و اوہام پرستانہ ذہنیت کو قائم کر دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ گوشت خور قوم کو اپنے شعار قومی سے ترضیا یا جبراً باز رکھنا چاہتا ہے اور گائے کو دیویت کے تحت پر دوبارہ بٹھالنا چاہتا ہے ان تحریکات کے کچھ مدد و معاون وہ لوگ ہو گئے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے چلے آ رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے مسلمان کے مذہب اور تمدن یا معاشرت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ گروہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ اشتراک عمل کی بیہم دعوت دے رہا ہے مگر مسلمین کا سواد اعظم ان تحریکات کے سخت خلاف ہے اور اپنے آپ کو ان کے مقابلہ کے واسطے منظم کر رہا ہے مگر اول الذکر قلیل گروہ مسلمین کا اس سواد اعظم کو ملک اور انسانیت اور ترقی کا دشمن بنا رہا ہے شرعی ارشادات ان مسائل پر کیا ہیں اور مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب دہریوں اور باجیوں کا وجود آج نہیں عرصہ دراز سے ہے۔ یہ لوگ ابلیس کے ایجنٹ شیطان کے وکیل، شیطنیت کے پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں۔ انھیں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ نہیں۔ جیسے ان کے پیر و استاد ابلیس لعین کو۔ ان بد عقولوں نے خطوات شیاطین کا اتباع کیا۔ ابلیس کے نقش قدم پر چلے تو دین و دیانت ہی کو پیٹھ نہ دی بلکہ عقل کو بھی۔ حیا و شرم وغیرت کو بھی۔ واقعات، محسوسات، مشاہدات جن سے روز روشن کی طرح روشن کہ دین و مذہب کے اتباع ہی سے دینی دنیوی ہر قسم کی ترقیاں ہوتی ہیں۔ اور جس قوم نے دین حق کی پیروی سے روگردانی کی ہے وہ ہی قعر مذلت میں گری اور حنیض تنزل میں پڑی ہے۔ گرنہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔

یہ نمائشی آنکھیں رکھنے والے حقیقہ حقیقی بینائی سے محروم، دل کے اندھے، اس پاگل اندھے کی طرح ہیں جو خاص دو پہر کو جب کہ آفتاب بروجہ کمال روشن و آشکارا ہوا آفتاب کے وجود کا انکار کرے نایمانی کے سہب اسے دیکھ نہ سکے۔ اور پاگل پن کی وجہ سے کسی اور طرح بھی اس کے وجود کو محسوس نہ کر سکے۔ جیسے اس پاگل اندھے کے احساسات باطل ہو گئے۔ جو آفتاب کے وجود سے انکار کرے

یوں ہی ان نابیناؤں کے احساسات باطل ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ آج مسلمان کروڑوں ہیں اور آج سے تیرہ سو برس پہلے کتنے تھے؟ ان نابیناؤں کی آنکھیں چیر کر ان کے کان کھول کر تاریخ ہی کے اوراق دکھاؤ سناؤ۔ جب تک مسلمان دین حق کی بروہ کمال پیروی تعمیل احکام کرتے رہے روز افزوں دن دن دنیا رات چوگنی ترقیات کرتے رہے۔ دین حق کی پیروی سے اس معراج ترقی پر پہنچنے جہاں تک کوئی قوم نہ پہنچی۔ مسلمانوں کے خون کے پیاسے مسلمان کی جان و مال عزت و آبرو سب کے دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے آئے۔ اور آج تک برابر مان رہے ہیں والفضل ماشہدات بہ الاعداء ۶۱۔

جب سے مسلمانوں میں سستی آئی احکام دین حق پر عمل میں تکاسل پیدا ہوا جب ہی سے ان کی ترقیاں بند ہوئیں نہ صرف یہ بلکہ روز بروز انحطاط و تنزل ہو رہا ہے جتنی جتنی مذہب سے دوری ہوتی جا رہی ہے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے وہ قوم جو جاہلیت میں جہالت کا سپیکر تھی وحشت کا مجسمہ ان کی آن میں ایسی ہندوب ہوتی کہ ہادی و ہندوب بن گئی۔ ساری دنیا میں جس کی تہذیب کا ڈھکناج گنا۔ بحر و بر میں جس کی اعلیٰیت کا سکہ بیٹھ گیا۔ وہ قوم جو کنگال تھی لوٹ مار اور طرح طرح کے ظلم و جفا کی خوگر، جو ڈاکو تھی اور سلطنت کی دشمن۔ انھیں دہریوں اور اباحیوں کی طرح سلطنت سے دیکھتے دیکھتے دنیا بھر کی بادشاہت ان کے قدموں پر نثار ہوئی اور اس کے پاؤں چومنے لگی۔ اس قوم کی خلافت سلطنت سے بہت اعلیٰ چیز ٹھہری جس سے وہ قوم نہ صرف بادشاہ بلکہ شہنشاہ تاج بخش بادشاہوں کی ہوئی۔

اس موضوع پر کچھ زیادہ لکھنے کی حاجت بھی نہیں اور فقیر کو فرصت بھی نہیں۔ جو لوگ مسلمان نام رکھ کر اس دہریت اور اس اباحت کے حامی ہیں وہ محض نام کے مسلمان ہیں درحقیقت دہریہ اباحیہ ہیں اگر وہ لوگ تو بہ نہ کریں مسلمان محض ان کے اسلامی ناموں کی بنا پر مسلمان نہ سمجھیں محض نام یا گائے کا گوشت کھانا مسلمان نہیں بنانا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملعون تحریک سے مذہب کا کچھ نقصان نہیں وہ اس پاگل کی طرح ہیں جو قلعہ کی درو دیوار ڈھاتا جاتا ہے اور بکتا جاتا ہے کہ اس سے قلعہ کو کوئی نقصان نہیں۔ حدود الہیہ کو توڑو دائرہ دین کو مٹاؤ اور بکے جاؤ کہ اس سے دین و مذہب کو خطرہ نہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ ان ہی دہریوں اباحیوں کی جماعت کا نام آج کل بولشویک ہے جو اس بولشویک تحریک کا حامی ہے اس سے اسلام سے کوئی علاقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پورنیہ علاقہ بانسی مرسلہ مولوی محمد غیاث الدین صاحب ہونسی مدرس مدرسہ قمر گنج۔

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت مسائل ذیل کی نسبت؟
 (۱) ہنود کا وہ مشرکانہ میلہ جو بتوں کی پرستش کے لئے ہوا کرتا ہے جیسے دسہرہ، جنم اشٹمی، درگا پوجا، کالی پوجا وغیرہم جس میں مراسم کفریہ و شرکیہ کے علاوہ ہر قسم کے ناپح تماشے اور دیگر لہو و لعب ہوتے ہیں اور رنڈیاں بھی منگائی جاتی ہیں ان میلوں میں اکثر ضرورت و غیر ضرورت کی اشیاء ملتی ہیں اور ان میلوں کی نسبت زیادہ تر مسلمانوں ہی سے ہوتی ہے چوں کہ یہی زیادہ تر خریدار و تماشہ میں ہوتے ہیں ان میں بیشتر دوکانیں ہنود ہی کی ہوتی ہیں۔ ایسے میلوں میں مسلمانوں کا بچھیت تماشائی یا بغرض خرید و فروخت شریک ہونا کیسا ہے؟
 (۲) بعض جاہلوں کا یہ طریقہ کہ ایام دسہرہ میں نئی دلہن کے لئے اس کے مناسب حال چیزیں مٹھائیاں خرید کر سسرال بھیجنا ذمہ سسرال والوں کا یہ فعل کہ اشٹمی دسہرہ منانے کی غرض سے نوشتہ کو نذرانہ دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

(۳) دسہرہ وغیرہ کا میلہ بلا ضرورت بطور رسم جانا اور میلہ سے بطور تحفہ چیزیں خرید کر لانا وغیرہ مٹھائیاں وغیرہ

خرید کر بطور ہدیہ احباب کے یہاں بھیجنا کیسا ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب ایسے میلوں میں بچھیت تماشائی جانا حرام حرام حرام بہت اخبث نہایت ہی اشنع کام حکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر انجام ہے۔ حدیث کا ارشاد ہے من کثر سواد قوم فهو منہم۔ خزائن الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابوبکر الطرخانی من خرج الی السدة فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر و علی قیاس مسئلة السدة الخروج الی نیروزا المجوس والموافقة معہم فی ما یفعلون، فی ذلک الیوم۔ اسی میں ہے کذلک الخروج فی لیلۃ التی یلعب فیہا کفرة الهند بالنیران والموافقة معہم فی ما یفعلون تلك اللیلۃ فیلزم ان یکون کفرا و کذا الخرج الی لعب کفرة الهند فی الیوم الذی یدعوه الکفر والموافقة معہم من تزین البقور والافراس والذہاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا۔

ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم۔ جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انہیں مجمع کفار سے علیحدہ قیام چاہئے۔ اول تو جانا ہی نہ چاہئے اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دور کہ ان سے ان کے مجمع میں اضافہ ہو کر اس کی شوکت نہ ہو۔ ان کی دوکانوں سے اس کی زینت نہ ہو۔ ان کے آگے اعلان کفر نہ ہو۔ مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصاً ایسا مجمع جو اظہار و اعلان کفر کا ہو۔ محل لعنت سے یوں بھی تو بچنا ضرور ہے اگرچہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔ تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں مجمع کفار سے بالکل علیحدہ جہاں سے ان کی کفر

ہاتیں دیکھ سکتی ہیں کہ وہ بھی مقصد تجارت یوں بھی حاصل ہوگا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے۔ وہ بھی خریدیں گے نہ خریدنا چاہیں گے وہاں بھی نہ خریدیں گے۔ آج کل تو یہ نری ہوس خام ہے۔ کفار تو مسلمانوں کا ہائیڈرکٹ کر چکے ہیں ان سے وہ ضرورت پر تو خریدنا روا نہیں رکھتے۔ میلہ میں بے ضرورت اور گراں ان کے خریدیں گے، میلوں میں ہمیشہ چیز گراں ہوتی ہے۔ وہ مسلمانوں کو میلوں میں آنے کے روادار نہ ہوتے۔ وہ ممانعت نہیں کرتے کہ مسلمان میلوں میں آئیں اور انھیں موقع ڈھونڈھ کر خوب لوٹیں برسوں سے متعدد مواقع پر ایسا ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ لٹے ہیں مارے جاتے ہیں اور بچھڑ پھونچتے ہیں۔ نہ دین کا لحاظ نہ دنیا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ هوالموفق وهو الہادی۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

(۲) (۳) دسہرہ منانے والے سوال میں جو مذکور ہے ایسا کرنے والے از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں ان پر تہجد یا ایمان تہجد یا نکاح لازم ہے یہ لوگ اگر باز نہ آئیں، تہجد یا ایمان تہجد یا نکاح نہ کریں تو ان سے تاویہ مقاطع کیا جائے سلام کلام میل جول نشست برخاست یک لخت موقوف کیا جائے فتاویٰ صغیری میں ہے من اشتری یوم النیروز شیئی ولم یکن یشریہ قبل ذلک ان ادا بہ تعظیم النیروز کفر۔

شرح فقہ اکبر میں ہے من اهدی یوم النیروز والاد بہ تعظیم النیروز کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

از پبلی بیٹ ملہ ڈرین گنج۔ دوکان حاجی نبی بخش صاحب حاجی صوفی صغی اللہ صاحب سودا گراں تمباکو۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شب میں مسیٰ چھدا کے مکان پر برادری کے لوگ جمع ہوئے باہم گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں مسیٰ ننھو ولد محمد عیوض نے ملاکفایت اللہ صاحب کو فحش الفاظ کہے۔ چوں کہ ہماری برادری میں ملاکفایت اللہ صاحب مذکور معزز بزرگ ہیں سب ان کا ادب کرتے ہیں ہر نوجو ننھو ولد محمد عیوض مذکور کو برادری پنچایت سے خارج کر دیا دوسرے روز صبح کو چھدا مذکور کے مکان پر چھدا مذکور کی لڑکی کی شادی تھی کل برادران کا شادی بلاوا تھا چھدا مذکور کے مکان پر سب برادری کے لوگ جمع ہوئے۔ وہاں پر ننھو مذکور جو برادری سے خارج کر دیا گیا تھا وہ بھی موجود تھا۔ لہذا چھدا مذکور سے برادروں نے کہا کہ ننھو مذکور یہاں کیوں موجود ہیں؟ کیوں کہ یہ برادری سے خارج ہے اس کے ہمراہ لوگ کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس پر مسیٰ اتواری نے کہا کہ خدا کے واسطے آپ سب صاحبان میرے مکان پر

کھانا کھالیجئے۔ چوں کہ سہمی اتواری چھلانڈ کو رکھا چاہے اتواری کے کہنے پر سہمی ولی اللہ نے اتواری سے کہا کہ ایسی ذرا ذرا سی باتوں پر خدا کا واسطہ نہیں دینا چاہئے اور یہ ڈانٹ کر کہا کہ آپ اس کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں برادران کو کھانا کھلانا چاہتے ہو یا صرف نٹھو کو اس پر چھلانڈ نے یہ کہا کہ میرے چچا اتواری نے جو کہا ہے کہ خدا کے واسطے سب صاحب میرے یہاں کھانا کھالیجئے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ اس پر ولی اللہ نے جواب دیا کہ آپ لوگ ایسے موقع پر نہ سمجھتے ہوئے ایسی معمولی باتوں پر خدا کا واسطہ دیتے ہو یہ بات شریعت مطہرہ سے منع ہے آپ ان باتوں کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں کو کھانا کھلانا چاہتے ہو یا نٹھو کو؟ اگر آپ کو نٹھو مذکور کے ساتھ ہمدردی ہے تو نٹھو کا معاملہ طے کر دیجئے تب ساتھ میں کھانا کھاسکتے ہیں ورنہ نہیں کھائیں گے کچھ عرصہ بعد حاجی نبی بخش صاحب تشریح لائے انھوں نے نٹھو برادران کے معاملہ کو معلوم کیا اور نٹھو کا قصور ثابت ہوا لیکن نٹھو نے بیان کیا میں نے بخش الفاظ کوئی نہیں کہا اگر میں نے کہا ہو تو خدا مجھ کو غارت کر دے نٹھو کے اس کہنے پر حاجی نبی بخش صاحب نے نٹھو مذکور کے ایمان پر معاملہ ختم کر دیا لہذا معاملہ طے ہونے پر کل برادران و نٹھو نے ہا ہم مل کر کھانا کھایا۔ اب کچھ نزاع باقی نہیں رہا۔

اس قضیہ کے چند ایام بعد نٹھو کی لڑکی کی شادی تھی نٹھو نے چند حرکتیں خلاف قواعد اصول بنیاست و خلاف شریعت کیں جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) یہ کہ تقریب شادی میں و دیگر معاملات برادری میں برادری کا اصول ہے کہ برادران کے بلا مشورہ کوئی کام نہ ہو اور ہر کام میں سرداران قوم کو ضرور بلایا جائے لیکن نٹھو نے اس کی خلاف ورزی کی۔ (۲) یہ کہ ایک شخص ابن ولد کلن نے اپنی منکوحہ بی بی کو طلاق دے کر کچھ عرصہ بعد بلا حلالہ کئے ہوئے اسی مطلقہ بی بی کو دوبارہ اپنی زوجیت میں استعمال کر لیا جو کہ شرع کے قطعی خلاف ہے۔ بی بی زوجہ حجج برادران نے ابن مذکور کو قطعی برادری سے خارج کر دیا تھا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا۔ تعلقا قطعی منقطع کر لئے۔ لیکن برخلاف برادری کے حکم کے نٹھو و کلن والد ابن ہر دو نے ابن ملزم مذکور سے تعلقا قائم رکھے۔ اس پر برادران نے نٹھو و کلن ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان سے بھی تعلق منقطع کر دیئے اور ملاک غایت اللہ و ولی اللہ نے ہر دو اشخاص کو برادری سے خارج کرنے میں زیادہ کوشش کی ان کی رائے پر کل برادران نے اتفاق کر کے ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان دونوں ملزمان نے بوجہ رنجش کے غلط سوال قائم کر کے فتویٰ حاصل کر لیا جن صاحب سے فتویٰ حاصل کیا ہے وہ صاحب سلی ہیبت کے باشندہ نہیں ہیں باہر کے ہیں۔ سوال و جواب حسب ذیل ہیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع تین اس مسئلہ میں کہ سنی چھلکے یہاں تقریب شادی میں برادر کے لوگ جمع تھے برادرانہ نفاق پر کچھ گفتگو ہو رہی تھی جس میں وقت بہت گزر گیا لہذا سنی چھلکا صاحب خانہ نے جو دھری وکل برادران سے عرض کیا کہ اب سب لوگ خدا و رسول کے واسطے پہلے کھانا کھا لیجئے گا اس پر ولی اللہ و کفایت اللہ نے ٹانٹ کر کہا کہ خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا ہمارے گاہات ملے ہو جاوے دوبارہ کچھ دیر بعد سنی اتواری نے خدا و رسول کا واسطہ دیتے ہوئے کھانا کھانے کے واسطے کہا تو انہیں دونوں شخصوں نے پھر سنی جواب دیا کہ ہر وقت خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا جاتا ہے۔ جس کے لوگ گواہ حسب ذیل ہیں۔

شرع شریف کی مدد سے اس مسئلہ پر کیا حکم ہے اہل محلہ جو دھری صاحب سے حلفیہ اس کی تصدیق ہو سکتی ہے گواہ۔ شیخ ولد قادی بخش۔ گواہ شیخ و محمد عیوض و کلن ولد کریم بخش و ولد حسین و ولد چھدا و عبد الرزاق و اتواری ولد گل و احمد حسین و محمد عیوض و چھدا ولد عبد اللہ و چھوٹے ولد.....

الجواب صورت مستفسرہ میں ولی اللہ و کفایت اللہ دونوں بحکم جمہور فقہائے کرام خارج از اسلام ہو گئے دونوں پر از سر نو کلمہ پڑھ کر توبہ کر کے اسلام لانا فرض و ہر فرض سے بڑھ کر اہم فرض ہے پھر اگر اپنی بیوی کو رکھنا چاہیں تو ان کی رضا سے جدید مہر پر نیا نکاح کریں اور اگر وہ معاذ اللہ اس حکم شرعی پر عمل نہ کریں تو برادری والوں پر فرض ہے کہ ان سے میل جول سلام کلام حقہ پانی بند کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ ہر بات پر نہیں دینا چاہئے اگر کوئی ضروری بات ہو رہی تھی جس کا طے کرنا پہلے مقدم تھا تو اس کو روکنے کے لئے خدا و رسول کا واسطہ ہرگز نہیں دینا چاہئے تھا جب واسطہ دیا گیا تھا تو اس کے جواب میں یوں کہنا تھا کہ خدا و رسول کا واسطہ برحق ہے مگر اس ذریعہ سے ایک ماہم بات پھوڑی نہیں جا سکتی مگر جو کلمہ سوال میں مذکور ہے بہت شیخ و قبیح ہے بہر حال توبہ و تہجد ایمان فرض ہے۔ واللہ اعلم۔

اب از روئے شرع شریف جواب طلب حسب ذیل امور ہیں کہ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے ہے

(۱) یہ کہ غلط سوال قائم کر کے جواب لینا جس سے ولی اللہ و کفایت اللہ کو دلی صدمہ و روحانی تکلیف پہنچی اور توبہ نہ ہوئی۔

(۲) یہ کہ آبن ملزم جس نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دے کر مطلقہ کئے ہوئے دوبارہ اپنے پاس

رکھ لیا جس کو برادری نے خارج کیا اور تعلقات قطع کر لئے تھے اس سے نتھو ولد محمد عیوض و کلن والد ابن ملزم سے ہر دو اشخاص نتھو و کلن کا تعلقات قائم رکھنا۔

(۳) یہ کہ چھدا کا اپنے یہاں ابن ملزم کو بلانا و معمولی بات پر بے موقع خدا کا واسطہ دینا و برادروں کو ایسے اہم ملزم کے ہمراہ کھلانے کی کوشش اس کے شرکار و شریک ہمنوا یعنی نتھو و کلن کی کرنا۔

(۴) یہ کہ یہاں ایک مولوی صاحب کو یہ سوال و جواب دکھلایا گیا مولوی صاحب نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے ایسی صورت میں غلط جواب لکھنے والے پر از روئے شرع شریف کے کیا حکم ہے جملہ برادران

قوم شہزادی بھیت و سرداران قوم ؟

الجواب دھوکا دینا فریب کرنا شدید بد کام ہے ہی۔ خصوصاً مفتی کو فریب دے کر اپنے حسب منشاء

جواب لینا حدیث میں ہے۔ لیس منا من غشنا۔ جھوٹ بولنا افترا کرنا دھوکا دینا یہ مسلمان کا کام نہیں تحریف

کلام یہود کا کام ہے۔ یحس فون الکلم عن مواضعہ۔ جنہوں نے یہ شیخ حرکت کی توبہ کریں اور جن پر الزام کے

لئے کی ان سے معافی بھی چاہیں وہ لوگ حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار زیاں کار گنہگار ہوئے۔ واللہ اعلم۔

(۲) جس نے اپنی مطلقہ بطلاق مغلطہ کو بے حلالہ رکھ لیا۔ اسے بے حلالہ اپنے تصرف میں لایا زانی

ہے اور وہ نابکار عورت زانیہ۔ ان سے تا توبہ قطع تعلق کا حکم برادری کا حکم نہیں حکم شریعت ہے۔ برادری

نے حکم شریعت پر عمل کیا اور عمل کرنا چاہا جس نے نہ مانا اس نے برادری ہی کا جرم نہ کیا شریعت کے حکم حکم

سے سرتابی روگردانی کی۔ حکم شرع مقدس کو پیٹھ دی۔ شرع مطہر کا مجرم ہوا۔ اس سے بھی برادری نے قطع تعلق

کیا اچھا کیا۔ یہی کرنا تھا۔ جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں انھیں برادری سے بند رکھا جائے اور جو ان کا ساتھی ہو

اسے بھی یہی سزا دی جائے۔

(۳) جن لوگوں کو برادری نے بحکم شرع بند کیا تھا چھدا نے انھیں اپنے یہاں بلایا برا کیا۔ بلایا تھا

تو ان سے توبہ و رجوع کے لئے کہتا جب وہ توبہ کر لیتے تو برادری سے کہتا کہ انھوں نے ہمارے سامنے توبہ

کر لی اب ان کی بندش کھول دی جائے برادری اپنے سامنے توبہ کا اقرار لے کر بندش کھول دیتی۔ ان

مجرموں کو بلایا پھر اتنا ہی نہیں ان کا جرم اسی طرح رہتے ہوئے برادری سے مل لینے کی کوشش وہ بھی خدا

کا واسطہ دے دے کر۔ جن شرعی مجرموں کو بحکم شرع بند کیا تھا ان کو خدا کا واسطہ دینا ہی ہے کہ خدا کے

واسطے یہ خلاف شرع کرو۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

خدا کے لئے شریعت کا اتباع کیا جاتا ہے یا معاذ اللہ مخالفت شرع خدا کے واسطے کی جاتی ہے۔ کسی سے مخالفت شرع کرنا گناہ ہے اور اس پر خدا کا واسطہ دینا تو اور بھی اشد حرام ہے۔ اگر اس خلاف شرع کو خلاف شرع سمجھتے ہوئے خدا کا واسطہ دے جب تو معاذ اللہ بہت اشد تر الزام ہے۔ ایسے شخص پر توبہ تجزیہ ایمان تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔ حقیر بات پر تو خدا کا واسطہ دینا نہ چاہئے اور جو دے تو جسے دے پسندیدہ یہ ہے کہ وہ بات نہ کرے۔ در مختار میں ہے۔ فی المختارات قال ابن المبارک سأل لوجه الله او بحق الله تعجبني ان لا يعطيه شيئاً لانه عظم ما حقر الله تعالى کسی ایسی بات پر خدا کا واسطہ دینے سے اس کا کرنا لازم نہیں ہو جاتا جو جائز ہو۔ جب حقیر بات پر خدا کا واسطہ دینے پر نہ کرنا پسندیدہ ٹھہرے تو کسی ناجائز بات پر خدا کا واسطہ دینے اور مان لینے والے کا حکم ظاہر۔ ناجائز بات کا کرنا تو گناہ تھا ہی اس پر خدا کا واسطہ اور گناہ بالائے گناہ ہوا۔

ایسے ہی مسائل کے لئے جو ناحق پر خدا کا واسطہ دے حدیث میں ارشاد ہوا ملعون من سأل لوجه الله رواه الطبرانی بسند رجال الصحيح عن ابی موسیٰ رضی الله تعالیٰ عنہ اسی حدیث کا آگے کا ٹکڑا یہ ہے و ملعون من سأل بوجه الله ثم منع سائله ما لم يسأل بهما یعنی قبیلہ حدیث سے جہاں یہ واضح ہو کہ جس شخص نے ناجائز بات ماننے کے لئے خدا کا واسطہ دیا وہ حکم حدیث مذکور ملعون ہے وہ نہیں سبھی معلوم ہوا کہ ہادری نے حمید و واسطہ نہ مانا اچھا کیا اسے یہ واسطہ ماننا جائز نہ تھا۔ یہ لوگ ملعون نہیں کہ ان سے سوال قبیح کا تھا جس پر خدا کا واسطہ دیا گیا تھا۔ قبیح پر خدا کا واسطہ دینا ہی ملعون کا کام ہے۔ (۴) عفا الله عن اظفئی۔ مفتی نے فتویٰ دینے میں عجلت کی اور غور و تامل سے کام نہ لیا خدا اور رسول

کا واسطہ ماننے سے انکار دیکھ کر وہ حکم لگا دیا سائل نے مفتی کو دھوکا بھی دیا مگر مفتی اگر تامل کرتا تو یہ حکم نہ دیتا اللہ اسے معاف فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۱ مولوی شمس الحسن صاحب محلہ ذخیرہ بریلی۔ ۷ ارذی قعدہ ۱۳۵۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زید نے کہا کہ اگر اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاہا تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سن کر بکرنے کہا کہ توبہ کرو۔ یہ شرکت فی صفات الباری تعالیٰ ہے۔ اس کی مشیت میں کوئی شریک نہیں۔ وہ فاعل مطلق و مختار ہے ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ زید اس پر ہے کہ میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ خدا کی مشیت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وابستہ ہے لہذا اس پر حکم شریعت کیا ہے۔ براہ کرم

اس کا جواب بالتفصیل مع حوالہ جات کتب معتبرہ مرحمت فرمایا جاوے۔
الجواب ایسا کہنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود کے اعتراض کرنے اور شرک کا ترک
 اگنے پر ممانعت فرمائی۔ تو جس چیز سے حضور نے ممانعت فرمادی اس سے باز رہنا چاہئے۔ قال تعالیٰ
 ما تنفکم عنہ فانتہوا۔ اگر کہیں تو یوں کہیں کہ اللہ پھر اس کے رسول بل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہود تو
 اللہ اور آپ چاہیں پر مونہ آئے تھے۔ مگر یہودی صفت نجدی مت لوگ اس پر بھی شرک نہیں
 گئے حالانکہ ایسا کہنا حضور نے خود تعلیم فرمایا ابن ماجہ باب النبی ان یقال ما شاء اللہ و شئت میں یہ دو
 حدیثیں لائے۔

حدثنا هشام بن عمار حدثنا عیسیٰ بن یونس ثنا الاحول الکندی عن یزید بن الاصم عن
 ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلف احدکم فلا یقل ما شاء اللہ
 وشئت ولكن یقل ما شاء اللہ ثم شئت۔ حدثنا هشام بن عمار حدثنا سفین بن عیینة عن
 عبد الملك بن عمیر عن ربیع بن حراش عن حذیفہ بن الیمان ان رجلا من المسلمین رأى فی
 النوم انه لقی رجلا من اهل الکتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ
 وشاء محمد و ذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ ان کنت لا عرفها لکم قولوا ما شاء
 اللہ ثم شاء محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام)۔

نسائی شریف کے باب الحلف میں یہ حدیث ہے اخبرنا یوسف بن عیسیٰ امرأة من جہینة
 ان یہود یا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تنذون وانکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ
 وشئت وتقولون والکعبة فامرهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا و سرب
 الکعبة ویقول احد ما شاء اللہ ثم شئت۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا کرتے تھے کہ اللہ اور محمد
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اللہ اور آپ چاہیں حضور نے اول اسے نہ روکا۔ پھر اس سے ممانعت فرمائی۔
 اگر یہ یہودیوں و باہیوں کا شرک ہوتا تو کیا ایک آن کو بھی وہ ماحی شرک و کفر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر
 صبر فرماتے۔ جب ممانعت فرمادی تو یوں کہنا ممنوع ہو گیا۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایسا کہنے ہلے صفا
 سے (بطور تغلیظ) یہ بھی ارشاد ہوا کہ کیا تم نے مجھے اللہ کا مثل ٹھہرایا۔ بغیر میری مشیت کے کہو ما شاء اللہ اس

حدیث میں بھی یہ نہیں کہ حضور نے اس پر حکم شرک فرمایا ہو اور ان سے توبہ لی ہو۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندویہ میں ابن ماجہ سے حدیث نقل کی ہے ۱۸۵ ج ۲۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہما انہما جاء رجل الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فكلمه في بعض الامر فقال الرجل للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما شاء الله وشئت وقال صلى الله تعالى عليه وسلم اجعلتني لله تعالى عديلا راى معاد لا مماثلا قل ما شاء الله وحده - حضور عليه الصلاة والسلام نے جب اس سے روکا ہے تو ایسا ہرگز نہ کہا جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۵ از بریلی محلہ قلعہ مرشد مولوی عزیز احمد خاں وکیل۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس کے متعلق کہ ایک جلوس راج گدی کا اہل ہنود نکالنا چاہتے ہیں جس میں ہندو اور تاروں کی صورت میں انسان بٹھائے جاتے ہیں اور مجمع عام اہل ہنود کا اس کے ساتھ ہوتا ہے مسلمانوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ بحالی امن اور رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لئے اس جلوس کی جلو میں چلیں اگر مسلمان اس جلوس کے ساتھ چلتے ہیں تو لازمی طور پر اس سے راج گدی کے جلوس کی زینت اور شہرت میں اضافہ ہوتا ہے کیا اس حالت میں مسلمان بلا ارتکاب گناہ کئے ہوئے اس جلوس کی معیت میں چل سکتے ہیں؟ اور اگر نہیں چل سکتے تو گناہ جو ان سے سرزد ہو گا وہ

کس درجہ کا ہو گا؟ بینوا توجروا

الجواب

اس کے حرام حرام حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کفار کے ایسے کاموں کے محض تماشہ کے لئے وہاں چلنا تو حرام ہے۔ نہ کہ رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے۔ کفار سے رشتہ اتحاد کفار ہی کا ہے مسلمان کا کسی کافر سے رشتہ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کا مضبوط کرنا کیسا۔ جو لوگ اس نیت سے شریک ہوئے وہ ضرور کفار سے متحد ہو گئے۔ اسلام سے جدا۔ ایسے امور کفار کے جلوس میں شرکت ہی نہیں اس کے جلوس میں چلنا ان کی تعظیم ہے۔ اور ان کے ایسے امور کی تعظیم سے تجدید ایمان اور تہجد نکاح لازم۔ چاہے یہ تعظیم خود کی ہو یا حکماً۔ آج اگر کسی حاکم کا حکم اس کے لئے مان لیا گیا اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا ہے تو کل بتوں کو سجدہ کا بھی حکم ہو گا اور ایسے بے خرد لوگ جب بھی تعمیل حکم کریں گے اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھیں گے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

یہی لوگ ہیں جنہوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کر کے اسلام کو نظر کفار میں معاذ اللہ ذلیل

کیا ہے۔ کل کافران سے یہی چاہیں گے کہ امن اور رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کے لئے ہمارے ساتھ ان ان کفروں میں ہماری موافقت کرو۔ ہمارے ساتھ بتوں کو سجدہ کرو اور گلہری پوجو اور مہادیو کے آگے ڈنڈو بجالاؤ وغیرہ وغیرہ۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو امن نہ رہے گی مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ تو یہ کافروں سے رشتہ اتحاد کرنے والے اسلام کو کافروں کے آگے معاذ اللہ ذلیل و رسوا ٹھہرائے والے وہ سب کچھ کریں گے جس کے کرنے کا انھیں حکم ہوگا۔ کذاب مخالفین جن میں اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذر نہیں ہمارے لئے تو یہ نجس پر پریگنڈا کرتے ہیں کہ ان کے یہاں کفر کی مشین ہے جس میں دن رات ایسے فتوے ڈھلتے ہیں جس سے کوئی مسلمان محفوظ نہیں رہتا یہ ہر ایک کو کافر بتاتے ہیں خالال کہ یہ ہم پر ان کذابوں کا بدترین افتراء ہے خود ان مخالفین ہی کا اپنا یہ حال ہے جو بالکل ظاہر ہے۔ بالکل واضح بے پردہ۔ مگر چونکہ عوام کو ایسا دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ہم مخالفوں کا منہ بند کرنے کے لئے مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے فتاویٰ سے ایسے لوگوں کا حکم لکھتے ہیں ان کے یہاں تو تکفیر کی مشین مخالفین نہیں بتاتے۔ فتاویٰ مولوی عبدالحی صاحب میں ہے ”ایسے لہو و لعب کفار میں اہل اسلام کو شریک ہونا احترام ہے بلکہ ان کی موافقت و رضا موجب کفر ہوتی ہے۔“

حدیث میں وارد ہے۔ من کثر سواد قوم فهو منہم۔ اور خزائن الروایات میں ہے فی الفصول قال الشيخ ابوبکر الطرخانی من خرج الی السدّة فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر و علی قیاس مسئلة السدّة الخروج الی نیروزا لمجوس و الموافقة معهم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفروا کذا الخروج الی لعب کفرۃ الہند فی الیوم الذی یدعونہ بسرتمی و الموافقة معهم فیما یفعلونہ من تزئین البقور و الافراس و الذہاب الی دورا الاغنیاء یلزم ان یکون کفروا کذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیہا کفرۃ الہند بالنیران و الموافقة معهم فیما یفعلونہ فی ذلک ام اور فتاویٰ بزازیر میں ہے۔ الخروج الی نیروزا لمجوس و الموافقة معهم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفروا اکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منہم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق معهم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر ہذا ذلک کافرا و لا یشعر بہ“ ۱۱

اسی میں اس سوال کے جواب میں ”زید خالد بکر عمر و یہ چار شخص صاحب ریش کلال، شریف صورت اگر نوکری نزد برہمن قبول کریں و بعدہ امور ذیل کے مرتکب ہوں اول جب کہ برہمن بیٹھا ہو

اور زید بکر وغیرہ بھی دربار عام نام پردہ میں بیٹھے ہوں اور بت موسومہ ٹھا کر کو ایک برہمن پوجیری چاندی کے طشت میں لاوے تو برہمن مذکور سر و قد اٹھ کر تعظیم پیشگی کرے زید بکر بھی بخوف ناخوشی و سوراہی و درخواستگی خود و بخیال اس کے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب کہلاؤں گا اور مشاہرہ بند ہو جائے گا ساتھ ہی بنظر تعظیم بت مذکور اٹھ کھڑا ہو۔

دوئم۔ برہمن مذکور بروز تولد بتان خود مجلس جشن برقص زنانہ بدکار بحضور بت قائم کرتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ نوکراں ہمارے آن کر شریک نوروز ہوں۔ اور اگرچہ ہم زریب انجن نہ ہوں مگر ہر ایک نوکران و حاضران مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب سامنے آوے یا بت کا پوجا ہو تو سب کے سب حاضران اٹھ کھڑے ہو کر بت کی تعظیم کریں۔ چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور و تعظیم و تکریم حدیث سے جاری ہے پس زید بکر اکثر تعمیل حکم زینت بخش مجلس مذموم رہتے ہیں باوجودیکہ برہمن مذکور نہیں رہتا ہے۔ زید بکر خود بخود دستور العمل بت پرستی نام پردہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حضور مجلس بت کی اٹھ کر تعظیم کرتے ہیں اور جب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو باادب پیش بت جشن مذکور میں تعظیم کھڑے رہتے ہیں۔ بخوف برخواستگی روگرداں ہو کر علیحدہ ہونے نہیں سکتے۔ بطح زر کھڑے رہتے ہیں۔

سوم۔ جب کہ بت مذکور ایک بت کدہ سے دوسرے بت خانہ میں پہنچایا جاتا ہے تو بڑی تیاری سے مثل اقوام ہند برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے پایادہ جاتا ہے اور تھامی زید و بکر کو یہ حکم عام رہتا ہے کہ اس وقت خوش پوش ہو کر جلوس میں پیچھے پیچھے بت کے تادربت خانہ چلیں۔ چنانچہ زید بکر وغیرہ بغرض تحصیل مشاہرہ خود غلاموشی وعدہ فی السمار رزقکم وامن دابة الخ بخوشی ان افعال کو بجالاتے ہیں۔

چہارم۔ برہمن مذکور کے تعمیل حکم کو مقدم سمجھ کر جان کر روزمرہ اذان سن کر جماعت میں نہیں آتے اور جمعہ کے روز جان بوجھ کر کہ آج جمعہ ہے حکم یا تھمنا الذین امسوا اذا انودی للصلوة من یوم الجمعة فاستعوا لی ذکر اللہ سے روگرداں ہو کر تارک جمعہ ہو کر یہ عذر کرتے ہیں کہ رزق کا معاملہ ہے۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہیں کر سکتے ہیں۔ بظہور امور موجبات کفر متذکرہ صدر جب کے زید بکر استعمال کلمات رد کفر سے فاعل و سالہا سال موجبات کفر پر مہر رہیں تو ان سب کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں و بطح زر زید بکر جان بوجھ کر باز نہ آویں تو کافر اور بیوی ان کی نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور بہ نسبت اولاد ان کے کیا حکم ہے ؟

فقہائے کرام کتب فقہ میں ایسی صورت میں کہ اس میں تحمین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت ان کی عبادت کی ہو حکم کفر رکھتے ہیں۔ اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو جس کا سوال میں ذکر ہے اس پر حکم لزوم تجدید ایمان و تجدید نکاح کا دیتے ہیں۔ خزانة الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابو یوسف الطریحانی من خرج الی السدة فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر ام اگر ان لوگوں میں ایسا بھی کوئی ہو جسے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عقیدت کی سعادت حاصل تھی اور اب بھی باقی ہے تو اس کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ بھی حاضر بعض فتاویٰ میں فرماتے ہیں "دہرہ کی شرکت حرام ہے بلکہ فقہانے اسے کفر کہا (الی ان قال) بخیر الرائق میں ہے یکفر بخروجہ الی نیرونہ الملبوس لموافقتہ۔ آخر میں ان دونوں فتووں کی تائید میں ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی فقیر بھی پیش کرتا ہے۔ زیادہ نہیں صرف ایک سطر۔ من خرج الی السدة ای مجتمع اهل الکفر فی یوم نیرونہ کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانتہم علیہ۔ محض تماشا کی حیثیت سے جانے کا تو یہ حکم ہے۔ کفری جلوس کی پیشوائی اور کافروں سے اتحاد و سگائی پر خدائے جبار و قہار کی کس قدر اشد ترین لعنت ہوگی۔ ایسوں کو فوراً فوراً تجدید ایمان و تجدید نکاح و تجدید حج جب کہ یہی رکھتے ہوں حج کر چکے ہوں لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴ از سورت کھارذا و از متصل بالاپیر، مرسلہ غلام نظام الدین۔ فیض اللہ صاحبان۔
۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ

محمد صلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے علماء اہلسنت و مفتیان ملت مسائل ذیل میں۔

- ۱۔ زید نے اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا کہ سب مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہو کر فلاں نصرانی مرحوم کے لئے رحمت کی دعا کریں۔ لہذا زید کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟
- ۲۔ کافر مشرک مسلمان ہوتی اور چاہتی ہے کہ کسی مسلمان سے نکاح کر لوں۔ اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے اس نو مسلمہ کا شوہر ہے وہ اسے کفر کی طرف پلٹانا چاہتا ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر کسی سے نکاح نہ ہوا تو سمجھا پھسلا کر پھر اسے کفر کی طرف لوٹائے ایسے موقع پر یہ نو مسلمہ فی الفور نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اور ایک کافر اپنے شوہر سے تین ماہ سے زیادہ مدت سے علیحدہ ہے اور اب مسلمان ہوتی

اس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب زید بے قید اپنے اس اعلان ہادم ایمان کے سبب شدید گنہگار مستحق نار مستوجب غضب جبار ہے۔ اسے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح چاہئے اگر نبی رکھتا ہے۔ نصرانی یا کسی کافر کو مرحوم کہنا لکھنا حرام حرام حرام سخت اجنبت و اشنع بد کام ہے۔ اور اس کے لئے اس کے مرنے کے بعد دعا و رحمت کرنا کرنا تکذیب قرآن ہے قال تعالیٰ استغفر لہم اولاد استغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم و قال عز من قال سواء علیہما استغفرت لہما اولم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم و قال تعالیٰ ولا تصل علی احد منہم مات ابد اولاد تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ و رسولہ و ماتوا و ہم فاسقون و قال تعالیٰ و من یشرك باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنتہ و ما اولئہ النار و قال تعالیٰ ما کان النبی و الذین آمنوا ان یتستغفروا للمشركین ولو کان اولیٰ قرابی من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم ۵ تفسیرات احمدیہ میں حضرت سیدی عارف باللہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ المراد من الصلوۃ الدعاء للمیت والاستغفار لہ و هو ممنوع فی حق الکافر۔ اسی میں ہے الدعاء والاستغفار منع مطلقاً فی حق المیت الکافر ۱۱۔

حریمہ پر عدت تو نہیں مگر فی الفور نکاح بھی نہیں کر سکتی ہے کہ بعد اسلان زن یہاں، جہاں حکومت اسلامیہ نہیں تین حیض کی مدت گزارنا قائم مقام انکار اسلام زواج ٹھہرائی جائے گی کہ عرض اسلام یہاں نہیں ہو سکتا۔ جب تین حیض کی مدت گزر جائے گی تو حکم فرقت ہو گا۔ وہ بات نہ دوہری طرح ہو سکتی ہے حکومت اسلام جہاں ہو وہاں شوہر پر عرض اسلام کیا جائے اور وہ انکار کرے تو فرقت ہو گی۔ اور جہاں حکومت اسلام نہیں وہاں تین حیض کی مدت گزر جائے اور اس مدت میں شوہر اسلام نہ لائے تو یہ مدت حیض گزرنا اس کے انکار کے قائم مقام ہو کر فرقت ہو گی۔ در مختار میں ہے لو اسلم احدہما فی دار الحرب و ملحق بہا لمرتین حتی حیض ثلاثا قبل اسلام الاخر اقامۃ لشرط الفرقۃ ۱۱ رد المحتار میں ہے قوله اقامۃ لشرط الفرقۃ) و هو مضی ہذا المدۃ مقام السبب و هو الالباء ۱۱۔ تفریق القاضی۔ واللہ تعالیٰ اعلم عورت کی حفاظت کی جائے اس کے کافر شوہر سے اسے ملنے نہ دیا جائے کہ وہ اسے معاذ اللہ مردہ بنا سکے۔ عورت جب اسلام لائی ہے خدا سے اور ہمیں سب کو اسلام پر ہمیشہ قائم رکھے تو وہ ایسے موقع پر کیوں کھڑی ہو جہاں شیطان اور اس کی ذریت اسے بھگائے اور اس کے بہک جانے

کا اندیشہ ہو۔ بعد مضمی مدت کسی مسلم سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پہلی بھیت مرسلہ حبیب احمد صاحب رضوی قادری سہیلی بھیتی۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) مسلمانوں کی کون کون قومیں رذیل ہیں۔ جواب بحوالہ کتب اور مدلل مرحمت ہو۔

(۲) اصل اور کم اصل کی تعریف کیا ہے اور ان کی شناخت کیا ہے؟

(۳) محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ مولوی نذیر حسین۔ مولوی اسمعیل مقتول۔ رشید احمد گنگوہی۔

خلیل احمد نبیٹھی۔ اشرف علی تھانوی۔ شمار اللہ امرتسری۔ عبداللہ حکیم الوہی۔ سر سید احمد خاں سہجری۔ مرزا

غلام احمد قادیانی۔ مرزا حیرت دہلوی۔ عبدالمجید خاں وغیرہم جنھوں نے فرق باطلہ کی بنیادیں ڈالیں یا ان

کی تبلیغ کی دعویٰ نبوت کیا یہ سب اور ان کی قومیں رذیل ہیں یا نہیں؟

(۴) اصل طیب کے اکثر یا چند افراد بد مذہب ہو جائیں تو وہ اور ان کی ساری قومیں رذیل کہلانے

کی مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔ جواب مدلل مع حوالہ کتب مرحمت ہو۔

الجواب مسلمان سب بغزت اسلام معزز ہیں۔ قال تعالیٰ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین۔

اسلام عزت ہے۔ کفر ذلت۔ کافر ذلیل بلکہ ذلیل تر ہیں قال اللہ تعالیٰ اولئک فی الاذلیلین۔ پھر تقویٰ و طہارت

عزت و کرامت ہے۔ اور فسق و فجور ذلت و حقارت و ذلت قال تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

اس خالص دینی عزت اسلام پھر عزت تقویٰ میں سب برابر نہیں جو اتقی از روئے ایمان اتقی ہے

وہ زیادہ معزز اعز المؤمنین اکرم المتقین ہے جس کو ایمان و تقویٰ سے جس قدر حصہ ملا ہے اتنا ہی وہ عزت

والا ہے۔ یوں ہی دنیوی عزت میں چھٹائی بڑائی ہے خدانے بادشاہ کو عزت دی اس کی دولت اس کی

عزت اس کی حکومت۔ فقیر محتاج اس عزت دولت کرامت سے بے نصیب ہے۔ بیچ میں جو جتنی دولت

و حکومت و امارت رکھتا ہے اتنا ہی معزز ہے۔ اس میں چھٹائی بڑائی ہے۔ یوں ہی باعتبار اخلاق فسق

مراتب ہے۔ یوں ہی باعتبار انساب۔ یہ ہو سکتا ہے اور ہوا ہے اور ہو گا کہ ایک فقیر جو عزت دنیا سے بالکل

بے نصیب ہو وہ بغزت دینی و قوت ایمانی و کرامت تقویٰ سے عند اللہ بادشاہ وغیر معززین سے اعز ہو۔

پھر ایک عزت و شرافت شخصی ہے ایک نوعی ایک جنسی و صنفی۔ تو اگر کوئی نوعی یا جنسی شرافت نہیں رکھتا

تو شخصی سے بے نصیب ہونا کیا ضرور ہو سکتا ہے کہ شخصی شرافت کے اعتبار سے اعز ہو اگرچہ دوسری قسم کی

شرافت اور عزت سے خالی ہو۔ سوائے عزت و شرافت و کرامت ایمانی و دینی اور اقسام عزت و شرافت و کرامت کا انکار عقل و نقل سب کو پیٹھ دینا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ تعین سے کہلوایا جائے کہ مسلمانوں کی کون کون سی قبمیں رذیل ہیں اس قسم کے سوال کا جواب حضور پر نور قائم عزت و ہر نعمت سرکار عالی شان شہنشاہ نبوت و رسالت کے کلام معجز نظام خیاں کم خیاں فی الجاہلیۃ سے روشن۔

قرآن و حدیث و فقہ کے خدام پر تو ظاہر ہی ہے مگر ہر ذی عقل پر یہ روشن ہے کہ "خدا بیخ انگشت یکساں نکرد" فلا انساب بینہم یومئذ۔ واتبعت الازد لون اور انا جعلنا کم شعوبا و قبائل الایہ کی تفاسیر اور حدیث عن انس ابن مالک قال قیل یا رسول اللہ متی نترک الامر بالمعروف والنہی عن المنکر قال اذا ظہر فیکم ما ظہر فی الامم قبلکم قلنا یا رسول اللہ وما ظہر فی الامم قبلنا قال الملك فی صغارکم والفاحشۃ فی کبارکم والعلم فی مرذالتکم (ابن ماجہ) اور حدیث اذا کان الحفاۃ العزاة مرؤس الناس فذاک من اشراطہا (ابن ماجہ) وغیرہ وغیرہ کثیر احادیث و اقوال صحابہ و علماء سے ظاہر۔

اصل طیب وہ جو فضائل کی حامل اور اخلاق حسنہ طیبہ رکھتی ہو۔ کم اصل وہ جو اس سے خالی ہو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو باعتبار نسب کم اصل ہو مگر خود فضائل عمدہ خصائل کا حامل ہو کہ شخصی عزت سے اعلیٰ درجہ کا معزز ہو۔ مگر یوں معزز ہو کہ جنسی و نوعی عزت کا اگر منکر ہو گا تو عقل و نقل سب سے روگرداں ہو گا۔ پان باعتبار اپنی نوع کے معزز ہے۔ اگرچہ کسی عارض سے کوئی پان کڑوا ہو۔ اس کی کڑواہٹ کو دیکھ کر کوئی کہے کہ پان کی نوع اچھی نہیں ہوتی۔ اس میں اور نسیب میں کیا فرق ہے؟ تو ایسا شخص عقل سے ماری بھی کہا جائے گا یا معاند۔ کھٹے آم کے درخت میں کوئی پھل خوشبودار خوش مزہ ہو اس سے کوئی ماقل اس درخت کو شیریں آموں کے درخت کے برابر نہ ٹھہرائے گا۔ یہ ہوا اور ہے اور ہو گا کہ اصل طیب کے بعض افراد بگڑ کر کسی اور عزت کے مستحق نہ رہے ہوں اور ان کی وہ عزت نسیب وغیرہ لائق اعتبار نہ رہی ہو۔ یوں کم اصل کے بعض افراد فضائل سے آراستہ عمدہ خصائل اچھے اطوار بہتر شمائل کے حامل ہوں اور ان فضائل کو دیکھتے ان کی کم اصلی ان کے آفتاب فضائل کی تجلی میں گم ہو جائے۔ شرافت نسیب وغیرہ کا اعتبار عقلاً و شرعاً ہر طرح بہت جگہ ہوتا ہے اور بعض مواقع پر نہیں کیا جاتا۔

امام فخر الدین رازی زبیراً یہ کریمہ ان اکرمکم عند اللہ انفقکم فرماتے ہیں فان قيل هذا صبی علی عدم اعتبار النسب وليس كذلك فان للنسب اعتبارا عرفا و شرعا حتی لا یجوز تجوز الشر

ہاں پہلی فنقول اذا جاء الامر العظيم لا يبقى الامر الحقير معتبرا وذلك في المحس والشرع والعرف
 اما المحس فلان الكواكب لا ترى عند طلوع الشمس ولجناح الذباب دوى ولا يسمع عند ما يكون بعد
 قوى واما في العرف فلان ما جاء مع الملك لا يبقى له اعتبار ولا اليه التفات اذا علمت هذا فليهما
 في الشرع كذلك اذا جاء الشرف الدين الاله لا يبقى الامر هناك اعتبارا لان نسب ولا نصب الا ترى
 ان الكافر وان كان من اعلی الناس لها والمؤمن وان كان من ادلهم لها لا يقاس احدهما بالآخر و
 كذلك ما هو من الدين مع غيره ولهذا يصلح للمناصب الدينية كالقضاء والشهادة في كل شریف
 ووضع اذا كان دينا صالحا عالما ولا يصلح لشيء منها فاسق وان كان قریب النیب وفاروق النیب
 ولكن اذا اجتمع في اثنين الدين المتين واحدهما نسیب ترجح بالنیب عند الناس لا عند الله لان
 الله تعالی يقول وان ليس للانسان لاما سقى وشرف النیب لا یکتسب ولا یحصل یسعی بل علی قاری
 مکی لکھے ہیں مدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النیب المعتبر فی الدنیا الا العقبی مواہب لدنیہ
 کی شرح زر قانی میں ہے انما یبظر الاصل والعنصر عند التقبیل بالفضائل والتخلی عن الرذائل۔

اشخاص مذکورین فی السؤال اگرچہ نسبتا اور مال و دولت کے اعتبار سے کیسے ہی زیادہ گئے جاتے
 ہوں مگر جب وہ کفر و ارتداد وغیرہ ذلتوں کے گڑھے میں گرے اور نجاسات فسق و ابتداء و کفر و ارتداد سے
 ملوث ہوتے اور ان کی وہ فانی عزتیں ساقط اور بے اعتبار ہو گئیں مگر ان اشخاص کے اپنی عزت پھونک
 دینے سے ان کی قومی عزتیں نہ جاتی رہیں۔ اصل طیب کے بعض افراد اگر گمراہ یا بد مذہب ہو جائیں یا
 معاذ اللہ لوہیں فرض کیجئے کہ سب ایسے ہو جائیں تو اس سے ان کی اصل میں خرابی نہ ہوگی وھذا ظاہر
 واللہ تعالی اعلم۔ قیامت کے قریب جب کوئی لالا الا اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو کیا ان سب افراد کے
 کفر کے سبب شرافت انسانیت و کرامت آدمیت ہی جاتی رہے گی اس وقت بھی جو کفار ہیں اگرچہ وہ اپنے
 کفر کے سبب اذلیں میں ہیں مگر شرافت انسانیت و عزت آدمیت رکھتے ہیں اگرچہ کفر کے سبب کہیں وہ
 اعتبار نہیں کی جاتی اور کہیں اس حال میں بھی اس کا اعتبار موجود۔ واللہ تعالی اعلم۔

۳۸ مسئلہ از شہر کہنہ بریلی کانکر ٹولہ مسئلہ شمشاد علی خاں اور کمال الدین صاحب۔ محرم الحرام ۱۲۵۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مقتیان شرع متین عنایت اللہ خاں مشرقی کی بابت جس نے اپنی
 تصانیف "تذکرہ" وغیرہ میں نماز روزہ حج و زکاة کلمہ شہادت کے بنیاد اسلام ہونے سے انکار کیا ہے۔

تذکرہ ص ۲۱ میں ہے کہ یورپ کی قومیں اب بھی ہمدردی جہاں بھی ہیں ان میں ایفار عہد کا حاصل ہوا ہے۔ آگے چل کر لکھتا ہے اسی لئے صحیح معنوں میں متقی و محبوب خدا ہیں۔ تذکرہ دیباچہ ص ۱۹ پر ہے "و توفی سے کہا جاسکتا ہے کہ عرب کی امت اسلام کے الہی اور نبوی تمیز پر تیس برس سے زیادہ قائم نہ رہ سکی" تذکرہ دیباچہ ص ۹ "قرآن کی الصلاۃ (نماز) صرف ایک لوگ کا بیخ وقتہ سلام ہے" آگے چل کر کہتا ہے "مگر یہ بات قطعاً نہیں۔ تذکرہ دیباچہ ص ۲۳ آج بھی الصلاۃ نماز وہ شے ہے جو وہی تکلیف دل وہ تینہ غیر اطاعت وہ ضبط نفس وہ توقیت عمل وہ اخوت اور موالات وہ تعاون محافظت پیدا کر دے جو ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لئے ہوئے پیغام میں مقصود تھی محمدی نماز کے ظواہر و ارکان سے اس کو کچھ سروکار نہیں۔ اور جس طرح نتائج پیدا ہو جائیں اس کی نظروں میں ہارگاہ خدا میں مقبول ہیں۔" تذکرہ ص ۹ "ادھرا متوں نے اپنے رہنماؤں سے ذاتی عقیدت اور نیاز مندی ظاہر کرنے کو اور حسب مطلب احکام کو ضرورت سے زیادہ اہم سمجھنے میں ناروا غلو کیا۔"

"پھر ایک سطر بعد ہے "پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے خدائی قانون کی تعمیل کرنے اور ان کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے موسوی گوتھی، عیسائی، محمدی بن گئے انھیں کو سراہنا ان کو اپنے اعمال و افعال میں بت بنا لینا جزو دین جانا چار سطر بعد لکھتا ہے "عیسائی مسیح کو پچہ ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے ڈاڑھیوں تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا یہودی تیسوں کے پیچھے لگ گئے، بدھ چلہ کشی میں مصروف ہو گئے۔ گرنے فوراً تیش کو خدا سمجھ لیا۔ پھر حج جا تری نماز زکاۃ روزے برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔"

تذکرہ ص ۱۱ میں ہے کہ اسلامی جماعت کے اندر سب نظری اور اعتقادی سب قولی اور اعمالی سب اتباعی اور غیر اتباعی سب شرعی اور فقہی تفرقے کے برخلاف ہوں سب کو علانیہ مٹانا چاہتا ہوں سب مطیعوں اور مطاعوں مرید و مرادوں کو خدا کی سرزنش کا قطعی اہل سمجھتا ہوں۔ اور عذاب آخرت کا مستحق۔ ایک قول اس کا مرقومہ ص ۹۸ بھی قابل دید ہے کہتا ہے "اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر ہم بہت شکنجے کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم و صلاۃ حج و زکاۃ کو رہنا یا ماداً یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔" تذکرہ ص ۱۱

شروع کرنے سے پہلے لکھتا ہے "تہدییۃ الی اللہ عزوجل سرب اننی قد جئتک بشیئ غریب مما اتیتنی من لدنک وقلبی وجل اننی لارجح الیک فی یوم لا یریب فیہ فستعلنی عما فعلت فتقبل منی واصلح لی فی تدبری وثبت بہ فؤادی واجعل افئدۃ من الناس تموی الیہ فیعلموا انہ الحق منک فتحیت لک قلوبہم سرب واصلح المؤمنین واهدہم بنورک فی ہذا کما اصلحتہم وهدیتہم من قبل فانہم قوم لا یعلمون سرب اخبرتہ انہم لہا کون من قریب فاتیتہم بنبأ عظیم" مبارک عظیم کی تشریح اردو ص ۶ پر کر کے لکھتا ہے۔ "یہی اس مبارک عظیم کا لب لباب تھا جو محکمہ قضا و قدر کے آستانہ عظیم سے نبیوں کو ملی اور یہی سچی نبوت ہے یہی انتہا علم و خبر ہے کمال کشف و اکشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل ماسوا کا علم بیچ ہے"۔

الجواب ان ناپاک اقوال میں بہت اقوال بدتر از ابوال وہ ہیں جو صراحتاً ہادم اساس دین و ایمان، نانی و منافی اسلام مومنان ہیں جن میں کوئی تاویل دور کی بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کا قائل اور قابل یقیناً کافر قادیانی مرتد سے زائد اصرا کفر۔ اس کے کفر و استحقاق عذاب میں اصلاح شک و تامل کو راہ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ وہ مسلمانوں ہی کو کافر نہیں ٹھہراتا بلکہ خود اسلام کو معاذ اللہ کفر اور اپنے گڑھے ہوئے خود ساختہ تخیل کو مبارک عظیم اور سچی نبوت اور انتہا علم و خبر کہتا ہے جس کے بالمقابل ماسوا کا علم بیچ بتاتا ہے۔ اپنی نبوت کا اشعار کرتا ہے۔ کفار کے صحیح معنی میں متقی اور محبوب خدا ہونے کا اقرار کرتا ہے اسلام و مسلمین کے کفر و کفار ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم والعیاذ باللہ تعالیٰ ربنا الخ العظیم وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۵۷ از
مسئلہ زین الدین صاحب ۶ رذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) والدین اگر بے دین ہوں یا مرتد تو ان کا نفقہ لڑکے پر واجب ہے یا نہیں۔ (۲) والدین مرتدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب والدین اگر کافر ذمی ہوں تو ان کا نفقہ ذمہ ولد مسلم موسر قضا کر بھی واجب ہوگا جب کہ وہ کسب پر قادر نہ ہوں۔ اور اگر ولد معسر ہو تو صرف دیانتہ بقدر طاقت۔ یوہیں اور حسن سلوک غیر کفر و معاصی میں ان کی اطاعت بعض صور میں واجب بعض میں جائز لقولہ تعالیٰ وبالوالدین احسانا

وقوله عز وجل وصاحبهما في الدنيا معروفاً كفو وشرك ومعاصي میں ان کی اطاعت کفر و شرک و حرام ہے
قال تعالى وان جاهدك على ان تشرک بى ما ليس لك به علم فلا تطعهما۔ وقال عليه الصلوة والسلام
لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ وقال عليه الصلاة والسلام انما الطاعة في المعروف۔ اگر اس امر میں
جس کا حکم والدین وغیرہ ایسے شخص نے دیا جس کی اطاعت چاہئے اس کی نصیحت اس کا نفع نہیں کے نقصان
کا دفع اور اس کی تکمیل و ترویج احوال ہے تو اطاعت واجب ہے اور اگر ایسے ایک امر مباح کام کا امر ہے کہ
اس کے حق میں اس کا عدم وجود برابر ہے تو اطاعت مباح ہے واجب نہیں۔

غرض جو بات شرعاً پسندیدہ و مقصداً تکمیل ہو اس میں اطاعت لازم یا جائز ہے۔ معصیت میں ہرگز
ہرگز اطاعت نہ کی جائے اگرچہ والدین مسلمان ہوں۔ حدیقہ ندویہ میں ہے الحاصل ان کل من لزمتہ طاعة
غیرہ کا لابن یجب علیہ طاعة الویہ فیما هو طاعة والرعية یجب علیہم طاعة السلطان فیما هو
طاعة والزوجة یجب علیہا طاعة الزوج فیما هو طاعة والعبد یجب علیہ طاعة مولاه فیما هو طاعة
كما اذا صلح الامر من الامرین الی المامورین فیما هو نفع فی حقهم ونفع لهم وتروية لاحوالهم و
تکمیل لنقصانهم یجب طاعتهم فی ذلك واما فی الامر بالمباح الذی وجودہ فی حق المامورین وعدم
وجودہ سواء ولا انتفاع لهم به ولا دفع ضرر به عنهم فان طاعتهم فیہ جائزة مباحة غیر واجبة
كما قررناہ وحررناہ فی حق امر السلطان فی غیر هذا الكتاب۔

یو ہیں جس میں امرین کا وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو مگر امر کا
نفع جائز نیز اس کا دفع ضرر نہ ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا چاہئے اور جس
میں ان کا نفع اور ان کے ضرر کا دفع نہ ہو گا وہ مباح ہو گا۔ وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے
دفع ضرر نہ ہو مگر اس کا نفع جائز یا اس کا دفع ضرر ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا
چاہئے جب کہ مامور کے امکان میں ہو۔

اختلاف دین سے سوا والدین واجداد اور جدات از قبل اب و اُم و فروع و زوجہ جب کہ یذمی ہوں
اور لوگوں کا نفقہ ساقط ہوتا ہے۔ اور اگر اصول و فروع و زوجہ حربی ہوں تو ان کا نفقہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔
حدیقہ ندویہ میں ہے یجب علی الولد المسلم نفقة الوالدین الکافرین اذ عجز عن الکسب۔ اسی میں
شرح درر سے ہے لانفقة مع الاختلاف دینا الا لزوجة والاصول والفروع الذمیین لقوله تعالیٰ

صاحبہما فی الدنیا معروفہا وفسرہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحسن العشرۃ والجداد والمجدات
 کالابویں ولایجبہ المسلم علی انفاق ابویہ الحربیین ولا الحربی علی انفاق ابیہ المسلم والذمی لان لا یتحقیق
 بطریق الصلۃ لنتی عنہ برہم لقولہ تعالیٰ انما ینظکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین۔ ولہذا الایمیر
 الامرئ بین من ہو فی داننا و بینہم وان اتخذت ملتہم وقیدنا بالذمیین احترار لمن الحربی والمتأسمن
 اما الاول فلانا نہینا عن الباقی حق من یقاتلنا واما الثانی فلعرضیہ اذ یلحق بلاصادق وجب علی المسلم
 خد متہما۔ ای الوالدین الکافرین یجب علیہ ایضا برہما ای الاحسان الیہما بقدر ما زیارتہما فی بعض
 الاحیان الا ان یخاف الولدان ان یجلباہ ای ابواہ الکافرین علی الکفر والتذیبین بدینہما فیجوز لہ ان
 لا یزور حیث یشی ولہذا اذکر فی تنویر الاحبار وغیرہ من الحضانۃ علیہما تجب للذمیۃ کالمسلمۃ ما لم یعقل
 الصغیر دینا وان یالف الکفر کذا فی الخلاصۃ۔ ولا یجوز ان ولد المسلم یقودہا ای الوالدین الکافرین
 اذا عمیا الی البیعۃ والکنیہ لاعانتہ لہما علی الکفر ہوا یجوز انما یقودہا ای والدیہ منہما علی المنزل
 قال الوالد رحمۃ اللہ علیہ فی مسائل المتفرقۃ من شرحہ علی الدرر معزی علی القدسی لایقاد الا علی
 علی البیعہ ویقاد منہما ونحوہ فی البزازیۃ وغیرہا۔

عالمگیریہ میں ہے مجبر الولد الموسر علی نفقۃ الوالدین المعسرین مسلمین کانا و ذمیین
 قد را علی الکسب اولم یقدر بخلاف الحربیین المتأسمین ولا یشارک الوالد الموسر احداً فی نفقۃ ابویہ
 بمعسرین کذا فی العنایۃ۔ اسی میں ہے ولا تجب النفقۃ فی اختلاف الدین الا للزوجۃ و
 الوالدین والجداد والمجدات والولد وولد الولد۔ اسی میں ہے۔ لایجبہ المسلم والذمی علی نفقۃ
 والدیہ من اهل الحرب ان کان مستأسمین وكذلك الحربی الذی دخل علینا بامان لایجب علی
 والدیہ النفقۃ اذا کان مسلمین او کان من اهل الذمیۃ کذا فی المحیط۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے۔
 اما اطاعتہما فی غیر المعاصی فواجب بقدر ما امکن ولہذا قال علیہ السلام فی اطاعۃ الوالدین
 وان امراک ان تخرج من اهلك ومالك وبهذا اشرع الاحسان والنفقۃ علیہما علی الولد یحرم
 علیہ ابتداء قتلہما وان کانا کافرین علی ما یدل علیہ قولہ وصاحبہما فی الدنیا معروفہا فی ترضیہ
 الشرع ویقتضیہ الحرم والی کلہ یشیر کلام صاحب الہدایۃ حیث قال فی باب النفقۃ وعلی ابویہ
 واجدادہ وجداتہ اذا کانوا فقراء وان خالفوا فی دینہ اما الوالد ان فلقولہ تعالیٰ وصاحبہما

فی الدنیا معروفانزلت فی الابوین الکافرین ولیس من المعروف ان یعیش فی نعم اللہ تعلیٰ
وتزکھما بموتان جوعا واما الاجداد والحجرات فلانهم من الایاء والامهات وبہ ایضا تمسک فی
کتاب الجہاد ان الابن ان وجد اباه فی صف المشرکین لا یقتل ابتداءً وان قصد الاب قتله
بھیث لا یمکن دفعه الا یقتله لایأس بہ لانه دافع حیث لا قاصد۔

ان عبارات سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ معصیت میں ماں باپ سلطان کی اطاعت نہیں ہے۔
اور غیر معصیت میں بعض نے مطلق و جوب معلوم ہوا کہ بعض میں یہ ہے کہ بعض امور میں اطاعت واجب
بعض میں مباح۔ اور قضیہ نظر فقہی یہی ہے کہ مطلقاً وجوب نہیں۔ اللہ اور رسول سے زائد اطاعت کس کی
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوامر میں بعضیت ہے۔ بعض وجوب کے لئے اور بعض ارسال میں۔ یوہیں
تفصیلات ہونا ضرور کہ جس مباح کی ماں باپ۔ سلطان تاکید فرمائیں امر برائے وجوب کریں یعنی اس کام کو
بامور پر لازم کریں وہ واجب ہوگا۔ اور اگر امر بطور امر ارشادی ہو تو مباح ہی ہو جائے گا۔ ہذا عندی
والعلم بالحق عند ساجی۔

مرتد کا کوئی نفع نہیں۔ جیسے حربی کالیوں ہی مرتد کا بلکہ اس سے زیادہ کہ مرتد سے تو نری معات
بھی نا جائز ہے۔ کہ اس کے ساتھ صلہ حسن سلوک اس کی اطاعت شعاری فرمانبرداری مرتد کے لئے
نہیں مگر توبہ و رتہ تلوار۔ مرتد والدین حربی والدین سے بدتر ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از شہر کہنہ محلہ روہیلی ٹولہ محمد رضا خاں صاحب۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ
علمائے دین کیا فرماتے ہیں عنایت اللہ مشرقی کی بابت اور اس کے اتباع کی بابت اس کی حجر
میں شامل ہو کر خاک رہنے کی بات؟ آج کل بریلی میں لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے چلے جاتے
ہیں۔ اس کے اقوال اور اصلیت سے ناواقف ہیں۔ چند اقوال لکھ کر اس کے اور متبعین کی بابت حکم شرعی
مطلوب ہے۔ تذکرہ صفحہ اول میں تہدیب الی اللہ کے ضمن میں عربی عبارت لکھتا ہے۔ «سب اخبرتی
انہم لہا لکون من قریب فاتیتہم ربناً عظیماً» پھر دیباچہ کے صفحہ پر لکھتا ہے «یہی اس نبی عظیم
کالب لباب تھا جو حکمہ قضا و قدر کے استاد علیہ سے نبیوں کو ملی اور وہی سچی نبوت ہے یہی انتہا علم و خیر
ہے کمال کشف و اکتشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل سب ماسوا کا علم بیچ ہے۔ سب کتر معاملوں
کی خبر بیچ ہے» دیباچہ تذکرہ صفحہ پھر لوگ انبیاریکی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور ان کو

ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کی بجائے موسوی۔ گوتمی۔ عیسائی اور محمدی بن گئے اور ان کو سراہنا ان کو اپنے اعمال و افعال میں بت بنا لینا جزو دین جانا۔

”پھر دو تین سطر بعد لکھتا ہے:“ عیسائی پر سچ ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے دائرہ ہیوں اور تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا۔ پھر دو سطر بعد لکھتا ہے۔ پھر حج جا تری نماز، زکاة، روزے، برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔ الخ تذکرہ ص ۷۷ نبی آخر الزماں علیہ السلام کا واحد صبح نظر روئے زمین پر غلبہ حاصل کرنا اور امت عرب کو بقادر دوام کے معراج پر پہنچانا تھا یہی ان کے مبعوث ہونے کی واحد اور صحیح غرض تھی۔ تذکرہ ص ۷۷ کوشن علیہ السلام تذکرہ ص ۷۸ اگر حج اسلام کسی بڑی بڑی پگڑیوں والے مولوی حضرات یا گزگز بھریں دائرہ ہیوں والے فقیہوں کی کم نگہی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلوں استنجاؤں پانچاموں اور عاموں اور دائرہ ہیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اس کی اشد شدید حکمت اور مبلغ علم حیض و نفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں آئین بالہجرت عین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں۔ الخ تذکرہ ص ۹۱ قرآن کی الصلاۃ ”صرف نوکر کا بیج وقتہ سلام ہے۔“ چار سطر بعد لکھتا ہے مگر عبادت قطعاً نہیں۔

تذکرہ ص ۹۲ ”ایسی عبادت وقت اور مقام قوموں اور قعدوں رکعتوں اور رکعتوں سے قطعاً مستغنی ہے فجر ظہر عصر اور مغرب عشا یا اشراق سے اس کو کچھ واسطہ نہیں یہ ایک پیہم اور مسلسل عمل ہے چند لمحوں تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اس کو ادا کرنے کا اسلوب نہیں قرآن کی بتائی ہوئی الصلاۃ اگر کسی معنوں داخل عبادت ہے تو اس لئے کہ یہ بھی ادب بیسوں حکموں میں خدا کا ایک حکم ہے۔“ تذکرہ ص ۹۸ پس اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم و صلاۃ حج و زکاة کو رسماً عبادت یا تعظیماً ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔“ تذکرہ ص ۹۹ ”پتھر کی رسم پستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے مشرک یا موجد ہو جانے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا۔“ فقط

الجواب۔ یہ تیسرا سوال مشرقی کے اقوال بدتر از ابوال اور اس کے زبوں حال پر طلال بدمال

سے متعلق آیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے غالباً ہر سوال میں نئے نئے اقوال پیش ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتاب ایسے ہی خبیث اقوال کا خزانہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس کے اقوال اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہراتے ہیں۔ ایمان کو ازسبغ برکنہ کرتے اور مشرقی کے گڑھے ہوئے بے ڈول لائق ہزار نفریں ولا حول مذہب کو از نام اسلام پیش کرتے ہیں مسلمانوں کو کھلا کافر بت پرست مشرک بتاتے اتباع و اطاعت انبیاء کو شرک بت پرستی سمجھاتے ہیں۔ ان میں ارکان اسلام و شعائر دین، سنن سید المرسلین کے ساتھ استہزار ان کی توہین میں ہے۔ عبادتوں کے عبادت ہونے سے انکار۔ اسلام و مسلمین و علماء دین و احکام شرع میں پر بے طرح بو بھار ہے اس کی کتاب میں ایسے اقوال ہیں جن کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہو سکتی جن پر مطلع ہو کر قائل کے کفر و عذاب میں شک و ارتباب موجب کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

جو لوگ اس کے ان اقوال پر مطلع نہیں ہیں اس کی جماعت میں شریک ہو گئے ہیں ان پر ابھی الزام نہیں۔ ہاں مطلع ہو کر پھر اس کی جماعت میں شریک رہیں گے تو ملزم ہوں گے اور اس کے کفر و استحقاق عذاب میں بعد اطلاع شک کریں گے تو خود اسلام سے خارج ٹھہریں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دین کی اصل صرف توحید ہی مانتا ہے پھر عقل کا پتلا صرف جڑ ہی کو درخت جانتا ہے اسلام کے شعائر و ارکان و احکام کا مضحکہ اڑاتے ان کے ساتھ استہزار کرتے ہوئے کہتا ہے "آج اسلام (تا) ختم ہو چکے ہیں"

اس کا خود ساختہ خوتر اشدہ مذہب جسے یہ اسلام بتاتا ہے وہ بھی تو ان سے معرنا ہو گا۔ اشیائاً و نفیاً کچھ تو ان امور کے لئے کہتا ہو گا۔ اور خود اس کا دل بھی۔ تو کیا اس کے طور پر کوئی اور بھی ایسا کہہ سکتا ہے کہ مشرقی کا اسلام اس کے اور اس کے متبعین کی شرم گاہوں میں گھس چکا ہے کہ انھیں ڈھیلے سے صاف کریں یا پانی سے یا کپڑے سے یا کاغذ سے یا یوں لٹھڑا رکھیں۔ یہ لوگ اور ان کی عورتیں قبل جماع بحال جماع بعد جماع یہ کریں یہ نہ کریں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یا نہ رکھیں ہر ایک کے لئے یا خاص خاص کے واسطے یا کسی ایک شخص کے لئے انھیں برائے استمتاع پیش کیا کریں انھیں چھپائیں یا کھلا رکھیں ہر ایک کو دکھائیں۔ موئے زیناف رہنے دیں یا صاف کریں۔ کریں تو کب کتنے کتنے دن بعد۔ اور کس طرح کس کس چیز سے۔ حیض و نفاس والیاں کیا کیا کریں ان کے ساتھ کیا کیا جائے کیا نہ کیا جائے؟ اگر اس کا خود ساختہ دین اس سے بالکل معارض غلط ہو تو کیا اس کے دین کو کوئی ایسا کہہ سکتا ہے کہ اس کا دین، اس کی بی بی، ماں، بیٹی، بہن، بھتیجی، پھوپھی، خالہ، بھانجی اور ہوتی سوتی کی اگلی پھلی اور خود اپنی شرم گاہوں

میں گھس چکا ہے؟ اپنے متبعین کی مقعدوں اور فرجوں میں دھنسا ہوا ہے؟ زنا و لواطت اور حیض و نفاس اور بول و براز کی نجاست میں پڑا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ خدا سے اور اس کے متبعین، اس کے اقوال کے قبول کرنے والوں کو توبہ کی توفیق دے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۶ صفر مظفر ۱۳۵۸ھ

مستولہ

از بریلی محلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین چند امور مندرجہ ذیل سوالات پر عمل کرنے

والا کافر ہو گیا یا نہیں؟

۱۔ قرآن حکیم آیت کریمہ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ آتَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا كَصَحِّحٍ مَطْلَبٍ كَمَا هِيَ مَعْرُوفَةٌ
کی اس آیت کے متعلق کیا رائے ہے اور حدیث شریف سے کیا شہادت ہے؟ مفصل اور مدلل جواب کی ضرورت ہے۔

۲۔ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا کہنا ماننا۔ ۳۔ سب ہمسایہ طاقتوں سے رواداری رکھنا ۴۔ مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا اور ورزش کرنا ۵۔ اللہ اور اسلام کی راہ میں ہر وقت اپنا مال و جان حتیٰ کہ فرزندوں کو قربان کرنے کی طاقت پیدا کرنا ۶۔ پابندی وقت کرنا ۷۔ خدا کے سوا کسی طاقت سے خوف نہ کھانا ۸۔ روئے زمین کی بادشاہت اور اسلام کا اجتماعی غلبہ پیش نظر رکھنا ۹۔ روحانی جذبات کو پیدا کرنا شیطانی اور نفسانی جذبات کو کچل دینا ۱۰۔ خدمت خلق بغیر کسی اجرت کرنا ۱۱۔ نماز پر قائم رہنا اور باقی ارکان اسلام پر جوار ہونا ۱۲۔ صف میں برابر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی اونچ نیچ کو برابر کرنا۔ ۱۳۔ تمام غفلتوں اور سستیوں کو دور کرنا ۱۴۔ ہر مسلمان کو ایک لڑی میں چرو کر بنیان مرموص بنانے کی سعی کرنا ۱۵۔ سننے والا اور عامل ہونا کہنے والا اور نہ کرنے والا نہ ہونا ۱۶۔ حتیٰ الوسع مسلمانوں سے سودا خردینا۔

الجواب آیت میں سلام یا بمعنی اتقیا دہے۔ یا سلام سے مراد سلام تہیۃ اسلام ہے۔ شان نزول آیت یہ ہے۔ کہ مرد اس بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ ان کی قوم مسلمان نہ ہوئی۔ اس قوم پر غازیان اسلام کو روانہ فرمایا گیا وہ ان کے آنے کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ اور مرد اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں باقی رہ گئے کہ اپنے اسلام سے اپنے آپ کو قتل سے بچالیں گے۔ جب غازیان اسلام کو دیکھا، بایں خیال کہ یہ کوئی اور قوم ہو اپنی بکریاں لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ جب غازی وہاں تک پہنچے اور تکبیر کہی تو

انہوں نے بھی تکبیر کہی اور پہاڑی سے اترے اور کلمہ شہادت پڑھا اور علیکم السلام کہا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور پر نور علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچائی گئی حضور نے فرمایا تم نے انہیں مال غنیمت کے لئے قتل کیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص ایسا جس کے اصرار علی الکفر سے تم ناواقف ہو، اظہار اسلام کرے اسے قتل نہ کرو۔ اس کے قتل سے رکوبہا تک کہ اس کے حال کی کفایت کر کے اس پر وقوف پاؤ۔ اگر محض زبانی ہو جیسے منافقوں کا اظہار اسلام اور وہ سچے دل سے اسلام نہ لائے قابل قتل ہوگا۔ اگر جزئیہ نہ دے گا۔ اور اگر بعد تفحص یہ کھلے کہ وہ سچے دل سے اسلام نہ لایا ہے تو وہ مسلمان ہے۔ ناحق اس کا قتل حرام اشد کبیرہ ہوگا۔ سیاق و سباق آیت دیکھو فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَىٰ إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمٌ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عِمَّا قَعَمْتُمْ خِزْيَانًا لَكُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيْمٌ لِّكُم مَّا تَكْتُمُونَ

جو تمہیں سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں۔ یعنی جس میں اسلام کی کوئی علامت پاؤ اس سے ہاتھ روکو اس کے قتل میں جلدی نہ کرو۔ جب تک اس کا کفر ثابت نہ ہو جائے، تم جیتی دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بکثرت غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے (یعنی جب تم اسلام لائے تھے تو تمہاری زبان سے کلمہ شہادت ہی نے تمہاری جان مال محفوظ کر دیئے تھے۔ تمہارا یہ اظہار اسلام بالائق اعتبار نہ ٹھہرایا گیا تھا، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے شک اللہ تمہارے کرمات سے خبردار ہے۔

تفسیر ایش احمدیہ میں حضرت عارف باللہ ملا احمد جیون قدس سرہ استاذ سلطان عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ معنی الایۃ یا ایہا الذین آمنوا اذا ضربتم اى سرامہ فی طریق الغز وفتبینوا ای اطلبوا بیان الامر وثباتہ ولا تقولوا لمن الفی السلام الیکم لست مؤمنا والسلام هو الانقیاد والتسليم الذی هو تحية اهل الاسلام حال کونکم تبغون بهذا القول عرض الحیوة دنیا عنی المال والغنیمۃ الی ہی سریع النقاد فعند اللہ مغانم کثیرة تغنیکم عن قتل رجل یظہر الاسلام ویتعود بہ من التعرض یعنی ان رجلا اذا الفی الیکم السلام ویدعی الاسلام فلا تقبلونہ بل تقتلونہ لاجل متاع دنیا وهو الغنیمۃ فلا تفعلوا کذلک بل توقفوا حتی تعلموا ایمانہ وقد اغناکم اللہ

تعالیٰ بالغنائم الكثيرة لا احتیاج لكم الى غنمة رجل مسلم وان تدعوا انه لا يوافق لسانه قلبه فكذلك كنتم من قبل اى اول ما دخلتم في الاسلام سمعت من اقوالكم كلمة الشهادة فحسنت دما نكم واموالكم من غير اطلاع على مواطاة قلوبكم لالبتكم فمن الله عليكم بالاستقامة والاستشهاد بالايان فافعلوا بالداخلين في الاسلام كما فعل بكم فتبينوا في ذلك ولا تهافتوا في القتل وهذا مضمون الاية بحسب ما ذكره في المدارك وقال هو في نزوله روى ان مرداس بن نهيك اسلم ولم يسلم من قومه غيره فغزتهم سرية رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فهربوا حتى مرداس لبتقه باسلامه فلما رأى الخيل الهام غنيمته الى مسوح من الجبل وصعد فلما تلاحقوا وكبروا وكبروا ونزل وقال لا اله الا الله محمد رسول الله - عليكم السلام فقتله اسامة بن زيد واستاق غنيمته - فاخبروا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فوجد وجد اشداً وقال قتلتموه ارادة مامعه ثم قرأ الاية -

حدیث میں ہے کہ حضور جب لشکر روانہ فرماتے فرمادیتے اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا آیت کا سابق و سیاق بتا رہا ہے اور حدیث وفقہ سب شاہد کہ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جو کوئی اسلام کا اظہار کرے یا تم پر سلام کرے وہ مسلمان ہے لا اله الا الله محمد رسول الله - یہود و نصرانی کوئی اہل کتاب اگر کہے میں مومن ہوں تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے دین ہی کو ایمان سمجھتا ہے - نہ کہ صرف السلام کہنے پر اسے مسلمان سمجھ لیا جائے بلکہ اگر کلمہ شہادت بھی پڑھے تو بھی اسے صرف اتنا نفع نہ دے گا جب تک اپنے دین باطل کو باطل نہ کہے اور اس سے اظہار نیراری نہ کرے - یوں ہی مدعیان اسلام سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں بلکہ اپنے آپ ہی کو مسلمان کہتے ہیں تو ان کا السلام علیکم کہنا کلمہ شہادت پڑھنا اور طرح طرح اظہار اسلام کرنا انھیں کیوں کر نافع ہو سکتا ہے ؟ باوجود ان کے ان کفروں کے جنہیں انھوں نے اسلام سمجھا ہے -

آج بہت ہندو جب مسلمانوں سے ملتے ہیں السلام علیکم کہتے ہیں کیا وہ اس سے مسلمان ہو جاتے ہیں ؟ تحریف کلام مسلمان کا کام نہیں خصوصاً کلام الہی میں - یہ تو یہود کی صفت ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا یحرفون الکلم عن مواضعہ بات کو اس کے محل اس کے موضع سے پھیرتے کہیں سے توڑ کر کہیں جوڑتے ہیں - ولا حول ولا قوة الا باللہ - آیت کے یہ معنی ہوں تو جو کوئی بھی کسی مسلمان پر سلام

کے مسلمان ہو جائے۔ حاشا نہ یہ دین اسلام کا حکم ہے۔ نہ عقل ہی کا مقتضی۔ بت پرست بتوں کو پوجتا رہے مجوسی آگ کی پرستش میں مبتلا رہے۔ نصرانی تین خدا اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا رہے۔ یہودی حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتا رہے۔ اور اور کفریات کرتا رہے، بس مسلمان پر سلام عرض کرے اور پکا مسلمان۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

یوہیں رافضی قرآن کو قرآن نہ مانے، بیاض عثمانی کہتا رہے، تغیر و تبدیل کمی بیشی کا قائل رہے۔ مولیٰ علی و اہل بیت کرام کو سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء عظام سے افضل و اعلیٰ بلند و بالاتا رہے۔ مولیٰ علی میں خدا کا معاذ اللہ حلول مانتا رہے۔ مولیٰ علی کو خدا جانتا رہے، جبرئیل امین کو نبوت رست پہنچانے میں خاطر و غلط کارٹھہراتا رہے کہ خدا نے نبوت بھیجی مولیٰ علی کے لئے تھی جبرئیل نے (معاذ اللہ) غلطی کی کہ حضور کو دے گئے۔ دنیا میں رجعت اموات کا قائل رہے، خدا کو کہتا رہے کہ خدا ایک حکم دیتا ہے پھر معاذ اللہ بچھتا رہتا ہے، وغیرہ وغیرہ ہدایات۔

وہابی۔ دیوبندی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کرتا رہے، امکان کذب باری ہی نہیں معاذ اللہ وقوع کذب کا قائل رہے، حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتاتا رہے، حضور کے علم کو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم جن میں کتا سونڈ بھی داخل کہے علم کے ناپاک تشبیہ دیتا رہے، حضور کے لئے کہتا رہے کہ انھیں دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں بلکہ اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں، وہ (معاذ اللہ) مرکز مٹی میں مل گئے وغیرہ و غیرہ خیانات۔

قادیانی مرزا کو نبی اور مجدد مانتا رہے۔ قادیانی عیسیٰ کلمۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی، طرح طرح توہین کرتا رہے۔ قادیانی کہتا رہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے، قادیانی قرآن کو جھٹلاتا رہے نبی کی تکذیب کرتا رہے، قادیانی اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتا رہے، وغیرہ وغیرہ خرافات۔ یوہیں مشرقی اور اس کے اقوال بدتر از ابوال کو ماننے والا کہتا رہے کہ مشرقی نبی عظیم لایا جسے تذکرہ ص ۶ پر سچی نبوت کہا۔ وہ بکتا رہے تذکرہ ص ۹ "لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور ان کو ذریعہ علم سمجھنے کے بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے۔ خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کے کی بجائے (تا) محمدی بن گئے۔ ان کو سراہنا اور اپنے افعال اعمال میں بت بنا لینا جزو دین جانا" اس کا صاف کھلا مطلب ظاہر کہ جو مسلمان کہے جاتے ہیں یہ مسلمان نہیں ہیں یہ خدا کو تسلیم نہیں کرتے مسلمان نہیں بنے۔

انہوں نے خدا کو ماننے اور مسلمان ہونے کے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سراہنا اپنا جزو دین اور انہیں بت بنا لیا یہ ان کے متبع ہوئے۔ محمدی بن گئے تو مسلم نہیں مشرک ہوئے۔ دلائل و دلائل اللہ اللہ۔ حضور کی اتباع اور حضور کے سر رہنے اور حضور کے سن پر عمل کرنے کو کفر و شرک بتایا اور خدا کو نہ ماننا ٹھہرایا۔ نماز، روزے، حج، زکوٰۃ، ارکان اسلام اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ استہزار کرتا رہا۔ نماز وغیرہ فرائض کے عبادت ہونے کا انکار کرتا رہا ہے، ہنود کی پوجاؤں سے انہیں ملاتا رہا ہے، انہیں بے نتیجہ بے مطلب رسم بتاتا رہا ہے، نماز کو اسلام نہ مانے پتھر کی پرستش کو کفر نہ جانے "بگڑے" مسلمانوں نے دائیوں قہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا۔ "حج جائزہ نماز زکوٰۃ روزے برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعائر ہو گئے۔" اگر آج اسلام کسی بڑی بڑی پگڑیوں والے مولوی حضرات یا گز گز بھری دائیوں والے فقیہوں کی کم نگہی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلوں استنجاؤں پانچاموں اور عماموں اور دائیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اس کی اشد شدید حکمت اور مبلغ علم حق و نفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں آئین بالجہ رفیع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں۔" ۹۱

قرآن کی الصلاۃ صرف نو کر کا بیج وقتہ سلام ہے۔ مگر عبادت قطعاً نہیں۔" ۹۲ اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بہت شکنی کرتے رہتا ہے۔ یہی عبادت خدا ہے۔ صوم و صلاۃ حج و زکوٰۃ کو رسماً عادتاً تعظیماً اور اگر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔" ۹۳ پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدایا عابد اسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اس کے مشرک یا موحد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ وغیرہ اہلیات بتاتا رہا ہے۔ بس مسلمان پر عرض سلام کر لے پکا مسلمان۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دلائل و دلائل اللہ اللہ

العلی العظیم۔

سلام نہیں اگر دن رات کلمہ اسلام رٹتا ہے اور سارے ارکان اسلام بجالاتا رہے جب تک ان اقوال اور ان جیسے ہادم دین بیخ کن اسلام، اقوال بدتر از ابوال سے توبہ نہ کرے گا ہرگز مسلمان نہ ہو گا۔ پھر کس نے مشرقی اور اس کے متبعوں کی تکفیر ان سولہ باتوں پر جو سوال میں مذکور ہیں کہ جس کے لئے فتویٰ طلب کیا جاتا ہے؟ یہ بھی وہی تحریف کلام ہے۔ مشرقی کے ان ہونا کنجس ناپاک اقوال پر تکفیر ہے۔ اور اس کے ماننے والوں پر اس شرط پر کہ اس کے ان اقوال بدتر از ابوال پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جائیں، نہ ان سولہ

پران سولہ امور (جو چوبیس سے سائل نے دکھائے آٹھ بچائے ہیں) کے ۲ کا کیا مطلب ہے؟ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا۔ مسلمان سے واقعی مسلمان مراد ہے یا ہر مدعی اسلام قادیانی رافضی وہابی دیوبندی سنی وغیرہ؟

بہر حال یہ ایک یہودہ محض لغو و لاینی باطل بے معنی بات ہے۔ شرعاً عقلاً ہر طرح۔ کہ ہر اختلاف سے تحریز ناممکن۔ یہ جن کا اصول ہے وہ خود اس پر کبھی کاربند نہیں نہ ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان واقعی ہو اس سے بھی اختلاف کبھی شرعاً عقلاً ضروری ہوتا ہے۔ نہ کہ غیر واقعی اور محض نام کے مسلمان سے۔ نام کے مسلمان سے واقعی مسلمان کا اختلاف تو ہر وقت ہے۔ اس وقت تک جب تک وہ نام کا مسلمان۔ سچا مسلمان نہیں۔ اس کے خلاف نہ ہونا کیا معنی؟ سنی مسلمان سے ہزار اختلاف ہو سکتے ہیں۔ عقائد میں نہیں اعمال میں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر جو فرض ہے اس فرض کا ادا کرنے والا بے شمار بار بے اعمال لوگوں بد دینوں بد مذہبوں کے خلاف ہوگا۔ سیکڑوں اختلاف دنیوی ہوتے ہیں۔ ہزاروں دعویٰ محض باطل ہوتے ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ باطل سے باطل بات کہنے والے مسلمان اور مدعی اسلام سے کبھی اختلاف نہ کیا جائے گا۔ ہر باطل و ناحق کو حق۔ غلط کو صواب۔ کذب کو صدق مانا جائے گا کہ ایسا نہ ہوگا تو مسلمان لا اور مدعی اسلام نام کے مسلمان) کے خلاف ہوگا اور نہ خلاف ضابطہ خلاف قاعدہ خلاف اصول ہوگا۔ پھر مسلمان مسلمان سے ہزار ہا اختلاف موجود ہیں۔ اور مسلمان اور نام کے مسلمان سے تو دینی اختلاف ہے۔ اور اصول ٹھہرا یہ کہ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہوگا۔ تو بتایا جائے کہ کس طرح سب سے اتفاق ہوگا کسی سے اختلاف نہ ہوگا؟

مشرقی کے متبعین پر اپنے اس اصول سے بھی لازم کہ وہ مسلمانوں سے خلاف نہ ہوں۔ مشرقی کے ہادم اساس دین و ایمان، بیخ کن مسلمانان یقین کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ اتفاق کریں۔ نیز اپنی یہ خاکساری چھوڑیں۔ اور ہر وہ بات جو اس کے متعلق مسلمان کہتے ہیں اسے مانیں۔ عمر میں اپنے سے چھوٹے اور بڑے والے کا بحیثیت اس کے کہ وہ مسلمان ہیں اور عمر یا علم و فضل یا مال و دولت کسی طرح مسلمان بڑے کا بحیثیت اس کے بھی کہ وہ بڑے کا ہر کہا ماننے کے متعلق بھی اسی طرح سمجھیں۔ کہ بڑا اگر کسی نامہائزبات کے لئے کہتا ہے تو ہرگز اس کا کہا ماننا نہ چاہئے۔ حدیث میں ہے لاطاعة لخلق فی معصية الخالق اگر یہ عبارت یوں ہوتی کہ کسی سنی مسلمان کے بے سبب معقول اور بے وجہ مقبول

خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا ہر جائز کہا ماننا " تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔

اگر عبارت یوں ہوتی تو سائل کا مطلب نہ بتا کہ سادہ لوح مجیب سے اسے عبارت کے اس طرح ہوتے ہوئے جواب اپنے حسب مرضی ملنے پر اسے تو اپنی دستاویز بنانے کی امید تھی کہ مشرقی پر ڈھال سکے کہ فلاں مفتی صاحب نے فتویٰ دے دیا ہے۔ ہم ان کے فتویٰ سے مشرقی کا کہنا مانتے اس کے خلاف نہیں ہوتے ہیں۔ انھوں نے ہمارے اس اصول پر کو پسند کیا، مسلمان کے خلاف نہ ہونا اچھی بات ہے۔ بڑے کا کہنا ماننا عمدہ بات ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ لطف یہ کہ مشرقی کے طور پر اسلام کفر ہے اور سارے مسلمان کافر۔ اور اس کے قول سے خود وہ بھی مسلمان نہیں ٹھہرتا تو یہ اصول بے معنی ہے۔ ہاں وہ جو اس نے یورپی اقوام کے لئے کہا کہ وہ متقی اور محبوب خدا ہیں اگر ان کے خلاف نہ ہونا مراد ہے تو اس صورت میں بے معنی تو نہ ہوگا۔

۲۔ اصول پر کیا مطلب ہے یعنی جو کچھ وہ کہیں انھیں کرنے دینا چاہے اسی پھری سے اسلام کو ذبح کریں اور کرتے رہیں۔ بابائے خلافت کی طرح صاف کہہ دینا کہ میں ہندو بھائی سے نہ لڑوں گا چاہے وہ میری ماں کو بے عزت کریں، چاہے وہ میرے قرآن کو پھاڑ ڈالیں۔ پھر ۳ میں مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا کس لئے؟ ہاں اگر ہم سایہ طاقتوں سے رواداری رکھی جائے اور یہ قابلیتیں اس لئے ہم کی جائیں کہ مسوئینی اور مٹلر کے ساتھ لندن و اسپین وغیرہ پر گولہ برسائے جائیں۔ ہم پھینکے جائیں۔ یا ملک سے باہر کہیں اور اپنے ہم سایہ طاقت کا نگرہ کے ساتھ افغانستان و ترکستان و عراق وغیرہ پر ہندوستانی ریاستوں پر جہاد کرنے کا خیال ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہم سایہ طاقتوں سے تو رواداری برتی جائے گی وہ اسلام کے ساتھ کسی ہی کچھ علاقوں میں ظاہر کریں اس کی بیخ کنی میں دقیقہ اٹھانہ رکھیں پھر بھی ہر وقت اپنا مال و جان حتیٰ کہ فرزند و زن قربان کرنے کا موقع۔ اللہ اور اسلام کی راہ میں کب ہوگا؟ کیا وہی مشرقی کے متقی اور محبوب خدا لوگوں اور اس کے گڑھے ہوئے اسلام کی راہ میں؟ کہ ہمارے اسلام کو تو اس کے اقوال کفر بتاتے ہیں۔

از محلہ ملوک پور مستولہ اختر بار خاں شوزمر چنٹ وقت صبح بار دوم بعد مغرب از
ذخیرہ مرسلہ محمد علی صاحب پسر مولوی مسعود علی صاحب بدست رضا حسن خاں صاحب رام پوری خوشی
اسحق صاحب مرحوم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ہم مذہب اہل سنت و جماعت ان تمام عقائد سے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں بیزاریں بیزاریں گے اس حالت میں اگر ہم ایک جماعت خاکساران طیار کریں اور اس میں شریک ہوں اور خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اس کے اصول میں باسثناء اس کے عقائد کے اس کا اتباع کریں ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ بینوا تو جو روادخیرہ کے سوال میں جس عبارت پر خط کر دیا گیا ہے اس کی بجائے یہ عبارت ہے خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔

الجواب جو کوئی ادماء اسلام کرتا ہے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ضروری نہیں کہ وہ فی الحقیقت مسلمان ہو۔ خصوصاً اس زمانہ قرب قیامت میں۔ قرب قیامت تو حالت یہ ہوگی کہ حدیث میں فرمایا صبح کرے گا اس حال میں کہ مسلمان ہوگا شام اس حال میں کرے گا کہ کافر ہوگا۔ شام کو مسلمان ہوگا صبح کافر ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُلْمُوا بِالْإِثْمِ وَالْجُرْأَمِ يُعْتَدِلُ بَيْنَ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَا يَأْخُذُ عَنَّا إِلَّا أَنفُسُهُمْ وَمَا يَسْتَعْمِدُونَ** ۵ عہد شریف حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تک منافق نہ رہے کہ پھر منافقوں کا بیج مارا گیا ہو۔ ہر زمانہ میں رہے اور آج تو وہ اس کثرت سے ہیں جن کا شمار خدا ہی جانے مشرقی کے طور پر تو اسلام کفر ہے اور مسلمان سب کافر اور مورد وہ بھی اس گڑھے ہوئے اسلام پر بھی مسلمان نہیں ٹھہر سکتا۔ اس کے اقوال چھپے ہوئے نہیں چھپے ہوئے ہیں ان پر مطلع ہوتے ہوئے سوال میں یہ لکھنا کہ "ناظم اعلیٰ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو" بہت ہی عجیب ہے خصوصاً اس عبارت کے ساتھ کہ "ان تمام عقائد سے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں" اپنے آپ کو مسلمان کہہ دینے سے کوئی شخص باوجود اپنے کفریات پر اصرار کے مسلمان ٹھہر جاتا ہے اور اس کے کفریات مٹ جاتے ہیں۔ مگر یہ قرآن کے خلاف ہے ابھی اوپر آیت ذکر ہوئی کہ "بعض لوگوں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور قیامت پر جلال کہ وہ مسلمان نہیں۔ وہ اللہ اور مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ فریب نہیں دے رہے ہیں مگر اپنی جانوں کو اور انھیں اس کا شعور نہیں"۔

اللہ سہا اور اس کا کلام سجا۔ تو محض ادماء اسلام اس کے کام نہیں آسکتا۔ جو سنی مسلمان اپنے دین و مذہب پر قائم رہتے ہوئے کسی کافر سے اگرچہ وہ کیسا ہی اظہار مودت و صداقت کرتا ہو جو مولات کرے گا اگرچہ فقط اتنا ہی کہ اس کا ملیف بنے بحکم قرآن و حدیث شدید گنہگار ہوگا خصوصاً مرتد سے اگرچہ وہ سلام کا مدعی ہو کہ مرتد

سے تو نری معاملت بھی حرام ہے۔ تو کسی کافر خصوصاً مرتد کو والی بنانا اس کے ہاتھوں پڑنا اسے سربراہ کار کرنا کیا اشد حرام ہوگا؟ یہ تو موالاة صورتیہ کا حکم ہے اور اگر معاذ اللہ حقیقیہ ہو جب تو آفت بہت سخت ہے۔ ایسے کے لئے قرآن عظیم کا ارشاد ہے **مَنْ يَتَّخِذْ مَوَالِيَهُمْ فَانَّهُ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ** اور فرماتا ہے **لَا تَتَّخِذُوا مَوَالِيَهُمْ** الاخریوادون من حاد الله ورسوله اور فرماتا ہے **وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا انزَلَ اِلَيْهِمَا اتَّخَذُوْهُم** اولیاء۔

حرمت موالیات کفار کی آیات بہت کثیر ہیں یہاں دو تین آیتیں ذکر کی جاتی ہیں فرماتا ہے **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ لَهٗمْ اَوْلِيَاۤئًا مِّنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الْكُتٰبُ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفٰرَةُ اَوْلِيَاۤئًا وَالْقَوٰلُ الَّذِيْ اِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ؕ اے ایمان والو انھیں جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہرا لیا جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور سب کفار ان میں کسی کو جیب نہ بناؤ۔ ولی مددگار نہ ٹھہراؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔ اور فرماتا ہے **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بٰطِنًا مِّنْ دُوْنِكُمْ اَوْلِيَاۤئًا لَوْ كُنْتُمْ حٰبِلًا وَّكٰفٰمًا عِيْنِكُمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اِلَّا بُرْقَانًا كَمَا كُنْتُمْ تُخْفِيْنَ** اے مسلمانو اپنے غیروں سے کسی کو زردار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا ان کی دل کی تمنا ہے۔ دشمنی ان کے منہوں سے ظاہر ہو چکی اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے۔ بے شک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ **بَيِّنٰتٍ لِّمُكْفِيْتِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عٰدًا اِلَيْهَا الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۤئًا مِّنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اٰيْتَعُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ** منافقوں کو عذاب الیم کی بشارت دیجئے جو مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار بناتے ہیں۔ کیا کافروں کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔ اسی کے قبضہ میں ہے۔**

تفسیر دیکھئے تفسیر ابن جریر میں پہلی آیت کے نیچے ہے **لَا تَتَّخِذُوْهُم اَوْلِيَاۤئًا مِّنْ دُوْنِكُمْ** انخوانا وحلفاء فانهم لا يولونكم خبلا وان اظهروا لكم مودة وصدقة۔ اے مسلمانو کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمہاری ضرر رسانی میں کمی نہ کریں گے اگرچہ دوستی اور پارہ نہ ظاہر کریں۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الملة والدین لازمی زیر آیت ثانیہ تحریر فرماتے ہیں۔ **ان المسلمین كانوا یسأرونهم فی مومم و یواسونهم لما کان بینہم الرضاع والحلف ظنا منهم انہم ان خالفوہم فی الدین فہم ینصون**

لہم فی اسباب المعاش فمنها هم الله تعالى بهذا الآية عنه فمنح المؤمنین ان يتخذوا بطانة من غیر المؤمنین فیکون ذلك منہا عن جمیع الکفار۔ وقال تعالى یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ یعنی کچھ مسلمان کچھ یہود سے اپنے معاملوں میں مشورہ لیا کرتے اور باہم موانست رکھتے دل بہلایا کرتے کہ کوئی کس کا دودھ شریک تھا کوئی کسی کا حلیف تھا اس گمان پر یہ مشورت وغیرہ تھی کہ وہ اگرچہ دین میں ہمارے مخالف ہیں ذمیوی امور میں تو ہماری غیر خواہی کریں گے۔ تو اللہ عزوجل نے اس آیت سے ابھیں اس مشورت وغیرہ سے روکا اور حکم فرمایا کہ کسی کافر کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ تو یہ ممانعت صرف یہود سے نہیں جمیع کفار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ اہ۔

علامة الوجود حضرت سیدی ابوالسعود علیہ الرحمۃ ربہ الودود زیر آیت سوم فرماتے ہیں بیان الخبیۃ رجا علیہم یطلبون بموالاة الکفرة والعزۃ والغلبة فان العزۃ لہم جمیعا تعلیل بطلان ایہم فان انحصار جمیع افراد العزۃ فی جنابہ عزوجل بحیث لاینالها الا اولیاءہ وقال تعالى ولله العزۃ ولرسوله وللمؤمنین یقضى بطلان التعزۃ بغيره واستحالة الانتفاع به۔ تفسیر لباب التاویل میں ہے المعنی لایجعل المؤمن ولا یتہ لمن هو غیر المؤمن نمی اللہ المؤمنین ان یوالوا الکفار او یلاطفوہم لقراۃ بینہما ومحبة او معاشرۃ۔ مدارک میں ہے ای لاتتخذوہم اولیاء تبصر ونہم وتستنصر ونہم وتواخونہم وتعاشرنہم معاشرۃ المؤمنین۔ کبیر میں ہے المراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلمان لاتتخذ الحیب والناصل الامر المسلمین نیز اسی میں ہے لاتتخذوہم اولیاء ای لاتعتمدوا علی الاستنصار بہم ولا توددوا الیہم تفسیر ابوالسعود وفتوح الہیہ میں ہے نہوا عن موالاة کفار لقراۃ او صدقۃ جاہلیۃ ونحوہا من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانة بہم فی العزۃ وسائر الامور الدینیۃ۔

ان آیات اور تفاسیر کی عبارات سے روشن کہ کسی کافر سے دوستی بھائی چارہ محبت ان کو انصار و مددگار بنانا ان کے حلیف بنانا ان سے مل کر غلبہ و عزت چاہنا حتیٰ کہ ان سے مشاورت و موانست دینی امور نہیں ذمیوی باتوں ہی میں ہی ان سے ملاطفت ان سے مسلمانوں کی معاشرت سب حرام ہے۔ تو مرتد تو مرتد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، کافر سے میل کیسا اس کی طرف ادنیٰ میل حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا تکرہوا الی الذین ظلموا فکما ظلموا۔ ان کی طرف ادنیٰ میل نہ کرو جنہوں نے ظلم کیا۔ کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ کافروں بلکہ فاسقوں سے مجالست کی ممانعت ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے واما یتسینت

الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین اور اگر تمہیں شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ تفسیر ارتاحمدیہ میں ہے الظالمین یعم المبتدع والفسق والکافر والقعود مع کلہم مستبح حدیث میں فرمایا لا تجالسوہم حدیث میں مبتدع کے بارے میں فرمایا من اعرض عن صاحب بدعة بغضاً ملا اللہ قلبہ اماناً وایماناً ومن انتہر صاحب بدعة آمنہ اللہ تعالیٰ یوم الفرع الاکبر ومن اهان صاحب بدعة رفعہ اللہ فی الجنة مائة درجة۔ ایک حدیث میں ہے من سلم علی صاحب بدعة اولقیہ بالبشر او استقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔ اور حدیث میں ہے اذ القیتہ صاحب بدعة فاکفہر وافی وجہہ منافق کے لئے حدیث میں ارشاد ہوا۔ لا تقولوا للمنافق سیئاً فان ین سیدکم فقد استختمتہم بکم منافق۔ تو منافق فاسق کی تعظیم حرام ہے۔ حدیث میں ہے اذ امدح الفاسق غضب الرب واهتزلذک العرش۔

تو کسی مرتد کے ساتھ دوستی محبت اس کی اطاعت اس کی نصرت اس سے استعانت اس سے مشاورت اس سے موافقت و مطابقت اس سے خواہش غلبہ و عزت، اس کے ساتھ عوام نہیں خواص مسلمین سے بھی بالانحصار خواص کی سی معاشرت اسے رازدار سربراہ کاربنا نا ہی نہیں اس کے ہاتھوں پڑنا اس کے ہاتھ میں اپنی گردنیں دے دینا اسے والی و امام ماننا کیسا اشد ظلم اور اشد حرام اجتناب و اشنع کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

آیات کریمہ و احادیث و تفسیر کے یہ ارشادات دیکھنے کے بعد سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کر کے دل پر ہاتھ دھر کے کہو کیا وہ جس نے کہا کہ ”لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور ان کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بندیں گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے (الی قولہ) محمدی بن گئے۔ ان کو سراہنا ان کو اپنے افعال و اعمال میں بت بنالینا جزو دین جلتاً اسلام کو شرک ٹھہرا کر انبیاء کی اطاعت و محبت ان کے سر لہنے کو بت بنالینا اسے شرک سمجھا کر خدا کی تسلیم سے اسے انکار اور سارے مسلمانوں کو نامسلم مشرک کافر صراحتاً بتا کر، خود کافر مرتد ہوا یا نہیں؟ مبتدع نہیں فاسق کے متعلق اوپر حکم معلوم ہو چکا۔ تو خود بتاؤ کہ ایسے شخص کو والی و امام بنانے والا کیسا ہوگا؟ کیا وہ جس نے نماز اور ارکان اسلام کے متعلق یہ کہا کہ ”صوم و صلاۃ حج و زکاۃ کو رسماً یا ماداً یا تعظیماً

ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔ اور کہے "قرآن کی الصلاہ نو کر کا بیخ وقتہ سلام ہے (الی قولہ) مگر عبادت قطعاً نہیں" اور جس نے کہا کہ صبح کا چور اور حرام خور نو کر کے لئے یہ ہر وقت سلام کرتے رہنا یہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا یا مودب سر و قدم ہو جانا پر لے درجہ کی بد معاشی ہے۔ اور جس نے کہا صبح ۱۱۲ جس طرح کسی آقا کی ملازمت میں وقت کی تخصیص نہیں ہوتی اسی طرح عبادت بھی وقت سے جتنا بے نیاز ہے۔ الصلاہ صرف ایک بیخ وقتہ حاضری اور سلام ہے بجائے خود عبادت نہیں نیز جس نے کہا صبح ۹۹ پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے مشرک موجد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا نیز کہا "اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر عمل رہی ہے لیکن رسم یا عادت یا رواج کسی بت کی پتھر کی شمس و قمر کے آگے ہاتھ ایک رہی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے" نیز جس نے کہا صبح ۱۵ "مسلم کا خدا کو منہ سے ایک ایک چپتے رہنا کلمہ اور ملاحظہ پڑھ کر جنت کا حقدار بننا قرآن کا ایک ایک حرف پڑھ کر دس دس نیکیوں کا منتظر رہنا پیروں کی پرستش قبروں کی زیارت پھونکا پھانکی اور استنجاؤں کو دین سمجھنا وغیرہ فی الحقیقت ناکارہ راز اور بے دلیل باتیں ہیں کہ ہر سلیم الذہن شخص کو ان سے اعراض کرنے کے سوا چارہ نہ تھا۔"

خود بتاؤ کہ یہ شخص بیخ کن اسلام اشد مرتد بے لگام ہوا یا نہیں؟ اور جو ایسا ہوا خود سمجھو کہ اسے مطاع ٹھہرانا اپنے سیاہ سپید کا اختیار دینا کیسا ہے؟ کیا اسلام دشمنی، مسلم بیخ کنی اس کے منہ سے ظاہر نہ ہو چکی کیا اس نے جو کچھ اسلام اور ارکان اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین کے متعلق کہا اس سے آشکار نہ ہوا کہ اس نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اصرار بسیار کہ بے اس کے کام نہ چلے گا ایک کافر کو محرری کا عہدہ دینے پر راضی نہ ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے فرمایا تمہیں اس سے کیا تعلق؟ خدا تم سے کبھی۔ کیوں نہ کسی کھڑے مسلمان کو محرر رکھا۔ کیا تم نے یہ ارشاد الہی نہ سنا اسے ایمان والو یہ ہود و نصاریٰ کو یار نہ بناؤ میں نے عرض کیا اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے اس پر صاف فرمادیا کہ میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جب کہ اللہ نے انہیں خوار کیا نہ انہیں عزت دوں گا جب کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا نہ انہیں قرب دوں گا جب کہ اللہ نے انہیں دور کیا۔"

جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عرض کیا کہ "بصرہ کا کام ہے اس کے نہ چلے گا۔"

اس پر فرمایا مات النصرانی والسلام یعنی فرض کرو کہ وہ نصرانی مر گیا اب اس کے بعد کیا کرو گے جو اس وقت کرو گے وہ اب کرو۔ کسی مسلمان کو مقرر کر کے اس سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ایک فرمان بھی تحریر فرمایا تھا جس میں ہے لیس لنا ان نأتمنهم وقد خونهم الله ولا ان نرفعهم وقد وضعهم الله ولا ان نعزهم وقد امرنا بان يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون۔ ہمیں جائز نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ انھیں خائن بتاتا ہے یا ہم انھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ نے انھیں پستی دی یا انھیں عزت دیں حالانکہ ہم حکم فرماتے گئے کہ کافر ذلت و خواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر نصرانی کو باوجود اصرار و محرمی نہیں دیتے اسے حرام فرماتے ہیں کہاں یہ۔ اور کہاں یہ کہ آج ایسے شخص کو جو اسلام و مسلمین کا بیخ کن ہے، ان کا ایسا دشمن پر فن ہے جس کے منہ سے دشمنی بار بار ظاہر و آشکار ہو چکی، جو اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہراتا ہے، اسے اپنا والی اپنی جانوں کا مختار بنا چاہا جاتا ہے۔ کہ "اس کے عقائد سے بیزار ہیں۔ بیزار رہیں گے مگر اپنی جانیں اس کے سپرد کیوں نہ کر دیں" اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ ط ع۔ یہیں تفاوت رہ از کجاست تا کجا۔ اس کا جواب بھی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے سمجھ لو۔ کہ اس کے عقائد سے ہم بیزار ہیں بیزار رہیں گے یعنی اس کے عقیدے اس کے لئے ہیں ہمیں تو اس کی تحریک سے کام ہے۔ پھر لطف یہ کہ اس کی تحریک مذہبی تحریک ہے۔ جسے زبردستی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مذہبی نہیں۔ اس کا انکار آفتاب کے انکار سے زیادہ بدتر ہے۔ اس کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہ تحریک مذہبی ہے۔ اس نے ایک اسلام اور گڑھا ہے۔ جسے رواج دینا چاہتا ہے۔ اور اس اسلام کو کفر ٹھہراتا ہے۔

بہت کثیر عبارات اس کی ایسی پیش کی جاسکتی ہیں اس وقت صرف ایک ہی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ "جوہات بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ خاکسار تحریک خالص مذہبی تحریک ہے" اور اس نے اپنا دین اپنا عقیدہ اپنا مذہب بھی کھول کھول کر بتایا ہے۔ اور جو بیس اصول میں بھی اسے رکھا ہے اگرچہ وہاں لفظ دین و مذہب و عقیدہ نہیں لکھا ہے۔ تحریک چوڑی نکات سے بھی ایک عبارت پڑھ لیجئے۔

(۲) قرن اول یا قرون اولیٰ کامل اسلام ہی صحیح اسلام ہے خاکسار سپاہی رسول (خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طریق عمل کے سوا کسی شے کو دین اسلام نہیں سمجھتا۔

(۳) مولوی کا آج کل کا بنایا ہوا راستہ غلط ہے خاکسار سپاہی اس غلط مذہب کو صفحہ زمین سے مٹائے اور اس کی جگہ نبوی اسلام پھر رائج کرنے کے لئے اٹھتا ہے۔ کہتے۔ جب وہ تحریک مذہبی رہے اور سپاہی اس کو رواج دینے کا پابند اور حلف نامہ یا عہد نامہ جو ہو وہ جب یہ سب کچھ دیکھ کر لکھے گا تو کیوں کہ اس کے دین و مذہب سے علیحدہ رہ سکے گا۔ اور اگر کوئی بالفرض بے دیکھے بھالے بے سوچے سمجھے دستخط کرے گا تو بعد علم اگر رہے گا تو کیسے اس کے دین سے علیحدہ رہے گا۔ اس کا دین تو اسی عمل کا نام ہے جو اس کی تصریحات بے شمار سے یہ آشکار۔ جو مشرقی کے گروپ میں شریک ہوگا شرع ہی کو پیٹھ نہ دے گا بلکہ عقل سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھے گا جب کہ اس کے اقوال پر مطلع ہو کر شرکت کرے گا۔ کہ بیخ کن اسلام و مسلمین سے خدمت ایمان و مومنین کی امید باندھنے اور اسے بلکہ اسی کو اس کا اہل چلنے والے ایسے ہی ہیں جیسے پہلے گاندھی کی آندھی میں پتے کی طرح اٹبے پھرنے اور اسے مرنی بیکس مسلمانوں کا حامی و یار و یاور، میسما مردہ قوم کو جلانے والا۔ آب چشمہ حیوان پلانے والا۔ فخر قوم، ایک خدا سے ڈرانے والا رحمت خدا بن کر مبعوث من اللہ نبی بالقوة مسجود ملائکہ کہنے اور یہ لکھنے والے سے ہمیں امید ہے ہم کامیاب ہوں گے ضرور۔ کہ میں ہماری مدد پر مہاتما گاندھی بجائے خطبہ جمعہ گاندھی کی مدح کے گیت گانے والے اسے مقدس ذات ستودہ صفات کہنے والے اس کی مدح میں ایسے ہوش گمانے والے حمد الہی کا مصرع اس کی مدح میں پڑھنے والے، یہ شعر گانے والے سے

تعریف کوئی کرنے ان کی یہ نادرست خاموشی از شنائے تو حد شنا رتست

جب گاندھی کی آندھی کا گرد و غبار بکرم کردگار دفع ہوا اور آنکھیں کھلیں اور اپنی زبوں تر حالت اور سراسر نقصان نظر آیا اور سمجھے کہ ہم بڑے عظیم جال میں پھانے گئے تھے۔ اور ہمارے حلیف دراصل ہمارے حریف تھے۔ وہ برادران وطن نہ تھے بلکہ ہمارے خون کے پیاسے تھے۔ جنھوں نے ہمیں سبز باغ دکھلا کر اور طرح طرح بہلا کر ہمارا بھیجا ہی نہ کھایا بلکہ سراپا ہمیں چوس کر چھوڑی ہڈی کی طرح کر چھوڑا۔ جب بھیانک سیاہ رات کی تاریکی دور ہوئی اور خدا نے نور کا تمڑ کا کیا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس رات ہماری عشق بازی کسی کالی بلا کے ساتھ رہی جیسا جب بے نتیجہ افسوس یوں ہی اب آنکھیں بند کر کے اندھا دھند اتباع اطاعت محبت کا نتیجہ ہوگا۔ تاریکی دور ہونے دو نور کا تمڑ کا ہونے دو۔ کچھ دیر جاتی ہے کہ صبح ہوتی ہے اور معلوم ہو جائے گا۔

بوقت صبح شود ہم چوروز معلومت کہ باکہ باختم عشق در شب دیبچور

اللہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور اس فتنہ اور تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بہڑی ضلع بریلی مرسلہ خلیل الرحمن صاحب حنفی مستری

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زید نے عمر سے یہ سوال کیا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اولین و آخرین اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تمام جہاں کو آج بھی مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ (عمر و کا جواب) علم یہ تحت (فادحی الی عبدہ ما وحی تسلیم لیکن مثل کف دست تمام جہاں بہ تحت ملاحظہ بنص یا عطا بہ ثبوت نص ہے تو تسلیم ہو سکتا ہے اور نبی کریم روحی فداک حیاۃ النبی ہیں عمر کے جواب پر زید نے کہا کہ میں اس کو بالکل نہیں مانتا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ عمر و کا جواب کیسا بروئے شرع ٹھیک ہے اور زید کے انکار پر شریعت کا حکم کیا ہے فقط بینوا تو جروا

الجواب بے شک بے شبہ بے ریب حضور پر نور شافع یوم النشور محبوب اعظم رب غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چاہنے والے رب کریم کی عطا سے مطلع علی الغیب ہیں۔ اس جی قیوم عزوجل کی ہر صفت کے مظہر آج قبر مبارک میں ہی ہیں۔ بے شک تمام جہاں کو اور اس میں جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثال کف دست مبارک ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جو کچھ کہا گیا سب نصوص قرآن و حدیث سے ہے قرآن عظیم نے فرمایا۔ **عَلَّمَهُ الْغَيْبَ فَلَا يَظْهَرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ أَسْرَأَ لَهُ** اس فقیر نے اپنی ایک غزل نعت شریف میں سرکار سرہر کار دونوں عالم کے تاجداروں کے تاجدار سے عرض کیا ہے

مسلط کر دیا تم کو خدا نے اپنے غیبوں پر
رسول مرتضیٰ تم ہو نبی مجتبیٰ تم ہو

اور اپنے جیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے **تَرَكْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبَيَّنَا لِكُلِّ شَيْءٍ** اور اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے **عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا**۔ ان کے سوا بھی بہت آیات قرآنیہ ہیں جن سے روز روشن سے زیادہ آشکارا کہ سرکار دولت مدار سید ابرار احمد مختار علیہ الصلاة والسلام کو اللہ عزوجل نے علم غیب ذرہ ذرہ کا عطا فرمایا ہر تر و خشک کا علم بواسطہ قرآن عظیم رسول کریم علیہ الصلاة والسلام کو ہوا پھر خود سرکار نے بار بار اس کا اظہار فرمایا۔ کبھی فرمایا **عَلَّمَكَ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ**۔ کبھی ارشاد ہوا **كُتِبَ لِي كُلِّ شَيْءٍ وَعُرِفَتْ**۔ کبھی فرمایا **إِنَّ اللَّهَ نَزَّوِي إِلَى الْأَرْضِ فَرَأَيْتَ مَنَاسِرَ قَهَادٍ مَغَارِبَهَا كَبَشِي** فرمایا ان اللہ قدر فتح لی الدنيا فان انظر اليها والی ما هو كائن فيها الی یوم القیامۃ **كَاِنَّمَا انظر الی كفی هذه**۔ بے شک اللہ عزوجل نے سارا جہاں میرے لئے اٹھایا یعنی مجھ پر ظاہر فرمایا میرے

ساتنے کر دیا تو میں اسے اور جو کچھ اس میں تاقیامت ہونے والا ہے سب کو ایسا ملاحظہ فرما رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مبارک کو دیکھ رہا ہوں۔

عمر و نصوص دیکھے اور اپنے بے جا توقف سے باز آئے اور زید بے قید جو کہتا ہے میں اس کو بالکل نہیں مانتا اس سے اس کی مراد مطلقاً انکار از علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ حضور کے لئے بھی ذرا بھی علم غیب بے طار الہی نہیں مانتا۔ اگر یہ مراد تو یہ تو قرآن عظیم کی آیات کا انکار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور نبی کے تو معنی ہی ہیں غیب کی خبریں دینے والا۔ بہت غیوب ہیں کہ حضور نے دوسروں کو بتائے بعض غیوب کے علم کے بغیر تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو ہر مومن کو بعض علم غیب بے طار کے خداوندی پھر بے طار نبوی ہے جیسے فرشتے۔ حور و علمان جنت نار و ہاں کے بعض بعض احوال و احوال بعض حالات قیامت۔ کو ثمرہ صراط۔ میزان وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ میں یہ نہیں مانتا کہ حضور مثال کف دست ملاحظہ فرما ہے ہیں۔ تو حدیث دیکھے اور اپنا عقیدہ درست کرے انکار سے توبہ کرے۔ کسی چیز کا اقرار جس طرح خود نہیں کیا جا سکتا تو یہیں من عند نفسہ انکار بھی تو نہیں ہو سکتا اس نے انکار کیا۔ توبہ کرے۔

یوہیں اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ سے انکار کیا اس سے توبہ کرے۔ حدیث میں فرمایا ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ صلی یوزق حضرت شیخ متفق ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں: بدرست کہ خدائے تعالیٰ حرام گردانیدہ است بر زمین خوردن سے تنہائے پیغمبر الہی پس پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی۔ باأل کہ روزی دادہ می شود ام جلد اول ص ۲۸۲ فصل ثالث اس سے اوپر فصل ثانی میں فرمایا ص ۲۸۳ قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء گفت آل حضرت بدرست کہ خدائے تعالیٰ حرام گردانیدہ است بر زمین تنہائے پیغمبر الہی انکسیت است از حیات چنان کہ صریح در فصل ثالث از حدیث ابی دردار بیاید و حیات انہما متفق علیہ است بیچ کس را دروے خلفا نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنان کہ شہدارا است و دریں حدیث کہ فرمود ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء اشارتست بدان اگرچہ دریں باب کہ عرض صلوٰۃ و حصول علم و ادراکست حیات روحانی نیز کافیست ولیکن مذہب ہمان است کہ گفتہ شد و تحقیق اس مسئلہ در تاریخ مدینہ کہ سنی است بہ جذب القلوب الی دیار المہجوب کردہ شدہ است از ان جا باید جست۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فتاویٰ حدیثیہ میں حضرت ابن عربی سے تائید نقل کرتے ہیں۔ لا

بمتمتع روية ذات النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بروحه وجسده لانه وسائر الانبياء احياء ردت اليهم
ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف في الملكوت العلوى والسفلى ولا مانع
من ان يراه كثيرون في وقت واحد لانه كالشمس واذا كان القطب عملاً لكون كما قال قاله التاج ابن
عطاء الله فما بالك بالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يلزم من ذلك ان الرائي صحابي لان شرط الصحة
الرؤية في عالم الملك وهذه سرؤية وهو في العالم الملكوت وهي لا تفيد صحة والالتبنت لجميع امته
لانهم عرضوا عليه في ذلك العالم فراهم وراؤة كما جاءت به الاحاديث والله تعالى اعلم-

مسئلہ از میٹی مال مسئلہ قاضی ظفر اللہ خاں گھڑی سائر بڑا بازار ۱۹۴۱ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مقتیان شرع متین اس مسئلہ میں :-

۱۔ زید داڑھی منڈاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اس زمانہ
میں ہوتے تو وہ بھی داڑھی منڈانے کا حکم دیتے۔

۲۔ تذکرہ میں یہ کہتا ہے کہ پیغمبر کی حیثیت ایک لیڈر جیسی ہے جیسا کہ اس زمانہ کا گاندھی لیڈر۔ اپنے
زمانہ کے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایسے لیڈر تھے۔

۳۔ زید مذکورہ بالا برج بھی کھیلتا ہے یعنی تاش پر روپیہ کی بازی لگا کر کھیلا جاتا ہے جس میں کافی روپیہ
کی بارجیت ہوتی ہے۔ آیا یہ برج شرعاً قمار یا جو ہے یا نہیں اور زید مذکورہ ماہ رمضان المبارک میں بازار اور شارع
عام پر گریت پیتا ہوا نکلتا ہے اور پردہ کو غیر ضروری خیال کرتا ہے نیز نماز کا بھی پابند نہیں ہے۔ اب ایسے
شخص کو ممبری میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ بورڈ اسمبلی وغیرہ جس سے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی اغراض وابستہ
ہوں مسلمانوں کا نمائندہ بنا کر بھیجا اور اس کو ووٹ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں بجا کہ کتب فقہ و احادیث نبویہ
علی صاحبہا الصلاة والتحیة جواب مرحمت فرمایا جاوے۔ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل۔

الجواب داڑھی شعار اسلام ہے تمام انبیاء کرام علیہم الصلاة والسلام کی سنت کریمہ ہے زید نے وہ
کلمہ بکا حضور علیہ التحیة والتنا پر اقرار کیا کہ حضور علیہ الصلاة والسلام ایسی چیز کے لئے اپنے پہلے حکم کے خلاف حکم
دیتے داڑھی منڈانا شعار کفار ہے۔ رکھنا شعار اسلام۔ شعار اسلام کو مٹنے اور وضع کفار کو اختیار کرنے کا حکم دیتے
واللیا ذل اللہ تعالیٰ۔ کفار کی وضع پسند فرماتے ولا حول ولا قوة الا باللہ اس نے دوسرا کلمہ شنیعہ قطیعیہ غیرت
لعینہ کفریہ بک کہ حضور علیہ الصلاة والسلام کی توہین کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اس پر اس عظیم جبل وبال کے ہوتے

کتاب الطہارۃ

مسئلہ از قصبہ سیواہی ضلع گورکھپور مرسلہ جناب مولوی ظہور الحق صاحب قادری ہتم مدد دار الائنات۔
صاحب بہار شریعت نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر حوض دہ دردہ سے چھوٹا ہے اور کسی شخص نے اس حوض میں بلادھوئے ہوئے ہاتھ وغیرہ ڈال دیا تو اس پانی سے وضو درست نہیں ہوگا مگر زید کہتا ہے کہ مسئلہ مذکورہ بالا صاحب بہار شریعت نے غلط تحریر فرمایا ہے اور فتاویٰ قاضی خان جلد اول وغیرہ سے عبارت مندرجہ ذیل صاحب موصوف کے خلاف اور اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کرتا ہے (۱) جلد فتاویٰ قاضی خان بھاش عالم گیر یہ ص ۱۵۱ المحدث والجنب اذا دخل یدہ فی الاناء للاغتراء وليس علیہا نجاسة لا یفسد الماء وکذا اذا وقع الکون فی الحب فادخل یدہ فی الحب الی المرفق لاخراج الکوز لا یصیر الماء مستعملاً ۱۱ پس التماس ہے کہ صاحب بہار شریعت حق پر ہیں یا زید کا دعویٰ حق ہے؟ مینوا بالکتاب تو جبر وایوم الحساب۔

الجواب زید غلط کہتا ہے۔ بہار شریعت میں مسئلہ صحیح لکھا ہے فتاویٰ امام قاضی خان کی عبارت بہار شریعت کے مخالف نہیں۔ بہار شریعت کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت دہ دردہ سے کم گھرے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈال دے گا تو مستعمل ہو جائے گا اور فتاویٰ قاضی خان کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت سے ڈالے گا تو مستعمل نہ ہوگا یہ دونوں صحیح ہیں۔ ایک دوسرے سے معارض نہیں اگر زید اس عبارت کے آگے یہ لفظ بھی دیکھ لیتا تو مسئلہ سمجھ جاتا اور بہار شریعت کے مسئلہ کو غلط بتانے کی جرأت نہ کرتا عبارت مذکورہ سوال کے آگے بالکل اس کے متصل ہی ہے وکذا الجنب اذا دخل یدہ فی البئر لطلب الدلو لا یصیر الماء مستعملاً لکان الضرورة پھر کچھ آگے ہے وکذا دخل یدہ فی الاناء للتعبر ویصیر الماء مستعملاً لانعدام الضرورة اخرج کوز تو ضرورت ہی ہے اعتراف بھی ماقبل ضرورت ہی سے کرتا ہے کہ پانی نکلانے

کا کوئی ظرف موجود نہیں للاغتراف خود ضرورت بتا رہا ہے اغتروف نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا ادخل یدہ فی الاتمام للاغتراف تو خانہ کے ان دونوں مسئلوں میں ضرورت ہے اور بے شک ضرورت کے وقت محض ہاتھ ڈالنے سے حکم استعمال نہ ہوگا اسی مسئلہ اغتروف کو اگر عالم گیری میں دیکھا ہوتا تو وہاں للضروۃ مل جاتا عالم گیری میں یہ مسئلہ یوں لکھا اذا دخل المحدث او الجنب او الملائض التي طهرت یدہ فی الماء للاغتراف لا یصیر مستعملا للضروۃ کذا فی التبیین۔ خود امام قاضی خان نے دونوں مسئلوں کے بعد تحریر فرمایا ہے لکنان الضروۃ جس کا تعلق دونوں سے ہے نہ صرف صورت اخیر سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲ وضو کرنے کے بعد نماز سے قبل بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا وضو کرتے میں بات کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔ مگر وضو کرتے میں اور اس کے بعد نماز سے قبل دنیا کی باتیں کرنا نہ چاہئے مستحب ہے کہ ذمیوی باتیں نہ کرے وضو کرتے میں وضو کی مسنون دعائیں پڑھے اور بعد وضو تہنید وغیرہ نماز میں مشغول ہو فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۳ غسل کی نیت کیا ہے اور غسل کرتے وقت کیا پڑھا جاتا ہے۔ غسل تہنید باندھ کر

ہے یا برہنہ۔

جواب۔ غسل بہ نیت طہارت کریں مگر طہارت حاصل ہونے کے لئے نیت ضروری نہیں۔ یوں ہی اگر پانی سارے جسم پر بہا لیں گے طہارت ہو جائے گی غسل پھر از سر نو نیت طہارت کر کے کرنا لازم نہ ہوگا غسل میں جانے سے پہلے ستر کھولنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لیں غسل خانہ میں جا کر کوئی دعا پڑھنا نہ چاہئے۔ تہنید باندھ کر غسل بہتر ہے۔ مگر احتیاط کریں کہ سارے جسم پر پانی بہ جائے اس طرح تہنید جسم سے علیحدہ کر کے پانی ڈالیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از نبی پور ضلع بھروج مرسلہ موسیٰ ابراہیم بخش صاحبان۔ ۲۰ جمادی الآخر ۱۲۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں ایک کنواں بڑا ہے جس کی گولائی پانی سے ۵ انچ اوپر ناپ لینے سے پونے پچیس ہاتھ اور دو انچ ہوتی ہے اور اس کا وسط یعنی قطر گیارہ ہاتھ دو انچ ہے اور یہ پانی کے ساتھ کی دیوار سے ناپ لیا ہے جو ناپ لینے والے ہیں وہ اعتماد سے کہتے ہیں کہ گولائی میں اگرچہ ۵ انچ پانی کے اوپر سے لیا ہے لیکن پانی کے ساتھ ناپ لیا جائے تو بھی قریب قریب

وہی ناپ ہے جو مذکور کیا جو ہاتھ گولائی اور وسط کے لکھتے ہیں وہ ہاتھ کا ناپ اٹھارہ انچ کا ہے مذکورہ کنوا
دہ درہ درہ ہے یا نہیں اگر اس میں کوئی چوہا گرے اور پھٹ جائے تو اس میں سے پانی نکلنے کی ضرورت
ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

الجواب اس کا وہ درہ درہ بلکہ اس سے زائد ہونا ظاہر ہے چوہا یا کوئی جانور اس میں گر کر مرے اور پھو
پھوٹے یا کوئی نجاست گرے پانی اس وقت تک ناقابل استعمال نہ ہوگا جب تک اس نجاست کا اثر رنگ یا بو
یا مزہ میں ظاہر نہ ہو ہاں جب ان اوصاف میں سے کوئی وصف اس نجاست سے بدلے گا تو پانی فاسد ہو
جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے اپنے رسالہ مبارکہ
المصنی المنیر فی المار السنہ میں ثابت فرمایا ہے کہ تحقیق یہ ہے کہ دور تقریباً ساٹھ پینتیس ہاتھ چاہئے پینتیس
اعشاریہ ۲۴۹ تو قطر پانچ گز ساٹھ دس گرہ بلکہ دس گرہ ایک انگل یعنی ۲۸۴ ہاں ہاتھ تو یہاں تو دور پونے پینتیس
ہاتھ سے بھی دو انچ زائد ہے ہم نے حساب کیا تو اپنے حساب سے مسئلہ کا جواب لکھا پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ
کا فتاویٰ مبارکہ دیکھا محمد تعالیٰ اس سے معلوم ہوا کہ پونے پینتیس نہیں ساٹھ پینتیس ہاتھ کے قریب بھی
دور ہوتا تو بھی وہ درہ درہ ہوتا جسے تفصیل درکار ہو وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ مذکور مطالعہ کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ از راج کوٹ کریم پورہ عبد المجید پیش امام۔

حوض اوپر سے وہ درہ درہ نہیں ہے اندر سے ہے تو اس حالت میں وضو درست ہو سکتا ہے یا نہیں؟
الجواب جب اوپر سے حوض وہ درہ درہ نہیں ہے تو بے وضو ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا
ہاں اگر ہاتھ علیحدہ پانی سے دھو کر ڈالے اور ہاتھوں سے پانی لے کر وضو کرے مستعمل نہ ہوگا اگر کوئی ظرف
وہاں نہیں ہے جس سے پانی نکال کر ہاتھ دھویا جائے تو اس صورت میں انگلیوں کو ملا کر ایک ہاتھ سے
پانی نکال کر دائیں ہاتھ دھوئے اور اس کے بعد دوسرا ہاتھ دھو کر وضو کرے مگر چلو سے پانی نکلنے وقت
وضو کی نیت نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ اگر سر پر بال ہوں (یعنی زلفیں) تو مسح کرنے کی حالت میں ہتھیلیوں کو پشت سر کی جانب
سے واپس پیشانی کی طرف کولانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب بال ہوں یا نہ ہوں اگر مسح اس طرح کرے گا کہ ہر ہاتھ کی تین تین انگلیاں مقدم ہوں

پردہ کر دو دو انگلیاں اور ہتھیلیاں اٹھاتے ہوئے گردن تک ان تین تین انگلیوں کو لے جائے گا تو پورے سر کا مسح جب ہی ہو گا جب کہ ہتھیلیوں سے سر کے دونوں جانبوں کا مسح کرے گا اور اگر مسح اس طرح کرے گا کہ تین تین انگلیاں اور ہتھیلیاں مقدم راس سے اس طرح جانب گردن لے جائے گا کہ سر کے دونوں جانب بھی پوری پوری ہتھیلیوں کے نیچے آتی جائیں گی تو اس صورت میں یوں ہی پورے سر کا مسح ہو گیا صحیح سے آگے لانا بے کار ہے۔ اور اولیٰ یہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بمبئی کھڑک پائے دھونی ۱۵۰ مرسلہ ایوب عبدالرحمن صاحب ۲۱ محرم الحرام ۱۳۵۴ھ
 (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں حوض دہ دردہ کیا مراد ہے اور رائج الوقت گزیرا فٹ کے حساب سے کتنی مساحت اور کتنا عرض و طول دہ دردہ کے لئے درکار ہے۔ بینوا بالکتاب و توجروا
 یوم الحساب۔

(۲) ایک حوض نقشہ ذیل کی مساحت کے مطابق موجود ہے آیا یہ دہ دردہ کی حد میں شمار ہو گا یا نہیں؟ جواب دیجئے اور اجراء اللہ تعالیٰ سے لیجئے۔ فقط۔



الجواب دہ دردہ وہ حوض ہے جس کی مساحت ہاتھ سے سو ہاتھ گز سے ۲۵ گز فٹ سے سواد سو فٹ ہو مربع ہونا کچھ ضرور نہیں اگر مثلاً سو ہاتھ طول ہو ایک ہاتھ عرض جب بھی دہ دردہ ہو گا عمق اتنا ہونا چاہئے کہ لب میں پانی لینے سے زمین نہ کھلے قال الامام فقیہ النفس قاضی خان ادخلہ اللہ تعالیٰ دار الجنات و ادخلنا بہ و امطر علیہ شایب الرحمة و الرضوان فی الخاتیمہ خندق طولہ مائة ذراع او اکثر فی عرض ذراعین قال عامة المشایخ لا یجوز فیہ الوضوء وقال بعضهم یجوز اذا کان ماء الخندق کثیرا بجمیث لو بسط ینکون عشر افی عشر م مختصراً قال شیخنا المجددی سیدی الوالد الماجد فی فتاویٰ الشریفۃ العطا یا النبویة بعد نقل هذه العبارة قلت وهو المختار درر عن عیون المذاهب والظہیر وصحہ فی المحیط والاختیار وغیرہ ام واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ جواب سوال اول سے اس کا بھی جواب روشن کہ جب وہ دردہ سواد و سوفٹ ہونا درکار ہے تو یہ تو تین سوفٹ چھاپنچ ہے۔ وہ دردہ سے کہیں زیادہ پنچ کا فوارہ جو ایک طرف تو فقط چھاپنچ ہے اور ایک طرف زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ فٹ اس حوض کی وہ دردہ مقدار سے زیادہ مقدار کو بھی بہت کم نہیں کرتا نہ کہ اسے وہ دردہ سے بھی کم کر دے۔ ضرور وہ حوض اس فوارہ کے باوجود وہ دردہ سے زائد ہے۔ اور اگر فوارہ کا پانی نیچے سے اتنا عریض بھی ہوتا کہ نیچے کی طرف حوض وہ دردہ سے کم ہو جاتا جب بھی جب کہ سطح بالادہ وہ وہ سے زائد زیادہ دردہ ہوتی سطح بالا کا پانی نہ نجاست پڑنے سے ناپاک ہوتا نہ وضو و غسل سے مستعمل ہاں جہاں سے وہ دردہ سے کم ہوتا اس جگہ کا پانی نجاست سے ناپاک وضو و غسل سے مستعمل ہوتا۔ فی التجنيس اعلاه

عشر فی عشر واسفلہ اقل وهو مثل یجوز التوضی فیہ والاعتسال فیہ وان نقص لا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ایک کنواں میں چوہا اگر اس کے چند روز کے بعد اس کنواں سے مٹی برآمد کی گئی بعد نکالنے مٹی کے اس کنوئیں سے پانچ سو ڈول پانی پھینکا گیا اور اس کنوئیں میں دس گیارہ ہاتھ پانی ہے جو کہ تقریباً دس گیارہ سو ڈول پانی ہے اور اس کنوئیں کی یہ خاصیت ہے کہ جس قدر پانی نکالا جاتا ہے اتنا ہی پھر ہو جاتا ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ کنواں پاک ہو یا نہیں۔ اور چوہا جو نکلا تو وہ گلا ہوا تھا یہاں تک کہ گوشت پوست کنوئیں ہی میں رہ گیا تھا۔ زید کہتا ہے کہ جب کہ کنوئیں سے مٹی نکالی گئی اور اور پانی پانچ سو ڈول پھینکا گیا تو کنواں پاک ہو گیا یہاں تک کہ ۳۶۰ ڈول پانی نکالنا بھی کفایت کرتا اس طرح چھپکلی یا مثل اس کے پھول پھٹ جائے تو کیا حکم ہے۔ فقط۔ بینوا تو جروا

المستفتی ابو صالح محمد حاذق الفرقی کان اللہ تعالیٰ لہ ضلع مونگیر۔

الجواب جس قدر پانی اس کنوئیں کا نجس ہو اسب جب تک نہ نکلے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا مثلاً اس کنوئیں میں ہزار ڈول پانی ہے تو جب تک ہزار ڈول پانی نہ نکل جائے گا کنواں پاک نہ ہوگا۔ مٹی اور پانچ سو ڈول پانی نکل جانے سے جس نے کنوئیں کو پاک بتایا اس نے غلط بتایا خدا معاف فرمائے۔ تین سو ڈول پانی کا انداز جہاں کے کنوؤں کے لئے ہے۔ یہ حکم وہاں کے لئے ہے عام نہیں کہ جہاں پانچ سو جہاں ہزار بارہ سو ڈول پانی ہو وہاں بھی تین سو ساٹھ ڈول نکال دینا کافی ہو۔ بغداد مقدس کے کنوؤں میں تقریباً اتنا ہی پانی ہوتا تھا کہ تین سو ساٹھ ڈول نکالنے سے ٹوٹ جاتا تھا وہاں کے لئے یہ حکم فرمایا گیا۔ جیسے امام اعظم نے کوفہ کے کنوؤں کے لئے سو ڈول نکالنے کا حکم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ جب وقت

وقوع نجاست ہزار ڈول پانی کنوئیں میں ہے تو یہ سارا ہی پانی نجس ہے۔ تو پانچ سو یکم و بیس ہزار سے کم نکالنے پر سارا نجس پانی نہ نکلا اور جب سب نجس پانی نہ نکلا تو کنواں کیوں کر پاک ہوا۔ مٹی اگر بالکل نہ نکلتی اور ہزار ڈول پانی نکلتا تو کنواں پاک ہوتا کہ مٹی نکالنا واجب ہی نہیں ہے۔ پانی بالکل نکالا جاتا اور مٹی جتنی نکال دی گئی اس سے بہت زیادہ نکال دی جاتی تو بھی کنواں پاک نہیں ہوتا۔ عبارات علماء سے سب روشن ہے۔

غنیہ ص ۱۶۱ میں فرمایا ان کانت البیر معینا لا یمکن نزحها الا بعسر و حرج عظیم اخرجوا مقدار ما کان فیہا من الماء وقت ابتداء النزح شمان المشایخ اختلفوا کیف یقدر ما کان فیہا اذ ذلک۔ قال بعضهم تحفر حفرة مثل عمق الماء وطوله وعرضه وتخصص فی نزع الماء حتی تملأ الحفرة وقال بعضهم یرسل فیہا قصبہ ویجعل المبلغ الماء علامة ثم یرتح منها عشر دلاء مثلاً ثم تعاد القصبہ فی نظر کم نقص فی نزع الکل قدر منها عشر دلاء و هذا ان القولان مرویان عن ابی یوسف وعن ابی حنیفة ینزع حتی یغلبہم الماء و قال بعضهم و هو روایة عن ابی حنیفة ایضاً یحکم ذوا عدل من اهل البصارة بالماء فی نزع منها بحکمہما فان قال ان ما فیہا ذلک الوقت الف دلو مثلاً نزع ذلک قال صاحب الہدایة و هذا ای الاخذ بقول المعتد^{لین} لین اشبه بالفقہ قال فی الکافی انه الاصح اذا الرجوع الی اهل البصیرة اصل فی کثیر من الصور كما فی المحکمین والشاہدین وتقویہا المتلف قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون الخ

اسی کے ص ۱۶۲ میں ہے و مروی عن محمد انه قال ینزع منها ما ثاد لوالی ثلث مائة وانما اجاب بذلک بناء علی کثرة الماء فی ابار بغداد کذا فی المبسوط۔ و مروی عن ابی حنیفة انه اذا نزع منها مائة دلو یکنی و هو بناء علی ابار الکوفة لقلۃ الماء فیہا کذا فی الکفاۃ فعلی هذا لا ینبغی الفتوی بالمأتین و نحوہا مطلقاً بل ینظر الی غالب ابار البلد و هو لا یرسل علی الناس والاول و هو اعتبار مقدار الماء فی کل بئر علی حدة احوط فتاویٰ خانہ میں فرمایا ان بجاء یقصبہ فی یرسل فیہا و یجعل علی راس الماء علامة ثم ینزع منها دلاء ثم ینظر کم انتقص فنزع الباقی بحساب ذلک ولا یجب نزع الطین لمکان الحرج عالم گیر میں ہے انتفع حیوان او تفسخ ینزع جمیع ما فیہا صغر حیوان او کبرھکذا فی الہدایة اسی میں ہے اذا وجب نزع جمیع الماء ولم یکن فراغها لکنہا معینا ینزع مائة دلو کذا فی التبیین و هذا لیسر کذا فی الاختیار شرح المختار و الاصح ان یؤخذ بقول رجلین لہا بصارة فی امر الماء فای مقدار قال انه فی البئر ینزع ذلک القدر و هو الاشبه بالفقہ کذا فی الکافی و شرح المبسوط للامام السرخسی والتبیین۔

اور در مختار میں ہے ان تعذر نزع کلھا لكونھا معینا فینقد رما فیھا وقت ابتداء النزع قالہ الحلبی
یوخذ ذلك بقول رجلین عدلین لهما بصارة بالماء به یفتی وقیل یفتی بما یتین الی ثلاث مائة وهذا ایسر
وذاک احوط۔ رد المحتار میں ہے قولہ وقیل ضعف هذا القول فی الحلیة وتبعه فی البحرانہ اذا کان
الحکم الشرعی نزع الجمیع فالافتقار علی عدد مخصوص یتوقف علی دلیل سمعی یفیده واین ذلك بل لما ترو
عن ابن عباس وابن الزبیر خلافه حین افتیا بنزع الماء کله حین مات نرجی فی بئر زم زم رالی قولہ
مرویات فی ان مسائل الابار صیئة علی اتباع الأثر علی انه قالوا ان محمداً اُفتی بما شاهد فی اُبار بغداد
فانھا کثیرة الماء وکذا ما روى عن الامام من نزع مائة فی مثل اُبار الکوفة لقله ما نھا فیرجع الی القول
الاول لانه تقدیر ممن له بصارة وخبرة بالماء فی تلك النواحي لا لكون ذلك لانما فی اُبار کل جهة

چھپکی یا جو دموی جانور مر کر پھول پھٹ جائے سب پانی نکلے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ از رائے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

جن عورتوں کو حیض و نفاس ہوتا ہے جب تک وہ پاک نہیں ہوتیں تب تک بعض بعض شخص
ان کے ہاتھ کا کھانا اور ان کے ہاتھ کا پھوپا پانی کھانے پینے میں بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں کیا ایسا
ہی حکم شریعت میں ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں ناجائز و گناہ کے مرتکب ہوتے اور مشرکین عنود یہ یہود بے بہود
و مجوس نامسعود کی رسم مردود کی پیروی کرتے ہیں بحالت حیض و نفاس صرف شرمگاہ سے استمتاع ناجائز
ہے۔ بس اس سے احتراز لازم۔ مشرکین و یہود و مجوس کی طرح حیض و نفاس والی عورت کو بھنگن سے بھی
بدتر سمجھنا بہت ناپاک خیال نرا ظلم عظیم و بال ہے یہ ان کی من گھڑت ہے۔ ما انزل اللہ بہا من سلطن
کریہ و یستلونک عن المھیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المھیض۔ الایة کا شان نزول ہی یہ ہے
کہ مشرکین عرب و یہود و مجوس ایسی عورت کے ساتھ کھاتے پیتے بستے نہ تھے۔ اس حالت میں
عورت کو گھر میں نہ رہنے دیتے نکال باہر کرتے تھے ان کی طرف دیکھنے کو روانہ رکھتے ان سے بات
کرنے کو حرام ٹھہراتے تھے اور نصرانی اس کے برعکس اس حالت میں ان کے ساتھ زیادہ اختلاط کرتے
اور ان سے باکرہ و طی کرنا چاہتے تھے۔ یہ کہ میر جھرت ثابت بن ودرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سوال
پر کہ یا رسول اللہ جاراً سخت ہے اور کپڑے کم۔ تو کیا ہم عورتوں کو اپنے ساتھ کپڑوں میں کر لیں اور (عاشم

عورتوں کے ساتھ کیا سلوک برتیں؟ اس پر یہ آیت اتری یعنی تم اسی کا حکم کئے گئے ہو کہ ان کے ساتھ جماع نہ کرو جب وہ حائضہ ہوں۔ اور تمہیں خدا اس کا امر نہیں فرماتا کہ انہیں گھروں سے باہر کر دو۔ یعنی افراط و تفریط سے بچو۔ نہ یہود کی سی تفریط کرو نہ نصاریٰ کا سا افراط۔ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۸ میں ہے: نقل فی نزولہ انہ کانت العرب لمرؤا کلو الحائض ولم یشار بوہا ولم یساکنوہا کفعل الیہود والنجوس فسأل ثابت بن الدحداح عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقال یا رسول اللہ البرد شدید والثیاب قليلة لا یسح الا احد انما افضج معہن فی ثیاب وبای وجہ نسلک بہن فنزلت ہذا الایة یعنی انما امرت ان تعزلوا عما معتہن اذا حضن ولم یامرکم باخراجہن من البیوت وقیل انہ لما کانت الیہود ینافرون من نساء ہم فی حالة الحیض غایة التنافر بحيث لا ینظرون الیہن ولا یاکون معہن ویمرمون الکلام بہن وکانت النصاری علی عکسہم ینالغون فی الاختلاط ویقصدون الوطی بہن بالاکراه فنزلت ہذا الایة یعنی افعلو الاقتصار فی النساء الحیض وکنوا عن الافراط والتفریط۔ مسلمانوں پر لازم کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں انہیں سمجھائیں اور یہود و مجوس و ہنود عنود کی اس ناجائز موذی رسم کی پیروی سے روکیں اگر وہ جہالت پر جمیں اپنی ہٹ پرائس ضد پر ہیں تو ان سے برادرانہ تعلقات چھوڑیں یہاں تک کہ وہ توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر کہتہ از مکان مصطفیٰ علی خاں۔ بریلی

اگر لوٹانا پاک ہو گیا ہو اور اس کی ٹوٹی اندر سے دھوئی نہیں جاسکتی اس صورت میں لوٹانا پاک ہو

جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ ٹوٹی میں سے لوٹا بانے سے جب پانی بہ جائے گا تو اتر نجاست نہ رہے گا تو ٹوٹی بھی

پاک ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الصلاة

نماز کا بیان

مسئلہ - از ترسانی علاقہ کاٹھیاوار۔ مرسلہ مسلمانان اہل سنت والجماعت، بتوسط حضرت مولانا مولوی محمود جان صاحب جام جوڑھپوری۔ ۲۶ ذوالقعدہ ۱۳۲۸ھ۔

(۱) زید امام مسجد ہے اس کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ وہ بسم اللہ کی ترکیب بھی نہیں جانتا اس کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مساجد کا مرتبہ مجھ سے زیادہ ہے اور اگر اتنا نہ جانو تو میرے برابر البتہ ان کو جانو۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس قول کے قائل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی یا نہیں اور غیر نبی کو نبی کے مرتبہ سے برابر جاننا کفر ہے کہ نہیں اور جو لوگ زید کو اس قول کا قائل جان کر اس کی حمایت کریں اور اسے امامت سے معزول نہ کریں اور اس کے پیچھے نماز پڑھیں ایسے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے اور جو لوگ یہ کہیں کہ جن لوگوں نے زید کی بلا اجازت کہ جو امام مقرر ہے اور دوسرے کو اپنا امام بنایا اور اس کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں نہ ہوئیں اس لئے کہ زید امام مقرر کی بلا اجازت دوسرے امام کے نمازیں پڑھائیں ان لوگوں کا یہ قول شرعاً کیا ساہ قابل قبول ہے یا مردود و باطل اگر ان کا یہ قول مردود و باطل ہے تو شرعاً ان لوگوں پر کچھ الزام ہے یا نہیں۔ بینوا تو جروا

(۲) زید اکثر اوقات نماز میں اپنے وعظ میں یہ قصہ بیان کرتا ہے کہ ایک بار سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک ورم کر گئے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک پتھر کو آگ پر گرم کر کے ورم کو اس پتھر سے سینکتے تھے۔ پتھر نے بارگاہ رب العزت جبل وعلایں عرض کیا کہ الہی تیرا رسول مجھے اپنے فائدے کے لئے آگ پر بار بار گرم کرتا ہے جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ میں تیرا بدلا لوں گا چنانچہ فرشتوں نے اللہ عزوجل کے حکم سے اس پتھر کو جبل احد کی طرف پھینک دیا۔ جنگ احد کے دن اسی پتھر کو حبشی نے لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف پھینکا جس سے حضور کا زندان مبارک شہید ہو گیا۔

اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین ہوتی ہے یا نہیں۔ ایسے بے علم شخص کو ہمیشہ کے لئے امام رکھنا باوجود اس کے کہ قوم آسودہ حال ہے وہ بہتر سے بہتر دوسرا امام رکھ سکتی ہے مگر پھر بھی زید کو امامت سے علیحدہ کیا نہیں جانا آیا ان لوگوں پر کچھ مواخذہ شرعی ہے یا نہیں اور ایسے شخص سے وعظ کہلانا کہ جس سے گمراہی پھیل رہی ہے جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ زید بے قید اپنے اس ملعون قول بدتر از بول کے سبب کافر ہو گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہ سخت بے باک نہایت ناپاک جبری ہے اللہ کے حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منقری ہے۔ ائمہ مساجد کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد مرتبہ والا کہنا یا انھیں حضور کے برابر ٹھہرانا دونوں یقیناً حضور کی توہین ہیں اور توہین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کفر حضور پر عمداً اقرار ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ کسی غلام کو کسی حاکم سے برتر یا اس کے ہمسر کہنا حاکم کی توہین ہے۔ نہ کہ کسی ادنیٰ غلام کو بادشاہ عالی مقام کا ہمسر یا اس سے برتر بتانا۔ حکم الحاکمین رب اکبر کے حبیب و محبوب بادشاہ عرش پائے گاہ سلطان دارین باعث تخلیق کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ادنیٰ غلام کو ہمسرا اور ان سے برتر کہنا کیوں کر سخت شدید شنیع اخبث توہین اور اشد تر کفر نہ ہوگا اس پر توبہ و رجوع فرض ہے اسے لازم کہ نئے سرے سے مسلمان ہو اور سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اپنی بیوی سے اگر بیوی رکھتا ہو نکاح جدیدہ مہر جدیدہ کرے اگر وہ راضی ہو اور عورت اگر راضی نہ ہو تو اسے اس پر کوئی دسترس نہیں رہی وہ جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے اور اپنا مہر چاہے اس کی چاند ٹھوک کر لے سکتی ہے۔

اس کے اس شنیع کلمہ خبیثہ پر مطلع ہو کر جو اس کی حمایت کرتے ہیں سب توبہ کریں اور سب تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی۔ اس کے پیچھے نماز باطل محض امام مقرر وہ کب رہا جب کہ کافر ہو چکا کیا کفر کے بعد بھی امامت برقرار ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اسے امامت سے معزول کرنا کیا معنی معزول تو وہ کیا جائے جو بدستور قائم ہو وہ تو معزول ہو چکا وہ جو اسے بدستور اپنا امام مانے جاتے ہیں کچھ عقل سے واسطہ رکھتے ہیں اور اس جہالت کا کیا کہنا کہ امام مقرر کی بلا اجازت جو نماز کسی اور کے پیچھے پڑھی جائے وہ ہوگی ہی نہیں۔ احمق لوگ جو خود اپنی بے علمی اور جہالت سے بکتے ہیں اسے فتویٰ شریعت جانتے ہیں حالانکہ حدیث کا ارشاد ہے مَنْ آفَتْ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَعْنَةُ الْمَلَائِكَةِ وَالسَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جوبے علم فتویٰ دے اس پر ملائکہ زمین و آسمان لعنت کرتے ہیں۔ یہ تو اس کے لئے ہے جو بے علم کے فتویٰ دے اگر صحیح پھر

اس کا کیا پوچھنا جو غلط و باطل کے اور اسے فتویٰ شریعت جانے والیا ذی اللہ تعالیٰ یہ لوگ ارشاد صریح آفتاب
 یَغْتَبِرُ عَلَيْهِ فَفَسَلُوا وَأَصْلُوا كَيْ مَصْدَقِ هِيَ ان سب پر تو بہ فرض ہے۔ واللہ هو الموفق وهو تعالیٰ اعلم۔
 (۲) یہ قصہ بھی ترا من گھڑت ہے کہیں یہ روایت نہیں نہ ہرگز کسی طرح معقول اللہ اکبر ہر کافر تو پتھر سے یہ
 اور ہزار ہا طرح اور نفع لے سکے مگر اللہ کا حیب و محبوب اگر اسے اپنی عنایت سے نوازے تو وہ اٹا شاکی ہو اور
 اللہ عزوجل اپنے محبوب کے لئے پتھر سے کام لینے کو نادر و اٹھہرائے بدلہ کسی ظلم کا لیا جاتا ہے تو معاذ اللہ
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پتھر سے ظلم کرنے والے ٹھہرے۔ والیاذ اللہ کیا سادیدہ دین ہے جلد بتائے
 کہ اس نے یہ قصہ کہاں سے کس معتمد و معتبر کتاب سے اخذ کیا و لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور
 وہ ہرگز شہوت نہ پیش کر سکے گا وہ منقری علی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے سخت جھوٹا کذاب جبری و بیباک
 ہے اس حدیث کا مصداق ہے مَن كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا اَفَلَيْتَبَوَّأُ مَفْعَدًا مِّنَ النَّارِ۔

مسئلہ ۲۔ اردنیہ تحصیل جہلم مرسلہ جناب صوفی محمد فاضل صاحب مالک اسلامی دوکان۔ ۲۹ شوال
 مکرم و محترم حضرت مولانا صاحب زاد عنایتکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دوسرا رمضان شریف جا رہا ہے
 اس مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوا اس دفعہ بھی کافی شور ہوا علاقہ میں دو فریق ہو گئے آپ براہ الطاف مفصل واضح
 کر دیں تاکہ اختلاف دور ہو اور بھی فتویٰ آپ کے ہیں لیکن معتبر سب پر آپ کا فتویٰ ہوگا۔

(۱) دو مین آدمی مسجد میں آئے جب کہ فرض عشا ادا ہو چکے تھے ساتھ جماعت کے اور جماعت تراویح
 شروع تھی انھوں نے فرض علیحدہ علیحدہ پڑھ کر جماعت تراویح میں شامل ہو گئے جب تراویح ختم ہوئیں تو
 ان کے ذمہ کچھ تراویح باقی تھیں وہ بقایا تراویح چھوڑ کر جماعت و ترمیم شامل ہو جائیں یا پہلے بقایا تراویح
 ادا کریں اور جماعت و ترمیم چھوڑ دیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نماز و ترمیم شامل ہو جائیں اور بعد کو تراویح پوری کریں
 اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوتے کیوں کہ جماعت و ترمیم جماعت تراویح کے ہے اس واسطے و ترمیم
 جماعت نہ چھوڑے (صغیری) بعض کہتے ہیں کہ اگر فرض عشا جماعت سے نہیں پڑھے تو ترمیم جماعت
 سے نہ پڑھے۔

(۲) کتاب بہار شریعت مصنفہ جناب مولانا مولوی حکیم ابوالعلا محمد علی صاحب اعظمی حصہ چہارم ص ۳۲
 مسئلہ اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے۔ و ترمیم پہلے بھی ہو سکتی ہے اور بعد بھی تو اگر
 کچھ کہتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام و ترمیم کو کھڑا ہو گیا تو امام کے ساتھ و ترمیم پڑھے باقی پھر ادا کرے جب کہ

فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے۔ (۲) کتاب بہار شریعت ۲۳ حصہ چہارم مسئلہ اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو ترکی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (در مختار رد المحتار)

(الف) ہمارے علاقہ میں رواج ہو گیا ہے کہ جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو چند قرآن مجید جو بموٹا ۸ ہدیہ سے زیادہ نہیں ہوتے اور نہایت بوسیدہ ہوتے ہیں کیوں کہ حضرات علماء کو وہ پھر دیئے جاتے ہیں جب کوئی فوت ہو امیماں صاحب کے گھر سے وہ پچھے ہوتے قرآن جو اسی غرض کے واسطے رکھے ہوئے ہوتے ہیں دام چمکائے اور لے آئے بعض اوقات مسجد سے بھی دیئے جاتے ہیں تقسیم کے وقت وہ پھر ملان صاحب کے حصہ میں بدستور رواج آجاتے ہیں۔ کیوں کہ یہ قرآن مجید مسجد بنی کے نام سے تقسیم ہوتے ہیں فلاں حضرت فلاں مسجد کے امام ہیں انھیں دیا جائے مسکینوں کا نام تک نہیں جب امام صاحب کے حصہ میں آیا انھوں نے پھر طاق میں جا کر ڈال دیا اور کوئی فوت ہو تو انھوں نے پھر پیسے بٹور لئے یہ کہاں تک جائز ہے۔ ایسے قرآن مجید بیچنے خریدنے والوں کو کیا کچھ وعید ہے یا نہ جن مردے کے پیچھے دیئے جاتے ہیں کوئی ثواب ہے یا نہ۔ یہ مصحف قابل تلاوت نہیں ہوتے۔

(ب) اسی طرح مردے کے پیچھے کچھ نقدی اور غلہ بھی دیا جاتا ہے جس کو اسقاط یا حیلہ کہا جاتا ہے اس کی تقسیم مندرجہ ذیل طریقہ پر ہوتی ہے۔ بموجب حیثیت مردہ (چوں کہ یہ رواج عام ہے اگر ایک ۸ مسجد سے تو دوسرا خواہ غریب ہی ہو اس سے بڑھ کر ذمے کا یعنی ایک روپیہ) ایک روپیہ یا اٹھ اٹھ یا چار اٹھ مسجد دی جاتے گی۔ تمام مسجدوں کے علماء اکٹھا کر کے ایک لاتن میں بٹھاتے جاتے ہیں وہ منہ سے بولتے ہیں کہ فلاں گاؤں کی مسجد تو تقسیم کتنہ دیئے جاتے ہیں اگر ایک گاؤں کے دوسرے گاؤں کی مسجد میں نہیں دیتے تو جب ان کا کوئی مر جاتا ہے ان کو نہیں دیتے۔ آئے دن ایسے تنازع ہوتے رہتے ہیں کیا اگر اسقاط جائز ہے تو یہ تقسیم جائز ہے اگر جائز نہیں تو جو دیدہ و دانستہ یہ فعل کرتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے بلکہ یہ رواج اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ گروہ کے گروہ بازاروں میں پھرتے ہیں اور خبر رسائی کے عجیب عجیب سلسلے قائم کر رکھے ہیں کہ آج کہاں کوئی فوت ہو اسی دھن میں لگے رہتے ہیں۔ اگر اسقاط کا مصرف صحیح نہیں تو کیا دینے والا ضلوع خیر نہیں فضول خرچ کے واسطے کیا وعید ہے مردے کے پیچھے ایسی خیرات دینے سے مردے کو کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ صدقہ فقیروں اور مساکین کا مال ہے جو شخص متمول ہو (بنک میں روپیہ جمع ہو) وہ صدقہ کھلنے

شرعاً اس کے واسطے کیا حکم ہے جان بوجھ کر زکاۃ نہ دیتا ہوا اور صدقہ بھی کھائے کیا ایسے آدمی کی امامت جائز ہے؟

بنیوا توجروا

الجواب۔ جس نے فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شامل نہ ہو کہ اس میں جماعت نہیں مگر تبعا کہ وہ من جہتہ نفل ہے۔ وتر میں جماعت رمضان ہی میں یا بتبعیت فرض ہے یا کہ تبعیت رمضان یا بتبعیت تراویح اور مشہور یہی ہے کہ بتبعیت جماعت فرض یا بتبعیت جماعت تراویح ہے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے وہ تراویح بھی بجماعت پڑھے یا نہ پڑھے اگرچہ صحیح یہی ہے کہ وہ تراویح بجماعت پڑھ سکتا ہے۔ جماعت فرض کے تابع ہے جب تو ظاہر ہے کہ اگر فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں تو وتر بجماعت نہیں پڑھ سکتا اور بتبعیت رمضان ہے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ رمضان میں وتر جماعت ہی سے پڑھے بلکہ یہ کہ رمضان میں جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔ بہر صورت جماعت ہی سے پڑھنا اس سے کہاں نکلتا ہے۔ یوں اگر بتبعیت جماعت تراویح ٹھہرائیں جب بھی۔ اور میں کہتا ہوں کہ بتبعیت فرض سے جماعت وتر کچھ کہو نہیں نکلتی رمضان کے تابع کہو تو اس کے یہی معنی ہیں کہ رمضان ہی میں وتر کی جماعت بتبعیت عشا یا بتبعیت تراویح ہوگی۔ یہ نہیں کہ رمضان میں اس میں جماعت علی الاستقلال ہے فانہ لم یقل بہ احد۔

وتر کا نماز مستقل غیر تابع عشا ہونا اور بات ہے اور اس میں جماعت کا استقلال اور بات اس خلا کا ثمرہ یہ نہیں کہ جن کے نزدیک جماعت وتر تابع جماعت فرض ہے وہی بحالت فوت جماعت عشا جماعت وتر سے مانعت کریں اور جن کے نزدیک اس کی جماعت تابع جماعت تراویح ہے۔ وہ اس نے جب کہ جماعت تراویح فوت نہ کی ہو یا اور جن کے نزدیک تابع رمضان ہے اسے مطلقاً جماعت وتر کی اجازت دیں بلکہ اس خلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ جس نے فرض ایک امام کے پیچھے پڑھے اور تراویح دوسرے امام کے پیچھے یا فرض و تراویح دونوں ایک امام کے پیچھے اور وتر دوسرے کی اقتدار سے یا فرض جماعت سے اور تراویح بجماعت پوری یا کچھ جماعت سے یا بالکل نہ پڑھیں تو جو اس کی جماعت تابع جماعت فرض ٹھہراتے ہیں وہ امام فرض کے پیچھے ان سب صورتوں میں اس کی جماعت جائز بتاتے ہیں دوسرے کے پیچھے اجازت نہیں دیتے اور جو جماعت تراویح کے تابع بتاتے ہیں وہ امام تراویح کے پیچھے بشرطیکہ اس نے تراویح سب یا کچھ جماعت سے ادا کی ہوں اور جو اسے رمضان کے تابع ٹھہراتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام فرض

کے پیچھے پڑھے یا امام تراویح کے یا کسی اور امام کے خواہ تراویح سب یا کچھ جماعت سے پڑھی ہوں یا علیحدہ
یا بالکل نہ پڑھی ہوں۔

غیر میں فرمایا اذالم یصل الفرض مع الامام فعن عین الائمة الکرا بلیسی انه لا یتبعه فی التراويح
ولا فی التروکذ اذالم یتبعه فی التراويح لا یتبعه فی التروکذ اس میں فرمایا لوصولی العشاء وحده فله ان
یصلی التراويح مع الامام وهو الصحیح حتی لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض وشرع فی التراويح فانه
یصلی الفرض اولاً وحده ثم یتبعه فی التراويح و فی القنیة لو ترکوا الجماعة فی الفرض لیس لهما ان یصلوا
التراويح جماعة لانها تبیح للجماعة رد المحتار میں آثار خانہ اش میں تتمہ سے ہے سئل علی بن احمد عن صلی
الفرض والتراويح وحده او التراويح فقط هل یصلی الوتر مع الامام قال لا ام اس کے بعد شامی میں فرمایا
ثم رأیت القهستانی ذکر تصحیح ما ذکره المصنف من جواز الوتر جماعة لمن صلی التراويح منفرداً ای والفرض
جماعة ۱۲ جداول المتار شرفاً لکنه اذ لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر۔ اعلم حضرت سیدنا الوالد الماجد
قدس سرہ نے حاشیہ شامی جداول المتار میں فرمایا فالمتحصل مما ذکرنا ان من صلی الفرض بجماعة یجوز له الدخول
فی جماعة الوتر سواء صلی الفرض خلف هذا الامام او خلف غیره سواء صلی التراويح وحده او خلف هذا
الامام او خلف غیره بل ومن لم یصلها ما ساکما یشمله اطلاق قوله ولم یصلها بالامام یصلی الوتر فانه
یصلی بانضمام القبول والقبول کلہما فلیجوز والله تعالی اعلم والمنفرد فی الفرض یشترک فی الوتر مع جمیع الناس
میں ہے لو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا التراويح بجماعة ولولم یصلها مع الامام صلی الوتر به لانه
تابع لرمضان وعند البعض لانه تابع للتراويح عندہ وفي القهستانی یجوز ان یصلی الوتر بالجماعة
وان لم یصل شیئاً من التراويح مع الامام او صلاها مع غیره وهو الصحیح۔

صغیری اور اس کی اصل کیری میں یہ مسئلہ ہماری نظر میں دو جگہ ہے کہ اگر کسی کا ایک تراویح یا دو تراویح
یا اکثر فوت ہو گئے اور امام و ترکو کھڑا ہو گیا تو یہ امام کے ساتھ و تر پڑھے یا اپنی باقی تراویح ادا کرے دونوں جگہ اس
کا کہیں پتہ نہیں کہ اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوئے۔ کیوں کہ جماعت و تر تابع جماعت تراویح کے ہے۔
صغیری و کیری کی عبارت یہ ہے۔ ان فاته مع الامام ترویحة او ترویحتان او اکثرھل یقضیہا قبل الوتر
او یوتر ثم یقضیہا ذکرہ فی الذخیرة اختلف المشایخ فی زماننا قال بعضهم یوتر مع الامام ثم یقضی ما
فاته من التراويح احراراً الفضیلة الجماعة مع ان التراويح تجوز بعدہ وقال بعضهم یصلی التراويح

المتروکہ شخوہ ترا نہیں میں دوسری جگہ زیر فروع ہے فائتہ ترویجہ اور ترویجہ و قام الامام الی الوتر
یوتر مع الامام شریقی مافاتہ ان میں یہ کہاں ہے اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوتے اور نہ یہاں یہ ہے
کہ جماعت و تریجہ جماعت تراویح ہے۔ اس صورت مسئلہ کو فوت جماعت فرض سے کیا تعلق وہ صورت ان
دونوں کتابوں میں زیر فروع اسی مسئلہ مذکورہ سے متصل ذکر فرمائی ہے کہ اور جب کہ فرض امام کے ساتھ نہ
پڑھے ہوں تو امام عین الائتمہ کراہیسی سے منقول ہے کہ نہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے نہ تراویح

پھر اس صورت میں بھی کبیری میں بعد بیان اختلاف حکم و وجہ ہر حکم یہ تحریر فرمایا کہ لا شک ان تاخیر
الوتر اولی وان فائت الجماعة فیہ فان الانفرا دہ اولی علی قول الجمهور کما بیاتی انشاء اللہ تعالیٰ
یعنی بے شک تاخیر و تراویح ہے اگرچہ وتر کی جماعت جاتی رہے کہ وتر میں انفرادی بر قول جمہور اولی ہے
جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز صغیری میں بعد بیان اختلاف فرمایا ولا شک ان تاخیر الوتر
اولی و كذلك الانفرا دہ کہاں یہ اور کہاں وہ کہ اگرچہ فرضوں میں شامل نہیں ہوتے کیوں کہ جماعت و تر
جماعت تراویح کے تابع ہے اور جماعت و تر جماعت تراویح کے تابع ہے اس سے لزوم جماعت و تر یا
بہر حال بے کراہت اس کا جواز کیوں کر نکلا۔ اگرچہ فرضوں کی جماعت کھوئی ہو مگر و تر جماعت ہی سے پڑھے
تابع ہونے کا حاصل تو اتنا ہی ہے کہ تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہیں تو رمضان میں ان کی تبعیت سے
و تر بھی جماعت پڑھ سکتے ہیں نہ یہ کہ و تر بہر حال جماعت ہی سے پڑھیں۔

ہاں صغیری کی یہ عبارت واذا لم یصل الفرض مع الامام قبل لا یتبعہ فی التراویح ولا فی الوتر
و کذا اذا لم یصل مع التراویح لا یتبعہ فی الوتر والصحیح انه یجوز ان یتبعہ فی ذلك کلمہ آخر میں
اس کا ایہام ضرور ہے کہ اگرچہ فرض بے جماعت پڑھے ہیں وتر میں شامل ہو سکتا ہے مگر یہ تراویح ہی ہے اس
کا کوئی قائل نہ ہوا۔ کتب فقہ دیکھ جائیے دور کیوں جائیے کبیری ہی دیکھ لیجئے اختصار کے سبب یہ وہم پیدا
ہو گیا۔ تصحیح دو قولوں سے ایک کی ہوتی ہے یہاں کوئی دوسرا قول ہی نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان
پھر اگر ہوتا بھی تو اصحاب تصحیح سے اس کی تصحیح اگر ہوتی تو علامہ ابراہیم حلبی صاحب صغیری یہ فرما سکتے کہ تصحیح
کہ خود یہ اصحاب تصحیح سے نہیں کہ خود کسی قول کی تصحیح کریں بات یہ ہے کہ اس میں اختلاف ہے خود کبیری
ملاحظہ کیجئے اس میں پہلے امام عین الائتمہ کراہیسی سے یہ نقل فرمایا کہ جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے
وہ نہ تراویح جماعت سے پڑھے نہ و تر یوں ہیں جس نے امام کے ساتھ تراویح نہ پڑھیں وہ و تر بھی امام کے ساتھ

نہ پڑھے پھر اس میں خلاف نقل فرمایا کہ فرمایا وقال ابو یوسف البانی اذا صلی مع الامام شیطان التراويح یصلی معہ الوتر وکذا اذا لم یدرک معہ شیطانها یعنی امام ابو یوسف البانی نے فرمایا کہ اگر کچھ تراویح بھی امام کے ساتھ پڑھی ہوں تو اس کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے۔ یوہیں اگر کچھ بھی امام کے ساتھ نہ پڑھی ہوں وتر اس کے ساتھ پڑھے۔

پھر فرمایا وکذا اذا صلی التراويح مع غیرہ لہ ان یصلی الوتر معہ یعنی یوں ہی جب کہ امام کے ہوا کسی اور امام کے ساتھ تراویح پڑھیں تو اسے امام وتر کے ساتھ وتر پڑھنا چاہئے وهو الصحیح ذکرہ ابو اللیث یہ صحیح ہے امام ابو اللیث نے اسی کو صحیح فرمایا آگے فرمایا وکذا قال ظہیر الدین المرغینانی لوصلی العشاء وحده فلہ ان یصلی التراويح مع الامام وهو الصحیح۔ یوں ہی امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ اگر عشا تنہا پڑھی تو اسے جائز ہے کہ تراویح امام کے ساتھ پڑھے۔ وهو الصحیح۔ اور یہی صحیح ہے حتیٰ لو دخل بعد ما صلی الامام الفرض وشرع فی التراويح فانه یصلی الفرض اولاً وحده ضمیر تابعہ فی التراويح۔ یہاں تک کہ اگر امام کے فرض پڑھ لینے اور تراویح شروع کر دینے کے بعد آیا تو پہلے فرض علیہ پڑھے پھر تراویح میں امام کی اتباع کرے۔ کبیری میں اس کا کہیں نشان ہے کہ فرض بے جماعت پڑھے ہوں تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے حاشا کہیں نہیں اس کا کہیں پتہ ہی نہیں صحیح کیسی۔ انھوں نے پہلے امام عین الاثر سے تین حکم نقل فرمائے۔ (۱) جس نے فرض بے جماعت پڑھے ہوں وہ تراویح میں امام کی اتباع نہ کرے۔ (۲) یوں ہی وتر میں (۳) جس نے تراویح میں امام کی اتباع ہو وہ وتر میں بھی اتباع نہ کرے یہ مسئلہ مختلف تھا اس میں اختلاف ذکر کیا۔ پھر امام ابو اللیث نے امام ابو یوسف البانی کے اس قول کی تصحیح نقل فرمائی کہ تراویح ایک کے پیچھے پڑھیں تو دوسرے کے پیچھے وتر پڑھ سکتا ہے یوں ہی پہلے میں بھی اختلاف تھا اور قول آخر یعنی جو از جماعت تراویح بحال فوت جماعت فرض صحیح تھا۔ اسے لکھا اور اس کی امام ظہیر الدین مرغینانی سے تصحیح نقل فرمائی۔

دیکھئے امام عین الاثر کراہیسی کے جواب میں انھوں نے ان دونوں مسئلوں میں امام ابو اللیث و امام ظہیر الدین مرغینانی سے تصحیحیں نقل فرمائیں اور جہاں سادہ خلاف قول تھا وہاں سادہ نقل فرمایا۔ ان کا وہ دوسرا مسئلہ کہ جس نے فرضوں کی جماعت گھوٹی ہے وہ وتر جماعت سے نہ پڑھے خلاف سے ہی پاپ تھا اسی لئے اس کے خلاف کوئی سادہ قول بھی نقل نہ فرمایا اگر اس کے خلاف کوئی قول ہوتا تو ضرور نقل

فرماتے۔ اب بحمدہ تعالیٰ روشن تر ہو گیا کہ صغیری کی عبارت سے جو وہم ہوتا ہے وہ تراویح ہے ہرگز ان کی مراد یہ نہیں کہ فرض بے جماعت پڑھے ہوں جب بھی و ترجماعت سے پڑھے ہی صحیح ہے اس کا صحیح ہونا اور نا یہ کسی کا قول ہی نہیں فالحمد لله والمعنة على كشف الغمة وهوولى التعمه وكتبت على تلك العبارة الموهمة على هامش الصغیری قوله في ذلك كله يعنى اتباعه في التراويح صحيح فيما اذا لم يصل الفرض جماعة وكذا اتباعه في الوتر فيما اذا لم يصل التراويح بالجماعة لان اتباعه في الوتر يصلح فيما اذا لم يصل الفرض مع الامام فافهم وتدبر وتثبت وتشهد۔ لما قلنا اقتصارا في التصريح على لفظه التراويح هذا كله كتبه بتوفيق الله تعالى تفقها ثم بعد تحريره بشهرا وازيدا ظفرت بصغیری مكتبة سيدنا الوالد الماجد رحمه الله تعالى فراجعتها فوجدت بحمد الله تعالى ما حاشية على تلك العبارة الموهمة۔ اجاب عنها بعينه ما احبت ونجحت ما بحثت والله الحمد وهذا ما نصه قوله والصحيح انه يجوز ان يتبعه في ذلك كله ليس هو رحمه الله تعالى من اصحاب التصحيح وانما هو ناقل ويرشدك مطالعة۔ شرحه الكبير المخلص منه هذا الصغيران التصحيح للامام الفقيه ابى الليث والامام ظهير الدين المرغيناني وانهما انما يرجحان الى تصحيح جواز الاتباع في الوتر وان لم يتبع في التراويح وجواز الاتباع في التراويح وان لم يتبع في الفرض ولا اثر فيهما التصحيح جواز الاتباع في الوتر وان لم يتبع في الفرض فراجعنا من فالتواقع ههنا نشأ من اقتصار رجل فليتنبه۔ ليس الفرق بينهما الفرق اللسان كانه هو فانظر الى هذا التواتر ومن انا وائش انا ما هذا الا بفضل الله فيض خدمته رضى الله تعالى عنه وارضاة عنا ثم بعد ما مضى على هذا برهة من الزمان ظفرت بكرم الله تعالى بباب الوتر والنوافل من فتاواه المنيفة المباركة قدس الله تعالى سره وافاض علينا بركة فراجعتها فوجدت فيها هذا الفتوى بالعربية ما قولكم رحمكم الله تعالى في الرجل الذي اقتدى بالامام في التراويح وقد صلى الفرض في بيته او مع غيره الامام هل يصلى الوتر بالجماعة ام لا والوتر بالجماعة تابع لرمضان ام بالجماعة الفرض۔

الجواب۔ من صلى الفرض منفردا لا يدخل في جماعة الوتر ومن صلاها جماعة ولو خلف غير هذا الامام فله ان ياتر به في الوتر اي وان لم يكن ادرك التراويح معه هو الصحيح المعتمد في الضنية شرح المنية للعلامة ابراهيم السبلي اذا لم يصل الفرض مع الامام الخ رمرت هذه العبارة بتامها في صدر فتاوى وقال في رد المحتار قوله لو لم يصلها اي التراويح بالامام له ان يصلى الوتر

معه رالى قول القهستاني لا يتبعه في الوتر كما مر قلنا وعزاه القهستاني للمنية وهي منية الفقهاء لامنية
المصلي كما ظنه بعض المتصدين للفتوى في عصرنا فنسبه الى عدم مطابقة النقل للمقول عنه. قال
الشامى فقوله ريعنى المصنف ولو لم يصلها اى وقد صلى الفرض معه لكن ينبغي ان يكون قول القهستاني
معه احتراماً عن صلاتها منفرداً قلت فيكون على وزان قول الغنية الماراذ الميردك معه شيئاً منها
فانما اراد به الانفراد لا ما يثمل الادراك مع غيره بدليل قوله عطفاً عليه وكذا اذا صلى التراويح مع
غيره قال الشامى اما لو صلاها ريعنى الفريضة جماعة مع غيره ثم صلى الوتر معه لا كراهة تأمل انتهى.
اقول معلوم ان الضمير في قوله لا يتبعه للامام مطلقاً لا بخصوص هذا الامام فان من
صلى الفريضة منفرد اليه ان يدخل في جماعة الوتر لا مع هذا الامام ولا مع غيره فكذلك
في قوله معه وبالجملة فالمحصل شيان احدهما ان المنفرد في الفرض ينفرد في الوتر وما وقع في منية
الدار الفريد في مسائل الصيام والقيام والعباد للفاضل المفتى محمد عنيت احمد عليه رحمة الاحد ان
من لم يصل لفرض بجماعة فله ان يدخل في جماعة الوتر وعزاه لحاشية الطحاوى فهو وانا قد
راجعت المعزى اليه فلما جد لا نصا بما ظن نعم قد تشمر من بعض كلماته راحة ذلك حيث قال
عند قول الدر المختار لو تركها الكل ريعنى جماعة التراويح هل يصلون الوتر بجماعة فليراجع قضية
التعليل في المسئلة لسابقة راي لو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة بقولهم لانها
تيج ان يصل الوتر بجماعة في هذه الصورة لانه ليس يتبع للتراويح ولا للعشاء عند الامام رحمه الله
تعالى انتهى حلى انتهى فقد يوهم قوله ولا للعشاء جواز الوتر بجماعة ولو لم يصل هو بل الكل الفرض
بها لكنه كما علمت خلاف المنصوص فان الذى في رد المحتار عن شرح النقاية عن المنية ان لم يعمل
على ما مر كان ادخل في الرد على هذا الايهام.

واما ما ذكرانه ليس يتبع عند الامام فنعم ونعم الجواب عنه ما افاد المولى المحقق ابن عابد
ان اصله في ذاته لا تنافي كون جماعته تبعاً قلت الا ترى ان الظهر والعصر من اعظم الفروض
المستقلة والجمع بينهما من توابع الوقوف بعرفة ولو في حجة نافلة فافهم قال الشامى على انهم اختلفوا
في افضلية صلاتها بالجماعة بعد التراويح اى فكانت جماعته ادون حالاً من جماعة التراويح
المسونة عند الجمهور حتى لو تركها الكل اثموا فكيف بجماعة الفرض الواجبة على الصميم الرجيم فاشغ

ان يكون تبعاً في الجماعة وان كان اصلاً في الذات حتى افسدت ذكره المكتوبات قلت على ان التعليل بالقضية المذكورة تعليل بالنفي وهو عندنا من التعليلات الفاسدة كما صرحوا به في الاصول وحصر العلة في التبعية ممنوع محتاج الى البيان هذا - والآخران من صلى الفرض بجماعة يجوز له الدخول في جماعة الوتر سواء صلى الفرض خلف هذا الامام وغيره كما قرر الشامي وبسواء صلى التراويح وحده او خلف هذا الامام وغيره كما نصوا عليه قلت بل ومن لم يصلها سرأ كما يشمله اطلاق قولهم ولو لم يصلها بالامام يصلى الوتر فانه يصدق بانتفاء القيد والمقيد جميعاً وليحبر -

اما ما ذكرنا ان جماعة الوتر هل هي تبع لجماعة التراويح ام لا فجاء الفاضلان الحلبي والطحطاوي في حواشي الدرر الى الثاني كما سمعت واستظهر الشامي الاول قائلان ان سنية الجماعة في الوتر انما عرفت تابعة للتراويح قلت وهذا هو الاظهر فان شرعية جماعته لو كانت لاصالة الائمة لا تختص برمضان ثم ابيت العلامة البرجندی نص في شرحه للنقاية ان الجماعة فيه بتبعية التراويح على ما هو المشهور ام فقد ثبت رواية واعتند دراية وترجح شهرة فانقطع النزاع فاعلم ان هذا كله لو ترك الكل جماعة التراويح كما قدمنا من الغنية عن القنية اما اذا جمع القوم وتختلف عنهما ناس ثم ادركوا الوتر مع الامام فلا شك ان لهم الدخول في جماعة الوتر اذا كانوا صلى الفرض بجماعة كما سمعت نعم ذهب بعض كالامام علي بن احمد وعين الائمة الكرابيسي الى تبعيتهم لجماعة التراويح في حق كل مصل بمعنى ان من لم يدر كها مع الامام لا يتبعه في الوتر لكنه كما علمت قول مرجوح قلت وبهذا التحقيق نظرها التوفيق بين كلام العلامة البرجندی المذكور وكلام الفاضل شيعي زاده في مجمع الانهر شرح الملتقى الا بحر حيث قال لو لم يصلها (يعني التراويح) مع الامام صلى الوتر به لانه تابع لرمضان وعند البعض لانه تابع للتراويح عندة وفي القهستاني ويجوز ان يصلى الوتر بالجماعة وان لم يصل شيئاً من التراويح مع الامام او صلاها مع غيره وهو الصحيح اه ما في المجمع فانه صريح في ان القول بتبعية التراويح قول مرجوح خلا للجمهور وصريح ما في البرجندی انه هو القول المشهور -

ووجه التوفيق ان التبعية في كلام المجمع ما خوزة بالنظر الى كل احد في خاصة نفسه ولذا ابني عليه منع من لم يدر كها مع الامام عن دخوله في الوتر وفي كلام البرجندی بمعنى وقوعه بعد اقامة

الناس جماعة التراويح وان لم يدركها بعض القوم فليكن التوفيق وبالله التوفيق ثم انما المعنى بتبعيته
 لرمضان ان جماعته غير مشروعة الا فيه لاسلب بتبعيته عما سواه مطلقا حتى ينافى بتبعيته لجماعة
 التراويح بل والفرض فان فيه ما قد علمت فاذا نزلت لاختلاف بين التبعيتين الا على قول لبعض المرجوح
 هكذا - ينبغى التحقيق والله تعالى ولى التوفيق - نعم وقع في شرح المنية الصغير ما نصه اذ لم يصل
 الفرض مع الامام قيل لا يتبعه في التراويح ولا في الوتر وكذا اذ لم يصل معه التراويح لا يتبعه في الوتر
 والصحيح انه يجوز ان يتبعه في ذلك كله حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الفرض وشرع في التراويح فانه
 يصل الفرض او لا وحده شعرتابعه في التراويح وفي القنية لو تركوا الجماعة في الفرض ليس له ان
 يصلوا التراويح جماعة ا -

فاوهم ذلك عند بعض الناس ان الحلبي صح جواز اتباع الامام في الوتر وان لم يتبع في الفرض
 وانا اقول ليس هو رحمه الله تعالى من اصحاب التصحيح وانما وظيفة النقل عن ائمة الترجيح ومعلوم
 ان شرحه الصغير انما هو ملخص شرحه الكبير وهذه عبارة الكبير مرأى عين منكم لا ترى فيه تصحيحا
 اصلا ناظرا الى هذا المتوهم وانما فيه تصحيحان الاول من الامام الفقيه ابى الليث لجواز اتباع الامام في
 الوتر سواء صلى التراويح كلها وبعضها معه او مع غيره او وحده منفردا وهذا الحمل قوله يجوز ان
 يتبعه في ذلك كله والثاني عن الامام ظهير الدين المرغيناني لجواز الاتباع في التراويح وان لم يتبعه
 في الفرض وعليه يتفرع الفرع المذكور في الشرحين معا حتى لو دخل بعد ما صلى الامام الفرض - فا
 التوهم الحاصل في عبارة الشرح الصغير انما مشكوكا ما وقع فيه ههنا من الاختصار المخل الا ترى ان
 اقتصر في التفريع المذكور كما صله الكبير على قوله يتابعه في التراويح ولو كان مرادا بقوله في ذلك كله
 ما يشمل المتوهم لزيد ايضا والوتر وبالجملة فالمعروف المعلوم من تصحيحات الائمة هو الذي بينه في شرح
 الكبير وهذا المتوهم لا يعرف له تصحيح ولا ترجيح فلا يعارض ما نص عليه في منية الفقهاء وحكمه بحكما
 جازما من دون ذكر خلاف - فعليك بالتبصر والانصاف -

ولك ان تقول ان الامام معروف بالامر وضمير يتبعه راجع اليه والمعرفة اذا اعيدت معرفة
 كان المراد عين الاول غالباً - فالمعنى اذ لم يصل الفرض مع هذا الامام فله ان يتبعه في الوتر - اى لا
 يجب لاتباعه في الوتر ان يكون اتبع هذا الامام بعينه في الفرض وهذا صحيح لا شك - ويؤيد هذا الفهم

ان القہستانی لما قال اذ المر یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر احتیاج الشامی الی ابانہ مرادہ۔ وان المقصود مع امام مالک خصوص ہذا الامام وان جادل مجادل فنقول الشرح الصغیر مطالب بتصحیح نقل ہذا التصحیح الذی لا یعلم لہ اصلا فی کتاب قبلہ حتی فی الکبیر الذی کان اصلہ واللہ الموفق فقد نخر مرما تقرر ان جماعۃ الوتر ترجیح لجماعۃ الفرض فی حق کل احد من المصلین ولجماعۃ التراویح فی الجملة لانی حق کل ولرمضان بمعنی انها تکررہ فی غیرہ لوعلى سبیل التداوی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدر عن الذی حتی حانرا اقتداء ثلثۃ ہا امام ہلا کراہۃ فی الاصح کما فی حاشیۃ العلامة الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الايضاح للعلامة الشرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العلماء جمیعاً التقن ہذا فلعلک لا تجتد ہذا التصحیح فی غیر ہذا التقریر وما توفیق الالہ العلیم المسبب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ استرد احکم فالحمد للہ حمداً موافیاً لتعمہ انظر کیف سنخ علی بعین اکثر ما سنخ علی ابی بفضلہ الوفی واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم

(الف) یہ رواج براہے۔ بازار بھاؤ سے جو کاغذ کی قیمت ہوگی وہی اسقاط کے حساب میں آئے گی وہ بھی اس وقت جب کہ مستحق کو پہنچنے اور اگر اسقاط میں وہ قرآن عظیم نہیں دیئے جاتے بلکہ یوہیں بغرض ایصال ثواب دیئے جاتے ہیں تو جب کہ وہ ناقابل تلاموت ہیں تو قرآن عظیم دینے سے جو مقصود ہے وہ حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) اسقاط تو چاہئے۔ باقی یوں تقسیم یہ سرے ہی سے نا جائز ہے جب کہ اس میں مستحق نامستحق کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔ ایک جگہ کی مسجد کا امام مستحق ہے اسے دیا گیا تو یہ دینا ٹھیک ہو اور دوسری جگہ کا نامستحق ہے اسے دیا گیا یہ جائز نہ ہوا نہ اس کے دیئے اسقاط صحیح۔ اور پھر اس خیال سے کہ وہاں کے لوگوں نے ہمارے یہاں کے امام کو دیا تھا ہم وہاں کے امام کو دیں نہ دیں گے تو مفت نزار ہوگا یہ دینا خالصاً خدا کے لئے دینا بھی نہ ہو جو اس پر پڑتے ہیں جاہل ہیں گناہ کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا لحاظ بھی رہے کہ مستحق کو نہ دیا جائے مستحقین ہی کو پہنچنے جب بھی اس طریقہ کو ضروری خیال کرنا ٹھیک نہیں۔ کہ جب مساکین ہی کو دینا ہے تو وہ جہاں کے ہوں اور اپنے محتاج اقربا کا خیال مقدم پھر الاقرب فالاقرب نیز الاحوج

فلاح و جہت پر نظر بہتر۔ امام زمرہ فقرا و مساکین میں وہی داخل ہوگا جو فقیر و مسکین ہو۔ امامت مسکینی نہیں کہ جو امام ہو مسکین ہو۔ جو امام مسکین ہے اسے فدیہ لینا جائز ہے جب کہ ہاشمی نہ ہو۔ جو مسکین نہیں اسے حرام ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ اَتَمَّا الصَّدَقَاتِ لِلْفُقَرَاءِ الْآیۃ نہ اسے دینا جائز نہ اسے دینے فدیہ ادا ہو نہ میت کو اس کا کوئی ثواب کہ ناستحق کو دینے کا کوئی ثواب ہی نہیں۔

صدقات واجبہ تو فقرا و مساکین کے لئے ہیں غنی متمول کو نہ دینا جائز نہ اسے لینا حلال۔ جو غنی ہو کر لیتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں فرمن ساین کا ابطال کرتے ہیں باطل طور پر مسلمانوں کے اموال کھاتے ہیں اور قرآن عظیم کے ارشاد لَاتَا کَلُوا اٰمَنُوا لَکُمْ بَیۡنَکُمْ بِالْبَاطِلِ کا خلاف کرتے ہیں۔ پھر بے ضرورت سوال حرام ہے اگرچہ صدقات واجبہ نہ مانگے اور یہ تو دہر حرام مؤا۔ ایسے سائل کو دینا حرام ہے اگرچہ صدقہ واجبہ نہ دے لانه تعاون علی الاشد والعدوان۔ وقال تعالیٰ لا تعاونوا علی الاشد والعدوان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم فرماتے ہیں لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لَغَنِيٍّ وَلَا لِدِيٍّ مَرَّةً سَوًى جو غنی ہو کر صدقات واجبہ لیتا ہے وہ بھی مانگ مانگ کر وہ طرح طرح حرام کار شدید گنہگار مستحق نار داخل زمرہ فساق و فجار ہے۔

جس پر زکاۃ فرض ہے اور وہ زکاۃ نہیں دیتا مبتلائے قہر قہار مستوجب غضب جبار ہے اسے قرآن عظیم سے مشدہ عذاب نار ہے کہ وہ سونا چاندی جن کی اس نے زکاۃ نہ دی جنہیں اس نے کتر ٹھہرا اٹھانے کی جگہ نہ اٹھایا اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ نہ کیا وہ جہنم کی آگ سے تپائے جائیں گے پھر ایسوں کی پیشانی اور پہلو اور پیٹھان سے چپکے جائیں گے کہ یہ مواضع بقدر ان کنوز کے وسیع کر دیتے جائیں گے اور یہ کنوز تپا کر ان کی پیشانیوں پہلوؤں پشتوں پر رکھ رکھ دیتے جائیں گے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور ان سے ارشاد ہو گا یہ ہے وہ جسے تم نے اپنی جانوں کے لئے جمع کیا تھا۔ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا زکاۃ میں نہ دیا تھا) تو چکھو اس کا بکہ قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ یَکْذِبُوۡنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَلَا یُؤْتُوۡنَهَا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ یُّؤْمَرُ بِحُبِّ عَلَیۡہَا فِی نَارِ جَهَنَّمَ فَاَتَلُوۡا بِهَا حَبًا ہُمْ وَ حَبًا ہُمْ وَ ظَنُّوۡا ہُمْ ہٰذَا مَا کُنْتُمْ لَآئِفِکُمْ فَذٰنُوۡا مَا کُنْتُمْ تَکْذِبُوۡنَ ہ تفسیر امام جلیل جلال الدین سیوطی قدس سرہ میں ہے لاینفقونہا فی سبیل اللہ امی لا یؤدون منها حقہ من الزکاۃ والخیر ایسوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب

عليهما هاتئ شرتا در مختار وغيره اسفار میں فرمایا کل صلاة اديت مع كراهة التعمير يجب اعاتها
والله تعالى اعلم۔

مسئلہ۔ از بہیڑی مسئلہ بعض غیر تقلیدین ۲۶ بہادی الآخرہ ۱۵۳۵ھ

(۱) جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز شروع میں کس نے پڑھائی اور موافق کس امام
کے مقلدوں کے پڑھائی۔

(۲) رفع یدین اور آئین بالجہر کس موقع پر کہی ہے اور کس موقع پر منع فرمایا ہے۔ بیوا تو جبروا

الجواب۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم النشور فرضیت صلاۃ سے پہلے نماز پڑھتے تھے یہی
دیکھو کہ نماز لیلۃ الاسراء میں فرض ہوئی اور فرض ہونے سے پہلے کہ وہ بعد عروج ہوا قبل عروج الی السما حضور
علیہ صلاۃ رب العزیز الغفور نے بیت المقدس میں نماز باجماعت پڑھی حضور نے امامت فرمائی اور نبی اکرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اقتدا کی اذان واقامت بھی ہوئی جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بعد
فرضیت دوروز صبح لیلۃ الاسراء سے امامت کی ہے وہ برائے تعلیم صلاۃ نہیں بلکہ برائے تعلیم اوقات تھی حضور
کو نماز حضور کے رب عزیز غفور جل جلالہ وعم نوالہ نے سکھائی جس نے انھیں ذرے ذرے قطرے قطرے
کا عالم بنایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام شافعی و امام احمد و امام نسائی و ترمذی و ابوداؤد وغیرہ نے جو احادیث
امامت جبرئیل روایت کی ہیں ان سے یہ ظاہر و باہر ہے نسائی کی ایک حدیث مواہب لدنیہ اور اس کی
شرح علامہ زرقانی سے نقل کریں عن جابر بن عبد اللہ ان جبرئیل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یعلمه مواقیب الصلاۃ صبیحة لیلۃ الاسراء فتقدم جبرئیل و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
خلفہ والناس خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلی الظهر حین زالت الشمس و اتاہ
حین کان الظل مثل شخصہ فصنع کما صنع (فی الظهر) فتقدم جبرئیل فصلی العصر (فی اول وقتہ)
ثم اتاہ حین وجبت الشمس فتقدم جبرئیل فصلی المغرب (لاول وقتہا) ثم اتاہ حین غاب الشفق
فتقدم جبرئیل فصلی العشاء (اول وقتہا) ثم اتاہ حین انشق الفجر فتقدم جبرئیل فصلی الصبح اول
وقتہ ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصنع کما صنع بالامس (من تقدمه
والنبی خلفہ والناس خلف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فصلی الظهر فی الوقت الذی صلی فیہ
العصر بالامس) ثم اتاہ حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصنع کما صنع بالامس فصلی العصر (فی آخر

وقتہا) شماتاہ حین وجبت الشمس فصنع كما صنع بالامس فصلی المغرب (فی اول وقتہا كما صلاھا
اس فننا شرفنا شرفنا فاتاہا فصنع كما صنع بالامس فصلی العشاء شماتاہ حین امتد الفجر (فی افق السماء)
واصبح والنجوم بادية مشتبكة وضع كما صنع بالامس فصلی الغداة شمقال ما بین ہاتین الصلاتین
(فی الیومین) للصلاة وقت۔

اس سوال سے غیر مقلد کو کیا قائدہ۔ محض بے کار سوال ہے یہ اگر قطعاً معلوم ہوتا کہ اس طرح
حضور نے نماز پڑھی اور اسی طرح پڑھتے رہے یہاں تک کہ وصال مبارک ہوا تو ائمہ میں اختلاف ہی
کیوں ہوتا ہر امام اپنے اجتہاد سے جس نتیجہ پر پہنچتا ہے وہ ظن غالب ہوتا ہے جو فقہیات میں ملحق
بالیقین ہے نہ کہ یقین و حزم و قطع اجتہاد سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر اگر اس نماز خاص کا علم قطعی بھی ہوتا
جو حضور قبل فرضیت صلاۃ پڑھا کرتے یا جو لیلۃ الاسرار بیت المقدس میں پڑھی جس میں انبیاء کی امامت
فرمائی یا وہ جن میں بعد فرضیت دو دن حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے امامت کی۔ تو اس
کے علم قطعی سے غیر مقلد کیا پاتا۔ کہ نسخ کا امکان موجود۔ جب اس طریقہ سے کچھ مختلف طریقہ پر پھر حضور کا
آخر وقت پڑھنا کسی امام کو پہنچتا وہ اس حدیث سے جب کہ وہ ناسخ ہو سکتی پہلے طریقہ کے منسوخ ہونے
کا قول کرتا اور جسے نہ پہنچتی وہ اسی طریقہ پر کار بند رہتا۔ ابتدائے اسلام میں بعد فرضیت صلاۃ تو سوا
مغرب باقی تمام نمازوں کی دو دو رکعتیں تھیں پھر کیسا غیر مقلد یہ دیکھ کر آج بھی سب نمازوں کی سوا مغرب
کے دو دو رکعتیں ہی فرض جانے لگا۔ دو دو ہی پڑھا کرے گا۔

روایت ابن خزیمہ وابن حبان و بیہقی از حضرت سیدتنا عائشہ سے روشن کہ جب تک کہ معظمہ تشریف
رکھی فجر ظہر عصر عشر سب میں دو دو ہی رکعت فرض پڑھے۔ اول اول مدینہ طیبہ میں بھی پھر جب مدینہ
طیبہ میں مصلیٰ ہو کر تشریف رکھی تو سوا فجر اور نمازوں ظہر و عصر و عشر میں زیادت فرمائی گئی فجر میں بوجہ طول
قرارت زیادت نہ فرمائی گئی عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرصت صلاۃ الحضرة والسفر رکعتین
رکعتین فلما قدم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدینة واطمئن زید فی صلاۃ الحضرة رکعتان رکعتان
وترک صلاۃ الفجر بطول القراۃ وصلاۃ المغرب لانہا وتر النہام اسی بنا پر فتح الباری شرح صحیح البخاری
میں امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ان الصلاۃ فرصت لیلۃ الاسراء رکعتین الا فی المغرب شعزیدت
بعد الهجرة الا الصبح ابتدائے اسلام کے احکام پر نظر کی جائے تو دو دو رکعتیں غیر مقلد پڑھا کرے اور اسی

کو فرض جانے۔ بہت باتیں ایسی ملیں گی جن پر غیر مقلد کو اس کے طور پر عمل ناگزیر ہوگا۔ مثلاً نماز میں کلام مسجد میں مستعمل جو تیاں پہنے آنا بلکہ نجاست سے ملوث جوتیاں پہنے نماز پڑھ لینا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رفع وعدم رفع دونوں مروی اور ایک وقت دونوں پر عمل ناممکن۔ لہذا کسی ایک کی ترجیح درکار اور وہ بے مزج ممکن نہیں تو اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور قیاس سے چارہ نہیں ان کی طرف مہیض ناگزیر جو قیاس کا منکر ہے تو اسے یہاں کسی پر عمل ممکن نہیں مگر اتباع ہوا۔ کہ اس کی ہوا جسے ارادے وہ اڑ جائے گا جو باقی رہ جائے گا وہ اس پر عمل کرے گا مگر اس عمل سے حاصل کچھ نہ ہوگا۔ اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا خالی ہوا۔ شوافع کے دامن میں وہ نہیں آسکتا اور حنفیہ سے تو گریزاں تھا ہی حنفیہ عدم رفع کو بعض اصول سے مزج ٹھہراتے ہیں شوافع رفع کو دوسرے اصول پر اپنا مذہب اور یہ متبع ہوائے نفس لا الٰہیٰ ہڈ لاہ ولا الٰہیٰ ہڈ لاہ ہے اصل باتیں بنانا اور شکل بچو ہوائی گھوڑے دوڑاتا ہے اور اگر کہے کہ ہم بھی شافعی اصول پر عمل کرتے ہیں تو ان کی تقلید کا پھندا بھی اپنے گلے میں ڈال لیا اور پھر بھی ہوائے نفس کی مصیبت سے سچھانچھوٹا کہ جس میں نفس نے چاہا شافعی اصول اختیار کر لیا اور جہاں چاہا اسے چھوڑا حنفیہ کا اور جب چاہا اسے چھوڑا مالکیہ کا دامن تھا ماجب چاہا اسے چھوڑا حنبلیہ سے رشتہ جوڑ لیا اور جب چاہا اسے چھوڑا پھر شافعیہ کا اخذ کر لیا۔ یوں ہی چک پھیریاں کرتے رہے۔ اس عمر بھر کے طواف کا نتیجہ اور اس کے ثواب کا جو ثمرہ ملا وہ یہ کہ ہوائیہ لقب پایا۔ یک درگیر و محکم گیر پر عمل نہ کیا تو حاصل کیا ہوا یہ کہ غیر مقلد گھر کار بانہ گھاٹ کا۔ جہاں جاتا ہے ڈر ڈر پھٹ پھٹ سنتا ہے۔

دربارۃ رفع یدین حنفیہ و شافعیہ میں اختلاف ہے شوافع رفع کو اپنے اصول سے مزج ٹھہراتے ہوئے قائل ہیں عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوٰۃ رفع یدیه حتیٰ تکون احذیٰ و منکبہ ثم کبر فاذا اراد ان یرکع فعل مثل ذلک فاذا رفع من الركوع فعل مثل ذلک ولا یفعلہ حین یرفع رأسہ من السجود یعنی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز کو کھڑے ہوتے تو دونوں دست مبارک اپنے دونوں دوڑاؤں تک اٹھاتے پھر تکبیر تحریمہ فرماتے پھر جب ارادہ رکوع فرماتے تو پھر اسی طرح رفع یدین کرتے اور جب

رکوع سے اٹھتے تو پھر ایسا ہی رفع یدین فرماتے اور سجدہ سے سر مبارک اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرتے۔ اخرجہ الستة عن الزهري عن سالم عن ابيه عبد الله بن عمر۔

یہ حدیث پھان اصحاب صحاح نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ بن سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ یہ حدیث ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے جیسے حضرت مولیٰ علی و حضرت ابو ہریرہ و حضرت وائل بن حجر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شوافع نے اس کی سند عالی سمجھی تو اپنے اصول ترجیح بعلو الاسناد کی بنا پر اس حدیث کو مرجح ٹھہرایا اور اپنا معمول بہ بنایا۔ حنفیہ نے اپنے اصول ترجیح بفضل فقہ الراوی لا بعلو الاسناد سے اس کے معارض اس حدیث کو اپنے مذہب ہند ب عدم رفع کی بنا رکھی۔ عن عبد الله بن مسعود ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم كان يرفع يديه عند تكبيرة الافتتاح ثم لا يعود۔ یعنی حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے تھے پھر نہ فرماتے سواکہ الامام الاعظم و امام الاوزاعی حین مروی حدیث ابن عمر المذکور امامہ عن حماد عن ابراهيم النخعي عن علقمة والاسود عن عبد الله بن مسعود امام اوزاعی اور امام دارالحناطین مکہ معظمہ میں مجتمع ہوئے امام اوزاعی نے دریافت کیا ما بالکم لا ترفعون عند الركوع و الرفع منه یعنی آپ لوگ (اہل عراق) رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھ کر کیوں رفع یدین نہیں کیا کرتے امام نے فرمایا لاجل انہ لم یصح عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيه شيء اس لئے کہ اس رفع کے بارے میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے کچھ درجہ صحت کو نہ پہنچا۔ امام اوزاعی نے کہا کیف لم یصح وقد حدثني زهري الخ کیسے صحیح نہ ہوا کہ مجھ سے زہری نے حدیث بیان کی وہی حدیث مذکور ابن عمر مع سند پڑھی امام نے فرمایا حدیثنا حماد عن ابراهيم النخعي ہی حدیث مع سند فرمائی۔ اس پر امام اوزاعی نے تعجب سے فرمایا واعجاب احد ثلث عن الزهري عن سالم عن ابيه وتقول حدثني حماد عن ابراهيم میں تو آپ کے حدیث زہری عن سالم عن ابن عمر بیان کرتا ہوں اور آپ فرماتے ہیں مجھ سے حدیث بیان کی سمانے ان سے ابراہیم نے۔ امام نے فرمایا کان حماد افقه من الزهري وكان ابراهيم افقه من سالم وعلقمة ليس بدون ابن عمر في الفقه وان كانت لابن عمر صحبة وله فضل صحبة ولو لا سبق ابن عمر لقلت علقمة افقه منه والاسود له فضل كثير وعبد الله عبد الله۔

یعنی حماد زہری سے اور ابراہیم نخعی سالم سے افقہ ہیں اور علقمہ حضرت ابن عمر سے فقہ میں کم نہیں اگرچہ حضرت ابن عمر کے لئے صحبت و فضل صحبت ہے اور اگر حضرت ابن عمر سابق نہ ہوتے تو میں فرماتا کہ علقمہ ان سے افقہ ہیں۔ اور اسود کے لئے بڑا فضل ہے یا فضل کثیر ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق آخر مروی الا اصلی بکم صلاة النبي صلى الله عليه وسلم فصلى ولم يرفع يديه الا في اول مرة۔ وفي لفظة فكان يرفع يديه في اول مرة ثم لا يعود اخرجه ابوداؤد والترمذى عن وكيع عن سفيان الثوري عن عاصم بن كليب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة۔ قال الترمذى حديث حسن واخرجه النسائي عن ابن مبارك عن سفيان الثوري الخ نیز حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں صليت مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فلم يرفعوا ايديهما الا عند افتتاح الصلاة رواه الدارقطني وابن عدي عن محمد بن جابر عن حماد بن ابى سليمان عن ابراهيم عن علقمة بن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه۔

نیز ہمارا متمسک یہ حدیث ہے عن البراء انه قال رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يرفع يديه حين افتتح الصلاة ثم لم يرفعهما حتى انصرف رواه ابوداؤد باسناد۔ نیز یہ حدیث عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال مالي امر اكبر افعى ايديكم كانها اذ ناب خيل شمس اسكوا في الصلاة رواه مسلم نیز یہ حدیث عن عبد الله بن عمرو بن عباس انهما قالالا النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ترفع الايدي في سبع مواطن عند افتتاح الصلاة وعند استقبال القبلة والصفاء والمرورة والموقفين والجمرتين اور ایک روایت میں یوں لا ترفع الايدي الا في سبع مواطن اس رفع يدين کے بارے میں جو طرق و آثار ہیں وہ اس قدر ہیں کہ ان کا احصا صعب و دشوار ہے۔ اور کلام بھی بسیار ہے اس حدیث متمسک شوافع کے جواب ہمارے علماء یہ دیتے ہیں۔

(۱) وہ محمول علی الابدال ہے کہ ابتدا ہی میں ایسا تھا پھر منسوخ ہو گیا جیسے رفع يدين سجود کے ہمازے اور امام شافعی کا اتفاق سجدہ کے وقت کا رفع يدين منسوخ ہے اب وہ منسوخ نہیں علی ہذا القیاس یہ رفع يدين رکوع۔ اور اس کے مؤید حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے

مر وی عنه انه رأى رجلا يصلى فى مسجد الحرام يرفع يديه فى الصلاة عند الركوع وعند رفع الرأس منه فلما فرغ من صلاته قال له لا تفعل فان هذا شئى فعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شر تركه۔ یعنی آپ نے مسجد حرام میں کسی شخص کو نماز پڑھتے دیکھا کہ وہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع یدین کرتا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا آپ نے فرمایا رفع یدین نہ کر کہ یہ ایک شئی ہے جسے حضور علیہ الصلاة والسلام نے کیا پھر اسے ترک فرمایا نیز حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی کہ فرمایا رفع رسول اللہ صلى الله تعالى عليه وسلم فرفعنا وترک فترکنا۔

(۲) حضرت عمرو بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یوں ہی حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ منہ سے وہ رفع یدین کی روایتیں ہیں خود ان کا عمل ان روایتوں کے خلاف مروی اور جب راوی روایت کے خلاف عامل ہو اس کی روایت متروک ہوتی ہے۔ کما عرف فی موضعه نیز ان حضرات کا اپنی روایات رفع یدین کے خلاف پر عمل یعنی رفع یدین نہ کرنا باعلیٰ ندائے منادی کہ ان کی روایات رفع یدین پر عمل علی الاطلاق نہیں کہ پہلے پہلے ایسا ہوتا تھا پھر منسوخ ہو گیا اور نسخ کا انھیں علم ہوا تو منسوخ کو چھوڑنا نسخ کو معمول بہ بنایا۔ حسن بن عیاش نے بسند صحیح اسود سے راوی کہ انھوں نے کہا رأیت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرفع یدیه سن اول تکبیرۃ ثم لا یعود رواہ امام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت حضرت مجاہد سے مروی کہ حضرت مجاہد نے فرمایا خدمت ابن عمر عشر سنین فیما رأیتہ یرفع یدیه فی شئی من صلاتہ الا فی التکبیرۃ الاذی ترفع یدیه مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ منہ کی نسبت عاصم بن کلیب سے منقول کہ انھوں نے کہا صلیت خلف علی بنتین فكان لا یرفع یدیه الا فی تکبیرۃ الافتتاح یہی عاصم بن کلیب اپنے والد سے راوی ان علیا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ منہ رفع یدیه فی اول تکبیر الافتتاح ثم لم یعد نیز ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا ان العشرة الذین شهد لهم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بالجنة ما كانوا يرفعون ايديهم الا لافتتاح الصلاة۔

(۳) سرمایہ اعتماد رواۃ ہوتے ہیں حدیث عدم رفع کے راوی بدری ہیں۔ جو نماز میں حضور علیہ الصلاة والسلام سے قریب رہتے تھے اور اس حدیث متمسک شوافع کے رواۃ میں زیادہ تر غیر بدری جو حضور سے دور جگہ پر کھڑے ہوتے اور ظاہر ہے کہ جب ایسے اصحاب کے اقوال متعارض ہوں گے تو اخذ

سے قرآن عظیم نے منع نہ فرمایا حدیث کریم نے اسے ممنوع نہ ٹھہرایا ہو تو وہ اپنی اصل اباحت پر ہے یعنی مباح ہے بے دغدغہ جائز اسے ممنوع و ناجائز بتانا نئی شریعت گڑھنا اور شرع مقدس پر افترا ہے یوہیں کراہت کے لئے بھی دلیل خاص درکار ہے دلیل خاص دعویٰ کراہت باطل علماء فرماتے ہیں لا بد لہا من دلیل خاص تو ایسے امر کے جائز و مباح جاننے والے غیر مکروہ ماننے والے سے یہ مطالبہ کہ کہاں قرآن میں اسے جائز فرمایا ہے کہاں حدیث میں اس کا جواز آیا ہے۔ حضور سے یا صحابہ سے کہاں ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ہے کھلا ظلم بھی ہے نرا جور نری جفا ہے۔ کہ وہ تو اصل اباحت سے کہہ رہا ہے جب علت تحریم و دلیل کراہت نہیں تو ظاہر ہے کہ روا ہے۔ اس سے قرآن و حدیث میں اس کا جواز دکھانے کا سوال ہی الٹا ہے۔ قرآن و حدیث سے دکھانا تو اس کے ذمہ ہے جو اتنے انریشنوگ کہہ رہا ہے ایسا امر حرام ہے جس کا یہ دعویٰ ہے وہ بتائے کہ کہاں سے کہتا ہے قرآن سے یا حدیث سے دکھائے کہاں اسے حرام فرمایا ہے۔ جانے دے اقوال ائمہ فقہاء و علماء ہی سے دکھا دے کہ سب نے یا فلاں فلاں بعض نے ایسے امور کو ممنوع لکھا ہے جن کی نسبت قرآن و حدیث میں کوئی خاص حکم جواز و عدم جواز نہیں فرمایا گیا ہے۔ کیا وہی امور حلال ہیں جن کے جواز کا بیان قرآن نے فرمایا یا حدیث میں آیا یا جن کا کرنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا صحابہ کرام علیہم رضوان المولیٰ العلام سے ثابت ہوا۔ باقی سب مکروہ و حرام۔ کراہت تشریحی کے ثبوت کو تو دلیل خاص درکار تا بحرام چہ رسد۔

ہاں اگر کوئی جواز کے ساتھ ایسے امر کی سنیت کا بھی مدعی ہو تو البتہ اس سے یہ سوال ہوگا کہ بتاؤ کہ حضور یا صحابہ سے یہ کہاں ثابت ہوا ہے۔ تم نے بے ثبوت دعویٰ سنیت کیوں کیا ہے یہ تشویب و اذان قبر دونوں ایسے ہی امر ہیں جن کے کرنے کی ممانعت کہیں قرآن حکیم و حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں نہیں ومن ادعیٰ فعلیہ البیان۔ یوہیں اذان قبر کی ممانعت ہرگز کسی صحابی سے بھی کوئی نہیں بتا سکتا اور یوہیں اس تشویب کی بھی۔ اور وہ جو باطل کوش بدعت و باہیت کے حلقہ بگوش دکھاتے ہیں مظنون و تحمل فیہ۔ والظن لا یغنی من جوع والاحتمال لا یشبع پھر اگر قطعی طور پر مانا جائے کہ اس تشویب کو بعض صحابہ نے روکا اس پر انکار فرمایا۔ تو صحابہ ہی سے یہ بھی بتایا جائے کہ ان کا وہ انکار اس عہد کریم سے جس میں غفلت کا نام نہ تھا اذان کے ساتھ ہی مسجد میں حاضری ہوتی۔ خاص نہ تھا حاجت و بلا حاجت اس پر مطلقاً انکار فرمایا بعد عہد صحابہ تابعین کا فجر کے وقت یہ تشویب مکرر اطلاع رائج کرنا ان

صحابہ کے اس انکار کا مطلب نہایت روشن بیان کر رہا ہے اگر تثنویب ایسی چیز ہوتی جس پر انکار مطلقاً ہوتا تو تابعین کیوں کسی وقت رائج کرتے۔ کیا یہ مانعین خدا کو ہاں ہاں اسی واحد قہار جبار کو سبوح و بصیر و عظیم و خیر مان کر کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے اس تثنویب کو یا اذان قبر کو کہیں منع فرمایا۔ یا حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ممنوع ٹھہرایا یا فلاں صحابی نے اذان قبر کو یا قطعاً اسی تثنویب کو ممنوع کہا مگر وہ رکھا۔ اگر ان میں سے کوئی اس کی جہالت کرے تو آیت یا حدیث یا قول صحابی پیش کرے۔

ہم مجوزین اذان قبر یا اس تثنویب کو سنت کب بتاتے ہیں جن سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ تثنویب مکرر اطلاع کرنا اور قبر پر اذان دینا حضور سے یا آپ کے صحابہ سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور حجاز کے لئے حضور یا صحابہ کا کرنا ضرور نہیں۔ پھر عدم ثبوت ثبوت عدم نہیں یعنی جس بات کا کرنا ثابت نہ ہو اس لئے اس کا عدم ثابت ہو یہ بھی ہرگز مقبول نہیں محض خیال باطل ماعطل ثانیاً۔ صلوٰۃ و سلام کا تو حکم قرآن عظیم نے مطلق ارشاد فرمایا ہے کسی وقت و مکان کے ساتھ مخصوص نہیں اس میں وقت دون وقت کا کچھ نہ کو رہ نہیں۔ نہ زمانہ دون زمان کا تو کوئی ذکر نہیں صلوٰۃ و سلام جس زمانہ و جس مکان جہاں اور جس طرح ہو جہرا یا سرا۔ وہ کہیمہ یٰٰہذا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً کی تعمیل ہے۔ اگر کوئی اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام بلند آواز سے عرض کرتا ہے تو اسی ارشاد صلوا علیہ وسلموا تسلیماً کے نیچے داخل۔ اور بیک کرشمہ دو کار اس سے تشبیہ غافل بھی حاصل اور استعمال ذکر برائے آگاہی غافل موجود۔ مثلاً تشبیہ امام کے لئے سبحان اللہ کہا ہر غافل کی غلطی پر تشبیہ کے لئے سبحان اللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ العظیمۃ اللہ وغیرہ دائرہ وسائر یہ تو اس خاص طریقہ تثنویب بالفاظ درود شریف کے متعلق آئیہ کریمہ اب مطلقاً ہر تثنویب کے متعلق سنتے وہ چاہے جن متعارف الفاظ سے ہو قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے مَا اَشْكُمُ الرَّسُولُ فخذوه وما نهکم عنہ فانتھوا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ما سآراہ المسلمون حسناً فهو عند اللہ حسن جسے مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے ائمہ اعلام فقہار عظام علماء کرام نے اسی حدیث سے تثنویب اعلام بعد اعلام مکرر اطلاع کو حسن فرمایا۔

نیز قرآن عظیم کا ارشاد ہے نَعَادُوْا عَلٰی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی نیک اور پر مہر گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور نماز بر و تقویٰ اور غافلوں کو اس کے قرب قیام کی اطلاع کیجئے اذان کے بعد سے اب تک غفلت کی اب نماز قائم ہونے والی ہے اب کچھ غفلت نہ کرو اور نہ نماز نہ ملے گی یا کامل نہ پاسکو گے۔

بروہنوی پر تعاون۔ حضرت سیدی امام ملک العلام ابو بکر مسعود کاسانی قدس سرہ النورانی نے اس تشویب (مکرر اطلاع) کے متعلق ارشاد فرمایا زیادۃ الاعلام من باب التعاون علی البر والتقویٰ فان مستمعنا نیز قرآن کریم کا ارشاد کریم ہے ولئن احسن قولاً من دعا الی اللہ اور اس سے بہتر کس کی بات جو اللہ کی طرف بلائے اور تشویب کا دعا الی اللہ ہونا آشکار و روشن از آفتاب نصف النہار نیز حدیث کا ارشاد فیض بنیاد ہے یمن دعا الی ہدیٰ فلہ اجرہ واجر من تبعہ جو ہدایت کی جانب بلائے تو اس کے لئے دو اجر ہیں ایک اس کا اپنا اور اس کے متبع کا۔ اور تشویب ظاہر ہے کہ دعا الی الہدیٰ ہے تو بجزہم تعالیٰ قرآن و حدیث ہی سے تشویب کا جائزہ فقط جائز بلکہ مندوب و مستحب و مستحسن خوب و مرغوب و بہتر ہونا ثابت ہوا۔ سائل صاحب کی یہ ضد تو پوری ہو گئی اب وہ خود یا وہ اس قابل اپنے آپ کو نہ سمجھتے۔ ہوں تو جتنے مانعین ہیں ان سب کو لفظاً، اجمعوا شراً، کا جمع کر کے سب کی کوشش سے کوئی آئینہ ممانعت کوئی حدیث منع قرآن و احادیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیش کریں۔ اسی سمیع و بصیر علم خیر عز جلالہ کو شہید اعمقاً کرتے ہوئے۔

رہی اذان۔ تو ظاہر ہے کہ وہ ذکر الہی و ذکر حضرت رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور ذکر الہی کی نسبت ارشاد ہے واذکروا اللہ عند کل شجر و حجر ہر پتھر پتھر کے پاس یعنی ہر جگہ ذکر الہی کرو۔ تو قبر کے پاس اذان دینا داخل۔ پھر اذان ذکر اللہ ہے اور ذکر الہی دافع عذاب بلکہ خاص اذان کا دافع عذاب ہونا حدیث سے ثابت اذان ذکر خیب علیہ الصلاۃ والسلام پر افضل اور ذکر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعث نزول رحمت۔ اذان دافع وحشت و باعث جمعیت خاطر اور میت پر اس وقت کی وحشت کا کیا پوچھنا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اذان سے تلقین اتم حاصل اور میت کو اس وقت تلقین کی حاجت۔ اور تلقین نزد قبر تھمر کات علمار مستحب و مستحسن جس طرح ہو۔ حدیث میں ہے ما من شیء انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ عذاب الہی سے نجات دینے والی کوئی شیء ذکر الہی سے زیادہ نہیں۔ حدیث ہی میں فرمایا اذان فی قریۃ امنہا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم جس جگہ اذان کہی جاتی ہے وہ جگہ اس دن عذاب الہی سے مامون فرمادی جاتی ہے۔ حضور کا ذکر ذکر الہی اور ذکر الہی ملا شبہہ باعث نزول رحمت الہی و سکون و راحت قلب قال اللہ تعالیٰ الابد ذکر اللہ تطمئن القلوب ذاکرین کی نسبت حدیث میں وارد حضرت الملائکۃ وغشیتہم الرحمة ونزلت علیہم السکینۃ جہاں ذکر صالحین

ہوتا ہے وہاں نزول رحمت ہوتا ہے پھر حضور تو سید الصالحین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ خود ذکر سے دفع وحشت و حصول اطمینان ظاہر اور حدیث میں دفع وحشت کے لئے اذان ہونا ثابت۔

جب حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ارض ہند میں نازل ہوئے انھیں گھبراہٹ اور بے چینی ہوئی جب حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی تو دفع ہوئی۔ امام اجل ابوسلیمان خطابی دربارہ تعلقین قبر فرماتے ہیں لا یجد لمحدثا مشهورا الی قوله وکل ذلك حسن۔ امام اجل نووی نے کتاب الاذکار میں فرمایا یتحجب ان یقع عند القبر بعد الفراغ ساعة قدر ما ینخر جزوہ ویقسم لحمہ ویشتغل القاعدون بتلاوة القرآن والدعاء للمیت والوعظ والحکایا لاهل الخیر والصالحین حضرت شیخ محقق نے بعض علماء سے نقل فرمایا کہ نزد قبر کسی مسئلہ فقہی کا ذکر مستحب ہے پھر خود فرمایا کہ مسئلہ فرائض اور مناسب اور فرمایا کہ ختم قرآن کریں تو یہ اولیٰ و افضل ہے ان امور مذکورہ میں یعنی تلاوت قرآن نزد قبر و دعا رمیت و وعظ و ذکر صالحین میں بالخصوص کون سی حدیث وار ہے پھر یہ کیوں مستحب و مستحسن اور اذان کیوں ناجائز و ناروا ٹھہرے وہ کیوں مستحب نہ ہو۔

یہاں ہم نے ایذان الاجر ہی سے کچھ تھوڑا بطور خلاصہ لکھا ہے جسے تفصیل درکار ہو وہ لاجواب رسالہ مبارکہ مذکورہ جو اذان قبری کے بارے میں ہے اور مدت سے چھپا ہوا ہے جسے چھپے پچاس برس کے قریب ہوئے مطالعہ کرے۔ اور مانع سے پوچھے کہ خدا کو سمیع و بصیر علم و خیر شہید و قدیر اعتقاد کرتے ہوئے بتائے کہ کس آیت کس حدیث میں اذان قبر کی ممانعت ہے۔ اور کس آیت کس حدیث میں تلاوت قرآن و ذکر صالحین وغیرہ نزد قبر کرنے کا بالخصوص ارشاد ہے بعض علماء نے اذان عند القبر کو سنت فرمایا اور وہ بنظر عموماً شرع ضرور فرود سنت مگر ہم اسے فردا سنت نہیں جانتے یعنی ذکر سنت ہے اور اذان افراد ذکر سے ایک فرد نہ یہ کہ خود اذان ہی سنت ہے۔ مگر مستحب و مستحسن قطعاً ہے جس سے ممانعت سخت جرات ہے اور شریعت پر اقرار و تہمت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب کا دوسرا رخ

قرآن عظیم میں زیر زبر ہمیشہ جزم و تشدید لگانا حجاج ظالم کے وقت کی بدعت حسنه ہے اس کا اس زمانہ میں گزرتا بتصریح علماء کرام واجب ہے اور ترک ناجائز۔ کیا خدا کو سمیع و بصیر علم و خیر یقین کرتے

ہوئے بالخصوص اس کے وجوب کا حکم خاص قرآن و حدیث سے وجوب کا نہ ہی استحسان و استحباب ہی
 سہی پیش کیا جاسکتا ہے۔ کیا حضور سے یا حضور کے صحابہ سے اسے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ مساجد کے
 گنبد و مینار کا کیا حکم ہے کیا انھیں عہد نبوی یا زمانہ صحابہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے یا ان کے بنانے کا حکم
 قرآن و حدیث سے پیش کیا جاسکتا ہے۔ کیا یہ ناجائز ہے کیا ان کا دور کرنا ضروری ہے۔ جو کچھ کہا جائے
 قرآن و حدیث و عہد نبوی و عہد صحابہ سے اس کا ثبوت پیش کیا جائے۔ مؤذن و امام و مدرس علم دین کی
 تنخواہ کا کیا حکم ہے کیا حدیث میں نہیں کہ ان اتخذت مؤذنا فلان تأخذ علی الاذان اجرا۔ اگر تم مؤذن بنا
 جاؤ تو اذان پر اجرت نہ لینا۔

باوجود اس ارشاد حدیث اور ممانعت تمام ائمہ متقدمین آج یہ زبردستی مانعین تشویب و اذان قبر اس
 تنخواہ کو جائز کیوں جانتے ہیں نہ صرف جائز بلکہ خود مؤذن ہو کر تنخواہ مؤذن امام ہو کر تنخواہ امام مدرس ہو کر تنخواہ
 مدرس کیوں لیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے کہ بعض احکام تبدیل و تغیر زمانہ سے بدل جاتے ہیں اذان قبر کے
 متعلق تو قطعاً کوئی ممانعت نہیں اور اس تشویب کے متعلق جزم۔ اور تمام علماء متاخرین اس کے استحسان پر
 قرنا فقرا اتفاق فرماتے آئے اذان قبر کو بعض نے سنت تک فرمایا۔ اس اجرت پر قربت کی تو خود حدیث
 میں ممانعت ہے۔ تمام متقدمین اسے منع کرتے رہے پھر اسے شیر مادر بنانا اور انھیں ناجائز بدعت
 بتانا سچ کہنا کس قدر ظلم عظیم ہے مگر ہے یہ کہ اس میں مانعین کا مالی فائدہ ہے اور ان میں مسلمانوں کا
 دینی و روحی فائدہ اس میں ان کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ وَلَا تَحْزَنُوا وَلَا تَأْسُوا بِمَا نَكَبْنَا لِلَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ عِنْدَ اللَّهِ يَمْتَنِعُونَ ﴿۱۰۱﴾
 جہاں تہاں دیاں عزوجلہ کو سبوح و بصیر علم و خیر شہید و قدیر مانتے ہوئے یہ بھی بتایا جاسکتا ہے کہ خدا کو حاضر
 ناظر کہنا قرآن کی کس آیت یا کس حدیث میں آیا ہے۔ یا حضور یا صحابہ نے کہاں خدا کو حاضر و ناظر فرمایا
 ہے۔ علماء نے حاضر و ناظر کہنے کو کیسا بتایا ہے حاضر ناظر خدا کو کہنا جائز ہے یا کیا یہ چند ماہر ارشاد مثنیٰ
 از خردار۔ فقط۔

مسئلہ۔ زید گاؤں کی ایک مسجد میں پیش امام ہے اس امام نے اپنی مسجد میں نماز تراویح
 پڑھائی اور پھر دوسری مسجد میں جا کر دوسری مسجد میں نماز تراویح پڑھائی رمضان بھر اسی طرح کیا اور
 نماز جمعہ اور نماز عید الفطر بھی ایک جگہ پڑھا کر پھر دوسری مسجد میں پڑھائی ایسے امام کے لئے کیا حکم
 ہے اور جن مقتدیوں نے دوسری مسجد میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان کی نماز ہوئی یا

نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ ایسا شخص گنہگار ظالم حق اللہ وحق العباد میں گرفتار ہے دوسروں کے فرض کھونے والا سنت کا ان کے ذمہ باقی رکھنے والا ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ نماز جمعہ اور نماز عید الفطر تو ظاہر ہے کہ جب وہ ایک دفعہ پڑھا چکا اس کا فرض اس کا واجب ادا ہو گیا اب دوسری جگہ پڑھے گا متنفل ہوگا اور مقرر فرض کو متنفل کے پیچھے اقدار جائز نہیں۔ جنہوں نے نماز جمعہ اور نماز عید الفطر اس کے پیچھے پڑھیں ان کا فرض و واجب ادا نہ ہوا جنہیں معلوم ہو کہ یہ شخص نماز جمعہ پڑھ چکا تھا اور پھر امامت کی وہ اب ظہر ادا کریں۔ تراویح کبھی قول صحیح پر ایسے شخص کے پیچھے جائز نہیں جو اپنی پڑھ چکا ہو۔ غرض جہاں بنا قوی علی الضعیف ہوگی اقدار درست نہ ہوگی۔ غنیہ شرح منیر میں ہے۔ لا یصح اقتداء البالغ بغير البالغ فی الفرض وغیرہ وهو الصحیح لان صلاة البالغ اقوی للزومها ولا یجوز بناء القوی علی الضعیف وهو اصل یخرج علیہ کثیر من المسائل (الی قولہ) وکذا لا یقتدی المفترض بالمتنفل لما قلنا وما فی الصحیح عن معاذ انه کان یصلی مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العشاء ثم یرجع الی قومه فیصلی بهم ثلاث الصلاة فلیس فیہ انه کان یصلیہا معہ علیہ الصلاة والسلام فرضا وما وقع فی روایة الشافعی لہ من قوله ثم ینطلق الی قومه فیصلیہا بهم ہی لہ تطوع ولہم فریضة ادراج من الشافعی بناء علی اجتمہادہ ولہذا لا نعرف ثلاث الزیادة الامن جہتہ اسی میں ہے لو اتم فی التراویح مرتین فی مسجد واحد کما وکذا الوصلاہا مرتین ماموما فی مسجد واحد وان فی مسجدین اختلف فیہ حکى عن ابی بکر الاسکاف انه لا یجوز یعنی لا یجوز تراویح اهل المسجد الثانی واختارہ ابواللیث اسی میں فرمایا اذا صلی التراویح مقتدیا بمن یصلی نافلة غیر التراویح اختلفوا والصحیح انه لا یجوز اہ مختصراً۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۔ بعد نماز عصر قضا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں یا بعد نماز فجر طلوع سے قبل قضا نماز

پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب۔ قبل تغیر آفتاب قضا پڑھ سکے ہیں اسی طرح قبل طلوع بھی بعد تغیر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۸۔ بارش کثرت سے ہو رہی ہے اس حالت میں اذان مسجد کے اندر یا حجرہ کے اندر

پڑھنا درست ہے یہ بھی تحریر کر دیجئے کہ مسجد کے اندر پڑھے یا حجرے کے اندر پڑھے؟

جواب۔ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے چھتری لگا کر خارج مسجد اذان دیں اور اگر بیرون مسجد

کوئی جگہ ایسی ہو جہاں بارش سے بچنے وہاں دے۔ حجرے یا دالان کے اندر گھس کر اذان دینے میں نھو
بارش کے وقت میں باہر آواز بھی کافی طور پر نہ پہنچنے گی اور اذان کا مقصد ہی حاصل نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۸۔ جس پگڑی میں گونا گوا ہو اس کو باندھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا توجروا

جواب۔ جائز ہے جب کہ گونا گوا رنگل سے کم ہو اور سچا ہو جھوٹے سے نماز مکروہ ہوگی۔

سوال ۹۔ جو شخص صلاۃ پڑھنے میں اعتراض کرے اور یہ کہے کہ معاذ اللہ مردے کو پکارتے

ہیں اس پر شریعت سے کیا حکم ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

جواب۔ ایسا شخص سخت بے ادب بد لگام ہے بے ہودہ بکتا ہے اس پر توبہ فرض ہے لے

تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی چاہئے وہ بدنصیب شاید التیمات میں السلام علیہا ایہا النبی بھی نہ پڑھتا ہوگا
غالباً یہ شخص وہابی ہے اگر ایسا ہے تو وہابی تو اس سے زائد گستاخیاں کرتے ہیں اس کی اس سے کیا شکایت
یا وہابی کی صحبت میں بیٹھنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۰۔ وہ کون سا رنگ ہے جس رنگ کا کپڑا پہن کر نماز نہیں ہوتی؟

جواب۔ زعفران و کسم کا رنگ مرد کو ممنوع ہے اس سے نماز مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۱۔ عورتیں جو رنگین کپڑے پہنتی ہیں ان کو کیا لازم ہے کہ رنگین کپڑوں کو پاک کر کے

نماز پڑھیں؟

جواب۔ نہیں۔ ہاں ناپاک رنگ میں رنگیں تو اپنے آپ ہی پاک کرنا ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۱۲۔ مرد رنگین پگڑی باندھ کر نماز پڑھتے ہیں یا کرتا پہنتے ہیں ان کو لازم ہے کہ پاک کر کے

نماز پڑھیں؟

جواب۔ نہیں مگر جب کہ ناپاک رنگ میں رنگے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۱۳۔ اذان محراب سے ذاہنی طرف پڑھی جاوے یا بائیں طرف؟

جواب۔ جدھر مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۴۔ بعد نماز عیدین دعا مانگنا سنت ہے یا مستحب یا کچھ اور اگر سنت ہے یا مستحب تو قبل خطبہ

یا بعد خطبہ مع اولہ بیان فرماتیں؟ باعتبار شریعت جو حکم بھی ثابت ہو اگر کسی نے بغرض اہانت دعا کا انکار کیا تو اس

المستفتی ابو الوفا غلام جلد قادر غفرلہ شاہری بہاری

کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب۔ دعائیں اللہ کا ذکر و عبادت ہے کل دعا ذکر کما فی المرقات شرح مشکوٰۃ دعا اعظم مذہبات
 واجل مطلوبات سے ہے۔ کسی زمان و مکان و وقت کے ساتھ مقید و مخصوص نہیں جس آن میں جہاں
 ہو مامور ہے قال اللہ تعالیٰ فاذا کسرونی اذکرکم۔ وقال تعالیٰ اجیب دعوة الداع اذا دعان وقال تعالیٰ
 ادعونی استجب لکم وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیکم بالدعاء وقال علیہ الصلاة والسلام صلونی
 واجتهدوا بالدعاء وقال علیہ التحیة والثنا اکثر من الدعاء فان الدعاء یورد القضاء المبرور اور نماز کے بعد دعا اولاً نماز
 سے ہے قرآن عظیم فرماتا ہے فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب اور نماز کے بعد دعا اور مجمع کثیر میں دعا یہ دونوں محل اجابت۔
 حدیث میں ہے قلنا یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبر الصلاة المكتوبات
 علامہ علی قاری مکی نے اس کی شرح میں فرمایا اھی عقب الصلاة المفروضات والتقیید بها لکونھا افضل
 المحلات فہی ارجی لاجابت الدعوات نماز نفل کے بعد دعا کے لئے حدیث میں فرمایا الصلاة مشئی مشئی
 تشهد فی کل رکعتین وتمشع وتضرع وتسکن وتفتح یدیک یقول ترفعہما الی ربک مستقبلاً ببطونہما
 وجہک وتقول یا رب یا رب من لم یفعل ذلک فہو کذا کذا اور ایک روایت میں یوں ہے مشئی
 لم یفعل ذلک فہو خداج علامہ طاہر فتنی تکملہ مجمع البحار میں حدیث مذکور کی شرح کرتے ہیں ثم تفتح
 یدیک ہو عطف علی محمد وف ای اذا فرغت منها فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخبر موضع الای
 نیز علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں ای اذا فرغت منها فسلم ثم ارفع یدیک فوضع
 الخبر موضع الطلب حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یجتمع ملؤ فیدعو بعضہم
 ویؤمن بعضہم الا اجابہم اللہ اس لئے حصن حصین میں مجمع مسلمانان کو اوقات اجابت سے شمار
 فرمایا کہ فرمایا واجتماع المسلمین علامہ قاری نے اس کی شرح میں لکھا کل ما یكون الاجتماع فیہ اکثر
 کالجمعة والعیدین وعرفة یتوقع فیہ سجاۃ الاجابة ۵۱

تو بعد نماز عیدین دعا کا مستحب و مستحسن اور خوب اور مرغوب ہونا تو ظاہر تر ہے رہا اس کا مسنون
 ہونا تو اس کا تابعین عظام کی سنت ہونا معلوم۔ حضرت سیدنا امام محمد کا کتاب الآثار میں ارشاد مبارک ہے
 اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراہیم قال كانت الصلاة فی العیدین قبل الخطبة ثم یقف الامام
 علی راحلته بعد الصلاة فیدعو ویصلی بغیر اذان واقامة بلکہ بعض احادیث پر نظر کرنے سے اس
 دعا کا ثبوت فعلی خود حضور اقدس علیہ الصلاة والسلام سے ملتا ہے نیز اس حدیث بخاری سے بھی کہ فرماتے ہیں

۱۔ سورۃ بقرہ آرت ۱۵۶، سورۃ بقرہ آرت ۱۸۶، سورۃ نافر آرت ۱۸۸، سورۃ صحن حصین صحن ۲۲، سورۃ جامع ترمذی صحن ۱۵۶
 ۲۔ مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۶۶، بیروت، ۱۲۷، سورۃ بقرہ آرت ۱۸۶، سورۃ صحن حصین صحن ۲۲، سورۃ جامع ترمذی صحن ۱۵۶

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تخرج العوائق وذوات الخدوس والحیض ویعتزل الحیض المصلیٰ ویشهدان
 الخیر ودعوة المسلمین۔ بعد نماز دعا کا مسنون ہونا تو معلوم ہے مگر اس کی تصریح نظر میں نہیں کہ بعد نماز
 متصلاً قبل خطبہ دعا ہو یا بعد خطبہ غرض ناجائز نہ یہ ہے نہ وہ ہمارا معمول بعد خطبہ ہی ہے مجھے جہاں تک یاد
 ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا معمول بھی بعد خطبہ ہی تھا اور یہ یوں مناسب بھی ہے کہ اگر بعد نماز دعا ہو جائے
 تو بہت لوگ خطبہ سے محروم رہیں دعا ہوتے ہی چلے جائیں میرے نزدیک جب یہ معلوم نہیں ہے کہ عہد
 رسالت میں دعا کس کے بعد ہوتی تھی تو اگر دونوں کے بعد ہو تو زیادہ مناسب ہے کہ اس میں یقیناً سنت
 بھی ادا ہو جائے گی اور مکرر دعا کا دہرا ثواب بھی ہوگا ہذا ما عندی والعلم بالمحق عند ربی وهو سبحانہ
 جسے زیادہ تفصیل درکار ہو وہ اعلیٰ حضرت سیدنا والد ماجد قدس سرہ الغریزہ کا رسالہ سرور العید مطالعہ کرے
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) کسی مسلمان سے دعا کا انکار بطور اہانت مظنون نہیں انکار کرتا ہوگا تو اس موقعہ خاص پر اس
 کے مسنون ہونے کا۔ اپنی جہالت سے انکار کرتا ہوگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۔ از شاہ جہاں پور رنگیں چوپال مرسلہ جناب مولوی حکیم سلامت اللہ صاحب قادری
 رضوی۔ ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ

زید ایک محلہ کی مسجد میں امام ہے فجر و عصر کی نماز کے بعد پورب دکھن کی طرف منہ کر کے دعا
 مانگتا ہے مقتدیان نے امام صاحب سے کہا کہ ہم نے مولوی بلغاری صاحب اور مولوی غلام محی الدین
 خاں صاحب پیش امام سابق جامع مسجد اور نیز بزرگان دین کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ سب صاحبان اتر
 کی طرف منہ کر کے دعا مانگا کرتے تھے جس پر زید مذکور نے جواب دیا کہ اگلے بزرگ سب گمراہ تھے اور
 حضرت کے چچا ابو جہل بھی گمراہ تھے۔ تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص
 کے لئے شرعاً کیا جرم ہے؟ بینوا تو جردا۔

الجواب۔ نماز کے بعد انحراف چاہئے خواہ جنوباً کرے خواہ شمالاً اور اگر شمالاً یا جنوباً انحراف کا موقع
 نہ ہو تو قبلہ کو پشت کرے اور نمازیوں کی طرف منہ کرے حالت صلاۃ میں تو بوجہ استقبال قبلہ نمازیوں کی
 طرف پشت بجزوری تھی۔ اب جب کہ نماز سے فارغ ہو چکے تو نمازیوں کی طرف پشت نہ ہونی چاہئے۔
 لہذا انحراف کرے اور ہر بات میں تیا من مستحب ہے تو شمالاً انحراف احب ہے اور جائز جنوباً و شرقاً بھی

ہے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعد انصراف انحراف احادیث میں موجود اور عن یمنہ وعن یسارہ بھی۔ اور حضور کی تیامن کے ساتھ محبت اور اس کا اعتماد کے معلوم نہیں اور اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ لوگ انحراف عن یمن ہی کو حق اور اس کے سوا کو ناجائز نہ جاننے لگیں تو اولاً وفعلاً تنبیہ بھی فرمائی غنیہ شرح منیہ میں ہے اذا تمت صلاة الامام فهو مخیر انشاء انحراف عن یسارہ وجعل القبلة عن یمنہ وانشاء انحراف عن یمنہ وجعل القبلة عن یسارہ وهذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احیاناً ان نکون عن یمنہ حتی یقبل علینا بوجهہ فان مفهومہ ان وجہہ صلی اللہ علیہ عند الاقبال علیہم کان یقابل من ہو عن یمنہ وذلك انما یکون اذا کان المسجد عن یمنہ والقبلة عن یسارہ وقیل معناه حتی یقبل علینا بوجهہ قبل من ہو عن یسارہ فینید الانصراف عن یمنہ لانه یجلس منحرفاً بل یتقبلہم فی القعود بعد الانصراف عن یمنہ کما فی حدیث انس عن مسلم ایضاً کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتصرف عن یمنہ وما فی الصحیحین وغیرہما من حدیث ابن مسعود قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمنہ لقد مر آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن یسارہ لایعارض ذلك لان فعلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ذلك تعلیماً للجوانم مع محبته للتیامن واعتیاداً بہ وهو ای الجوانم مراد ابن مسعود فانه انما نہی ان یری الانصراف عن الیمین حقاً لایجوز غیرہ لَوہ جس نے دکھن کی جانب اور پورب کی طرف ہی وقت دعا منہ کرنے کو حق جانا اور اور کو ناجائز نہ صرف ناجائز بلکہ گمراہی وہ اپنا حکم خود کہے۔ اس نے غلط و باطل فتویٰ دیا یا نہیں اللہ اکبر بوجہ محبت تیامن واعتیاد تیامن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تنبیہ کے لئے انحراف عن یسارہ بھی فرمائیں۔ اور انحراف عن یمنہ ہی کو حق جانیں اور انحراف عن یسارہ کو ناجائز ماننے سے نہی ارشاد بھی فرمائیں اور یہ حضور کے محبوب انصراف عن یمنہ ہی کو نہ صرف ناجائز بلکہ گمراہی بتانے تمام بزرگوں کو گمراہ ٹھہرائے اب بتائیے کہ وہ حکم حدیث میں افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السموات والارضین۔ ملعون ملائکۃ آسمان وزمین ہو یا نہیں اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سارے بزرگوں کو گمراہ ٹھہرایا نہیں۔ لاهول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس پر توبہ لازم اگر توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز سے سخت احتراز لازم وہ توبہ کے ساتھ تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ الموفق وهو تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

مسئلہ ۱۶

مسئلہ

۲۶ جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ

جو شخص شمال و مغرب ہی کی جانب منہ کر کے دعا مانگنا ضروری اور لازمی لا بدی سمجھتا ہے اور علاوہ ان دو سمتوں کے ناجائز آیا اس شخص کا ایسا سمجھنا یا عقیدہ رکھنا کیسا ہے اور ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

۲۔ تکبیر کے وقت امام کو تکبیر کا سننا شمال و مغرب ہی کی طرف منہ کر کے ضروری و واجبی سمجھتا ہو اور امام سے یہ کہے کہ تا وقتیکہ تم شمال کی جانب رخ نہ کرو گے ہم تکبیر نہ کہیں گے اور نہ نماز پڑھیں گے اس لئے کہ شمال کی جانب قطب ہے اور جب تم جنوب کی طرف رخ کر کے بیٹھو گے تو اس کی بے ادبی ہوگی آیا ایسا کہنا اور ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟

۳۔ اور صرف پانی سے استنجا کرنے کو ناجائز بتانا ہو اور ڈھیلے کو ضروری قرار دیتا ہو اور امام سے کہے صرف پانی سے استنجا کرو گے تو تمہارے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا؟

۴۔ ایسے امام کے پیچھے جو مذکورہ بالا باتوں کو ضروری نہ سمجھتا ہو مثلاً دعا کا ہر جانب رخ کر کے مانگنا جائز سمجھتا ہو وغیرہ وغیرہ نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ دعا قبلہ رو مانگنا آداب دعا سے ہے مگر امام کو اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ جنوباً یا شمالاً اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو شرقاً توجیل کرے کہ مسلمانوں کو پشت نہ ہو لائن حرمة المسلم الواحد، صحیح عند اللہ من حرمة اللعنة كما في الغنية شرح المنيّة للعلامة ابراهيم الحلبي رحمه الله تعالى عليه شمال و مغرب کی جانب رخ کر کے دعا ضروری نہیں جو ایسا کہتا ہے غلط و باطل کہتا ہے قال تعالى آئینا تولوا فثم وجه الله۔ یہ جاہلوں میں غلط مشہور ہے کہ قطب کی جانب پیٹھ نہ کرنا چاہئے اس لئے وہ جاہل جنوب کی طرف منہ کر کے دعا مانگنے کو ناجائز جانتا ہوگا اس صورت میں قطب کو پیٹھ ہوگی اور پورب کی طرف منہ کرنے میں قبلہ کو پشت ہوگی قبلہ کو منہ یا پشت وقت رفع حاجت ممنوع ہے یوں ہی قبلہ رو صحبت نہ ہونا چاہئے برہنہ غسل کے وقت بھی قبلہ کو رو و پشت نہ کی جائے ویسے قبلہ کی جانب بھی پشت ہونے میں حرج نہیں کہ شرع رفیق و تیسیر پسند فرماتی ہے تنگی و تضییق نہیں پسند فرماتی حرج گوارہ نہیں فرماتی ایسا ہوتا تو بہت زیادہ وقت و حرج ہوتا جب قطب کی جانب پشت کرنا اس جاہل کے نزدیک ممنوع ہے تو وہ رفع حاجت کے وقت کیا کرتا ہوگا کہ نہ قبلہ کی جانب رو و پشت کر سکتا ہے نہ شمال کی جانب ہی

جب اور وقت پشت نہیں کر سکتا تو ایسے وقت برہنگی کی حالت میں وہ اسے کیسے جائز رکھے گا اور جب پشت کرنا جائز نہیں تو برہنگہ ہو کر ادھر منہ کرنا کیسے ناجائز نہ جانے گا جہالت عجب بد بلا ہے۔ وَلَا حِزْلٌ وَلَا فُجْرٌ إِلَّا بِاللَّهِ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔

۲۔ اس سوال سے وہی علت بے ادبی معلوم ہو گئی یہ اس کا بے ہودہ قول ہے اور ناجائز نہ ہونا خدا کے خلاف ہے۔ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔

۳۔ صرف پانی سے استنجا کرنے میں ترک سنت ہے۔ مسنون یہی ہے کہ ڈھیلوں سے پاک صاف کر کے استنجا کرے مگر جو کوئی صرف پانی سے طہارت کرے اس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں یہ اس کی بہ ہودہ ہٹ ہے۔ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔

۴۔ اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے ظاہر کہ اس کے پیچھے نماز میں کوئی اس وجہ سے حرج نہیں۔ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔

مسئلہ۔ ازبجی پوٹی باڈری پریل۔ انجمن رفیق الاسلام مرسلہ ممبران انجمن مذکورہ معرفت جناب شیخ نظام الدین صاحب سکرٹری۔ ۶ ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ

جامع علوم شریعت و طریقت سید المفسرین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی مفتی قبلہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب اہام اللہ فیوضہ و برکاتہ۔ السلام علیکم۔ حضور والا مؤدبانہ درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل باتوں کو پیش نظر رکھ کر استفتار ہذا کا جواب دیجئے کیوں کہ یہی وہ اسباب ہیں جن کی بنا پر خدمت والا میں استفتار روانہ کرنا پڑا اور ان ہی وجوہات سے میدان میں بھی نماز کا انتظام کیا گیا۔

کیا فرماتے ہیں حضور والا اس مسئلہ میں کہ شہر بہشتی کے محلہ پریل تکیہ مسجد میں نماز عیدین ہونے کے باوجود محلہ کے مسلمان قرب و جوار کے مسلمانوں کی معیت میں ایک کھلی جگہ میدان میں مالک جگہ سے اجازت لے کر نماز عیدین مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر ادا کرتے ہیں۔

۱۔ شرعاً بمقابلہ محلہ کی مسجد کے کھلی جگہ میں نماز عیدین افضل ہے۔

۲۔ مسجد مذکورہ میں جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے مصلیوں کو عام گذرگاہ پر بیٹھ کر نماز عیدین ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور نماز ختم ہونے کے بعد مصلیوں کو پولیس اور عام گذرگاہ کا خیال کر کے فوراً اٹھ جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے گذرگاہ کے مصلی خطبہ سننے سے محروم رہ جاتے ہیں۔

۳۲ مغلدا اور اس کے اطراف کی تمام مسجدوں میں تقریباً ایک ہی وقت میں نماز عیدین ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے باقی ماندہ لوگوں کو نماز نہیں ملتی۔

۳۳ اپریل اور اس کے اطراف میں متذکرہ میدان کے سوا کوئی ایسی مسجد یا جگہ نہیں رہتی ہے جہاں باقی ماندہ لوگ نماز عیدین ادا کر سکیں صرف میدان مذکور میں قرب و جوار کی تمام مسجدوں میں نماز عیدین ختم ہو جانے کے بعد نماز ہوتی ہے۔

۳۴ محلہ کی مسجد میں جگہ کی اتنی گنجائش نہیں جس میں تمام مسلمان طمانیت قلب اور اطمینان کے ساتھ نماز عیدین ادا کر کے خطبہ سن سکیں۔ اب از روئے کتب معتبرہ فقہ حنفیہ مذکورہ بالا وجوہ کو دیکھے ہو جواب دیجئے کہ مثل سابق میدان مذکور میں نماز عیدین ہوتی رہے یا بند کر دی جائے۔ اور مسجد میں ہوتے ہوئے میدان کی نماز جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ وجوہ مذکورہ سوال سب درست اور قابل لحاظ ہیں اور کوئی وجہ نہ ہوتی جب بھی محلہ ہی کی مساجد نہیں بلکہ مسجد جامع سے بھی بہتر یہی ہے کہ نماز عید کے لئے باہر میدان میں نکلیں اور جمع عظیم کے ساتھ نماز عید ادا کریں مگر بوڑھے اور مریض ناطقات لوگ۔ عامۃ مشائخ کے نزدیک بھی مسنون ہے یہی تمام تر کتب معتبرہ فقہیہ میں مسطور و مزبور ہے غنیہ میں فرمایا الخروج الی المصلیٰ وہی الجبانۃ سنۃ وان کان یسعمہم الجامع وعلیہ عامۃ المشائخ حضرت مولیٰ المسلمین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے مروی مان علیہ الصلاۃ والسلام یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلیٰ شرع منیہ میں ہے فان ضعف القویون الخروج امر الامام من یصلی بہم فی المسجد اگرچہ مسجد جامع اس قدر وسیع ہو کہ تمام لوگ اس میں سما سکیں جب بھی حکم ہے جیسا کہ عبارت غنیہ مصرح ہے عیدین کی نماز بدستور وہاں جاری رکھی جائے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۱۸۔ از بمبئی ینگ مسلم ایسوشن اپریل ۱۲ ہری بلڈنگ ایسٹ فلور روم ۱۵۱۔ مرسلہ سکرٹری مفت مولوی نذیر احمد صاحب نجدی۔ ۹ رذی القعدہ ۱۳۵۲ھ

ایک محلہ میں باہمی مخالفت و ذاتی خصامت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہو گئی ہیں جدید جماعت محض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو چھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نماز ہوتی ہیں اسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کی کرنا چاہتی ہے۔ ایسی جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے۔

از روئے شرع یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اس قضیہ سے متعلق ایک سوال انجن رفیق الاسلام پوٹی باؤڑی بمبئی سے بھی آیا تھا جس کا جواب اسی ہفتہ میں بھیجا گیا ہے اس استفسار کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس میں اور خود استفسار میں اس کی معقول وجہ لکھی تھیں اور ظاہر کیا تھا کہ ان وجوہ سے ایسا چاہا جاتا ہے۔ ہرگز اس سے مقصود مخالفت و محاصمت نہیں۔ مسجد کے منتظمین لوگوں سے کہتے ہیں کہ میدان کی نماز افضلیت و سہولیت کی خاطر نہیں ہوتی بلکہ باہمی مخالفت و محاصمت کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس کے جواب کے لئے ایک تو منتظمین نماز میدان کا حلف کرنا لکھا کہ میدان کے منتظمین حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ ہم نے میدان میں نماز عیدین کا انتظام باہمی مخالفت یا محاصمت کی بنا پر نہیں کیا ہے۔ نیز یہ کہ آپس میں نفاق پیدا ہونے کے ڈب سے میدان کی نماز عیدین کے منتظمین نے مسجد کی نماز عیدین منتظمین سے کہا کہ اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ میدان کی نماز عیدین کا انتظام ہم نہ کریں تو اسے ہم منظور کرتے ہیں آپ ہی لوگ میدان کا بھی انتظام کیجئے۔ ہم لوگ ضمانت دیتے ہیں کہ کوئی شخص مخالف نہ ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں جو خدمت بھی ہم سے لی جائیگی ہم اسے بخوشی منظور کریں گے۔ اس کا جواب دیا گیا کہ ہماری مرضی ہی نہیں ہے اس لئے میدان کی جارہی شدہ نماز عیدین بند ہی کر دی جائے۔

وہ معقول وجوہ بیان کرتے ہیں انھیں سن کر ماننا تھا اور خواہ مخواہ بدگمانی نہ چاہئے تھی۔ پھر وہ حلف کرتے ہیں۔ جسے سن کر اگر بدگمانی کی کوئی وجہ بھی ہوتی تاہم یقین کرنا تھا۔ مزید برآں اس سے زائد اطمینان کی صورت ان کے پاس اور کیا تھی کہ انھوں نے کہہ دیا کہ آپ انتظام کریں اور ہم سے جو خدمت لیں ہم اسے بجالائیں گے اور ضمانت دیتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی مخالفت نہ کرے گا۔ اس آخری ذریعہ اطمینان کو پیش کرتے ہیں مگر مسجد کے منتظمین تسلیم نہیں کرتے ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اس سوال کا سرے سے منشا ہی غلط ہے۔ دوسرے فریق نے ہر طرح اطمینان دلایا کہ ہرگز وہ کسی مخالفت و محاصمت کی بنا پر ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ ان معقول وجوہ کی بنا پر مگر یہ فریق یہی کہے جاتا ہے کہ نہیں وہ تو محض مخالفت و محاصمت ہی کی بنا پر تفریق کرتے ہیں ایسی زبردستی پھر یہ کہ فرض کیجئے کہ اس فریق نے یہ سب کچھ بناوٹ کی محض جھوٹ کہا واقعی وہ مخالفت و محاصمت ہی کے لئے میدان میں نماز کا انتظام کرتا ہے تو اس سے وہ جماعت کیوں ناجائز ہو جائے گی بُری نیت کا الزام ان پر ہوگا۔ مگر جو اچھا کام وہ کر رہے ہیں وہ اچھا

ہی ہے گا۔ اس میں ان کی اس بری نیت سے کوئی خرابی نہ آئے گی۔ علماء کا تو یہاں تک ارشاد ہے کہ
 الاصل لا یبطل بالعوارض حضور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فاذا احسن الناس فاحسن
 معہم واذا اسافا فاجتنب اساتھم جب لوگ کوئی اچھا کام کریں تو ان کے ساتھ اچھا کام کیا جائے اور جب کوئی
 برا کام کریں تو اس سے بچا جائے۔ عیدین کی نماز میدان میں افضل ہے مسجد محلہ ہی نہیں مسجد جامع سے بھی
 اگرچہ مسجد جامع تمام لوگوں کو کافی ہو۔ تو جو لوگ اس سنت پر عمل کرتے ہیں اگرچہ ان کی نیت کچھ بھی ہو تو ان
 کا ساتھ دینا چاہئے۔ ان کی اسی بدنیت سے سنت تو معاذ اللہ بری نہ ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۔ از بمبئی مرسلہ ممبران مسلم ایسوسی ایشن پریل معرفت مولوی نذیر احمد صاحب بخندی ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ
 قبلہ نما مولانا المحترم زید مجدکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مسلم ایسوسی ایشن پریل کے استفتار پر
 جناب والا کا جواب میری نظر سے گذرا میں اس کو جانتے ہوئے کہ رفیق الاسلام انجمن والوں نے اپنے
 استفتار میں غلط بیانیوں سے کام لیا بالخصوص ان کا فقرہ ۲ و ۳ صراحتہ جھوٹ پر مبنی ہے اس قصہ میں پڑنا
 نہیں چاہتا صرف حضور والا سے شرعی نقطہ نظر سے بصورت ذیل دریافت کرنا چاہتا ہوں کیا فقہائے کرام
 نے جیانہ و صحرا کے جو الفاظ استعمال فرماتے ہیں اس سے ہر محلہ کا کوئی خالی میدان جو آبادی میں ہو مراد ہے
 ۲۔ کیا کسی بڑے شہر میں ہر محلہ کے نمازیوں کو مسجدیں چھوڑ چھوڑ کر انھیں محلہ کے میدانوں میں اسی
 تعداد کی صورت میں جو مسجدوں کے اندر موجود تھا نماز عید ادا کرنے کا حکم ہے۔

۳۔ تمام شہر کے لئے آبادی سے باہر مسجد کے طور پر بشرائط مخصوصہ فصلی عید گاہ بنانے کا حکم ہے اور
 اسی کی فضیلت کتب احادیث و فقہ میں مرقوم اور جیانہ و صحرا سے وہی مراد۔ نہ کہ مسجد سے قریب محلہ کا میدان
 جہاں اتفاقاً عمارت نہ بن سکی ہو۔ نماز عیدین کے متعلق واقعہ یہ ہے کہ بمبئی میں دس برس سے میدانوں میں
 بھی مسجدوں کے علاوہ نماز ہوتی ہے اور وہاں آج کل بیس چھبیس ہزار نمازیوں کا اجتماع ہوتا ہے اس
 نابالتراع میدان میں تو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو آدمی تھے پریل کی مسجد کے ایک جانب لال باغ کی وہ مسجد
 ہے جس کا میں امام ہوں اور یہاں پریل پاؤنی باڑی کی مسجد سے پون گھنٹہ بعد جماعت کھڑی ہوتی ہے
 دوسری جانب داد کی مسجد ہے وہ ہم سے بھی پندرہ منٹ بعد پڑھتے ہیں لہذا ان کے استفتار کا فقرہ ۲ و
 ۳ صراحتہ کذب پر مبنی ہے۔

۳۔ اگر بمبئی والے اسی طرح جداگانہ میدانوں میں نکل نکل کر اپنے اپنے محلوں ہی کی حدود درجہ میں

نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں تو کیا اجتماع امت اور غیر مسلموں پر انحراف اسلام سے رعب قائم کرنے کا وہ مفہوم ادا ہو جائے گا جو حیانہ و صحرا یا عید گاہ کے الفاظ میں مخفی ہے۔

۴۔ مذکورہ تینوں مسجدیں ہنود کی آبادی سے گھری ہوئی ہیں اور بڑی سڑک کے کنارے پر ہیں۔ عید کے دن سڑکوں کا بھر جانا گلیوں تک نمازیوں کا پہنچ جانا گاڑیوں کا کارہنا اجتماع اسلامیان کی شان رکھتا ہے یہ ضمنی گلی کے کسی میدان میں کہاں ممکن ہے۔ فافہم وقد برن خوب یاد آیا غالباً ۱۳۱۹ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے شہر دمن محلہ کبارٹی واڑی کی عید گاہ کے متعلق حسب طلب مرحوم مولانا ہدایت رسول ایک زبردست فتویٰ ارقام فرمایا تھا یہ قصہ اسی سے ملتا جلتا ہے ذرا اس فتویٰ کو بھی ملاحظہ فرمائیے گا۔

محبت محترم ذوالمجدد والکرم زید مجدکم جواب تحریر فرماتے وقت امور مندرجہ ذیل ملحوظ خاطر رہیں اور حتی الوسع جلد ارسال فرمائیے۔

(۱) بمبئی میں کوئی مستقل عید گاہ نہیں ہے اس لئے عیدین کی نماز مسجدوں ہی میں ادا کی جاتی ہے گیارہ سال سے میدانوں میں نماز عیدین کا انتظام ہوتا ہے جہاں بیس بیس ہزار آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔ (۲) جس محلہ میں یہ نماز عید الفطر پرا داک گئی وہاں صرف سو یا ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ (۳) اگر محلہ محلہ یو ہیں اجازت دے دی گئی تو اجتماع و اتحاد مسلمین کا مقصد کیوں کر پورا ہوگا۔ (۴) افتراق و تشتت کی صورت بہر نفع ظاہر تر ہے۔ مگر آں کہ اس استفادہ کے الفاظ پر پھر نظر ثانی فرمائیے اور حسب سوال جدید جواب سے میرے پتہ پر عزت بخشے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک محلہ میں باہمی مخالفت و ذاتی مخالفت کی بنا پر مسلمانوں میں دو جماعتیں ہو گئی ہیں جدید جماعت محض مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی غرض سے نماز عید مسجد کو چھوڑ کر جہاں ہمیشہ عیدین کی نمازیں ہوتی ہیں اسی محلہ کے میدان میں دوسری جماعت عید کرنی چاہتی ہے ایسی جماعت کا شرعاً کیا حکم ہے از روئے شرع یہ فعل ان کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جووا اجرکم اللہ تعالیٰ۔

الجواب۔ اگر فی الواقع ذاتی مخالفت باہمی مخالفت کی بنا پر بعض لوگ تفریق جماعت کر رہے ہیں تو وہ اس تفریق چاہنے کی ملزم ہیں۔ اور اگر انھوں نے جھوٹ بولا ہے تو وہ جھوٹ کے مرتکب جرم فریب دہی کے مجرم ہیں مسجد والے اگر کسی طرح میدان میں نماز عید کو تیار نہ ہوں اور لوگ بھی اپنی اپنی جگہ

ہی میں پڑھتے رہیں تو یہ مٹھی بھر آدمی خواہ مخواہ اپنی علیحدہ قائم کر کے تفریق کے ملزم کیوں بنیں۔ ایک مستحب کے لئے اپنے سر تفریق کا الزام نہ لیں اور جماعت میں منافرت نہ کریں جیانہ و صحرا و مصلیٰ سے کوئی خاص عمارت عید گاہ مراد نہیں بلکہ بیرون شہر نماز کا میدان عام ازیں کہ وہاں کوئی عمارت بنام عید گاہ بنالی گئی ہو یا نہ بنائی گئی ہو بزبان برکت نشاں حضور سید الانس والجان علیہ الصلاۃ والسلام الامتان الاکملان بیرون مدینہ طیبہ کف دست میدان تھا سحر کار طیبہ کے شرقی دروازہ مسجد اطہر کے باب السلام سے ہزار قدم کے فاصلہ پر کما فی الفتاویٰ الرضویۃ عن المواہب والنزہات عن فتح الباری عن عمر بن ابی شیبہ فی اخبار المدینۃ عن ابی غسان الکنانی صاحب مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمہ و مستخرج اسمعیل میں ہے عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغدو والی المصلیٰ فی یوم عید والعزیزۃ تحمل بین یدیه فیصلی الیہا وذلک ان المصلیٰ کان فضاء لیس فیہ شیئی یتتر بہ۔

میدان کی نماز میں حکمت اظہار شعار اسلام و کثرت مسلمین ہے شوکت اسلام کا اظہار تو جمع عظیم سے ہی ہوگا مگر اظہار شعار اسلام چند ہی لوگوں کے اجتماع سے ہو جائے گا گھرے ہوئے مکان کی نماز میں نہ اظہار شعار اسلام اس درجہ ہو سکتا ہے نہ اظہار شوکت اسلام یہ حکمت صحرا کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ شہر میں اگر وسیع میدان ہو جہاں بکثرت مسلمان جمع ہو سکیں وہاں بھی حاصل تو جس طرح میدان بحیثیت میدان نماز عید کے لئے ملحوظ نہیں کہ مساجد بحیثیت مساجد اور نمازوں سے بہتر اور میدان بحیثیت میدان نماز عیدین کے لئے بلکہ اسی حکمت کی بنا پر میدان ملحوظ ہے۔ یوں ہی صحرا بحیثیت صحرا ملحوظ نہ ہوگا بلکہ وہ مکان جہاں اقامت صلاۃ عیدین میں وہ حکمت بن سکے اور شک نہیں شہر سے باہر صحرا میں اظہار شعار اسلام و شوکت اسلام مجمع عظیم اہل اسلام کیا جائے یہ یوں ہی ہے کہ شہروں میں اس قدر عظیم ترین میدان نہیں ہوتے اور اگر کہیں وسط شہر میں بڑا میدان ہو تو شہر کے اندر اظہار سے کہیں زیادہ اور مقصود شرع کے بہت ہی موافق ہوگا۔ بمبئی ایک عظیم شہر ہے جس کے تین طرف سمندر ہے ان اطراف میں تو اس مقصد کو لے کر گذر نہیں رہی چوتھی طرف تو میلوں کو سوں فاصلہ پر شہر کے باہر اجتماع نہایت گراں ہوگا۔ لہذا بروجہ کافی اجتماع نہ ہوگا تو اگر شہر کے اندر ہی کسی فضاء میں جہاں عظیم اجتماع ہو سکے پڑھیں تو مساجد میں پڑھنے سے یقیناً یہ بہتر ہوگا کہ حکمت اظہار شعار اسلام و شوکت و کثرت اہل اسلام اس میں صحرا کی طرح حاصل ہوگی۔

اور اگر فنانزیمبی میں اسٹیشنوں ریلوے لائنوں انگریزی کیمپوں فوجی بارکوں کی بنا پر میدانوں میں جمع عظیم کی گنجائش ہی نہ ہو یا گورنمنٹ سے اجازت نہ ہو تو فنا سے دور اگر اہل اسلام جمع بھی ہوں اور نماز عید پڑھیں تو اگرچہ اظہار شعار اسلام ہوا اگرچہ اس جمع عظیم سے شوکت اسلام و کثرت مسلمین کا اظہار ہو مگر بظاہر یہ ایسا ہی ہے جیسے مساجد میں پڑھ لیتے بلکہ اس سے بھی کم کہ شہر کی مساجد میں مسلمانوں کا اجتماع کسی نہ کسی طرح کفار کی نظر میں آتا ہی ہے بخلاف اس کے کہ شہر سے منزلوں نہیں تو کوسوں دور جنگل بیابان میں اس اظہار سے وہ حکمت یقیناً حاصل نہیں ہو سکتی اور ہوئی بھی تو فنا شہر سے باہر جواز ہی نہ رہا وہاں نماز عید کا کیا ذکر کہ اس کے لئے شہر یا فنا شرط ہے خارج فنا شہر نماز عید ناجائز صحرا و جبانہ سے جنگل بیابان شہر سے جدا ہرگز مراد شرع نہیں بلکہ یقیناً شہر ہی کے متصل جو میدان ہو مراد ہے ہم بتا چکے کہ نفس صحرا بھی مراد شرع نہیں بلکہ وہ مقام مراد ہے جہاں اقامت صلاۃ عیدین جمع عظیم ہو اور وہ حکمت حاصل ہو۔

لہذا خواہ وہ میدان ہو جو متصل شہر مصالح شہر کے لئے ہوتا ہے جسے فنا مصر کہتے ہیں خواہ وہ جو شہر کے اندر اتنا وسیع ہو کہ اہل اسلام اس میں جمع ہو سکیں دونوں میں نماز عید مساجد میں علیحدہ علیحدہ متفرق پڑھنے سے بہتر ہوگی اور دونوں سے یکساں مقصود شرع حاصل ہوگا تو میدان شہر میں نکل کر نماز پڑھنا ادائے سنت و اظہار شعار و شوکت و اراکت کثرت ہے اگر وہاں کے مسلمان اسے نہیں سمجھتے اور سنا ہی میں تنہا پڑھنا چاہتے ہیں تو مٹھی بھر لوگ بھی انھیں کا ساتھ دیں کہ منافرت نہ ہو فان درء المفسد لا ھو من جلب المصلح بلکہ یہ لوگ جو پر پیل کے میدان میں علیحدہ نماز عید پڑھنا چاہتے ہیں اس میدان کی نماز میں کیوں نہ شرکت کریں جسے سوال میں لکھا ہے کہ بچیس تیس ہزار کے مجمع کے ساتھ دس گیارہ سال سے ہوتی ہے ہاں اگر وہاں اب اور زائد کی گنجائش نہ ہو تو مجبوری ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا وہ فتویٰ مجھے تلاش پر بھی دستیاب نہ ہوا کہ میں اسے دیکھوں اگر حضرت کا فتویٰ میرے خلاف ہوگا اور اس سے مجھے اپنا خطا پر ہونا ظاہر ہوگا میں اپنی غلطی کا اعتراف کر لوں گا۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق لاتباع الحق والصواب وھو

تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۰۔ از تحصیل ایبٹ آباد ڈاکخانہ سرانے نعمت خاں ضلع ہزارہ۔ مرسلہ جناب سید سکندر شاہ صاحب
 امام مسجد شب یکم محرم الحرام ۱۳۵۳ھ
 اگر امام برضا خود امامت چھوڑ دے تو قوم امام جدید کو قائم کریں تو کیا امامت سابقہ کا پھر امامت کا

کوئی حق ہے یا نہ یا اس کی نسل سے کوئی بیٹا یا برادر زادہ یا اور کوئی وارث اس کے قائم مقام ہونے کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ اور امامت وراثت قرار دی جاتی ہے یا قوم کی رضا پر موقوف ہے۔

الجواب۔ امامت کوئی میراث نہیں جو اہل ہوا اور اسے قوم یا متولی امام بنالے وہ امامت کرے گا امام سابق کا بیٹا بھائی ہونا زبردستی امامت کا حق نہیں دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا باپ یا ہاتھ بچپن میں کولھوسے کٹ گیا تھا زید مسائل سے پڑھا لکھا آدمی ہے وہ گاؤں میں امامت کرتا ہے اور کوئی دوسرا آدمی گاؤں میں پڑھا لکھا نہیں ہے کیا زید کے پیچھے نماز درست ہے اور اس کی امامت درست ہوگی؟

الجواب۔ واقف و عالم ہونا ہی درکار نہیں عامل ہونا بھی ضرور ہے۔ عالم نہ ہو مگر استیجا و وضو صحیح کر لیتا ہو کافی ہے اگرچہ عالم نہ ہو۔ عالم ہو اور وضو وغیرہ میں کچھ خامی اس سے رہتی ہو وہ قابل امامت نہیں۔ اگر وہ استیجا و وضو غسل صحیح کر لیتا ہے تو نماز پڑھا سکتا ہے اور اگر اپنے آپ یہ سب یا ان میں سے کوئی ایک ٹھیک نہیں کر سکتا صحیح وضو وغیرہ کرنے سے مجبور ہے مگر کوئی دوسرا اسے وضو وغیرہ ٹھیک کر دیتا ہے تو اس کے پیچھے اس صورت میں بھی کوئی حرج نہیں اور بہتر یہی ہے کہ کوئی سالم الاعضاء جو امامت کا اہل ہو اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲

ازبنا رس بانار سردانہ انجن اشاعت الحق۔ مرسلہ عبدالغفور صاحب۔ ۶ جمادی الآخر ۱۳۵۳ھ
جناب مخدومی مکرمی حضرت مولانا مفتی اعظم صاحب قبلہ السلام علیکم در عتہ (اللہ وبرکاتہ) بعد از رونے قدم بوسی و آستانہ بوسی کے بندہ ملتس ہے کہ حضرت نے جو تقریظ فتویٰ امامت کی ترمیم کر کے تحریر فرمائی تھی وہ مع ایک نوازش نامہ کے ناچیز کو ملی حضرت کی اس بندہ نوازی کا شکر یہ نہیں ادا کر سکتا۔ مولوی صغی الرحمن صاحب بنارس کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا مجھے اس میں کلام ہے ناچیز نے عرض کیا کون سا کلام ہے تو فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ہر فاسق فاجر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ دائرہ منڈانے والے اور کترانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور جو پڑھی ہو اس کا اعادہ واجب تو جب حدیث شریف سے ثابت ہے کہ نماز ہو جاتی ہے تو واجب الاعادہ کیسا۔ یہ پہلا کلام ہے اور دوسرا کلام یہ کہ جس مکروہ تحریمی سے اعادہ واجب ہوتا ہے وہ

کون مکروہ تحریمی ہے خارج نماز یا داخل نماز اور یہ بھی فرمایا کہ اکثر بادشاہان اسلام فاسق ہوتے تھے اور نماز پڑھاتے تھے اور لوگ پڑھتے تھے اور فرمایا کہ اگر اس کی تصریح عبادت فقہ سے ہو تو بہتلی سے حاصل کیجئے ہم مان لیں گے۔ جناب مولوی صفی الرحمن صاحب سے ناچیز نے یہ بھی کہا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احکام شریعت میں بھی لکھا ہے کہ فاسق کے پیچھے جو نماز پڑھی اس کا اعادہ واجب ہے۔ حضور سے التجا ہے کہ ان باتوں کا جواب ان کے لئے تشفی بخش ارسال فرماتیں۔

الجواب۔ جواز بمعنی صحت بھی ہوتا ہے اور بمعنی حل بھی فاسق و مبتدع جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو ان کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے یعنی صحیح ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہوتی ہے فرض گردن سے اتر جاتا ہے اور ناجائز ہے یعنی ان کے پیچھے پڑھنا انھیں امام بنا نا حلال نہیں۔ رد المحتا میں فرمایا جائز ای مع کراهة التحریم وہ حدیث جس کا مولوی صاحب نے ذکر کیا یہ ہے صلوا خلف کل برو فاجر علامہ سیدی عبد الرؤف مناوی قدس سرہ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا صلوا لجانا خلف کل برو فاجر ای فاسق فان الصلاة خلفه صحيحة لكنها مكروهة ایک اور حدیث ہمارے پیش نظر ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلاة واجبة علیکم خلف کل مسلم براکان او فاجرا وان عمل الکبائر ما والا ابوداؤد کیا اس حدیث یا اس کے ظاہر پر عمل کیا جائے گا اور بخلاف جماہیر فقہا مبتدع کے پیچھے نماز جائز یعنی غیر مکروہ تحریمی مانی جائے گی؟

حدیث میں کل مسلم کا لفظ ہے اور مبتدع جس کی بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہو مسلم ہی ہے۔ جب ان حدیثوں کو دیکھتے فاسق کے پیچھے نماز غیر مکروہ بکراہت تحریم ٹھہرائیں گے تو مبتدع کے پیچھے مکروہ بکراہت تحریم کیوں کر نہیں گے۔ عجب ان بعض فضلاء جنہوں نے فاسق و مبتدع میں فرق کی ٹھہرائی جبکہ کل مسلم دونوں کو شامل۔ نیز فسق کے دونوں حامل ایک فاسق العقیدہ ایک فاسق العمل یہ مبتدع کے پیچھے پھر کیوں مکروہ بکراہت شدیدہ کہتے ہیں جیسے یہ مبتدع کے پیچھے باوجود دونوں مذکور حدیثوں کے مکروہ بکراہت شدیدہ فرماتے ہیں یوں ہی ہم ہر فاسق کے پیچھے ان حدیثوں کا مطلب جواز ہے اور جواز بمعنی صحت مراد۔ اشعۃ اللمعات میں حضرت شیخ محقق مطلق مولانا العلامة عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ رحمۃ ربہ الباری زبیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔ نماز واجب است بر شما بجماعت پس ہر مسلمانے بریا فاجر وان عمل الکبائر یعنی جائز است کہ بوسے اقتدار کنند اگرچہ مکروہ است یا واجب است اعتقاد جواز آں وبعض استدلال کردہ

اندہا میں بوجوب جماعت و اس بر تقدیر اینست کہ فسق و سبحد کفر نکشد و مرد صالح حاضر نہ باشد۔
 فاسق شرعاً واجب الابانت ہے اس کی تعظیم حرام یہاں تک کہ زبان سے ذرا سی اس کی مدح پر
 حدیث کا ارشاد ہے اذامدح الفاسق غضب الرب و اھتزلذالک العرش جب فاسق کی تعریف کی
 جاتی ہے تو رب تبارک و تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش الہی لرز جاتا ہے۔ اسے امام بنانا تو اس کی اعلیٰ
 ترین تعظیم ہے ظاہر ہے کہ یہ گناہ و حرام ہے اور نماز جب کسی مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا ہو تو واجب الاعادہ ہوتی
 ہے کل صلاة اذیت مع کراهة التعریب عجب اعادتها جب بحالت نماز ایک گناہ کا ارتکاب کرتا رہا تو نماز
 اس گناہ پر مشتمل ہوئی۔ نماز امامت پر مشتمل اور امام فاسق اس کی امامت ناجائز تو جس نے اسے امام کیا
 اس کی نماز ایک ناجائز امر پر مشتمل ہوئی کراہت کے لئے اشتمال کافی ہے وہ مکروہ داخل ہو یا خارج مرد کو
 ریشم کا کپڑا پہننا گناہ ہے سونا استعمال کرنا ممنوع ہے اگر کوئی شخص ریشم کا کپڑا یا سونے کی انگشتری پہنے ہوئے
 نماز ادا کرے جیسے یہ نماز مکروہ ہوگی ایک گناہ کے ساتھ ادا ہوئی یوں ہی فاسق کی امامت مکروہیہ کے ساتھ
 والی نماز۔ صالح کی امامت واجب فاسق کی امامت میں ترک واجب و ارتکاب حرام ہے فتاویٰ حجہ پھر
 فقیہ میں ہے لو استویا فی العلم والصلاح واحد ہما اقرأ فقد موا الاخر ساؤا دلایا ثنوں فالاساعة لتدرث
 السنة وعدم الالسلام لعدم ترک الواجب لانہم قد موارجلا صالحا۔

فقہیانے کراہت امامت فاسق کی دو تعلیلیں کیں ایک یہی کہ اس کی امامت اس کی تعظیم ہے
 اور فاسق کی تعظیم کیسی اس کی تو ابانت واجب ہے۔ لہذا جو اسے امام بنائے گا گنہگار ہوگا۔ اور نماز گناہ
 پر مشتمل ہوگی۔ دوسری یہ کہ فاسق کو دین کی پرواہ نہیں ہوتی اس سے شرط صلاۃ میں کوئی خلل اور منافی
 صلاۃ کسی امر کا ارتکاب کچھ دود نہیں بلکہ اس کے فسق کو دیکھتے ہی غالب ہے اور فقہیات میں ظن غالب
 ملحق بالیقین ہوتا ہے نیز احکام فقہ غالب پر جاری ہوتے ہیں۔ نادر کو نہیں دیکھا جاتا علماء فرماتے ہیں حکام
 الفقه تہری علی الغالب من دون نظری النادر فاسق کا غالب حال ایسا ہی ہے اور ان سے گمان غالب
 یہی کہ کسی منافی صلاۃ و منحل شرط صلاۃ امر کو کر بیٹھیں یا جو کرنا ضروری ہے اسے نہ کریں۔ لہذا یوں بھی پس
 فاسق کی نماز مکروہ ٹھہری۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی مگر
 کراہت تحریم کی دلیل قوی ہے۔ لہذا ہمارے نزدیک مختار یہی قول تحریم ہے۔

امام فخر الدین زلیعی تمیزین الحقائق میں فرماتے ہیں کسما امامة الفاسق لانه لا یمتھم لامردینہ

ولان فی تقدیمہ الامامة تعظیمہ وقد وجب علیہما ہانتہ شرعاً ^{تذیبتہ} المستمل میں علامہ ابراہیم علی فرماتے ہیں
 لو قد موافقاً یا ثمون بناء علی ان کراہة تقدیمہ کراہة تحریم لعدم اعتنائہم بامور دینہ وتساہلہ
 بلواترہ فلا یجد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ما ینافیہا بل هو الغالب بالنظر الی فسقہ
 ولذا المرجز الصلاة خلفہ اصلاً عند مالک وروایة عن احمد الا ان اجوزناہا مع الکراہة لقولہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم صلوا خلف کل بر وفاجر ^{اسی} میں ہے قال اصحابنا لا ینبغی
 ان یقتدی بہ الا فی الجمعة للضرورة فیہا بخلاف سائر الصلوات للتمكن من التحول الی مسجد آخر فیما
 سوی الجمعة وعلیہ یعمل عمل الصحابة والتابعین فی الاقتداء بالجماع وعلی ہذا فینبغی ان تکرر الجمعة
 ایضا اذا تعددت الجوامع کما فی زماننا ویکررہ ایضاً تقدیم العبد والامرانی وولد الزنا والاعمی وینبغی ان تكون
 الکراہة فی ہؤلاء دون الکراہة فی الفاسق لانہا امر محتمل غیر محقق ولا غالب وهو الاخلال ببعض الشروط
 بناء علی الجہل الغالب فی العبادہ۔

^{اسی} میں ہے اذا تأملت فجدت سبب الکراہة فی الاعمی اخف من غیرہ ولذا المیکررہ تقدیمہ
 عند الائمة الثلثة انما یکررہ تقدیم الاعمی اذا کان غیرہ افضل منہ ویکررہ تقدیم المبتدع ایضاً لانہ فاسق من
 حیث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حیث العمل وانما اجوز الاقتداء بہ مع الکراہة اذا لم یکن ما یعتقد
 یؤدی الی الکفر اما اذا کان مؤذیاً فلا یجوز اصلاً کالغلاة من الروافض۔ ^{درر} وغیرہ میں ہے کراہة امامة الفاسق
 لانہ لا یہتم بامر دینہ ومبتدع ای صاحب ہوی لا یکفر صاحبہ حتی اذا کفر بہ لم تجز اصلاً وان
 تقد مواجرات مع الکراہة لقولہ علیہ الصلاة والسلام صلوا خلف کل بر وفاجر۔ ^{حسن عجمی علی الدرر}
 میں ہے قولہ وفاسق یکررہ تقدیم الفاسق کراہة تحریمہ وعند مالک لا یجوز تقدیمہ وهو
 روایة عن احمد وکذا المبتدع ویکررہ تقدیم العبد والاعرانی وولد الزنا والاعمی والکراہة
 فیہم دون تلك الکراہة۔ ^{شرح کثر ملا مسکین} میں ہے کراہة امامة الفاسق وقال مالک لا تجوز الصلاة
 خلفہ والمبتدع۔

حاشیہ علامہ ابو جواد ابو مسعود میں ہے اما الفاسق فلانہ لا یہتم بامر دینہ وما فی المعراج من قولہ
 الا فی الجمعة ان تعدد منہ ینبغی عن القول بعد مواجرات تعدد الجمعة اما علی المفتی بہ من جوامع
 التعدد فلا فرق نہر عن النہر وان تقد مواجرات مع الکراہة لقولہ علیہ الصلاة والسلام صلوا

خلف کل برو فاجر درر ویکراهه الاقتداء بهم کراهه تنزیهه ان وجد غیرهم والا فلا کراهه بحراً
 و فی النهر عن المحيط لوصلی خلف فاسق او مبتدع فقد احرز فضل الجماعة واقول علل التزیلی الکراهه
 فی الفاسق بان فی تقدیمه تعظیمه قد وجب علیهما هانتہ شرعاً مفاداً لكون الکراهه تحریمیه
 نوح آخندی در مختار میں ہے ویکراهه تنزیهاً امامه عبد واعرابی و فاسق واعمی الا ان یکون ای غیر
 الفاسق اعلم القوم فهو اولی و مبتدع ^{لم} المختار میں ہے واما الفاسق فقد عللوا کراهه تقدیمه
 بانه لایهتم لامردینه و بان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهما هانتہ شرعاً ولا یخفی انه اذا
 کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهاره فهو کالمبتدع ^{تکره} امامته
 بکل حال بل مشی فی شرح المنیه علی ان کراهه تقدیمه کراهه تحریم لما ذکرنا قال ولذا لم
 تجز الصلاة خلفه اصلاً عند مالک وروایه عن احمد فلذا حاول الشارح فی عبارته المصنف وجم
 الاستثناء علی غیر الفاسق۔

طحاوی علی الدرر میں ہے قوله و فاسق والمراد الفاسق بمجاریحه بدلیل عطف المبتدع
 علیه وتکره امامته ولو فی جمعة لوجود المنذوحه بالانتقال الی امام اخر فیها لان المفتی به جواز
 تعددها الا ان یکون ای غیر الفاسق وهو العبد والاعمی اما الفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمه
 تعظیمه وقد وجب علیهما هانتہ شرعاً ومفاد هذا کراهه التحریم فی تقدیمه۔ فتاوی خلاصہ میں
 ہے رأیت بخط شمس الائمه الحلوانی انه ینبغ عن الصلاة خلف من ینحوض فی علمه الکلام ویناظر
 صاحب الالهواء ویکراهه الاقتداء بمن کان معروفاً باکل الترویوا والفاسق اذا کان یومر الجمعة وعجز
 القوم عن منعه قال بعضهم یقتدی به فی الجمعة ولا یتروک الجمعة بامامته و فی غیر الجمعة
 هم سبیل من ان یحولوا الی المسجد الاخریاً ثموا یدلک ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فهو محرر
 ثواب الجمعة لکن لاینال ما ینال خلف تقی۔ ^{بم} برازیہ میں فرمایا امر الفاسق یومر الجمعة ولم یکن منعه
 قال بعضهم یقتدی به ولا یتروک الجمعة بامامته وفيه اثر ابن عمر رضی اللہ تعالی عنهما ^{لم} الخ
 میں فرمایا الفاسق اذا کان یومر وعجز القوم عن منعه تکلم الناس فیہ قال بعضهم فی صلاة الجمعة
 یقتدی به ولا یتروک الجمعة بامامته لان فی الجمعة لا یوجد غیره الا ان قال ومن شرائط السنة
 والجماعة ان یرى الصلاة خلف کل برو فاجر یجمع الانهر شرح ملتقی الا بحر میں ہے ان تعذر منعه

یصلی الجمعة خلفه وفي غيرها ينتقل الى مسجد اخر وكان ابن عمرو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یصلیان الجمعة خلف الحجاج مع انه كان افسق زمانه۔

ان عبارات سے بعض میں کراہت تحریم کی نص گذری اور ان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تقدیم مکروہ ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ نفس تقدیم مکروہ ہے و بس۔ جیسا کہ آج کل ہمارے بعض کرم فرما علماء کا خیال ہے کہ فاسق کو آگے بڑھانا یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس کی امامت اس کی اقتدا مکروہ نہیں یعنی اسے لوگ امام بنائیں نہیں اگر وہ بے ان کے امام بنائے خود امامت کرے یا ان کے بڑھائے خود بڑھ جائے تو کچھ خرچ نہیں کہ صرف تقدیم قابل الزام شئی تھی وہ نہ پائی گئی اول تو یہ خود ہی واضح البطلان تھا پھر جب علماء سے کسراہ امامۃ الفاسق۔ یکرہ الاقتداء بہم۔ جوزناہا مع الکراہة وغیرہ گذرا تو اس خیال کا بطلان اور بھی زیادہ اوضح ہو گیا۔ واللہ الحمد۔ جو حضرات کراہت تنزیہیہ کے قائل ہیں وہ بھی یہ نہیں کہتے کہ صرف تقدیم مکروہ تنزیہیہ ہے۔ بلکہ اقتداء پس فاسق و امامت فاسق ہی کو فرماتے ہیں۔ بحریٹس فرمایا و یکرہ الاقتداء بہم کراہة تنزیہیة ان وجد غیرہم و الا فلا کراہة ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ رسائل الارکان میں فرماتے ہیں یکرہ امامۃ الفاسق بعد الاعتماد علی الایاتان بشرط الصلاة علی وجه الاحتیاط ثم الکراہة اذا وجد امام تقی و تقدم علیه الفاسق و اما اذا لم یجد فلا کراہة و ان صلی خلف الفاسق او المبتدع جائز و یجوز ثواب الجماعة لکن لا یجوز ثواب المصلی خلف التقی و یکرہ امامۃ المبتدع فیجوز خلفہم الصلاة لکن یکرہ کراہة شدیدة ام مختصرًا۔

دیکھتے ان عبارتوں میں یکرہ الاقتداء اور یکرہ امامۃ الفاسق فرمایا بلکہ بحر العلوم نے تو تقدم علیه فرما کر نخل آرزو کی جڑ ہی کاٹ دی۔ الحمد للہ رب العالمین دربارہ تقدم فاسق اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوگی اس کی نص صریح بھی پائی غنیہ میں ہے ان تقدم مواجزا یعنی جازت الصلاة ولولہم مع الکراہة ولا تفسد و فی الفاسق خلاف مالک فان عنده لا تصح امامته والاقتداء بہ و کذا عند احمد فی رواية لان الامامة کرامة و الفاسق لیس باهل لها ام۔ جازت کے بعد ولا تفسد فرمایا جو باعلیٰ نادر منادی کہ یہاں جواز بمعنی صحت ہی مراد ہے ہرگز بمعنی حل نہیں ان کی اس عبارت سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ تقدیم پر کراہت موقوف نہیں اور نفس تقدیم ہی مکروہ نہیں بلکہ بصورت تقدم بھی کراہت ہوگی اور نماز مکروہ ہوگی۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہاں جواز بمعنی حل نہیں بلکہ بمعنی صحت یجوز

خلفہم الصلاة ای یصح۔ انھیں عبارات سے روشن ہو کہ صحابہ جو اقتدار حجاج کرتے تھے اس کا محل کیا ہے شرح عقائد نسفی نہایت متداول کتاب میں ہے لاکلام فی کماہة الصلاة خلف الفاسق والمبتدع ام طولح الانوار میں ہے اما الفاسق العالم فلا يكون الا فضل لان في تقديمه تعظيمه وقد وجب علينا اهانتہ شرعاً والصلاة خلفه مکروهة محرماً۔

مقطع کا بند۔ حاوی قدسی سے حضرت محترم جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب اعظمی رام پوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ اوضح البراہین علی عدم جواز الصلاة خلف غیر المقلدین میں ناقل۔ قال ابوحنيفة رحمه الله تعالى اكره ان يكون الامام صاحب هوى او بدعة او فاسقا و اكره لرجل ان يصلي خلفهم اور فقير غفر له الله تعالى کہتا ہے کہ متقدمین اکرہ برائے کراہت تحریم اور احب برائے و سبب استعمال فرمایا کرتے۔ رد المحتار ج ۲ بقول المتقدمون اكره ای محرم عندی واجب ذلك ای يجب عندی بلکہ خود مجتہد کے لئے فرمایا کہ مجتہد کبھی حرام کے لئے اکرہ کا استعمال کرتا ہے اسی میں ہے لفظ قد يستعمل المجتهد في المحرم بلکہ خود امام سے ایسا استعمال منقول۔ امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام اعظم سے وقت خطبہ ذکر و درود کا حکم پوچھا امام نے ارشاد فرمایا میرے نزدیک احب یہ ہے کہ نہیں اور خاموش رہیں۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیثہ ندیہ ج ۲ میں فرماتے ہیں ذکر الشيخ ابوالدرداء رحمه الله تعالى في شرحه على شرح الدرر قال سأل ابو يوسف ابا حنيفة رحمه الله تعالى اذا ذكر الامام هل يذكر ون ويصلون على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال احب الى ان يستمعوا وينصتوا ولم يقل لا يذكر ون ولا يصلون فقد احسن في العبارة واحتم من ان يقول لا يذكر ون ولا يصلون على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم۔

اور ظاہر ہے کہ استماع وانصات فرض ہے اور اس وقت ہر وہ امر جو منافی استماع وانصات ہو ناجائز تو امام نے احب فرمایا اور مرد امام کی بھی ہے کہ استماع وانصات کا منافی کر وہ کراہت تحریم ہے بلکہ امام کے اس ارشاد کی تفسیر کے لئے خود امام ہی سے جو مروی ہو اکیوں نہ پیش کروں۔ فتاویٰ تبارخانیہ میں فرمایا ردی عن ابی حنيفة رحمه الله تعالى و ابی يوسف رحمه الله ان الصلاة خلف اهل الاهواء لا يجوز نیز فتح القدير میں فرمایا ردی محمد عن ابی حنيفة و ابی يوسف و منهم من قال ان الصلاة خلف اهل لهو و لا يجوز اغتتم هذا التصريح الرشيق لعلاک لا تجد مثل هذا التصديق الا يتيق في غيره والحمد لله تعالى ولى التوفيق خير الرفيق على حسن التوفيق وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله

وصحبہ وبارک وسلم الی ابد الابد۔

مسئلہ ۲۳۔ زید مولوی ہے اور بکر حافظ اور قاری ہے ان میں کس کو حق امامت کا حاصل

ہونا چاہئے جواب بحوالہ کتب معتبرہ مع عبارت و دستخط و دہر۔

الجواب۔ اگر مولوی سنی ہے اور ایسا قرآن عظیم پڑھ لیتا ہے کہ نماز صحیح ہو جائے۔ حروف کے

کے مخارج کو نکال لیتا ہے فن تجوید سے واقف نہیں۔ اور سنی حافظ ضروری مسائل طہارت و صلاۃ کا

واقف ہے۔ مولوی اور حافظ دونوں ضروری مسائل طہارت و صلاۃ کا لحاظ رکھتے اور ان پر عمل کرتے

ہیں تو مولوی اولیٰ بالامامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۔ قصبہ رچھاڈا کھانا خاص ضلع بریلی مرسلہ فقیر بخش متولی عید گاہ۔

عید گاہ میں چراغ جلانا اس صورت میں متولی عید گاہ اس جگہ رہتا ہو نماز اذان کبھی اندر ولت

عید گاہ اور کبھی بیرون عید گاہ پڑھتا ہو جائز ہے یا ناجائز لہذا جواب باصواب مرحمت فرمایا جائے؟

بینوا تو جردا۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں کہ بے ضرورت نہیں اگر عید گاہ

کے اندر پڑھتا ہو تو اسی صورت میں جلانے اگر بیرون عید گاہ یعنی احاطہ عید گاہ سے باہر نماز پڑھتا ہے

تو نہ جلانے اس لئے کہ بلا ضرورت ہے حسب بیان سائل جب زمانہ قدیم سے یہاں عمل درآمد ہے

اور خلاف شرط واقف نہیں تو اگر چہ آمدنی وقف متعلق عید گاہ سے جلایا جاتا ہے کچھ حرج نہیں۔ وھو

تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۔ اندراج کوٹ کریم پورہ عبدالمجید پیش امام

ایک شخص یک چشم ہے اور امامت کرتا ہے حافظ قرآن بھی ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی

ہے جب کہ دو آنکھ والا موجود ہو حافظ بھی ہو دیگر مسائل وغیرہ سے بھی واقف ہو امید ہے کہ جواب کے

مطلع فرما کر ممنون و مشکور فرمائیے گا عین بندہ نوازی ہوگی ساتھ قرآن شریف و حدیث نبوی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب۔ یک چشم کے پیچھے نماز میں کچھ حرج نہیں دوسرا شخص جب کہ اس سے زیادہ علم

ہے تو وہ اولیٰ بالامامت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۶ مسئلہ - ازپونہ کیمپ جامع مسجد بابوت اسٹریٹ ۶۸۷ مرسلہ سید محمد امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین نرادھا اللہ شرافاً و تعظیماً ان بابوں میں کہ جمعہ کے لئے زوال ہے یا نہیں۔ ۱۔ جمعہ کی پہلی اذان زوال کے وقت میں کہنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔ کیا جمعہ کے روز زوال کے وقت سنتیں اور نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ ۳۔ جمعہ کا خطبہ عربی ہو یا غیر عربی اردو آمیز ہو طول ہو یا مختصر کیا صورت افضل ہے۔ ۴۔ سنتیں مسجد ہی میں پڑھ سکتے ہیں یا مکان میں بھی۔ ۵۔ صف کے درمیان نمبر یا ستون آجاتے تو صف وہیں کی جائے یا پیچھے ہٹ کر بحوالہ کتب حنفیہ احادیث و فقہ سے تمام مسائل سے حوالہ کتب و صحیحہ تحریر فرمائیے ۶۔ کے مسئلہ پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ بیوا تو جوڑو۔

الجواب - زوال تو ہر دن ہوتا ہے ہمارے امام اعظم اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جمعہ کے دن بھی وقت زوال تطوع ناجائز ہاں امام ابو یوسف سے روایت مشہور یہ ہے کہ جمعہ کے دن وقت زوال نفل جائز ہے یہی مذہب امام شافعی کا ہے ان کا متمسک یہ حدیث ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عن الصلاة نصف النهار حتی تنزل الشمس الا یوم الجمعة امام اعظم اس حدیث سے مطلقاً کراہت کا حکم فرماتے ہیں۔ ثلاث ساعات کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یبھانا ان نصلی فیہن او نقبر فیہن موتانا حین تطلع الشمس بازغة حتی ترتفع و حین یقوم قائم الظہیرۃ حتی تسبل الشمس و حین تضعف الشمس للغروب حتی تغرب یہ منہی مطلق ہے اور محرم میبج پر مقدم کسی وقت کی اذان کسی دن وقت سے پہلے جائز نہیں غنیہ میں ہے لایجوز الا اذان لصلاة قبل دخول وقتها لانہ غدا جمعہ کا خطبہ خالص عربی ہو خطبہ جمعہ میں اور کسی زبان کی آمیزش مکروہ اور خلاف سنت ہے مختصر پڑھے گا ہمارے امام کے نزدیک جب بھی خطبہ ادا ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔ بروجہ سنت نہ ہو گا خطبہ قدر طوال مفصل ہو یا سنت ہے اس سے زیادہ طویل کرنا مختصر کے یہ معنی کہ مثلاً اگر کسی نے فقط الحمد للہ بنیت خطبہ پڑھا ہمارے امام کے نزدیک فرض خطبہ ہو گیا۔ مالگیری میں فرمایا الخطبة تشتمل علی فرض وسنة فالفرض شیءان الوقت وهو ما بعد الزوال وقبل الصلاة حتی لو خطب قبل الزوال وبعد الصلاة لایجوز ہکذا فی العینی شرح الہدایۃ والثانی ذکر اللہ تعالیٰ کذا فی البحر الرائق وکفت تحمیدۃ او تہلیلۃ او تبیحۃ کذا فی المتون ہذا اذا کان علی قصد الخطبة۔ اسی میں ہے اما سنہا (الی ان قال) الرابع عشر تخفیف الخطبتین بقدر سورۃ

من طوال المفصل ويكبره التطويل خود حدیث میں فرمایا ان طول صلاة الرجل وقصر خطبة من فقهه فاطيلوا الصلاة واقصر والمخطبة۔ غنیہ میں فرمایا اقله قدما التلمذ على طول كل عمل مقدار بقدر تشهد ہے۔

ستیں مکان میں بھی پڑھ سکتے ہیں مکان میں پڑھنا بہتر ہے۔ صف میں نخل اگر بنے عذر ہو تو ہاتھ ناپسند و مکروہ ہے احادیث میں اس کے لئے وعید ہے۔ صف کا سیدھا رکھنا برابر ہونا بیچ میں کہیں ذرا کشادگی نہ ہو لازم ہے حدیث میں ہے صفوں کو برابر کرو۔ اور مونڈھوں کو مقابل کرو اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ کشادگی کو بند کرو کہ شیطان بھیڑ کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے جو صف کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جو قطع صف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قطع کر دے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صف کے کنارے سے دوسرے کنارے تک جاتے اور ہمارے مونڈھے یا سینہ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے مختلف کھڑے مت ہو کہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری صفیں پتر کی طرح سیدھی کرتے ایک دن تشریف لائے ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں برابر کرو یا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔ عالمگیری میں ہے ینیغی للقوم اذا قاموا الى الصلاة ان يتراضوا ويسدوا الخلل ويسوا بين مناكبهم في الصفوف بے عذر ایسی جگہ کھڑا ہونا نہ چاہئے جہاں کسی حائل سے قطع صف ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ناسک مرسلہ قاضی چراغ الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر ریٹائر مورخہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ

احکام جمعہ و عیدین

اکثر بلکہ تمام فقہ حنفی کی کتابوں میں نماز عید و جمعہ پڑھنے کے لئے چھ شرطیں مقرر فرماتیں ہیں کہ ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ شرطیں ۱۔ مصر یا قنارہ مصر یا سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۲۔ وقت ۳۔ خطبہ ۴۔ جماعت ۵۔ اذن امام (نوٹ) شرط دوم کے متعلق فقط دریافت کرنا ہے کہ ہندوستان پر غیر مسلم حکومت کا تسلط ہے متقدمین حنفیہ کے نزدیک شرط ہے کہ جمعہ کی نماز وہاں درست ہوگی کہ اس جگہ مسلمان بادشاہ ہو یا اس کا نائب

اور متاخرین حنفیہ نے سلطنت چنگیزیہ کے زمانہ میں فتویٰ دیا ہے کہ کفار کی طرف سے شہر میں جو مسلمان حاکم ہوئے تو وہ بمنزلہ سلطان کے قرار دیا جائے اور اس کے لئے جائز ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے ان لوگوں کے بعد جو متاخرین حنفیہ ہوئے انھوں نے اس سے بھی زیادہ وسعت دی چنانچہ قتاوی مالگیریؒ میں لکھا ہے کہ بلاد علیہا وولایة کفاس یجوز للمسلمین اقامة الجمعة وھذا القاضی قاضیاً بقرضی المسلمین وحبیب علیہما ان یتمسوا والیا مسلماً کما فی معراج الدلایہ یعنی وہ شہر کہ وہاں کفار کے حکام ہیں وہاں مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ جمعہ قائم کریں اور اہل اسلام اپنی رائے سے جس کو قاضی مقرر کرینگے وہ قاضی ہو جائے گا اور اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ مسلمان بادشاہ کی تلاش کریں۔ ایسا ہی معراج الدلایہ میں لکھا ہے۔

توان متاخرین نے اہل شہر کا اتفاق بجائے اس کے قرار دیا ہے کہ گویا اسلام کی طرف سے بادشاہ مقرر کیا گیا اور ایسا منتخب شدہ قاضی کافی ہے کہ جمعہ وعید قائم کرے۔ (قتاوی عنبریہ) صاحب بہار شریعت مولانا مولوی مفتی امجد علی صاحب بہار شریعت حصہ چہارم جمعہ کے بیان میں فرماتے ہیں۔ نیز ایک بات ضروری ہے جس کی طرف عوام کی بالکل توجہ نہیں ہے یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے جس نے چاہا بنایا جمعہ وعید قائم کر دیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے اس لئے کہ جمعہ وعید کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں طریقہ مذکور کے مطابق جو شخص مقرر کر دیا گیا ہو وہ قائم مقام سلطان کے سمجھا جاوے وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے جمعہ ہو ہی نہیں سکتا قاضی کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ محلہ کے دو چار شخص کسی کو امام مقرر کریں ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ شرائط مذکور کے مطابق اگر کسی شہر کے مسلمانوں نے قاضی شہر کے مرض موت کے زمانہ میں اس کی اولاد میں سے اس کے خلف اکبر کو قاضی شہر منتخب کیا ہو اس کی تقرری کا محض تیار ہو رہے اس پر شہر کے رؤساء نے دستخط کئے ہوں لے اپنا قاضی قبول فرمایا ہو تو ایسا شخص شرعاً قاضی ہو گیا یا نہیں؟

(۲) ایسے مقرر شدہ قاضی نے شاہی زمانہ سے جس جامع مسجد میں اور عید گاہ میں نماز جمعہ وعیدین ادا ہوتی ہے وہیں ادا ہونے کا اعلان متواتر دو سال تک شائع کیا ہو تو اس جامع مسجد اور عید گاہ کے سوائے شہر کی دوسری مسجدوں میں نماز جمعہ وعیدین صحیح و درست ہوگی یا نہیں؟

(۳) فقہی احکام کے مطابق شہر کی دوسری مسجدوں میں (جامع مسجد کے سوا) بغیر اجازت قاضی محلہ کے لوگ جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) ایسے شہر میں جہاں اصول مذکور کے جمعہ وعیدین قائم ہوئے ہوں وہاں کے اکثر مسلمان عیدین کی نماز بلا عذر عید گاہ میں نہ پڑھتے ہوں اگر مسجدوں میں پڑھ لیں تو ان کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

(۵) ایسے شہر میں بغیر اجازت قاضی جمعہ وعیدین محلہ قائم کرنا گناہ ہے یا نہیں؟

(۶) شہر کی کچھ آبادی شافعی المذہب ہوں تو (پانچ معزز حنفیوں میں دو نوشافعی المذہب) تو انہیں نماز جمعہ وعیدین جامع مسجد و عید گاہ میں ادا کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۷) ایسا مقرر شدہ قاضی اولی الامر میں داخل ہے یا نہیں اور امور مذہبی میں اس کی فرمانبرداری و اطاعت فرض ہے یا نہیں؟

(۸) جو مسلمان امور مذہبی میں اس کی نافرمانی کرے اس کے لئے شریعت نے کیا حد مقرر کی ہے؟

(۹) قاضی کے فرائض منصبی و اختیارات عہدہ کے لحاظ سے فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں کیا کیا

مذکور ہیں مفصل بیان فرمائیے؟

(۱۰) شہر کے مسلمانوں نے قاضی کا انتخاب و مقررگی کے بعد خطیب و مؤذن و فراشی وغیر اہل خدات

شرعیہ کی تقرری و تنزیلی کا اختیار قاضی کو ہے یا نہیں؟

(۱۱) قاضی کی اجازت و حکم کے بغیر خطیب یا ائمہ مساجد میں جمعہ وعیدین قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۱۲) شاہی زمانہ کے سند یافتہ خطیب کی اولاد میں سے کوئی بدون اذن قاضی خطابت کر سکتا

ہے یا نہیں؟

(۱۳) مرحوم خطیب کی اولاد میں سے کوئی خطابت کے لائق نہیں ہو تو قاضی کسی دوسرے کو جو

اس کام کا اہل ہو خطابت پر مقرر کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۱۴) اسی موافق خدمات قضا و احتساب دروٹی ہیں یا نہیں؟

(۱۵) آراضیات و یومیہ وغیر عطیات شاہی جو مشروط بخدمت مثلاً قضا و احتساب و خطابت و مؤذنی

وغیرہ ہوں وہ قابل اربت ہیں یا نہیں؟

(۱۶) جو شخص ان خدمات پر مقرر کیا جائے وہی تنہا ایسی مشروط بخدمت جائداد کا مستحق ہوتا ہے یا

فرائض کے مطابق تمام ورثہ بھی اس میں شریک ہو سکتے ہیں؟

(۱۷) ایسی مشروط بخدمت جائداد آراضیات وغیرہ قابل ارث نہیں ہیں تو خدمت گار قاضی و خطیب و مؤذن فراشی وغیرہ کے بھائی بندرشتہ دار وغیرہ حکومت کے ذریعہ ایسی مشروط جائدادوں کو قابل ارث ٹھہرا کر تقسیم کراویں تو ایسی ہستیاں ظالم و غاصب ہیں یا نہیں اور ان کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

(۱۸) قاضی خطیب مؤذن وغیرہ اہل خدمات شرعیہ کے نام ہیں جو شخص ایسی خدمتوں پر مقرر کیا جائے وہی فقط ان ناموں سے خطاب کیا جاتا ہے لیکن موجودہ زمانہ میں ہر شخص جسے ان خدمات گاروں سے فائدہ ہر پر بھی رشتہ یا تعلق ہو خود کو قاضی یا خطیب لکھتا ہے کہلواتا ہے یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں مقرر شدہ قاضی یا خطیب وغیرہ کی اولاد یا بھائی بند یا رشتہ دار خود کو قاضی یا خطیب کہلوا سکتا یا لکھوا سکتا ہے یا نہیں اگر کوئی شخص خود ان خدمتوں میں سے کسی خدمت کی طرف نسبت کرے تو ایسے شخص کو ایسی نسبت سے منع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ (۱) جہاں سلطنت اسلامیہ نہیں وہاں عالم و ائمہ علماء بلد جو سنی صحیح العقیدہ ہو قائم مقام سلطان ہے اس کے قائم کئے نماز جمعہ قائم ہو سکتا ہے یا اس کے مازون کے لئے مسلمانوں کو ایسے امور میں اسی کی طرف رجوع لازم ہے اور اپنے ایسے کام اسی کی طرف سپرد کرنا چاہئے عوام ایک زمانہ سے خود سر خود درائے ہو گئے ہیں۔ اللہ عزوجل انھیں سے اس سے توبہ کی توفیق دے اور اتباع و شریعت اور اطاعت اولی الامر کی ہدایت عطا فرمائے۔ قاضی بنانا عوام کا کام نہیں۔ سلطان کا کام ہے یا اس کے قائم مقام کا علماء قائم مقام سلطان ہیں جیسا اوپر مذکور ہوا وہ جس عالم اہل قضا کو قضا پر مامور کریں وہ قاضی ہو گا حدیقہ ندریہ میں فتاویٰ عثمانی سے ہے اذ اخلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور موکلة الی العلماء ویلزم الامۃ الرجوع الیہم ویصیرون ولایۃ فاذا عسر جمعہم علی واحد استقل کل قطر باتباع علماء فان کثروا فالمتبع اعلمہم فاذا استوا اقرع بینہم قال السمہودی ہذا من حیث انعقاد الولاية الخاصة فلا ینافی وجوب اطاعة العلماء مطلقاً۔ عالمگیریہ میں فرمایا اذا اجتمع اهل بلدة علی رجل وجعلوا قاضیا یقضی فیہا بینہم لایصیر قاضیا ولو اجتمعوا علی رجل وعقدوا معہ عقد السلطنة او عقد الخلفۃ یصیر خلیفۃ و سلطانا کذا فی المحیط۔ قاضی بھی دوسرے کو قاضی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو استخلاف کا اذن نہ ہو۔ اسی میں ہے السلطان اذ قال لرجل جعلتک قاضیا لیس لہ ان

يستخلف الا اذا اذن له في ذلك صريحاً او دلالة بان يقول له جعلتك قاضى القضاة لان قاضى القضاة
هو الذى يتصرف فى القضاة تقليداً وعزلاً كذا فى الذخيرة۔

(۲) جس نئی جگہ لوگ خود جمعہ قائم کریں گے جمعہ نہ ہوگا کہ اس کی شرط سلطان ہے یا اس کا ماذون و
نائب اور جہاں یہ نہیں وہاں علماء قائم مقام سلطان ہیں ان کے اذن کی حاجت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۳) اس کا جواب اوپر کے جواب میں واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جہاں حسب شرائط نماز عیدین جمعہ ہوگی ہو جائے گی کہ عید گاہ یا مسجد جامع ان کے لئے شرط
نہیں ہاں افضل یہی ہے کہ جمعہ جامع مسجد میں اور عیدین کی نماز عید گاہ میں جمع عظیم کے ساتھ ادا کریں
اس سے شوکت اسلام کا اظہار ہوگا۔ تعدد جماعت جائز ہونا اور بات ہے مگر اظہار شوکت اسلام اس
تفریق جماعت سے قطعاً جانا رہتا ہے لہذا سوائے ضعیف اور مریض لوگوں کے اگر شہر کے تمام مسلمان
ایک جامع ہو کر نماز عیدین ادا کریں تو یہ بہت بہتر اور موافق سنت ہو۔ جمعہ بھی دس بیس جگہ نہ پڑھیں
زیادہ سے زیادہ دو چار جگہ اس میں علاوہ اظہار شوکت اسلام اور بھی بعض مصالح میں یک جہتی مسلمانوں
کا ربط ضبط میل ملاقات و داد و اتحا ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب بھی اوپر سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۶) شافعیہ کی نماز حنفیہ کے پیچھے اور حنفیہ کی نماز شافعیہ کے پیچھے ہو جاتی ہے جب کہ امام مقتدی
کے مذہب کا لحاظ رکھے مقتدی کے خیال میں امام میں کوئی ایسی بات نہ ہو کہ اس کی نماز اس کے پیچھے
اس کے خیال میں جائز نہ ہو۔ شافعیہ کو اپنا جمعہ و عید علیحدہ قائم کرنے کے بجائے ساتھ ہی پڑھنا بہتر ہے
جب کہ ان کے مذہب کی رعایت امام کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) اس سوال کا جواب سوال اول میں گزر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۸) اس کا جواب بھی اوپر
گزر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۹) اس کے لئے درمختار ہدایہ وغیرہ کے معتبر اردو ترجمے دیکھ لئے جائیں جو بات
سمجھ میں نہ آئے وہ دریافت کر لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۰) کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۱) اس کا جواب اوپر ضمناً گزر چکا ہے بغور دیکھنا چاہئے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔ (۱۲) امامت یا خطابت میں وراثت نہیں ہے اور پر معلوم ہو چکا ہے کہ علماء کا ماذون جمعہ و عیدین
کی امامت کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳) اس کا جواب اوپر کے جوابات سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴) موروثی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۱۵) نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۶) جو خدمت پر مقرر کیا جائے اور خدمت کرے وہی مستحق ہے وہ
 ترک نہیں کہ تقسیم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۷) یقیناً ظالم و غاصب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۱۸) جو غلط عرف رائج ہو جائے اسے چھوڑنا چاہئے قاضی ایک نہایت معزز عہدہ شرع ہے اس
 کا استعمال ہر کہ و مہ کے لئے برابر ہے قاضی کی اولاد قاضی کہلواتی ہے قاضی کے خاندان ول کے قاضی
 کہلاتے ہیں عہدہ شرعیہ کی ایسی مٹی خراب ہے کوئی شخص کلکٹر کی اولاد اور خاندان والوں کو کلکٹر نہیں
 کہتا۔ اور نہیں کہہ سکتا مگر قاضی کے خاندان والے قاضی اور مفتی کے خاندان ولے مفتی کہلاتے ہیں چاہے
 کیسے ہی فسق و فجور میں مبتلا ہوں اور کیسے ہی جاہل اجہل ہوں۔ والی اللہ المشتکی و هو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ خلیق احمد

مسئلہ ۲۸۔ از قصبہ بہتری ضلع بریلی مسئلہ مرزا علی بیگ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مقیمان شرع متین ان مسائل میں۔

(۱) ایک شخص جنازہ کی نماز پڑھنا جانتا ہے پھر نہیں پڑھا تا بلکہ یہ کہتا ہے کہ گاؤں کی نکاح خوانی کے حقوق مجھے
 دیتے جاتیں اور لوگ میری زمین کا لگان میری جائیداد پر لگاتے تو پڑھاؤں ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے؟
 (۲) ایک شخص ظہر کی سنتیں پڑھنے کھڑا ہوا پڑھ چکا تو معلوم ہوا اس شخص کی نیت باندھی تھی ہوا ایسا ہوا ہے تو اس کے فضل پر کیا حکم ہے؟

الجواب۔ طاعت پر اجرت ٹھہرانا حرام ہے یہی اصل مذہب ہے تاخرین نے نجوف ضیاع
 بعض طاعات کا استثناء فرمایا وہ وہی ہیں جن میں ضرورت ظاہر ہے۔ پھر خاص طاعت ہی پر عقد کرنا تو
 برا ہی ہے۔ کسی کے نزدیک بھی نہ چاہئے امامت صلاۃ جنازہ ان طاعات میں نہیں ہوگی جن کا تاخرین
 کرام نے استثناء کیا۔ کہ اس میں جماعت شرط واجب نہیں۔ ایک کے ادا کر لینے سے نماز ادا ہو جائے گی
 اور کوئی واجب ترک نہ ہوگا۔ خلاصہ میں فرمایا ان کان الامام علی طہارۃ والقوم علی غیر طہارۃ صحت صلاۃ
 الامام ولا تعداد الصلاۃ علیہ فی التجرید ہذا دلیل علی ان الجماعة لیست بشرط الصلاۃ الجنائزۃ بلزیر
 فرمایا لان الجماعة لیست بشرط فیہا۔ حلیمہ میں ہے۔ الجماعة فیہا لیست بشرط حتی لو صلی الامام بجماعة
 فیہا وکان علی طہارۃ دونہم لا تعداد لان حق المیت تأدی بصلاۃ الامام وبالعکس تعداد لان صلاۃ غیر
 جائزۃ فکذا صلاۃہم لا بناہا بناء علی صلاۃ۔ ہندیہ میں ہے الصلاۃ علی الجنائزۃ تأدی بادی الامام

وحدۃ لان الجماعة لیست بشرط الصلاة علی الجنائزۃ کذا فی النہایۃ۔

یہاں تک کہ عورت اگرچہ جاریہ ہو امامت کرے جب بھی نماز کا اعادہ نہ ہو گا مردوں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی مگر اس کی اپنی ہو جائے گی اور وہ ادائے فرض کو کفایت کرے گی۔ برہان صاحب المحیط میں ارشاد فرمایا امت امرأۃ فی صلاة الجنائزۃ لا تعاد۔ اشباہ میں ہے لا تؤمر فی الجنائزۃ ولو فعلت لسقط الفرض بصلاحتها۔ علامہ حموی نے فرمایا وأن بطلت صلاة الرجال خلفها۔ در مختار میں فرمایا لو امر بلاطهارة والقوم بها اعدت وبعبسہ لا کما لو امت امرأۃ ولوامة لسقوط فرضها بواحد اس پر علامہ شامی نے رد المحتار میں فرمایا ای بشخص واحد رجلا کان او امرأۃ فهو تعلیل لمسألة العکس ومسألة المرأة قال فی البصر والحیلۃ وبهذا تبین انه لا تعجب صلاة الجماعة فیها ام ومثلہ فی البدائع ودر بارۃ اجرت برطاعت شامی میں فرمایا قد اتفقت کلامہم جمیعاً علی التصحیح باصل المذهب من عدم الجواز ثم استثنوا بعد ما علمتہ فہذا دلیل قاطع وبرہان ساطع علی ان المفتی بہ لیس ہو جواز الاستیجار علی کل طاعة بل علی ما ذکر وہ فقط مما فیہ ضروۃ ظاہرۃ یتیح الخروج عن اصل المذهب من طرف المنع فان مفاہیم الکتب حجة ام اسی میں ہے وقد اعتبرنا فی الجوهرة صاحب البصر فی کتاب الوقف وتبعہ الشارع فی کتاب الوصایا حیث یشعر کلامہما بجواز الاستیجار علی کل الطاعات ومنها القراءة وقدرة الشیخ خیر الدین الرملی فی حاشیۃ البصر فی کتاب الوقف حیث قال اقول المفتی بہ جواز الاخذ استحساناً علی تعلیم القرآن لا علی القراءة المجردة كما صرح بہ فی التناویر حین قال لا معنی ہذا الوصیۃ ولصلة القاری بقراءتہ لان ہذا بمنزلة الاجرة والاجارة فی ذلك باطلۃ وہی بدعة ولم یفعلها احد من الخلفاء وقد ذکرنا مسئلة تعلیم القرآن علی استحسان ام یعنی للضرورة ولا ضرورة فی الاستیجار علی القراءة علی القبر ام پھر اجرت بھی کیسی معقول کہ نکاح خوانی کے حقوق مجھے دیئے جائیں۔

نیز فتاویٰ عزیزیہ میں ہے۔ قاعدہ اجارہ آن ست کہ برواجب ومنسوب منعقد نمی شود و تعلیم القرآن فرض بالکفایۃ ومنسوب علی العین پس محل اجارہ نیست و تعلیم قرآن را متاخرین جا تر داشته اند کہ باجرت بقرآن کرد اما مراد ایشان ہمیں تعلیم ست کہ دروستے افعال دیگر ورا تعلیم مشروط باشند کہ محل اجارہ تو انہ شد نہ محض تعلیم مثلاً شخصے بیاید کہ مرافلاں آیت تعلیم کنی وایں ازوے مزدوری خواہد کہ ایں اجرت بالاجماع بین المتقدمین و المتأخرین حرام ست اہر محقق اسی میں فرمایا نکتہ در آن کہ اجارہ ادائے برطاعت خواہ فرض باشد خواہ نفل جائز

نیت آنست کہ شخصے مباشرت طاعت شدہ است بحکم وعدہ الہی مستحق اجرت اخروی گشتہ پس اگر اجرت زوی
را از مخلوق برآں طلب نماید اجتماع اجرین و عوضین در حق یک کس بیک فعل لازم خواهد آمد مثل آنکہ شخصے اجیر
خاص یک کس قرار یافتہ اور انھی رسد کہ اجیر خاص شخص دیگر شود در ہماں ساعت کذا فی الہدایۃ فتاویٰ بزاز
میں فرمایا لایحل اخذ الاجرۃ علی الامامۃ والتاذین بالشرط اہم یہاں امامت صلاۃ جنازہ پر وہ اجرت ٹھہرا
رہے اور اجرت بھی کیا نکاح خوانی کے حقوق تو یہ ناجائز رہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس صورت میں وہ فرض ہوئے کہ کھڑا اگرچہ سنتوں کے ارادہ سے ہوا تھا مگر تکبیر بہ نیت فرض کہی اور
اعتبار اسی نیت کا ہے جو مقارن تکبیر ہو۔ عالمگیری میں ہے لو افتتح شرفوی التطوع او العصر او الفائتۃ او
العنائرۃ وکبر بخروج عن الاول وشرع فی الثانی والنیۃ بدون التکبیر لیس بخروج کذا فی التامہ سخانیۃ
عن العتاییۃ۔ ظاہر ہوا کہ یہ تو محض کھڑا ہوا ہے اگر سنتیں شروع بھی کر دیتا پھر فرضوں کی نیت سے دوسری
تکبیر کہتا تو نیت تطوع باطل ہو جاتی اور وہ شارع فی الفرض ٹھہرتا کہ نیز غنیہ میں فرمایا لو کبر بنوی التطوع شر
کبر بنوی الفرض یصیر شارعی الفرض وتبطل نیۃ التطوع لان النیۃ من الافعال یصح تبدیلیها
اذا قارنتھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ دائرہ منڈے کو مسجد میں اذان و صلاۃ و تکبیر کہنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو دوسرے
نمازیوں کی پچھلی نمازوں کے متعلق کیا کرنا چاہئے وہ دوبارہ پڑھی جائے گی یا نہیں؟

الجواب۔ مؤذن عاقل بالغ صالح متقی عالم بالسنة مواظب علی الاذان اوقات صلاۃ کا عارف بلند
آواز اس کا خیال کہ کون جماعت میں داخل نہ ہو اور کیوں نہ ہو جو لوگ بے عذر ترک جماعت کرتے ہیں انھیں زہر
کرنے والا با اثر مولوی ہونا چاہئے۔ عالمگیری میں ہے اہلیۃ الاذان تعتمد بمعرفۃ القبلة والعلم بمواقیت
الصلاۃ کذا فی فتاویٰ قاضی خان، وینبغی ان یکون المؤمن رجلا عاقلا صالحا محتضیا عالم بالسنة کذا فی الفتاویٰ
وینبغی ان یکون مہیبا ویتفقداحوال الناس وینجزا المتخلفین عن الجماعات کذا فی القنیۃ، وان یکون مواظبا
علی الاذان ہکذا فی البدائع والتامہ سخانیۃ، وان یکون محتسبا فی اذانه کذا فی النہر الفائق
دائرہ منڈا نامہ ہے دائرہ منڈا فاسق، فاسق کی اذان مکروہ مگر اذان دے تو ہو جائے گی۔
عالمگیری میں ہے یکرۃ اذان الفاسق ولا یعاد ہکذا فی الذخیرۃ اس کی اذان واقامت
کے سبب یہ نہیں کہ نماز ہی نہ ہوگی۔ پچھلی نمازیں ہو گئیں اذان واقامت اگر بالکل نہ

ہوتی جب بھی نماز ہو جاتی ان نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ از مولانا عبدالرؤف صاحب بنگالی طالب علم دارالعلوم منظر اسلام محلہ سوداگراں بریلی تشریف

۲۷ رجب ۱۳۵۶ھ

مسجد کے قریب ایک عید گاہ ہے اور اس عید گاہ میں چند قبریں بھی ہیں اور امام کے منبر کے بالکل متصل قبر ہے اور میان قبر و منبر کوئی حائل بھی نہیں ہے اس صورت میں عید گاہ مذکور میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ (۱) اگر منبر کا کچھ حصہ قبر ہوں یا بلکہ اکثر حصہ قبر پر ہوں تو اس صورت میں نماز میں تو کوئی خرابی نہیں آئے گی؟ بینوا بالذلیل مع حوالہ کتب فقط۔

الجواب۔ اگر وہ عید گاہ خاص قبرستان میں بنی ہے کہ دو چار لکھتہ قبریں پھوڑ دینی ہوں باقی مسما کردہ سطح برابر کردہ وہاں عید گاہ بنائی جب تو ظاہر کہ نماز نہ ہوگی۔ اور جنھوں نے ایسا کیا وہ گنہگار حرام کار ہوئے اور فرض ہے کہ اس جگہ کو قبرستان ہی رکھیں جب کہ وہ قبرستان وقف ہو کہ کسی وقف کو میت سے بدلنا ناجائز اور کسی کے بدلنے سے بدل نہیں سکتا وہ جگہ مقبرہ ہی ہے۔ عید گاہ جنہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ لا يجوز تغییر الوقف عن ہیئۃ ام اور اگر کسی کی ملوک زمین قبریں اس کی اجازت سے بنائی گئی تھیں تو بھی وہاں عید گاہ نہیں ہو سکتی کہ نماز قبروں کی طرف اور قبروں کا درمیان اور قبروں پر جائز نہیں اگر صورت یہ ہے کہ عید گاہ میں قبریں بنالی ہیں یا کوئی قطعہ زمین جس میں دو چار قبریں بھی تھیں کسی نے اپنا بچایا عید گاہ کے لئے دے دیا تو اس صورت میں جب وہ قبریں امام کے سامنے نہیں۔ صرف ایک طرف منبر سے متصل ہیں امام اور ان تمام مقتدیوں کی نماز بے کراہت ہو جائے گی جن کا بین یدی وہ قبور نہیں۔ ہاں وہ مقتدی جن کے بین یدی وہ پڑیں گی اور بیچ میں کچھ حائل نہ ہوگا تو ان کی بچت قبر ہوگی نماز اسی صورت میں مکروہ ہوگی جب کہ قبر بین یدی المصلی ہو کہ خاشعین کی سی نماز پڑھے تو اس کی نگاہ قبر پر پڑے۔ اور اگر خاشعین کی طرح نماز پڑھے تو قبر پر نگاہ نہ پڑے گی اتنی دور وہ قبور مصلی سے ہیں تو ان کی نماز بھی بلا کراہت ہوگی۔

بہتر یہ ہے کہ ان قبور پر ڈاٹ لگادی جائے قبریں اس کے اندر چھپ جائیں یا وقت نماز کوئی آڑ کر دیا کریں مضمورات پھر قبستانی میں ہے لا تکرہ الصلاة الی جهة القبور الا اذا کان بین یدیہ بحیث لوصلی صلاة الخاشعین وقع خانیہ پھر حاوی پھر عالمگیری میں ہے ان کان بینہ و بین القبور مقلد

مالوکان فی الصلاة ویمرانسان لایکرہ۔ حاوی پھر مفید المستفید پھر خزائن الروایۃ میں ہے سئل ابو نصر
عنه ذلك فقال ان كان القبر وراہ المصلی لایکرہ فكذا همنا والحد الفاصل موضع سجوده انتهى۔ واللہ
تعالی اعلم۔

(۲) منبر پر خطبہ ہوتا ہے نماز نہیں ہوتی جب نماز نہ قبر پر پڑھی نہ بین القبور بطرف قبر قریب کہ صلاۃ غائبن
بصرف قبر پر پڑھی تو نماز ہوگئی۔ واللہ تعالی اعلم۔

۱۳ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ

مسئلہ۔ از محلہ براہم پورہ بریلی

نماز فجر کے بعد امام کو کس رخ پر بیٹھ کر دعا مانگنا چاہئے اور دیگر نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء کن رنوں
پر امام کو بیٹھ کر دعا مانگنا چاہئے ہر اوقات نماز کی تفصیل علیحدہ معلوم ہونا چاہئے فقط

الجواب۔ امام مخیر ہے چاہے جس طرف انصراف کرے خواہ داہنے ہاتھ یا بائیں ہاتھ چاہے
رو بہ شرق ہو کر بیٹھے مگر جب کہ اگلی یا پچھلی صف میں کوئی مصلی اس کے محاذات میں ہو مگر داہنے ہاتھ کا
انصراف محبوب ہے۔ یعنی رو بہ شمال ہو کر بیٹھے داہنے ہاتھ کو معقدی ہوں بائیں کو قبلہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام
کو تیا من محبوب ہے۔ اور حضور کا انصراف یوں ہی ہوتا حدیث مسلم میں ہے کان النبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ اور کان استمرار پر دلالت کرتا ہے۔ ہاں بیان جواز کے لئے کہ کوئی اس مد و مت
سے یہ اعتقاد کرے کہ یہی حق ہی لازم ہے کہ یوہیں انصراف کرے بہت بار حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے
یسار بھی فرمایا یعنی رو بہ جنوب پشت بہ شمال ہو کر تشریف رکھنا۔ صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالی عنہ سے ہے کہ آپ نے فرمایا لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاتہ یری ان حقا علیہ
ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد مرأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کثیراً ینصرف عن
یسارہ صحیح غنیہ شرح منیہ میں ہے اذا تمت صلاۃ الامام فهو مخیر انشاء انخرف عن یسارہ وجعل القبلة
عن یمینہ وجعل القبلة عن یسارہ وهذا اولی لما فی مسلم من حدیث البراء کنا اذا اصلینا خلف رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم احبنا ان نلون عن یمینہ حتی یقبل علینا بوجہہ فان مفہومہ ان
وجہہ عند الاقبال علیہم کان یقابل من هو عن یمینہ وذلك انما یکون اذا کان المسجد عن یمینہ
والقبلة عن یسارہ وقیل معناه حتی یقبل علینا بوجہہ قبل من هو عن یسارہ فیفید الانصراف عن
یمینہ لانه یجلس منحرفاً یقبل یستقبلہم فی القعود بعد الانصراف عن یمینہ كما فی حدیث انس

فی مسلم ایضا کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ۔

وما فی الصمیمین وغیرہما من حدیث ابن مسعود قال لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ
یری ان حقاً علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد مرأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیراً ینصرف
عن یسارہ لایعارض ذلك لان فعلہ علیہ الصلاة والسلام ذلك تعلیم للجوانم معہ محبة للیاسم و
اعتیاداً بہ وهو ای الجوانم مراد ابن مسعود فابنہ انما نھی عن ان یری الانصراف عن الیمین حقاً لایجوز
غیرہ والمراد من الانصراف الالتفات عن جهة الصلاة وهي القبلة اعم من ان یجلس بعدة اولا
الی قوله وان شاء استقبال الناس بوجهہ ای وجلس لما فی الصمیمین وغیرہما عن سمرقہ بن جندب
کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی صلوة اقبل علینا بوجهہ وهذا اذا العربین یحذونہ ای فی
مقابلتہ عند استقبال القوم مصل حتی لو کان یحذونہ مصل لا یستقبلہم بل ینصرف یمیناً ویرتہ سواء
کان المصل فی الصف الاول او فی الصف الاخر اذا العربین ینحوا حائل ام مختصراً۔ یہ کچھ نہیں ہے کہ فجر میں
اس رخ پر انصراف کرے ظہر میں اس رخ پر عصر مغرب عشاء میں اس رخ پر اولیٰ نہیں ہے کہ رویشمال کرے
اور کبھی کبھی رو بجنوب بھی بیٹھے۔ اور کسی صف میں اگر کوئی مصلیٰ نہ ہو تو پشت بقبلہ رو بمشرق بھی بیٹھ سکتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۔ از شہر بریلی محلہ گلاب نگر مسئولہ جناب شاکر دادخاں صاحب۔ ۳ شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ
جمعہ کے دن خطیب نے خطبہ اول کے درمیان اعلان کر کے کہا کہ یہ ایک شخص سنتیں پڑھ رہا
ہے اس کو منع کر دو کہ یہ سنتیں نہ پڑھے تو خطیب کو خطبہ کے درمیان بہت اعلان کر کے بات کرنا اور بولنا
جانزہ ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ خطبہ میں خطیب کو کلام کرنا جائز نہیں۔ مگر جو امر بالمعروف نہی عن المنکر ہو۔ خطبہ ہوتے
سنتیں شروع کرنا جائز نہیں اس کو روکنا خطبہ کی حالت میں جائز تھا۔ غنیہ میں ہے یکرہ للخطیب ان یتکلم
حال الخطبة بکلام الدنیا کما فی الاذان والاقامة بل اولیٰ عالمگیریؒ میں ہے یکرہ للخطیب ان یتکلم
فی حال الخطبة الا ان یکون امراً بمعروف۔ مگر اسے خود روکنا تھا دوسروں کو حکم کرنا کہ تم روکو نہ تھا کہ
اتھیں خطبہ کے وقت سے پہلے ہی سے جب امام خطبہ کے لئے چلے پوری توجہ کے ساتھ متوجہ ہو کر بیٹھنا
چاہئے اور ہر طرح کلام ممنوع۔ وہ اگر کسی کو امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کریں تو زبان سے

نہیں کر سکتے ہاں آنکھ یا سر یا ہاتھ کے اشارہ سے کر سکتے ہیں۔ عالمگیری میں ہے۔ اذ اخرج الامام فلا صلاة
ولا كلام سواء كان كلام الناس او التسبيح او التسميت العاطس او رد السلام (الی ان قال) واذا لم يتكلم بلسانه
ولكنه اشار ببیده او برأسه او بعينه نحو ان سرائ منكر امن انسان فنماها ببیده او اخبر بخبر فاشار برأسه
الصحيح انه لا بأس به هكذا في المحيط۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۳۳۔ از محلہ بانسخانہ بریلی مسئولہ حمید اللہ خاں۔

زید جو کہ صلاۃ کا منکر ہے اور دو ایک اس کے ساتھی اور بھی ہیں جو کہ منکر صلاۃ ہیں انھوں نے
اس بات کی کوشش کی کہ صلاۃ نہ ہو مگر اہل محلہ نے ان کے خلاف جس طرح سے روزمرہ صلاۃ وقت مقررہ
پر ہوتی ہے قائم رہی اور یہ طے کیا کہ صلاۃ بند نہ ہوگی اور بدستور ہوتی رہے گی اس فیصلہ میں دو چار
آدمیوں نے یہ بھی کہا کہ صلاۃ ایک نیک کام ہے اگر بعد نماز ختم ہونے کے دس دس مرتبہ اور کہو اور ہم بھی
شریک ہیں یہ کلمات درود و سلام بھیجنے کے میں اس پر تمام اہل محلہ نے کہا دس دس مرتبہ نہیں بلکہ جس
قدر جس کو زیادہ درود و سلام بھیجنے کا موقع ہو پڑھے اور یہ بات بعد نماز عشا کے طے ہوا تھا آج زید مذکور نے
یعنی منکر صلاۃ نے ظہر کی جماعت جب ختم ہوگئی اور جو آدمی باقی رہ گئے تھے نماز پڑھ رہے تھے باؤربند
صلاۃ پکاری اس صورت سے اس منکر صلاۃ کا صلاۃ کہنا کہاں تک درست ہے مفصل تحریر فرمادے مجھے
ورنہ یہاں پر خطرہ فساد کا ہے۔ فقط

الجواب۔ بے شک صلاۃ و سلام عرض کرنا نیک کام ہے جب وہ نیک کام مانٹے ہیں تو نیک
کام سے کیوں روکتے ہیں نماز سے پہلے بھی نیک کام ہے نماز کے بعد بھی نیک کام ہے جس وقت
عرض کریں نیک کام ہے نماز کے بعد اس سے جو دوسرا مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوگا نماز سے پہلے
وہ مقصد بھی حاصل ہوگا ایک بات کئی مقصد رکھ سکتی ہے مثلاً اذان سے اعلام ہی مقصود نہیں بلکہ اس
سے جیسے اعلام مقصود ہے یوہیں اعلام کلمۃ اللہ اعلان ذکر اللہ نشر ثناء الہی رفعت رسالت پناہی جل جلالہ
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و تذکیر جن وانس۔ مقتدی کا نماز میں سبحان اللہ کہنا اس سے ذکر الہی تسبیح بھی مقصود
اصلاح نماز بھی امام کو اس کی غلطی پر ضمناً تہیہ ہوتی ہے بخیر الرائق میں فرمایا المقصود من الاذان لمدح
فی الاعلام بل هو اعلان الذکر و نشر ثناء اللہ تعالیٰ و تذکیر الجن والانس۔ یوہیں صلاۃ و سلام بعد
اذان سرکار سرہر کار علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھی ہے اور اس وقت اس سے تشویب اعلام بعد اعلام بھی

حاصل۔ ع۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔

دیکھو ایک نماز نفل چار نیت سے ادا کی جاسکتی ہے اگر کوئی وہ دو رکعت ان چار نیتوں سے پڑھے سب باتوں کا ثواب خدا چاہے حاصل ہوگا۔ اور چاروں باتوں کا ادا کرنے والا ٹھہرے گا۔ وضو کر کے دو رکعت بنیت تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد پڑھے دونوں باتیں ادا ہو جائیں گی۔ اور اگر وقت چاشت ہو اور اس وقت کسوف بھی ہو اور ان دونوں کی بھی نیت کر لے تو چاروں ادا ہو جائیں گی۔ طحاوی علی مرقی الفلاح میں فرمایا یصح لونی نفلتین ادا کرکے لونی تحیۃ مسجد و سنة وضوء و صحی و کسوف ام اور دیکھو اگر کوئی غسل کر رہا ہو غسل جنابت اور دن جمعہ کا ہو اور اس دن عید بھی اور وہ جنابت و عید و جمعہ سب کی نیت سے غسل کرے سب ادا ہوں گے۔ اور سب کا ثواب پائے گا یوہیں اگر کوئی سوتے وقت اس نیت سے وضو کرے کہ با وضو سوتے گا اور ساتھ ہی اس کی نیت بھی کرے کہ غیبت کی ہے بعد غیبت وضو مستحب ہے۔ یوہیں اونٹ کا گوشت کھایا ہے اور اس کے بعد وضو کرنا مستحب و مستحسن ہے تو ایک ہی وضو سے جو سب کی نیت سے کرے گا سب باتوں کا ثواب پائے گا۔ حاشیہ علامہ طحاوی علی مرقی الفلاح میں ہے ان جمع بین عبادات الوسائل فی النیۃ صح کما لو اغتسل لجنابہ و عید و جمعة اجتمعت ثواب کل و کما لو توضأ لنوم و بعد غیبة و اکل لحم جزور۔

تشویب اعلام بعد اعلام کو وہابی بھی جائز ثواب مانتا ہے۔ وہابی۔ الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے جلتا ہے۔ وہابی تشویب کا دراصل مخالف نہیں بلکہ اس صلاۃ و سلام کا مخالف ہے۔ اسے شرک جانتا ہے جب تشویب مستحسن اور سنی کے دل کی راحت دل کا چین ایمان کی رونق الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اس کی مخالفت کے کیا معنی سوا اس کے کہ ایسے لوگ وہابیوں کے بھوٹے پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ خدا انھیں ہدایت فرمائے اور توفیق خیر دے راہ ثواب پر چلائے کار ثواب ان سے کرائے ضد و عناد اور ہر فساد سے بچائے انھیں وہابیہ کی چھاپی کتاب دربارہ تشویب کے صفحہ ۲۳ پر ہے بقیہ اوقات صلاۃ تشویب زمانہ تابعین سے مستحسن ہوئی ہے اور اس میں وہ جملہ الفاظ درست ہیں جو دال علی الاعلام ہوں الخ اسی میں اسی صفحہ پر کچھ سطر کے آگے ہے متاخرین نے مغرب کے علاوہ جملہ نمازوں میں تشویب جائز قرار دی اور علت اس کی صرف وقت نایم اور غفلت ہے اور عوام کی سستی اور کابلی کا ظہور امور دینیہ میں کما صرح فی الغایہ شرح الہدایۃ اور یہ جملہ امور

صحیح ہیں پس متاخرین نے بضرورت تہاؤن نامین چوں کہ اس کو جائز قرار دیا ہے اہم ص ۲۲ پر ہے تثنویب کا مقصد جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے صرف یہی ہے کہ مخاطب کو نماز کے لئے متنبہ کیا جائے اور اس جملہ الصلاة والسلام علیک یا رسول اللہ کو فعل تثنویب میں استعمال کرنا جہل مرکب اور ضلال میں ہے اور چوں کہ یہ لفظ وال پر تثنویب نہیں اس لئے تثنویب کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

ان عبارتوں سے ظاہر ہے روز روشن کی طرح روشن ہے کہ تثنویب کو وہابی بھی جائز نہ صرف جائز مستحسن مانتا ہے ہاں اس میں درود شریف صلاۃ و سلام کا انکار کرتا ہے اور اس کے انکار میں اپنی جہالت اپنی حماقت کا طرح طرح تماشہ دکھاتا ہے جو لوگ ایسی جگہ جہاں اذان و اقامت کے درمیان صلاۃ و سلام عرض کیا جائے انہیں اس سے اعلام بعد اعلام کا فائدہ بھی لیا جاتا ہے بعد نماز آواز بلند صلاۃ و سلام عرض کرتے ہیں اور کہتے ہیں صلاۃ و سلام نیک کام ہے اگر بعد نماز ختم ہونے کے دس مرتبہ اور کہو تم بھی شریک ہیں وہ ازراہ چالاک صلاۃ و سلام کو بند کرنا چاہتے ہیں کہ جب بعد نماز بھی صلاۃ ہوگی تو قبل نماز اعلام بعد اعلام کا فائدہ نہ کرے گی یوں لوگ درمیان اذان و اقامت آواز بلند نہ کیا کریں گے کہ اس وقت آواز بلند صلاۃ و سلام عرض کرنے کا جو ضمنی فائدہ تھا وہ اب نہ رہا اس خیال کے لوگ اذان کے لئے بھی کبھی یہی کہیں گے کہ اذان نیک کام ہے بعد نماز بھی ہو کرے دس مرتبہ یا سو مرتبہ ہم بھی شریک ہیں جو صلاۃ مابین اذان و اقامت جاری ہے وہ جاری رہے بعد نماز بھی اگر کچھ لوگ دس دس بار عرض کریں عرض کریں وہاں کے لوگ سمجھ لیں کہ بعد نماز جو صلاۃ و سلام دس بار یا بیس بار ہے وہ بعد نماز ہے نماز سے پہلے جو صلاۃ و سلام عرض کیا جاتا ہے جس سے اعلام بعد اعلام کا بھی فائدہ ہے وہ دس بیس سو پچاس بار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط۔

۳۴ مسئلہ۔ از موضع بھنڈورہ ڈاکخانہ بشارت گنج ضلع بریلی مسئلہ شیر محمد خاں

ایک شخص نماز میں ولا الضالین کے بجائے ولا الضالین ظ کی آواز سے پڑھتا ہے لہذا ایسے پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں وہ کہتا ہے کہ میں ولا الضالین کو ظ کی آواز سے پڑھوں گا بہت اصرار کرنے پر اس نے ایک جمعہ کو ولا الضالین کو صحیح پڑھا تو اس نے یہ کہا کہ نہ میری نماز ہوئی اور نہ مقتدیوں کی۔

الجواب۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے اور عرض کو ض نہ پڑھے اس وقت تک اس کے پیچھے

نماز نہ پڑھی جائے جو شخص وض کو وض پڑھ سکتا ہے اور عمدًا ظ پڑھتا ہے اس کی نماز نماز نہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز کھولنا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض جگہ اگر وض کی جگہ نہ نکل گئی یا کوئی شخص نہ ہر وض کو وض کے مخزج سے نکالنے کی کوشش کرتا ہو مگر وہ ناکام رہتا ہے تو یہاں دال نہ پڑھے اگر نہ پڑھے گا نماز ہو جائے گی کوشش وض کو صحیح نکالنے کی کرتا رہے مگر اس صورت میں اوروں کی نماز اس کے پیچھے نہ ہوگی۔ ہاں اگر بے قصد وض کی جگہ ضالین میں ظ نکل جائے گی تو اس کی اور وہ امام ہو تو اوروں کی بھی ہو جائے گی۔ جو شخص وض کو وض پڑھ ہی نہ سکے یا جو پڑھ سکے مگر عمدًا وض نہ پڑھے بجائے وض کے ظ وغیرہ پڑھے تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ اور عمدًا ایسا پڑھنے والا اثر گنہگار مستحق نار مستوجب غضب جہاں ہے۔ علمائے اہل کفر فرمایا یہ شخص اس سے بھی بدتر ہے کہ وض پڑھنے کو کہا کہ نہ میری نماز ہوئی نہ تقدیروں کی۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے تجدید اسلام اور نبی رکھتا ہو تو اس سے بھی تجدید نکاح جب تک نہ کرے اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھی جائے یوں ہی جب تک کہ وض کو وض نہ پڑھے جب تک تائب نہ ہو اس سے میل جول سلام کلام اور ربط ضبط بھی موقوف کر دیا جائے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب کا اعادہ لازم وہ شخص جو وض کو وض کی آواز ہی سے پڑھنے پر مصر ہے اور صحیح ضالین پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے ہرگز لائق امام نہیں جب تک توبہ نہ کرے اس کے ساتھ نشست برخاست یک لخت ترک کر دی جائے۔

عالمگیریؒ میں ہے ان ذکر حرفا مکان حرف ولم یغیر المعنی بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون
وما شبه ذلك لم تفسد صلاته وان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ
كالطاء مع الصاد فقراً الطالحات مکان الصالحات تفسد صلاته عند الكل وان کان لا یمكن الفصل
بین الحرفین الا بمشقة كالطاء مع الصاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشایخ قال اکثرهم
لا تفسد صلاته هکذا فی فتاوی قاضی خاں وکثیر من المشایخ افتوابه قال القاضی الامام ابوالحسن
والقاضی الامام ابوعاصمان تعمد فسدت فان جرى علی لسانه او کان لا یعرف التمییز لا تفسد وهو
اعدل الا قایل والمختار هکذا فی الوجیز للکر درمی ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجهد ولا
یعد فی ذلك ام مختصراً فتاوی قاضی خاں میں ہے ان کان لا یمكن الفصل بین الحرفین الا بمشقة
كالطاء مع الصاد اختلف المشایخ فیه قال اکثرهم لا تفسد صلاته اسی میں ہے لو قرأ الامام اطهر رتبه

بالظاہر تفسد صلاتہ و کذا الوقرأ الامام اذ طرقت بالذال مکان الضاد تفسد صلاتہ ولو قرأ بالتام
مع الضاد الاما اضرت تفسد صلاتہ۔ اسی میں ہے لو قرأ غیر المغضوب بالظاہر بالذال تفسد
صلاتہ ولو قرأ الضالین بالظاہر او بالذال لا تفسد صلاتہ ولو قرأ الدالین بالذال تفسد صلاتہ۔
جامع الفصولین میں ہے یقرأ الظاہر مکان الضاد و یقرء کیف یشاء واصحاب الجنة مکان اصحاب النار
لم یختر امامتہ ولو تعد کفر ملا علی قاری کی منح الریض الازہر میں فرماتے ہیں کون تعد کفر لا یجوز
فیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵

سوال بجز اس کے کہ مقرر کیا گیا اور قابل امام موجود ہے ملازم پیشہ کی امامت صحیح ہے یا نہیں؟

بینوا وجرؤا۔

الجواب۔ اگر کوئی شخص قابل امامت موجود ہے اور وہ بے معاوضہ اس خدمت کو انجام دیتا
ہے تو اسی کے پیچھے نماز پڑھی جائے دوسرا شخص اگرچہ قابل امامت ہو اور مسجد سے بے ضرورت تنخواہ
پر نہ رکھا جائے اور اگر خود لوگ چندہ کر کے تنخواہ دیں جب بھی کہ اگرچہ متاخرین کے نزدیک اجرت امامت
لینا دینا جائز پھر بھی خود امامت پر عقد نہ کرنا چاہئے مگر ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی امامت سے اس کی امامت
کہیں بالا ہے جو بے معاوضہ پڑھاتا ہے یہ تو اس صورت میں ہے کہ دوسرا بھی امامت کے لائق ہو کہ
سنی صحیح العقیدہ ہو وہ اپنی وغیرہ ہندو ہے نہ معاویہ گمراہ ہندو ہے جب تو اس کے پیچھے نماز پڑھا ہے
اور اس کی بد مذہبی معاذ اللہ کفر تک پہنچی ہوئی ہو جیسے آج کل کے وہابی اور قادیانی وغیرہم جب تو اس
کے پیچھے نمازی باطل جیسے کسی ہندو مجوسی نصرانی یہودی کی پیچھے یوں اگر بد مذہب تو نہیں مگر فاسق
معلن ہو کہ مثلاً دارھی حد شرع سے کم رکھتا ہو یا کسی اور فسق کا ارتکاب علی الاعلان کرتا ہو تو بھی اس کی امامت
جائز نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الامادہ ہوگی کہ پڑھنی گناہ اور جو پڑھی ہو اس کا پھیرنا واجب
یوں اگر فاسق بھی نہ ہو مگر مسائل ضروریہ طہارت و صلاۃ سے ناواقف یا واقف بھی ہو مگر بہر حال ان پر
عامل نہ ہو۔ قرآن عظیم صحیح نہ پڑھتا ہو حلال ملازمت رکھنے والے کے پیچھے نماز میں حرج نہیں اس کی
امامت درست ہے خود امامت کی ملازمت مراد ہے تو اس کا حکم اوپر گزر چکا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۶۔ جو شخص اپنی ذاتی غرض سے ایک عالم کو برسر اجلاس فحش گالیاں حتیٰ کہ ماں دادی بیوی وغیرہ کی دے کر کفر کا فتویٰ لگائے اور بغیر توبہ یا معافی کے پھر مسجد کا امام بن جائے اس کے پیچھے نماز درست ہے حالانکہ خود بھی مولوی ہونے کا مدعی ہو اور کسی جائداد وغیرہ کے جھگڑے میں اپنے بزرگ مولوی کو برا کہہ کر کفر کا فتویٰ لگا کر مسجد کا مالک بننے کی کوشش کر کے امام بنے کیا اس کی امامت درست ہوگی؟

الجواب۔ نہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۷۔ از قصبہ مگر محلہ شیر پور ضلع بستی عبدالحامد شرقی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

مذہب حنفی سنی کہتا ہے کہ ضالین پڑھنا جائز ہے اور شکر کہتا ہے کہ ظالین پڑھنا جائز ہے
اس دیوبندی ظالین پڑھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا کہ نہیں حالانکہ عقائد باطلہ بھی رکھتا ہے اور وہ کس گناہ کا مرتکب ہو سکتا ہے اور ایسے عقائد والوں سے سلام کلام طعام اور بیاہ شادی کرنا کیسا ہے؟

۱۔ بعد نماز فجر فرض قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

۲۔ بعد نماز وتر کے نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر۔ بینوا تو جبراً

الجواب۔ جو شخص ض کو بمشقت بھی اس کے مخرج سے نہ نکال سکے وہ اس کو اس کے مخرج سے نکالنے کی کوشش کرتا رہے یہ اس پر فرض ہے وہ معذور نہ ٹھہرایا جائے گا اگر اس نے کوشش چھوڑی تو ملزم ہوگا اور اگر ض کی بجائے جان کر کوئی دوسرا حرف پڑھے گا نماز نہ ہوگی ہاں وہ کوشش کر کے بھی صحیح صحیح ض نہ پڑھے اور اس کی زبان سے بجائے ض کے اگر ظ ادا ہو تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی مگر اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی جب تک وہ صحیح نہ پڑھے گا۔ یوہیں وہ شخص جو ض اور ظ میں فرق سے واقف نہیں اسے تمیز نہیں وہ اگر بجائے ض ضالین میں ظ پڑھ دے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یوہیں اگر کسی کی زبان سے بجائے ضالین ظالین نکل گیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایسے لوگ بجائے ض د ضالین میں پڑھ جائیں تو نماز نہ ہوگی۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر جگہ ایسے لوگ اگر ض کو ظ پڑھ جائیں گے تو نماز ہو جائے گی اور کچھ اور پڑھ جائیں گے تو نہ ہوگی بلکہ منضوب کو اگر مغضوب یا مغذوب پڑھا جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی۔ یوہیں اضطرر متہ کو اگر اظطرر متہ یا اذطرر متہ پڑھ دیا جائے گا نماز فاسد ہو جائے گی۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ جو جاہل و ہابیوں نے جاہلوں کو بہکایا ہے کہ ض کو ظ پڑھے یہ محض ان

کی تفصیل ہے، ظاد تو کوئی حرف ہی نہیں وہی صی کو ظ پڑھنا بتایا اور ظ پڑھنے سے بعض صورتوں میں نماز فاسد ہوگی اور عمدًا صی کو ظ یا کسی حرف سے بدل کر پڑھنا اس سے نماز تو نماز ایمان ہی جاتا ہے گا کہ یہ تحریف اور تصدًا تحریف ہے بقراء الظاء مکان الصاد لعن مجراماتہ ولو تعدد کفر منخ الروض الازہر میں ہے کون تعدد کفر الا کلام فیہ عالمگیر ہے ان ذکر حرفا مکان حرف ان غیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالظاء مع الصاد تفسد صلاتہ عند الکل وان کان لا یمكن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الصاد اختلف المشایخ قال اکثرہم لا تفسد صلاتہ لہکذا فی فتاوی قاضی خاں وکثیر من المشایخ افتوابہ قال القاضی الامام ابو الحسن و القاضی الامام ابو عاصم ان تعدد فسدت وان جرى علی لسانہ او کان لا یعرف التمیز لا تفسد وهو اعدل الا قایل والمختار ہکذا فی الوجیز للکروری ومن لا یحسن بعض الحروف ینبغی ان یجہد ولا یعد فی ذلک ام مختصراً فتاوی قاضی خاں میں لوقرأ الامام اظطر، تم بالظاء تفسد صلاتہ ولوقرأ الامام اظطر، تم بالذال مکان الصاد تفسد صلاتہ ولوقرأ بالباء مع الصاد الاما اضرت تم لا تفسد صلاتہ۔ اسی میں ہے لوقرأ غیر المعظوب بالظاء وبالذال مکان الصاد تفسد صلاتہ ولو قرأ الظالین بالظاء او بالذال لا تفسد صلاتہ ولوقرأ الدالین بالذال تفسد صلاتہ۔ جو عمدًا ظالین پڑھتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا نماز فاسد کرنا ہے اگرچہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہو یا واقع میں نہ ہو۔ اور اگر وہ وہابی وغیرہ بد مذہب ہو تو یوں بھی اس کی امامت ناجائز اگر ضالین بہت صحیح و صاف پڑھتا ہو۔ بد مذہب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الامارہ ہے اور اگر اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہو جیسے آج کل وہابی قادیانی دیوبندی رافضی وغیرہ جب تو اس کے پیچھے نماز باطل محض جیسے کسی یہودی نصرانی ہندو مجوسی کے پیچھے۔ اس سے سلام کلام ربط ضبط اس کے ساتھ کھانا پینا راہ رسم رکھنا سب حرام ہے قال تعالیٰ واما ینسبک الشیطن فلا تقعد بعد الذکر لی مع القوم الظالمین

واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۸ آیت۔ زید نے رکعت ثانی میں **اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا** پر وقف کیا اور رکوع کر لیا اور اس آیت کے بعد ایک آیت پوری پھوڑدی جو یہ ہے **يَدْخُلُ مَنْ يَّشَاءُ فِيْ رَحْمَتِيْهُ طَوَّالِطِيْنِ** اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ یہ دخل کے یا میں تشدید ہے لہذا ملنا ضروری تھا۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ حکیمانہ پر وقف کیسا ہے، اور اس شخص کا کہنا کہ ملانا ضروری تھا صحیح ہے یا غلط؟
 بینوا توجروا۔
 المستفتی محمد فخر الدین مونگیری

الجواب۔ حکیمانہ پر وقف کر سکتا ہے آیت آگے کی یاد نہ تھی جب تو کوئی بات نہیں ہاں یا تھی اور چھوڑ دی یہ برا کیا وہاں وصل ضروری نہیں وہ غلط کہتا ہے یہاں وصل بہتر ہے وقف سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم یہاں حکیمانہ کے بعد یہ تین علامتیں قرآن عظیم میں مکتوب ہیں لا۔ صلی۔ ق۔ ق۔ خود علامت قبل علیہ الوقف اور صلی مخفف الوصل اولیٰ اور لا اشارہ عدم وقف ہے تو نہ ٹھہرنا اور ملانا بہتر ہے نہ یہ کہ لازم و ضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از منشی جان محمد محلہ نئی بستی شہر کہنہ بریلی۔ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۵۷ھ
 امام کو نیت کس طرح کرنا چاہئے۔ نیت امام کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ امام ویسے ہی نیت کرے جیسے منفرد کرتا ہے وہ نیت امامت کرنے کا محتاج نہیں عالمگیری میں ہے والامام بینوی ماینبوی المنفرد ولا یحتاج الی نية الامامة حتی لو نوی انہ لا یؤم فلانا نجاء فلان واقتدی بہ جانرہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مقام کوسد گدھ ضلع اجمیر شریف۔ فیض محمد ولد محمد بخش صاحب۔
 کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں۔

(۱) ایک شخص نے مسجد کے اندر لونڈا بازی کی مسلمانوں کو معلوم ہونے پر توبہ استغفار کرایا۔
 (۲) یہی شخص محلہ کے اندر چوری کی جس کی وجہ سے جرم قائم ہو کر کے سزایافتہ ہوا (۳) یہی شخص غیر عورت سے زنا کیا دونوں شادی شدہ تھیں دوبارہ توبہ استغفار کرایا اور قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھائی کہ آئندہ زنا ہرگز نہ کروں گا (۴) پھر شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کرتے وقت دیکھا اور ہر قوم میں وہر جگہ اس شخص کی شہرت پھیل گئی بعدہ محلہ کے تمام مسلمان اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ یہ شخص اپنے محلہ کے اندر بار بار زنا کیا ہے اس لئے اقرار نامہ لکھا کہ آئندہ کے لئے اس شخص کو محلہ کے اندر نہ آنا چاہئے ترک موالات کرایا (۵) یہ شخص غیر محلہ کا رہنے والا ہے اور چھ سال تک ہمارے محلہ کے اندر نہ آنے پائے بعضے شخص نا اتفاقی کی وجہ سے اس شخص کو مسجد کے اندر لائے اور اس شخص کے آنے سے محلہ کے اندر فتنہ فساد پھیل گئے ہیں اس شخص کے مسجد میں آنے کی وجہ سے ہمارے محلہ کے اندر نا اتفاقی پھیل کر بیخ وقوتہ نمازوں

کی جماعت ٹوٹ گئی۔ (۶) یہی شخص ہنود کے ساتھ خنزیر کا شکار کھیلنے کو جایا کرتا ہے اور کئی کئی روز شکار گاہ میں رہ جاتا ہے۔ اس شخص کا شرعاً مسجد و محلہ کے اندر آنا جائز ہے یا نہیں اور یہ مسجد محلہ کے اندر ہے (۷) اور یہی شخص امامت کے قابل شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اوپر لکھے ہوئے سوالوں کا جواب ساتھ دلیل کے دے کر ثواب دارین حاصل فرمائیں اندیشہ خوزنری کلہے جواب جلد مرحمت فرمائیں؟

الجواب۔ وہ شخص سخت شدید گنہگار مستحق نارہ ہے اس سے میل جول ناجائز ہے اس کے اس حال بد حال پر مطلع ہو کر جو اس کے ساتھی ہیں وہ بھی گنہگار ہیں اس ظالم کی رسی میں گرفتار ہیں ان پر بھی توبہ لازم یہ لوگ اگر توبہ نہ کریں تو اس کی طرح ان کا بھی حقہ پانی بند کر دینا چاہئے ان سے بھی میل جول موقوف کیا جائے وہ ہرگز امامت کا اہل نہیں اسے ہرگز امام نہ بنایا جائے اس کے پیچھے نماز مکروہ اے امام بنا ناگاہ غیہ و تبیین الحقائق وغیرہا میں ہے لوقدموا فاسقیا شمون در مختار میں ہے کل صلا ادیت مع کراہۃ التصریح عجیب اعداد تھا جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں ان کا اعادہ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ بابو شیخ رشکول صاحب سیونی نیا پورہ ضلع ہوشنگ آباد مالوہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) مسجد اہل سنت و جماعت میں حنفی امام کے پیچھے وہابی نماز پڑھتے ہیں اور آئین بالجہر کہتے ہیں اس پر اکثر اوقات حنفیوں اور وہابیوں میں فساد ہوتے ہیں کیا اس حالت میں وہابیوں کو آئین بالجہر کہنے سے روکا جائے تو کیا خلاف مسئلہ ہوگا حالانکہ وہابی بصد ہیں کہ اگر ہم یہاں حنفی امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے تو آئین بالجہر ضرور کہیں گے ایسی خطرناک حالت میں اگر وہابیوں کو مسجد مذکور میں آنے سے بھی روکا جائے تو کیا مسئلہ کے خلاف ہوگا؟

(۲) سوار آئین بالجہر کے جو وہ رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے کیوں کہ رفع یدین پر ہر شخص کی نظریں نہیں پڑتی ہیں اور آئین بالجہر کا آواز کس و ناکس کے کانوں تک پہنچتا ہے؟

(۳) اکثر مساجد پر وہابی لوگ اپنا قبضہ مالکانہ اسی طرح جمانا چاہتے ہیں اور حنفیوں کی مسجد میں نمبر بھی بنتے ہیں ایسی صورت میں ان کو نمبر بھی رکھا جائے یا نہیں؟

(۴) وہابی، شافعی غیر مقلدین میں کیا فرق ہے یا ان کا اصول و فروع ایک ہیں یا مختلف؟

الجواب - (۱) وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں احکامہمہم احکامہ المرتد انہیں مسلمانوں کی مسجد میں آنے کا کوئی حق نہیں انہیں روکا جائے اگر وہ نہ رکیں یا مانعت پر فتنہ فساد کرنے پر آئیں تو حکومت سے انہیں روکایا جائے مسجد سے ہر موزی کو روکنے کا حکم ہے خصوصاً ایسا موزی درمختار میں ہے۔ منع منہ کل موزو ولو بلسانہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) آئین اور رفع یدین خود تو ایذا کی چیز نہیں شوافع کریں تو ان کی مانعت نہ کی جائے وہابی تو بھی ایذا کی چیز ہے بوجہ اپنی بددینی کے اگرچہ آئین بالجہر اور رفع یدین حنفی مذہب کی ضد پر نہ بھی کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) کفار مرتدین کو مسجد سے روکنے کے بابت جب معلوم ہو گیا تو اس سوال کا جواب بھی اس سے واضح ہو گیا جب مسجد میں آویں گھسنے بھی نہ دینا چاہئے تو انہیں مسجد کی کمیٹی کا رکن بنانا کیسے روا ہو سکتا ہے ہرگز وہ ممبر کے اہل نہیں اگر نادانستہ اسے ممبر کیا گیا ہو تو اب اسے ممبری سے نکال باہر کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) شافعی ہمارے بھائی سنی مسلمان ہیں ہم میں ان میں کچھ فرعی اختلافات ہیں ہم امام اعظم کے مقلد ہیں وہ امام اعظم کے شاگرد کے شاگرد حضرت امام شافعی کے مقلد ہیں وہ دونوں اہل حق و ہدایت ہیں دونوں باہم اصولاً متحد ہیں اور ہم اہل سنت سے وہابیوں کا اختلاف محض فرعی نہیں اصولی بھی ہے اور فرعی بھی ویسا نہیں جیسا حنفی شافعی کا مالکی حنبلی کا بلکہ ان کا اختلاف اصولی اور عناداً ہے۔ دوسرے سے تقلید ہی کو شرک جانتے ہیں وہابی دونوں طرح کا ہوتا ہے مقلد بھی جو دعویٰ تقلید کرتا ہے اور تقلید کو ضروری بتاتا ہے جیسے دیوبندی اور غیر مقلد بھی جو تقلید کو حرام و شرک بتاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - اگر وہابی لوگ مسجد اہل سنت و جماعت میں حنفی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اپنی جماعت علیحدہ قائم کر کے آئین بالجہر کہیں تو کیا ان کو جماعت قائم کرنے دی جائے یا وہ اگر جماعت قائم کر کے نیت باندھ چکے ہوں اور آئین بالجہر کہہ رہے ہوں تو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے کیوں کہ ہر وقت ایسے واقعات سے بلوہ ہونے کا اندیشہ ہے اور وہابی لوگ آمادہ فساد ہیں اندرون شرع شریف جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب۔ اس کا جواب اوپر کے جوابوں سے واضح ہے انہیں مسجد ہی میں آنے کی نعمت حکومت سے کرائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از عبد الغنی صاحب محلہ ذخیرہ بریلی

مغرب کے تین فرض امام کے ساتھ ادا کئے لیکن جس وقت امام نے سلام پھیرا اور دعا سے فارغ ہو گیا تو اگلی صف کا ایک مقتدی تین آدمیوں کے آگے سے سیدھے ہاتھ کی طرف نکل گیا وہ تین آدمی جو اپنی نماز ادا کر چکے تھے اور انہیں تینوں آدمیوں کے پیچھے جن کی نماز باقی تھی وہ تین آدمی دوسری صف میں ادا کر رہے تھے اس میں کیا حکم ہے؟ فقط

الجواب۔ اس صورت میں کہ مصلیٰ اور گزرنے والے کے درمیان کوئی حائل ہو شجر یا آدمی وغیرہ تو گزرنے میں کوئی حرج نہیں قال فی الغنیۃ لایکرہ المرور بین یدی المصلیٰ اذا کان من وراء الحائل اسی میں اس عبارت سے اوپر ہے حائل بحول بینہ وبين المارای العصا المرکوزة۔ امامہ اول اسطوانہ او نحوہا من شجرة او آدمی او دابة او غیر ذلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مستورات حافظہ تراویح کی نماز پڑھا سکتی ہیں یا نہیں یعنی ایسی جماعت جس میں صرف عورتیں ہی ہوں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ عورتوں کو جماعت کا حکم فرض میں نہیں نفل تو نفل ہے عورتوں کی جماعت مکروہ ہے اور اگر کریں تو ان میں جو امام بنے وہ ان کے وسط میں کھڑی ہو۔ مردوں کے امام کی طرح آگے نہ کھڑی ہو فرض میں بھی یوں تراویح میں بھی کہ اس میں ان کی امام آگے کھڑی ہو کر اہمیت دوہری ہو جائے گی اور امام دوہری گناہگار۔ درمختار میں ہے ویکرہ تحريمًا لجماعة النساء ولو فی الترابیح واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ از مکان مصطفیٰ علی خاں بریلی شہر۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین ان مسائل میں۔

۱۔ عورت اگر نماز کی نیت باندھے تو انگوٹھوں کو شانے پر لگا کر باندھے یا ہتھیلی کا رخ کعبہ کی طرف کر کے نیت باندھے اور انگلیوں کے سرے کانوں کی لوتک اٹھائے جاویں یا اس سے اوتریکے
۲۔ رکوع کرنے میں عورت کے گھٹنے کس قدر ڈھیلے رہیں یعنی جھکنے میں کس قدر آگے کو نکلے

رہیں یا بالکل کھینچے رہیں؟

۳۔ عورت اگر سینہ پر ہاتھ باندھے تو تینوں انگلیاں اوپر رکھے اور باقی انگوٹھے اور چھگلیاں کا

حلقہ کرے۔

الجواب۔ عورت کا زہوں تک ہاتھ اٹھانے انگوٹھے شانوں سے ٹیکنے کا حکم نہیں

مرد و عورت میں یہی فرق ہے کہ مرد کان کی لوتک ہاتھ اٹھائے گا عورت شانوں تک اس طرح کہ

انگلیاں شانوں تک اٹھیں۔ پھیلیاں پھاتی کے مقابل رہیں۔ ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیاں قبلہ جانب

کرنی چاہئے اور انگلیاں پھیلا لیں اور بلند رکھنی چاہئے۔ عالمگیری میں ہے اذا اراد الدخول في الصلاة

كبر ورفع يديه حذاء اذنيه حتى يحاذي بابهما مية شمعتي اذنيه وبرؤس الاصابع فروع اذنيه

كذا في التبيين قال الفقيه ابو جعفر يستقبل ببطون كفيه القبلة وينشر اصابعه ويرفعها فاذا

استقر تافى موضع محاذات الابهام مية شمعتي الاذنين يكبر۔ والمرأة ترفع حذاء منكبها هوا الصحيح كذا

في الهداية والتبيين۔ غلبہ شرح منیہ میں ہے المرأة فانها ترفع يديها عند التكبير حذاء شديها

بحيث تكون رؤس اصابعها حذاء منكبها لان ذلك استرلها وامرها مبني على الستر۔

۲۔ عورت مرد کی طرح رکوع نہ کرے کہ پشت کو ایسا بچھا دے کہ اگر پیرا لہ پانی سے لبریز پشت پر

رکھا جائے تو وہ ٹھہر جائے بلکہ تھوڑا بھکے کچھ گھٹنوں کو بھی جھکائے اور گھٹنوں پر اعتماد نہ کرے اور انگلیاں

کھلی نہ رکھے بلکہ ملی ہوئی اور بازو نہ پھیلائے عالمگیری میں ہے۔ المرأة تتحنى في الركوع يسيرا ولا تعتمد

ولا تفرج اصابعها ولكن تضم يديها وتضع على ركبتيها وضعا وتحنى ركبتيها ولا تجافي عضد يها گھٹنے

کچھ تے ہوئے نہ رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سجدہ میں دونوں ہاتھ کانوں کے سامنے رہیں مرد و عورت

ہر ایک کے۔ اور انگلیاں قبلہ رو سپیٹ زانوں سے چپٹا ہوا رکوع اور سجدہ دونوں میں سجدہ کے بعد

دونوں پاؤں پر بیٹھے۔ مرد کے سجدہ سے اتنی بات میں عورت کا حکم علیحدہ ہے اور میں جدا نہیں کہ

عبارت عالمگیری سے ظاہر یصح يديه في السجود حذاء اذنيه ويوجه اصابعه نحو القبلة وكذا

اصابع رجليه ويعتمد على راحيته ويبدى ضبعيه عن جنبيه ولا يفترش ذراعيه ويجافي بطنه

عن فخذيه والمرأة لا تجافي ركوعها وسجودها وتقع على رجليها وفي السجدة تفتش بطنها على

فخذ يها۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۔ ہاں عورت اس طرح ہاتھ باندھے جیسے مرد بس اتنا فرق ہے کہ مرد زیر ناف باندھے

اور عورت سینہ پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئلہ از شہر کہنہ بریلی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں۔

۱۔ اگر امام سے قبل بعد تشہد درود شریف و دعا سے فارغ ہو گیا تو سلام پھیرنے تک زید کچھ پڑھے

یا خاموش رہے شرکت جماعت ابتدائی ہو یا درمیانی؟

۲۔ جماعت کے اندر بانگوں کی صف میں بچوں کا شامل ہونا ابتدائی یا درمیان میں جماعت

بانگوں کو کوئی نقصان پہونچا دے گا یا نہیں؟

۳۔ تکبیر اولیٰ کا وقت کب تک ہے؟

۴۔ زید کم از کم کتنی نماز پانے پر جماعت پانے کا مستحق کہلا سکتا ہے؟

۵۔ اگر رمضان المبارک میں فرض باجماعت نہیں ملے تو وتر باجماعت کا کیا حکم ہے حنفی

مذہب میں مستحب کب سے کب تک ہے لہذا جنتری کے لحاظ سے آج کل کس وقت پڑھنا چاہئے۔

بنیوا توجروا۔

الجواب۔ مقتدی اگر امام سے قبل تشہد اور درود و دعا سے فارغ ہو جائے تو تشہد کو اول سے

مکرر پڑھے یا اگر کوئی دوسری دعا محفوظ یا وہ جو مشابہ الفاظ قرآن ہو کرے یا کلمہ شہادت کی تکمیل کرے یا سکوت

کرے جو چاہے اور صحیح یہ ہے کہ عجلت سے نہ پڑھے اس طرح پڑھے کہ امام کے ساتھ فارغ ہو غنیہ

میں ہے اذا فرغ من التشهد قبل سلام الامام يكره من اوله وقيل يكره كلمة الشهادة وقيل

يسكت وقيل يأتي بالصلاة والدعاء والجميع انه يترسل ليفرح من التشهد عند سلام الامام اور اگر

قعدہ اولیٰ میں امام سے پہلے تشہد سے فارغ ہو تو تا فرغ امام خاموش ہی بیٹھے یہاں اقوال مختلفہ نہیں

اسی میں ہے اذا فرغ من التشهد الاول قبل فراغ امامه فانه يسكت قولاً واحداً۔ اس اشغال یا

سکوت کو تاخیر سلام سے علاوہ نہیں تاخیر توجب ہوتی کہ جب تشہد و درود و دعا سے فارغ ہوتے ہی سلام

واجب ہوتا خروج عن الصلاة بلفظ السلام واجب ہے نہ یہ کہ تشہد و درود و دعا پڑھتے ہی سلام معاذاً جب

ہے ہائز ہے کہ وہ ایک دعا کے بعد اور چندا دعیہ پڑھے۔

پھر یہاں تو ہر طرح متابعت امام میں ہے جب تک امام سلام نہ پھیرے ہاں اگر امام قبل فراغ مقتدی از درود دعا سلام پھیر دے تو اس لئے کہ یہ درود و دعاست ہے مقتدی کو چاہئے کہ متابعت امام کرے سلام امام کی متابعت میں پھیرے۔ متابعت امام فرائض و واجبات میں بے تاخیر لازم جب کہ کوئی دوسرا واجب عارض نہ ہو اور اگر کوئی واجب عارض ہو تو یہ نہ کرے کہ اس واجب کے سبب اس کو بالکل ترک کر دے بلکہ اسے کرے اور پھر متابعت بجالاتے اس لئے کہ اس واجب کو کر لینا سنت کو بالکلیہ فوت نہیں کرتا صرف مؤخر کرتا ہے اور متابعت بے تاخیر سے وہ واجب بالکل فوت ہوتا ہے تو ایک واجب کی تاخیر ایک کے بالکل تفویت سے اولی ہوتی ہاں اگر واجب کے موقع پر کوئی سنت عارض ہو تو لے ترک کیا جائے گا کہ ترک سنت تاخیر واجب سے اولی ہے۔

۲۔ بچوں کو پیچھے کھڑا کرنا چاہئے۔ اگر کوئی بچہ یا چند بچے یا سب جو آئے وہ اگلی صف میں شامل ہونگے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہ آئے گا۔ مگر بچوں کو اس سے روکا جائے جو بچے ۹ سال یا اس سے کم کے ہوں انہیں زیادہ تاکید پیچھے کھڑے ہونے کی کی جائے اور جو نا سمجھ بچے نہ ہوں نماز سے پورے واقف ہوں انہیں بھی پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اگرچہ ۹ سال سے زیادہ کے ہوں اگر اگلی صف میں ایسے بچے کھڑے ہوں تو جو بلند نہیں مگر قریب البلوغ ہوں تو نا سمجھ بچوں کی طرح برا نہیں باقی ہے یہی بہتر کہ اگلی صف مردوں کی ہو اس کے پیچھے ان کی جو ابھی مرد نہیں ان کے پیچھے عورتوں کی اگر ہوں ان سے پیچھے لڑکیوں کی اگر ہوں کافی عالمگیر

واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالکل نا سمجھ بچے اگر بیچ صف میں ہوں گے تو یہ برا ہوگا جیسے کچھ کچھ فاصلہ سے آدنی کھڑے ہوں کہ یہ برا اور گناہ بھی ہے حدیث میں فرمایا تراصوا الصفوف وسدا الخلل اور چھوٹے بچوں کے کھڑے ہونے میں یہ بات سد خلل گویا حاصل نہ ہوگی۔ اس لئے اگر کوئی بچہ کھڑا ہو جائے تو یا اسے پیچھے کر دیا جائے یا جو آٹا جائے اسے ایک طرف ہٹا کر اس کی جگہ خود کھڑا ہوتا جائے مگر جب کہ وہ بچہ نماز سے واقف اور ایسا ہو گویا مرد قریب البلوغ اسے نہ ہٹایا جائے کہ جو ادا میں بلوغ کے قریب ہے گویا وہ بالغ ہے اور اس بارے میں وہ بالغ تر ہے رجال ہو جانا چاہئے۔ خلاصہ میں فرمایا فی الاصل الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صیحا فحکمہ حکم الرجال فان کان صیحا فحکمہ حکم النساء وهو عورة من فرق الی قدمہ لا یجعل النظر الیہ ولو حاذی الامر رجلا لا تفسد صلاة الرجل فی ظاہر الروایة وعند محمد تفسد واللہ تعالیٰ اعلم ہذا

ما عندی والعلما بالحق عند ربی۔

ترتیب بین الرجال والصبيان سنت ہے فرض و واجب نہیں جس کے ترک پر نماز میں فساد ہو جیسے رجال و نساء میں یہ ترتیب فرض ہے کہ اگر یہاں ترک کی گئی کہ کوئی عورت یا وہ سمجھ دار صبیہ جو نماز جاتی ہو اور مشتہاہ ہو مرد کی ہی صفت میں کھڑی ہو گئی یا مرد سے آگے بڑھ گئی تو اس صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی خنثی مشکل ہو تو وہ عورتوں کی صفت سے آگے بچوں کی صفت کے پیچھے کھڑا ہوگا۔ غنیہ میں ہے۔ والسنة ان یصف الرجال ثم الصبيان ثم النساء لما مر من حدیث انس و خنثی المشکل یقوم قدام النساء ولا یقف معهن ثم الترتیب بین الرجال والصبيان سنة لا فرض وهو الصیغ لما بینهم و بین النساء ففرض عندنا حتی لو حاذت امرأة اوصیة مشتہاة تعقل الصلاة رجلا و تقدمت علیه (الی ان قال) فسدت صلوة الرجل۔

۳۔ ہجاء جہا میر علمار فضل جماعت انشاء اللہ تعالیٰ اسے سلام سے پہلے جزیر اخیر میں بھی شرکت سے ملے گا غنیہ میں فرمایا بجمع العلماء علی ان فضل الجماعة الموعود فی قوله علیه الصلاة والسلام صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة علی ما رویا فی الصحیحین یحصل بادرک اقل الصلاة مع الامام ولو کان ذلک اخر القعدة الاخيرة قبل السلام لا علی قیاس قول محمد فانه لا بد ان یکون رکعة بان یدرک قبل رفع رأسه من رکوع الركعة الاخيرة حتی یدرک فضیلة الجماعة لقوله علیه الصلاة والسلام من ادرك رکعة من الصلاة فقد ادرك الصلاة بتمامها علی خلافه لقوله علیه الصلاة والسلام افا ایتتم الصلاة فلا تأتوها وانتم تسعون و اتوها و علیکم السکينة فما ادركتم فصلوا و ما فاتکم فاعتما متفق علیه و لفظ ما یعمل ادنی جزء و لیس فی ذلک الحدیث ان من ادرك دون الركعة لم یدرک الصلاة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۸ سلمہ۔

مسجد میں نماز پچگانہ میں امام صاحب کے سلام پھیرتے ہی کچھ مقتدیوں کا اس قدر زور و شور سے نعرہ لگانا اور یا غوث یا غوث اس طرح چلا چلا کر کہنا کہ ان لوگوں کی بقایا نماز میں جو جماعت میں بعد کو شامل ہوتے ہیں غفل پڑے اور وہ اطمینان قلب سے نماز ادا نہ کر سکیں کیسا ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ان کا یہ فعل کیسا ہے اگر امام صاحب اس فعل کو نہ روکیں تو ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ بیجا

توجروا فقط محمد احمد عامل مسئلہ

الجواب۔ اتنی آواز سے ذکر بعد نماز نہ کریں جس سے کسی مسلمان نمازی کو تشویش پریشا خاطر ہی ہو۔ ذکر بچہ مفرط نہ کیا جائے گا اگرچہ یا اللہ یا اللہ کہیں اس وقت جو ذکر بھی کریں وہ ایسی آواز سے کہ اوروں کی نماز میں خلل نہ ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعد ختم نماز ذکر جہر بھی بعض۔۔۔۔۔ میں ثابت مگر نہ بچہ مفرط جہر مفرط جائز نہیں ہاں اگر بعد نماز سے یہ مقصود ہو کہ علی الاتصال بعد ختم فرض نہیں بلکہ بعد فراغ از فراغ انقض و سنن اہلسنت طرہ الشیخین زور سے نعرے لگاتے ذکر خدا ذکر رسول ذکر غوث جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں جس سے مریض القلب گھبراتے ہیں اور اس کو اس پر وہ میں رکھ کر اس کی آڑ لے کر کہ نماز کے بعد اتنے زور سے ذکر کرنا کیسا ہے کہ اور نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے۔ سوال پیش کر کے جواب اپنی منشا کے موافق چاہتے ہو تو بھی جواب یہی کہ حد سے زائد بلکہ ضرورت سے زائد افراط اگر کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔ یا غوث اگر اتنی آواز سے کہیں گے کہ مسجد میں حاضر ہونے اور کسی نمازی مسلمان کی نماز میں اس سے خلل نہ پڑے تو کچھ حرج نہیں جبکہ بعد جماعت ہونے کہ بعد فراغ از سنن و نوافل خالی وقت میں نمازی مسلمان سے مراد وہ ہے جو درحقیقت مسلمان ہے ہر مسلمان صورت مسلمان نام رکھنے والا مراد نہیں۔ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست محض آدمی کی شکل رکھنے سے آدمی ہونا کچھ ضروری نہیں تو اگر کوئی قادیانی یا رافضی، وہابی مرتداں مسجد میں اس وقت حاضر ہو اور وہ صورت نماز آتا رہا ہو تو اس کی نماز نماز نہیں جس میں خلل کے اندیشہ سے ذکر جہر کو روکا جائے مسلمان کی نماز میں خلل ہوگا تو روکا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ جو شخص بھوٹی اور لغو بات لوگوں سے کہہ دے یعنی زید سے یہ کہے کہ عمر نے تجھے گالی دی اور عمر سے یہ کہے کہ زید نے تجھے برا کہا اور اس کا یہ کہنا صریح جھوٹ منشا یہ ہے کہ دو مسلمان کے اندر آپس میں لڑائی ہو جائے اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ کبھی کبھی امامت بھی کرتا ہے لہذا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں اور بغیر توبہ کے ہوتے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسا شخص گنہگار ہے جھوٹ خود سخت کبیرہ ہے نہ کہ ایسا جھوٹ افترا کرنا جھوٹ بولنا دھوکا دینا فریب کرنا قنہ اٹھانا مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا فساد کرنا یہ سب شدید گناہ ہیں۔ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے جو جھوٹ بولا جائے اور مسلمانوں پر افترا کیا جائے وہ اور بھی زیادہ ملعون کام ہے جھوٹ بولنا افترا کرنا ہی مسلمان کا کام نہیں نہ کہ ایسا جھوٹ ایسا قبیح و فحیح افترا قال تعالیٰ انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون وقال

تعالیٰ لا تفتروا علی اللہ کذبا فیسحکم بعدذاب۔ وقال تعالیٰ فمن جعل لعنة اللہ علی الکاذبین۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منا من غشنا وہ شخص اگر ایسا جھوٹا مشہور ہو چکا ہو علی الاعلان جھوٹے لوگے کا عادی ہو چکا ہو تو فاسق ملعن ہے اس کے پیچھے نماز گناہ ہے اسے جب تک توبہ نہ کرے امام نہ بنایا جائے۔ واللہ

تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک شخص صریح جھوٹ بولا اور عام مجمع پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ جھوٹا ہے اس پر ایک شخص نے بلکہ عام مجمع نے لعنة اللہ علی الکاذبین کہا اور نام اس کاذب کا نہ لیا بلکہ مطلق کہا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کہنا جائز ہے یا ناجائز اور جس جس نے کہا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور جھوٹے کا نام لے کر اس کی اس کذب بیانی پر لعنة اللہ علی الکاذبین کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ لعنة اللہ علی الکاذبین کہا تو ان پر شخص خاص پر لعنت کرنے کا الزام نہیں تھا وہی حدیث میں ہے امام ابن حجر کی فرماتے ہیں لعن المسلم حرام بل لعن الکافر الغیر الحر بنی بل لعن حیوان کذا لک و

سبب ذلک ان اللعن عبارة عن الطرد والابعاد عن اللہ وذلک غیر جائز الا علی من اتصف بصفة تبعدہ عن اللہ تعالیٰ وهو الکفر والبدعة والفسق فیجوز لعن المتصف بواحدة من هذه باعتبار من الوصف الاعمر نحو لعنة اللہ علی الکفرین والابتدعة والفسقة او الوصف الاخص نحو لعن اللہ الیہود والنصارى والخوارج والقدریة والروافض والزنادقة والظلمة واکل الربوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مولانا نور الحق صاحب

امام نے تراویح کی نماز دو رکعت کی نیت کی دو رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا پھر دو رکعت پڑھ کے سجدہ سہو کیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب۔ ہوگی اس میں سجدہ سہو کی کچھ ضرورت نہیں اگر پہلی رکعت میں قعدہ کر لیا ہو تو چاروں دو تسمیہ سے ہو گئیں اور اگر قعدہ نہ کیا ہو تو ایک تسمیہ سے چاروں ہو گئیں نزد شیخین کریمین ہی مختار ہے اس کو امام فقیہ ابو جعفر نے اختیار فرمایا نیز امام ابو بکر محمد بن الفضل نے اسی کو امام فقیہ النفس قاضی خاں نے صحیح فرمایا غنیہ میں ہے ان صلی اربع رکعات بتسلیمة واحدة والحال انه لم یقع علی رکعتین منها قدر التشهد تجزی الاربع عن تسلیمة واحدة ای عن رکعتین عند ابی حنیفة و ابی یوسف وهو مختار اختاره الفقیہ ابو جعفر و ابو بکر محمد بن الفضل قال قاضی خاں وهو الصحیح الی قوله ولو قعد علی رأس الرکعتین جازت عن

ہے خطبہ سے قبل منبر پر بیٹھے۔ منبر پر جاتے ہی کھڑا نہ ہو، خطیب اہل امامت صلاۃ جمعہ ہو۔ نعوذ دل میں قبل خطبہ حمد الہی سے شروع کرنا خطبہ میں شتا را الہی ہونا دونوں شہادتوں کا ہونا حضور پروردگار کا ہونا نصیحت و عطا و تذکیر تین آیات قصار یا ایک آیت طویل کے قدر تلاوت قرآن دوسرے خطبہ میں حمد و ثنا را الہی کا اعادہ نیز درود شریف دعا تمام مسلمان مردوزن کے لئے دونوں خطبوں کا بقدر طویل مفصل ہونا تطویل مکروہ ہے اس کے آداب سے ہے کہ آواز بلند ہو پہلے خطبہ سے دوسرے خطبہ میں آواز الکی ہو خطبہ میں ذکر خلفاء راشدین و عین کریمین مستحسن ہے بحال خطبہ خطیب سوار ام بالمعروف بکلام دنیا سکلم نہ کرے جو خطیب ہوئے نماز پڑھائے سامعین پر انصاف لازم اسی وقت سے جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف چلے قریب و بعید انصاف میں برابر ہیں۔ خطبہ میں ہر بات حرام ہے جو نماز میں حرام ہے خطیب کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھنا مستحب ہے جو امام سے دانے بائیں طرف ہو وہ بھی جانب امام انحراف کرے استماع خطبہ کے لئے تیار ہو کر بیٹھیں اول سے آخر تک خطبہ کا سننا سامعین پر فرض لازم امام سے قریب ہونا افضل مگر جب امام خطبہ شروع کر دے اس وقت آنے والا جہاں مسجد میں آئے وہیں بیٹھ جائے کہ اس وقت چلنا بحالت خطبہ نہ چاہئے ناجائز عمل ہے بحال خطبہ اسی طرح بیٹھے جیسے نماز میں یہ مستحب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۔ مسکولہ جناب منشی خلیل صاحب سکر پٹری انجمن اصلاح المسلمین محلہ پورہ چندن ڈاکخانہ کوپانگ ضلع اعظم گڑھ۔ ارزی القعدہ ۷۵۵ھ

امسال عید الفطر کی نماز کے موقع پر عید گاہ میں بانگوں کی صفوں میں نابالغ بچے بھی تھے حضرت مولانا محمد وحی اللہ صاحب نے فرمایا کہ بچوں کو صف میں بیٹھے کیا جائے اس حکم کو سن کر چند لوگوں نے بچوں کو صفوں سے پیچھے ہٹانا شروع کر دیا لیکن حاجی سلیمان صاحب نے اپنے لڑکے کے متعلق کہا کہ یہ لڑکا نہیں ہے گا اور اس بچے کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کس کی مجال ہے کہ اس کو ہٹا دے چند لوگوں نے ان کو سمجھایا کہ حاجی صاحب یہ شرع کا حکم ہے آپ مخالفت کیوں کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ یہ تین دن سے آتے ہیں پڑھیں یا نہ پڑھیں یہ لڑکا نہیں ہٹ سکتا ایسے ایسے مولویوں کو ہم نے بہت دیکھا ہے اور تازی بازوں کو بھی تو میرا کام ہے۔ مزید توضیح کے لئے دو گواہوں کا بیان اور ایک رپورٹ منجانب اصلاح المسلمین کوپانگ منسلک ہے۔

(۱) مندرجہ بالا مضمون سے شرع کے حکم کی مخالفت اور توہین علماء ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) ایسے شخص کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) عام مسلمانوں کو ایسے شخص کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟ امید کہ مدلل جواب عنایت فرمائیں گے

الجواب۔ نابالغ کو بالفین کی صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہئے جنھوں نے بچوں کو صف سے جدا کر کے پیچھے کھڑا ہونے کو کہا انھوں نے صحیح کہا۔ جس نے ضد کی اس نے بیجا نارواہٹ کی ناحق مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آمادہ ہوا اور انھیں اپنی بے ہودہ گوئی سے ایذا دی اسے توبہ اور جنھیں اپنے قول و فعل سے ایذا دی ان سے معافی چاہئے حدیث میں ہے عن ابی سعود الانصاری قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصح منکبنا فی الصلاة ویقول استنوا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم لیلی منکم والوا الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ حضرت شیخ محقق مطلق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اشرف المصنفات ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں روایت ست از ابی سعود انصاری کہ از مشاہیر صحابہ است گفت بود آنحضرت کہ مسح می کرو گفتہائے ما را در نماز بدست برابر و ہموار ساخت اں ہا و تسویہ می گرد صف نماز را ویقول استنوا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم برابر شدید موافق باشید و اختلاف نکنید پس مختلف گردد لہاے شلمہ بیان ترتیب صفوف می کند و می فرماید باید کہ متصل شوند مراد در صف اول بایستند خداوندان بلوغ و عقل ثم الذین یلونہم پستراں کسانیکہ قریب اند بایشان در ترتیب چنانکہ صبیان و آنہاں کہ قریب بلوغ اند کہ ایشاں را مراہق خوانند ثم الذین یلونہم پس تراں کسانیکہ نزدیک متصل اند بایشاں چنانکہ خنائی کہ علامت مردی و زنی ہر دو دارند و متعین ست کہ بعد ازوے صف نساں خواہد بود قال گفت ابو سعود فانتما لیوم اشد اختلافاً۔ پس شما امروز سخت ترید از روے اختلاف در کلمہ و وقوع فتن و ایں بسبب ترک تسویہ صفوف و عدم امتثال امر شارع ست رواہ مسلم انتہی۔ نیز اس سے اگلی حدیث کے تحت فرماتے ہیں مراتب صفوف چہاں خواہد بود در حدیث سابق مرتبہ نساں ذکر نہ کردہ از جہت تعین اں و ذکر کردہ است در ہدایہ کہ صف اول برائے مردان ست بعد ازوے صبیان بعد ازوے نساں ذکر نہ کردہ صاحب ہدایہ خنائی را و شیخ ابن الہمام گفتہ است کہ صف خنائی میان صبیان و نساں ست و بچیں ست در وقایہ و مذہب شافعیہ نیز ہمین ست چنانچہ شرح شیخ مذکور ست۔ وہ شخص توبہ کرے کہ اس نے حدیث کی مخالفت کی شرع کی نافرمانی کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہورہ ڈاکخانہ گنج ضلع رائے بریلی سائل شیخ چھدا تمبا کو فروش۔ سورج یا چاند میں گرہن جب لگتے ہیں تو نماز پڑھنے کے لئے کیا حکم ہے یعنی سورج یا چاند گرہن کی نماز کی نیت اور گرہن کے شروع ہونے پر پڑھے یا ختم گرہن پر اور جماعت سے پڑھے یا کیلے قرابت کے ساتھ بلند آواز سے یا آہستہ پڑھے اور اگر گرہن کے وقت فرض نماز کا وقت آجائے تو اس کو ادا کرنا چاہئے یا نہ ادا کرنا چاہئے جیسا حکم

شرع شریف ہو۔

الجواب۔ کسوف شمس سورج گرہن کی نماز سنت ہے سنت کی نیت کریں گرہن کے وقت پڑھی جائے گرہن سے چھٹنے پر نہ پڑھی جائے گی۔ اگر چائیں شروع گرہن پر پڑھیں یا دیر میں اگر گرہن سے چھٹنے پر کہ کچھ چھٹا کھجائی ہے پڑھ لیں تو یہ بھی جائز ہے ایسے اوقات میں جن میں نماز پڑھنا ممنوع نہیں۔ اگر ایسے وقت کسوف ہو جس میں نماز پڑھنی نہ چاہئے ایسے وقت میں نہ پڑھیں دو رکعتیں بجماعت پڑھی جائیں ہر رکعت ایک رکوع دو سجدہ سے جیسے اور نماز میں ہر دو رکعت میں بعد الحمد جو سورت چاہیں پڑھیں بہتر ہے کہ قرأت ہر دو رکعت میں طویل کریں بقدر سورۃ بقرہ نماز دعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا گہن سے چھٹ جائے قرأت طویل کریں دعا میں تخفیف کریں یا قرأت میں تخفیف کریں دعا طویل کریں یہ بھی جائز ہے ایک میں اگر تخفیف ہو تو دوسری طویل ہو ہر کوئی اس نماز کی امامت نہیں کر سکتا امام جمعہ و عیدین سلطان اسلام یا اس کا آڈون یعنی جیسا امام جمعہ و عیدین کے لئے درکار ہے وہی اس میں امامت کرے اگر امام اعظم موجود نہ ہو تو اپنی مساجد میں تنہا تہا پڑھیں ہاں اگر امام اعظم نے لوگوں کو حکم دے دیا ہو امر فرمادیا ہو تو اس صورت میں جو امام محلہ ہے اس کے ساتھ بجماعت نماز ادا کریں۔

اس نماز میں قرأت میں جہر نہ کریں اس کے بعد یا پہلے خطبہ نہیں۔ یہ نماز مسجد جامع میں یا شہر سے باہر میدان عید گاہ میں پڑھیں تو بہتر۔ اگر اکیلے اکیلے اپنے گھروں میں پڑھیں یہ بھی جائز ہے گرہن کے وقت و قتیہ نماز کی نیت نہیں اگر وقت طویل ہے تو چاہے پہلے گرہن کی نماز سے فارغ ہو لیں پھر و قتیہ پڑھیں چاہے و قتیہ پڑھ کر گرہن کی پڑھیں اگر کسوف کی نماز پڑھیں اور وقت اتنا تنگ ہے کہ و قتیہ نماز وقت میں نہ ہوگی تو و قتیہ پڑھیں کہ سنت کے لئے فرض فوت کرنا جائز ہے نیز یہ کہ اس کا وقت ہے نماز کسوف کا کوئی وقت خاص نہیں تو جس کا وقت ہے اسے فوت کر دینا اور اس میں مشغول ہونا جس کو بعد میں پڑھ سکتے ہیں خلاف شرع ہی نہیں خلاف عقل بھی ہے۔

اگر یہ صورت بھی ہو کہ و قتیہ نماز پڑھتے پڑھتے گرہن سے پورا چھٹ جائے گا کہ اب وقت صلاۃ کسوف کا نہ رہے گا اور و قتیہ کا وقت اتنا تنگ ہے کہ کسوف کی پڑھیں تو اس کا وقت جاتا رہے گا جب بھی شرع و عقل کے خلاف ہے کہ فرض فوت کریں اور کسوف کی نماز میں مشغول ہوں۔ وقت طویل بھی ہو مگر و قتی نماز کا وقت مقرر ہو جیسا کہ بعض مساجد میں ہوتا ہے تو اس صورت میں و قتی نماز اپنے وقت مقررہ پر پڑھی جائے پھر کسوف کی پڑھیں کہ جیسے بعد نماز و قتی کسوف کی نماز میں شرکت کسی عذر سے نہ کرنی ہو کہیں جانایا کوئی اور کام ہو وہ جائے و قتی نماز سے وقت پر فارغ ہو کر اپنے کام میں لگے۔ نماز جنازہ نماز کسوف پر مقدم کی جائے۔

ذخیرہ میں ہے ہی سنہ محیط پھر عالمگیری میں ہے۔ اجمعوا علیٰ انہا نودی بجماعة واختلفوا فی صفة اداہا
 قال علماءنا یصلیٰ رکعتین کل رکعة بركوع وسجدتین کسائر الصلوات یقرأ فیہا ما احب ہندیہ میں کافی سے
 ہے الافضل ان یطول القراءة فیہما سراج و ہاج پھر عالمگیری میں ہے یدعو ابعد الصلاة حتی یتجلی الشمس
 کمال الانجلاء جو ہر ہرہ میں ہے یجوز تطویل القراءة وتخفيف الدعاء وتطویل الدعاء وتخفيف القراءة فاذا
 خفت احدھا طول الآخر محیط پھر قاضی ہندیہ میں ہے لا یصلیٰ ہذا الصلاة بجماعة الا الامام الذی یصلیٰ للجمعة
 قال شمس الائمة الحلوانی فان عدم الامام الذی یصلیٰ للجمعة والعیدین فانہم یصلون وحدا انانی مسلحہم
 الا اذا کان الامام الاعظم الذی یصلیٰ للجمعة والعیدین امرہم بذلک فحينئذ یجوز ان یصلوا بجماعة
 یؤمہم فیہا امام۔ بہم فی مسجدہم ولا یجہر بالقراءة فی صلاة الجماعة فی کسوف الشمس فی قول ابی حنیفة
 رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اسی میں مضممرات سے ہے والصیح قولہ

اسی میں محیط سے ہے لیس فی ہذا الصلاة خطبة و ہذا مذہبنا خزائنة المقتنین سے قاضی عالمگیری
 میں ہے الموضوع الذی یصلیٰ فیہ الجماعة الجبابة او المسجد الجامع ولو صلوا فی منزل آخر جاز والاول افضل
 ولو صلوا وحدا انانی منازلہم جاز ولو اجتمعوا ودعوا من غیر ان یصلوا اجزاہم جو ہر ہرہ پھر ہندیہ میں فرمایا
 ان لم یصل حتی اغتسلت لم یصل بعد ذلک وان اغتسل بعضہا جاز ان یتدعی الصلاة وان اجتمع الکسوف
 والجنائزہ بدأ بالجنائزہ وان کسفت فی الاوقات المنہی عن الصلاة فیہا لم یصل خسوف قرخانہ گرہن میں اکیلے
 اکیلے دو رکعتیں پڑھی جائیں محیط شخصی پھر عالمگیری میں فرمایا یصلون رکعتین فی خسوف القمر واحدنا۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵۔ از بارغ احمد علی خاں بریلی مسئلہ احمد صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۱۲۵۸ھ

امام کو بعد تسبیح اللہ لمن سجدہ کے دینا اذک الحمد کہنا چاہئے یا نہیں اگر نہیں پڑھے کیا حرج ہے زید
 کہتا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہئے مگر رسد کر اور کون قول صحیح ہے کہ نہ بتنا اذک الحمد یا نہ بتنا اذک الحمد۔
الجواب۔ امام صرف تسبیح پر اکتفا کرے اگرچہ امام اعظم سے ایک روایت میں اور صاحبین کے نزدیک
 یہ ہے کہ تسبیح و تحمید دونوں کرے مگر ظاہر الروایۃ میں امام اعظم سے کہا ہے کہ امام تسبیح پر اکتفا مقتدی تحمید کرے
 منیہ اور اس کی شرح فقیر میں ہے شعر رفع راسہ ویقول الامام حال الرفع سمع اللہ لمن سجدہ وان کان اصلی
 مقتدی یا فانہ یأتی بالتصید۔ ولایأتی المقتدی بالتسبیح وان کان منفردا یأتی بہما۔ اما الامام فیاتی بعد التسبیح

بالتمجید ایضاً علی قولہما فی روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ فی ظاہر الروایۃ عنہ انہ یأتی بالتسمیح لابل التمجید
لما من قولہ علیہ الصلاۃ والسلام اذا قال الامام سمح اللہ لمن حمدہ لا فقولوا اللہم ربنا اللہ الحمد فانہ
قسم والقسمۃ تنافی الشریکۃ ولا یرد انہ علیہ السلام قسم فی قولہ واذا قال ولا الضالین قولوا آمین مع
ان الامام یقولہا لانہ ورد فی بعض روایاتہ فان الامام یقولہا ولم یرد ہنہنا مثلاً علی ان ہنہنا ما تعالیٰ ہنہنا
وہوان المسنون فی ہذہ الاذکار ابتداءً عند ابتداء الانتقال وانتهاءً عند انتہائہ ومقتضاه انتہاء
تسمیح الامام عند انتہاء الرفع وکذا انتہاء تجمید المقتدی فلوحمد الامام بعد ذلك لوقوع تجمیدہ بعد
تجمید المقتدی وهو خلاف وضع الامامۃ ام۔ مقتدی ومنفرد تجمید یوں کریں اللہم ربنا اللہ الحمد یا کبریں
اللہم ربنا اللہ الحمد یا ربنا واللہ الحمد یا ربنا اللہ الحمد ہر پہلا پچھلے سے افضل ہے تو ربنا اللہ الحمد سے
ربنا اللہ الحمد افضل ہے غنیہ میں کافی سے اسی ترتیب کے ساتھ افضلیت کا حکم نقل فرمایا غنیہ میں ہے د
افضلیتہا علی ترتیبہا کذا فی کافی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶۔ ازو زیر آباد پنجاب مولانا مولوی عبد الغفور صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد ارڑوہ علیہ السلام

زید بن ربیعہ کہتا ہے کہ احتیاط الظہر بعد الجمع حدیث وقرآن کی دو سے فرض ہے اور حدیث شریف میں موجود
ہے اور قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ احتیاط الظہر فرض ہے اور عمر و کہتا ہے کہ یہ اقتراب ہے نہ قرآن میں احتیاط الظہر
صراحتہ مذکور اور نہ حدیث شریف میں مذکور ہے بلکہ فقہائے کرام کے اقوال سے ثبوت ملتا ہے جیسا ثانی فتح القدر
اور نہ الفائق وغیرہ میں موجود ہے اس کا پڑھنا موجب ثواب ہے خواص کے لئے ہے عوام کو نہ کہا جائے تاکہ ان
کو فرضیت جمعہ میں شک نہ پڑ جائے ایسا شخص جو کہ سر منبر اقتراباً نہ پڑھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
قابل امامت نہیں جب تک تو بہ نہ کرے کیا ان میں کون شخص حق پر ہے؟ بینوا تو جبروا

الجواب۔ زید بن ربیعہ قید نہایت جبری ہے قرآن و حدیث پر مقرر ہے احتیاط الظہر کی فرضیت اس کی
تراشیدہ ہے اپنے دل سے گڑھی ہے ما انزل اللہ بہا من سلطان نہ قرآن میں اس کی فرضیت کا بیان نہیں
کسی حدیث میں اس کا نشانہ ما قال بہ احد ولا محمد جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وآله وسلم ابداً
الابداً جمع بین الفرضین کہہ جائز ہے تفسیر احمدی میں سیدی علامہ زین ملاح احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں۔
لا یجوز الجمع بین الفرضین عند اهل الاسلام جمع فرض ہے تو ظہر فرض نہیں جہاں ظہر فرض ہے وہاں
جمع فرض نہیں بر بنائے اختلاف در تعریف مصر اور سلطان یا اس کے نائب کا حضور شرط ہے یا اذن ہی کافی

ہے اس اختلاف کی بنا پر ہندوستان میں بعض نے جمعہ ترک کیا کہ یہاں اس کی فرضیت کے قائل نہ رہے کہ سلطان اسلام یا اس کا نائب موجود نہیں یا بعض بوجہ اختلاف در تعریف مصر بعض مواضع میں جہاں ان کی مختار تعریف صادق نہ آئی تھی فرضیت جمعہ سے منکر ہوئے بعض نے جمعہ کو فرض سمجھا اور اسی پر اکتفا کیا بعض نے ظہر اپنے گھروں میں جمعہ کے دن پڑھنی شروع کی بعد ظہر پڑھنے کے جمعہ کو جاتے اکثر جمعہ کو پڑھتے بعد جمعہ عتیا چار رکعت آخر ظہر جس کا وقت پایا اور جواب تک ذمہ پر باقی ہے پڑھتے رہے خواص کو اس کا حکم فرماتے عوام کو نہیں کہ بوجہ شک و تردد ان کا جمعہ اور ظہر دونوں ہی جاتیں عوام کو اکثر شعرا اسلام جمعہ کی فرضیت و اہمیت ہی سے منکر نہ ہو جاتیں یا ایک وقت میں جمعہ اور ظہر دونوں کو فرض نہ سمجھ لیں جیسا کہ زید سمجھ رہا ہے۔ صحیح

مسئلہ۔ از قصبہ گھر محلہ شیر پور ضلع بستی عبدالرحمان قادری اشرفی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ بعد نماز فجر فرض قبل طلوع آفتاب کے سنت پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

۲۔ بعد نماز وتر کے نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہو کر۔ بینوا تو جبروا

الجواب۔ ۱۔ مکروہ ہے نہ چاہئے۔ جب آفتاب بلند ہو جائے اس وقت سنتیں ادا کرے عالمگیری

میں ہے تسعة اوقات یکرہ فیہا النوافل وما فی معناہا لا الفرائض (الی قولہ) ومنہا ما بعد صلاة الفجر

قبل طلوع الشمس هكذا فی النہایة والکفایة ولو افسد سنة الفجر ثم قضاها بعد صلاة الفجر لم یجوزہ

كذا فی محیط السخسی واللہ تعالی اعلم۔

۲۔ وتر کے بعد دو رکعت نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھیں اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از میرٹھ مرسلہ جناب مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس مدرسہ اسلامی عربی۔ ارجحادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ

۱۔ قنوت نازلہ کو قبل رکوع پڑھنا بہار شریعت میں ظاہر قرار دیا ہے اور اس پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی تصدیق بھی ہے علامہ شامی نے بعد رکوع پڑھنا اظہر فرمایا اور اس کی دلیل بھی پیش فرمائی اعلیٰ حضرت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے حاشیہ میں اس دلیل کا کیا جواب تحریر فرمایا ہے اور اگر حاشیہ میں کوئی دلیل تحریر نہ فرمائی تو علامہ

شامی کی تحقیق کیوں ترک فرمائی۔

۲۔ تسبیح رکوع کے متعلق احادیث میں جب کہ امر وارد ہے جو بدو ن قرینہ صارفہ کے وجوب پر دلالت

کتبہ حنفیہ نے تسبیح رکوع کو مسنون قرار دیا ہے کیا کوئی قرینہ صارفہ عن الوجوب موجود ہے اگر نہیں تو واجب کیسے نہیں قرار دیتے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مقام پر حاشیہ شامی میں کیا تحقیق فرمائی ہے۔

الجواب۔ اعلیٰ حضرت نے قول شامی والاظہر ما قلناہ پر جہدالمختار میں جو فرمایا یہ ہے اس میں دلیل بھی ہے اقول بل الاحق بالقبول ما قالہ السید الحموی لما فی الفتح ولما تریح ذلك خرج ما بعد الركوع عن

کونہ محللا للقنوت ۱۱ وقال ايضا وهذا يحقق خروج القنوة عن العملية بالکلیة الا اذا اقتدای بمن یقنت فی التریع بعد الركوع فانه يتابعه اتفاقا ۱۱

۲ علامہ شامی نے اس کے متعلق ایک جگہ یہ لکھا۔ الحاصل ان فی تثلیث التسبیح فی الركوع والسجود ثلاثۃ

اقوال عندنا ۱۱ ارجمها من حيث الدلیل الوجوب غیر مجابا علی القواعد المذهبية فینبغی اعتمادہ کما اعتماد بن ائمام ومن تبعہ ۱۱ وایة وجوب القنوة والجلوس والطمانينة فیہما کما مر اس قول کما اعتماد الخ پر حضرت

نے جہدالمختار میں تحریر فرمایا۔ اقول ابن الہمام (لیس) من اصحاب الترجیح بتصریح العلماء ولا کذلک تلمیذہ المحقق ابن امیر الحاج اما الحلبي صاحب الغنیة فمقتطوع انه لیس منهم ۱۱ واما من حيث الروایة فالارجح

السنية لانها المصرح بها فی مشاہیر الكتب وصرحوا بانہ یکرہ ان ینقص عن الثلاث وان الزيادة مستحبة بعد ان یختتم علی وتر خمس او سبع او تسع ما لم یکن اما ما فلا یطول وقد منا فی سنن الصلاة عن اصول ابی الیسر

ان حکما السنة ان یندب الی تحیلها وایلام علی ترکها مع حصول اثم یسیر وهذا یفید ان کراهة ترکها فوق التنزیہ وتحت المکرہ تحریما وبهذا ینضعف قول البصران الکراهة هنا للتنزیہ لانه مستحب وان

تبعہ الشارح وغیره فتدبر حضرت قدس سرہ شامی کے قول فالارجح السنية پر تحریر فرماتے ہیں۔ سیأتی انه المعتمد المشهور فی المذهب اقول ونص فی الخانیہ انه لودفع الامام رأسه من الركوع او السجود

قبل ان یتبع المقتدی ثلاثا الصیح انه یتابع الامام انتمی ۱۱ فہذا کما تری ۱۱ تصحیح لعدم الوجوب وقد

نصوا ان قاضی خان فقیہ النفس لا یعدل عن تصحیہ مع ان القول بالوجوب لا یعلم عن تقدم محمد

العلامة الحلبي وكتب المذهب متونا وشرحا وفتاوى طائفة بتصریح السنية وعليها تدل الفروع فعلیه فلیکن التعویل وسیأتی مسئلة تؤیدہ ص ۷۵۰ وسيقول المحشی فی الصفحة القابلة انه سنة

۱۱ جہدالمختار ص ۳۲۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن ۳۱۷۲ و ۳۱۷۳ مصر ۳۱۷۲ و ۳۱۷۳ جہدالمختار ص ۲۲۳ و ۲۲۴ حیدرآباد دکن

۱۱ و مشدح فی الخلاصة والفتح وغیرہما ۱۱ ۱۱ ۱۱ نص فی ردالمختار ان تصحیح ما یتنبی علی قول تصحیح لذلك القول ۱۱ ۱۱ ۱۱

علی المعتمد المشهور فی المذهب لا فرض ولا واجب، فقد افاد اعتقاده مع اشتهاً لا خلاف ما هنا ۱۳۔ علامہ
 شامی نے دوسرے صفحہ پر یہ فرمایا جس کا حوالہ حضرت نے ابھی دیا۔ تسبیح میں تین تین سالہ سنہ علی المعتمد المشهور
 فی المذهب لا فرض ولا واجب کما مر فلا یتروک المتابعة الواجبة لاجلها۔ نیز شامی نے صفحہ ۱۴ پر فرمایا قال
 فی الفتیة لو خاف انه لو صلى سنة الفجر بوجهها تقوته الجماعة ولو اقتصر فيها بالفاتحة وتسيحة في الركوع
 والسجود يدركها فله ان يقتصر عليها لان ترك السنة جائز لادراك الجماعة سنة السنة الاولى۔ رہا یہ کہ
 اس تسبیح کے متعلق احادیث میں صیغہ امر وارد ہے تو قرینہ صاف یہ کیا ہے ابن امیر الحاج حلیمی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ
 نے بحث میں بھی فرمایا تھا کہ صیغہ امر اور اس پر مواظبت و وجوب ہی بتاتے ہیں علامہ صاحب بحر الرائق
 میں اس کا یہ ہی جواب دیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اعرابی کو جب تعلیم فرمائی تو اس میں اسے ذکر نہ فرمایا یہ تعلیم
 نہ فرماتا وقت تعلیم اعرابی و وجوب سے صارف ہے علامہ ابراہیم الحلیمی نے فقیر نے بحث علامہ ابن امیر الحاج حلیمی
 سے موافقت فرمائی اگرچہ فقیر ہی میں دوسری جگہ پر سنیت ہی کا قول کیا اور صاحب بحر کے جواب پر فرمایا۔
 نقائل ان يقول انما يلزم ذلك ان لو لم يكن في الصلاة واجب خارج عما علمه الاعرابي وليس كذلك بل تعيين
 الفاتحة وضد السورة وثلاث آيات ليس مما علمه الاعرابي بل ثبت بدليل آخر فلم لا يجوز ان يكن هذا
 كذلك كفاية في فرمایا۔ قوله ذلك ادناه هذا من تنمة الحديث ثم بين المصنف رحمه الله تعالى ان
 مراد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من قوله ادناه اي ادنى كمال الجميع وادنى كمال السنة لان يكون
 المراد ادنى ما يجوز به الصلاة او يقام به الواجب لانه لا يمكن اثبات فرضية التسبيح بهذا الخبر لانه لا يجوز
 الزيادة على الكتاب بخبر الواحد ولا اثبات الوجوب ايضا لانه عليه الصلاة والسلام لم يعلم ذلك الاعرابي حين
 علموا الفرائض والواجبات ولو كان القول به ثلث مرات من الواجبات لعلمه۔ وفي مبسوط شيخ الاسلام
 رحمه الله فان سبحة واحدة روى عن محمد رحمه الله انه قال يكره ذلك وقال ابو مطيع البلخي تلميذ
 ابى حنيفة رحمه الله لو نقص من ثلث في تسبيحات الركوع والسجود لم تجز صلواته وذهب في ذلك الى
 انه ركن مشروع فكان نظير القيام لوجب ان يحمله ذكر وفروض قيا على القيام غنيمه میں ہے۔ ذکر کرنے
 (الشرح) ای شرح الاسبغالی انہ ان لم يقل ثلثا تسبيحات اولم يركب مقدار ذلك لا يجوز ركوعه) وهذا
 قول شاذ كقول ابى مطيع البلخي تلميذ ابى حنيفة رحمه الله بفرضية التسبيحات الثلث في الركوع والسجود

حتى لو نقص واحدة لا يجوز ركوعه ولا سجوده لان كلا منهما ركن مشروع فوجب ان يجعله ذكر ومغرو
 كالقيام قلنا يلزمه الزيادة على قوله تعالى «اركعوا واسجدوا» بالقياس وهو لا يجوز، وكذا ما رواه ابو داود والترمذى
 عن عقبه بن عامر قال لما نزلت سبح باسم ربك العظيم قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 اجعلوها في ركوعكم ولما نزلت سبح اسم ربك الاعلى قال اجعلوها في سجودكم لا يجوز الزيادة به على
 الكتاب وان كان امر الكونه خبر واحد لكن بقى ان يقال ينبغي ان يفيد الوجوب كما في نظائره ولم تقولوا
 به بل بالسنية فاجاب عنه في المستصفي بانه دل الدليل على عدم الوجوب ايضا لانه عليه الصلاة والسلام
 لما علم الاعرابي الصلاة لم يذكر له في الركوع والسجود شيئا ولقائل «انه قوله» كذلك ركبة ركبة
 السجود متعلقة بادنى ما ينطلق عليه اسم السجود وهو وضع الجبهة على الارض والكلام فيه كالللام في
 الركوع (وذكر في زاد الفقهاء) وغيره ايضا (ان ادنى تسيصات الركوع والسجود الثلث) ان الاوسط خمس
 مرات والاكمل سبع مرات لما خرج ابو داود والترمذى وابن ماجه من حديث ابن مسعود عنه عليه
 الصلاة والسلام انه قال اذ ركع احدكم فليقل ثلث مرات سبحان ربى العظيم وذلك ادناه واذا سجد
 فليقل سبحان ربى الاعلى ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنى ما يتم به تحقق السنة فلذا امرى عن
 محمد كراهة النقص عن الثلث شها اذا كان الثلث ادنى وقد استحبوا الا بتاسر ووسرى بكمه فرما بار وبقول
 في ركوعه سبحان ربى العظيم ثلثا وذلك ادناه (وان مراد) على الثلث (فهو) اى الفعل الذى هو الزيادة
 (الفعل) من تركه لقوله عليه الصلاة والسلام «ولا تتركوا ركعة من ركعاتي الا اذا نزلت عليكم»
 الزيادة على الادنى افضل ولكن اذا مراد بالسنة (انه) يختص على وتر لان الله وتر يحب الوتر وان اقتصر
 في التسبيح على مرة واحدة (او ترك) التسبيح (بالكلية) جازت صلاته لعدم ركبة (ركعة) ذلك هو
 الترتيب والاقتصار على مرة وكذا الاقتصار على مرتين للاخلال بالسنة (روى عن ابى مطيع البجلي ان تسبيح
 الركوع والسجود ركن لو تركه لا تجوز صلاته) وقد تقدم الكلام عليه في الفريضة الرابعة.

مسئلہ۔ علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کیا فرماتے ہیں۔

جس گاؤں میں حاکم نہ ہو اس میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گاؤں میں جمعہ ناجائز ہے جہاں ہوتا ہو وہاں روکا نہ جائے کہ فتنہ ہے نیز یہ کہ وہ اتنے سے

بھی جاتیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ انہیں آہستہ آہستہ اس کی تلقین کی جائے کہ وہ ظہر بھی پڑھیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از پرتاپور۔ بریلی محمد غوث خاں حامدی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک فتویٰ بشکل اشتہار عوام کے پیش نظر ہے جس کی سرخی یہ ہے کہ دیہات میں جمعہ کی نماز ناجائز اور گناہ ہے نہ ایک گناہ بلکہ چند گناہ اور اس میں ہر سوال کا جواب امام اہلسنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ رضویہ سے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جو نہ شہر ہے اور نہ قناتے شہر اس میں جمعہ پڑھنا حرام ہے اور جواب دہندہ مفتی سید افضل حسین مونگیری ہیں اور اس میں اٹھارہ علماء اہلسنت کی تصدیقات ہیں خصوصاً حضرت مفتی اعظم ہند وغیر ہم اس اشتہار کے سبب دیہات میں بے حد انتشار برپا ہے اور دوسرا فتویٰ رہنمویہ میں میری نظر سے گذرا جس میں حضرت مفتی اعظم ہند کا جواب ہے اس میں لکھا ہے کہ جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں تو ان لوگوں کو متنع نہ کیا جائے کہ آخر نام الہی لیتے ہیں جو جنس ائمہ کے طور پر صحیح آتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں فتوؤں میں ہم کس کو غلط سمجھیں اور جب دیہات میں جمعہ پڑھنا گناہ ہے تو پھر یہ حکم کیوں ہوا کہ ذکر الہی تو ہے اور پہلے فتوے میں حضرت مفتی اعظم ہند نے تصدیق کیوں فرمائی اور علمائے اول نے بھی یہ غلط بات تصدیق کیوں فرمائی ہم کو صاف صاف اور روزبان میں سمجھایا جائے جس میں گول مول بات نہ ہو کہ فتویٰ بشکل اشتہار غلط ہے اور دیہات (میں) جمعہ پڑھنا گناہ نہیں ہے فقط بنو اتوجرو اور دیہات میں جمعہ کے بعد جو چار فرض ظہر احتیاطی کو حکم رہنمویہ کے فتوے میں ہے (وہ) جماعت سے پڑھے جائیں یا علیحدہ علیحدہ فقط بنو اتوجرو۔ نمبر (۲) زید کا کہنا ہے کہ جب دیہات (میں) جمعہ نہیں ہے تو آج کل شہر میں بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ ہندوستان دارالاسلام نہیں دارالحرب ہے کہ ہماری شریعت کی بہت سی باتیں نہیں مانی جا رہی ہیں جیسے آج کوئی عورت اپنے شوہر کو طلاق دینا چاہے تو کلکٹر کے یہاں وہ طلاق دے سکتی ہے اور نا انصافی بھی بہت ہو رہی ہے اور ہولی میں جبرائیل مسلمانوں پر ڈالا جاتا ہے اور گائے کی قربانی بھی نہیں کر سکتے اور مسلمانوں کو روزگار بھی نہیں مل رہے ہیں جہاں شریعت کی سب باتیں نہ عمل میں آتی ہوں وہ جگہ دارالحرب ہے وہاں جمعہ نہیں ہو سکتا تو کیا زید کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں اور ہندوستان دارالاسلام ہے کہ دارالحرب اس کی پوری تفصیل حدیث شریف سے یاد کیے گئے ائمہ سے عنایت فرمائی جائے فقط بنو اتوجرو۔

(۳) گاؤں میں لوگ اگر جمعہ پڑھیں تو اس میں جاننے والا شریک ہو یا نہیں فقط

الجواب۔ کسی کو بھی نہیں۔ اشتہار میں جو احکام اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے چھاپے ہیں وہ برنبائے مذہب حنفی ہیں۔ دوسرے فتوے میں جو تحریر ہے وہ بھی اس اشتہار میں ہے وہ بھی اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے۔ جہاں عوام پڑھتے آئے ہیں وہاں انھیں اس سے روکنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو تو نہ روکا جائے۔ صرف ظہر کے فرض پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ اور اگر ایسے لوگ سمجھا رہے ہوں کہ وہ مذہب کا حکم سمجھ کر گردن رکھ دیں اور کسی قسم کا فتنہ نہ ہو تو وہاں انھیں اقامت جمعہ سے روکا جائے کہ جہاں فرض نہیں وہاں پڑھنا خلاف مذہب ہے۔ جو فرض نہیں اسے فرض سمجھنا خلاف مذہب ہے۔ جو فرض ہے ظہر اس کا ترک اور جہاں ظہر فرض ہے وہاں جمعہ سے اس کا ذمہ سے اتر جانا سمجھنا خلاف مذہب ہے۔ ذکر تو ہے مگر مذہب حنفی کے خلاف اس کی اقامت ہے اس کی اقامت سے وہاں فرض ظہر کی اصاعت ہے۔ تو ذکر ہونا اور بعض ائمہ کے طور پر صحیح ہونا اور بات ہے اور اس کا اس جگہ جہاں ظہر فرض ہے لے جا ہونا اور بات ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے وہ فتاویٰ سب بکرمہمجا و درست ہیں اس لئے تصدیق کی گئی دوسرا فتویٰ اعلیٰ حضرت کے ان فتاویٰ سے ہرگز معارض نہیں دوسرے فتوے میں جو یہ تحریر ہے کہ جہاں ہمارے مذہب میں جمعہ نہیں اور عوام پڑھتے ہوں تو ان لوگوں کو منع نہ کیا جائے الخ وہ بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ارشاد ہے۔ وہ اوپر کے احکام کے معارض نہیں جہاں فتنہ عوام کا اندیشہ صحیح ہو وہاں منع نہ کیا جائے۔ فرض ظہر بھی پڑھنے کی تاکید کی جائے۔ دیہات میں جمعہ پڑھنا مذہب حنفی میں ہرگز جائز نہیں مگر عوام پڑھتے ہیں اور منع کرنے سے باز نہ آئیں گے فتنہ برپا کریں گے تو ان کو اتنا ہی کہنا ہوگا کہ بھائیو ظہر کے چار رکعت بھی پڑھو کہ تم پر ظہر ہی فرض ہے جمعہ پڑھنے سے تمہارے ذمہ سے وہ ظہر ساقط نہ ہوئی۔ وہ فرض ظہر بھی جماعت ہی سے پڑھنے کو کہا جائے کہ بے عذر ترک جماعت گناہ ہے۔

۲۔ ہندوستان دارالاسلام ہے اعلیٰ حضرت کا رسالہ اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام رکھیں
نید کا کہنا غلط ہے تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت کا یہی رسالہ دیکھیں۔

۳۔ جاننے والا شریک نہ ہو اور خوف فتنہ شرکت کرے تو ظاہر کر دے کہ جمعہ یہاں پڑھنا خلاف مذہب حنفی ہے اس سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی چار فرض ظہر پڑھو اور خود بھی پڑھو۔ واللہ الہادی
وہو تعالیٰ اعلم۔

مسجد میں مکروہ ہے اور وہ حسنت کو اس طرح کھا لیتا ہے جیسے چوپایہ گھاس کو یہ مضمون خود حدیث شریف میں موجود ہے یہی علامہ اسی غنیہ میں فرماتے ہیں کذا ذکرہ حدیث صاحب الکشاف یہاں تک کہ مسجد میں اپنی گئی چیز کا دریافت کرنا ناجائز ہے۔ حدیث میں فرمایا من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لاردها اللہ علیک فان المسجد لمرتبہ لہذا ان لوگوں پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو لوگ مساجد میں اپنے بچوں کو لاتے یا ان کے بچے جاتے ہیں اور وہ انھیں نہیں روکتے روکنے والوں سے لڑتے ہیں گنہگار ہیں اس ارشاد حدیث سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی و مخالفت کرتے ہیں حدیث شریف میں فرمایا جنبا و مساجدکم صیباکم و مجانبینکم و شرانکم و بیعکم و خصوماتکم و رفع اصواتکم و اقامتحد و دکم و سل سیوفکم الحدیث غنیہ میں فرمایا یجب ان تصان عن ادخال المجانین والصبان بغیر الصلاة واجب ہے کہ مساجد مخبون اور بچوں کو علاوہ نماز کی داخل کرنے سے بچائی جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زید بن زینت حسنت دیوار الف میں سوراخیں کر کے کڑیاں ڈال کر بت میں ایک حجرہ بنا چاہتا ہے جس وجہ سے بت کا کچھ حصہ توڑنا پڑے گا۔ آیا یہ اس کا جائز ہو گا یا نہیں۔ حج زینہ نماپست احاطہ ہے اور مصرف نماز سے خارج زید اس کو مسدود کر کے اور وہیں سوراخیں بنا کر اور کڑیاں ڈال کر وہ کا پورا حصہ دو کانی صورت میں تبدیل کر کے کرایہ پر جاری کر سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے کرایہ سے مسجد کے اخراجات میں سہولت حاصل ہوں گی۔ واقف بقید حیات نہیں ہے۔ ملازمان محکمہ آبکاری سے چندہ لے کر مسافر خانہ اندر احاطہ مسجد۔ حجرہ مسجد خواہ مسجد بنا جائز ہے یا نہیں نقشہ مسجد برائے معائنہ منسلک ہے۔

المستفتی شاہ محمد حسین کاپٹ کلکٹری

الجواب۔ بعد تمام مسجدیت دیوار مسجد کو کسی کام میں نہیں لاسکتے اگرچہ مسجد کے مصالح کے لئے جو اوقات ہوں ان میں نہ اس کے آثار پر کوئی دیوار اٹھا سکیں نہ اس پر کڑیاں رکھ سکیں۔ تاہم خانہ در مختار میں ہے لوبخی فوقہ بیت الامام لا یضر لانه من المصلح اما لو تمت المسجدیۃ شمالا د البناء منع ولو قال غنیت ذلک لم یصدق اس میں اس کے بعد بزاز سے ہے فاذا کان ہذا فی الواقف فکیف بغیرہ فیجب ہدمہ ولو علی جدار المسجد ولا یجوزنا اخذ الاجرۃ منه ولا ان یجعل شیئاً منہ مستغلا ولا

سکنی بجز الرائق پھر ردالمحتار میں ہے لایوضح المجدع علی جدار المسجد وان کان من اوقافہ۔ الفت کہ دیوار مسجد ہے اس میں سوراخ کر کے حجرہ کی کڑیاں رکھنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ صورت بھی ناجائز ہے کہ ذبحی دیوار مسجد ہے اور اس میں کڑیاں رکھنا ناجائز پھر فنا مسجد کا حکم وہی ہے جو مسجد کا حکم ہے فنا مسجد میں بھی بعد تمام مسجدیت دوکانیں نہیں بنائی جاسکتیں۔ مبسوط امام شری پھسر عالمگیری میں ہے قیہ یرید ان یبنی حوانیت فی فناء المسجد لایجوز لہ ذلک لانه یقسط حرمة المسجد لان فناء المسجد لہ حکم المسجد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ملازمان آبکاری کو تنخواہ اگر خاص اس زر حرام سے ملتی ہے اور ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں تو وہ زر حرام نہ ان سے لینا جائز ہے اور یہاں اس کا ثواب فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب ہاں اگر وہ قرض لے کر دیں تو اس کا اخذ جائز ہوگا۔ اور وہ اس پر ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔ مسافر خانہ اگر غلام شرط واقف بنایا جائے گا تو یہ حرام ہوگا احاطہ مسجد میں مسجد کے خارج مصالح کے لئے جو عمارت جائز ہے وہ ثواب کا کام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کسی شخص کی اراضی کو کوئی دوسرا شخص بغیر مالک کی اجازت سے اراضی کو مسجد کے تصرف میں کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر اس کی بغیر اجازت کے کچھ حصہ جبراً مسجد کے تصرف میں لایا گیا تو آیا یہ حصہ مسجد کا ہو گیا یا نہیں اور ان کا یہ فعل کیسا ہے جو حکم ہو مطابق شریعت صادر فرمایا جاوے۔ بینوا تو جروا

الجواب۔ غیر کی مملوک زمین ہے اس کی اجازت کے زبردستی بغیر معاوضہ دیتے مسجد میں داخل کر لینے کا کسی کو حق نہیں خصوصاً اسی صورت میں جب کہ مسجد کو اس کی حاجت نہ ہو۔ مسجد کی وسعت کی ضرورت نہ ہو۔ وہ مسجد وہاں کے لوگوں کو کافی ہو۔ ہاں جب مسجد وسیع کرنے کی ضرورت ہو کہ ناکافی ہو تو معاوضہ دے کر زمین داخل کی جاسکتی ہے یوں اگر وہ شخص راضی نہ ہو اسے جائز طور پر معاوضہ لینے زمین دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ اسعاف وغیرہ میں ہے لوضاق المسجد علی الناس و یحببہ ارض ملک الرجل لو اخذ منه بالقیمۃ کرہاد فعالضرر العام و یجبر الخاص بالخذالقیمۃ جو زمین غصب کر کے مسجد میں داخل کی گئی اتنا حصہ ہرگز مسجد نہیں۔ جن لوگوں نے ایسا کیا وہ ظالم غاصب مستحق ناسحق اللہ اور حق العبد دونوں میں گرفتار ہیں۔ ان پر توبہ لازم ہے۔ مسجد کو اگر حاجت نہ ہو فوراً آئی زمین اس سے خارج کر دی جائے اگر مالک راضی نہ ہو اور اگر حاجت ہو تو مالک کو اس کا معاوضہ دیا جائے۔ اگر صورت وہ ہو کہ مسجد کو حاجت نہ ہو اور مالک اپنی

زمین ہی لینا چاہتا ہو۔ معاوضہ لے کر زمین چھوڑ دینے پر راضی نہ ہو تو زمین واپس کی جائے گی۔ اور اس کے داخل اور خارج کرنے میں اور مسجد کی پھر درستی میں جو کچھ صرف ہوگا اس کا ذمہ دار وہی ہوگا جس نے پرانی زمین مسجد میں ڈال لی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بمبئی لال باغ رلا مستولہ سیٹھ محمد ابراہیم صاحب مرسلہ مولوی نذیر احمد صاحب۔ ۱۸ سوال المکرم

ایک مسجد اس طرح واقع ہے کہ اس کا دروازہ صحن مسجد سے جدا اور سطح مسجد سے بالاحصہ میں ہے دروازے سے متصل ایک مندر ہے بلدیہ کا محکمہ تعمیرات اس طرف ایک سڑک بنا رہا ہے وہ چاہتا ہے مسجد کی اس خارج از مسجد زمین میں سے جہاں صرف دروازہ واقع ہے ایک حصہ سڑک کے لئے دیدیا جائے اور اس کے بدلے کی زمین اسی کے متصل ایسی لے لی جائے جس میں صدر دروازہ شاندار تعمیر ہونے کے علاوہ اس کے ہر دو جانب کچھ دوکانیں بھی تعمیر ہو سکیں گی۔ اس جدید دروازہ اور دوکانوں کی تعمیر محکمہ مذکور کے ذمہ ہوگی۔ جب کہ مسجد کی ملحقہ وہ زمین جو صحن مسجد سے جدا گانہ صرف دروازہ کی صورت میں ہے۔ محکمہ مذکور کو دینے سے دو فوائد مرتب ہوں گے۔

(۱) اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ مندر بالکل سڑک میں آجائے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے بت پرستی کی جڑ بنیاد قرب مسجد سے نیست نابود ہو جائے گی جس کی موجودگی سے اس نازک زمانہ میں ہر وقت فساد و فتنہ پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔

(۲) دوکانوں کے بن جانے سے مسجد کی آمدنی کا ایک سامان ہو جائے گا تو سوال یہ ہے کہ ان دو اہم فوائد کو مد نظر رکھ کر بالخصوص بنیاد سڑک مٹ جانے کی نیت سے اس حصہ زمین کا محکمہ تعمیرات بلدیہ کو بالمعاوضہ دے دینا جائز ہے یا نہیں۔ تدبیر سے جواب دیکھیے اور اجر حاصل کیجئے۔

الجواب۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ کسی وقف کی ہیئت کا بدلنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ بلکہ بیخود تغیر الوقت عن ہیئت عامہ کتب معتبرہ میں موجود ہے۔ بعض متون کی اس عبارت سے کوئی دھوکا نہ کھائے مثلاً تنویر الابصار میں فرمایا جعل شیء من الطريق مسجد اجازت کے اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجدیت باطل کر کے گذرگاہ بنا دی جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ مسجد کے کسی جز کو بحال رکھ کر وقت حاجت فقط مسرانان غیر محدث بحدث اکبر ٹھہرایا جائے در مختار میں فرمایا (کعکسہ) ای تجوانا عکسہ وهو ما اذا جعل فی المسجد مسر لتعارف اهل الامصار فی الجوامع وجازن لکن احدان یمرفیہ حتی الکافر الا الجنب والحائض والدواب

پھر یہ جواز بھی مختلف فیہ ہے اور وہ بھی بہر حال نہیں بلکہ وقت ضرورت و عند الحاجة ردالمحتار میں فرمایا قولہ کہ مکہ
فیہ خلاف کما یاتی عنہ و ہذا عند الاحتیاج کما قیدہ فی الفتح ردالمحتار میں تثار خانہ اس میں فتاویٰ
ابواللیث سے تو اس کا عدم جواز نقل کیا اور اسی کو تثار خانہ میں صحیح فرمایا۔

اور فتاویٰ عثمانیہ اس میں خواہر زادہ سے یہ نقل فرمایا کہ اگر راستہ تنگ ہو اور مسجد وسیع زائد از حاجت تو راستہ
میں مسجد سے زیادت جائز ہے اور چونکہ اسی پر متون کا اطباق تھا تو اسی کو معتمد بتایا عبارت یہ ہے فی التناخانیۃ
عن فتاویٰ ابی اللیث وان امر اهل المحلة ان يجعلوا شیئا من المسجد طریقا للمسلمین فقد قیل لیس لہم
ذالک وانہ صحیح ثم نقل عن العتابیۃ عن خواہر زادہ اذا کان الطريق ضیقا والمسجد واسعاً لا یحتاجون
الی بعضہ تجوز الزیادۃ فی الطريق من المسجد لان کلہا للعامة ۵۱ والمتون علی الثانی فكان هو المعتمد۔
اس میں غیر جنب و حائض و نساء مسلمان اور کافر ذمی کے مرور کی حرمت بوجہ ضرورت ساقط ہوگی۔ جمیع احکام مسجد اس
سے ساقط نہ ہوں گے۔ اسی میں ہے تسقط حرمة المرور فیہ للضرورة لکن لا تسقط عنہ جمیع احکام المسجد
فلذا لم یجوز المرور فیہ کجنب وغیرہ کما مر جہد المحتار میں فرمایا یتخذ فی المسجد ممرا ی ترفیہ المارة مع
بقاء المسجدیۃ وحفظ الآداب فلا یجحد دخول جنب ولا حائض ولا نساء وادخال دابہ کما مر شرخاً
نص علیہ فی التبیین والبحر وغیرہما مسجد کی مسجدیت کسی مصلحت کے لئے باطل نہیں ہو سکتی جو زمین
مسجد ہو چکی ہو جمیع اجزائے اہل مسجد رہے گی ردالمحتار میں فرمایا المسجد لا یخرج عن المسجدیۃ ابداً۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از گورکھ پور مرسلہ مولوی الفت علی صاحب

سوال۔ کیا حکم ہے شریعت غرار ملت بیضار کا صورت مسئلہ میں

(۱) دروازہ احاطہ مسجد کی بام نما تو وسیع بلا ضرورت سخت مع انہدام کوٹھری کرا یہ مسجد بزرگ کثیر موقوفہ مسجد

جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دروازہ احاطہ مسجد کی تحویل و توسیع میں سے جب کہ تحویل میں مسجد کی آمدنی کا اضافہ ہو اس طرح

پر کہ اس کی جگہ پر ایک اور کوٹھری بنادی جائے اور توسیع میں جب کہ نقصان ہو اس طرح پر کہ بجائے تعمیر

انہدام کوٹھری لازم آتا ہے مگر اس کی مکافات دروازہ پر کوٹھری بنا کر کی جاوے بظاہر مع عدم مکافات کر لے

تو کس پر عمل کیا جاوے؟

الجواب۔ بے ضرورت و حاجت و مصلحت اپنے روپے صرف کرنا بھی نہ چاہئے نہ کہ وقف کا مال اگر تحویل باب میں نفع ہو یا مصلحت و ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں۔ یوں اگر توسیع کی حاجت ہو تو توسیع بھی کی جا سکتی ہے۔ جب کہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ وقف کے روپیہ سے بھی کر سکتے ہیں جب کہ وہ روپیہ تعمیر کے لئے ہو اور اگر تعمیر کے لئے نہ ہو تو شرط واقف کے خلاف صرف نہیں کر سکتے کہ شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہے۔ مسجد کا اگر کوئی متولی ہے تو وہ کرے گا ورنہ اہل محلہ اسعاف فی حکم الاوقاف میں ہے لاجل اہل الملحة باب المسجد من موضع الی موضع اخر جاز عامہ کتب فقہ میں ہے شرط الاوقاف کنص الشارع مگر سوال را میں جب کہ بلا ضرورت کا لفظ ہے نیز یہ کہ بجائے نفع کے مسجد کا نقصان ہے پھر یہ کہ شرط واقف کا خلاف بھی ہے وقف کو اس کی ہیئت سے بدلنا بھی ہے تو کسی طرح یہ توسیع ہرگز جائز نہیں کتب معتبرہ میں ہے لا یجوز تغیر الوقف من ہیاتہ فلا یجعل الدکان خانانہ جو ایسا کریں گے وہ زر مسجد کے بھی ذمہ دار ہوں گے اور ان کے ذمہ لازم ہو گا کہ جیسی دوکان پہلی تھی ویسی ہی کر دیں۔

یہاں تو دوکان سرے سے اوڑھا ہی دی وقف کی تغیر ہیئت تو جائز ہے ہی نہیں جیسا کہ مذکور ہوا اگر مقصود دونوں کا ایک ہی ہو جیسے دوکان سے بھی مقصود کرایہ ہے تو یہ جائز نہیں کہ دوکان کو حرام کر دیا جائے لکن شرط الاوقاف کنص الشارع فی وجوب العمل بہ نہ کہ خلاف مقصود اور وہ بھی بالکل بے سود نہ صرف بے سود بلکہ بجائے نفع نقصان موجود یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہ دوکان مسجد پر وقف ہو مسجد کی دوکان ہونا اور بات ہے اللہ سہ پر اس کا وقف ہونا اور بات ہے اور اگر وہ مسجد پر وقف نہیں تو توسیع کر سکتے ہیں جب کہ اس کی حاجت ہو اور جب کہ وقف کا روپیہ تعمیر کے لئے ہو اور اگر وہ تعمیر کے لئے نہ تھا اور مصرف کا تھا جب تو بہر حال اس روپے کی ذمہ داری صرف کرنے والوں پر ہے یعنی اگر چہ جس صورت سے توسیع جائز ہو اسی صورت میں اس کو توسیع میں صرف کیا ہو۔

۱۔ جائز ہے جب کہ نفع ہو اور دروازہ جس کے بجائے دوکان ہوئی فنائے مسجد سے خارج ہو فنائے مسجد کا حکم وہی ہے جو مسجد کا جیسے مسجد کا کوئی حصہ دوکان وغیرہ نہیں کیا جا سکتا یوں ہی فنائے مسجد کا بھی اور اس توسیع کا حکم اوپر معلوم ہو گیا۔ جس صورت میں جائز نہیں۔ اگرچہ اس کے بجائے دس کوٹھریاں بنا کر مکانات کی جائے۔ اگرچہ وہ دسوں کرایہ کی ہوں۔ ہرگز جائز نہیں۔ اسعاف میں فرمایا لو اداد قیما المسجد ان ینبئ حیوات فی حدود المسجد و فنائہ۔ قال الفقیة ابواللیث لا یجوز لہ ان یجعل شیئا من المسجد مسکنا و مستغلا

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - از بریلی شہر کہنہ

۲۶ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ

عمر و نئے دو درخت مسجد کے آرام کے واسطے لگائے اگر اس میں کچھ لکڑی کسی وجہ سے کٹوانی گئی تو مسجد کے اندر صرف ہونا چاہئے یا بجائے عمر کے زید اپنے صرف میں لاسکتا ہے اپنی ملکیت بنا کر؟

الجواب۔ جو درخت مسجد میں لگائے ہیں وہ مسجد کے درخت کی لکڑی اپنے کام میں نہ عمر و لاسکتا ہے نہ زید نہ کوئی اور مسجد ہی میں صرف کی جائے گی۔ خود یا فروخت کر کے اس کی قیمت اسراف فی احکام اللہ میں ہے لو غرس فی المسجد تکون للمسجد لانه لا یغرس فیہ لیکون ملکاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - الزلزلہ کیوں اور صلہ مولوی علی احمد صاحب ایام مسجد ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ

اذان کی جگہ چھوڑ کر مسجد کے اندر اذان دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو فقہاء کے اقوال مسطورات الذیل کے مطلوب کیا چنانچہ فتاویٰ قاضی خاں فتاویٰ خلاصہ خزانہ المفتین فتاویٰ عالمگیری بحوالہ شرح نقایہ برجندی فتح القدر ان تمام کتابوں میں مندرج ہے کہ لا یؤذن فی المسجد اور غنیہ فی شرح المنیہ میں ہے الا اذان انما ینکون فی المؤذنة او خارج المسجد والاقامة فی داخلہ فتح القدر کے باب الجمعة میں ہے (ہو اذای الاذان) ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراهة الاذان فی داخلہ طحاوی علی مرآة الفلاح میں مرقوم ہے ینکر ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم عمدة الرعاہ فی شرح الوقایہ میں ہے قول بین ینذیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان او خارجہ والمنون هو الشانی اور اگر جائز نہ ہو تو مقرر مؤذن ہوتے ہوئے اس کے بغیر اذان و حکم وسعت وقت کے اندر اگر کوئی دوسرا شخص استہزاء سور ادبی اذان کرتے ہوئے قہقہہ مار کے ہنستے ہوئے مسجد کے اندر کھڑے ہو کر اذان دے دیوے اور مؤذن مقرر اعادہ کر لیوے تو کیا ہے؟ مدلل و مفصل مع حوالہ کتب معتبرہ تنقیح و توضیح فرما کر منون فرمائیں۔

الجواب۔ مسجد یعنی موضع صلاۃ میں اذان خلاف سنت و مکروہ تحریمی ہے قاطبہ الرحمہ اکرام علماء اعلام فقہاء عظام جہانڈہ تمام اس کی ممانعت فرماتے آئے کتب فقہ اس سے مالامال ہیں سائل نے جو چند کتب معتمدہ کی مجالت سوال میں لکھیں ان کا صریح مطلب یہی ہے کہ مسجد میں اذان نہ کہی جائے اذان مسندہ میں جو یا خارج مسجد اور اقامت داخل مسجد ہو اذان حدود مسجد میں ہو کہ داخل مسجد اذان مکروہ ہے۔ مکروہ ہے کہ اذان مسجد میں دی جائے خارج مسجد ہی اذان ہونا مستنون ہے نیز امام فخر الملہ والدین زبیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیسری کتاب

شرح کنزالدقائق میں فرمایا اللہ ان یكون الاذان في المنارة والاقامة في المسجد سنت ہے یہ کہ اذان مناوہ پر ہو اور اقامت مسجد میں جو مؤذن مقرر ہے اس کے ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت دوسرے کو اذان کہنا گویا اس کی حق تکلیفی کرنا ہے ایسا نہ چاہئے خصوصاً اس طرح کہ اس کے ساتھ اس سے استہزار مقصود ہو اس کی ایذا منظور ہو ایسا شخص یقیناً گنہگار اور مؤذن کے حق میں گنہگار ہے اس مسخرہ پر اس مسخر کا بار ہے اس کے سزا حق ایذا مسلم اور مسجد میں تہقہہ زنی کا الزام سوار ہے حدیث میں ناحق ایذا مسلم کو ایذا رائد و ایذا رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ اذان کے ساتھ استہزار تو کفر ہے اس نے یہ استہزار مؤذن کے ساتھ کیا یہاں اذان کے ساتھ استہزار کا تو کوئی محل سمجھ میں نہیں آتا مؤذن کو اسی اذان کا اعادہ ہی چاہئے تھا جو خلاف سنت مسجد کے اندر کہی گئی کہ مسجد کے اندر کی اذان سے غالباً یا بالکل ہی اعلام حاصل نہ ہو گا یا بروجہ کافی اور اذان نہیں مگر ہر اے اعلام اسی لئے اگر کوئی آہستہ آہستہ اذان کہے جس سے اعلام حاصل نہ ہو اس اذان کا اعادہ کرنا ہو گا تو جیسے اس اذان کا اعادہ چاہئے یوں اس کا بھی اذان کے سنن سے ہی یہ ہے کہ ایسی جگہ کہی جائے جو اسمع للیوان ہو مبسوط امام شری میں فرمایا بؤذن المؤمن حیث یکون اسمع للیوان لان المقصود اعلامهم ویرفع صوته لان الاعلام لا یحصل الا به اور اگر اذان مسجد کے باہر صحن میں کہی تو اگرچہ اس صورت میں اعلام میں کوئی نمایاں کمی نہ ہوگی مگر خلاف سنت و مکروہ ہے لہذا اعادہ چاہئے اس شخص پر لازم ہے کہ مؤذن سے جس کے ساتھ تمسخر کیا ناحق ایذا پہنچائی معافی مانگے اور مولیٰ عزوجل کی جناب میں توبہ کرے کہ تمسخر حرام ہے اس میں حق اللہ وحق العبد دونوں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۔ مرسلہ نذیر احمد مظفر پوری ڈاکخانہ بیدین بانی ضلع ہنگلی بشرف ملاحظہ حضرت قبلہ مفتی اعظم جناب مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

(۱) ایک مسجد بہت پرانی ہے نئے سرے سے بنونے کی تجویز پر شہید کی گئی اب چند لوگوں کی رائے ہے کہ ایک درجہ مسجد کا پیچھے یعنی پچھم کی طرف چھوڑ دیا جائے حجرہ یا حوض یا غسل خانہ وغیرہ بنانے کے خیال سے اور پورب کی طرف ہٹ کر مسجد بنائی جائے آیا اصل مسجد کی جگہ جماعت خانہ کی چھوڑ کر مسجد بنا سکتے ہیں؟ اور اس جگہ کو کسی اور کام میں لاسکتے ہیں یا نہیں اور اگر مسجد جدی رہے گی دوسرے مصرف میں اس کی جگہ نہیں لاسکتے تو جو لوگ کسی اور کام میں مسجد کی جگہ لانے پر اڑے ہوئے ہیں اور پورب میں ہٹ کر نئی مسجد بنانے پر تے ہوئے ہیں

تو اس صورت میں عامہ مسلمین کو حق با من و امان روکنے کا شرعاً حاصل ہے یا نہیں نیز اس پر اصرار کہ مسجد اپنی اصل ہی جگہ پر بنے اس کا حق بھی حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو جگہ مسجد یعنی موضع صلاۃ وقف ہو چکی اسے کسی دوسرے کام میں لانا حرام اشد حرام ہے وہ ابدا نماز و ذکر خدا ہی کے لئے ہے وہاں حجرہ یا حوض و غسل خانہ بنانا خدا کی توہین اور اس کی ویرانی ہے جو لوگ اس پر اٹھے ہیں وہ بیت اللہ کی توہین کرنے پر اڑے ہیں انھیں ہر ممکن مگر جائز طور پر اس شنیع کام سے روکا جائے ہر مسلمان پر انھیں اس خبیث حرکت سے باز رکھنے کی سعی فرض ہے والان وہیں بنے یا پورب کی طرف ہٹ کر بنے مگر یہ جگہ ہرگز کسی دوسرے کام کے لئے نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ کام ایسا ہی ہو جس میں توہم توہین و تلویث بھی نہ ہو غسل خانہ تو غسل خانہ ہے یوں ہی حوض و حجرہ مسجد تو مسجد کسی وقف کو اس کی بیعت سے بدلنا جائز نہیں شرط واقف کا اتباع مثل اتباع نص شارع واجب ہے کتب معتدہ معتبروں میں تصریح ہے شرط الواقف کفşa الشارع فی وجوب الاتباع والعمل ونیز تصریح ہے لا یجوز تغیر الواقف عن ہیئته فلا یجعل الدکان خاناً ۵

مسجد کا تو ہر ایسی چیز سے بچانا لازم ہے جس میں توہم اہانت و تلویث ہو نہ کہ اسے حوض و غسل خانہ کر دینا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا جائز نہیں یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی گئی چیز وہاں دریافت کرے تو ان سے بچائے بتانے کے یہ کہا جائے لا مردھا اللہ صلیٰ علیہ خلائیرہ گئی چیز تجھے نہ ملائے مسجدیں اس لئے نہیں بنیں یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ اسے موضع صلاۃ و ذکر جس کے لئے وہ بنی تھی اس سے نکال کر اس کی یہ حرمت باطل کر کے جو بات حرام تھی اس کے لئے کر دینا وہ لوگ جو اس شنیع ارادہ و نیت پر اڑے ہوئے ہیں وہ کیا ہیں اگر خود واقف بعد تمام مسجدیت ایسا کرنا چاہتا ہے ہرگز نہ کر سکتا متولی ہوتا تو اس کی تولیت توڑ دی جاتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

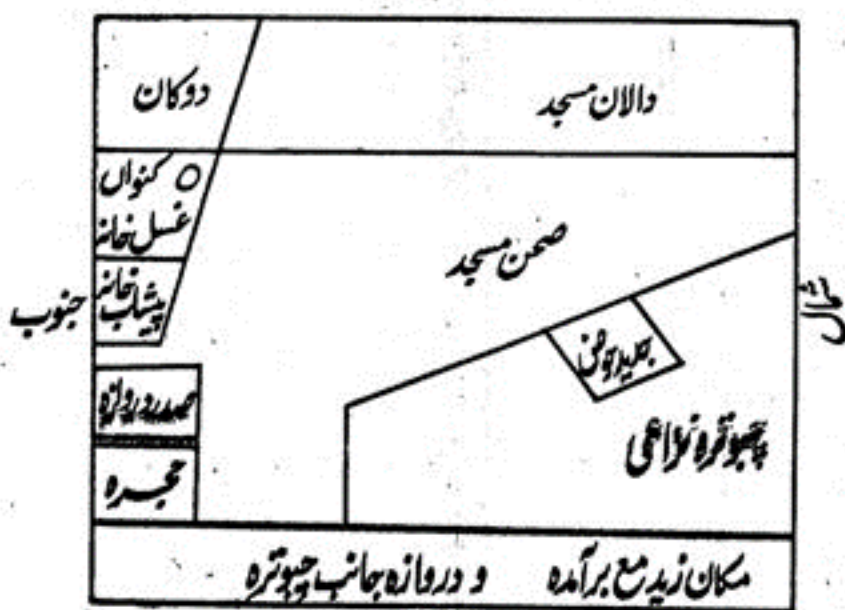
مسئلہ۔ از ہیئہ مدنیہ بنارہ صاحب معرفت جلد الجبار عبد الغنی صاحبان ۳ جرم الامام ۵۲
مکرمی قبلہ از قادم عبد الجبار دست بستہ آداب خادمانہ قبول ہو اس استنفا کے جواب کی اشد ضرورت ہے جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد تحریر کریں۔ کہ مسجد سے ملحق ایک چبوترہ اقتادہ ہے جسے اکثر حضرات زید کا جانتے ہیں مگر متولی مسجد نے چبوترہ پر وضو کے لئے ایک حوض بنوایا اور پانی کا ٹانکا بھی رکھ دیا اب نمازی لوگ اسی چبوترہ کو فرش مسجد میں شامل کر لینا چاہتے ہیں تو زید راضی نہیں ہے اور کہتا ہے کہ زمین ہماری ہے لیکن لوگ دلیل میں رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ ج ۳ ص ۹۶ کی یہ عبارت کہ در حالت تنگی و ضرورت جبراً جگہ لے کر مسجد میں

جرحانا درست ہے۔ پیش کرتے ہوئے جبر یہ اس چبوترہ کو مسجد میں شامل کر لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے ضروری سے سوالات دریافت طلب مندرجہ ذیل ہیں۔

اول یہ کہ چبوترہ مذکورہ جبر یہ مسجد میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر مسجد سے ملی ہوئی زمین جو کہ دوکان کے لئے موجود ہے اسے نہ شامل کیا جائے اور جبر یہ زید کا چبوترہ لے لیا جائے تو اس مسجد میں کسی کی نماز ہوگی۔ اور یہ کہ چبوترہ مذکورہ بالا پر بغیر رضامندی زید و صنو کو کرنا درست ہے یا نہیں اگرنا درست ہے تو ایسے صنو سے نماز درست ہوتی ہے۔ فقط بینوا تو جبر و

موقع کی حالت سمجھنے کے لئے یہ نقشہ ہے

مغرب



مشرق

الجواب۔ جب کہ وہ چبوترہ مسجد کا نہیں۔ زید کا ملوک ہے تو اس میں بلا اجازت زید حوض بنانا متولی پر حرام تھا اس نے ظلم کیا۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ زمین مسجد کی نہیں ملک غیر ہے اور وہ اس سے راضی نہیں کہ وہاں وضو کیا جائے انھیں وہاں وضو کرنا حلال نہیں۔ اگرچہ یہ وضو ہو جائے گا مگر بے اجازت مالک اس کی زمین میں وضو کرنے کا الزام ان کے سر ضرور ہوگا۔ متولی پر لازم ہے کہ حوض وہاں سے ہٹائے پانی کی ٹنگی وہاں سے اٹھائے۔ جو لوگ چبوترہ کو زبردستی مسجد میں جبر یہ شامل کرنا چاہتے ہیں۔ کمالے کہ مسجد کو ضرورت نہیں۔ یا اس کی ضرورت اس کی اپنی زمین پوری کر سکتی ہے جسے ان لوگوں نے دوکان بنانے کے لئے رکھ چھوڑا ہے تو وہ لوگ

ظالم جفا کار سنگرزیاں کار ہیں حق اللہ وحق العباد میں گرفتاری کو طیار ہیں۔ یہ حکم کہ دوسرے کی زمین کو ہالی جاسکتی ہے اسی وقت ہے جب۔ اس کی حاجت ہو بے حاجت و ضرورت ہرگز یہ حکم نہیں۔ گنگوہی نے بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو بہر حال پرانی زمین دبا کر مسجد میں شامل کر دو اس کے لفظ بھی یہ ہیں۔ درحالت تنگی و ضرورت۔

ہاں اگر واقعی مسجد کی وسعت کی ضرورت ہے اور وقتی وسعت کی حاجت ہے وہ اس کو شامل کرنے پر بھی حاصل نہیں ہو سکتی جس میں دوکان چاہی جاتی ہے۔ یا وہ زمین برائے دوکان ہی واقف نے رکھی ہے۔ دوکان کی شرٹا کر لی ہے۔ تو اس صورت میں قدر ضرورت و حاجت بازار بھاؤ سے اس زمین کی قیمت دے کر مسجد میں شامل کر سکتے ہیں خواہ زمین والا خوش خاطر نیچے یا ناگواری کے ساتھ لینے کے یہ معنی نہ سمجھ لئے جاتیں کہ وہ دے یا نہ دے زبردستی اس کی زمین جبراً اس سے پھین کر مسجد میں شامل کر دو بلکہ یہ معنی ہیں کہ اس کی قیمت اسے دی جائے اور وہ زمین مسجد میں داخل کر لی جائے۔ نیچے وہ بخوشی یا بکراہ۔ ناگواری کے ساتھ اکثر کتب معتبرہ معتمدہ فقہیہ میں یہ مسئلہ مصرح ہے مثلاً مجمع الانہر میں ہے لوصفاق المسجد علی المصلین و مجنبہ ارض لرجل یوخذ ارضہ بالقیمۃ ولو کسرها جس صورت میں اس چوتھرہ کا مسجد میں بے اجازت زید داخل کرنا ناجائز ہے اس صورت میں اسے جس میں نماز مکروہ ہوگی کہ وہ زمین منصوب ہوگی باقی مسجد تو مسجد ہے اس میں اس سبب سے کہ ایک حصہ غصباً داخل کیا گیا ہے کیوں مکروہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از احمد آباد کالو پور پانچ کٹی پالی ہاڈی مسجد گجرات مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳
ایک مسجد کے صحن میں مسجد کی زمین میں ایک قبر تھی اس صحن کو مسجد اونچی کرنے کے لئے اونچا کیا گیا اس کے ساتھ قبر بھی اونچی کی گئی پھر مسجد کو اونچی کرنے کی ضرورت پڑی اس مرتبہ اس قبر کے چاروں طرف اینٹ کی دیواریں کھدائی گئی اور اوپر سے بند کر دی گئی۔ اور قبر اندر سے محفوظ ہو گئی اور اوپر سے تمام صحن برابر کر دیا گیا اب عرض یہ ہے کہ (۱) اس جگہ پر جس کے نیچے قبر ہے پتھر کا تھونڈا کھنا اور اس کے آس پاس کٹھنرانا ناجائز ہے یا نہیں (۲) صحن کی اس جگہ میں جس کے نیچے قبر ہے چلنا پھرنا اور نماز پڑھنا ناجائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مسجد کی زمین میں قبر کا اگر یہ مطلب ہے کہ نفس مسجد میں وہ قبر بنائی گئی تو یہ حرام کام ہو اس کو کو نے ایسا کیا وہ سخت کٹھنر ہوئے اور اگر یہ مطلب ہے کہ قبل مسجدیت اس زمین میں کوئی قبر تھی پھر اس قطعہ کو مسجد بنایا گیا تو جتنی زمین میں قبر ہے وہ مسجد سے مستثنیٰ وہ مسجد نہیں صحن بلند کیا گیا اور سطح برابر کرنے کے لئے قبر کے ارد گرد سے کچھا اونچی دیوار بن کر اوپر سے پاٹ کر قبر اندر کر دی اس میں کوئی حرج نہیں اچھا کیا۔ اس جگہ جس کے نیچے

قبر چھپ گئی ہے نمازیں کچھ حرج نہیں جب کہ پٹاؤ قبر سے ملاصق نہ ہو قبر سے جدا ہو۔ وہاں آنا جانا کھڑا ہونا نماز پڑھنا سب جائز ہے کہ وہ قبر نہیں قبر اس کے نیچے ہے۔ وہاں کٹھرانہ لگایا جائے کہ اس سے مقصد فوت ہوگا۔ یہ عمل تو اسی لئے کیا گیا کہ صحن مسجد کی سطح مستوی ہو اور صفوف مکمل ہوں پتھ پتھ قبر قطع صفت نہ ہو کٹھرا لگایا جائے گا تو یہ سارا کیا دھرا ملیا میٹ ہو جائے گا یوں ہی نشان ہرگز نہ بنایا جائے اس جگہ نشان قبر اگر رکھنا ہو کہ لوگ جان سکیں کہ یہاں قبر ہے فاتحہ ایصال ثواب کر سکیں تو کوئی ایسا نشان بنائیں جو سطح سے بلند نہ ہو کہ قطع صفت کرے یا ٹھوکر ہو سکے۔ نہ ایسا ہو کہ لوگ اس چھت ہی کو قبر سمجھ لیں اور وہاں نماز پڑھنے آنے جاتے کھڑے ہونے سے رکیں اتنی جگہ کورنگ سے متاثر کر دیں۔ سارے صحن کا ایک رنگ ہوا اتنی جگہ کا دوسرا رنگ اور ایک تختی لٹکا دی جائے کہ یہاں ایک قبر ہے جو پٹاؤ کے نیچے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۔ از شاہ پور مستولہ عبدالحمین خاں صاحب معرفت حاجی غلام حسین صاحب ساکن ملوک پور بریلی۔ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۳ھ

یہاں چند گھر مسلمان حلال خور (بھنگی) ہیں بعض کی صرف عورتیں پانچخانہ کمانی ہیں اور بعض مرد و عورت سے دونوں یہ پیشہ کرتے ہیں لیکن یہ لوگ پابند صوم و صلاۃ بھی ہیں اور پاک و صاف ہو کر مسجدوں میں فریضہ نماز باجماعت ادا کرنے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ مذہب کا خون کرنے پر تیل گئے ہیں یعنی یہ کمان مسلم حلال خوردوں کو جمعہ و جماعت اور عیدین کے لئے مسجدوں میں نہیں جانے دیتے لہذا از روئے شریعت مطہرہ بیان فرمائیے کہ کیا واقعی شریعت کا یہ حکم ہے کہ مسلم حلال خوردوں کو داخلہ مسجد سے روکا جائے اور اگر ایسا نہیں ہے تو روکنے والوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ جو مسلمان باطہارت و نفاقت مسجد میں آئے اسے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ کسی قوم کا ہونا مذہب اسلام چھوڑ نہیں رکھتا۔ یہ ہندؤں کا مذہب ہے جب وہ بھنگی پاک کپڑوں پاک جسم سے مسجد میں آتے ہیں تو جو لوگ انھیں روکتے ہیں محض اس لئے کہ وہ پیشہ نجیست کرتے ہیں خود مجرم اور ظالم ہیں و من اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ و من فی خیر لہا سے ڈریں تو پھر کریں ان بھنگیوں کو حلال خور سوال میں لکھا حالانکہ وہ حلال خور نہیں انھیں حرام خور نہیں تو بھلا ہے وہ کسب نجیست حرام ہے اور اس کی اجرت غیر طیب ان پر فرض ہے کہ وہ اس نجیست پیشہ کو ترک کریں جب تک وہ اسے ترک نہ کریں مسلمان ان سے میل جول نہ رکھیں ملیں جلیں نہیں۔ یہ چھوڑنے کے لئے نہیں۔ بلکہ سزا مگر مسجد سے روکنے کا انھیں کوئی استحقاق

نہیں جب کہ وہ پاک کپڑوں پاک جسم سے آتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۔ ازسوائے خام مدرسہ اشاعت العلوم مدرسہ علی حسین بریلی۔ مورخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ علمائے اسلام اور دیانت و تقویٰ شعرا اہل علم کی توجہ ذیل کے معاملہ کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے امید ہے کہ احکام شرعی صادر فرمائے جاویں گے۔

لاہور میں مسجد شہید گنج کی تحریک نے اب ایک پیچیدہ صورت اختیار کی ہے کیوں کہ بعض مسلمانوں نے اس سے اختلاف کرنا شروع کیا ہے جن کو عام مسلمان لاہور غدار وغیرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں وہ اس تحریک کو بے کار قرار دیتے ہیں جس کی بنا پر عام مسلمانوں میں یہ شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔

۱۔ آیا مسجد شہید گنج کو شرعاً مسجد قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں اور جب اس کو سکھوں نے گورنمنٹ پنجاب کی اعانت و حفاظت میں گرایا ہے تو کیا اس زمین کو اب مسجد کا حکم حاصل ہے یا نہیں؟

۲۔ اس کی حفاظت کے جذبہ میں سرشار ہو کر جن مسلمانوں نے اس کے گرانے کو اپنے مذہب پر اور اس کے ضمن میں اپنی مذہبی عزت پر ایک شدید حملہ سمجھا اور بدچینیت مسلمان اپنی عزت کو بچانے کی غرض سے مسجد شہید گنج میں جانا چاہا اور بصورت ممانعت بطور احتجاج راستہ پر بیٹھ گئے اور محض اس جرم کی پاداش میں کہ مسجد اور اپنی عزت کی حفاظت کی غرض سے وہ راستہ پر سے نہ ہٹتے تھے ان پر آتش بازی کی گئی جس سے ان پر انہیں نہتوں کی جانیں تلف ہو گئیں آیا وہ شرعاً شہید ہیں یا نہیں؟

۳۔ مسجد مذکورہ کو موجودہ قانون مسلمانوں کے حوالہ کرانے میں اپنے آپ کو عاجز تہا کہ ہے اس لئے عدالت اس امر میں مسلمانوں کی مدد نہیں کرتی لیکن مسلمانوں میں یہ بقدرت ضرور ہے کہ وہ اس کاروائی کے خلاف زبانی احتجاج کریں پراسن مظاہرے کر کے مخالفین کو مجبور کریں کہ وہ توہین مسجد سے باز آجائیں ان کی یہ کاروائی ان کے لئے باعث ہلاکت نہیں ہو سکتی بلکہ اگر کوئی تکلیف جرماتہ یا قید کی اس کے مقابلہ میں ان کو پہنچے گی بھی تو وہ قابل برداشت ہوگی اس لئے اس بارے میں پراسن احتجاج اور مظاہرے کرنا مسلمانوں کے لئے من حیث المذہب ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب۔ لاہور کی مسجد شہید گنج ہو یا کہیں کی کوئی مسجد جو مسجد ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہے اس کی مسجدیت کبھی کسی وقت نہیں جاسکتی مسجد کے شہید کر دینے سے اس کی مسجدیت باطل نہیں ہو سکتی سکھوں نے شہید کی ہو یا کسی نے وہ مسجد جیسے شہید ہونے سے پہلے مسجد تھی یوں ہی اب بھی مسجد

سب سے اور قیامت تک مسجد رہے گی عیاذ باللہ کافروں کے قبضہ میں مسجد آجانے سے کسی کے نزدیک اس کی مسجد نہیں جاتی کعبہ پر سہا برس قبضہ کفار میں رہا جس کے گرد اگر دشمنوں نے من سو ساٹھ بت سکھے ہر دن ایک بت کی پوجا کرتے اس قبضہ سے کعبہ غیر کعبہ نہیں ہو گیا وہاں بتوں کے نصب کرنے اور پوجا ہونے سے قبل بت خانہ نہیں بن گیا وہ جیسا خالصاً اللہ تعالیٰ برائے قربت و طاعت الہی پہلے تھا یوں ہی جب رہا یوں ہی اب ہے یوں ہی ابداً الٰہی بت رہے گا اسی طرح مسجد کا وہ بقعہ طاہرہ جو خالصاً اللہ تعالیٰ برائے طاعت و قربت وقف کیا گیا وہ جب مسلمانوں کے قبضہ میں تھا جیسا جب تھا ویسا ہی سکھوں کے قبضہ میں چلے جانے کے بعد رہا۔ ویسا ہی مسجد کی عمارت شہید ہو جانے کے بعد اب ہے اصل مسجد تو وہ موضع صلابہ ہے عمارت ہو یا نہ ہو جو جگہ مسجد ہو گئی مسجد ہی رہے گی الا عند محمد فی بعض الصور وھذا لیست منها۔

عنایہ میں فرمایا فی نمان الفترۃ قد کان حول الکعبۃ عبدۃ الاصنام ثم لم یخرج موضع الکعبۃ بہ ان یکون موضعاً للطاعة والقربۃ خالصاً للہ تعالیٰ فکذلک فی سائر المساجد۔ مسجد کی اہمیت ان بعض کتب معتبرہ کی ان عبارات سے روشن حاوی قدسی و تنویر الالبصار و در مختار میں ہے و لو خرب ما حولہ واستغنی عنہ یبقی مسجد عند الامام والثالی ابدال الی قیام الساعة وہ یعنی روا المختار میں ہے۔ قوله و لو خرب ما حولہ ما اى و لو مع بقائه عامراً و کذا لو خرب و لیس له ما یعربہ وقد استغنی الناس عنہ لبناء مسجد اخر اسی میں بجز و فتح و مجتبیٰ و حاوی سے تائیدیں لیتے ہوئے فرمایا قوله عند الامام والثالی فلا یعود میراثاً ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد اخر سواء کانوا یصلون فیہ اولا و هو الفتویٰ حاوی القدسی و اکثر المشایخ علیہ مجتبیٰ و هو الاوجه فتح اہ بجز اذا خرب المسجد و فی الفتاویٰ اذا خربت القریۃ الی فیہا المسجد و جعلت مزارع و خرب المسجد و لا یصلی فیہ احد فلا بأس بان یاخذہ صاحبہ و ینبعہ و هو قول محمد و عن ابی یوسف لا یعود الی ملک البانی و لا الی ملک وراثتہ و هو مسجد ابدال۔

بحر الرائق پھر شامی میں ہے علم ان الفتویٰ علی قول محمد فی آلات المسجد و علی قول ابی یوسف فی تابد المسجد۔ روا المختار میں ہے ان الفتویٰ علی ان المسجد لا یعود میراثاً ولا یجوز نقلہ و نقل مالہ الی مسجد اخر حاشیہ علامہ سیدی ابن عابدین علی الدر میں ہے اسی قوله ینصرف مفرع علی قول الامام و ابی یوسف ان المسجد اذا خرب یبقی مسجد ابدال۔ اسی میں ہے علمت ان الملقی بہ قول ابی یوسف انه لا یجوز نقلہ و نقل مالہ الی مسجد اخر كما مر عن الحاوی فتاویٰ حجبہ پھر مضمرات پھر مدنیہ میں فرمایا لوصار احد المسجد بن قدما

وتدا علی الی الخراب فاراد اهل السکة بیع القدیمر و صرفه فی المسجد الجدید فانہ لا یجوز اما علی قول ابی یوسف
فلان المسجد وان خرب واستغنی عنه اھلہ لا یعود الی ملک البانی و اما علی قول محمد وان عاد بعد الاستغناء
ولکن الی ملک البانی وورثتہ فلا ینکون لاهل المسجد علی کلا القولین ولایة البیوع والفتویٰ علی قول ابی یوسف
انہ لا یعود الی ملک مالک ابدال۔

ان عمارات سے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن و آشکارا ہوا کہ مسجد شہید گنج مسجد ہی ہے بستی کے
مسلمان اسے وہ تو وہ ہے کسی ایسی مسجد کو جو بوجہ قدامت بوسیدہ و خراب ہو چکی ہوتی جس سے استغناء ہو گیا ہوتا
غیر آباد ہو گئی ہوتی ویرانہ میں پڑ گئی ہوتی ایسی مسجد کو بھی فروخت نہیں کر سکتے مسجد شہید گنج کو مسلمان سکوں یا کسی
کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے تو بھی وہ بیع نہ ہو سکتی۔ وہ ہزار بار اگر فروخت کی جائے تو بھی وقف ہی ہے۔ ص ۷۔
ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں۔ مسلمانوں کی شامت اعمال کہ ہر معاملہ میں کچھ نہ کچھ لوگ کسی نہ کسی وجہ اپنی ذاتی
عرض و منفعت یا محض خوشامد میں اختلاف کا علم اٹھا لیتے ہیں یہ بات بھی کوئی اختلاف کی تھی۔ ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ العلی العظیم۔ اپنی جہالت سے اسلام و مسلمین کو نقصان پہنچاتے غلبہ کفر و کافرین کا موجب ہوتے ہیں کفار کی
امداد و اعانت کرتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

گورنمنٹ کا قانون کہ وہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کرے گی کبھی دست انداز نہ ہوگی۔ مگر ایسے ہی لوگ
ہیں جو حکومت کو اپنے بد عمل سے فریب دیتے ہیں اور اس معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے گورنمنٹ کو بدنام کراتے
ہیں۔ رعایا میں بد اعتمادی پھیلاتے ہیں۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ گورنمنٹ اس قانون معاہدہ کے ہوتے ہوئے مسجد کو مسجد جاتے ہوئے کیونکر
مسلمانوں کو اس سے روکتی اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں کو شہید کرنے دیتی اور سکھوں کی حفاظت کر کے
جو مسجد کو شہید کرتے ہیں ان کی امداد و اعانت کرتی۔ جب تک اسے ایسے ہی لوگوں نے کوئی سخت خطرناک
فریب نہیں دیا۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے کو گورنمنٹ نے ہی باور کرایا ہو کہ اب وہ مسجد نہ رہی ایک فریب اور بھی مسوع
ہوا ہے کہ جسے مسجد شہید گنج کہا جاتا ہے یہ درحقیقت مسجد نہیں۔ مسجد نما ایک عمارت ہے جو کسی قاضی کی کچھری تھی
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان دشمنان عقل و خرد کو یہ معلوم نہیں کہ مسلمان کوئی عمارت مسجد نما نہیں بناتے
کیا کوئی اور عمارت ایسی دکھائی جاسکتی ہے جو مسجد نما ہو مسجد نہ ہو۔ قاضی کی کچھری کی بھی ایک ہی ہوئی۔ ان جہلا کو
کیا معلوم کہ پہلے مقدمات و مجالس نکاح وغیرہ امور مساجد ہی میں ہوا کرتے خود زمان برکت نشان حضور یریلان

والجان میں یہی تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو کیا اس سے وہ مسجدیں مسجدیں نہ رہیں۔ قاضیوں کی کچھریاں ہو گئیں
والعباد باللہ تعالیٰ۔ وهو تعالیٰ اعلم۔

۲۔ مساجد بیوت اللہ ہیں اللہ کے دین کا شعار عظیم ہیں اور کسی شعار دین کی ادنیٰ سے ادنیٰ ہتک ہرگز مسلمان
برداشت نہیں کر سکتے بیشک بیشک شعار دین پر حملہ دین پر حملہ ہے مسلمانوں کی ذاتی ہی عزت پر حملہ نہیں بلکہ
مسلمانوں کی دینی عزت پر بھی جس پر مسلمان اپنی عزت و آبرو اپنی جان و مال تن بن دھن سب کچھ قربان کر دینے
کا سچا جذبہ رکھتے ہیں اور جو بن پڑے اور جس کی ان کا دین و مذہب اجازت دے وہ سب کچھ گزرنے کو تیار
رہتے ہیں۔ مسجد شہید گنج یقیناً شعار دین ہے مسجد کی حفاظت و صیانت فرض مین ہے جہاں تک جس جائز طریقہ
سے جو کرنا گزیر ہے کلیجہ اس مسلمان کہلانے والے کا دیکھو جو ان مسلمانوں کو جنھوں نے مسجد کی حفاظت و صیانت
چاہی گورنمنٹ کے خلاف ہاتھ اٹھانا کیسا لب تک نہ ہلایا اور مسجد کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے اپنی جان
جان آفریں کے سپرد کرویں شعار دین پر اپنی قربانیاں چڑھا دیں اللہ کے راستہ میں اپنی جانیں نثار کریں انھیں
حرام موت مرنے والا کہے۔ حدیث توارشاد فرماتے ہیں قتل دون مالہ فہو شہید ومن قتل دون دمہ
فہو شہید ومن قتل دون دینہ فہو شہید ومن قتل دون اہلہ فہو شہید اور یہ برخلاف حکم حدیث
کہے نہیں نہیں جو مسجد کی حفاظت و صیانت میں مارے گئے وہ شہید نہ ہوئے۔

حدیث فرماتی ہے اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے گھر والی یا کسی قرابت والے کی حرام سے
حفاظت میں بلکہ اپنے مال کی حفاظت میں جو مارا جائے وہ شہید ہے دین کی حفاظت تو دین کی حفاظت ہے
تیسرے شرح جامع صغیر میں حدیث مذکور کی شرح میں علامہ مناوی قدس سرہ یوں فرماتے ہیں من قتل دون مالہ
ای عند رفعہ من یرید اخذ ظلماً فہو شہید ای فی حکم الاخرۃ لا الدنیا ومن قتل دون دمہ ای فی
الدفع عن نفسه فہو شہید ومن قتل دون دینہ ای فی نصرۃ دین اللہ والذبح عنہ فہو شہید و
من قتل دون اہلہ ای فی الدفع عن بضع حیلتہ او قریبہ فہو شہید فی حکم الاخرۃ لا الدنیا لان
الموت من محترم ذنابا ودماء واهلاً ووالاً فاذا ارید منه شیء من ذلك جازلہ الدفع عنہ فاذا قتل بسببہ
فہو شہید جو ان لوگوں کو حرام موت مرنے والا بتا ہے اس کے طور پر یہی نہیں بلکہ جو مسلمان اذان پر یا قربانی
گاؤ پر شہید ہوتے رہے وہ سب بھی حرام موت مرے اور یہی نہیں بلکہ تیرہ سو برس کے اندر جتنے لوگ اپنا
فرض ادا کرتے ہوئے مارے گئے وہ سب معاذ اللہ ایسی ہی حرام موت مرے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

قرامطہ ملعون نے مکہ معظمہ پر حملہ کیا ہزار ہا حجاج کو قتل کیا جن میں بڑے بڑے حضرات علماء بھی تھے اولیاً تھے وہ قتل ہوتے رہے اور گاجرمولی کی طرح کٹتے رہے مثلاً حضرت شیخ علی بابویہ صوفی اعلام الاعلام میں ہے

لم یقطع طوافہ علی بابویہ وجعل یقول ۛ تری المخبین صرعی فی دیارہم کفتیۃ الکھف لایدرون کملیشو والسیوف تقفوا الی ان سقط میتا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آنجناب نے طواف جاری رکھا تلوار سے پڑ رہی ہیں اور وہ طواف قطع نہیں فرماتے وہاں سے بھاگنا کیسا طواف جاری رکھتے ہوئے یہ شعر پڑھنا شروع کر دیا تری المخبین الخ تو مجتوں کو ان دیا میں مدہوش پائے گا جیسے اصحاب کہف کا انھیں خبر نہیں کہ وہ کہف میں کتنا رہے۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے وہ صحابہ کرام جو انواع انواع آلام دیئے گئے اور سخت ایذاؤں کے ساتھ قتل کئے گئے کہ اپنا فرض چھوڑ دیں انھوں نے ساری ایذائیں تکلیفیں آلام خوشی سے برداشت کئے قتل ہونا منظور کیا مگر جسے اپنا فرض چلتے تھے نہ چھوڑا۔ یہ سب معاذ اللہ شہید نہ ہوئے بلکہ..... ازالہ منکر فرض ہے اس کے تین مرتبے حدیث میں ارشاد ہوئے کہ فرمایا من لم یصلح معہ فی الدنیا منکرہ فلیغیبہ بید کا فان لم یستطع فیلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلك اضعف الایمان جو تم میں کوئی منکر دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے اسے برا جانے اور یہ اضعف ایمان ہے۔ مسجد جو شعار دین ہے اس کا گرانایا کسی طرح لعنت کرنا بھی ضرور منکر اعظم ہے اور ضرور اس کا ازالہ جس طرح ہو سکے مگر جائز طور پر وہ لازم ہے مسلمانوں میں یہاں اس کی استطاعت نہ تھی کہ وہ مسجد ڈھانے والوں کو بقوت روکتے ان پر جہاد کرتے حملہ آور ہوتے تو انھوں نے ایسا نہ کیا کہ یہ اس حالت میں اس کی انھیں اجازت نہ تھی اب دوسری صورت یہ تھی کہ زبان سے احتجاج کریں اپنی حق بات کا خوب روشن طریقہ پر اثبات کریں غیروں کے باطل دعویٰ کا واضح طور پر ابطال کریں مسجد میں اور مسجد کے راستوں میں بیٹھ جائیں کہ پہلے مسجد والوں کو ختم کر دو پھر مسجد کو ہاتھ لگاؤ۔ اتنا ہجوم ایک ساتھ ایک بات بالماح کہے شاید ان پر اثر انداز ہو۔ انھوں نے اپنا فرض ادا کرنا چاہا مفسطہ ہو کر شہید گنج کی طرف چلے بدنام کنندگان حکومت نے انھیں روکا وہ رک گئے پھر جذبہ حفاظت و صیانت سے متاثر ہو کر بڑھے پھر روکے گئے بار بار یہی ہوا آخر کار ان نہتوں پر جن سے کسی طرح کسی خطرناک کارروائی کا اندیشہ صحیح نہیں تھا حکومت نے آتش بازی کی اور اللہ جانے کتنے مجروح ہوئے کتنے شہید کتنی بیباکیاں بیوہ ہوئیں اور کتنے بچے یتیم کئے گھر بے چراغ ہوئے اور کتنے مکانات ماتم کدہ بن گئے۔

امر بالمعروف اور ازالہ منکر میں اگر کوئی ضرر لاتی ہو تو ترک حلال ہے لازم نہیں بلکہ کرنا افضل ہے۔ جو مسلمان

اسے سن کر کے ازالہ میں مارے گئے وہ خدا کی راہ میں شہید ہوئے۔ تیسیر شرح جامع صغیر میں حدیث مذکور کی شرح یوں ہے من رآی ای علم منکم معشر المسلمین المکلفین القادرین منکر ای شیئا قبحه الشرع فعلا او قولاً فلیغیبہ ببیادہ وجوباً شرعاً او عقلاً فان لم یستطع الانکار ببیادہ بان ظن لحوق ضرر بہ فبلسانہ ای بالمقول کا استغاثہ او توجیح او اغلاظ بشرطہ فان لم یستطع ذلک بلسانہ لوجود مانع کخوف فتنہ او خوف علی نفس او عضو او مال فبقلبہ ینکرہ وجوباً بان ینکرہہ وبعزم انہ لو قدر فعل وذلک ای الانکار بالقلب اضعف الایمان۔ فتاویٰ خلاصہ میں فتاویٰ صغریٰ سے ہے الامر بالمعروف یحل وان کان یلحقہ الضرر غالباً او یعلم یقیناً و فی فتاویٰ القاضی الامام اذا رآی الرجل منکر من قوم وهو یعلم انہ لونها هم عنہ قبل وامنہ فانہ لایبعہ ان ینکرہ وان کان یعلم لونها هم لایستمعون وسعہ ان ینکرہ والنهی افضل وان علم انہم یضربونہ او یتموتونہ لونها هم وسعہ ان ینکرہ۔

مسلمان اگر مجبور تھے تو اس سے کہ شہید کرنے والوں کو اپنے زور بازو سے روکیں۔ ان پر حملہ آور ہوں جہاد کریں زبانی منع کرنے اس پر فرداً فرداً احتجاج کرنے تھک کر الحاح کرنے اور دوسرے جائز طریقوں سے روکنے سے توجہ نہ تھے جو کر سکتے تھے اس کا کرنا تو ان کے ذمہ میں لازم و فرض تھا یا قانوناً یہ بھی منع تھا پھر جب مسلمانوں نے اپنا فرض ادا کیا اور وہ فرض ادا کرتے ہوئے حکومت کو بدنام کرنے والوں کے گڑھے چو اندیشہ کی بنا پر گولیوں سے ظلماً شہید ہوئے وہ کیوں شہید نہ ہوئے اور کیوں حرام موت مرے کسی کے گھر پر کوئی ظالم قوم چڑھ آئے اور اپنی چلتی جائز طریقوں سے اپنے گھر کی حفاظت چاہے اور گھر کو ڈھانے سے باز رکھنے کی کوشش کرے اس پر انھیں ظالمین میں کی وہ جن کا تعلق حکومت سے ہو زبردستی اس مظلوم کو حکومت کا مجرم فسادی امن عامہ کو برباد کرنے والا ٹھہرا کر حکومت کو اس سے اندیشہ اور خطرہ بتا کر قتل کر لیں وہ مظلوم ہے تو حرام موت مرے کیا انصاف ہے جب اپنے گھر کی اپنے مال کی حفاظت میں جو قتل کیا جائے بحکم حدیث وہ شہید ہے۔ تو یہ تو خدا کے گھر کی حفاظت و صیانت چاہتے ہوئے شہید ہوئے ہیں ہم حکومت کو ملزم نہیں کہہ سکتے اس نے جو کچھ کیا غلط یا صحیح اندیشہ فساد کی بنا پر کیا اگر حکومت پر اس الزام کا جواب ہمارے خیال میں نہیں تو اس نے جیسے اندیشہ فساد کی بنا پر مسلمانوں کو روکا تھا یوں ہی سکھوں کو مسجد کے شہید کرنے سے کم از کم اس وقت ہی روک دیتے اور نہ اس الزام کا ہماری سمجھ میں کوئی معقول جواب ہے کہ حکومت کے ایسے لوگ جو خطرناک کارروائیاں کر گزرتے ہیں۔ حکومت ان کی تحقیقات کر کے انھیں سزا کیوں نہیں دیتی۔ اس کا

ایسا اعتبار کیوں کرتی ہے کہ انھیں آئے دن ایسی غلطیوں اور پرخطر کارروائیاں کرنے کی جرات ہوتی ہے۔ ہاں ایک ہی صورت ہے جس سے گورنمنٹ مسلمانوں کی اشک ہوئی کر سکتی ہے وہ یہ کہ جو کچھ عمال حکومت نے دانستہ یا نادانستہ غلطی کی اور ناقابل تلافی نقصان پہنچایا کافی تحقیقات کے بعد اس کا ان سے انتقام مسلمانوں کے جانب سے لے۔ اور مسجد شہید گنج مسلمانوں کے حوالہ کرے سید حبیب اور جن ناکردہ خطا لوگوں کو عمال حکومت نے بے وجہ گرفتار کیا ہے انھیں آزاد کرے۔ دو آنکھیں خدا نے اسی مصلحت سے دی ہیں کہ دونوں جانب نظر کی جائے۔ حکام کی حمایت ضرور حکومت پر لازم ہے کہ اگر حکام کی حمایت نہ کی جائے تو حکام کام نہ کر سکیں رعایا سے ان پر اندیشہ زیادتی ہو مگر رعایا کی رعایت بھی حکومت کا فرض ہے اگر وہ ادھر نظر التفات نہ کرے گی تو وہی نتیجہ اُدھر ہوگا کہ حکام رعایا پر ظلم توڑیں گے اور اس پر زیادتی کریں گے جو حاکم غلطی کا ارتکاب کرے اسے سزائش کرنا لازم اور جیسی غلطی ہو ویسی سزا ضرور۔ گورنمنٹ جیسے اپنے معاملات میں خطا پر فوری سزا دیتی ہے اور جیسی تحقیقات کرتی ہے ویسی ہی تحقیقات ویسی ہی سزا اس پر خطا کی جائے۔ ماننا نہ ماننا اس کے اختیار ہے۔ مانو نہ مانو اس کا تمہیں اختیار ہے۔ ہم نیک و بد سے آپ کو آگاہ کر چکے۔

تقریر بالا سے روشن ہو گیا کہ مسلمانوں پر مسجد کی حفاظت و صیانت لازم ہے وہ ان کا فرض ہے جائز طریقوں سے تا حد امکان اس میں سستی کریں جو امر جائز اور مفید ہو اسے کریں اور ناجائز نامفید سے بچیں۔ کوئی ایسی بات نہ کی جائے جس سے فائدہ کے بجائے نقصان ہو پر امن احتجاج اور مظاہرہ اگر مفید ہوں اور کر سکتے ہوں تو شک کریں اپنا فرض کسی کی کراہت کی وجہ سے اور کسی کی خوشنودی سے ہرگز ترک نہیں کیا جاسکتا مگر جب کہ اس سے ضرر رسانی کا اندیشہ ہو۔ جب قانون اس سے مانع نہیں تو کوئی اندیشہ نہیں ایسا قانون ہو بھی نہیں سکتا۔ آخر عام اضطراب اور بے چینی کا اظہار اور کس طرح ہو سکتا ہے اور حکومت کو اس کا علم اور کیسے کرایا جاسکتا ہے اگر ایسا قانون ہو تو کیا اس کے یہ معنی نہ ہوں گے کہ نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے۔ ہرگز کوئی قانون ایسا نہ ہوگا اور اگر ہو جائے تو جب بھی اتنا ہی ہوگا کہ لزوم نہ ہوگا و بس۔

قیود دین و مذہب سے آزادوں نے اصرار اسلام اپنا نام رکھا ہے۔ ماعلیٰ مثله یعدا الخطاء ان کی دینی آزادی جس موقع پر انھیں جیسا چلاتی ہے ویسا چلتے ہیں۔ کشمیر جتنے بھی جتنا لازم تھا وہاں مسلمانوں کو قید و بند کے مصیبتوں میں ڈالنا ان کا فرض تھا دشمنان دین کے ہاتھوں مسلمانوں کے اپنے گلے کٹوانے کے لئے تیار کرنا ضرور تھا اپنا یہ فرض ادا کر رہے تھے اس لئے یہ غدار نہ تھے دین کے دوست دار تھے دشمن نہ تھے غدار اور

دشمن دین وہ تھا جو انھیں ایسا کرانے کو منع کرتا اب شہید گنج کے معاملہ میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ حرام موت مرے کہ یہ کام انھوں نے ان کی سرپرستی میں رہ کر انجام دیا فرضاً تو جب ادا ہوتا ہے ان سے پوچھ کر کرتے ان کی مجلس سے باضابطہ اجازت لیتے جب انھوں نے ان سے نہ پوچھا تو حرام کیا اور حرام موت مرے۔ سید حبیب وغیرہ نے انھیں نہ پوچھا اور ان حرام کاروں کی حمایت نہ کی ان کی مجلس سے اجازت نہ لی اس سے بڑھ کر غداری اور دین سے عداوت ان کے نزدیک اور کیا ہو سکتی۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنگال فرید پور مسکولہ مولوی عبدالمجید صاحب قادری رضوی۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۲ھ
مسجد کے اندر اذان ثانی دینا جائز ہے یا نہیں مع الدلائل حوالہ کتبہ بینا تو جروا۔

الجواب۔ مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی ہو یا کوئی اذان دینا مکروہ ہے۔ یہ امر روز روشن سے نکلنا شروع کر کے دکھا دیا گیا ہرٹ دھرنی کا کسی کے پاس علاج نہیں رسائل اہل حق ملاحظہ کیجئے۔ اس میں حدیث و فقہ و اقوال ائمہ و حدیث سے ہے۔ اس کی کراہت اور اذان کے باہر ہونے کی سنیت کے بے شمار ثبوت ملیں گے دو چار عبارتیں اس وقت پیش کی جاتی ہیں۔ عالمگیری میں ہے ینبغی ان یؤذن علی المئذنتہ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد فتاویٰ امام فقیہ النفس قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ میں بھی یہی ہے۔ عالمگیری میں اسی سے لیا ہے بعینہ یوں ہی خلاصہ الفتاویٰ میں ہے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلیٰ میں علامہ ابراہیم حلیمی فرماتے ہیں اتمایکون فی المئذنتہ او خارج المسجد والاقامۃ فی داخلۃ المئذنین الحقائق شرح کنز الدقائق میں امام فخر الدین زلیعی فرماتے ہیں السنۃ ان یکون الاذان فی المنانۃ والاقامۃ فی المسجد فقہا ارشاد فرماتیں اذان خارج مسجد ہونا سنت ہے فقہا کہیں کہ اذان مئذنہ پر ہو یا خارج مسجد فقہا مانعت فرماتیں کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے مسجد میں اذان مکروہ ہے مگر ہرٹ دھرم ایک نہیں سنتے اپنے ائمہ کی نہیں سنتے تو حال کے مولوی عبدالحی صاحب کی کون سے گاجنھوں نے حاشیہ شرح وقایہ میں تشریح کی کہ خارج مسجد اذان ہونا مسنون والمسنون ہوا ان فی شاید مولوی صاحب کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ کے تلامذہ ان کا یہ قول دیکھ کر اپنی ہرٹ سے باز آئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از ناسک مرسلہ قاضی چراغ دین صاحب ڈپٹی کلکٹر ریٹائرڈ مورخہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسائل میں۔

(۱) شہر گلشن آباد عرف ناسک کی تمام مسجدوں میں اذان ثانی جمعہ (جو دراصل پہلی اور ایک ہی اذان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ مبارک میں تھی) بالکل منبر کے متصل آہستہ دی جانے کا خلاف سنت رواج پڑ گیا تھا اسی موافق خطبہ مخلوط بزبان اردو و خلاف سنت متواتر پڑھا جاتا تھا اس فقیر نے تحقیق و تدقیق کے بعد شہر کی جامع مسجد میں اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے سامنے دی جانے کا اور خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھے جانے کا رواج بہ نیت اجبار سنت متروکہ جاری کیا دو سال تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا آخر ماہ صفر ۵۴ھ عبد اللہ نانی مولوی سورتی گجراتی ناسک تشریف لائے ان میں شہر خطیب کے رشتہ داروں میں سے شیخ صاحب بڑے صاحب خطیب اور مصیوں میں سے مسیٰ چاند خاں ابن حاجی ولی خاں و مراد خاں و شیخ حنیف الدین وغیرہ کے شامل ہو کر مولوی صاحب موصوف کو یہ بہانہ و عذت تاریخ ۲۹ صفر ۱۳۵۲ھ بروز جمعہ مسجد جامع میں لائے اور اذان خطبہ جو بالکل مطابق سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام خارج از محل صلاۃ دی جاتی تھی موقوف کرا کے منبر کے قریب خطیب کے رو برو بالکل آہستہ سے دلوائی اور شیخ صاحب خطیب نے خلاف سنت متواتر خطبہ مخلوط بزبان اردو پڑھا۔

بعد از نماز مولوی صاحب نے وعظ فرمایا لیکن اذان و خطبہ کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں فرمایا و عذت کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے گئے اس وقت مولوی صاحب فرمانے لگے کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ پر خطیب کے رو برو دیا جانا سنت ہے اور زمانہ حال میں چونکہ مصلیٰ عربی نہیں جانتے ان کے وعظ و نصیحت کے لئے خطبہ بزبان اردو پڑھ دینا بہت افضل ہے سامعین میں مولوی حافظ محمد اسماعیل صاحب برکاتی نقشبندی رئیس شانہ ضلع ناسک نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجدد مائتہ حاضرہ نے کئی رسالہ و فتویٰ اذان و خطبہ کے متعلق شائع فرمائے اور بدلائل ثابت کیا کہ اذان خطبہ جمعہ خارج از محل صلاۃ دینا ہی سنت ہے مسجد کے اندر منبر کے قریب اذان دینے سے یہ اذان جو کہ اصل اذان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی اذان ہی نہیں رہتی مولوی صاحب کچھ جواب ہی دینے کو تھے کہ سلسلہ بحث شیخ حنیف الدین نے اس طرح منقطع کیا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے کئی ہزار مسلمانوں کو کافر بنا دیا ان کے صاحبزادے نے ایک کافر کو مسلمان کیا تو کیا ہوا ریا اشارہ طعنت تھا اعلیٰ حضرت کے وہابیوں کے خلاف فتویٰ شائع کرنے کی طرف سلسلہ بحث ٹوٹ گیا۔ اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ خطیب کے رو برو بین دیدیہ و علی باب المسجد دینا ہی سنت ہے۔ لیکن یہ سنت مردہ ہو گئی تھی۔ اس فقیر نے محض

احیاء سنت کی وہ اس پر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں جیسی کہ دروازہ پر دی جاتی تھی دلوانی شروع کی دو سال تک کسی نے کسی طرح کی مزاحمت نہ کی دو سال تک جاری ہوئی۔ سنت کو جبراً موقوف کر دینے والے اور اس فعل کو خلاف سنت سمجھنے والوں کے حق میں کیا وعید آئی اور کس گناہ کے مرتکب ہوئے۔

(۲) اذان خطبہ خارج از محل صلاۃ دینا احناف کے نزدیک سنت ہے ترک سنت سے اذان مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے ترک سنت پر اصرار اور خلاف سنت فعل کو عین سنت سمجھنے والوں کے حق میں کیا وعید آئی ہے؟
(۳) ترک سنت کی عادت و اصرار پر جو اذان دی جائے اسی اذان سے خطبہ و نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟
(۴) اور جو مسلمان ترک سنت پر ہٹ دھرمی کرے ان کے حق میں کیا وعید آئی ہے؟

(۵) اسی موافق خطبہ مخلوط بزبان اردو یا اور کوئی زبان میں پڑھے اور مخلوط زبان میں خطبہ پڑھنے پر اصرار کرے اور عادت ڈال لیوے اور مصلیٰ بھی مخلوط خطبہ پڑھے جانے پر اصرار کرے تو ان کا خطبہ و نماز ہو جائے گی یا نہیں؟
(۶) جو امام یا خطیب اذان خطبہ محل صلاۃ میں خطیب یا امام کے روبرو دیتے جانے پر اصرار کرے اور اسے عین سنت سمجھے اور مصلیوں کی خاطر مخلوط زبان میں خطبہ خلاف سنت متواتر پڑھا کرے اور ایسے فعل کو افضل جانے کہ مضمون خطبہ مصلیوں کی سمجھ میں آتا ہے اور انھیں وعظ و نصیحت کا کام دیتا ہے جو خطبہ کی غرض ہے ایسے خطیب یا امام کی امامت درست ہے یا نہیں اور ایسے امام کی اقتدا کی جائے یا نہیں؟

(۷) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۱۹۷ میں فرماتے ہیں بدعت بردو نوع سنت حسنہ و سیرۃ حسنہ آن عمل نیک را گویند کہ بعد از زمان آن سرور و خلفائے راشدین علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام اتمہا و من التیمات اکملہا پیدا شدہ باشد و رفع سنت نہ نماید و سیرۃ آن کہ رافع سنت باشد۔ اذان خطبہ جمعہ جو حضور اقدس و خلفاء راشدین علیہ و علیہم الصلاۃ والسلام کے زمانہ مبارک میں مسجد کے دروازہ پر خارج از محل صلاۃ دی جاتی تھی اسے منبر کے قریب محل صلاۃ میں دلانا اور اسی موافق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مبارک زمانہ میں خطبہ خالص عربی زبان میں پڑھا جاتا تھا اسے مخلوط زبان میں پڑھنا بدعت سیرۃ ہے یا نہیں۔ یہ دونوں فعل رافع سنت اصلی ہے۔

(۸) ان دونوں فعلوں کو جائز و افضل سمجھ کر کرنے والوں کا بدعتیوں میں شمار لگایا یا نہیں اور جو امام یا خطیب یہ دونوں فعل خود کرے اور رواد کرے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں اور ایسے امام یا خطیب کی اقتدا میں نماز

ہو جائے گی یا نہیں؟

(۹) اذان خطبہ جمعہ کے وقت قاضی شرع جو مسجد میں نماز کے لئے حاضر تھا اس نے اذان جمعہ کے متعلق مسئلہ بیان کیا فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں مثلاً غنیہ شرح وقایہ بہار شریعت۔ فتاویٰ رضویہ و فتاویٰ مبارکہ بریلی وغیرہ میں اذان ثانی جمعہ خارج از محل صلاۃ مسجد کے دروازہ پر خطیب کے رو بروی جانی سنت ہے اور اس نے (قاضی نے) جو جگہ اس اذان کے لئے مقرر کی ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مبارک کی سنت کے مطابق ہے مسجد کے اندر منبر کے متصل آہستہ اذان دینا خلاف سنت و مکروہ تحریمی ہے اس پر مصلیوں میں سے ایک شخص قاضی کو ڈانٹ کر کہتا ہے تم تمہارے دل میں سے نکالا ہوا حکم نہیں مانتے کسی شہر میں بھی یہ رواج نہیں ہے تمام دنیا کی مسجدوں میں یہ اذان منبر کے متصل دی جاتی ہے ہم ہرگز یہ اذان دروازہ مسجد پر نہیں ہونے دیں گے۔ خطیب صاحب منبر پر بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں انہوں نے زبان تک نہیں ہلائی بلکہ خاموشی علامت رخصت کے مطابق مؤذن کو مسجد کے اندر منبر کے بالکل متصل خود کے رو برو آہستہ سے اذان دلوائی اور خطبہ بھی مخلوط بزبان اردو پڑھ دیا۔ مصلیوں میں سے ایک شخص مسی کھڑے رہ کر فرماتے ہیں صحیح بخاری شریعت میں فلاں منبر کی حدیث میں یوں لکھا ہے کہ اذان خطیب نے سنا چاہئے اور جواب دینا چاہئے حدیث کی اصل عبارت اس شخص نے تلاوت نہیں کی خطیب صاحب و صاحبان موصوف اور جو مصلی ان کے اس فعل میں شریک ہوں گے وہ آیت شریفہ یا یٰٰہذا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کے تحت قاضی شرع کی جو کہ اولی الامر میں شمار ہوتا ہے نافرمانی و تنگی کے علاوہ اور کن کن گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

پہلا شخص جو قاضی شرع کے مستند فقہ کی کتابوں میں سے بیان کئے ہوئے شرعی مسائل کو ایسی قدری و حقارت سے تعبیر کرے اور ان کے نہیں جاننے پر اصرار کرے وہ کفر کی حد تک پہنچتا ہے یا نہیں دوسرا شخص پہلے کی تائید میں احکام فقہی کے خلاف جو حدیث کا مکمل ترجمہ سنائے اور خطیب صاحب جو دل سے قاضی شرع کے بتائے فقہی مسائل کو بھوٹ جانے اور ان مسائل کے خلاف عمل کرے وہ کن کن گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں گو اسلامی حکومت نہ ہوتا ہم مذہبی امور میں قاضی شرع اولی الامر کی حیثیت رکھتا ہے یا نہیں اگر رکھتا ہے تو ایسی ہستیوں پر شرعاً کیا حد مقرر ہے اسلامی حکومت نہ ہونے سے قاضی شرع کو شرعی حد جاری کرنے سے مجبور ہے تاہم عام مسلمانوں کو یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ ایسی ہستیاں شرعاً کس ستر کے مستحق ہیں آیت شریفہ

کا دوسرا وجہ فان تنازعتم فی شئی فردوا الی اللہ والرسل کے متعلق اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ اذان خطبہ جمعہ مسجد کی سیڑھیوں پر دلوانے کا اور خطبہ جمعہ خالص زبان عربی میں پڑھا جانے کا دو سال کا طویل زمانہ گزر گیا خطیب صاحب جب کبھی نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں شریک رہے اذان بتانی مسجد کی سیڑھیوں پر جہاں قاضی نے اذان دلوانا ٹھہرایا تھا دیتے جانے پر مزاحمت نہیں فرمائی گو خطبہ مخلوط بزبان اردو و خطیب صاحب پڑھ دیا کرتے خطیب صاحب نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد میں جہینوں شریک نہیں رہتے اور ان کی عدم حاضری میں قاضی شرع خطبہ و نماز پڑھا دیا کرتا صاحبان موصوف کو یا خطیب صاحب کو اذان یا خطبہ کے متعلق کسی قسم کا شک نہیں گذراد و نون صاحبان موصوف اور ان کے ساتھی کا کوئی جمعہ قضا نہیں ہوا دو سال کے عرصہ میں قریب ۱۰۲ جمعہ کی نمازیں اس طرح ادا کیں اور ہمیشہ قاضی شرع کی تعریف کرتے رہے کہ قاضی صاحب جب سے وطن کو پیشن لے کر آئے جامع مسجد میں نماز جمعہ مطابق شرع شریف سنت نبوی علیہ الصلاۃ والسلام وفقہ حنفی کے مطابق ادا ہوتی ہے مولوی عبداللہ کے آجانے سے دفعۃً انھیں احساس ہوا کہ اذان بتانی مسجد کے دروازہ پر خارج از محل صلاۃ دی جانا خلاف سنت ہے۔

بالفرض اگر یہ بھی مانا جائے کہ مولوی عبداللہ نے یہ مسئلہ انھیں بتلایا تو اس کا فرض تھا کہ قاضی شرع سے دریافت کرتے کہ مولوی عبداللہ اذان و خطبہ کے متعلق ایسا مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کے نزدیک کیا دلائل ہیں کوئی تین ہفتہ مولوی عبداللہ کا قیام ناسک رہا بلکہ مولوی صاحب موصوف کو قاضی شرع نے بلا کر ان مسئلوں میں دریافت کیا تو ہنسنے لگے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب مرحوم ایک ضعیف حدیث پر عمل کرنا چاہتے تھے اب وہ فوت ہو گئے حال کے مفتی کفایت اللہ صاحب جید عالم مفتی ہیں ان سے اس بارے میں مسئلہ دریافت کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے میں بیمار ہوں بیماری کی وجہ سے کل جمعہ کے دن وعظ کو بھی نہیں جاسکوں گا میں ان مخصوصوں میں پڑنا نہیں چاہتا لیکن جب کہ اگر مصلیوں کی خواہش ہے کہ اذان منبر کے قریب مسجد (محل صلاۃ) میں دی جائے اور خطبہ مخلوط بزبان اردو پڑھا جائے تو آپ خواہ مخواہ کیوں منع کرتے ہو احمد رضا خاں صاحب نے ہر جگہ ایسے فساد برپا کر دیئے ہیں دفع شرک کے لئے بہتر ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل نہ کیا جائے مولوی عبداللہ دیوبندی عالم ہیں دیوبندی عالموں کے معتقد نظر آتے ہیں دیوبندی علماء مثلاً رشید احمد اشرف علی، عبدالشکور وغیرہ کی فقہ کی کتابوں پر مولوی عبداللہ کا دار و مدار تھا سنن ابوداؤد شریف کی حدیث کو بے بنیاد ضعیف فرمادیتے اور آخر میں صاف کہہ بھی دیا کہ مفتی کفایت اللہ کے فتویٰ منگوا کر ان پر عمل کیا جائے۔

دیوبندی عقائد کے مولوی صاحب ہونے کی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مولوی عبداللہ مکہ شریف میں حکومت کی طرف سے عرب کے بچوں کو اردو سکھانے پر مقرر ہیں۔ اور ان کا ایک لڑکا امینیہ مدرسہ میں پڑھتا ہے اسے مکہ شریف لے جانے ہندوستان آئے تھے اور وہی جاتے جاتے ماڑواڑ گئے خود کے قول و قرار پاسداری کا لٹا انسانہ تھا کہ بیماری کی وجہ سے وعظ کے لئے جانا نہیں ہوگا نہ میں وعظ کہوں گا نہ آپ کے کاموں میں دخل دوں گا۔ ایسا وعدہ کر کے بھی آپ نے وعدہ خلافت کی مسجد جامع میں تشریف لے گئے وعظ بھی کہا اور خلافت سنت اذان و خطبہ ہونے دیتے خیر مصلیوں کو یا خطیب صاحب کو اگر حقیقت میں تحقیق مسئلہ کی ضرورت ہوتی تو قاضی شرع کی جس جمعہ کے دن مخالفت کی اور اس کے بتائے ہوئے مسائل کو ٹھکرا دیا ذالباہیہ واقعتاً تاریخ ۱۰ ربیع الثانی کا ہے اس کے بعد آج تک مصلیوں میں سے کسی نے یا خطیب نے جھوٹ بھی ان مسائل کی تحقیق کے لئے قاضی کے گھر جانے کی تکلیف گوارا نہ کی حالانکہ قاضی نے انہیں ۱۲ ربیع الثانی بروز اتوار تحقیق مسائل کے لئے گھر پر آنے اور کتابیں دیکھنے کے لئے بلایا بھی تھا۔

قاضی شہر تو حسب فرمان آقا سے نامدار سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام (۱) من اٰحیئے سنتی فقد احسنی ومن احسنی کان معی فی الجنة (۲) ملئنی اٰحیئے سنتہ من سنتی قد امیتت فان لہ من الاجر مثل اجورک من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورک ہم شیئا (۳) ملئنی تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائتہ شہید اجر و ثواب کا مستحق ہو گیا لیکن جن جن ہستیوں نے جاری کی ہوئی سنت متروکہ کو جبراً موقوف کر دیا اور اپنے اس فعل پر اصرار بھی کرتے ہیں تو وہ کس وعید کے مستحق ہوتے ہیں ترک سنت پر تو یہ وعید آئی ہے کہ من تردھ سنتی لحدیذ شفاعتی۔ فقط ترک سنت پر یہ وعید ہے تو جاری کی ہوئی سنت متروکہ کو جبراً موقوف کرانے کا گناہ تو ترک سنت سے بہت زیادہ ہونا چاہئے۔

ایک بات اور قابل غور ہے کہ مولوی عبداللہ کے بہرکانے سے خطیب صاحب اور ان کے ساتھی دیوبندی مثلاً شید احمد و اشرف علی وغیرہ جن پر حرمین شریفین سے کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا ان کے بتائے ہوئے فتوؤں پر عمل کیا گیا تو ان صاحبوں کا شمار دیوبندی علماء کے مقلدین میں ہو گیا نہیں ہے ناظرین خود فیصلہ کریں۔

الجواب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم علی اللہ ما فی اھود ہدھ من تردھ السنن وانتم اھکھذا اذان خطبہ ہی وہ اذان ہے جو عہد کریم حضور نبی رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں پیش خطیب خارج مسجد دی جاتی تھی اور زمانہ خلافت شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بھی ایک اذان اسی طرح دی جاتی رہی جب زمانہ حضرت

ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں مدینہ طیبہ کی آبادی زائد ہو گئی تو حضرت نے ایک اذانِ خطبہ سے قبل مقام زورار میں اور اضافہ فرمائی اور اذانِ خطبہ بدستور خارج مسجد رکھا ہشام کے زمانہ میں وہ زورار والی اذان بھی مسجد کی طرف منتقل ہو آئی اسی لئے ہمارے تمام علماء کرام ائمہ فخام قاطبہ اپنی تصنیفات عالیات میں برابر کھلی کھلی تصریحاً فرماتے آئے کہ خارج مسجد اذان مسنون ہے مسجد بمعنی موضع صلاۃ میں اذان مکروہ ہے داخل مسجد اذان نہ دی جائے علامہ ابراہیم حلیمی علیہ السلام فرماتے ہیں الاذان انما یكون فی المئذنة او خارج المسجد والاقامة فی داخلہ علامہ طحاوی حاشیہ مرآتی الفلاح میں کہتے ہیں اور وہ نظم سے ناقل یکرہ ان یؤذن فی المسجد اسی میں فتح القدیر کے ہے فان لم یکن ثمة مکان مرتفع للاذان یؤذن فی فناء المسجد کہتے ہیں میں ہے لایؤذن فی المسجد فانہ مکروہ ام عامہ کتب میں ہے لایؤذن فی المسجد نیز یکرہ الاذان فی المسجد فتح القدیر امام ابن الہمام فرماتے ہیں قولہ والماکان فی مسئلتنا مختلف یقید کون المعهود اختلاف مکانہما وکذاک شرعاً والاقامة فی المسجد ولا بد اما الاذان فعلى المئذنة فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لایؤذن فی المسجد امام اتقانی غایۃ البیان اور امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فتح القدیر میں خاص باب الجمعہ میں فرماتے ہیں (ہو اذی الاذان) ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ کراہۃ الاذان فی داخلہ ام

فقہائے کرام کے باب الاذان میں یہ ارشادات کہ یکرہ الاذان فی المسجد اور لایؤذن فی المسجد ہر سمجھنے والے کے نزدیک عام ہیں کہ ہر ایک اذان کو شامل ہیں مگر بعض ہرٹ و دھرم زبردستی یہاں یہ کہتے ہیں کہ یہ اذان بیچگانہ سے لئے ہے اذانِ خطبہ اس سے مستثنیٰ ہے مگر ان دونوں جلیل اماموں نے خاص باب الجمعہ میں یہ فرما کر ان معاندوں کی دہن دوزی فرمادی اور اس ہرٹ و دھرم کی پوزی خبر گیری رسائل اہل حق میں کافی طور پر کی گئی جس کے اعادہ کی یہاں حاجت نہیں ہے مسجد میں اذان یقیناً مکروہ خلاف سنت ہے دخل امام محمد بن الحاج میں نہی عن الاذان فی المسجد کی خاص ایک فصل قائم فرماتے ہیں فصل فی النہی عن الاذان فی المسجد وقد تقدم ما ان للاذان ثلثة مواضع المناس وعلى سطح المسجد وعلى بابہ واذا كان ذلك كذلك فیمنع من الاذان فی جوف المسجد بوجوه احدها انه لم یکن من فعل من مضی الثانی ان الاذان انما ہونہا للناس لیا لوالی المسجد ومن كان فیہ فلا فائدۃ لندائہ لان ذلك تحصیل حاصل ومن كان فی بیتہ فانہ لا یمنع من المسجد غالباً واذا كان الاذان فی المسجد على هذه الصفة فلا فائدۃ لہ وما لیس فیہ فائدۃ یمنع الثالث ان الاذان فی المسجد فیہ تشویش علی من هو فیہ یتنفل او یفعل غیر

ذَٰلِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ الَّتِي بَنَى الْمَسْجِدَ لِجَلِّهَا وَمَا كَانَ بِهَٰذِهِ الْمَثَابَةِ فَيَمْنَعُ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا
ضَرَرَ وَلَا نَفْعَ لِمَصْنُوعٍ مِنْهَا -

اذانِ اعلَامِ غائبین کے لئے ہے اذانِ خطبہ اعلَامِ غائبین کے لئے نہ اسنا اعلَامِ حاضرین کے لئے جانتا
نری ہٹ دھرنی اور تغیر سنت ہے اور پر معلوم ہو چکا ہے کہ عہد رسالت سے اول عہد عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عزہ تک یہی ایک اذان تھی تو یقیناً اعلَامِ غائبین ہی کے لئے یہی ایک اذان مزید اعلَامِ کے لئے اضافہ ہوئی اس
نے اس اذانِ خطبہ کا مقصود نہ بدل دیا مسجد میں اذان سے اعلَامِ غائبین نہ ہو گا اور شیخی اپنے مقصود سے خالی
ہوتی ہے باطل ہو جاتی ہے مسجد کے اندر کی اذان ہی نہیں ابھی مدخل امام ابن الحاج سے گذرا اذنا
ماکان الاذان فی المسجد علی ہذا الصفة فلا فائدة له وما لیس فیہ فائدة یمنع - نیر علماء فرماتے ہیں اذنا
خلا الشیخی عن المقصود بطل جو لوگ مسجد کے اندر اذان دلو اتے ہیں وہ یہی نہیں خلاف سنت اور مکروہ کام
کرتے ہیں بلکہ ایک اذان ہی کو باطل کر دیتے ہیں جو لوگ ترک سنت کرتے ہیں یقیناً معاتب ہیں اس وعید
سے ڈریں من ترک سنتی لم یصل شفاعتی ان کا یہ عذر مسموع نہ ہو گا کہ ہم خارج مسجد اذان کو سنت نہیں
جانتے داخل مسجد اذان کو سنت مانتے ہیں خصوصاً اس صورت میں کہ حدیث وفقہ کے ارشادات سے انھیں
بتا بھی دیا گیا ہے بلکہ وہ خود دوسرا وبال ہے اور جہالت کرنا اور شدید الزام جس نے حمایت سنت
کی ہوا سے تلو شہید کے اجر کا حدیث مرذوہ دیتی ہے شیخی تمسک بسننی عند فساد امتی فلدہ اجر و مائة
شہید مر فاف الیہ حق فی الزہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما -

خارج مسجد اذان ہونا حدیث سے ثابت داخل مسجد اذان کی کراہت و ممانعت فقہائے کرام کے
ارشادات سے واضح برخلاف حدیث وفقہ یہ کہنا کہ اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے
فاصلہ سے دی جانا ہی سنت ہے۔ کیسا کھلا عناد اور سخت جہٹ دھرنی اور شدید جہالت ہے اللہ عزوجل محفوظ
رکھے۔ کیا اس کے قائل میں دم ہے کہ وہ کسی ایک ہی معتبر معتد عالم سے اپنے کسی ایک دعویٰ کی تائید پیش
کر سکے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے مسجد کے اندر منبر کے قریب ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلہ سے خطیب خالص
عربی زبان ہی میں ہونا مسنون ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ گند افترا ہے کہ انھوں نے معاذ اللہ
کسی ہزار مسلمانوں کو کافر بنا دیا یہ ان لوگوں کا پروپیگنڈا ہے جو اپنے کفروں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنے
واضح کفریات کی بنا پر علماء عرب و عجم کی تکفیر کو بے اعتبار کرنا چاہتے ہیں یہ شخص جس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ

کی نسبت یہ کہا یا تو خود ان میں کا ایک ہے یا ان کا دام افتادہ ان کا فریب خوردہ یہ سب مل کر پوری کوشش سے کسی ایک شخص کا نام لیں کہ قلاں شخص کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے کافر بنایا ہے ہزار تو درکنار۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان لوگوں کی تکفیر کی ہے جنہوں نے جنت و دوزخ کا انکار کیا فرشتوں اور شیاطین کا انکار کیا۔ نماز روزہ کا انکار کیا اور وہ جنہوں نے اللہ و رسول کی کھلی کھلی توہینیں کیں اس سبوح قدوس جل مجدہ کو عیبی جانا بھٹوٹ جیسے عیب کو اس سے واقع مانا پوری شراب خوری جہل و ظلم جیسے عیوب کا اس پاک ذات پر دھبہ لگایا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم عظیم سے شیطان لعین کے علم کو وسیع بتایا شیطان کے لئے علم غیب نفس سے ثابت مانا اور حضور کے لئے ماننے کو شرک بتایا۔ یوں یا شیطان کو غیر خدا نہ جانا یا اپنے منہ شیطان کے لئے علم غیب مان کر مشرک ہو اور شرک کو نفس سے ثابت جانا اور وہ جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم شریف کے بارے میں یہ لکھا کہ ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و مہائم کے لئے حاصل ہے (معاذ اللہ) اور وہ جس نے حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبوت کی تجویز کی اور قرآن پر بے ربطی کی لم لگائی حضور کے بعد بلکہ حضور کے زمانہ میں کہیں کوئی نبی پیدا ہونے سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہ جانا خاتم النبیین کے لئے معنی گڑھے اور جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور آج تک تمام مسلمان سمجھتے رہے اسے خیال عوام ٹھہرایا اور اسے صحیح نہ جانا اور وہ جنہوں نے اپنی نبوت کا اقرار کیا اور جو ان بھوٹے مدعیوں کو نبی مانتے یا مجدد جانتے یا کم الکم مسلمان جانتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام یا کسی اور نبی کی توہینیں کی ہیں یا ان کی نبوت سے انکار کیا ہے اور محض مقدس بھاری و اعظا اور ایک مصلح جانا ہے۔ اور وہ جنہوں نے مولیٰ علی کو خدا مانا یا خدا کو ان میں رہا ہوا ٹھہرایا یا حضرات اہل بیت کرام کو سوا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل جانا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو غلط کارا اور خائن ٹھہرایا یا غیر نبی مولیٰ علی کو نبوت کا اہل اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نبی الانبیاء کو نبوت کے لائق نہ جانا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت بھیجی تو اللہ نے مولیٰ علی کو بھیجی اور جبریل غلطی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دے گئے اور وہ جنہوں نے اس قرآن کو دخل بشری سے محفوظ نہ جانا یا اص عثمانی ٹھہرایا یا ناقص بتایا جنہوں نے خدا پر یہ عیب لگایا کہ وہ حکم دے کو چکاتا ہے وغیرہ وغیرہ کفریات اور وہ جن کا یہ عقیدہ ہے جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے کیسے گندے گھونے نے کفری عقیدہ رکھا ہو مسلمان اور وہ جو گاندھی کی آندھی میں اٹے جنہوں نے کھلے کھلے القاد کفریہ بکے اور افعال کفریہ کئے۔

یوہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ہر اس شخص کی تکفیر کی ہے جو ضروریات دین سے کسی ضروری دینی کامنکر ہو۔ ان کے سوا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کسی کافر کہا ہے کیا لوگ محض نام اسلام رکھ کر اور گائے کا گوشت کھا کر مسلمان کہے جاسکتے ہیں کہ ان کی تکفیر ہو یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو کافر کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ دیوبندی لوگوں کا پروپیگنڈا ہے محض اس لئے کہ ان کی حق تکفیر لوگوں کی نظر میں بے اعتبار ہو جائے ان لوگوں کے نزدیک کفر کرنا عیب نہیں کافر کو کافر کہنا عیب ہے فاتلھما اللہ انی یوفکون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ہم ابھی آگے چل کر ثابت کریں گے کہ یہ بھوٹے مفتری دیوبندی جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر تکفیر مسلمین کا بھوٹا افترا کرتے ہیں خود واقعی تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مشرک جانتے ہیں یوہیں ان لوگوں کی بھی جو ضروریات دین کے منکر ہوں تو یہ تکفیر کار و ناز کرنے والے اپنے طور پر کئی لاکھ یا کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر کہہ چکے ہیں۔ وہابی کی بنا مذہب ہی مسلمانوں کی تکفیر اور مشرک گری ہے ان کے نزدیک شرک امور عامہ سے ہے جس سے کوئی موجود خالی نہیں ان کے شرک کی بوچھاڑیں ہی نہیں کہ تمام زندہ مردہ مسلمانوں ہی پر پڑی ہیں اور ان کا شرک عالمگیر شرک ہے بلکہ معاذ اللہ اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ان کا حکم شرک جاری ہے اس کی بحث جمیل اور اس کے ثبوت جلیل دیکھنی ہوں تو رسالہ مبارکہ اکمال الطامر علی شرک سوی بالامور العاصمہ دیکھیں۔

یہاں مختصر صرف اتنی گزارش ہے کہ یہاں وہابی مذہب کا لام سنبیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان جس کے متعلق دیوبندی کے امام گنگوہی کی تصریح ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے اور موجب قوت و اصلاح ایمان ہے اور قرآن و حدیث کا پورا پورا مطلب اس میں ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اور اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ تقویۃ الایمان میں ایک حدیث کا یہ ترجمہ کہ کے کہ بھیجے گا اللہ تبارک باؤ لہی سوجان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا رانی کے دانہ بھرا ایمان۔ اس پر یہ فائدہ جڑ دیا۔ سو غیر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ ہوا چل گئی اور روئے زمین پر کوئی مسلمان باقی نہ رہا دیوبندیوں نے اپنے گریبان میں منہ ڈالو دیکھو تمہاری وہ کتاب جس کا رکھنا تمہارے نزدیک عین اسلام ہے یعنی جہاں وہ نہ ہو وہاں اسلام ہی نہیں وہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کافر کہتی ہے تو کیا تم روئے زمین سے کہیں علیحدہ کسی گوہ کے بھٹے میں آباد ہو پھر تم کیسے مسلمان تمہاری کتاب کے طور پر جہاں بھر کے مسلمان ہوتے ہی تم خود بھی کافر ہوئے یا نہیں کذلک العدا

ولعذاب الآخرة أكبر لو كانوا يعلمون ۵ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر چھوٹا افترا کرنے والو اعلیٰ حضرت نے کئی ہزار مسلمان کہلانے والوں کو کافر بتایا یا تم نے جہاں بھر کے مسلمانوں کو کافر بنا ڈالا اور اس تکفیز جمیع مسلمین کو عین اسلام مانا واللہ الہادی وهو تعالیٰ اعلم۔

(۲) مسجد کے اندر اذان مسجد کی بے ادبی اور بدعت ہے بدعت کو سنت سمجھنا اور سنت کو بدعت سمجھنا وبال عظیم ہے اور سنت کو ہٹانا اور اس کے معارض فعل کرنا سنت سینہ ہے اور حدیث میں فرمایا میں سن سنة سیئة فعلیہ و نراھا و وزیر من عمل بہا الی یوم القیامة اور ایسے شخص کو جو سنت مٹانے کے درجے ہو اسے حدیث میں من ترک سنتی لم یزل شفاعتی سے ڈرنا چاہئے اور پر معلوم ہو چکا کہ جہل غدر نہیں حدیث میں ہے من جادل فی خصومة بغير علم لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع یمیر میں اس حدیث کے نیچے فرمایا من جادل فی خصومة ای استعمل التعصب والمرأ حتی ینزع ای ترک ذلک ویتوب منه توبہ صحیحہ حدیث میں ہے من کانت فطرته الی سنتی فقد اھتدی ومن کانت فطرته الی غیر ذلک فقد هلك رواہ الطبرانی فی معجم الکبیر وابن حبان والحاکم باسنادہم کما فی الحدیقة الندیہ شرح الطریقة المحمدیة اور حدیث میں ہے ما من امة ابتدعت بعد نبیہا فی دینہا الا اضعفت مثلہا من السنة رواہ الطبرانی باسنادہم عن عقیف بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حجبت التوبۃ عن کل صاحب بدعة حتی یدع بدعته رواہ الطبرانی باسنادہم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدیث میں ہے الی اللہ تعالیٰ ان یتقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته رواہ ابن ماجہ باسنادہم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اذان منلوگت خطبہ و صلاہ کی شرط نہیں لہذا اذان کے خلاف سنت ہونے سے خطبہ و صلاہ کی صحت میں خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس کا جواب اوپر ہو چکا۔

(۵) خطبہ اگر تمام تر اردو میں پڑھے گا یا مخلوط پڑھے گا تو خطبہ ہو جائے گا مگر یہ فعل خلاف سنت ہوگا لوگ اگر اصرار کریں گے کہ نماز یعنی ہماری سمجھ میں نہیں آتی لہذا اردو میں یا کسی اور میں ایسی زبان میں جو ہم سمجھ سکیں پڑھائی جائے تو ان کے لحاظ سے نماز میں بھی ایسا خطیب پڑھا کرے گا۔ عہد صحابہ کرام میں بہت

کثیر فتوحات عجم کی ہوئیں اور جوامع بنائی گئیں مگر کبھی کسی صحابی سے یا بعد صحابہ کسی سے ثابت نہیں کہ وہاں کی زبان میں خطبہ پڑھا ہو ہمیشہ خطبہ خالص عربی میں ہوتا رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے واضح ہے وعظ وقت کثیر خطبہ سے پہلے اہل شہر کی زبان میں کر سکتا ہے یا بعد نماز اس کے لئے سنت کی تغیر کا وبال کیوں لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) خطبہ میں کسی اور زبان کا خلط یقیناً اسارت ہے اور اذان مسجد کے اندر بدعت رافع سنت ہے مدخل میں اسی فصل نہی عن الاذان فی المسجد میں فرمایا انظر رحمنا اللہ تعالیٰ وایاک الی ہذا البدعة کیف جرت الی بدع اخراہ او پر معلوم ہو چکا کہ مسجد کے اندر کی اذان ہی نہیں کہ اس سے غالباً اعلام غائبین نہیں ہوتا تو اندر اذان کہلو اناسنت کی مخالفت اور اس کا رفع ہے اور اذان کو بے معنی کرنا۔

مدخل میں ہے۔ الاذان انما ہونداء الی الصلاة ومن ہوناء المسجد لا معنی لنداءہ اذہو حاضر ومن ہوناء خارج المسجد لا یسمع النداء اذا کان النداء فی المسجد۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے سنت متروک ہو گئی اور اس کی جگہ یہ بدعت عادت ہو گئی آنکھ کھول کر اپنے گرد و پیش جو یہ بدعت جاری دیکھی تو اب لاکھ کہو کہ یہ بدعت ہے اسے چھوڑو اور حدیث وقفہ سے ہزار ثابت کر دو کہ یہ سنت ہے اسے اختیار کرو مگر کون سنتا ہے بدعت سے استیناس سنت سے وحشت اس عادت نے قلب حقیقت کر دیا سنت کو بدعت کر ڈالا بدعت کو سنت و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امام ابن الحاج مدخل میں فرماتے ہیں۔ انما ہی عوائد وقع الاستیناس بہا فصار المنکر بہا کانہ یاتی ببدعة علی زعمہم فان اللہ وانا الیہ راجعون علی قلب الحقائق لانہم یعتقدون ان ماہم علیہ ہوا الصواب والافضل ولو فعلوا ذلك مع اعتقادہم انہ بدعة لکان اخف ان یرجى لاحدہم ان یتوب واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) اس کا جواب اوپر کے حوالوں سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) ہرگز یہ حکم کہ اذان خطبہ خطیب کے روبرو خارج مسجد ہو داخل مسجد خلاف سنت ہے قاضی سے کا من گڑھت حکم نہیں جسے اس شخص نے یوں رد کیا کہ ہم تمہاری بغل سے نکالا ہوا حکم نہیں مانتے وہ حکم شریعت ہے حدیث وفقہ سے خارج مسجد اذان کا ہونا ثابت ہے اور داخل مسجد کراہت ومانعت ہے اس نے حکم شریعت کو رد کیا خدا سے توبہ کی توفیق دے اور یہ جھوٹ بکا کہ تمام دنیا میں اذان منبر سے متصل دی جاتی ہے اس نے اپنے گرد و پیش کا نام ساری دنیا رکھ لیا ہے ساری دنیا تو ساری دنیا ہندوستان میں

بھی سب جگہ یہ بدعت نہیں بہت جگہ خارج مسجد موافق سنت آذان ہوتی ہے رسائل اہل حق میں بعض کہا
کا بھی ذکر ہے جہاں آذان خارج مسجد مطابق سنت دی جاتی ہے اس نے جھوٹ کہا وہ بھی مسجد میں اور وہ
بھی حکم شریعت کے رد کو۔ خطیب نے جو سکوت کیا اور پھر آذان خلاف سنت مسجد کے اندر دوائی اس کا وہ طرم
نہ ہوا قاضی شرع ضرور اولی الامر میں سے ہے شرعی سزا پوچھنا کس لئے ہے یہاں کون شرعی سزا دے سکا ہے
اسلامی حکومت ہوتی تو قاضی حسب رائے ایسے معاندین کو تعزیر کرنا مولوی عبداللہ نے جو اس حدیث کو ضعیف
کہا محض جھوٹ اور غلط کہا وہ حدیث حسن ہے اور اگر عند الحدیث ضعیف بھی ہوتی تو جب ہمارے ائمہ نے اسے
قبول کیا اور اسی سے بن یدی کا سنت ہونا بھی ثابت کیا تو ضعیف سزا لسی صورت میں کوئی چیز نہیں تعلق علماء
بالقبول اعلیٰ درجہ کی قوت ہے سنت کے جاری کرنے کو اور مردہ سنت کے احیاء کو اور بدعت کے مٹانے
کو فساد کہنا بڑے مفسد جاہل کا کام ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر فساد برپا کر دینے کا بہتان اٹھانے والا حق اللہ وحق العباد میں گرفتار ہے مستحق
نار ہے جب مردہ سنت زندہ کی جائے گی اور اس کی جگہ جو بدعت جاری ہو گئی ہے اس کے مٹانے کی کوشش
کی جائے گی تو جاہل مفسد اسے فساد ہی کہیں گے حدیث میں ایسے شخص کے لئے تو شہیدوں کے ثواب کا
مژدہ دیا گیا ہے ایسے کو جسے حدیث اپنا عظیم مژدہ دے مفسد کہنے والے خود مفسد ہیں **إلا انهم هم المفسدون**
ولکن لا يشعرون حدیث میں شہید کا لفظ غالباً یوں ہے کہ شہید ایک بار قتل کی تکلیف اٹھا کر دنیا سے
رخصت ہونا لگے اور اچھے سنت و نیکاریت بدعت گرنے والے **واللہ یقیم رماح طغیان اور شان لسان سے زخمی**
ہوتا رہتا ہے نہ صرف زندگی میں بلکہ بعد موت بھی۔ مولوی عبداللہ اور دوسرے لوگ جو پیشوایان و بابیہ گنگوہی
تھانوی نانوتوی وغیرہم اور ان کے متبعین مولوی کہلانے کے اقوال و احوال پر مطلع ہو کر انھیں اپنا مقتدا
پیشوا جانتے ہیں وہ سب و ہابی ہیں اہلسنت کو ان سے مجالست ان سے ربط ضبط رکھنا ان سے سلام کلام
حرام ہے۔ **قال تعالیٰ واما ینینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین۔ واللہ تعالیٰ**
اعلم۔

مسئلہ :- محمد جہاں گیر خاں محلہ چھپڑی ٹولہ بریلی متصل قلعہ۔ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ
اگر کوئی رافضی سنیوں کی مسجد میں اپنے روپے سے حوض میں پانی بھروائے یا تمیر (سیر) کوئی حصہ لپوے
وغیرہ یہ جائز ہے یا ناجائز۔ کہ سنیوں کی مسجد میں رافضی کے روپے سے حوض میں پانی بھروانا مسجد کی برجیوں پر

کس چڑھوانا یا مسجد میں سپیدی کروانا از روئے شرع شریف جو حکم ہوا گاہ فرمائیے۔

الجواب۔ روافض زمانہ کفار مرتدین ہیں اور کفار و مرتدین کو مسلمانوں کی مسجد سے کیا سروکار قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَمْعًا مِنْ عَلِيٍّ أَنْفُسُهُمْ بِالْكَفَرِ وَاللَّهُ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي النَّاسِ هُمْ خُلْدُونَ ۝ اَعْمَاءُ يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ الْآيَةُ تَفْسِيرَاتُ أَحْمَدٌ میں ہے۔ قال صاحب المدارك وكذا القاضى الاجل اخذ من كلام صاحب الكشاف وعمارته اتتاوله روماستر منها و قمعها وتنظيفها وتنويرها بالمصابيح وصيانتها مما لم تبين له المساجد من احاديث الدنيا لانها بينت للعبادة والذكر والمراد من الذكر درس العلم انتهى كلامه فعلم منه ان البناء الجديد ممنوع لعمري بالطريق الاولى فان اراد كافر ان يبني مسجدا او يعمرها يمنع منه وهو المفهوم من النص وان لم يدل عليه رواية۔ نزول آیت اگرچہ دربار مشرکین ہے مگر حکم مشرکین سے خاص نہیں تمام کافرین کو عام ہے اور کبھی مشرک ہر کافر پر اطلاق ہوتا ہے اور حدیث میں خود روافض پر مشرک کا اطلاق پھر اس میں مسلمانوں کا مرتدین سے میل ان کی طرف میل ظاہر ہے کہ بے اس کے ایسا نہ ہوتا اور مرتدین سے میل جول ان کی طرف ادنیٰ میل حرام ہے اگر کسی نے روافض سے روپیہ لے کر صرف کر دیا اچھا نہ کیا مگر اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ اب اس سپیدی کو پھیل کر پھینکو جو حوض کا پانی بہا دو کس آمار کر پھینکو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

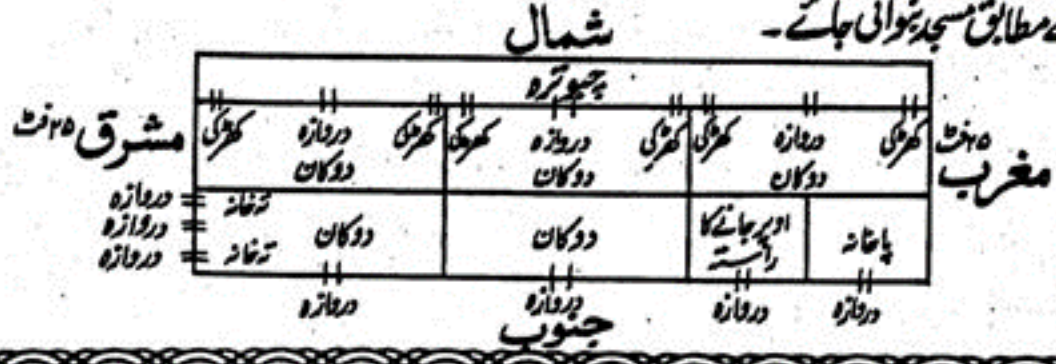
مسئلہ۔ از الابداحی گنج مسئلہ جناب سید ضمیر الدین احمد صاحب قادری رضوی زید لطفہ ۸ پر رمضان ۱۳۵۶
ایک مسجد بہت پرانی ہے اس کے دروں کے آگے مین کا سائبان ڈالا گیا ہے لہذا مین کی رکاوٹ کے لئے صحن مسجد میں لوہے کے پائے گاٹے گئے ہیں تو آیا مسجد کے کام کے لئے صحن مسجد میں لوہے یا اینٹ کے پائے قائم کئے جاسکتے ہیں یا نہیں جب کہ مسجدیت قائم ہو چکی۔ اور بانی مسجد نے کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ صحن مسجد میں سائبان پڑے گا زید کہتا ہے کہ مسجد کے کام کے لئے ہر حصہ مسجد کو کھود کر پائے وغیرہ قائم کر سکتے ہیں۔ بحوالہ حدیث یا اور معتبر کتابوں کے حوالہ سے جواب تحریر فرمائیے گا۔

الجواب۔ ہاں کر سکتے ہیں مگر اس کا لحاظ رہے کہ خواہ پائے چوڑے نہ بنائے جائیں کہ جبکہ خواہ چوڑا گھر جائے حاجت سے زیادہ زمین فضول نہ دبائی جائے۔ اول تو جب مصلحت مسجد کے لئے مسجد میں پیر پونا بھی جائز اور ظاہر ہے کہ درخت کے تنے بہت چوڑے چوڑے ہوتے ہیں جو کئی کئی آدمی کی جگہ گھیر لیتے ہیں اور ایک کی جگہ تو اکثر و بیشتر گھر جاتی ہے تو پھر مصلحت مسجد کے لئے سائبان کیوں نہیں ڈالا جاسکتا۔ اور اکثر

سائبان بے ستون ہو ہی نہیں سکتا۔ تو سائبان کے لئے ستون صحن میں قائم کرنا پیر کے بونے سے بدرجہ اولیٰ جائز ہاں اگر کوئی جگہ ایسی ہو جہاں ایسا موقع ہو کہ بے ستون لگائے سائبان ڈالا جاسکے کہ ایک کڑی جنوبی و شمالی دیوار میں مضمر کر کے اس پر سائبان رکھا جائے اور اس کڑی کو کسی ستون کی حاجت نہ ہو تو بے حاجت مکان صلاۃ کو خواہ مخواہ مشغول نہ کیا جائے گا اگر بے حاجت ایسا کیا جائے گا تو ناجائز ہوگا۔ ردالمحتار میں خلاصہ سے ہے غرس الاشجار فی المسجد لایاس بہ اذا کان فیہ نفع للمسجد بان کان المسجد خانزوالاسطونات لاستقرید و نفا ویدون ہذا الایحوز ہندیہ میں ہے۔ ان کان لنفع الناس بظلمہ ولا یضیق علی الناس لایاس بہ جب بمصلحت سایہ مسجد میں درخت لگا سکتے ہیں تو سائبان میں تو سایہ بھی ہے اور اس کے علاوہ بھی مصلحت ہے پھر واقف کا اذن صریح اس کے لئے کچھ ضرور نہیں۔ یہاں عرفی اذن کافی ہے۔ جیسے کوئی فقط زمین کو مسجد کر دے بعد مسجدیت پھر عمارت مسجد بنے۔ یوہیں یہاں کہ عمارت مسجد کے آگے سائبان یا دوسرا لان بنانا وقت حاجت معروف ہے والمعروف کا مشروط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ بازار مجیر مقدس محلہ سپیدہ خاں ڈوگی بازار مرسلہ حاجی محمد فخر الدین صاحب پشتر ڈیٹی پوسٹ ماسٹر ممتاز منزل۔ ۱۵ رمضان ۱۳۵۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ استفتا۔ یہ استحقاقی مملوکہ مقبوضہ جائیداد کو جس کا نقشہ حسب ذیل ہے دوکانوں کے بالائی حصہ یعنی چھت پر مسجد بنانا چاہتا ہے اور پانچوں دوکانوں اور دونوں تہ خانوں کو بدستور قائم رکھنا چاہتا ہے تاکہ ان کے گریہ سے جو کہ اصل سوالہ زو پئے ماہوار اب موجود ہے اس لئے مسجد کا نقشہ اور پیش امام کی تنخواہ کی سبیل ہوتی رہے گی مسجد کو یہ دوکانیں اور تہ خانہ وقف کر دیئے جائیں گے۔ حضرات علماء دین و مفتیان شرع متین سے موافق فقہ حنفیہ فتویٰ کا خواستگار ہوں کہ آیا دوکانیں و تہ خانہ بدستور کرایہ پر نہیں اور ان کے اوپر مسجد بنے تو یہ شرعی مسجد ہوگی یا دوکانوں پر مسجد نہیں بن سکتی یا اگر بن سکتی ہے تو کس حالت میں نقشہ ارسال فرمایا جائے تاکہ نقشہ کے مطابق مسجد بنوائی جائے۔



نوٹ۔ اجیر شریف میں اس مقام ڈگی بازار جہاں یہ دوکانیں واقع ہیں دو فرلانگ تک چاروں طرف مسجد نہیں ہے اس جگہ مسجد کا ہونا ضروری ہے اور کوئی زمین نہیں ہے صرف ان دوکانوں کی مسجد بن سکتی ہے اجیر شریف چونکہ اسلام کا مرکز ہے یہ احترامی جگہ مسجد بنانا چاہتا ہے۔

۱۔ زمانہ کی رفتار دیکھتے ہوئے ظاہر ہے زمانہ بہت نازک ہے لہذا ضروری ہے کہ دوکانیں تہ خانہ بدستور کر لیا جائیں تاکہ مسجد کا صرف چلتا رہے گا اور کسی دوسرے محلہ والوں سے دست نگر نہ ہونا ہوگا۔

۲۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ مسجدیں غیر آباد ویران ہیں وہ کیونکہ ان مسجدوں اصراف کے لئے مستقل آمدنی کی سہیل نہیں ہے۔

الجواب۔ جائز ہے جب کہ وہ دوکانیں تہ خانے مسجدی کے ہوں گے۔ عالمگیریہ میں ہے۔ لوکان

السرداب لمصالح المسجد جانکما فی مسجد بیت المقدس کما فی الهدایۃ۔ قبل مسجدیت جب کہ وہ دوکانیں موجود ہیں ان پر مسجد بنائی جائے گی یہ دوکانیں مسجد کی ہوں گی تو اس میں حرج نہیں وہ مسجد مسجد ہوگی۔ ہاں کسی مسجد میں بعد مسجدیت یہ تصرف جائز نہ ہوتا کہ اس کی زمین خالی کر کے دوکانیں بنائی جائیں تہ خانہ بنائے جاتے۔ در مختار میں ہے۔ (اذا جعل تحتہ سردابا لمصالحہ) ای المسجد رجاہ مسجد المقدس۔ رد المحتار میں ہے۔ صرح فی الاسعاف اذا کان السرداب او العلول لمصالح المسجد او کان وقفاً علیہ صار مسجداً او شریکاً لہ قال فی البصر وحاصلہ ان شرط کونہ مسجداً ان یکون سفلیہ وعلویہ مسجداً لینی قطع حق العبد عنہ لقولہ تعالیٰ وان المسجد لله ام مختصراً العظایم النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں ہے۔ لایضرون الحوائت تحتہ لکونہا وقفاً علیہ۔ در مختار میں ہے۔ لو بنی فوقہ بیتا للامام لایضر لانہ من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم ادر البناء منع ولو قال عنیت ذلک لم یصدق تاتر خانہ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ ہدایت الشریاکن قصہ پسرپور وارد حال بریلی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسجد میں نماز پنجگانہ کے علاوہ وہ امور جو کہ آج کل عام طریقہ پر مروج اور جاری ہیں مثلاً سیاسی جلسہ کرنا اور مذہبی جلسہ کرنا اور دوران تقریر میں دیگر مذہب والوں کو برا بھلا کہنا اور مجلس میلاد شریف اس طرح پر منع کرنا کہ جس کے پڑھنے والے امر۔ دائرہ منڈے اور سوجاری ہوں اور اشعار مثل قوالی کے پڑھنا اور اس پر کوڑنا اور لوگوں کا حال لانا کیسا ہے تفصیلاً بیان فرمائیے مسجد میں ننگ بزننگ

کے کاغذ اور جھنڈیاں اور پھول وغیرہ اس قدر لگانا کہ نمازیوں کو اس کی وجہ سے دل میں انتشار پیدا ہوتا ہو اور
یکسوئی باقی نہ رہتی ہو اس کا کیا حکم ہے مدلل فرمایا جائے۔

مسجد میں دُعا و تسبیح اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ جو اور نماز پڑھنے والوں کے لئے مغل ہو اور دل
میں اوروں کے انتشار پیدا ہوتا ہو تو یہ اس قسم کا ذکر چہری کرنا مناسب ہے یا نہیں پتہ چلا تو جروا

الجواب۔ مساجد ذکر اللہ کے لئے ہیں جو جملے مذہبی کسی طرح نہیں ٹھہر سکتے انہیں مسجد میں نہ کیا
جائے دوسرے مذاہب اور ان کے اصحاب کا رد مساجد میں جائز ہے دوسرے مذاہب رکھنے والوں کے
رد کی بنا پر جلسوں کو مسجد سے نہیں روکا جاسکتا مجلس میلاد منعقد کرنا باعث ہزاروں ہزار برکات ہے مگر
ہر چیز کو اسی طرح کرنا چاہئے جس میں شرذرا بھی شامل نہ ہو امر دے نہ پڑھوانا چاہئے یوں ہی دارھی منڈکے
سے اور کسی فاسق معین سے نہ پڑھوانا چاہئے جیسے نماز میں امام کسی فاسق کو نہ بنایا جائے موزوں آواز سے
پڑھنے میں حرج نہیں مگر ارادہ اس کا ہرگز نہ کرے کہ موسیقی کے قواعد پر کاربہ ہے ورنہ کوئی آواز موسیقی سے باہر
نہیں کہی جاتی خود بناوٹ سے حال لانا کو دنانا جائز ہے مگر اگر کسی نے ایسا کیا تو اس سے انعقادِ مجلس پر کیا
اثر۔ وہابیہ سے اندیشہ ہے کہ کسی دن وہ یہ دیکھ کر کہ لوگ نمازیں دارھی منڈے کے پیچھے پڑھتے خصوصاً
تراویح میں تو اس کا لحاظ بہت کم ہی لوگ رکھتے ہیں کہ امام غیر فاسق حافظ ہو اور مصری لوگوں کے لہجہ جس
میں بہت آثار چڑھاؤ بالقصد کیا جاتا ہے ایسا کہ ضرورت سے بہت زائد ہو جاتا ہے اور اس پر لوگوں کے
جھومنے کو دیکھ کر نماز پڑھنے اور قرآنِ عظیم کی تلاوت ہی کو حرام نہ ٹھہرا دیں۔ مسجد آراستہ کرنا ان کی تزیین جائز ہے
وہ جھوٹا ہے جو کہتا ہے) جھنڈیوں سے نمازیوں کے دل میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ اتنی بلند آواز سے ذکر نہ
کیا جائے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ایسی آواز بھی نہ ہو جو مسموع نہ ہو اگر اتنی آواز سے کہ مسموع مگر کسی مسلمان
نمازی کی نماز میں خلل نہ ہوتا ہے ذکر کرے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازجے پور گھاٹ دروازہ مسئلہ نمائندگان برادری لوہارن جے پور مسئلہ امام اعظم علی حساب

۲۲ محرم ۱۳۵۸ھ

جناب عالی علما و دین بعد ادا کے آداب کے عرض ہے کہ جو عادت یہاں جامع مسجد کے دروازہ و سیخ
کرنے پر فائرنگ ہوئی اس کی بابت اسٹیٹ کے حکام باللہ یعنی خان بہادر عبدالعزیز خاں یہ فرماتے ہیں کہ
راجہ بہادر کی یہ مرضی ہے کہ جامع مسجد مسلمان جے پور کے لئے ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے دوسری بنوادی

جائے لہذا اس پر غور طلب ہے کہ شریعت سے اس کی بابت کیا حدیث ہے کہ کفار راجع کے روپے سے مسجد بنانے پر اس مسجد میں نماز جائز ہے یا نہیں اور اس مسجد کے معاوضہ میں دوسری مسجد لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو مسجد ہو چکی تا قیام قیامت وہ مسجد رہے گی۔ مسجد بیچ ڈالنے بدل لینے کی چیز نہیں نہ چند یا ساری دنیا کے مسلمانوں کے بیچنے بدل لینے سے وہ مسجد ہونے سے نکل سکے ایک لاکھ نہیں اگر راجع اپنی ساری ریاست دے اور مسجد نہیں مسجد میں سے ایک گز بھڑین لے ہرگز مسلمانوں کو اس کا اختیار نہیں جو اس پر راضی ہوں گے اشد گنہگار ہوں گے۔ بیچنے خریدنے والے سب ظالم جفا کار ٹھہریں گے نہ مسجد کی تعمیر سوا مسلمانوں کسی کے لئے صحیح و درست۔ قال تعالیٰ ما کان للمشركین ان یعمروا مسجد اللہ شھداً علی انفسہم بالکفرۃ اولئک حبطت اعمالہم و فی الناس ہم خلدون ہ انما یعمروا مسجد اللہ من امن باللہ والیوم الآخر و اقام الصلوٰۃ و اتی الزکوٰۃ و لم یغش الا اللہ فعی اولئک ان ینووا من المہتدین ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کو روپیہ دیدے مسلمان اس روپیہ کا مالک ہو کر مسجد بنائے یا غیر مسلم کسی زمین پر تعمیر کر مسلمانوں کو دیدے مسلمان اس پر قابض ہو کر اس کے مالک ہو کر اسے وقف کر دیں ان دونوں سے صورتوں میں وہ مسجد ہو جائے گی۔ اس صورت میں کہ غیر مسلم مسجد بنائے اور اسے اپنی ملک پر باقی رکھے یا خود وقف کرے وہ مسجد نہ ہوگی۔ نماز اس میں ہو جائے گی مگر مسجد کا ثواب نہ ہوگا نہ اس کے لئے احکام مسجد ثابت ہوں گے۔

اگر مسجد جامع کی بجائے دوسری مسجد بنا کر مسلمانوں کو دیدینے کا خیال ہے کہ مسلمان اس پر قابض ہو کر اسے وقف کریں اور اسے مسجد جامع کر لیں۔ اور جو مسجد اب تک جامع تھی اسے جامع نہ رکھیں مگر وہ مسجد رہے۔ صرف جامع نہ رہے بجائے اس کے جامع یہ نئی مسجد کی جائے تو یہ کر سکتے ہیں مگر سوال کے لفظ یہ ہیں کہ مسجد کے معاوضہ میں دوسری مسجد لینا جائز ہے یا نہیں ان کا مطلب ظاہر یہی ہے کہ دوسری مسجد لینے کو مسجد ہی نہ رکھا جائے گا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا اس پر جو راضی ہو گا وہ عذاب الیم اور شدید وبال و نکال اپنے سر لے گا وہ مسجد بالآباد تک مسجد ہی رہے گی مسجد خاص ملک الہی ہے جسے نہ کوئی بیچ سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے آباد و معمور مسجد تو آباد و معمور ہے جو مسجد غیر آباد ہو گئی ہو، خرابہ میں پڑ گئی ہو بہت خستہ بالکل شکستہ ہو چکی ہو وہاں اس کے ارد گرد آبادی بھی نہ رہی ویرانہ میں آگئی ہو لوگ اس سے مستغنی ہو چکے ہوں

غرض کوئی بھی حالت ہو ایسی مسجد کو بھی نہیں بیجا جاسکتا بلکہ اس کا ملکہ کڑی تختہ اینٹ پتھر کو دوسری مسجد میں نہیں لگایا جاسکتا۔ رد المحتار میں ہے۔ ان المسجد اذا خرب بیتی مسجد اابد ا۔ اسی میں حاوی قدسی سے ہے۔ لایجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد آخر۔ عالمگیری میں ہے۔ لوصار احد المسجدین قدیما و تداعی الی الخراب فاراد اهل السکہ بیع القدیمر و صرفہ فی المسجد الجدید فانہ لایجوز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از میرٹھ مرسلہ جناب مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس مدرسہ اسلامی عربیہ اجمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ اگر مسجد میں ایسا نل لگا ہو جس میں ٹنکی سے چوبیس گھنٹے پانی آتا ہو کیا اس نل سے اہل محلہ پانی لے سکتے

ہیں۔
الجواب۔ لے سکتے ہیں جب کہ نل لگانے والے کی کنواں بنانے والے کی طرح سب کو لینے کی اجازت ہو اور اگر نل لگانے والے کی خاص مسجد ہی کے لئے نیت ہو کہ وضو و غسل وغیرہ نماز کے لئے طہارت ہی کے کام میں لیا جائے یا اس نل کے پانی کی قیمت مسجد کے مال سے ادا کی جاتی ہو تو گھروں کو لے جانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْجَنَائِزِ

جنازہ وغیرہ کا بیان

مسئلہ۔ از شہر کہنہ محلہ لودھی ٹولہ مسئلہ جناب سید سجاد احمد صاحب رضوی سلمہ ۸ شعبان الخیر ۱۳۲۹ھ
بے اجازت مالک کوئی غیر قوم علاوہ حکومت کے جو مسلمان نہ ہو اپنی لاش دفن کر دے اس کے واسطے

شرعاً کیا حکم ہے؟

کوئی شخص مالک آراضی اپنے کسی خدمت گار وغیرہ کو کسی وجہ سے اپنی ملکیت میں دفن کرنے کی اجازت
دیے بعد دفن کرنے کے غیر قوم کے ایک برادری کے لوگ بلا اجازت حاصل کئے مالک کے لاش دفن
کر جائیں ان کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے ایسی صورت میں کہ کوئی وقف نامہ بھی تحریر نہ ہوے۔

(۳) جو درخت وغیرہ وہاں موجود ہوں قبل دفن کرنے لاش کے یا خود رو پیدا ہوں ان کا مالک مالک ہوگا

یا ورنہ لاش مدفونہ کے۔ فقط

الجواب۔ بے اجازت مالک زمین غیر مسلم تو غیر مسلم اگر کوئی کسی مسلمان کو بھی دفن کر دے تو مالک زمین
کو اختیار ہے کہ اس نعش کو اپنی زمین سے نکلوا دے یا قبر کو زمین سے برابر کر دے اور اس پر کھیتی باڑی کرے
یا جو چاہے۔ غنیہ میں فرمایا۔ لودفن فی ارض مغصوبہ او اخذت بشفعة یخرج منه لانها حق العبد۔

اسی میں ہے۔ لایباح نبشہ بعد الدفن اصلاً الا لما تقدم من سقوط مال فیہ او کون الارض حق
الغیر و ان شاء ذلک الغیر لخرجہ وان شاء سوی القبر و نزع فوقہ۔ وہ ملک غیر میں دفن کرنے والے
ظالم گنہگار حق غیر میں دست اندازہ سمگرا جفا کار ہر طرح مجرم بدکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) بلا اجازت مالک دفن کر دینا تو ظلم ہے با اجازت مالک کے دفن ہونے سے بھی وہ زمین وقف نہ
ہو جائے گی۔ جب تک مالک زمین وقف نہ کر دے پھر زمین موقوف میں غیر قوم کے دفن کی وہاں اجازت

نہیں ہو سکتی جس زمین میں مسلمانوں کے مردے دفن ہوتے ہیں وہاں کوئی غیر مسلم دفن نہیں ہو سکتا اگرچہ واقعے سے اجازت دفن لے لی جائے اگر واقعہ اب اس کی اجازت دے گا خود گنہگار ہو گا اور اس کی اجازت محض لغو و بے کار ہوگی کچھ اثر نہ رکھے گی مردود ٹھہرے گی کہ جو زمین وہ وقت کر چکا اب اس کا وہ ملک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جس کی زمین ہے اسی کے درخت میں اور جو پیدا ہوں گے جب تک کہ وہ زمین جس کی ہے اسی کے ہوں گے لاش دفن ہونے سے وہ زمین لاش والوں کی نہ ہو گئی نہ پتھر وغیرہ ان کے ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم سوال جس مسلمان نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اس کے جنازے کی نماز پڑھنا درست ہے۔ جینواتو جروا جواب بقرض ہے اگر کوئی نہ پڑھے گا سب گنہگار ہوں گے نماز کا ترک گناہ ہے بڑا اور بہت بڑا گناہ ہے مگر کفر نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۴ مرد کو تنگے کس جانب سے دیئے جائیں سر ہانے سے یا پائنتی سے۔ یوں ہی عورت کو۔ جواب :- دونوں کو سر ہانے سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازگیڈاک خانہ رفیع گنج محمد عبدالحق ہڈ بنزل مرحمت مورخہ ۳ صفر ۱۳۵۲ھ

ایک قبرستان اندرون آبادی ہے جو لوگوں کے دست برد و غلاظت سے غیر محفوظ ہے اور اس کا ایک حصہ ایسا ہے جو پہلے سے قبرستان میں نہ تھا بلکہ دوبارہ سروے ناپ میں امین نے اس کو قبرستان میں داخل کر دیا اور اسی کا ایک گوشہ ایسا ہے جس میں اس کے قرب کے باشندے نجاست و کوڑا وغیرہ پھینکتے تھے اور کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ زمین قبرستان کی ہے اور اس میں قبر ہونے کا احتمال بھی نہیں ہے زمیندار نے اس کو اپنی زمین سمجھ کر ایک شخص کے ساتھ مکان بنانے کے واسطے بند و بست کر دیا اس بند و بست لینے والے نے اس گوشہ میں مکان بنا لیا تھا اور کچھ باقی تھا کہ یہاں کے مسلمانوں نے نقشہ وغیرہ سے معلوم کیا کہ یہ زمین قبرستان کی ہے زمیندار کو حق بند و بست نہیں اس لئے اس کی عدالت سے مسلمانوں نے چارہ جوئی کی اور مکان بننا موقوف ہو گیا ہے۔

اب بند و بست لینے والا شخص یہ چاہتا ہے کہ اس زمین کے عوض عام مسلمان کچھ روپیہ لے لیں تاکہ قبرستان کا احاطہ ہو جائے اور میرے مکان کا قطعہ بھی خراب نہ ہو اور یہاں کے مسلمانوں میں بھی اتنی چمت نہیں ہے کہ اس کی حد بندی کرادیں تاکہ غیروں کے دست برد و نجاست وغیرہ سے محفوظ رہے اس

لئے گریہاں کے عام مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ اس کے عوض روپیہ لے کر قبرستان کی حد بندی کرادی جائے تاکہ نجاست وغیرہ سے قبرستان محفوظ ہو جائے۔ ایسی صورت میں کچھ زمین قبرستان کی جو پہلے سے قبرستان میں نہ تھی بند و بست کر کے اس روپیہ سے قبرستان کی حد بندی کرانا یا اس زمین کو کرایہ پر بند و بست کر کے اس کرایہ سے قبرستان کی حفاظت کا سامان کرنا بشرطیکہ قبرستان میں کوئی خرابی نہ ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سوال اور نقشہ سے ظاہر ہے کہ یہ زمین سرخ رنگ زمین موقوفہ نہیں اور نہ اس میں کوئی قبر ہے اس صورت میں جب کہ قبرستان کی حفاظت و صیانت کی حاجت بھی ہے مسلمان اتنے حصہ سے فروخت کر کے قبرستان میں لگا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی پھوٹا دروازہ مسئلہ کمال الدین صاحب ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

زید کہتا ہے کہ تجزیہ و تکفین کے بعد میت کی قبر پر آواز اذان کہنا بدعت ہے اور اس کے ثبوت میں شامی اور توشیح کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتا ہے جواب طلب امر یہ ہے کہ شامی اور توشیح اہل سنت کی مستند قابل العمل کتابیں ہیں یا نہیں اور آیا اس خاص مسئلہ میں شامی اور توشیح کی محققہ فیصلہ کی بنا پر اذان علی القبر درست رہے گی یا نہیں بہر دو صورت اولاً اربعہ شرعیہ سے دلیل قائم کی جاوے اور حسب مذہب کا قول نقل کیا جائے۔ بینوا تو حرموا۔ وہ دونوں عبارتیں یہ ہیں۔ لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما هو المختار الا لایمۃ وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ بدعة شامی جلد امتداد توشیح سے عبارت نقل کرتا ہے۔ الاذان علی القبر لیس بشیء۔

الجواب۔ کتاب کا مستند اور معتمد ہونا اور بات ہے اور کتاب میں جو کچھ ہے وہ سب معتمد علیہ ہونا اور بات، اذان قبر کو سنت کس نے بتایا ہے؟ جس پر شامی کی عبارت دکھائی جاتی ہے کہ اس میں اسے بدعت لکھا ہے شک بدعت ہے مگر بدعت حسنہ اس کے ثبوت کو اذان الاجرنی اذان القبر دیکھیں شامی اور توشیح کا محققہ فیصلہ ہی تو ہے کہ اذان قبر جو مسلمانوں میں آج کل رائج و معتاد ہے مسنون نہیں یا ان کی عبارت میں یہ ہے کہ یہ فعل حرام ہے ناجائز ہے گناہ ہے بدعت تو مسجد کے گنبد و مینار بھی ہیں بدعت تو یہ مروجہ مدارس بھی ہیں بدعت تو قرآن عظیم میں زیر و زبر پیش وغیرہ کی کتابت بھی ہے بدعت تو تعلیم علوم دینیہ پر اجرت بھی ہے کیا یہ عبارت پیش کرنے والے مساجد کے گنبد و مینار ڈھانے اور ان کے ناجائز و ناروا ہونے کے فتوے دیں گے اور کیا یہ لوگ ان مدارس کو ازینج برکنہ کریں گے اور اس

کے اجزاء کو حرام بتائیں گے کیا ایسے مصحف جن میں ضبط حرکات کی بدعت ہے معاذ اللہ دفن کرادیں گے اور اس بدعت واجبہ کو ممنوع و حرام ٹھہرائیں گے جس کے بغیر قرآن عظیم کا صحیح پڑھنا تقریباً ناممکن ہے اس قدر دشوار ہے۔

جو ام غیر مسنون مسلمانوں میں شرفاً غباراً رائج و معاد ہے۔ علماء ازراہ احتیاط تنبیہ کے لئے اسے فرمائیں۔ یہ مسنون نہیں ہے۔ کہہیں مسلمان اسے سنت سمجھ کر غلطی میں مبتلا نہ ہوں اسے علماء کے لایسن فرمانے سے بدعت محرماً اعتقاد کرنے والے جیسے خوش فہم ہیں ظاہر ہے رہا صاحب توشیح کا اسے لیس بشیئہ کہنا تو وہ خود لیس بشیئہ ہے کہ اذان ذکر الہی ہے اور ذکر سے نزول نور و رحمت و سرور و اطمینان قلب یقینی دقال تعالیٰ اَللّٰهُمَّ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوب۔ اذان سے فائدہ دفع وحشت و رد بلا و فرار شیطان بھی ہے اور تلقین بھی اور وقت (تو) اور وہ وقت سوال کیسا شدید وقت ہے۔ اللہ اللہ اللہ حسنا ربنا و نعم الوکیل۔ اس وقت نزول سکینہ و رحمت اور دفع وحشت و غفلت و سکون و اطمینان قلب کی کیسی شدید حاجت ہے تو اس کے لئے اذان لیس بشیئہ ہوگی یا شیئہ عظیم المنفع۔ جس سے زندہ اور مردہ دونوں کا بھلا یہاں ذکر اللہ مستحب ہوگا یا لیس بشیئہ وہ وقت نہایت نازک وقت ہوتا ہے اور عدو ایمان دشمن مسلمان یعنی ابلیس لعین اس وقت ایمان کی گھات میں اندرون قبر پیش میت فریب دہی کو کھڑا ہوتا ہے سوال منکر نکیر من ربک پر اپنی جانب اشارہ کرتا ہے کہ معاذ اللہ میت اس شیطان کو اپنا رب بتادے ایسے وقت اذان جس سے وہ ملعون گوزنزاں بھاگے اور میت مسلمان اسے سنے اور غفلت سے جاگے لیس بشیئہ ہوگی یا اعلیٰ درجہ کی مستحسن۔

حدیث میں خاص اذان کے لئے بھی ارشاد ہوا کہ میت ہمیشہ اذان سنتی ہے جب تک قبر کی تطہین نہ ہو۔ فی المغنی و عنہ فی الغنیۃ عن الحسن عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لا یزال المیت یسمع الاذان ما لم یطین قبرہ۔ مگر وہابیہ بدخواہ مسلمان خیر خواہ شیاطین کو کیونکر گوارا ہو کہ اس وقت کسی مسلمان کو اس ذکر اللہ سے نفع پہنچے اور شیطان وہاں سے گوزنزاں بھاگے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ اللہ۔ اگر یہ عبارت پیش کرنے والے کچھ بھی سمجھ سے کام لیتے یا سمجھ کر الٹی نہ کہتے انصاف کے گلے پر پھیری نہ چلاتے تو یہ عبارتیں ہرگز پیش نہ کرتے اور عوام کو نہ بہکتے۔ ان عبارتوں کے کون سے لفظ نے یہ بتایا کہ اذان علی القبر نادرست و ناروانا جائز و ممنوع و حرام و گناہ ہے۔ حرام و گناہ ہوتی

تو لایسن ہی کیوں کہا جاتا؟ ممنوع و ناروا ہوتی تو لیس بیشی ہی کیوں بتایا جاتا؟ اگر یہاں کراہت پر کوئی قرینہ ہوتا تو اس سے کسی طرح یہ قول کیا جاسکتا کہ کراہت مراد ہے اور جس کراہت کا قرینہ ہوتا اسی کراہت کا کوئی قول کر سکتا۔ پھر بھی یہ مسئلہ ایسا نہ ہوتا کہ وہاں یہ اس کی بنا پر اس کے مجیزہ پر بدعتی ہونے کا حسب عادت مستمرہ زبردستی منہا آئے کہ اس کا مکروہ و مندوب یا جائز و مکروہ تحریمی ہونا بدعت و سنت ہونے کی طرح مختلف فیہ ہوتا۔

ابن حجر کا بدعت بتانا تو نظر آیا اور اسی ردالمحتار میں علامہ خیر الدین رملی کے حاشیہ بحر سے جو انہوں نے نقل کیا ہے کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ مردہ کو قبر میں آتارے وقت اذان کو مسنون کہا گیا ہے نہ دیکھا۔ یہ تو باب الاذان میں تھا و نیز کتاب الجنائز میں اس عبارت میں جو سوال میں پیش کی گئی ہے عیدۃ کے بعد ہے۔ ومن ظن انه سنتہ الخ یہ نظر نہ آیا ہی ابن حجر جو اس کے سنت ہونے کے منکر ہیں اسے بدعت فرماتے ہیں انہوں نے سنت بتانے والے کو بدعتی نہ بتایا اتنا فرمایا کہ لم یصب جس نے اسے سنت کہا اس نے ٹھیک نہ کہا۔ یہ عبارت پیش کرنے والے صاحب درمختار کا قول لایسن لایحیہ کا اذان غیر نماز فرض کے لئے مسنون نہیں ہے دیکھ کر مولود کے کان میں اذان دیں گے یوہیں مہوم یوہیں مصروع یوہیں سخت غضب ناک یوہیں شریعہ جانور یوہیں بدعت انسان کے کان میں اذان کہتے یوہیں وقت جنگ یوہیں آگ لگ جانے کے وقت یوہیں جن کی سرکشی اور شرارت و ایذا دہی کے وقت یوہیں وہ شخص جو جنگل بیابان میں راہ بھٹکے اس کی اذان کو بدعت سیدہ حرام و ناجائز و گناہ بتائیں گے؟

اگرچہ علامہ شامی اس کے حاشیہ میں علامہ خیر الدین رملی کے حاشیہ بحر سے یہ نقل کیا کریں کہ فی حاشیۃ البحر الخیر الرملی راایت فی کتب الشافعیۃ انه قد یسن الاذان لغير الصلاة، كما فی اذان المولود والمہوم، والمصروع، والغضبان، ومن ساء خلقه من انسان او بیہیمة، وعند مزدحمہما لجمیش وعند المحرق، قیل وعند انزال المیت القبر قیاسا علی اول خروجہ للدنیا لکن سادہ ابن حجر فی شرح العباب وعند تغول الغیلان امی عند تمرد الجن لخبیر صحیح فیہ، اقول ولا بعد فیہ عندنا ام اگرچہ وہ شرعۃ الاسلام سے نقل کیا کریں کہ ومن ضل الطريق فی ارض قفر۔ یوں ہی اگرچہ وہ کہا کریں کہ امام ابن حجر نے اذان و اقامت خلف مسافر کو مسنون بتایا ہے۔ اللہ اللہ یہ عبارتیں جو سوال میں ہیں خود افادہ جواز فرما رہی ہیں۔

مگر اسی گنگا بہانے والے ان سے ناجواز ہی سمجھ رہے ہیں اسے سبحان اللہ۔ ارے خوش فہم و جونا جانا ترو
 نارفا ہو گا اسے حرام کہا جائے گا ممنوع بتایا جائے گا گناہ فرمایا جائے گا۔ ایسی بدعت کو بدعتِ سیدہ لکھا جائے گا
 یا لیس بستی۔ لیس بستی کہنے ہی نے اسے جائز بتایا۔ وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور فہم اپنا تھا۔ اللہ اللہ
 جو اذانِ تمبر پر دلیل طلب کرنا تو الٹی بات ہے کہ اصل جو ہے تو جو ممنوع و حرام کہے اس سے پوچھا جائے
 کہ کس دلیل سے حرام بتایا ہے اور وہ بھی ذکر اللہ کو۔ کون سی وجہ حرمت و کراہت عارض ہے۔ مکروہ تشریحی
 و خلاف اولیٰ ہنک کے لئے تو بصریح علمار دلیل خاص درکار کما فی البحر و مرد المحتاسر وغیرہما من الاسفار
 مگر معاندین کی ہرٹ ختم کرنے اور ہر ضد پوری کرنے کو ہم تیار ہیں سنئے اللہ عزوجل اپنی کتاب مجیدہ فرقانِ مجید
 میں ارشاد فرماتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا**۔ نیز فرماتا ہے **اذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ** و
أَسْدَ ذِكْرًا اور فرماتا ہے **فَإِذْ كُرِئَ اذْكُرْكُمْ**۔ حدیث میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عظیم ہے۔ **اذْكُرُوا اللَّهَ**
عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ وَحَجْرٍ۔ نیز فرماتے ہیں **عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَلْيَوْمَ الْقِيَامَ اذْكُرُوا اللَّهَ حَتَّى يَقُولُوا لِمَجْنُونٍ**۔ اور فرماتے ہیں
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفْرُضِ اللَّهُ عَلَى عِبَادَةٍ فَرِيضَةً اَلْاَجْعَلُ لِهَلْحَدِ اَمْعَلُوْا مَعْدَا رَهْلَهَا
فِي حَالِ الْعَدْرِ سَخِرَ اَلذِّكْرُ فَانْه لَمْ يَجْعَلْ لِمَحْدٍ اَلنْتَهَى اِلَيْهِ وَلَمْ يَعْزُرْ اَحَدًا فِي تَرْكِهِ اَلْمَغْلُوْبِ اَعْلَى
عَقْلِهِ وَامْرَهْمُ فِي الْاَحْوَالِ كَلَهَا۔

دیکھئے اللہ ورسول عزوجل اور صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کا حکم مطلقاً فرمایا ذکر الہی ہر جگہ مطلوب و مندوب
 ہوا تو کسی خاص جگہ ممنوع ہونے کے لئے دلیل خاص درکار ہے اور جہاں نہیں آئی ہے وہاں زبردستی
 ذکر الہی ممنوع بتانا اور تو کیا کہا جائے نرمی ڈھٹائی سخت بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے اذان بھی ہر اس مسلمان
 کے نزدیک بلکہ اس کے نزدیک بھی جو محض نام اسلام رکھتا ہو ذکر خدا ہے۔ تو ہر جگہ خوب و مرغوب ہے۔ ہر جگہ
 میں نزد قبر مسلم بھی ہے اور یہاں کوئی بھی موجود نہیں تو جواز کیا مستحسن و مندوب ہے کیا کوئی بھی دکھائی جا سکتی
 ہے کہ قرآن پاک یا حدیث اور جانے دو کسی معتبر و مستند امام بلکہ کسی عالم نے اسے ممنوع بتایا ہو۔ مگر لایسن نہ ہو
 کہ لایسن کا ترجمہ لایجوز نہیں۔ یا یہ ٹھہرائی ہے کہ جو مسنون نہیں ناجائز ہے۔ پھر دیکھئے ہمارے علماء کا اجتماع
 قاعدہ مسلمہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ تو اذان علی القبر بھی اصل میں اجماعاً مباح ہے۔ اور عرض
 کراہت و حرمت کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ **هَذَا اَجْمَالُ الْكَلَامِ وَالتَّفْصِيْلُ فِي رِسَالَةِ سَيِّدِنَا الْوَالِي الْعَلَمِ**
الْمُحَمَّدِ الْاِمَامِ شَيْخِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالاسْلَامِ اِيْذَانِ الْاَجْرِي فِي اَذَانِ الْقَبْرِ وَاللَّهِ تَعَالَى اَعْلَمُ۔ رہا صاحب مذہب کے

رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل
 حیوانہ ان اطلاقات قرآنیہ وحدیثیہ سے ذکر کا مطلقاً خیر موضوع اور علی کل حال مطلوب ہونا روشن ہو گیا اب
 کسی نوع میں کسی حال میں اگر کراہت ہوگی تو کسی عارض سے ہوگی اور وہ عارض جب تک رہے گا اسی وقت
 تک رہے گی جب عارض جاتا رہے گا اس نوع سے کراہت جاتی رہے گی اور وہی اصل حکم استجاب ہوگا۔
 اس تمہید حمید کے بعد اب نفس مسئلہ کی جانب عنان توجہ موڑتے۔ جنازہ کے ساتھ ذکر الہی و ذکر رسالت
 پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خاص نوع خاص حال کا ذکر بھی قرآن و حدیث کے ان مطلق ارشادات
 کے نیچے داخل ہے۔ تو یہ بھی باعتبار اصل ضرور جائز و مندوب و مستحسن ہے کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ہر چیز
 پتھر کے پاس ذکر مندوب و مطلوب ہو۔ اور جنازہ کے پاس ناجائز و نامرغوب ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض ازمنا
 و امکانہ میں کسی عارض سے اس پر بھی حکم کراہت ہو جیسے کسی کسی عارض سے کسی کسی جگہ کسی کسی وقت و حالت
 میں بعض انواع اور احوال ذکر پر ہوتا ہے۔ لہذا عوارض سے کراہت یا مانعت کو علی الاطلاق کراہت یا مانعت
 نہیں کہا جاسکتا جیسے عوارض کے سبب کراہت کی بنا پر علی الاطلاق نماز کو مکروہ کوئی مجنون ہی کہے گا نماز
 ایک نوع ذکر ہے جیسے بعض عوارض سے اس کے بعض افراد مکروہ ہوتے ہیں مگر ان افراد کی کراہت کی بنا پر
 خود نوع نماز پر حکم کراہت و مانعت نہیں ہو سکتا جن افراد کو وہ عوارض لاحق ہیں انہیں تک وہ حکم مقصور رہے گا
 یوں بعض انواع ذکر کو اگر کسی خاص زمانہ میں بعض عوارض کی بنا پر حکم کراہت عارض ہو تو وہ علی الاطلاق ہر
 زمانہ کے لئے نہ ہوگا بلکہ اسی زمانہ تک مقصور رہے گا جس میں وہ عوارض پائے جاتے یوں اگر بعض احوال
 میں کسی ذکر کو کسی زمانہ میں بعض عوارض سے سارے علماء یا بعض نے مکروہ کہا ہو تو وہ اسی زمانہ تک رہے گا
 جب تک اس حال میں ذکر کو وہ عوارض لاحق ہوں۔ علماء فرماتے آئے ہیں۔ کم من حکم مختلف باختلاف
 الزمان یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے۔

یہ اختلاف خود ذات امر مختلف فیہ میں نہیں ہوتا بلکہ نظر عوارض ہوتا ہے جب تک وہ عوارض تھے حکم کراہت
 تھا جب نہ رہے تو اصل حکم پھر ہوا کبھی ایک ہی امر پر دو جہت سے دو حکم مختلف ہوتے ہیں ایک جہت سے
 ایک حکم دوسری جہت سے دوسرا۔ دیکھو رفع الصوت عند قراءة القرآن کو علماء نے مکروہ بھی کہا اور نہایت
 محمود بھی بتایا۔ حدیقہ تدبیر میں ہے۔ روی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کرک رفع
 الصوت عند قراءة القرآن۔ من غیر القاری لمافیہ من المنع عن کمال الاستماع و اما من القاری

فانه يوقع البعيد عنه في عدم الاستماع اليه ولهذا اقال في الملتقط ذكره قراءة القرآن في الطواف
والاسواق لانه لا يسمع انتهى وفي شرح الوالد رحمه الله تعالى على شرح الدرر من مسائل شقي
معزيا الى شرح المشارق قال هذا يتعلق بالنية فمن كانت نيته صارفة لرفع صوته بقراءة القرآن
والذكر اولى لما فيه من اظهار الدين ووصول بركته الى السامعين في الدور والبيوت والخانات
وليوافق القائل من سمع صوته شهد له يوم القيمة كل رطب ويابس ومن خاف على نفسه الرياء
فالاولى له اخفاء الذكر لئلا يقع فيه مكان ونمان كما اختلفت دراصل اختلاف هي نہیں جنازہ کے
ساتھ ذکر کا اصل حکم تو یہی جواز و استحباب ہے مگر بعض ازمنہ میں بعض عوارض کی بنا پر بعض علمائے اہل
مکرہ کہتا تھا پھر علمائے ان عوارض کے نہ رہنے اور ممانعت میں زیادت مفسدت اور اجازت میں دینی
مصلحت پانے کی بنا پر اسے وہی اصل حکم دیا کہ وہ جائز و مندوب و مرغوب ہے جن بعض علمائے اہل
مکرہ کہتا تھا انھوں نے بوجہ تشبہ اہل کتاب کہا تھا مگر جب یہ عارض نہ رہا اور تشبہ جانا رہا تو پھر اصل حکم
لوٹ آیا۔

پھر ظاہر ہے کہ اس بنا پر ان کا وہ حکم خود اس زمانہ میں عام نہ تھا بلکہ اسی مقام سے مخصوص جہاں تشبہ ہو
اور اول تو بعض علمائے اہل حکم کراہت کا جواب ظاہر کہ بدوں سے مطلقاً تشبہ کب مکرہ ہے انھیں امور میں
مکرہ ہے جو ان کا شعار ہوں علامہ علی قاری مکی شرح فقہ اکبر امام اعظم میں لکھتے ہیں۔ جواب بعض العلماء
في مقام الانكار عليه ليس هذه الكسوة بان قلنوة الا منبكية الاضابدة فليس في محله فانا ممنوعون
من التشبيه بالكفروا اهل البدعة المنكرة في شعارهم لا منهيون عن كل بدعة ولو كانت مباحة سواء
كانت من افعال اهل السنة او من افعال الكفروا اهل البدعة فالمدار على الشعائر۔ حضرت علامہ شاہ
عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں ہے علمائے مستشرقین ماورا النہر ایں اطلاق را بر آ
تشبہ با شیعہ منع نوشته اند اما تشبہ با ہلہاں درام غیر ممنوع نمی تواند شد۔ بعض نے حکم کراہت کی علت یہ بتائی کہ صمت
سنن مسلمین ہے۔ اور خلاف صمت مکرہ، صمت اولیٰ ہے اور اس کا ترک مکرہ سنن ہی خلاف اولیٰ مگر اب
جب کہ ایک عرصہ دلائل سے صمت بالکل متروک ہو گیا لوگ جنازہ کے ساتھ دنیا بھر کی لغو باتیں کرتے اور بعض
ہنسی دل لگی سے باز نہیں رہتے ہیں تو اس زمانہ میں ذکر جس سے قلوب کی قسادت جائے خوف و خشیت
پیدا ہو ضرور مطلوب ہے صمت تو اسی لئے مطلوب تھا اور وہ بوجہ قسادت قلوب غیر تو غیر صمت کے اعتراف

واقربائیں بھی جیسا چاہتے نہ رہا۔ موت کا خوف کم ہو گیا۔ ایسے وقت بھی اس کا فکّر قطعاً جا آ رہا تو ذکر الہ اور رسالت پناہ اور ذکر موت و روز حساب وغیرہ جن سے قساوت دور ہو دلوں کا رنگ جائے قلب جلا پائے جو خشیت و خوف خدا کا رنگ لائے اپنے آپ ہی مندوب ہو گا ہرگز مکروہ نہیں۔ حرام کیسا ہے اب اسے ممنوع و ناجائز و حرام کہنے والا نرا جاہل مصالح شرع سے غافل مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور شرک جاننے والا تو مبتلائے سخت اشتد گناہ ہے۔

ذکر اللہ و ذکر رسول اللہ کو معاذ اللہ شرک جاننے والا مسلمان ذاکرین خدا و رسول کو مشرک بتانے والا وہابی نجدی خود ہی اس ناصح تکفیر کے وبال سے ہلائے شرک و کفر میں گرفتار۔ یہ بدعت ہے مگر بدعت ضلالت نہیں جس کا بھوت و ہابیس کے سر پر ہر وقت سوار رہتا ہے بلکہ بدعت حسنہ بلحاظ السنہ جو اہل اخلاط میں بعض امور کی نسبت فرمایا۔ ہودان کان احد اثنا فہو بدعة حسنة و کم من شیء یختلف باختلاف المنہا و امکان۔ ہر بدعت بدعت ضلالت نہیں ہوتی بعض بدعتیں مباح بعض مستحب بعض واجب بعض مکروہ خلافت اولیٰ ہوتی ہیں۔ علامہ قاری کی عبارت مذکورہ میں ابھی گزرا کہ ہر بدعت نہی عنہ نہیں ہوتی۔ ایک علامہ علی قاری کیا جسے کچھ بھی وقوف ہے وہ جانتا ہے کہ علماء نے بدعت کی پانچ قسمیں فرمائی ہیں۔ مباح۔ مستحب۔ واجب۔ مکروہ سبھی مکروہ تحریمی۔ امام اجل نووی اپنی کتاب تہذیب میں اور سیدی امام علامہ مناوی شرح جامع صغیر میں پھر فاضل علامہ مولیٰ عبد الحلیم بن پیر قدم رومی حاشیہ در (میں) فرماتے ہیں۔ واللفظ للاخیر۔ ان البدعة خمسة انواع محرمة وھی اعتقاد مذہب القدیة اوالجبریة اوالمرجئة اوالمجسمة اوانغورہم وواجبة وھی نصب ادلة المتکلمین للرد علی ہؤلاء و تعلم علم النحو الذی بہ ینفہم بہ الکتاب والسنة وینحوذ لک و مندوبہ کاحداث نحو رباط و مدرسة و کل احسان لم یعہد فی الصدرا الاول و مکروہة کزخرفة مسجد و تزویق مصحف و مباحة کالمصاحفة عقیب کل صبح و عصر و توسع فی لذیذ ما کحل و مشرب و ملبس و مسکن و لبس طیلسان و توسیع الکھام۔

وہابی جن کا مسلمانوں کو مشرک بنانا اور مبتدع بنانا ہی شیوہ ہے وہ اور علماء کرام کی نہ سے کا مگر شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاویٰ کو کیا کرے گا۔ شاہ صاحب کے فتاویٰ سے بھی ظاہر ہے کہ ہر بدعت بدعت نہیں ہوتی۔ بعض بدعتیں مکروہ تحریمی خلاف اولیٰ ہوتی ہیں بعض حسنہ فتاویٰ عزیزیہ میں ہے۔ لفظ حقیقۃ الحقائق در اصطلاح قدماء صوفیہ واقع است کہ در شرع نیامدہ و ہر فرقہ را از فرقہ ہا ہلسنت بعضی الفاظ مصطلح شدہ

کہ در شرع اطلاق آن وارد نہ شدہ مثل واجب الوجود در عرف متکلمین اہلسنت و جمہین لفظ وجود مطلق در عرف صوفیائے اہلسنت مثل قیصری و فرغانی و مولانا جانی بسیار وارد است و در شرع وارد نہ شدہ پس اطلاق این الفاظ ہر چند بدعت ست اما بدعت سیئہ نخواہد بود۔ اس کی وجہ فرماتے ہیں۔ چہ این قدر علمائے ہادیانہ و تقویٰ استعمال آن نمودہ اند نیز اسی فتاویٰ عزیزیہ میں ہے۔ ساختن ضرائح و صورت قبور و علم وغیرہ اس ہم بدعت ست و ظاہر ست کہ بدعت حسنہ کہ در ان مانوژ نہ باشد نیست بلکہ بدعت سیئہ است۔ اسی میں دربارہ استمداد از انبیا و اولیاء ہج استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا غائبانہ بے شبہہ بدعت ست۔ در زمان صحابہ و تابعین نبود لیکن اختلاف ست در ان کہ این بدعت سیئہ است یا حسنہ و نیز حکم مختلف می شود باختلاف طرق استمداد۔ نیز دربارہ عرس فرماتے ہیں دوم آن کہ ہیئت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیری یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضران نمایند اس قسم معمول در زمانہ غیر خدا و خلفاء راشدین نبود اگر کہے اس طور بکنند باک نیست زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ اجبار و اموات را حاصل می شود۔

یہاں تک کہ ایام عید و اعراس و وقت آمدغائب و وقت ولیمہ و عقیقہ و ولادت و حتان بلکہ حفظ قرآن کی خوشی کے وقت غنا کو جائز و مباح فرماتے ہیں۔ فتاویٰ عزیزیہ میں بدائع سے نقل کیا السماع فی اوقات السور و تاکید السور و مہیج بالہ مباح و اذا کان ذلک السور و مباحا کالغناء فی ایام العید و فی العرس و فی وقت مجئ الغائب و وقت الولیمہ و العقیقہ و عند الولادة و عند ختانه و عند حفظ القرآن حضرت شاہ صاحب کے برادر گرامی قدر جناب شاہ رفیع الدین صاحب مرحوم کا ایک فتویٰ مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی دیکھو وہ فرماتے ہیں امداد بدعا و ختم و اطعام و طعام بدعتے مباح ست یعنی در عرس سالانہ بزرگان دین اگر صلحار و وقت جمع شدہ قرآن شریف خوانند و خیرات کردہ ثواب رسانند مضائقہ ندارد اس بدعت مباحہ باید گفت و جرح ندارد۔ در خطبہ و رسول کو شرک یا کم از کم بدعت ضلالت کہنے والے یا آنکھیں خوب زور سے بند کر لیں کہ کچھ نہ دیکھ سکیں کہ شاہ صاحب سے اب آگے کیا نقل ہو گا۔ یا وہ جو علماء کرام کی ایک نہیں ستے ان کے ارشادات کو ذرا نہیں دیکھتے خوب آنکھیں چیر چیر کر دیکھیں کہ حضرت شاہ عبدالغفور اپنے فتاویٰ میں یہ کیا لکھ گئے ہیں۔ سوال۔ آہنگ بر قبور جائز ست یا نہ جواب۔ استعمال آہنگ ہمراہ معارف و مزامیر و آلات لہو ممنوع و حرام بر قبور یا غیر قبور و حرمت اس چیز یا یعنی معارف و مزامیر و آلات لہو در کتب حدیث و فقہ مشروح و مبسوط ست۔ فقط آواز غنایا ہمراہ دف جائز ست

۱۔ فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱ ص ۹۲۔ ۲۔ فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱ ص ۴۹۔ ۳۔ فتاویٰ عزیزیہ جلد ۱ ص ۶۲۔ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

برغیر قبور و بر قبور بدعت ست احتراز اولی ست۔

اللہ اللہ جنازہ کے ساتھ ذکر اللہ و ذکر رسول تو وہا بیوں کے نزدیک حرام و شرک بدعت سیئہ ہوا اور شاہنا غنا بر قبور کے دف کو جائز بتائیں کہ احتراز کو صرف اولی کہیں کیا شاہ صاحب کے نزدیک اگر یہ بدعت سیئہ ہوتا تو وہ احتراز اولی ست فرماتے یا یہ فرماتے کہ احتراز فرض ست یا لازم ست یا واجب ست۔ ہمیں تو شاہ صاحب کے فتاویٰ سے دکھانا اتنا تھا کہ بدعت سیئہ ہی نہیں ہوتی حسنہ بھی ہوتی بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جو ہوتی تو مباح ہیں مگر خلاف اولیٰ۔ اور وہا بیوں کی قسمت کہ یہ مسئلہ ان کے فتاویٰ میں ایسا نکلا جس نے اس مسئلہ کا حکم بھی ضمناً صاف بتا دیا علمائے کرام اور شاہ صاحب درکنار خود حضور پر نور سید ابراہیم کارسہر کار سیدنا احمد مختار علیہ الصلاۃ والسلام من ربہ العزیز الغفار مادامت اللیالی والاسعادت نے بدعت کی قسمیں فرمادیں حسنہ جس میں مباح و مستحب و واجب داخل دوسری بدعت ضلالت جو حرام و ضلال و کفر سب کو شامل ایک حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الی یوم القیامة ومن سن فی الاسلام سنة سیئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الی یوم القیامة لا ینقص من اوزارہم شیء۔

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں۔ علیہ الصلاۃ والسلام من ابتدع بدعة ضلالة لا یرضی اللہ بہا ورسولہ کان علیہ من الائم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص من اوزارہم شیء موت کا تفکر و تذکر نہایت محمود و مندوب غایت مرغوب و مطلوب ہے زمانہ سلف میں جنازہ کے ساتھ سکوت و صموت خالی نہیں ہوتا تھا بلکہ وہی جن میں تفکر و تذکر موت ہوتا وہ سب حضرات اس میں غرق ہوتے ایسے وقت ایسی بات جو اس تفکر و تذکر میں فرق ڈالے نہ کرتے تھے اب کہ زمانہ منقلب ہوا صموت کا خوف اس کی عبرت جاتی رہی لوگوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا فضول و لغو باتیں کرتے ہیں وہ صموت جو خالی نہ ہوتا بلکہ تفکر و تذکر سے ہوا کرتا کیسا؟ خالی سکوت بھی نہیں ہوتا اور ہو بھی تو بے فائدہ۔ لہذا اب زبان سے ذکر جس سے قساوت قلب دور ہو خدا و رسول کی محبت بڑھے موت یاد آئے خدا کا خوف دل میں سمائے عمر کے رائیگاں جانے کا افسوس ہوا کھڑے رائیگاں نہ کرنے کا خیال ہو کیوں مندوب و محمود مطلوب و مرغوب و مقصود نہ ہوگا۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت عارف باللہ سیدی علامہ امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہ قدسی نے اس مسئلہ کے متعلق نہایت عمدہ اور اعلیٰ تحقیق کما شیخنی تدقیق فرمائی ہے فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وارضاه عما قال في شرح الطحاوى وعلى مشيخ الجنائز الدمت وعبر في المجتبي والتجريد والحاوى ينبغي ان يطيل الصمت وسنن المرسلين الصمت معها كذا في منية المفتى ويكره لهم رفع الصوت بالذكر وقراءة القرآن كما في شرح الطحاوى لانه يشبه اهل الكتاب كما في الايضاح وعن قيس بن عباد كان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يكرهون رفع الصوت عند ثلاثة القتال وفي الجنائز والذكر كذا في الايضاح كراهة تحريم وقيل تنزيه كما في المبتغى وكراهة تنزيه وقيل تحريم كما في القنية وهو يكره على معنى انه تارك الاولى كما عزا في التتمة الى والداه وعن ابراهيم يكره ان يقول الرجل وهو يمشى معها استغفروا له غفر الله لكم كذا في التتمة والخانية واذا اراد الذكر يذكر في نفسه كما في الظهيرية والخانية وقولهم كل من سيموت ونحو ذلك خلف الجنائز بداعة كما في السراجية ومنية المفتى ذكره الوالد رحمه الله تعالى في جنازته شرحه على شرح الدرر وفي شرح الشريعة المسمى بجوامع الشروح قال وان يستكثر من التسبيح والتهليل على سبيل الاخفاء خلف الجنائز وان لا يتكلم بشئ من امر الدنيا وان لا يضحك فان لذلك يقسى القلب وان يقول الله اكبر الله اكبر اشهد ان الله محيي ويميت وهو حي لا يموت سبحانه من تعزز بالقدرة والبقاء وقهر العباد بالموت والفاء وان لا يرفع صوته بشئ من التسبيح و التهليل وغيرهما من الادعية والاشنية فانه شبيه بيوم الحشر في ظهور حكم الله تعالى وعدم تأثير قدرته احد وكلامه وقد قال الله تعالى في حق ذلك اليوم، وخشعت الاصوات للرحمن، اى سكنت وذلت وخضعت له للخوف منه تعالى فلا تسمع الا همسا وصف الاصوات بالخشوع والمراد اهلها ويؤيد ما قيل انه يكره رفع الصوت بالذكر وقراءة القرآن في تشيعها لان فيه موافقة لاهل الكتاب.

لكن بعض المشايخ جوزوا الذكر الجهرى ورفع الصوت بالتعظيم وبغير التغيير بادخال حرف في خلاله قدام الجنائز وخلفها التلقين الميت والاموات والاحياء وتبنيه الغفلة والظلمة وازالة صدأ القلوب وقساوتها بحب الدنيا ورياستها وفي كتاب العهود المحمدية للشيخ عبد الوهاب الشعراني قدس الله سره قال وينبغي لعالم الحارة او شيخ الفقهاء في الحارة ان يعلم من يريد المشي مع الجنائز اداب المشي معها من عدم اللغوف فيها وذكر من تولى وعزل من الولاية او سافر او رجع من القبار ونحو ذلك فان ذكر الدنيا في ذلك العمل ماله عمل وقد جرب ان كثرة الكلام للغويميت القلب واذا مات القلب في طريق الجنائز شفعوا في الميت بقلوب ميتة فلا يستجاب لهم فاخطأ من لغا في طريق الجنائز في حق

نفسه وفي حق الميت وقد كان السلف الصالح لا يتكلمون في الجنازة الا بما ورد وكان القريب لا يعرف من هو القريب للميت حتى يعرف لغلبة الحزن على الحاضرين كلهم وكان سيدي على الخواص يقول اذا علم من الماشين مع الجنازة انهم لا يتركون اللغو في الجنازة ويشغلون باحوال الدنيا فينبغي ان يامرهم بقول لا اله الا الله محمد رسول الله فان ذلك افضل من تركه ولا ينبغي لفقهاء ان ينكروا ذلك الا تبين او تجماع فان مع المسلمين الاذن العام من الشارع بقول لا اله الا الله محمد رسول الله كل وقت شاءوا وبالله العجب من عمى قلب من ينكر مثل هذا ام

اسى من سبى - وذكر الشعرا في ايضا رحمه الله تعالى في كتابه عهد المشايخ قال ولا يمكن احد من اخواننا ينكر شيئا ابتدعه المسلمون على جهة القرية الى الله تعالى ورأوه حسنا كما مر تقريبا مراد في هذه العهود لا سيما ما كان متعلقا بالله تعالى ورسوله عليه السلام كقول الناس امام الجنازة لا اله الا الله محمد رسول الله او قراءة احد القرآن امامها ونحو ذلك فمن حرم ذلك فهو قاصر عن فهم الشريعة لانه ما كل ما لم يكن على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن مذموما وقد راجح النووي ان الكلام خلاف الاولى فقط واعلم انه لو فتح هذا الباب لردت اقوال المجتهدين في جميع ما استخرجوا من المحاسن ولا قائل به وقد فتح رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لعلي بن ابي طالب هذا الباب وباح لهم ان يسواكل شئ استحسنوه ولحقوه بشريعة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بقوله عليه الصلاة والسلام من سن سنة حسنة فله اجرها واجرم من يعمل بها وكلمة لا اله الا الله محمد رسول الله اكبر الحسنات فكيف يمنع منها وتامل احوال غالب الخلق الآن في الجنازة تجدهم مشغولين بحكايات الدنيا لم يعتبروا بالميت وقلوبهم غافل عن جميع ما وقع له بل رأيت منهم من يضحك واذا تعارض عندنا مثل ذلك وكون ذلك لم يكن في عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قدما ذكر الله عز وجل بل كل حديث لغو او لى من حديث ابنا الدنيا في الجنازة فلو صاح كل من في الجنازة بلا اله الا الله فلا اعتراض ولم يأتنا في ذلك شئ عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلو كان ذكر الله تعالى في الجنازة منها عنه لبلغنا ولو في حديث كما بلغنا في قراءة القرآن في الركوع فافهم وشئ سكت عنه الشارع اوائل الاسلام لا يمنع منه او اخر الزمان وبالجملة فلا يجترى على امر الناس بترك قول لا اله الا الله الان يجرد في ذلك حديثا يمنع من ذلك -

ذکر جہر اور رفع الصوت بالتعظیم بغیر تغیر کہ اس میں کوئی حرف بڑھائیں بمصلمت تلقین میت و اموات و احیاء و برائے تسمیہ نوافلان و ظالمین اسے بے کراہت جائز رکھنا نیز برائے ازالہ زنگ قلوب و قساوت آن بسبب حب دنیا و ریاست دنیا۔

اور کتاب عہود محمدیہ شیخ شعرانی قدس سرہ النورانی میں ہے کہ علم اور وہاں کے شیخ طریقت کو چاہئے کہ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ جانا چاہتے ہوں انھیں اس کے ہمراہ چلنے کے آداب سکھائیں کہ نہ یہودہ باتیں نہ کریں اور یہ ذکر نہ کریں کہ حکام سے فلاں اس عہدہ پرفائز ہوا فلاں معزول ہوا اور تاجروں سے فلاں گیا اور فلاں واپس آگیا اور ایسی ہی لغو باتیں اس لئے کہ ذمیوی باتوں کا اس مقام پر کوئی محل نہیں۔ اور بے شک تجربہ کی بات ہے کہ لغو باتوں کی کثرت قلب کو مردہ کر دیتی ہے اور جب طریق جنازہ میں قلب یوں مردہ ہو جائے گا تو میت کے لئے دعا و مغفرت مردہ قلوب کے ساتھ کریں گے تو اجابت نہ ہوگی۔ تو وہ شخص جس نے لغو باتیں جنازہ کے ساتھ راستہ میں کیں اس نے اپنے اور میت دونوں کے حق میں خطا کی بے شک سلف صالح جنازہ کے ساتھ کوئی کلام نہ کرتے تھے مگر وہی جو وارد ہوا۔ سلف کی حالت یہ تھی کہ میت کے عزیز قریب و غیر قریب میں امتیاز نہ ہوتا جب تک کوئی بتا تا نہیں۔ یہ بوجہ قلبہ خزن بر جمیع حاضرین ہوتا۔ اور سید علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہمراہیان جنازہ کی حالت معلوم ہو کہ وہ جنازہ کے ساتھ لغو باتیں نہ بھڑکیں گے اور احوال دنیا میں مشغول رہیں گے تو انھیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے چاہئے کا حکم کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ پڑھنا اس کے ترک سے افضل ہے اور کسی فقیہ کو اس کا انکار نہ چاہئے مگر بعض یا باجماع اس لئے کہ مسلمانوں کو شائع علیہ الصلاۃ والسلام سے اس کا اذن عام ہے کہ جب چاہیں وہ یہ ذکر کریں۔ اور اے خدا اس شخص کا دل کتنا اندھا ہے جو اس جیسی بات سے منع کرے۔

نیز امام شعرانی قدس سرہ النورانی نے اپنی کتاب عہود الملتاخ میں ذکر کیا۔ فرمایا ہم اپنے برادروں کو اس کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ کسی ایسی بات کا انکار کریں جو مسلمانوں نے بوجہ قربت نبی نکالی ہو اور اسے اچھا جانا ہو خصوصاً وہ جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہو جیسے لوگوں کا جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا یا کسی کا پیش جنازہ قرآن عظیم پڑھنا اور اس کی مثل۔ تو جو اسے حرام بتائے وہ فہم شریعت سے قاصر ہے اس کو شریعت کی سمجھ نہیں کہ ہر وہ بات جو عہد نبی علیہ الصلاۃ والسلام میں تھی مدوم نہیں۔ اور امام نووی نے اسی قول کو مزج فرمایا کہ کلام فقط خلاف اولیٰ ہے۔ اور یہ جان لو کہ اگر اس کا دروازہ کھلے

کہ جو بات عہد نبوی میں نہ تھی وہ مذموم ہو تو جس قدر تجبات اور مستحبات ائمہ مجتہدین نے نکالے ان کے وہ سارے اقوال مردود ہو جائیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد سے کہ من سن سنة حسنة الحدیث یعنی جو شخص دین اسلام میں نیک بات پیدا کرے اسے اس کا ثواب ملے اور قیامت تک جتنے اسے کریں سب کا ثواب اسے ملے۔ اپنی امت کے علماء کے لئے اس کا دروازہ کھول دیا ہے اور انھیں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ نیک طریقہ ایجاد کریں اور اسے شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے لائق کریں۔

اور کلمہ طیباً کبر حسانت ہے تو اس سے کیونکر منع کیا جاسکتا ہے اور غالب خلقت کی حالتوں کو بغور و مامل دیکھو تو تم انھیں حکایات دنیا میں مشغول پاؤ گے کہ انھیں میت سے کوئی عبرت نہ ہوئی ان کے قلوب غافل ہیں کہ میت پر کیا گزری (فرماتے ہیں) بلکہ میں نے ان میں بعض کو مہنتے دیکھا ہے اب جب یہ عدم عبرت اور غفلت اور منہ سنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں کلمہ طیبہ جنازہ کے ساتھ ساتھ نہ ہونا متعارض ہوتے تو ہم نے ذکر اللہ کو مقدم کیا۔ بلکہ ہر لغو بات کرنے سے بدتر ہے جنازہ میں اہل دنیا کا بات کرنا تو اگر سب کے سب ہمراہی جنازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خوب بلند آواز سے پڑھیں کوئی اعتراض نہیں۔ اور اس بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی ممانعت ہمیں نہ پہنچی اور اگر ذکر الہی جنازہ میں منہی عنہ ہوتا تو ضرور نہی و ممانعت فرماتے اور وہ ہمیں پہنچتی اگرچہ ایک ہی حدیث جیسا کہ رکوع میں قرآن عظیم کی قرارت کے بارے میں پہنچی تو سمجھ جاؤ اور وہ بات جس سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوائل اسلام میں سکوت فرمایا اور خزانہ میں اس سے نہ روکا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس پر حرارت نہیں کی جاسکتی کہ لوگوں کو ترک ذکر لا الہ الا اللہ کا حکم کیا جائے۔ مگر جب کہ کوئی ایسی حدیث ہو جس میں اس سے ممانعت کی گئی ہو۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی کے اس ارشاد فیض بنیاد سے مسئلہ کی پوری وضاحت ہو گئی کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض نے مکروہ کہا۔ بعض نے بلا کراہت جانتا اور اسی کو ان امام جلیل کے خود طرح طرح ثابت فرمایا اور عارف بالاختصاص بجز معرفت کے خواص سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادام العام والخاص نیرام ربانی عارف باللہ شعرانی قدس سرہ النورانی کے ارشادات سے متوہد کیا۔ اور ہم بتا چکے کہ یہ اختلاف کوئی اختلاف نہیں اس زمانہ میں اگر اس زمانہ کے مکروہ کہنے والے ہوتے تو وہ بھی یہی فرماتے

جو یہ حضرات فرماتے ہیں۔ دیکھو عہد پاک رسالت میں عورتوں کو مسجد کی حاضری کا حکم تھا مسجد کی حاضری سے روکنے کی ممانعت تھی ارشاد اقدس تھا۔ لَا تَمْتَعُوا مَا لِلَّهِ مَسْجِدَ اللَّهِ۔ اللہ کی بندیلوں کو مسجد سے نہ روکو یہاں تک کہ حیض و نفاس والی کو بھی عید گاہ میں آنے اور طلحہ بیٹھ کر دعائیں شریک ہونے کا حکم تھا مگر بعد عہد پاک نبوی زمانہ بدلنا ہے اور عہد صحابہ میں عورتیں مسجد سے روکی جاتی ہیں جبراً مسجد سے نکال دی جاتی ہیں وہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت لے کر دربار ام المومنین عائشہ صدیقہ میں حاضر آتی ہیں۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر بنفس نفیس ہم میں اس وقت تشریف فرما ہوتے تو وہ بھی آج عورتوں کو مسجد سے روکنے کا حکم فرماتے۔

ظاہر ہو گیا کہ معاذ اللہ صحابہ کرام نے حضور کے ارشاد سے سرتابی نہ کی حضور کے امر کی مخالفت نہ کی اختلاف زمانہ سے حکم مختلف ہوا۔ تو آج ہرگز ذکر مع الجنائزہ کسی کے نزدیک مکروہ نہیں ٹھہر سکتا بلکہ وہ محمود و مستحب و مستحب و مندوب و مقصود و مرغوب و مطلوب ہے ملحق بالسنہ ہے اسے حرام و بدعت سینہ اور جہنم کفر تک پہنچانے والا جاننے یا بالقطع شرک کہنے والا ذرا اپنے دعویٰ اسلام کی نبض دکھائے اس کے بعد اس کا کیا منہ ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے۔ ذکر اللہ و ذکر رسول کو شرک و کفر بتائے اور اسلام کا دعویٰ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فرض کر دم اگر اس بارے میں علماء کے درمیان آج ہی نہیں۔ نہیں دائمی اختلاف ہوتا کہ ہمیشہ رہتا زمانہ کے تغیر و تبدل کے ماتحت نہ ہوتا تو بھی عوام کو اس ذکر خیر سے ممانعت نہ کی جاتی اسے حرام و بدعت سینہ و شرک و کفر کہنا تو نرا کذب بالکل دروغ اور خالص ظلم اور کھلا باطل فتویٰ اور یقینی طغویٰ ہے ایسی گندی گھنونی نجس ممانعت کا تو کبھی محل تھا ہی نہیں۔ نہ ہو سکتا۔ ایسے جو امور مختلف فیہ ہی ہیں ان سے ممانعت کی علماء ممانعت فرماتے ہیں۔ دیکھو طلوع شمس کے وقت نماز پڑھنا حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ ذکر جہر کو مطلقاً بعض نے مکروہ کہا صلاۃ رغائب و صلاۃ قدر باجماعت پڑھنا مکروہ بتایا وغیرہ وغیرہ علماء نے عوام کو اس سے ممانعت کی ممانعت فرمائی۔ کہ وہ یوں خدا کی یاد کرتے ہیں کرنے دو منع کریں تو وہ بوجہ قلت رغبت کہیں بالکل ہی نہ چھوڑ بیٹھیں۔

حدیقہ تہذیبیہ میں ہے۔ ذکر الوالد رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح الدرر و عبارتہ قال صاحب المنصفی شرح النسیۃ سمعت عن الشیخ الامام الاستاذ حمید الدین یحییٰ عن شیخہ الامام الاجل جمال الدین المحبوبی انہ قال کسارلی بخاری لا یمنعون عن الصلاۃ وقت طلوع الشمس الی ارتفاع الشمس لان الغالب

انهم اذا امنعوا عن ذلك وامروا بالمكث في المسجد الى ارتفاع الشمس او بالرجوع ثم بالحضور لم يفعلوا ذلك ولم يقضوها ولو صلوا في هذه الحالة فقد اجازها اصحاب الحديث والاداء في وقت يجيزه بعض الائمة اولى من الترك اصلا وهكذا نقل عن شمس الائمة الحلواني حين سأل له السيد الامام ابو شجاع عن منع الناس عن الصلاة في هذا الوقت فاجاب بهذا اذ ذكر في القنية برومزي النسفي و الحلواني ام ومن هذا القبيل نهى الناس عن صلاة الرغائب بالجماعة وصلاة ليلة القدر ونحو ذلك وان صرح العلماء بالكرهة بالجماعة فيها لا يفتى بذلك للعوام لئلا تقل رغبتهم في الخيرات وقد اختلف العلماء في ذلك فصرح ابن الصلاح لمن ائمة الشافعية وهو من كبار المحدثين رحمه الله تعالى بعدم الكراهة و صنف في جوازها رسالة مستقلة وان ناقشه في ذلك معاصرة العزيزين عبد السلام برسالة اخرى وكذلك صنف في جوازها جماعة من المتأخرين فابقوا العوام اغبين في الصلاة اولى من تنفيرهم منها وفي الغالب انهم اذا لم يصلوها كذلك جلسوا في المساجد ليلة النصف من شعبان وليلة اول جمعة من شهر رجب وليلة القدر يتحدثون بكلام الدنيا المكروها وربما ذهبوا الى ما هم فيه من الانهماك في الشهوات والغفلات .

ومن هذا القبيل نهى الناس عن حضور مجالس الذكر بالجهر وان شاد اشعار الصالحين وان صرح فقهاء الحنفية بكرهة الجهر بالذكر فان ائمة الشافعية كالنووي وغيره قائلون باستحباب ذلك ولا ينبغي ان ينهى العوام عما تقول به ائمة المسلمين ومن هذا القبيل نهى العوام عن المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فان بعض المتأخرين من الحنفية صرح بالكرهة في ذلك ادعاء بانه بدعة مع انه داخل في عموم سنة المصافحة مطلقا فلا يبقى الا مجرد التخصيص بالوقتين المذكورتين فيقتضى ابتداء ذلك وصرح النووي في كتابه الاذكار وغيره من الشافعية بانها في هذين الوقتين بدعة مباحة فلا ينبغي للواعظ او المدرس ان ينهى العوام عما افق بجوازه بعض ائمة الاسلام ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرأح الاولياء والصالحين والنذر لهم بتعليق ذلك على حصول شفاء او قدوم رغائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم وقد صرح الشيخ ابن حجر الهيتمي المكي في فتاواه ان هذا النذر للولى الميت اذ قصد به النذر اقربة اخرى كما اولاد الولى الميت وخلفائه او اطعام الفقراء الذين عند قبورهم صح النذر ووجب صرفه فيما قصد النذر الخ

وغالب الناس في هذا الزمان يقصدون ذلك فيعمل الكلام عليه ولا ينبغي ان ينهى الواعظ عما قال به امام من ائمة المسلمين بل ينبغي ان يقع النهي عما اجمع الائمة كلهم على تحريمه والنهي عنه وهو معلوم بالضرورة من الدين كحرمة الزنا والربا والربا وشرب الخمر والظن بالسوء باهل الاسلام والظلم وانكسر وغصب الاموال والمصادرات بغير حق والخيانة في البيوع والاجارات ورشوات القضاة والامراء والتكبر والاعجاب والحمد والبغى والافتراء والكذب والنزور ونسيان عيوب النفس والتجسس عن عيوب الناس واتهام المسلمين والمسلمات بالفواحش وهتك اسرار المذنبين وسجبه اشاعة الفاحشة في الغير والغيبة والنميمة والاستهزاء بالفقراء والسخرية على المساكين والضعفاء من الناس والطعن في اولياء الله تعالى المتقدمين والخصم في دينهم واعتقاد انهم بالجهل في معاني كلامهم وعدم معرفة المطابقة بين كلامهم وكلام الله تعالى ورسوله وانكار كراماتهم بعد الموت واعتقاد ان ولايتهم انقطعت بموتهم ونهى الناس عن التبرك بهم الى غير ذلك من القبائح التي هم عليها الان غالب اهل زماننا في بلادنا وغيره انسال الله تعالى العافية۔

حاشية درر المولى الفاضل عبد الحلیم الرومی میں دربارہ صلاۃ الرغائب باجماعت ہے۔ ظہران من منع عن هذه الصلاة بالجماعة فقد اساء واجترأ على تضليل الاسلاف الكرام والاختلاف الفخام فعلى الولاية منع المانعين وتعزير المعاندين۔ ذاکرین و سامعین و میت سب کو ذکر خدا و رسول سے فائدہ ہونا ظاہر ذاکرین کو ذکر کرنے کا سامعین کو سننے کا ذاکرین کو ناقلمین ظالمین کی تسمیہ اور ان کے دلوں کی زنگ بھرنے قساوت دور کرنے کا جو عظیم اجر ہے وہ ملے گا سامعین کی غفلت دور ہوگی قلب کی سختی اور زنگ جائے گی خدا کا خوف دل میں سمائے گا یاد خدا و رسول سے ان کی محبت قلب میں بڑھے گی یہ عظیم فائدہ ہوگا میت کو تلقین کا ثواب ذاکرین کو ملے گا اور تلقین سے میت کو فائدہ عظیم ہوگا ہذا وعلیک بفتویٰ شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا الوالد المجدد اعلیٰ حضرت المجدد قدس اللہ تعالیٰ سرہ و افاض علی المسلمین برہ فی ہذا الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔ ہم نے جن جن عبارتوں پر خط کشید کر دیئے ہیں وہ وہابیوں کے لئے نہایت جگر روزناور وہابیت سوز ہیں جنہوں نے مذہب وہابیت کی جڑیں کھوکھلی کر دیں اسے از بنج برکنہ کر دیا ہے مسلمان انہیں بار بار دیکھیں اور یاد رکھیں کہ وہابیوں کی بہت سی بدعتوں شرکوں کو رد کرنے میں انہیں کام دیں وہاں اللہ التوفیق۔

مسئلہ۔ مرسلہ احمد شاہ صاحب نگر مسادات ڈاکخانہ میر گنج ضلع بریلی ۱۲ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ

(۱) نماز جنازہ غائب پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر بالغ اور نابالغ کے جنازے جمع ہو جائیں تو ایک ہی نماز جنازہ پڑھی جائے یا علیحدہ علیحدہ پڑھنا چاہئے اور دعا جو بالغ کے لئے ہے وہ پڑھی جائے یا جو نابالغ کے لئے ہے وہ۔

الجواب۔ (۱) نہیں جنازہ کا پیش مصلیٰ رکھا ہونا ضرور ہے غنیہ میں فرمایا۔ شرط صحتہا وضعہ امام

المصلیٰ وبہذا القید علما نہا لا تجوز علی غائب، ولا حاضر محمول علی دابة او غیرہا الاختلاف المکان ولا موضوع تقد مر علیہ المصلیٰ وهو کالامام من بعض الوجوه ہاں اگر بلا نماز دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی جب تک تفسیح کا ظن غالب نہ ہو اسی میں ہے۔ دفن ولم یصل علیہ صلی علی قبرہ مالہ یغلب علی الظن انہ تفسیح لمام من صلاتہ علیہ السلام علی القبر ولا یعتبر التقدير بالایام فی التفسیح وعدمہ علی الصیح بل المعتبر غلبۃ الظن لان ذلك یختلف باختلاف الحال من الیمن والہزال وبخلاف الزوا من الحر والبرد وباختلاف المکان من کون الارض سبخة او غیرہا۔

(۲) چاہیں ایک ہی پڑھیں چاہیں علیحدہ علیحدہ کر کے۔ ایک پڑھیں تو امام کے سامنے مرد کا جنازہ ہو پھر مرد کے بعد نابالغ لڑکے کا پھر خنثی کا پھر عورت کا پھر نابالغ لڑکی کا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یلبی منکم اولوا الاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ پھر یہ کہ حالت نماز میں خلف امام جس طرح کھڑے ہوتے ہیں ان کے جنازے پیش امام رکھے جائیں بدائع صنائع میں ہے۔ لو اجتمع جنازۃ رجل وصبی وخنثی وامرأۃ وصبیۃ وضع الرجل مما یلی الامام والصبی وراۃ ثم الخنثی ثم المرأۃ ثم الصبیۃ ودر مختار میں ہے۔ اذا اجتمعت الجنائز فالمراد الصلاۃ علی کل واحدۃ اولیٰ من الجمع وان جمع جائز، نیز در مختار میں ہے۔ ساعی الترتیب المعہود خلفہ حالۃ الحیاۃ فیقرب منہ الا فضل فالافضل الرجل مما یلیہ فالصبی فالخنثی فالبالغۃ فالمرأۃ، والصبی الحریق قدم علی العبد، والعبد علی المرأۃ۔ اگر ایک ہی نماز پڑھیں تو دعائے بالغین بنیت دعائے للبالغین پڑھ کر پھر نابالغوں کے لئے سجود دعا ہے وہ بنیت دعا برائے نابالغین پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا میت مدفونہ کو ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنا بروئے شرع محمدی جائز ہے

نہ ۵۲ غنیہ ۵۸۳ و ۵۹ مطبوعہ لاہور پاکستان ۵۶ جلد ۱ ص ۳۱۶ مطبوعہ کراچی پاکستان ۵۷ در مختار جلد ۲ ص ۲۱۸ و ۲۱۹ مطبوعہ مصر

معہ حوالہ کتب۔

۲۔ اولیاء اللہ یا بزرگان دین میں سے چند ایک کی نعش ہلے مبارک ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ یا تیسری جگہ دفن کی گئی ہیں وہ کون سے حکم شرع کے ماتحت ہیں بمعہ حوالہ کتب۔

۳۔ بوقت دفن کرنے کے جو کہ عام طور پر کئی میتیں امانت رکھی جاتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد ان کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں کیا یہ عمل درست ہے۔

۴۔ ایک شخص بزرگ سیرت اور خاندان سادات سے ہو اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکا جو کہ اس کا تابعدار اور خدمت گزار ہو اس کو ہر وقت عرصہ سے اس بات کی وصیت کرتا رہتا ہو کہ مجھے گورستان میں کسی کی قبر کھود کر دفن نہ کرنا بلکہ میری زر خرید جگہ پر جو کہ محض اسی عرض سے خریدی گئی ہے اس میں دفن کرنا لیکن بوقت مرگ اس لڑکے کو عہد اطلاع نہیں دی گئی اور متوفی کے خلاف وصیت و ہدایت عمداً مخالفت کی گئی ہے اب وہ موصی اپنے والد کی وصیت کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہے۔

الجواب۔ را نہیں علی الصصحی مگر اس صورت میں کہ زمین حق غیر میں بے اجازت مالک دفن کیا ہو اور وہ راضی نہ ہو تا ہو غیب میں ہے۔ بعد الدفن فلا یجوز ان یراجع حتی قالوا لوان امرأة ماتت ولداها ودفن ببلد غیر بلدھا وھی لاتصبر وازادت نبشہ و نقلہ الی بلدھا لایباح لھا ذلک ولا یباح نبشہ بعد الدفن أصلاً الا لما تقدم من سقوط مال فیہ او کون الامرض حق الغیروہ ان شاء ذلک الغیر اخرجہ وان شاء سوی القبر وصرع فوقہ وجوز البعض النقل بعد الدفن استدلوا لابما نقل ان یعقوب علیہ السلام بعد ما مضی علیہ زمان نقل من مصر الی الشام لیکون مع آبائہ والصحیح الاول لان شرع من قبلنا اذا لم یقصر اللہ اور سولہ علینا من غیر تغیر لایکون شرعاً لنا فلا یجوز الاستدلال بہ وفي القنیة مقابریع الیہا حطم جیحون لایجوز نقلہما الی موضع آخر۔ صریحاً عالمگیری مصر یہ ص ۱۶۷ جلد اول میں ہے۔ لاینبغی اخرج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کانت الامرض مغصوبة او اخذت بشفعة کذا فی فتاوی قاضی خان واذا دفن المیت فی امرض غیرہ بغیر اذن مالکھا فالمالک بالخیار ان شاء امری اخرج المیت وان شاء سوی الامرض وصرع فیہا کذا فی التبعیث واللہ تعالی اعلم۔

۲۔ جن کی نعشیں دوسری جگہ منتقل کی گئیں وہ دوسری روایت کی بنا پر کسی خاص وجہ سے مثلاً دریا کی کٹاؤں اور اللہ تعالیٰ اعلم۔ ۳۔ اس کا جواب پہلے جواب سے واضح ہے۔ ۴۔ نہیں کر سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الزکاة

زکاة کا بیان

مسئلہ۔ ازبنارس مرسلہ عبدالرحمن

کیا زکاة کی ادائیگی کے لئے شرط مشروط کے علاوہ اظہار زکاة بھی ضروری ہے؟ بینواتوجروا
الجواب۔ زکاة جسے دی جاتے اس سے یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ یہ زکاة کامل ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازبنارس مرسلہ عبدالرحمن

جن رشتہ داروں کو زکاة کامل دینا جائز ہے اگر رشتہ دار زکاة کامل پوجہ شرم لینا نخواست جانتا ہے حالانکہ قائم
کشی کرتا ہے خفیہ بغیر زکاة کا اظہار کئے ہوئے دے کر مالک بنادے زکاة کی ادائیگی ہوگی یا نہیں۔ بینواتوجروا

الجواب۔ زکاة جسے دی جاتے اس سے یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ یہ زکاة کامل ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہرہ ڈاک خانہ گرنجش گنج ضلع رائے بریلی سائل شیخ پھید قبا کو فروش ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ
(۱) اہل سنت و جماعت کے لوگوں کو کتنے مال و زر روپیہ ہونے پر زکاة دینا چاہئے اور کتنی زکاة نکالنا چاہئے؟
(۲) اہل سنت و جماعت کے لوگوں کو کتنے جانور ہونے پر زکاة دینا چاہئے اور جانور یہ ہیں گائے بھینس
اونٹ، بکری وغیرہ ان میں سے ہر ایک کتنی تعداد میں ہونے پر زکاة نکالنا چاہئے؟

الجواب۔ (۱) سونے کا نصاب ساٹھ سات تولہ ہے جس کے پاس کم از کم اتنا سونا یا اتنے سونے

کی اشرفیاں یا زیور ہو اس کا چالیسواں حصہ اس پر جب سال گزرے دینا لازم ہو گا یا اس کے چالیسویں حصہ
کی قیمت۔ چاندی کا نصاب ساٹھ باون تولہ ہے جس کے پاس اتنی چاندی یا زیور یا روپیہ ہو اور اس پر سا
گزر جائے تو چالیسواں حصہ دینا فرض ہو گا یا اس قدر کی قیمت۔ یہاں کے روپیہ میں سو اکیارہ ماشہ چاندی ہے
تو ساٹھ باون تولہ چاندی کے پورے تھپن روپیہ ہوتے۔ چاندی کا نصاب دو سو درہم شرعی ہے اور درہم شرعی
۲۵ روپیہ ہے ۸ رتی کا ایک ماشہ تو درہم شرعی تین ماشہ ۱/۸ رتی کا ہوا دو سو درہم برابر ساٹھ باون تولہ۔ یوں کہ

دوسو درہم کی پانچ ہزار چالیس رتیاں ہوئیں اور اس قدر رتیوں کے چھ سو تیس ماشہ اور اتنے ماشوں کے ساڑھے باون تولہ یوہیں بچیں روپے کے ساڑھے باون تولہ چاندی ہوئی۔ عالمگیرؒ میں ہے۔ تجب فی كل مائتي درهم خمسة دراهم وفي كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضربا كان اوله يمكن مصوغا او غير مصوغ حليا كان للرجال وللنساء تبرأ كان اوسبيكة كذا في الخلاصة در مختار میں ہے۔ نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل۔

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں حضرت والد ماجد شیخنا المجدد قدس سرہ فرماتے ہیں یہ مثقال ساڑھے چار ماشہ ہے تو درہم کہ اس کا پچھلے تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہو اکشف الفطار میں ہے مثقال بست قیراط و قیراط ایک جہ و چہارتمس جہ وجہ کہ آل رابفارسی سرخ گویند ہتہتم حصہ ماشہ است پس مثقال چہارونیم ماشہ باشد جو اہر اخلاطی میں ہے۔ الدرہم النہری خمس وعشرون حبة وخمس حبة یعنی درہم شرعی پچیس رتی پانچواں حصہ رتی کا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

(۱۲) بھیر بکری، گائے، بھینس، اونٹ ان میں سے نہ ہوں یا مادہ یا مخلط جب کہ جو تنے کھانے لادنے کے لئے نہ پالے ہوں سمن یا ٹمن میں زیادتی کے لئے ہوں یا دودھ یا نسل کے لئے یا شوقیہ اور سال کا اکثر حصہ جنگل میں چھٹے چرنے پر اکٹفا کرتے ہوں اور ان پر حولان حول ہو اور جو نوع ہو گائے بھینس، بھیر بکری شتر قدر نصاب ہوں یا سب مل کر قدر نصاب ہوں اور سب ایک سال سے کم کے نہ ہوں کم از کم ان میں ایک ہی ایک سال کا ہو تو زکاة فرض ہوگی بھینس، گائے ایک ہی نوع کے ٹھہریں گے یوہیں بھیر بکری۔ گائے، بھینس کا نصاب تیس ہے۔ تیس سے کم پر زکاة نہیں تیس ہونے پر ایک بچہ پورے ایک سال کا چالیس ہونے پر ایک بچہ پورے دو سال کامل کا دینا ہوگا۔ انستھ تک یہی واجب ہوگا ساٹھ سے اترتہ تک دو بچے ایک ایک سال کے۔ شتر سے انیس تک ایک بچہ ایک سال ایک دو سال۔ اسی پر نو اسی تک دو بچے دو دو سال کے نوٹے پر ننانوے تک تین بچے ایک ایک سال کے تو پورے ۱۰۹ تک دو بچے ایک سال کے ایک بچہ دو سال کا، ۱۱۰ سے ۱۱۹ تک ایک، ایک سال کا دو، دو سال کے ۱۲۰ سے ۱۲۹ تک چار ایک ایک سال کے یا تین دو دو سال کے و قس علی ہذا۔

یوہیں بھینس کا حساب ہے اور اگر گائے بھینس مخلوط ہوں تو جو زیادہ ہوں انھیں کا بچہ زکاة میں دینا ہوگا اور بلور ہوں تو جو قسم اعلیٰ ہو اس کا ادنیٰ۔ یا ادنیٰ کا اعلیٰ دیا جائے۔ کوئی نوع اگر قدر نصاب نہ ہو مخلط ہو

بقدر نصاب ہوں تو جو نوع زائد ہوگی اسی سے زکاۃ ادا ہوگی۔ بکری بھیر کا نصاب چالیس ہے گائے بھیر کا تیس، اونٹ کا پانچ ہے ہندو میں ہے۔ الباب الثانی فی صدقۃ السوائم عجیب الزکاۃ فی ذکورھا واناثھا ومختلطھما والسائمتہ وہی الی تسام فی البرامی لقصد الدرہم والنسل والزیادۃ فی السمن و الثمن کذا فی محیط السرخسی رد المحتار میں ہے۔ الجاموس نوع من البقر کمافی المغرب، فہو مثل البقر فی الزکاۃ والاضحیۃ والربا، ویکمل بہ نصاب البقر وتؤخذ الزکاۃ من اغلبھا وعند الاستواء یؤخذ علی الادنی وادنی الاعلیٰ نھر، وعلیٰ ہذا الحکم البخت والعراب والضان والمعزابین ملک ہکذا فی الفتاویٰ الرضویہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از پہلی بھیت المستفتی حکیم سعید الرحمن صاحب ۲۵ ذی الحجہ الحرام ۱۳۵۴ھ

کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا مسائل ذیل میں۔

الف۔ زید کے پاس ۱۰ اگست ۱۳۶۶ء کو مبلغ لاکھ تھے جس پر حوالان حول نہیں ہوا تھا۔

ب۔ ۱۰ اگست ۱۳۶۷ء کو مبلغ صمان لاکھ تھے درمیان سال میں یہ رقم سلسلہ تجارت کم و بیش ہوتی رہی

ج۔ ۱۰ اگست ۱۳۶۸ء کو مبلغ معاشینے تھے درمیان سال میں یہ رقم پر سلسلہ تجارت کم و بیش ہوتی رہی

اس کی زکاۃ کس حساب سے ادا کی جائے گی اور سن ماضیہ کی بھی جو سہو ادا نہیں کی تھی اب ادا کی جائے یا سال حال کی۔

د۔ الف۔ عشر جو اوائل اسلام میں منجانب حکومت اسلامیہ وصول کیا جاتا تھا اب بھی مسلمانوں پر واجب

ہے غلہ کی پیداوار میں سے اور باغات کے پھلوں میں سے کیا دسواں حصہ پہلے نکال لے یا اس کی تخمینی قیمت مصارف مقررہ میں صرف کرے۔ آم۔ امرود۔ نارنگی وغیرہ کی فصل اکثر فروخت کر دی جاتی ہے یوں بھی ان کا صحیح شمار دشوار ہے۔

ب۔ بوجہ عدم واقفیت اب تک جو عشر ادا نہیں کیا گیا اور نہ اب گزشتہ ایام کا ادا کرنا ممکن ہے اس

کے لئے کیا کیا جائے۔

الجواب۔ ۱۰ اگست ۱۳۶۶ء میں جو چالیس روپے ہیں وہ تو قدر نصاب ہی نہیں وہ حاجتِ اصلیہ

سے فارغ ہوتے اور ان میں حوالان حول ہوتا بھی جب بھی زکاۃ واجب نہ ہوتی۔ در مختار میں فرمایا۔ شرط

افتراض ادا تھا حوالان الحبول دھونی ملک۔ جس وقت سے رقم قدر نصاب ہوگی اسی وقت سے زکاۃ

واجب ہوگی۔ بعد حولان حول حکماً ادا لازم ہوگی۔ درمیان سال کی کمی بیشی کبھی نظر سے ساقط رہے گی اور کبھی لحاظ کی جائے گی۔ بعد حولان حول اصل و نفع روپیہ اور مال تجارت جو باقی رہا اس سب کا حساب لگایا جائے گا اس میں ایک دو تین چار بتھنے نصاب کامل اور جو کامل سے زائد بقدر خمس ہوں گے تو ایک خمس یا بتھنے زائد ہوں ان سب کی زکوٰۃ دینا ہوگی اور جو نصاب کامل کے بعد خمس نصاب سے کم زیادت رہے گی وہ عفو رہے گی۔ سونے کا نصاب ۷ پلوں ہے اور چاندی کا ساڑھے باون تولہ اور ہر مال تجارت کی قیمت سونے یا چاندی کے کی جائے گی۔ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بھین روپیہ ہوتے ہیں کہ تولہ بارہ ماشہ کا اور انگریزی روپیہ سو اگیارہ ماشہ کا ہے۔

جس تاریخ (کو) مالک نصاب ہو اس دن سے جس قدر مال بڑھے گا اسی تاریخ سے سال تمام پر کل کی زکوٰۃ دینا ہوگی یعنی مثلاً یکم محرم کو بھین روپیہ کا مالک ہو اس کے پاس یہ بھین روپیہ تھے پھر ذی الحجہ میں مثلاً ہزار روپیہ اور اس نے پائے تو یہ نہیں کہ یکم محرم کو بھین ہی روپیہ کی زکوٰۃ دے گا اور اس ہزار کی اگلے ذی الحجہ کی اسی تاریخ سال تمام ہونے پر بلکہ ذی الحجہ کو جو اس بھین کا سال تمام ہو گا اسی سال میں جو زکوٰۃ بھی پایا ہے وہ اسی نصاب سے ملتا رہے گا اور کل پر زکوٰۃ دینا ہوگی مگر اتنے ہی حصہ کی جو نصاب کامل بتا رہے گا پہلے نصاب پر جب حولان حول ہو گا اسی پہر سال میں جتنا مال مل گیا ہے نصاب پر حولان حول سمجھا جائے گا زائد مال جو پایا ہے پہلے نصاب کے ملانے میں اس کا لحاظ نہ کریں لکھا جائے گا کہ کمال سال ہے سال میں دوبارہ زکوٰۃ لازم نہ ہو جس مال پر اس نصاب کے ملانے پر دوبارہ زکوٰۃ لازم آئے گی وہ مال نہ ملایا جائے گا کسی بیشی کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ سے بعض عبارات لکھتا ہوں جس سے ہر حکم واضح ہو جائے گا۔

العطایا النبویہ میں ہے جو شخص مالک نصاب ہے اور ہنوز حولان حول نہ ہوا کہ سال کے اندر ہی کچھ اور مال اسی نصاب کی جنس سے بذریعہ ہبہ یا میراث یا بشرایا وصیت یا کسی طرح اس کی ملک میں آیا تو وہ مال بھی اصل نصاب میں شامل کر کے اصل پر سال گذرنا اس سب پر حولان حول قرار پائے گا یہاں سونا چاندی تو مطلقاً ایک ہی جنس ہیں خواہ ان کی کوئی چیز ہو اور مال تجارت بھی انہیں کے جنس سے گنا جائے گا اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ آخر اس پر زکوٰۃ یوں ہی آتی ہے کہ اس کی قیمت سونے یا چاندی سے لگا کر انہیں کے نصاب دیکھی جاتی ہے تو یہ سب مال زر و سیم ہی کی جنس سے ہیں اور درمیان سال میں حاصل ہوتے تو ذہب و نضیر

کے ساتھ شامل کر دیئے جائیں گے بشرطیکہ اس ملانے کے کسی مال پر سال میں دو بار زکاة نہ لازم آئے پھر ملا۔
 کے بعد عفو ایجاب کے وہی احکام ہیں جو اوپر گندے مثلاً ایک شخص یکم محرم ۱۳۰۰ کو ۳۰ تولہ سونے کا مالک ہو اور
 اس کے سوا جنس زر و سیم سے اور کوئی چیز اس کی ملک نہیں تو اس پر ۹ ماشہ سونا زکاة میں فرض ہے کہ سلخ ذی الحجہ
 ۱۳۰۰ کو واجب الادا ہو گا ہنوز سال تمام نہ ہو کہ مثلاً یکم رجب کو ایک تولہ اور یکم ذی الحجہ کو دو تولہ سونا اسے اور
 ملا کہ اب کل ۳۳ تولہ سونا ہو گیا تو سلخ ذی الحجہ کو اس مجموعہ کی زکاة ۹ ماشہ ۷ پلہ سرخ سونا واجب الادا ہو گا گویا اس
 سب پر سال گذر گیا اگرچہ واقع میں اس ایک تولہ کو چھ مہینے اور اس دو تولہ کو ایک ہی مہینہ گذرا ہے اور اگر اس
 تولہ بھر کے بعد اور نہ ملا کہ سال تمام پر صرف ۳۱ تولہ تھا تو وہ ہی ۹ ماشہ واجب رہیں گے کہ نصاب کے بعد جس
 پورا ہونے تک زیادت معاف ہے۔

اسی طرح اگر تین تولہ سونا تو نہ ملا مگر مثلاً ۲ ذی الحجہ کو اس نے اپنی زمین یا غلہ یا اثاث البیت کے عوض اس
 قدر سال تجارت خرید جس کی قیمت تین تولہ سونے تک پہنچی تو اگرچہ اسے ملک میں آئے دس ہی دن گندے
 مگر مجموعہ ۳۳ تولہ کی زکاة واجب ہوگی ہاں اگر اس کے پاس مثلاً ایک نصاب بکریوں اور ایک دراہم کی تھی
 اس نے دراہم کی زکاة ادا کر دی اور ان کے عوض اور بکریاں لیں ان نئی بکریوں کے لئے آج سے سال شمار
 کیا جائے گا اگلی بکریوں سے منم نہ کریں گے کہ آخر یہ اسی روپیہ کے بدل ہیں جس کی زکاة اس سال کی بابت
 ادا ہو چکی اب اگر انھیں نصاب شاة میں ملاتے ہیں تو ایک مال پر ایک سال میں دو بار زکاة لازم آئی جاتی
 ہے اور یہ جائز نہیں تنویر الابصار اور مختار میں ہے۔ والمستفاد ولو بجهة (بشراء او میراث او وصیة ام ش)
 وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه (مال المینع منه مانع وهو الثنی المنفی بقوله علیه الصلاة والسلام
 لاثنی فی الصدقة ام ش) فیزکیہ بحول الاصل، وادوی زکاة نقد لا شرا شتری به سائمة لا تضر الی
 سائمة عندہ من جنس السائمة التي اشتراها بذلك النقد المزکی ای لا یزکیها عند تمام حول السائمة
 الاصلیة عند الامام للمانع المذكور ام ش بالتخصیص) وفي ش ایضاً احد النقدین یضم الی الاخر وان
 عروض التجارة تضر الی النقدین للجنسية باعتبار قیمتھا ام ملخصاً۔

یہ تو بیشی کے متعلق تھا۔ کمی کے متعلق فرماتے ہیں زکاة صرف نصاب میں واجب ہوتی ہے نہ عفو میں
 مثلاً ایک شخص ۸ تولہ سونے کا مالک ہے تو سوا ۷ ماشہ سونا کہ اس پر واجب ہو اوہ صرف ۷ تولہ کے مقابل ہے
 نہ پورے ۸ تولہ کے کہ یہ چھ ماشہ جو نصاب سے زائد ہے عفو ہے یوہیں اگر ۸ تولہ کا مالک ہو تو زکاة صرف ۹ تولہ

یعنی ایک نصاب کامل اور ایک نصاب خمس کے مقابل ہے دسواں تولہ معاف ملتی الا بحر میں ہے۔ الزکاة متعلق بالنصاب دون العفو فلو هلك بعد الحول اربعون من ثمانين شاة تجب شاة كاملة ام مخلصا در مختار میں ہے۔ لانی عفو وهو ما بين النصب في كل الاموال پس اگر نقصان مقدار عفو سے متجاوز نہ کرے یعنی اسی قدر مال کم ہو جائے جتنا عفو تھا مثال اول میں چھ ماشہ اور دوم میں ایک تولہ جب تو اصلاً قابل لحاظ نہیں کہ اس قدر پر تو پہلے بھی زکاة نہ تھی کل واجب بمقابلہ مال باقی تھا وہ اب بھی باقی ہے تو زکاة اسی قدر واجب اور کمی نظر سے ساقط کما مثله له فی المنتقی اور اگر مقدار عفو سے متجاوز ہو یعنی اس کے باعث کسی نصاب میں نقصان آئے خواہ یوں کہ مال میں جس قدر عفو تھا نقصان اس سے زائد کا ہو جیسے امثلہ مذکورہ میں ۲ تولہ یا یوں کہ ابتداءً مال صرف مقدار نصاب پر تھا عفو سرے سے تھا ہی نہیں جیسے ۱۵ یا ۳۰ یا ۵۰ تولہ سونا کہ اس میں سے رتی چاول جو کچھ گھٹے گا کسی نہ کسی نصاب میں کمی کرے گا ایسا نقصان دو حال سے خالی نہیں یا حولان حول سے پہلے ہے یا بعد بر تقدیر اول دو حال سے خالی نہیں یا تو سال تمام پر رقم نصاب اپنے پیشین پھر پوری ہو گئی یا نہیں اگر پوری ہو گئی تو یہ نقصان بھی اصلاً نقصان نہ ٹھہرے گا اور اس مجموعہ رقم پر حولان حول سمجھا جائے گا۔

مثلاً ایک شخص یکم محرم ۷۷ کو ۵ تولہ سونے کا مالک تھا بعد ازاں اس میں سے کسی قدر قلیل خواہ کثیر ضائع ہو گیا یا صرف کر دیا کسی کو دے ڈالا اور تھوٹا سا لگے بہت ضعیف ہوا یا پھر جس قدر رقم ہو گیا تھا سلخ ذی الحجہ ۷۷ سے پیشتر اگرچہ ایک ہی دن پہلے پھر آگیا تو پورے ۵ تولہ یعنی دو نصاب کامل کی زکاة دینا ہونی کہ ایک مثقال سونا ہے یوں اگر مثلاً ۸ تولہ سونے کا مالک ہے اور وسط میں تولہ بھر گھٹ گیا کہ نصاب بھی پوری نہ رہی ختم سال سے پہلے چھ سات ماشہ مل گیا تو وہی زکاة تمام و کمال لازم آئے گی کہ چھ ماشہ جو عفو تھا جس طرح اس کے ہلاک کا اعتبار نہیں یوں بعد ہلاک اس کا عود درکار نہیں صرف اس قدر چاہئے کہ شروع سال میں ایک یا زائد جتنی نصابوں کا مالک ہوا تھا ختم سال پر وہ نصابیں پوری ہوں تو جس قدر زکاة کا وجوب بحال استمرار ہوتا اسی قدر پوری واجب ہوگی اور نقصان درمیانی پر نظر نہ کی جائے گی ہاں اتنا ضرور ہے کہ اصل مال سے کوئی پارہ محفوظ رہے سب بالکل فنا نہ ہو جائے ورنہ ملک اول سے شمار سال جاتا رہے گا اور جس ملک جدید ہوگی اس دن سے حساب کیا جائے گا اور اگر یہ نقصان مستمر رہا یعنی ختم سال پر وہ نصابیں پوری نہ ہوئیں تو اس وقت جس قدر موجود ہے اتنے کی زکاة واجب ہوگی اور وہی احکام حساب نصاب و لحاظ عفو کے اس

قدر موجود پر جاری ہوں گے جو جاننا رہا گویا تھا ہی نہیں کہ حولان حول اسی مقدار پر ہوا حتیٰ کہ اگر یہ مقدار نصاب سے بھی کم ہے تو زکاۃ رأساً ساقط۔

اور تقدیر شانی تین سال سے خالی نہیں کہ سبب کمی استہلاک ہو گیا یا تصدق یا ہلاک استہلاک سے یہ معنی کہ اس نے اپنے فعل سے اس رقم سے کچھ انکاف کیا۔ صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا اور یہاں تصدق سے یہ مراد کہ بلا نیت زکاۃ کسی فقیر محتاج کو دیدیا ہلاک کے یہ معنی کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع و تلف ہو گیا مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عاریت دیئے وہ مکر گیا اور گواہ نہیں الخ صورت استہلاک میں زکاۃ سے ایک جہ نہ گھٹے گا صورت تصدق میں اگر نذر یا کفارہ یا کسی اور صدقہ واجبہ کی نیت کی تو بالاتفاق اس کا حکم بھی مثل استہلاک ہے اور اگر تطوع یا مطلق تصدق کی نیت کی تھی اور سب تصدق کر دے تو بالاتفاق زکاۃ ساقط ہو گئی۔ اور بعض تصدق کرے تو امام محمد کے نزدیک جس قدر صدقہ کیا اس کی زکاۃ ساقط باقی کی لازم مگر امام ابو یوسف کے نزدیک بعض کا تصدق مطلقاً استہلاک ہے کہ کسی نیت سے ہو اصلاً زکاۃ سے کچھ نہ گھٹے گا یہ مذہب زیادہ قوی و مقبول و شایان قبول ہے صورت ثالثہ یعنی ہلاک اس میں بالاتفاق کم یا بہت جس قدر تلف ہو بحساب اربعہ متناسبہ اتنے کی زکاۃ ساقط ہوگی اور جتنا باقی رہے اگرچہ نصاب سے بھی کم اتنے کی زکاۃ باقی۔

(العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ)۔

ہر سال میں جو نقد روپیہ حاجات اصلیہ سے فارغ رہا اور اس پر حولان حول ہوا اور حوال تجارت باقی رہا اس سب سے جس قدر نصاب کامل اور خمس نصاب ہوں ان کا حساب کر کے زکاۃ دینا ہوگی اگر کچھ مقدار عفو کی ہو اس پر زکاۃ نہ ہوگی پچھلے برسوں کا حساب لگائیں ہر سال میں جو زکاۃ واجب ہوئی اور نہ دی اگلے سال مال سے اتنی مقدار کم کر کے باقی پر زکاۃ کا حساب کرتے جائیں ہر برس کی زکاۃ کا حساب لگا کر سب ادا کریں اور اگر سب کی ادا کی اس وقت وسعت نہ ہو تو جتنے کی وسعت ہو پچھلے میں دیں۔

۲۔ اب بھی واجب ہے جس قدر غلہ یا پھل ہوں ان کا پورا عشر علیحدہ کرے یا اس کی پوری قیمت دے جو فصل فروخت کی اس میں یہ تفصیل ہے۔ تو بکرے اور اس دین الہی کی ادا کا ارادہ رکھے اور جس قدر کی ادا پر قدرت پاتا جائے ادا کرتا رہے۔

کتاب الصوم

روزہ کا بیان

مسئلہ۔ از نومحرمہ بریلی ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ

رمضان شریف میں ایک عورت بیمار تھی نسائی مرض کی تکلیف میں۔ روزے تو رکھے پیٹ میں ورم شدید تھا جس کی وجہ سے علاج زناں نہ کیا دوا ہوتی رہی مسئلہ معلوم نہ تھا روزے میں دوائی کا علاج نہیں کراتے ایک دوسری عورت سے پوچھا بھی اس نے تذبذب بیان کیا پورے مسئلہ کی تحقیق نہ مریضہ کو معلوم تھی نہ بتانے والی کو لہذا اس علاج میں روزے رکھے تحقیق ہونے پر یہ ظاہر ہوا ایام روزہ میں اس قسم کا علاج کرانے سے کفارہ لازم آتا ہے ساٹھ مسکینوں کو کھانا ایک وقت میں دے۔ کفارہ دینے والی کو متعدد روزوں کا کفارہ ایک وقت یا الگ الگ دینے کی گنجائش نہ ہو تو وہ نقد دے سکتی ہے یا نہیں اس کے علاوہ جیسا قضا نمازوں کا کفارہ چھٹا لگا کر کسی مسکین سے بدو بدل کر کے پورا کر دیا جاتا ہے شرعی طریقہ پر وہی مسئلہ شرعی کے مطابق ایسے روزے جن پر ساٹھ روزوں کا کفارہ عائد ہے وہ دو آدمی کی خوراک کے مطابق ایک ایک مہینہ میں ساٹھ روزوں کا کفارہ ادا کرے اس حساب سے نقد روپیہ ساٹھ آدمیوں کی خوراک کے لگا کر متعدد روزوں کا کفارہ لوٹا بدل کے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ خود یا دایہ نے دوا شرمگاہ میں رکھی یا کوئی چیز تریا خشک اگر اس طرح رکھی گئی کہ اندر بالکل غائب ہو گئی تو اس صورت میں بے شک وہ روزے جاتے رہے جتنے روزوں میں ایسا ہوا اور اگر ایسا نہ ہو امثلاً دوا کسی کپڑے میں باندھ کر یا تہی بنا کر فرج میں اس طرح رکھی کہ کپڑے یا تہی کا ایک سرا بہر رہا تہی، کپڑا بالکل فرج داخل میں غائب نہ ہوا اگرچہ فرج خارج میں غائب ہو گیا ہو تو اس صورت میں روزے نہ گئے مگر جب کہ دوا کا کوئی حصہ کپڑے سے چھن کر تہی سے چھٹ کر فرج داخل کے اندر گر گیا ہو۔ یا دوا اتنی تر تھی کہ کپڑے سے فرج داخل میں بہتی یا تہی سے اس کی تری چھٹ کر فرج داخل میں لگی ہو۔ یوہیں دایہ نے یا خود اپنے آپ تہی یا کپڑے کی

کی پوٹلی رکھی تو اس طرح تھی کہ فرج داخل میں بالکل غائب نہ کر دی تھی ایک حصہ باہر رکھا تھا مگر حرکت سے خود وہ بتی یا کپڑا جو فرج داخل کے باہر تھا اندر سرک گیا بالکل غائب ہو گیا تو بھی روزہ جانا رہا۔ ردالمحتار میں ہے۔ ما دخل فی الجوف ان غاب فیہ فسد وهو المراد بالاستقرار وان لم يغيب بل بقي طرف منه في الخارج او كان متصلاً بشئ خارج لا يفسد لعدم استقراره۔

اگر صورت ایسی ہی واقع ہوئی ہو کہ روزے جاتے رہے ہوں تو فقط قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ فان الکفارة فی الافطار الكامل صورة ومعنى ولم يوجد في هذه الصورة۔ ہرگز امام ملک العلماء میں ہے۔ اما وجوب الکفارة في تعلقها بانفساد مخصوص وهو الافطار الكامل بوجود الاكل او الشرب او الجماع صورة ومعنى متعمداً من غير عذر مباح ولا مخرج ولا شهوة الاهاحة ونحوها لصدمة الاكل والشرب وماها اتصال ما يقصد به التغذية او التداوى الى جوفه من الفم لان به يحصل قضاء شهوة البطن على سبيل الكمال ونحو بصورة الجماع ومعناه ايلاج الفرج في القبلة لان كمال قضاء شهوة الفرج لا يحصل الا به۔ عالمگیری میں ہے۔ من احتقن او استعطا او قطر في اذنه دهنا فطرو ولا كفارة عليه هكذا في الهداية۔ حاشیہ میں فرمایا۔ الحقنة توجب القضاء وان كان لبنا لا يثبت الرضاع وكذلك السعوط والوجور والقطور في الاذن اما الحقنة والوجور فلانه وصل الى الجوف ما فيه صلاح البدن وفي القطور والسعوط لانه وصل الى الرأس ما فيه صلاح البدن وعن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فی السعوط والوجور والحقنة الکفارة لانه وصل الى الجوف ما فيه صلاح البدن فكان بمنزلة الاكل والصحيح هو الاول لان الکفارة موجب الافطار صورة ومعنى ولم يوجد۔

پھر اگر کفارہ واجب تھی ہوتا کہ قول امام ابو یوسف اختیار کیا جاتا تو بھی ایک کفارہ اس صورت میں لازم ہوتا جب تک ایک ہی رمضان کے روزے ہیں اور اب تک کفارہ دیا بھی نہیں۔ عالمگیری میں ہے۔ لو جامع مراداً فی ایام من رمضان واحد ولم يكفر كان عليه كفارة واحدة ولو جامع وكفر فمر جامع عليه كفارة اخرى فی ظاہر الروایة كذا فی فتح القدیر۔ حاشیہ میں ہے۔ اذا افطر فی رمضان فی يوم ولم يكفر حتى افطر فی يوم آخر كان عليه كفارة واحدة۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر دو رمضانوں کے روزے ہوں تو بھی ایک ہی کفارہ دینا ہوگا جبکہ اب تک کفارہ نہ دیا ہو کہ کفارات حدود کی طرح بالشبہ ساقط ہو جاتے ہیں تو متداخل بھی ہوں گے۔ بعض نے

لے ردالمحتار جلد ۲ ص ۳۹ مطبوعہ مصر۔ ۲۰ براء جلد ۲ ص ۹۷ مطبوعہ کراچی پاکستان ۳ عالمگیری جلد ۲ ص ۲۰۳ مطبوعہ بیروت

۳ عالمگیری جلد ۲ ص ۲۰۳ مطبوعہ بیروت ۲ عالمگیری جلد ۲ ص ۲۰۳ مطبوعہ بیروت

تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جب تک ایک کفارہ نہ دیدے دوسرا واجب ہی نہ ہوگا بوجہ تداخل سبب اور بعض نے فرمایا کہ دوسرا واجب ہو کر ساقط ہو جائے گا ہاں اگر پہلے کا کفارہ دے دیا تو چونکہ اب اجتماع نہ ہو تو تداخل نہ ہوگا درمختار مسائل شفی میں ہے۔ افطری رمضان فی یوم ولحد یکفر حتی افطری یوم آخر فعلیہ کفارۃ واحدة ولو فی رمضان علی الصیحیح وقد مناه فی الصوم۔ رد المحتار میں ہے۔ قوله فعلیہ کفارۃ واحدة لان الکفارۃ تسقط بالشبهة فتند اخل کالمحدثی شرعاً واختلقت فی التداخل فقیل لا تجب الثانية لتداخل السبب وقیل تجب ثم تسقط فاما اذا انفرا الاول فلا اجتماع فلا تند اخل قوله ولو فی رمضان لو وصیلة و اشار الی ان التقیید بربو صان واحداً بخلاف الصیحیح وهو رواية عن محمد قال فی المجتبى واكثر مشایخنا قالوا الاعتماد علی تلك الروایة والصیحیح انه یكفیه کفارۃ واحدة لاعتبار معنى التداخل۔

ہمارے اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ روزے کی حالت میں دایہ کا علاج یا حیاط تمام ہو سکتا ہے کہ جو دو آریا خشک پوٹی یا تسی میں یا ویسے ہی کوئی ایسی دوا جو رکھی جاسکے اس طرح رکھی جائے کہ ایک سرفرج داخل کے باہر رہے بالکل اندر نہ غائب کر دی جائے اور اس کا بھی اطمینان ہو کہ ہر دو اچھن کر یا ٹپک کر یا پھٹ کر فرج داخل میں نہ رہ جائے یوں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس صورت میں کفارہ کا حکم صحیح نہیں اور کفارہ دینا بھی ہوتا تو ایک ہی لازم ہوتا۔ باقی رہا یہ کہ کفارہ کیا ہوتا اور نقد بھی دیا جاسکتا یا نہیں۔ کفارہ فطر صوم اور کفارہ ظہار ایک ہی ہے کہ باندی یا غلام آزاد کرے وہ غلام مسلمان ہو خواہ کافر۔ اگر اس پر قدرت نہ ہو تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے ہر ایک کو ایک صاع تمر یا شعیر یا نصف صاع حنظل جس وقت کفارہ ادا کرے گا اس کی اس وقت کی حالت کا اعتبار ہوگا وقت وجوب کفارہ کا حال معتبر نہ ہوگا۔ عالمگیریہ میں ہے۔ کفارۃ الفطر و کفارۃ الظہار واحدة وہی عتق رقبة مومنة او کافرة فان لم یقدر علی العتق فعلیہ صیام شهرین متتابعین وان لم یستطع فعلیہ اطعام ستین مسکیناً علی مسکین صاعاً من تمر او شعیر او نصف صاع من حنطة وانما یعتبر بحال المکفر فی جمیع الکفارات وقت الاداء لا وقت وجودها الخ کذا فی الخلاصة۔ بدائع میں ہے۔ راوی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال من افطری رمضان متعمداً فعلیہ ما علی المظاہر و علی المظاہر الکفارۃ بنص الکتاب فکذا علی المفطر متعمداً۔ یہاں باندی غلام کہاں جنھیں آزاد کرنے پر قدرت ہو جب اس پر قدرت نہیں تو پے در پے دو ماہ کے بے فصل روزے اس پر لازم جس نے بے وجہ مقبول شرع قصداً روزہ اس طرح توڑا جس میں کفارہ

لازم۔ ہاں روزہ بوجہ ضعف و ناطقتی پیرانہ سالی کہ شیخ فانی کی حد کو پہنچ چکا ہو یا ضعف ایسے مرض سے ہو جن کے دفع کی امید نہ ہو۔ بہر صورت طاقت طاق ہو اور بظاہر اسباب امید عود نہ ہو سکے۔ پے در پے روز نہ رکھے سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا دے اگر کوئی عاجز نہ ہو ورنہ پے در پے دو ماہ بے فصل رکھے سکے اور روزے نہ رکھے تو ساٹھ مسکین نہیں اگر ساٹھ ہزار مسکین کو کھانا دے گا کفارہ ادا نہ ہوگا جس صورت میں مسکین کو کھانا دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا اس صورت میں وہ چاہے ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے چاہے گیسوں دیدے فی کس پونے دو سیر اٹھنی بھرا اور بریلی کی تول سے یا جو ساٹھ تین سیر ایک روپیہ بھر اوپر یا ایک ہی آدمی کو ساٹھ دن شب و روز پیٹ بھر کھانا دے یا چاہے قیمت دے دے۔ در مختار میں ہے۔

ہی تحریس قبة..... فان لم یجد ما یعتق (صام شہرین ولو ثمانیۃ و خمسین) بالہلال والافتین یوما..... متتابعین..... فان ان افطر بعد ذلک او بغیرہ استوف الصوم لا الاطعام..... (فان عجز عن الصوم)

لمرض لا یرجی بروۃ او کبر اطعم ستین مسکینا) ولو حکما (کالفطرۃ) قدر (او قیمة ذلک) وان عداہم وعشاہم واشبعہم (جازن کما لو اطعم واحد استین یوما) لتجد الحاجة اہ ملتقطا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ از مکان مصطفیٰ علی خاں بریلی

اگر کسی شخص کے خون میں بہت زیادہ گرمی ہے اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو اس کو بہت نقصان بڑھ جاتا ہے جس سے خون اور بدن اور زیادہ خراب ہو جائے گا تو ایسی صورت میں کیا کرے اور اگر اس شخص پر پہلے قضا کے بھی روزہ رکھنا واجب ہیں اور علاوہ اس کے آئندہ روزہ رکھنا میں تو ایسی صورت میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ کیا ایک آدمی کو روزانہ کھانا کھلانے سے اپنے پچھلے روزوں کا کفارہ ہو سکتا ہے یا ایک سیر کچھ چھٹانک جیسا کہ دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ پر کفارہ ہو سکتا ہے یا کوئی اتنا غریب ہے کہ وہ تعداد ادا نہیں کر سکتا تو اس شکل میں ایک آدمی کو کھانا روزانہ کھلانے سے کفارہ ہو سکتا ہے۔ روزہ رکھنے کی شکل میں انتہائی تکلیف ہوتی ہے جس سے خون اور بدن دونوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے جس سے بدن بگڑ جائے گا ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

الجواب۔ جب واقعی روزہ سے نقصان کا اندیشہ صحیح ہو جو تجربہ یا حکیم حاذق غیر فاسق کے یہاں سے معلوم ہو تو قضا کی رخصت ہوگی۔ اگر پچھلے اور ان روزوں کا جواب قضا کرے فدیہ دے اچھا ہے مگر جب صحیح تندرست ہو جائے تو پھر قضا ادا کرے فقط ایک آدمی کو کھانا کھلانے سے فدیہ ادا نہ ہوگا کہ روزے کا فدیہ

بریلی کی تول سے (گیہوں) پونے دو سیر اٹھنی بھراو پر کے ہوں فی روزہ ہے۔ اتنا فی روزہ دے خواہ ایک کو خواہ چند کو تقسیم کر دے واللہ تعالیٰ اعلم عالمگیری میں ہے۔ المریض اذا اخاف على نفسه التلف او ذهاب عضو يفطر بالاجماع۔ وان خاف زيادة العلة وامتدادها فكذلك عندنا وعليه القضاء اذا افطر كذا في الهيئة شرح حرفة ذلك باجتهاد المریض غیر مجرد الوهم بل هو غلبة ظن عن اماراة او تجربة او بلخبا من طبیب مسلم غیر ظاہر الفسق كذا في فتح القدير والصحيح الذي يغشى ان يمرض بالصوم فهو كالمریض هكذا في التبيين۔ اگر مرض برابر رہے یہاں تک کہ موت آجائے اس صورت میں قضا لازم ہی نہ ہوگی ورنہ اتنے دن کی لازم ہوگی جتنے دن صحت کے وقت موت تک ملیں گے۔

اس صورت میں کہ مریض صحت پائی اور قضا نہ کی کہ موت کی گھڑی آئی۔ لازم ہے کہ وصیت فدیہ کرے اس کے ولی پر لازم ہوگا کہ جتنے دن کے روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے ہر ایک مسکین کو نصف صاع گیہوں وہی پونے دو سیر اٹھنی بھراو پر دے یا ایک صاع جو وغیرہ اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی اور وارث اس کی طرف سے تبرعاً دے تو یہ بھی جائز ہے مگر بے وصیت وراثہ پر لازم نہ ہوگا۔ عالمگیری میں ہے۔ لو فات صوم رمضان بعد المرض او السفر استدام المرض والسفر حتى مات لا قضاء عليه لكنه ان اوصى بان يطعم عنه صحت وصيته وان لم يعجب عليه ويطعم عنه من ثلث ماله فان برئ المريض او قدم المسافر وادرك من الوقت بقدر ما فاته فيلزمه قضاء جميع ما اذرك فان لم يصم حتى ادركه الموت فعليه ان يوصى بالهداية كذا في البدائع ويطعم عنه وليه لعهد يوم مسكينا نصف صاع من براء و صاعاً من تمر او صاعاً من شعير كذا في الهداية فان لم يوص و تبرع عنه الورثة جائز ولا يلزمهم من غير ايصاء واللہ تعالیٰ اعلم۔ غریب ہے کہ روز نصف صاع گندم نہیں دے سکتا تو جتنے پر قادر ہوا اتنا دے جب نصف صاع گیہوں دیگا ایک روزے کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔ فدیہ دینے پر قدرت رکھے اور ایک ساسب کا دے دے تو بھی ہو سکتا ہے اور مؤخر کرے کہ رمضان کے بعد قدرت پائے دے دے یہ بھی ہو سکتا ہے یوں ہی باقسطا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بریلی محمد جان پنجابی مورخہ ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا ایک دوست عرصہ سے باہر تھا اتفاق سے ملاقات ہوئی آپس میں خوشی و خرمی کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کئے غلبہ محبت اس قدر

بڑھا کہ زید بے خود ہو گیا اور فوراً انزال ہو گیا بحالت روزہ زید کہتا ہے کہ میرا کوئی خیال فاسد نہ تھا۔ جب یہ واقعہ ہوا تو متحیر ہو گیا آیا زید اور اس کے دوست پر کفارہ ہے یا نہیں۔ روزہ میں خرابی آئی یا نہیں زید اس کے دوست دونوں غریب و مفلس ہیں اور یہاں بھی ہیں خلاصہ حکم شرع ارشاد فرماتیں۔

الجواب۔ اس صورت میں جسے مصافحہ یا معانقہ سے انزال ہو گیا اس کا روزہ فاسد ہو گیا اس پر اس کی قضا لازم کفارہ کا حکم نہیں اگرچہ مصافحہ یا معانقہ نہیں بشہوت بوس یا مباشرت فاحشہ بھی ہوئی ہوتی عالمگیری میں ہے۔ اذا قبل امرأتہ وانزل فسد صومہ من غیر کفارۃ کذا فی المحيط وکذا فی تقبیل الامۃ والغلام.... والمس والمباشرة والمصافحة والمعانقة كالقبلة كذا فی البحر الرائق۔ ہدایہ میں فرمایا۔ وان انزل بقبلة او لمس فعليه القضاء دون الكفارة لوجود معنى الجماع ووجود المنافی بصورة او معنى يكتفى لايجاب القضاء احتياطاً اما الكفارة فتفتقر الى كمال الجنایة لانها تندرج بالاشبهات كالحمد وفتح القدير میں ہے۔ قوله اما الكفارة الخ فكانت عقوبة وهي اعلى عقوبة لافطاسر في الدنيا فيتوقف لزومها على كمال الجنایة ولو قال بالوادكانا تعليلاً وهو احسن ويكون نفس قوله تفتقر الى كمال الجنایة تعليلاً اي لا تجب لانها تفتقر الى كمال الجنایة اذ كانت اعلى العقوبات في هذا الباب ولانها تندرج بالاشبهات وفي كون ذلك مفطراً اشبهت حيث كان معنى الجماع لا صورته فلا تجب۔ عنایہ میں ہے۔ لان الكفارة اعلى عقوبات المفطر لافطارة فلا يعاقب بها الا بعد بلوغ الجنایة نهايتها ولو تبلغ نهايتها لان ههنا جنایة من جنسها ابلغ منها وهي الجماع بصورة ومعنى۔ ہدایہ میں ہے۔ والمباشرة الفاحشة مثل التقبيل۔ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ۔ جناب فلاحسین صاحب کثرہ پانڈ خاں بریلی معرفت رحمت اللہ صاحب۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۷ھ زید کہتا ہے کہ بروز جمعہ روزہ رکھنا حرام ہے بکرنے دریافت کیا کہ کس وجہ سے روزہ جمعہ کا حرام ہے اور اس کی کیا دلیل ہے تو زید اس کے ثبوت میں بخاری شریف کا حوالہ دیتا ہے کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ روزہ جمعہ کا حرام ہے تو زید کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو از روئے شریعت کیا حکم ہے؟

الجواب۔ زید محض غلط کہتا ہے اپنی طرف سے من گڑھت باطل فتویٰ دیتا ہے وہ بخاری کی وہ حدیث دکھائے جس کا یہ مطلب اس کے نزدیک ہے کہ جمعہ کا روزہ حرام ہے۔ حدیث میں جمعہ کے روزہ کے لئے خاص کر دینے سے نہیں وارد ہوتی ہے ہر نہی ہی تحریم نہیں ہوتی حدیث میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يصوم احدكم يوم الجمعة الا

ان یصوم قبلہ او یصوم بعدا عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یختصوا لیلۃ الجمعة
 بقیام من بین الیالی ولا یختصوا یوم الجمعة بصیام من بین الایام الا ان ینکون فی صوم یصومہ احدکم
 اس نہی تخصیص کی چند وجوہ علماء نے ذکر فرمائی ہیں (۱) اقامت و ظائف و اور اجتماع سے ضعف صوم مانع ہوگا (۲)
 جمعہ معظم ایام ہے اس کی تعظیم میں مبالغہ کے خوف سے ممانعت فرمائی کہ کہیں مسلمان اس کی تعظیم میں ایسا
 مبالغہ کرنے لگیں جیسے یہود تعظیم بدست میں اور نصاریٰ تعظیم یوم احد میں کرتے ہیں (۳) اس خوف سے ممانعت
 فرمائی کہ اس کے وجوب کا اعتقاد نہ کرنے لگیں (۴) روز جمعہ روز عید ہے خود حدیث میں ہے یوم الجمعة
 یوم عید کم فلا یجعلوا یوم عید کم یوم صیام کم اس عید کے دن روزہ مناسب نہیں۔ یہی جو تھی وجہ سب
 وجوہ سے احسن ہے کہ منطوق حدیث ہے لمعات میں حضرت شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔
 قوله (ولا یختصوا) قد ذکر والذہبی عن تخصیص یوم الجمعة بصوم وجوہ الاول انه نہی عن صومہ
 لئلا یحصل لہ ضعف ینعہ عن اقامة و ظائف الجمعة و اور ادھا والثانی خوف المبالغۃ فی تعظیمہ
 فیفتن کما افتتن الیہود بالسبت والنصاری بالاحد والثالث ان سبب النهی خوف اعتقاد وجوبہ و
 الرابع ان یوم الجمعة یوم عید فلا یصام فیہ وقد ورد یوم الجمعة یوم عید کم فلا یجعلوا یوم عید کم
 یوم صیام کم وهذا الوجه احسن الوجوہ لانہ منطوق الحدیث ام یختصوا واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الحج

حج کا بیان

مسئلہ۔ از شہرہ گمیر مولوی مسئلہ شفیق احمد صاحب ۱۶ شوال ۱۳۵۶ھ
 ایک شخص حج کو گئے عرفات شریف سے واپس جب منیٰ میں آئے تو قربانی و سر منڈا کے کپڑے پہن
 لئے رات میں کسی قسم کا خواب وغیرہ نہیں ہوا لیکن فجر کی نماز کو جب سو کر اٹھے تو پانچ جامہ میں تری پانی پانچ جامہ
 تبدیل کر کے اپنے جسم کو دھویا جہاں پر شک تھا لیکن غسل وغیرہ کچھ نہیں کیا صرف وضو کر کے نماز پڑھا دینے
 اب تیرہ تاریخ کو مکہ معظمہ میں آگئے۔ طواف وغیرہ کر لیا اور اب تک غسل وغیرہ نہیں کیا تھا بعدہ دس یوم کے

مدینہ طیبہ کو روانگی ہوئی مدینہ طیبہ سے مشرف ہو کر حاجی اپنے مکان پر آ گیا اب عرض یہ ہے کہ حج میں کسی قسم کی کوئی خرابی تو واقع نہیں ہوئی حاجی مذکور نہایت فکر مند ہے جو اب باصواب سے مشرف فرمائیے مگر رسمی کر کے عرفات شریف گئے تھے۔

الجواب۔ اگر اس شخص کو یقین تھا کہ یہ تری منی ہے تو اتفاقاً اور اگر شک تھا تو بھی امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اس پر غسل واجب تھا جب اس نے بے غسل کے طواف فرض کیا اس پر اس کا اعادہ لازم ہے اگر نہ جائے اور بدلتے بھیج دے اونٹ یا گائے تو اس سے بھی بری الذمہ ہو جائے گا بدلتے بھیج دینا کافی ہو گا مگر خود جا کر اعادہ افضل ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ ان رأى ابلا الا انه لم يتذكر الاحتلام فان تيقن انما ودى لا يجب الغسل وان تيقن انه منى يجب الغسل وان تيقن انه مذى لا يجب الغسل وان شك انه منى او مذى قال ابو يوسف رحمه الله تعالى لا يجب الغسل حتى يتيقن بالاحتلام وقال يجب هكذا ذكره شيخ الاسلام۔ اسی میں ہے۔ لو رجع الى اهله وقد طاف جنباً يجب ان يعود ويعود بالحرام جليداً وان لم يعد وبعث بدنة اجزاء الا ان العود هو الافضل والله تعالى اعلم۔

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

مسئلہ۔ از بریلی مسئلہ رئیس الدین بریلوی

زید و عمر دو حقیقی بھائیوں کی شادی خالد کی دو لڑکیوں سے ایک ہی وقت میں عمل میں آئی شب کو غلطی سے زید نے عمر اور عمر نے زید کی بی بی سے صحبت کی اب زید و عمر اپنی بیوی کو رکھیں یا نہیں اور ان کا یہ فعل زنا ہوا یا نہیں بنیوا توجروا۔

الجواب۔ یہ زنا نہ ہوا ایسا حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں بھی واقع ہوا امام نے دونوں بھائیوں سے طلاق دلو اگر جس نے جس سے صحبت کی تھی اس سے اسی کا نکاح کر دیا یو ہیں اب بھی کر لیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح۔ عبدالرضا ریاست رضوی

شعبان ۱۴۱۴ھ

مسئلہ

مسئلہ۔ از بریلی محلہ

ایک شخص نے اپنی زوجہ اولیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے دوسری شادی اس طرح پر کی کہ ایک عورت اور خود آپس میں ایجاب و قبول کر لیا اور نہ وہاں کوئی گواہ نہ قاضی صرف عورت و مرد اور دوسرا کوئی نہیں بعد دو ماہ کے پھر چند شخصوں کے سامنے عورت نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اذن دیا اور اب بھی اذن دیتی ہوں اب مرد نے کہا کہ مجھے منظور ہے میں قبول کرتا ہوں غرض اس مرتبہ میں شاہدین بھی موجود تھے صرف قاضی نکاح خواں نہ تھا آیا ایسی صورت میں نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ بنیوا توجروا۔

الجواب۔ مسلمہ کے نکاح میں آزاد مقل بالغ سامع فاہم ہوا ایجاب و قبول نکاح کو سنیں اور سمجھیں ایسے دو گواہوں کا حضور شرط صحت نکاح ہے وہ نکاح نہ ہوا کہ تنہا مرد و عورت نے ایجاب و قبول کیا دوبارہ جو چند لوگوں کے سامنے کہا وہ صرف اتنا کہ اب بھی اذن دیتی ہوں مرد نے کہا قبول کرتا ہوں اولاً

تو یہ کچھ نہیں کہ کس بات کا اور کسے اذن دیتی ہوں مرد کسے قبول کرتا ہے پھر اذن دینا اپنے نکاح کا کسے کو وکیل بنانا ہے کہ فلاں بن فلاں سے اتنے مہر پر نکاح موکلہ کر دے وکیل و کالتہ ایجاب کرتا ہے جوے والا شوہر قبول، تو اذن دیتی ہوں کا حاصل تو وکیل ہوا اور مرد کا قبول قبول و کالتہ نہ قبول نکاح تو سرے سے ایجاب و قبول ہی غائب اس صورت میں شاید موجود ایجاب و قبول ندارد پہلی صورت میں ایجاب و قبول تھے شہود مقفود کہیں رکن غائب کہیں شرط۔ اور نکاح موجود بھلا یہ کیونکر ممکن جب رکن یا شرط ہی ناہو تو نئے سے کہاں وجود؟ اور اگر اذن دیتی ہوں کا مطلب یہی لے لیا جائے کہ نکاح کو جائز کرتی ہوں تو یہاں پہلے نکاح موقوف کہاں جس کے جائز کرنے کا زبردستی ادعا ہو سکے بہر حال نکاح نہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از
مسئولہ عبد المجید صاحب

الاستفتاء فی حضرات الکرام العلماء الغرائمجلین فی اللیلة الظلماء الذین ہم مقبسون انوار شکوة النبوة بکر سید الانبیاء فما قولکم دامت بدورہا ہدایاتکم علی ذلک الهدایة ساطعة وشموس کراماتکم علی سماء الشراقة بانرغۃ باتفاق الامراء لجمع العظام الفقہاء اکرمہم اللہ بہم وذوالالاء فی ہذا الصورتۃ وتلك المسألة لادلتہم مقتنی اناس سید المرسلین یلجماعة سادة المسلمین ویدارة المؤمنین۔

زید کی نابالغ لڑکی کا نکاح تین برس کی عمر میں زید کے والد نے بلا اجازت و شرکت زید کر دیا حالانکہ زید موجود تھا مگر نکاح کے وقت گھر میں نہ تھا بعد نکاح گھر میں آیا تو خیر نکاح پر محض سکوت سے زید نے کام لیا حاصل مرام زید کو اس عقد سے کوئی موافقت نہ تھی اور نہ ہے اور اس کی اجازت اس کے ہوتے ہوئے نہیں لی گئی اب لڑکی حد بلوغ کو پہنچی اور وہ بھی بذات خود اس عقد سے بیزار ہے تو اب آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں بصورت اول زید کی لڑکی کو اختیار سخ ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ باپ کے ہوتے دادا ولی نہیں دادا نے جو نکاح نابالغہ بے اجازت پندنا بالغہ کیا وہ نابالغہ کے باپ کی اجازت پر موقوف ہوا اگر جائز کر دے جائز ہو جائے گا اور رد کر دے گا تو باطل مگر سوال کی یہ عبارت کہ "لڑکی حد بلوغ کو پہنچی اور وہ بھی بذات خود اس عقد سے بیزار ہے" یہ بتاتی ہے کہ باپ نے بھی اس عقد سے اظہار نفرت و بیزاری کیا اور لڑکی نے بھی اگر باپ نے اس کا اظہار کیا تھا تو وہ نکاح صحیح ہی باطل ہو گیا تھا اور اگر ایسا نہیں ہوا تو لڑکی کے بلوغ تک اس کی اجازت پر موقوف تھا لڑکی کے بالغ ہوتے ہی اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا لڑکی نے اگر خیر نکاح پا کر اس کے جواز کا کوئی قول یا فعل نہ کیا

تھا بلکہ نفرت و بیزاری ظاہر کی تو اب باطل ہو گیا اس قول یا فعل کے بعد پھر اگر صریح رضامندی بھی دیدی ہو تو لغو و بے کار ہے۔

در مختار میں ہے لوزوج الابعدا حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ فتح العذیر میں ہے یتوقف علی اجازتہ الولی فی حالة الصغر فلو بلغ قبل ان یجیزہ الولی فاجازتہ بنفسہ نفذ ولا ینفذ بمجرد بلوغہ ام مختصراً در مختار میں ہے استحسنوا التجدید عند الزفاف لان الغالب اظہار النقرۃ عند فجأة السماع طحاوی میں ہے ای فیحتمل أنها نفرت من النکاح عند اعلامہا بہ فیبطل العقد ولا یلحقہ الرضا عبارت سوال سے ظاہر یہ ہے کہ زید شہر یا محلہ میں موجود تھا اور اس کی بے اجازت نکاح کر دیا گیا مگر ایک احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ شہر میں موجود نہ ہو کہیں سفر پر گیا ہو اور غائب بغیبت منقطع ہو تو یہ نکاح جو دادا نے کیا لازم ہو گیا اگرچہ غیر کفو سے اسے غیر کفو جانتے ہوئے یا پھر میں غبن فاحش کے ساتھ کیا ہو جب کہ اس صورت میں دادا معروف بسور اختیار یا بحالت نشہ نہ ہو و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بہیڑی ضلع بریلی مسئولہ حکیم محمد عبدالحق غفرلہ۔

زید اپنے مکان پر قاضی کو بلاتا ہے اور دو تین آدمیوں کو ان تین اشخاص میں سے ایک زید کا بھتیجی بہنوئی ہے اور دو سرا بہنوئی کا ماموں زاد بھائی ہے اور یہ دونوں بھائی آپس میں ایک مکان میں رہتے ہیں اور ایک ہی کام کرتے ہیں اور ایک ہی جگہ کھانا کھاتے ہیں تیسرا محض زید کے اجاب میں ہے مگر رشتہ میں غیر ہے زید کے پڑوس میں ایک عورت مسماۃ ہندہ جو صاحب جائیداد ہے اور زید کی رشتہ کی بھانجی بھی ہوتی ہے بھتیجی زید اور مسماۃ ہندہ کے مکانوں کا ایک ہی قطعہ ہے ایک ہی راستہ ہے صرف اپنی اپنی کوٹھریوں میں رہنا ہے اور اپنا اپنا کام کر کے علیحدہ کھانا پینا ہے قاضی زید کا نکاح پڑھاتا ہے وکیل اور گواہوں سے معلوم کر کے آیا ہندہ نے کہا ہے کہ میرا نکاح زید کے ساتھ کر دو وکیل اور گواہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے ہندہ نے اقرار کیا ہے کہ میرا نکاح زید کے ساتھ کر دو قاضی یہ معلوم کر کے نکاح پڑھاتا ہے اور یہ واقعہ سات کے دس بجے کا ہے اور دو نوم بھی سخت سردی کا ہے مسماۃ ہندہ اپنی کوٹھری میں ہے اور یہ واقعہ زید کی کوٹھری میں ہے۔

مسماۃ ہندہ کو دو ہی ایک منٹ میں پتہ چلتا ہے کہ میرا نکاح پڑھایا گیا ہے اور تین چار آدمی جمع پورے پھولے وغیرہ تقسیم ہو رہے ہیں اور تین چار آدمی وہی قاضی وکیل اور گواہ اور دو ایک پاس پڑوس کے

ہیں تو ہندہ مذکور روتی ہوئی اور شور کرتی ہوئی تھانہ جاتی ہے اور رپورٹ کرتی ہے کہ میرا نکاح جبریہ اور فرضی پڑھایا گیا ہے میں اس نکاح سے خوش نہیں ہوں نہ میں نے اقرار کیا ہے نہ اس سے پہلے مجھ کو علم تھا کہ میرے ساتھ یہ کارروائی کی جائے گی بعد کر دینے رپورٹ کے ہندہ نے وہ مکان مسکونہ قطعاً چھوڑ دیا اور بجائے اس کے دوسرے مکان میں جو وہاں سے زیادہ عرصہ پر ہے اور زید کی رسائی نہیں ہو سکتی ہے سکونت اختیار کر لی اس واقعہ کے تین چار ماہ بعد زید نے سماہ ہندہ پر عدالت میں دعویٰ کیا کہ میرا نکاح ہندہ سے ہو گیا ہے اور میرے گھر میں نہیں آتی ہے عدالت نے ہندہ کو طلب کر کے زید کے بیان لئے بعد بیان ہندہ کے اور فوراً زید کا دعویٰ خارج کر دیا عدالت نے وکیل گواہ قاضی وغیرہ کو نہیں سنا محض ہندہ کی رپورٹ اور فلیقین کے بیان پر خارج کر دیا اس واقعہ کو گذرے ہوئے دو سال ہو گئے ہندہ اسی وقت سے اب تک انکاری ہے اور نہ اس مکان میں جو ہندہ کو اپنے شوہر سے ترکہ میں ملا تھا جو زید کے پڑوس میں ہے جہاں قبل از واقعہ رہتی تھی آج تک گئی بلکہ اپنے شوہر متونی کی ماں کے پاس جو دوسرے ایک معمر شخص کے نکاح میں ہے رہنے لگی آیا ایسی صورت میں یہ نکاح شرعاً ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

نوٹ: فتویٰ پر حضرت مولانا کے دستخط ہوں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ جن صاحب کے اطمینان کی عرض سے منگایا جا رہا ہے انھوں نے کہا ہے کہ میں حضرت والائے دستخط یا مہر ہوگی تو مانوں گا ورنہ نہیں۔

اجواب: اگر شہود کے ایسے بیان سے جو قابل قبول شرع ہو ثابت ہو کہ عورت نے زید کے ساتھ اپنے نکاح کی اجازت دی اور یوں ان کا نکاح ہوا تو عورت کا انکار بے سود ہے نکاح نافذ اور لازم ہونے کا حکم ہو گا جبکہ وہ گواہ ایسے ہوں جن کی شہادت قابل قبول شرع ہو بہنوئی کا بھائی بلکہ بہنوئی ہونا و شہاد کی وجہ نہیں ہو سکتا اور اگر فی الواقع عورت نے اجازت نہیں دی زید نے بے بنیاد دعویٰ نکاح کیا اور گواہوں نے جھوٹی شہادت دی تو یہ سب سخت عظیم گناہ کے مرتکب حتیٰ اللہ حق العبد میں گرفتار ہوں گے اور عذاب نار کے مستحق، مگر عورت تسلیم نفس پر مجبور نہ کی جائے گی ایسی صورت میں جب کہ عورت بتاتی ہے کہ ہرگز اس نے نکاح نہ خود کیا نہ کسی کو وکیل کیا نہ فضولی کا کیا ہوا نکاح قبول کیا عورت کو چاہئے کہ یا تو مجبوراً ظالم زید سے عقد پر راضی ہو جائے اور اس سے عقد کرے یا کچھ دے کر اس سے خلاصی حاصل کر لے بے نکاح اپنے نفس پر اسے اگر قابو دے گی تو گنہگار ہوگی یا اس سے نکاح کرے یا اس سے بھاگے اور اپنی گلو خلاصی کے لئے اس کو کچھ دے کر راضی کر لے ہذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری غفرلہ [۴۴] سوال اور زید کے بیان سے معلوم ہوا کہ گواہ فاسق و فاجر ہے نماز کے پابند نہیں ہفتوں کی نماز غائب کرتے ہیں سو دوا نہیں دارِ اٹھی مطابق شریعت نہیں رکھتے اگر یہ بیان صحیح ہے تو ایسوں کی شہادت مقبول نہ ہوگی ان کی شہادت سے کوئی امر یا یہ شہادت کو نہیں پہنچ سکتا اس صورت میں عورت تسلیم نفس پر ہرگز مجبور نہیں کی جاسکتی ہاں اگر وہ غلط انکار کرتی ہے تو گنہگار اور شدید گنہگار ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری غفرلہ

مسئلہ۔ زید کی بیوی ہندہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زبیدہ ہے جب مسماۃ زبیدہ سن بولنے کو پہنچی زید نے عمرو کے ساتھ نکاح کر دیا کچھ دنوں کے بعد زید کی بیوی کا انتقال ہوا پھر زید نے مسماۃ کلثوم کے ساتھ نکاح کر لیا چند سال کے بعد زید کا بھی انتقال ہو گیا اب دریافت طلب اس امر کا ہے کہ عمرو کا نکاح زبیدہ کی موجودگی میں مسماۃ کلثوم کے ساتھ درست ہے یا نہیں؟ بینو اب الدلیل و توجرو ابالاجر۔

الجواب۔ کلثوم زبیدہ کی سوتیلی ماں ہے عمرو کی سوتیلی ساس ہے عمرو کا کلثوم سے موجودگی زبیدہ نکاح ہو سکتا ہے کوئی حرج نہیں قرآن عظیم میں محرمات کا بیان فرما کر ارشاد فرمایا واطل لکم ما و ساء ذلک لکم ان مذکورات کے سوا جو ہیں تمہارے لئے حلال ہیں مذکورات میں سوتیلی ساس نہیں اور یہ کہ کلثوم کی موجودگی میں کر سکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ جمع ان دو عورتوں میں ناجائز ہے جن میں سے جس کسی ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس پر حرام ہو جیسے ہمیں خالہ بھانجی بھوپھی بھتیجی محیط پھر عالمگیر میں فرمایا فالاصل ان کل امرأتین لو صورنا احداهما من ای جانب ذکر العینین النکاح بینہما برضاہ او نسب لہ یجزا لجمع بینہما ہکذا فی المحيط فلا یجوز الجمع بین امرأتین و عمتہا نسبا و رضاعا و خالتہا کذا لک و نحوہا و یجوز بین امرأتین و بنت زوجہا فان المرأة لو فرضت ذکر احدث لہ تلك البنت بخلاف العکس بیٹی اور سوتیلی ماں میں یہ نہیں کہ جس کسی کو مرد فرض کریں دوسری اس پر حرام ہو بیٹی کو اگر مرد فرض کرتے ہیں جب تو اس کی سوتیلی ماں ہے اس پر حرام ہوتی ہے کہ وہ اس کے باپ کی موطوہ ہے اور اگر سوتیلی ماں کو مرد فرض کرتے ہیں تو یہ اس پر حرام نہیں ٹھہرتی اور ابھی عبارت عالمگیر یہ میں یہ صورت گزری ہے کہ عورت اور اس کے شوہر کی بیٹی ان دونوں کا جمع جائز ہے کہ اگر عورت کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ لڑکی اس کے لئے حلال ٹھہرتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ سید زادی کا عقد غیر کفو میں عجمی خواندہ یا ناخواندہ کے ساتھ جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو کیا یہ عقد اہل بیت کی ہتک اور بے حرمتی کا باعث نہیں ہے۔

الجواب۔ سید زادی جو بالغہ ہو اس کا عقد غیر کفو سے جو خواندہ ہو یا ناخواندہ باذن صریح ولی جائز ہے جو اسے غیر کفو کو غیر کفو جانتے ہوئے اجازت دے۔ اگر سیدہ بے رضائے صریح ولی خود عقد کر لے گی یا غیر کفو کا غیر کفو ہونا ولی کو معلوم نہ تھا اس لئے اس نے اجازت دی تو ان دونوں صورتوں میں بروایت حسن مختار للفتویٰ بوجہ فساد زمان یہی حکم ہوگا کہ عقد اصلاً ہوگا ہی نہیں یفتی فی غیر الکفو بعد مجوزہ اصلاً لفساد الزمان کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفاس۔ بڑھیں نابالغہ کا غیر کفو سے نکاح اس صورت میں جائز ہوگا کہ اس کے باپ اور وہ نہ ہو تو دادا نے اس غیر کفو کو غیر کفو جانتے ہوئے اس سے اس کا نکاح کر دیا مگر شرط یہ ہے کہ اب وجد معروف بسور اختیار نہ ہوں یعنی اس سے پہلے کبھی ایسا عقد نہ کیے چکے ہوں۔ اور اگر وہ معروف بسور اختیار ہوں یا ان کے علاوہ کسی اور ولی نے ایسا عقد کیا یا اب وجد کو غیر کفو کا غیر کفو ہونا معلوم نہ تھا تو یہ عقد اصلاً نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہاں عرفی ہتک ضرور ہوگی مگر اس کا اعتبار عند الشرح جب ہی ہوگا اولیاء اس کی بنا پر راضی نہ ہوں اور اگر وہ راضی ہوں تو شرع خواہ مخواہ اس کا اعتبار نہیں فرماتی کفارت کا اعتبار برائے حق اولیاء ہی ہے جب وہ خود دست بردار ہوتے ہیں تو شریعت لازم نہیں کرتی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں ایسا عالم جس کی قلوب میں عزت و وقعت ایسی جم گئی ہو کہ اس سے اس سیدہ کا نکاح اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار و بدنامی نہ رہا ہو یا اس کے پہلے پیشہ کو لوگ بالکل بھول چکے ہوں تو وہ بوجہ اپنے علمی وقار اور کمال و وقعت کے سیدہ کا کفو ٹھہرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازبنا رس ہٹیمہ مدن پورہ مرسلہ جناب عبدالجبار صاحب حامدی۔

زید نے والدین ہندہ سے یہ شرط و معاہدہ کیا کہ اگر ہندہ نابالغہ کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے تو میں اپنی منکوحہ زوجہ اولیٰ جو کہ کئی سال سے اپنے میکہ بیٹھی ہے اس کو طلاق دے دوں گا اس پر والدین ہندہ نے بمقابلہ چند اشخاص زید کی شرط و معاہدہ کو قبول و منظور کر کے ہندہ نابالغہ کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا بعد نکاح مشروط کر دینے کے زید سے مطالبہ کیا کہ شرط و معاہدہ پورا کر دو جس پر زید نے یہ حیلہ نکالا کہ جب تک ہندہ نابالغہ بلوغت کو نہ پہنچے گی تب تک شرط و معاہدہ پورا نہ کروں گا اسی گفت و شنید میں عرصہ دو ڈھائی

سال کا گذر گیا حتیٰ کہ ہندہ قریب زمانہ بلوغیت کو پہنچی تب زید نے عزیزان ہندہ سے کہا کہ ہندہ کو رخصت کر دو میرے یہاں تاکہ میں ہفتہ عشرہ میں اپنی شرط و معاہدہ کو پورا کر دوں اس پر عزیزان ہندہ نے کہا کہ آپ اسٹامپ ایک تحریر کر دو کہ بعد رخصت ہفتہ عشرہ میں شرط و معاہدہ پورا کر دوں گا اگر شرط و معاہدہ پورا نہ کروں تو ہندہ کا طلاق بائن متصور ہوگا اس جواب پر زید خاموش بیٹھ رہا بعد ازاں جب ہندہ کا زمانہ بلوغیت کامل آگیا تب ہندہ بالغہ نے نکاح مشروط کو فسخ و منسوخ کر دیا بمقابلہ چند گواہان کے جو کہ اسی دن زید بدعہد کو خبر بھی دیا اور اس کے مؤیدین والدین ہندہ بھی ہوئے اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ نکاح مشروط بغیر شرط و معاہدہ پورا کئے کامل تھا یا باطل اور ہندہ کا فسخ و باطل کرنا صحیح ہے یا غلط اور زید بدعہد جرم شرعی کا مرتکب ہے کہ نہیں ایسے شخص کی شہادت امامت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب۔ بائ کا کیا ہوا نکاح لازم ہے اس کے فسخ کا لڑکی کو بالغہ ہو کر اختیار نہیں ملا تھا جس کے سبب وہ اسی کو فسخ کر سکتی وہ لاکھ فسخ کرے فسخ نہ ہو زید نے وعدہ خلافی کی وعدہ خلافی بد اخلاقی ہے اور بری چیز ہے اور اگر وعدہ کرتے وقت بھی دل میں یہ خیال ہو کہ ایسا کریں گے نہیں تو یہ دھوکہ دہی اور فریب ہے اور جھوٹ ہے اس صورت میں گناہ بھی ہے ہاں اگر وعدہ کسی بات پر معلق ہو تو اس صورت میں وفا واجب ہوتی ہے اور وعدہ خلافی گناہ صورت مستفسرہ میں شخص نہ کرنے اپنی عورت منکوحہ اولیٰ کے وعدہ طلاق کو اس شرط پر معلق کیا کہ اس نابالغہ سے اس کا عقد کر دیا جائے اگر ایسا ہوگا تو وہ پہلی منکوحہ کو طلاق دے دے گا اس صورت میں اس وعدہ معلقہ کی وفا البتہ اس کے ذمہ لازم ہوتی جب شرط پوری ہوگئی مگر اب وہ دو بلا میں مبتلا ہے ایک بے قصور و خطا پہلی منکوحہ کو طلاق دینا اور ایک اس وعدہ معلقہ کا وفانہ کرنا اسے چاہئے کہ امون کو اختیار کر لے منجہ اہل بیلتین فلیختار اھونہما پر عمل کرے اگر وہ عدل پر قادر ہو تو پہلی کو طلاق نہ دے اور اگر قدرت بر عدل نہ رکھتا ہو یا اسے اپنی طبیعت سے عدل نہ کر سکنے کا غالب گمان ہو تو اسے چھوڑ دے ہذا امل عندی والعلم بالحقیقۃ عند ربی وهو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی کل باب۔

مسئلہ۔ مرسلہ مولوی نجم الحق متعلم دارالعلوم منظر اسلام بریلی۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین ان مسائل میں۔
(۱) غیر مقلد سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کچھ لوگوں نے بوجہ اپنی لاعلمی اور عدم توجہ اس کے عقائد باطلہ کے ایک لڑکی کی شادی کر دی اب وہ لڑکی غیر مقلدہ ہو گئی تو ایسی صورت میں ان لوگوں پر کوئی جرم شرعی عائد ہوتا ہے یا نہیں؟
 (۳) اور غیر مقلدہ سے سلام کلام میل جول نشست و برخواست جائز ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا۔
الجواب۔ غیر مقلدہ اگر صرف غیر مقلدہ ہی ہو تو گمراہ ہے مگر اسے شادی کرنا جائز نہیں مگر اگر نکاح کیا تو ہو جائے گا یہاں کے غیر مقلدین صرف غیر مقلدہ ہی نہیں بلکہ وہابی بددین ہیں جن پر طرح طرح کے الزامات گھڑے گئے ہیں ان سے نکاح ہو ہی نہیں سکتا باطل محض ہے یہ ہمارے ہی نزدیک نہیں خود غیر مقلدہ کے نزدیک بھی کہ وہ مقلدہ کو مشرک اور تقلید کو شرک جانتا ہے اور مشرک سے وہ نکاح کو حرام و باطل جانتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ وہو تعالیٰ اعلم۔

(۲) اگر لاعلمی میں شادی کی تھی تو اس شادی کرنے کا الزام نہ ہو گا ہاں اگر بعد علم وہ باطل نکاح کو نکاح جانیں گے اور ان دونوں کو زن و شوہر مانیں گے تو ضرور ملزم ہوں گے بعد علم ان پر فرض ہو گا کہ وہ ان دونوں کو اجنبی اور اجنبیہ جانیں ان دونوں میں جدائی کی پوری نوری سعی و کوشش کریں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔
 (۳) ان سے سلام کلام میل جول ربط و ضبط حرام ہے قرآن عظیم میں فرمایا ہے **وَأَمَّا يَنْسِفِ اللَّهُ الشَّيْطَانَ فَلَا تَقْعُدُ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝** واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از نورالعلوم موضع کمان ضلع مظفر پور مدرسہ مولوی شرف الدین صاحب مدرس مدرسہ معرفت مولوی نجم الحق متعلم دارالعلوم منظر اسلام۔

ہندہ کا جب سے عقد زید سے ہوا زید کے یہاں نہیں گئی عقد قبل بلوغ ہوا بعد عقد زید کو عارضیہ جذام لاحق ہوا ہندہ اب بالغہ ہو گئی ہے اپنے نفس پر ڈرتی ہے بوجہ جذام کے زید کے یہاں جانا نہیں چاہتی ہے اس سے فرقت اختیار کر کے دوسرے سے عقد کرنا چاہتی ہے کیا مجتہد علیہ الرحمہ کے قول پر فرقت اختیار کر کے دوسری جگہ عقد کر سکتی ہے؟

(۲) ضرورت داعیہ کے وقت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر کسی مسئلہ میں فتویٰ دیا جاتا ہے یا نہیں؟
الجواب۔ ہندہ نابالغہ کا نکاح ولی نے کیا ہے یا غیر ولی نے اگر ولی نے کیا ہے تو وہ اقرب ہو گا یا بعد بصورت اقرب وہ ولی باپ یا دادا ہو گا یا اس کا غیر اگر غیر ولی نے نکاح کیا یوں ہی اگر ولی بعد نے بحال قیام ولی اقرب تو وہ نکاح تا بلوغ ہندہ ولی اقرب کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے تا بلوغ ہندہ جائز یا رد نہ

کیا تھا تو بعد بلوغ ہندہ کی اجازت پر موقوف ہو گیا جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا رد کر دے گی رد ہو جائے گا اس صورت میں ہندہ کو تفریق کرنے کی کیا حاجت ہے اپنے آپ رد کر دے فرقت ہو جائے گی اور اگر جائز کر دیا تھا تو دیکھا جائے گا کہ وہ باپ یا دادا ہے یا ان کا غیر اگر باپ یا دادا ہے تو وہ نکاح لازم ہو چکا بعد بلوغ عورت کو کوئی اختیار نہیں اور اگر وہ باپ یا دادا کا غیر تھا تو وقت بلوغ ہندہ کو اختیار ہوا کہ جس مجلس میں وہ بالغ ہوئی یا بعد بلوغ جس مجلس میں اس کو اس نکاح کا علم ہوا اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے اور نکاح کو رد کرے اگر ہندہ نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کر لیا وہ دعویٰ تفریق کر سکتی ہے اگرچہ شوہر میں کوئی عیب نہ ہو۔ اسی تقریر سے ان صورتوں کا حکم بھی ظاہر ہو گیا جب کہ باپ دادا نے نکاح کیا ہو۔ یوں ہی اس صورت کا بھی جب کہ باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہو یوں ہی بحال قیام اقرب تزویج بعد کا بھی جس صورت میں یہ نکاح لازم ہو چکا ہو ہندہ کو ہمارے امام سند الائمہ حضرت امام اعظم اور سیدنا امام ابو یوسف کے مذہب مذہب ہرگز ہندہ کی بنا پر عورت کو حق فرقت حاصل نہیں یہی مذہب مرجع اور اسی پر متمدن علماء کا اتفاق و اطباق ہے یہی مذہب مؤید اور معتد ہے تنویر الابصار میں ہے لایتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا امام قاضی خاں اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں حق الفسخ بسبب العیب عندنا لا یثبت فی النکاح ولا ترد المرأة بعیب ما وان وجدت الزوجة نوا وجھا مجتونا اوبہ جذام او برص لیس لها حق الفزقة بے ضرورت بلجہ مقبول عند الشرع اس مذہب امام سے عدول نا جائز و ناروا اگر واقعی ضرورت ہو ضرورت کا ادعا نفس کا اتباع اور مکروہ خلع نہ ہو تو امام محمد کے مذہب پر عمل کی اجازت ہو سکتی ہے اپنے آپ فرقت نہیں حاصل کر سکتی ہے حاکم شرع کے حضور دعویٰ کرے حاکم شرع تفریق فرمائے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲ کا جواب سوال ۱ کے جواب میں آپ کا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ شیخ عبدالقیوم کٹرہ پختہ اونچا چاہ آنولہ۔ ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ

(۱) متوفیہ نے وفات سے پانچ سال پیشتر اپنی مال اور زید کے ماموں کے روبرو مہر معاف کیا اب بعد وفات متوفیہ کی مال کو انکار ہے اور زید کے ماموں کو اقرار ہے ایسی صورت میں عند الشرع کیا حکم ہے؟
(۲) جو زیور متوفیہ کی مال نے اس کو بوقت شادی (زحمت) دیا اور شوہر نے چڑھایا وہ کس کی ملکیت قرار دیا جائے گا اگرچہ زکاتہ ہمیشہ سالانہ زید نے کل زیور کی ادا کی۔

(۳) بعد ادا کی قرض زید نے کچھ جدید زیور نووا کر اپنی زوجہ کو پہنایا لیکن کوئی شرط نہیں کی اور نہ یہ کہا کہ

تم اس کی مالک ہو ایسی صورت میں وہ کس کی ملکیت ہے؟
(۴) گرجہستی کی اشیاء جو زید کی خرید کردہ ہے محض گھر کی زیر نمانش یا ضرورت کے لئے متوفیہ استعمال
کی وہ کس کی ملکیت ہے؟ بیوا تو جبروا

الجواب۔ اگر فی الواقعی مرحومہ ماں کے سامنے مہر معاف کر چکی تو اب ماں کو مہر کا دعویٰ کرنا ناجائز
ہے ظلم ہے اللہ سے ڈرے اور ظلم نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو زیور وغیرہ اشیاء ماں نے جہیز میں دی ہے یا بعد شادی عورت کو دی ہے وہ سب مرحومہ کی
ملک ہے اور ترکہ ہے اس کے ورثہ پر بقدر حصہ شرعی تقسیم ہوگا اور جو زید نے چڑھا وادیا بعد شادی اس میں
عرف مختلف ہے کہیں چڑھا وادیا کر عورت کو بطور تملیک دیا جاتا ہے اور کہیں محض برائے نمانش اس وقت
دکا دے کے لئے ادھر ادھر مانگ کر پہنانے کے لئے دیا جاتا ہے یوں ہی شادی کے بعد بھی رواج مختلف
ہے کہیں شوہر زیور وغیرہ برتنے کی چیزیں بطور تملیک دیتے ہیں اور کہیں برتنے اور استعمال کرنے جیسی
نیت ہوگی ویسا حکم ہوگا اگر زید نے فی الواقع بطور تملیک وہ اشیاء دیں اب جھوٹا ادعا کرے کہ میں نے فقط
برتنے کو دیں تو گنہگار ہوگا ظالم جفا کار ہوگا حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار ہوگا والیاء اللہ تعالیٰ۔
(۳) ان دونوں نمبروں کا جواب نمبر ۲ میں آگیا۔

مسئلہ۔ از لکھنؤ وزیر گنج مرسلہ النور خاں محمد یوسف صاحبان از طہتی میوہ ۲ شعبان الخیر ۱۲۵۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

ایک شخص نے اپنی سگی بہن کی لڑکی سے عقد کر لیا ہے اس شخص کی بہن اور بھانجے ان دونوں کو
اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اس شخص کی بہن اور بھانجے سے لوگ کہتے ہیں کہ تم اس شخص کو اور اس لڑکی
کو اپنے پاس کیوں رکھے ہوئے ہو تو وہ فخریہ جواب دیتے ہیں کہ اب تو نکاح ہو چکا ہے ایسی حالت میں
مندرجہ ذیل سوالات کا حکم قرآن و حدیث سے مطلوب ہے۔

(۱) کیا مذہب اسلام میں سگی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

(۲) ایسے نکاح سے جو اولاد ہو کیسی ہے؟

(۳) کیا ایسے نکاح کی اولاد سے دیگر مسلمانوں کو مناکحت جائز ہے؟

(۴) جو مسلمان اپنی سگی بہن کی لڑکی سے نکاح کرے کیسا ہے؟

(۵) جو مسلمان عورت اپنی لڑکی سے اپنے سگے بھائی کا نکاح کرے کیسی ہے؟
 (۶) جو مسلمان مرد اپنی سگی بہن سے اپنی ماں کے سگے بھائی کا نکاح کرے کیسا ہے؟
 (۷) کیا ان لوگوں سے جو ایسے فعل کے مرتکب ہوں مسلمانوں کو موالات جائز ہے یا ترک موالات واجب ہے؟

(۸) کیا یہ لوگ اس حرکت پر مسلمان رہے؟
 (۹) کیا ان کی عورتیں ان کے نکاح میں باقی رہیں؟
 (۱۰) اگر یہ لوگ بلا توبہ کے مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ مسلمان پڑھ سکتے ہیں اور ایسی میت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی جاسکتی ہے؟

(۱۱) ایسے فعل شنیع کے تدارک کی شرعاً کیا صورت ہے؟
 (۱۲) ایسے فعل شنیع کے مرتکب کی شرعاً کیا سزا ہے؟
 (۱۳) اگر حد شرعی جاری کرنے والا مسلمان حاکم موجود نہ ہو تو کیا کیا جائے؟
 (۱۴) جو مسلمان کہ ایسے حرام کام میں ان مرتکبین کی امانت کریں کیسے ہیں کیا وہ مسلمان رہے؟
 (۱۵) جو مسلمان کہ ایسے حرام کام کو نہ روکیں کیسے ہیں۔ کیا حکومت انگریزی کی طرف سے جو حاکم یا مجسٹریٹ مقرر ہو اس سے محرمات کے تدارک کے لئے امانت حاصل کی جاسکتی ہے؟
 (۱۶) اہل محلہ کو یا ایسے ناجائز کام کرنے والوں کی برادری والوں اور عزیزوں کو کیا کرنا چاہئے؟
 (۱۷) اگر ایسے لوگوں پر شرعی حد نہ جاری ہو سکے تو خدا کا حکم نہ پورا کرنے کا گناہ کس پر ہوا؟
 (۱۸) ایسے حرام کے روکنے کے واسطے حکومت انگریزی کی مجلس مقننہ سے کوئی قانون شرعی پاس کرنا

اس پر عمل کیا جاسکتا ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ بھانجی سے نکاح حرام قطعی ہے نص قرآنی سے حرام ہے نہ فقط ہمارے مذہب مہذب پر بلکہ شافعی مالکی حنبلی ہر مذہب پر ساری امت مرحومہ کے اجماع سے حرام ہے اگر حلال نہ جاتے ہوئے کرے تو اشد گناہ سخت شدید کبیرہ زنا سے محض ہے یہ نکاح نکاح نہیں سفاح ہے بالکل ایسا ہی ہے جیسے اپنی بیٹی سے نکاح۔ مولیٰ عزوجل قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے حرمت علیکم امہتکم وبناتکم واخواتکم وعتقتکم وخطکم وبنات الاخ وبنات الاخت تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے السَّوْعُ السَّادِسُ وَالسَّابِعُ بَنَاتُ الْاِخْ وَبَنَاتُ الْاِخْتِ

والقول في بنات الاخ وبنات الاخوت كالقول في بنات الصلب (ای کل شیئی یرجع نسبها الیک بالولادة
بدسجدة اوبدسجات باناث اوبذکور فہی بنتک) فہذا الاقسام السبعة محرمة في نص الكتاب
بالنسب والامحام ام منقطا۔ اختیار شرح مختار میں اور خزائنہ المقتین میں فرمایا بنات الاخ وبنات الاخوات
وان سفن فہو لامحرمت بنص الكتاب نکاحا ووطا ووداعیہ علی التاہید۔

ان بدکار ناموں بھانجی باپ بیٹی پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اسی آن ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں
مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہر ممکن جائز سستی ان کی جدائی کی کریں وہ بدکار باپ، بیٹی اور ان کے حامی اگر نہ مائیں
توبہ نہ کریں تو ان سب کو برادری سے خارج کر دیں جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں سلام کلام ربط ضبط نشست
وبرجاست قطعی پر موقوف کر دیں ان کا حقہ پانی بند کر دیں یہاں کسی اور سزا کا سوال فضول ہے اس اجنبیت
ترین فعل کے خلاف ہر مسلمان پورا پورا اظہار نفرت، اعلان بیزاری کرے اس ناہنجار باپ اور اس ناشدنی
بیٹی کے اس اجنبیت نجس تعلق سے جو اولاد ہوگی وہ ولد الزنا ہوگی وہ کسی ولد حلال کی کفو نہ ہوگی مگر جو مسلمان
ایسی مسلمہ لڑکی سے نکاح کر لے گا وہ ہو جاوے گا اور ایسے لڑکے سے ایسی بالنہ مسلمہ کا نکاح بھی نافذ ہو
جاوے گا جو ولی نہ رکھتی ہو یا جس کے اولیاء اسے ولد الزنا جانتے ہوئے پیش از نکاح اس عورت کے اس
سے نکاح پر صراحتہ رضامندی دے دیں جو لوگ اس ماموں بھانجی کے اس اجنبیت نجس ناپاک تعلق میں
جس کا نام نکاح رکھا ہے شریک ہوتے یہ جانتے ہوئے کہ یہ باپ بیٹی ماموں بھانجی کا نکاح ہو رہا ہے وہ
سب باپ بیٹی کے زنا کے دلال ہیں سب مستحق ناراستہ جب غضب جبار مبتلائے قہر قہار سخت عظیم وبال میں
گرفتار شدید گنہگار شد زیاں کار ہیں والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔

ان سب پر توبہ فرض ہے توبہ نہ کریں تو ان سب سے انھیں ناپاک ظالم ستم شعاروں جفا کاروں کی
طرح مقاطعہ کیا جاوے جنھوں نے اپنی جانوں پر عظیم ظلم ڈھایا ستم توڑا ہے قال تعالیٰ واما ینسینک شیطن
فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین وقال تعالیٰ ولا تترکوا الی الذین ظلموا فتمسکوا بالامر اور
اگر معاذ اللہ اس حرام قطعی کو ان بد نصیبوں نے حلال جان کر کیا ہو اور ان کے ساتھیوں حامیوں ساعموں کے
اسے جائز مانا ہو تو وہ سب از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں بعد توبہ و تجدید ایمان اپنی اپنی عورتوں سے نکاح جدید نکہ
جدید کر لیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ضرور ضرور اس نجس ناپاک اجنبیت فعل کے خلاف متفقہ آواز اٹھائیں پوری
سعی انتھک کوشش سے اس ناپاکی اس غلاظت کو دور کریں ضرور ضرور ایسا قانون چاہا جائے جس سے یہ

جرم قانوناً بھی جرم عظیم قرار پاتے اور کافی سزا اس پر مقرر کرائی جائے خلاصہ و ہندیہ وغیرہما کتب متمدنہ فقہیہ میں ہے لیکن اعتقد الحرام حلالاً لا اوعلى القلب یکفر۔ اعلام الاعلام میں ہے ومن ذلك رأى من المفكرات ان يستحل محرماً بالاجماع شرح فقہ اکبر میں ہے استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفراً اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بها كفر بان بعد هينة سهلة ويرتكبها من غير مبالاة بها او يحريها محري المباحات في ارتكابها۔

حرام لعینہ قطعی الثبوت اور ظنی الثبوت اور حرام لغیرہ میں اگرچہ بعض علماء فرق کرتے ہیں یکفرون فی الاول لانی الاخرین شرح فقہ اکبر میں ہے اذا اعتقد الحرام حلالاً فان كان حرمة لعینہ وقد ثبت بدلیل قطعی یکفروا الا فلان بان تكون حرمة لغیرہ او ثبت بدلیل ظنی وبعضهم لم یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ فقال من استحل خراماً وقد علم فی دین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تحريمه کنکاح دوی المعامرا وشراب الخمر او اکل میتة اودم او لحم خنزیر من غیر ضرورة فکافرو من استحل شرب النبیذ الی السكر کفراً اما لوقال الحرام هذا حلال لترویج السلعة او بحکم الجہل لا یکفر۔ توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہے مجمع الانہر وغیرہ کتب متمدنہ میں ہے ما کان فی کونہ کفراً اختلاف یومر قائمہ بتجدید النکاح وبال توبہ والرجوع عن ذلك احتیاطاً جو اس حرام قطعی سے توبہ نہ کرے حلال جاتا ہو اور جلتے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے اس کے جنازہ میں شرکت نہ کی جائے۔
وان تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از پنجاب ضلع گجرات مقام سرائے عالمگیری مرسلہ منشی شان علی سکریٹری انجمن اسلامیہ ۵۵ھ مسماة ایک مرزائی سے بیاہی ہوئی تھی چند سال کے بعد مرزائی مذکور نے اس کو طلاق دے کر اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دیا اور وہ اپنے میکے اپنے حقیقی بھائی کے پاس رہنے لگی اور اس کا بھائی بھی قادیانی تھا کچھ ماہ کے بعد معلوم ہوا کہ مسماة مذکور کو حمل ہے اور مطلقہ ہے اگر بچہ پیدا ہو تو بڑی مذمت ہوگی اس لئے اس کے حقیقی بھائی نے ہر چند کوشش کی کہ کوئی مرزائی اس سے دوران حمل میں نکاح کر لے مگر کسی نے نہیں کیا آخر سے ایک حقیقی المذہب ملا اور وہ بھی اجنبی نو وارد تھا وہ مسماة مذکور کے ساتھ شادی کرنے کو تیار ہو گیا مسماة مذکور کے بھائی نے قادیانیوں سے کہا کہ نکاح پڑھو مگر انھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ نکاح ہم نہیں پڑھائیں گے کیونکہ مسماة مذکور کو ایام عدت کے اندر ہی حمل ٹھہر گیا ہے جب مرزائیوں نے

نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا تو اس نے دو حنفی علماء سے بات گانٹھی اور ہر دو علماء نے چند روپیہ لے کر نکاح پڑھا دیا جب نکاح پڑھا گیا اس وقت حمل آٹھ ماہ کا تھا اور طلاق لے ہوئے قریباً نو ماہ ہوئے تھے واقعات مذکور سے گاؤں میں سخت سنسنی پھیلی ہوئی ہے کہ نکاح ٹھیک نہیں آپ بر حدیث مفتی اعظم قنوی از روئے قرآن مجید و حدیث شریف صادر فرمادیں کہ نکاح صحیح ہے یا غلط ہے اگر غلط ہے تو شرع اسلام کے مطابق نکاح حوال اور حاضرین کو کیا سنرائی چاہئے اور اس کی حد کیا ہے ؟

الجواب۔ مرزائی مرتد ہے خواہ مرزا (علیہ ما علیہ) کو نبی ماننا ہو یا مجدد مرزا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاء کی توہینیں کیں خصوصاً حضرت سیدنا مسیح روح کلمۃ اللہ رسول اللہ علی نبینا وعلیہ وعلی سائر رسول اللہ صلوات اللہ وتسلیمات اللہ کی اور ان کی والدہ ماجدہ طیہہ طاہرہ حضرت مریم بتول کی اور قرآن کے صریح خلاف یہودیوں کے موافق کہا کہ حضرت مسیح یوسف نجار کے بیٹے تھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مرزا اپنے ان نپاک عقائد بے ہودہ وہم وخیال مردودہ افعال واقوال کی بنا پر ایسا کافر و مرتد ٹھہرا کہ جو اس کے اس اجنبی و اشنع احوال پر مطلع ہو کر اس کے کفر و عذاب میں شک اور ذرا تامل کرے وہ بھی اسی کی طرح کافر و مرتد ہے یعنی شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ مرتد کا عالم میں کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا عالمگیری میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرة اصلیۃ وکذا لک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط۔

مرزائی کا اس مسماۃ سے نکاح باطل محض اور وہ مسماۃ اگر مرزائیہ نہیں ہے جیسا کہ سوال سے یہی ظاہر ہے تو خود مرزائی مذہب پر بھی مرزائی کا نکاح غیر مرزائی سے باطل محض ہے مرزائی مذہب کی کتابوں سے یہ امر روز روشن کی طرح روشن ہے اگر وہ عورت مسلمان ہے تو جس مسلمان سے اس کا نکاح کر دیا گیا بلاشبہ ہو گیا کہ وہ حمل بہر حال حمل زنا ہے خواہ اس مرزائی کا ہو خواہ غیر کا اور زنا کے پانی کی کوئی حرمت نہیں اور جب سر سے نکاح و طلاق ہی نہیں تو عدت کیسی ہاں جس سے نکاح ہوا ہے اسے تا وضع حمل قربت نہ چاہئے حدیث میں ارشاد ہوا لا یستی ماعہ منہ غیرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس مرسلہ مولوی عبدالرشید صاحب معرفت حاجی جلال الدین اشیر الدین صاحبان
۲۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۶ھ

(۱) اہل سنت و جماعت مرد یا عورت کا نکاح قادیانی و تبرائی، رافضی و غیر مقلد کے ساتھ صحیح ہوتا ہے

ہے یا نہیں اگر اس کے نکاح منع ہو چکے ہوں تو ان کے لئے حکم شرع کیا ہے بحوالہ کتب فقہ معتبرہ مدلل بیان ہو۔

۲۔ اور یہ کہ اس مسئلہ میں حضرت امام اہلسنت مجدداتہ حاضرہ رحمہ اللہ کا مسلک و قول کیا ہے ؟
۳۔ اور یہ کہ اس مسئلہ میں حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی جامع آلیف بھی ہے اس کا کیا نام ہے ؟

بینوا تو جروا۔

الجواب۔ کسی مسلمہ کا نکاح کسی کافر کے ساتھ درست نہیں۔ اور مرتد کا نکاح تو عالم میں کسی سے بھی نہیں ہو سکتا۔ مسلمہ تو مسلمہ کسی کافرہ و مرتدہ سے بھی اگرچہ خود اس کی ہم مذہب ہو۔ یوہیں مسلم کا سوائے کتابیہ کسی کافرہ سے۔ البتہ کفر سے عالم میں کسی کا نکاح درست نہیں۔ قال قتیبہ لا ینکح المسلمون الا المسلمات ولا یجوزون لہن یعنی مسلمان بی بیوں کا کافروں کے لئے حلال نہیں نہ کافر مسلمان عورتوں کے لئے۔ مبسوط خرسی پھسر عالمگیری میں ہے لا یجوزون للمرتدان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذا لک لا یجوزون نکاح المرتدۃ مع احد قادیانی اور رافضی و وہابیہ زمانہ مقلد ہوں یا غیر مقلد مرتدین ہیں۔ یہ سب مرتکب توہین انبیاء مرسلین و تنقیص شان رب العالمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے خود ان کے مذہب پر بھی ان کا نکاح مسلمہ سے باطل محض ہے کہ قادیانی قادیانی کے سوا اور سب کو کافر جانتا ہے جو قادیانی کو نبی نہ جانے قادیانی مذہب پر وہ کافر۔ اور قادیانی کے نزدیک بھی مسلم کا نکاح کافر سے باطل رہتا بھی سنیوں کو کافر کہتا ہے۔ آج ہی نہیں وہ تو سوائے چند اصحاب کے اور جمع صحابہ کئی تکفیر کرتا ہے جب سے آج تک سوا چند صحابہ اور اپنے ہم مذہب روافض کے کسی کو مؤمن نہیں جانتا۔ اپنے ہی فرقہ کو مؤمن کہتا ہے۔ جب سنی مرد و عورت کو وہ کافر جانتا ہے تو اس کے مذہب پر بھی رافضی کا سنی سے نکاح باطل محض ہے۔ یوہیں وہابی مذہب پر بھی کہ وہابی مقلد ہوں یا غیر مقلد سوا اپنے اور سب کو کافر و مشرک جانتا ہے۔ اور کافر و مشرک سے نکاح کو باطل۔ آخر یہ سب تو اس آیت کو تو آیت ہی مانتے ہیں۔ لا ینکح المسلمون الا المسلمات ولا ینکحون لہن۔ جب اس پر اپنا ایمان بتاتے ہیں تو جسے کافر اعتقاد کرتے ہیں اس کے ساتھ نکاح کیسے باطل نہیں جانیں گے ؟ غرض سنی و سنیہ کا نکاح قادیانی اور قادیانیہ رافضی و رافضیہ وہابی و وہابیہ سے کرنا نہ صرف ہم مسلمانوں ہی کے نزدیک حرام حرام حرام حرام حرام سخت سخت و اشنع کام ہے بلکہ فریقین کے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر کوئی کر دے تو اصلاً منعقد نہ ہوگا باطل محض خالص زنا و سفاح فقط نام کا نکاح ہوگا واللہ

تعالیٰ اعلم۔

(۲) اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد امام اہل سنت مجدد المائۃ الحاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہر سنی کا وہی مسلک ہے کہ ایسے نکاح باطل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) انزالۃ العار والسوء العقاب وحسام الحرمین والنہی الاکید عن الصلاة وراعی عدی

التقلید ودرود الرفضہ تصنیفات اعلیٰ حضرت قدس سرہ ملاحظہ کریں۔

مسئلہ۔ از موضع خمس آباد ڈاک خانہ میگرہ ضلع گیا مرسلہ قیس محمد خاں صاحب قادری زرقانی ۸ رجب ۱۳۵۶ھ

ایک سنیہ نابالغہ کا نکاح اس کے چچیرے چچا نے ایک نابالغ سنی سے اس کے باپ کی ولایت میں لڑکی کے عمزاد بھائیوں کی موجودگی میں پڑھوادیا۔ قاضی نے لڑکی کے عمزاد بھائیوں سے کہہ دیا کہ آپ لوگ ولی ہونے کے مستحق بمقابلہ چچیرے چچا کے نہیں ہیں ان لوگوں نے خیال کیا شاید یہی صحیح ہو۔ اس عقد نکاح کو ان بھائیوں نے اسی وجہ کر نہیں پڑھایا۔ وہ لوگ وقت نکاح موجود تھے اور رضامند تھے بعد گذرنے کچھ مدت کے لڑکی کے اعزاز واقارب کو یہ رشتہ ناپسند ہوا اور چاہا کہ یہ عقد نکاح کسی طرح فسخ کر دیا جائے لڑکی کو بالغ ہونے بھی عرصہ گذرا۔ اور لڑکا ابھی تک نابالغ ہے۔ لڑکی نے بوقت بلوغیت نکاح فسخ نہیں کیا اور یہ نکاح بھی اسے ناپسند ہے اب استفسار ہے کہ کیا کوئی صورت شرعاً نکاح کے فسخ کی ہو سکتی ہے جواب کو مہروں سے مزین فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں ولی اقرب عمزاد بھائی ہی ہیں جب کہ وہ اہل ہوں۔ چچیرے چچا پر کئی

درجہ مقدم۔ قاضی نے غلط کہا۔ عالمگیری میں فرمایا۔ ثم ابن العم لاب و ابن عم ابن العم لاب وان سفلاً

بشرعاً الاب لاب وام شرعاً الاب لاب ثم بنوہما علیٰ ہذا الترتیب۔ مگر جب کہ وہ اس نکاح سے

راضی تھے تو نکاح ہو گیا۔ بشرطیکہ کفو سے ہوا ہو اور مہر میں غبن فاحش نہ ہوا ہو۔ عمزادوں کی رضا و اجازت

نہ ہوتی تو بھی یہ نکاح ان کی اجازت پر موقوف ہوتا وہ اپنے قول یا فعل سے جائز کر دیتے جائز ہو جائے کہ دیکھتے

باطل ہو جائے ہندو میں ہے ان نواج بعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضرًا و هو من اهل الولایۃ توقف

علی اجازتہ ام مختصراً۔ لڑکی کو اختیار بلوغ تھا جس وقت وہ بالغ ہوئی تھی مگر جب اس نے بعد بلوغ فوراً

اس نکاح کو رد نہ کیا تو اب لازم ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ نئی بستی پرانا شہر مسئولہ نیاز احمد صاحب رضوی ۵ رجب ۱۳۵۶ھ

عرصہ تین ساٹھ تین سال سے ایک شوہر اور لڑکی اپنے والدین کے یہاں رکی ہوئی ہے اس کے ایک لڑکا بھی ہے جو کہ جب ہی سے شوہر کے پاس ہے عورت و شوہر دونوں کے والدین بھی جانا نہیں چاہتے دونوں فریق نے اپنی اپنی جانب سے تین تین بیچ اور ایک سرخ مقرر کر کے یہ اقرار نامہ لکھ دیا ہے کہ ہم ان کا فیصلہ منظور کریں گے لہذا اب بیچ یہ چاہتے ہیں کہ حضور حکم شریعت سے آگاہ فرما کر ہمیں فیصلہ کا موقع دیا جائے

بنیوا تو جروا۔

الجواب۔ لڑکے کے ماں باپ لڑکی سے ناراض ہیں اور وہ اسے اپنے یہاں بلانا نہیں چاہتے تو ان پر کوئی جبر نہیں ہو سکتا کہ وہ اسے بلائیں لڑکا جب عاقل بالغ ہے تو لڑکی کا نفقہ وغیرہ اس کے ذمہ لازم ہے یہ اسے علیحدہ گھر میں رکھے لڑکی کے والدین اگر اس لئے لڑکی کو نہیں بھیجتے کہ لڑکے کے والدین اس کے روادار نہیں لڑکے سے انھوں نے لڑکی کو نہیں بگاڑا ہے اسے اس سے نہیں ٹوڑا ہے ان کے باہر انھوں نے تفریق نہیں ڈالی ہے لڑکے لڑکی میں وہ تفریق نہیں چاہتے لڑکا اگر علیحدہ رکھے تو بھیج دیں گے تو اس صورت میں ان پر بھی الزام نہیں۔ ہاں اگر انھوں نے لڑکی کو لڑکے سے توڑا کر رکھا ہے اسے اس سے بگاڑا ہے تو وہ گنہگار اور حق اللہ اور حق زوج میں گرفتار ہیں اور وہ لڑکی بھی۔ لڑکی پر اس بارے میں ماں باپ کی اطاعت حرام ہے کہ یہ معصیت ہے اور معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں ہو سکتی عورت پر فرض ہے کہ وہ شوہر کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی چاہے شوہر کی ناراضی موجب ناراضی الہی ہے اور شوہر کس رضامندی موجب رضائے خداوندی۔ جب تک وہ شوہر سے معافی نہ چاہے گی اس کی نماز بھی قبول نہ ہوگی شوہر اگر اس کی بھلائی کے ساتھ خبر گیری نہیں کرتا تو شوہر اس کے حق میں گرفتار گنہگار ہے قرآن عظیم میں فرمایا اَسْكُوْنُ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ۔ اور فرماتا ہے فَاَسْكُوْنُ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سِرْحُوْنٍ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تَمْسُوْنُ فَرْجَكُمْ۔ عورت کو رکھے تو بھلائی کے ساتھ رکھے ورنہ بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے ادھر میں لکھا حرام ہے قرآن عظیم کا ارشاد ہے وَلَا تَنْصُرُوْهُنَّ لِيَتَضَيَّقْنَ مِنْكُمْ وَلَا يُنْفِقْنَ مِنْكُمْ ۗ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

مسئلہ۔ محمد علی خاں موضع گروہ ڈاک خانہ خانپورہ ضلع بلند شہر تاریخ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

(۱) مہر معجل و مؤجل کی تعریف بیان فرمائیے۔

(۲) مہر معجل کب ادا ہوتا ہے اور مہر مؤجل کب ادا ہوتا ہے از روئے شرع شریف اس کا جواب

مدلل و مفصل مرحمت فرمائیے؟ بنیوا بالکتاب تو جروا یوم الحساب۔

الجواب۔ (۱) مہر معجل وہ جس کا پیشگی لینا ٹھہرے اگرچہ دیا کبھی جائے۔ معجل مہر کے مطالبہ کا عورت کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے طلب کرے اور جب تک پورا وصول نہ ہو اسے حق منع نفیس حاصل رہتا ہے کہ اپنے نفیس کو روک لے شوہر کو اپنے اوپر قدرت نہ دے۔ معجل وہ مہر جس کی ادا کے لئے کوئی اجل مقرر کی جائے قبل حلول اجل اس کے مطالبہ کا عورت کو استحقاق نہیں ہوتا اجل آنے پر طلب کر سکتی ہے۔

(۲) معجل رخصت سے پہلے ہی دیا جائے اور معجل اجل آنے پر اور اگر ایسا عورت کی مرضی سے نہ ہو تو جب عورت طلب کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔ حدیث میں ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لما تزوج علی فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطھا شیئاً قال ما عندی شیئ قال این درعک المحطیمة رواہ ابوداؤد فی سننہ ملاطی قاری کی مرقاة میں فرماتے ہیں دفعھا الیہا مہراً معجلاً امام محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام فتح القدیر اور ملاطی قاری مرقاة میں فرماتے ہیں نیز اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنے فتاویٰ میں ان العادة عندہم ان تعجیل بعض المہر قبل لدخول حتی ذهب بعض العلماء الی انه لا یدخل بہا حتی یقدم شیئاً لہا نقل عن ابن عباس وابن عمر والزہری وقتادة تمسکاً بمنعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیا فیما رواہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما تزوج بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسر اذان یدخل بہا فنعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی یعطیہا شیئاً فقال یا رسول اللہ لیس لی شیئاً فقال اعطھا درعک فاعطھا درعہ ثم دخل بہا۔

تقاریر میں ہے قبل اخذ المعجل لہا منعہ من الوطی والسفر بہا ولو بعد وطی برضاھا کثیر میں فرمایا لہا منعہ من الوطی والاخراج للمہر وان وطئھا اسی طرح عامہ کتب معتبرہ معتمدہ میں ہے مالگیری میں ہے لاختلاف لاخذ ان تاخیر المہر الی غایة معلومة نحو شہرا وسنة صحیح جامع الرموز میں ہے المہر المعجل والموجل ان بینا ای مین فی العقد ان کلہ او بعضہ یکون معجلاً او موجلاً لذلک لعل مین واجب ادا اللہ علی ما بین مہر معجل علی الفور واجب الادا ہے اور موجل کی ادا وقت وعدة لازم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ اگر وہ مری ضلع راولپنڈی بازار کراں متصل ہوٹل محبت خاں سرسبز جناب عبدالحکیم صاحب

رجب ۱۳۵۶ھ

خطبہ نکاح کو غیر ضروری کہنے اور سمجھنے والا حالانکہ شریعت کے ادنیٰ سے ادنیٰ نوافل بھی ضرورت سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے، کون ہے کیا شریعت کے فرائض و سنن و نوافل میں غیر ضروری چیزیں بھی شامل ہیں۔
الجواب۔ غیر ضروری کا مطلب یہ ہے کہ اگر خطبہ نہ پڑھا جائے نکاح جب بھی ہو جائے گا یہ بات صحیح ہے نوافل بھی غیر ضروری ہیں یعنی اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کوئی الزام نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از پبلی بھیت ۱۶ رمضان مبارک ۱۳۵۶ھ

زید پوچھتا ہے کہ ایک لڑکے اور لڑکی کا نکاح نابالغی میں ہوا اور اب بالغی میں لڑکا کہتا ہے کہ میرا نکاح نہیں ہوا اور جب چار پانچ آدمی موجود تھے اور اگر نابالغی میں ہوا بھی تو میں منظور نہیں کرتا وہ آدمی جو موجود تھا ان کے سامنے زیور واپس کر دیا اور اب تین یا چار سال کے بعد کہتا ہے میں نے طلاق نہیں دی اب اس لڑکی کی شادی کسی اور مقام پر ہونا چاہئے یا اسی کے نکاح میں ہے۔

الجواب۔ اسے اطلاع نہ ہوتی ہوگی اس لئے انکار کرتا ہوگا۔ یا کسی اور غرض سے جھوٹا انکار اسے انکار سے نکاح میں کوئی خلل نہیں آیا۔ ہاں اس کا یہ کہنا کہ اگر نابالغی میں ہوا بھی تو میں منظور نہیں کرتا اس صورت میں کہ وہ نکاح بعد بلوغ اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا ہو ضرور اسے ختم کر دیتا ہے اس صورت میں طلاق کے کیا معنی ہے جب اس نے اس نکاح کو جو اس کی اجازت پر موقوف تھا رد کر دیا نکاح اس رد سے ختم ہو گیا اب یہ کہنا کہ میں نے طلاق نہیں دی محض ہوس نام ہے طلاق کا محل تو جب ہوتا ہے اس نے اس نکاح کو منظور کر لیا ہوتا وہ لازم ہو چکا ہوتا طلاق تو بعد نکاح ہی ہو سکتی ہے نکاح منظور نہ ہوا اور طلاق کی ہوس۔ کہ میں نے طلاق نہیں دی لہذا نکاح باقی ہے ہاں اگر صورت ایسی ہو کہ وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف نہ ہو کر نکاح لازم ہو چکا ہو تو اس کا یہ کہنا کہ مجھے وہ نکاح منظور نہیں لگتا ہے۔ اس صورت میں ضرور طلاق کی ضرورت ہے۔

اور اگر صورت یہ ہو کہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف تو نہ ہو مگر اسے خیار بلوغ ملا ہو تو بے شک اس صورت میں جب کہ وہ اس سے پہلے کوئی قول یا فعل رضائہ کر چکا ہو اس کے اس قول سے کہ میں منظور نہیں کرتا اور زیور واپس کر دینے سے وہ نکاح قاضی فسخ کر دے گا اور دونوں میں تفریق بے تفریق قائمی محض اس کے اتنا کہنے یا کرنے سے نکاح فسخ نہ ہوگا عالمگیری میں ہے ان زوجہما الالب والجد فلا خیار لہما بعد بلوغہما وان زوجہما غیر الالب والجد فذلک واحد منہما الخ یا اس اذ ابلغ ان شاء

اقام على النكاح وان شاء فصح ويشترط فيه القضاء فان اختار الصغير او الصغيرة الفرقة بعد البلوغ فلم يفرق القاضي بينهما حتى مات احدهما توامتا ويحل للزوج ان يطأها ما لم يفرق القاضي بينهما كذا في المبسوط اسى میں ہے لا يبطل خيبر الغلام ما لم يقل رضيت او عجز منه ما يعلم انه مرضى۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ملوک پور بریلی۔ مسئلہ شفاعت احمد خاں اشوال ۱۱۵۶ھ

زید نے ایک عورت خریدی بکر کہتا ہے کہ بغیر نکاح کے جائز نہیں ہے علمائے دین اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب۔ یہاں جواری (کثیران شرعی) کہاں؟ حر اگر کاپیتچا خریدنا حرام اور وہ ہزار بار اگر بکلیں تو جواری نہیں ہو سکتیں۔ اگر وہ عورت غیر منکوحہ ہے تو اس کی رضا سے اس کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے جب کہ یہ اس کا کفو ہو اور اگر کفو نہیں تو اس کے ولی کے اذن صریح کے بغیر کہ وہ اسے غیر کفو جانتے ہوئے اس کے ساتھ نکاح کی اجازت دے محض عورت کی رضا سے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر وہ منکوحہ غیر ہے اور اگر کنیت سے اقوام کے لوگ ایسی ہی عورتوں کو بیچتے ہیں خود شوہر فرودخت کرتے ہیں تو جب تک شوہر سے طلاق نہ دیدے اور اس طلاق کی عدت نہ گزرے ہرگز اس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ والْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُنْأَنِّ وَاللَّهِ تَعَالَىٰ اَعْلَمُ۔

مسئلہ۔ از موضع گونیری پرگنہ جہان آباد ضلع پبلی بھیت مرسلہ محمد بخش صاحب ۱۱۵۶ھ

ایک لڑکی جس کی عمر پانچ سال کی تھی اس کا نکاح زبردستی کر دیا اور اذن اس کی ماں سے دلوایا اور اس وقت میں قانون سارواہل کا چل رہا تھا تو سب نے یعنی محلہ کے غیر آدمیوں نے لڑکی کی ماں کو مجبور کر کے نکاح کر دیا اور بعد نکاح کے اس وقت تک کوئی لڑکی کا پرسان حال نہیں ہے جس کو عرصہ ۱۲ سال کا ہو گیا ہے اور لڑکی کی عمر اٹھارہ سال کی ہے اور وقت نکاح لڑکی کا باپ قریب المرگ ہے ہوش تھا بعد نکاح ہونے کے دو دن زندہ رہ کر مر گیا اور لڑکی کے نکاح کا حال سے اس کو واقفیت نہ ہوئی اور لڑکی کے باپ کا کوئی عزیز واقارب بھی نہیں تھا اس کے کوئی بھی نہیں ہے اور وقت نکاح اس کی ماں علاقہ خام میں رہتی تھی اور اب موضع گونیری ضلع پبلی بھیت میں رہتی ہے اندرون شرعی لڑکی کا ایسی حالت میں عقد ثانی ہو سکتا ہے یا نہیں اور اب کیا کرنا چاہئے کہ لڑکی جوان ہے اور اس کی بسر اوقات کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ بیوا تو جروا۔

الجواب۔ صورت مذکورہ میں وہ نکاح صحیح حالت نابالغی باذن مادر اگرچہ ایسی حالت میں ہوا کہ باپ بے ہوش تھا باپ کی اجازت پر موقوف ہوا جب باپ کو اطلاع نہ ہوئی اور وہ مر گیا تو اس صورت میں کہ یہ نکاح ولیہ ابعداً بحال قیام اقرب کیا تھا اجازت اقرب پر موقوف ہوا تھا اور وہ مر گیا تو یہ جائز نہ ہوگا جب تک پھر اب بعد موت اقرب جب ولایت ماں کو پہنچی ماں پھر اسے جائز نہ کر دے اگر اب اسے جائز کر دے گی جائز ہوگا رد کر دے گی باطل ہو جائے گا عالمگیری میں ہے لوز وجہا الابد حال قیام الاقرب حتی توقف علی اجازة الاقرب ثم غاب الاقرب وتحولت الولاية الى الابد لا يجوز ذلك النكاح الذي باشره الابد الا باجازة منہ بعد تحول الولاية اليه هكذا في الظهيرية طحاوی وشامی میں فرمایا قوله ولو تحولت الولاية اليه ای الى الابد بموت الاقرب او غيبته غيبة منقطعة بعد اس کے کہ ولایت ماں کی طرف آئی اگر ماں نے لڑکی کے بالغ ہونے تک کوئی قول یا فعل ایسا نہیں کیا جس سے اس نکاح کی اجازت ہو نہ ایسا جس سے وہ نکاح رد ہو تو وہ اس کی اجازت پر برابر موقوف رہا تھا چاہی تو جائز کر دیتی چاہتی رد کر دیتی۔

اب جب لڑکی بالغ ہو گئی تو اب لڑکی کی اجازت پر موقوف ہو گیا چاہے رد کر دے چاہے جائز۔ اور اگر ماں جائز کر چکی تھی تو نکاح جائز ہو گیا تھا لڑکی کو بعد بلوغ اسی آن بلوغ میں جس وقت وہ بالغ ہوئی اور اسے اپنے نکاح کا علم ہوا اختیار بلوغ تھا اگر اسی جلسہ میں اس نے اسے استعمال کیا ہو تو فسخ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر نہیں تو اب نکاح لازم ہو گیا اور اگر ماں بعد تحویل ولایت اس نکاح کو رد کر چکی تھی تو وہ رد ہو چکا اس کا کوئی اثر نہیں لڑکی آزاد ہے۔ مگر یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ شخص جس سے نکاح ہوا تھا لڑکی کا کفو ہو یعنی مذہب نسب چال چلن پیشہ میں لڑکی سے کمتر نہ ہو ایسا کہ اس سے اس کا نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث ننگ و عار و بدنامی ہو اور مہر میں غبن فاحش نہ ہو اور وہ لڑکی کا کفو نہ تھا یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ یہ نکاح ہوا تھا تو محض بے اثر۔ نکاح ہوا ہی نہیں کہ نابالغ کا ایسا (نکاح) ہوا باپ دادل کے جو معروف بسور اختیار نہ ہو کوئی نہیں کر سکتا کرے گا تو نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازدر و مصلح مینی مال مرسلہ ہدایت علی خاں صاحب ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۵ھ

ایک نابالغ بچے کے باپ کا انتقال ہوا نابالغ مذکور کی بیوہ ماں اور مرحوم کا یعنی اس بچے کے باپ کا چچا زاد بھائی ورثہ میں۔ نابالغ مذکور کی ولایت دونوں میں کسے پہنچتی ہے۔ اگر ماں کو پہنچتی ہے تو کیا عقد ثانی

کر لینے سے ولایت ختم ہو کر نہ کو پہنچے گی یا عقد ثانی کر لینے سے ولایت بدستور رہے گی حکم شرع سے مطلع کیا جاوے؟

الجواب۔ نابالغ کا ولی نکاح اس صورت میں اس کے باپ کا چچا زاد بھائی ہے۔ ماں کو اس صورت میں ولایت نہیں ماں ولیہ اس حالت میں ہوتی ہے جب کوئی عصبہ نہ ہو در مختار میں ہے الاولیٰ فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انشی علی ترتیب الارث والمحبب بشرط حریۃ وتکلیف واسلام فان لم یکن عصبۃ فالولاية للامام مختصراً ولایت مال نہ اسے ہے نہ ماں کو کہ ولی مال باپ۔ باپ کا وصی دادا۔ دادا کا وصی۔ قاضی۔ قاضی کا نائب ہی ہو گا کسی اور کو مال میں ولایت حاصل نہیں ہوتی۔ رد المحتار میں ہے قول لا المال فان المولیٰ فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی وناخبہ فقط ولایت سے اگر مطلب حق حضانت ہے تو وہ ماں ہی کو ہے بچہ اگر لڑکا ہے تو سات سال کی عمر پوری ہونے تک ان ہی کے زیر پرورش رہے گا اور لڑکی ہے تو نو سال کامل کے ہونے تک ماں ہی کے پاس رہے گی مگر جب کہ ماں کسی غیر محرم سے عقد کر لے یا کسی اور وجہ سے مستحق حضانت نہ رہے۔

در مختار میں ہے الحضانت تثبت للام ولولبعدها الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة فجور البیض الولد بکفرنا وضمان وسرقة ونیاحۃ کما فی البحر والنہر بحثا قال المصنف والذي یظهر العمل باطلاقہم کما هو مذہب الشافعی ان الفاسقة بترك الصلاة لاحضانہا وفي القنیۃ الامام حق بالولد ولو سیئۃ السنۃ معروفة بالفجور ما لم یعقل ذلك او غیر ما مسونة ذکرہ فی المغتبی بان یتخرج کل وقت وتترك الولد ضائعاً انی میں ہے ویسقط حقها بنکاح غیر محرمة وکذا بسکناها عند المبعضین لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسماۃ احمدی بی بالغہ کی شادی ۱۹۳۵ء میں جعفر علی بالغ کے ساتھ جلسہ عام میں بمبہر پانچ سو روپیہ بلا تفصیل معجل و مؤجل کے ہوئی جب سے فریقین ایک ماہ تک بطور زن و شوہر رہتے رہے کوئی شکایت نہ ہوئی۔ ایک ماہ کے بعد جعفر علی مذکور نے عام بازار والوں کے سامنے ودیگر اشخاص و احمدی بی کی والدہ کے سامنے یہ بھوئی تہمت لگائی کہ مسماۃ احمدی خراب ہے اور بگڑی ہوئی ہے جس سے مسماۃ احمدی کو روحانی و جسمانی صدمہ پہنچا اور تمام میں بدنامی ہوئی اور مسماۃ احمدی اس بھوٹے الزام جعفر کے لگانے سے منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی اور جعفر علی کے پاس رہنا نہیں چاہتی ہے لہذا

کیا حکم ہے (۱) مسماۃ احمدی جعفر کے نکاح میں رہی یا نہیں (۲) مسماۃ احمدی اس بھوٹی تہمت کے سبب سے انفساخ نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب۔ نکاح میں اس سے کوئی غلط نہیں آیا۔ خراب ہے اور بگڑی ہوئی یہ تو لفظ صریح بھی نہیں اگر صریح لفظ کہتا اے زانیہ، اے زنا کار تو نے زنا کیا۔ اور اس کے مثل جب بھی اس کے کہنے سے نکاح میں کوئی غلط نہ ہوتا۔ ہاں اگر سب شرائط لعان پائے جاتے اور زوجین اہل لعان ہوتے تو لعان کا حکم تھا اور بعد لعان صحبت حرام ہو جاتی بعد لعان جب تک تفریق نہ کر دی جاتی نکاح نفس لعان سے نہ ہاتا۔ یہ تفریق ایک طلاق بان ٹھہرتی عالمگیری میں ہے۔ سبہ قذف الرجل امرأته قذفاً یوجب الحد فی الاجانب فیجب بہ اللعان بین الزوجین کذا فی النہایۃ، اذا قال لہا یا زانیۃ أو انت زنیۃ اور لیتک تزنین فانہ یجب اللعان کذا فی السراج الوہاج، اذا قذف الرجل امرأته بالزنا وہی من لا یحد قاذفہا لا یجری بینہما اللعان بان کانت وطئت بشبہہ أو کانت ظہرنا ناہابین الناس قبل ذلک أو لہا ولد من غیر أب معروف کذا فی غایۃ البیان، لو قال لہا جو معت جماعاً حراماً أو قال وطئت حراماً فلا لعان ولا حد۔

(۲) ولو قذفہا بعمل قوم لو طاف لالعان ولا حد عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ کذا فی البدائع، شرطہ ان یکونان زوجین وأن یکون النکاح بینہما صحیحاً سواء دخل بہا أم لم یدخل حتی لو قذفہا ثم طلقہا ثلاثاً أو باناً فلا حد ولا لعان وکذا اذا کان النکاح فاسداً لا یجب اللعان لانہ لیس بزواج مطلقاً کذا فی غایۃ البیان، ولو تزوجہا بعد الطلاق فطالبتہ بذلک القذف فلا حد ولا لعان کذا فی السراج الوہاج۔ لو طلقہا طلاقاً رجعیاً لا یسقط اللعان کذا فی الظہیریۃ، لو طلق امرأته طلاقاً باناً أو ثلاثاً ثم قذفہا بالزنا لا یجب اللعان لعدم الزوجیۃ ولو طلقہا طلاقاً رجعیاً ثم قذفہا یجب اللعان ولو قذف امرأته بعد موتہا لم یلاعن عندنا کذا فی البدائع اہلہ عندنا من کان اہلاً للشہادۃ حتی ان اللعان لا یجری بین الزوجین عندنا اذا کان محدثاً و فی القذف واحدہما او کان رقیقین او احدہما او کافرین او احدہما او اخر سین او احدہما او صبیبن او احدہما او مجنونین او احدہما ویجری فیما عدل ذلک کذا فی المحیط۔

لو قذف رجلاً فضر بہ بعض الحد ثم قذف امرأۃ نفسه لم یکن علیہ لعان وعلیہ

اس کے فیصلہ کے خلاف زید نے حجی میں اپیل کیا وہاں سے دوبارہ ڈاکٹری کا حکم ہوا زید کا دوبارہ ڈاکٹری معائنہ ہونے کے بعد ڈاکٹر کے بیان سے بھی ثابت ہوا زید نامرد ہے حق زوجیت ادا نہیں کر سکتا لہذا ۳۱ ستمبر ۲۰۱۳ء کو اپیل خارج ہو گئی فیصلہ سابق بحال رہا کہ واقعی نامرد ہے۔

اب دریافت طلب یہ ہے کہ حقیقتاً زید نے طلاق نہیں دی طلاق کا دعویٰ محض مقدمہ کی کامیابی کی وجہ کیا گیا تھا مگر زید نامرد ضرور ہے حق زوجیت ادا نہیں کر سکتا۔ تو ایسی صورت میں کیا عینین کے کے فسخ نکاح کے جو شرائط عند الشرع ہیں کامل ہو چکا۔ اب ہندہ اپنا عقد ثانی کر سکتی ہے؛ اور اگر نہیں تو اب کیا صورت جواز نکاح کی ہو سکتی ہے۔ بیوا تو جروا

الجواب۔ نامردی کا ثبوت اگر شرعی بھی ہو کہ وہ مقرر ہو یا ایسی شہادت سے جو قابل قبول شرع زید کا نامرد ہونا ثابت ہو جب بھی محض ثبوت نامردی سے نکاح میں فرق نہیں آتا۔ نہ انگریزی کچھریوں کے حکام اگرچہ مسلمان ہوں انھیں حق فسخ حاصل۔ ان کے فسخ کئے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ طلاق کا جھوٹا دعویٰ کچھری میں ڈگری ہوئی اس سے بھی طلاق نہیں ہوتی جب تک زید طلاق نہ دیدے اس وقت تک دوسرے سے نکاح باطل محض ہو گا پھر گز نکاح نہ ہو گا زید پر فرض ہے کہ جب وہ امساک بالمعروف سے عاجز ہے تو تسرح بالمعروف کرے یا اپنا علاج کرائے اور اس قابل ہو کہ امساک بالمعروف کر سکے اس کے لئے ایک سال کی مہلت اسے دی جائے گی۔ اگر وہ عورت کو پھانسنے رکھے گا نہ اپنا علاج کرا کر حق زوجہ ادا کرنے کے قابل ہو کر حق زوجہ ادا کرے گا نہ اسے طلاق دے گا تو جس طرح اب تک حق اللہ اور حق زن میں گرفتار گنہگار رہا یوں رہے گا اللہ سے ڈرے یا امساک بالمعروف کرے کہ عورت بھلائی کے ساتھ رکھے اس کے تمام حقوق ادا کرے اور اگر ایسا نہیں کرتا یا نہیں کر سکتا تو اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے

قال اللہ۔ امسکوهن بمعروف اوسمحوهن بمعروف ولا تمسکوهن ضراما المتعتدا وامن یفعل ذلک فقد ظلم نفسه ولا تتخذوا آیت اللہ ہزواہ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم؛ من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

محض ثبوت نامردی پر قاضی شرع بھی تفریق نہیں فرما سکتا قاضی شرع بعد ثبوت ایک سال کامل کی مہلت برائے علاج دیتا پھر جب عورت دوبارہ دعویٰ رجوع کرتی سال بھر بعد یا سال کے بعد جتنے برس بعد تو پھر بعد تحقیق عورت کو اختیار دیتا اگر عورت اس مجلس میں تفریق چاہتی تو شوہر کو حکم دیتا کہ طلاق بائن

دے وہ اگر قاضی کے حکم پر بھی طلاق نہ دیتا تو قاضی تفریق کر دیتا عالمگیری میں ہے۔ اذا ثبت عدم الوصول اليها جلده القاضى سنة طلب الرجل التاجيل اوله يطلب ويشهد على التاجيل ويكتب لذلك ما يخاف كذا فى فتاوى قاضى خان۔ ابتداء التاجيل من وقت المخاصمة كذا فى المحيط۔ لا يكون هذا التاجيل الا عند قاضى مصر أو مدينة فان اجلته المرأة او اجله غير القاضى لا يعتبر ذلك فى فتاوى قاضى خان ۵۱۔

اسی میں ہے جاءت المرأة الى القاضى بعد مضي الاجل وادعت انه لم يصل اليها وادعى الزوج الوصول رالى قوله) او اقر الزوج انه لم يصل اليها خيرا القاضى فى الفرقة كذا فى شرح الجامع الصغير لقاضى خان۔ فان اختارت زوجها واقامت عن مجلسها او اقامها اعوان القاضى او قام القاضى قبل ان تختار شيئا بطل خيارها كذا فى المحيط۔ وهكذا امرى عن محمد رحمه الله تعالى وعليه الفتوى كذا فى التتار خانية ناقلا عن الواقعات۔ ان اختارت الفرقة امر القاضى ان يطلقها طليقة بائنة فان ابى فرق القاضى بينهما هكذا ذكر محمد رحمه الله تعالى فى الاصل كذا فى التبيين۔ والفرقة طليقة بائنة كذا فى الكافى۔ ولها المهر كاملا وعليها العدة با لاجماع ان كان الزوج قد خلا بها وان لم يخجل بها فلا عدة عليها ولها نصف المهر ان كان مسمى والمتعة ان لم يكن مسمى كذا فى البدائع۔ ان مضت السنة من وقت الاجل ولم تخاصمة زمانا طويلا لا يبطل حقها وان طاوعته فى المضاجعة فى تلك المدة كذا فى فتاوى قاضى خان وعليه الفتوى كذا فى الفتاوى الكبرى۔ والله تعالى اعلم۔

مسلمہ۔ ارشاد حسین

نابالغ لڑکا اور نابالغہ لڑکی کے مابین عقد ہوا لڑکے کی طرف سے اس کا باپ ولی بالنکاح ہوا اور لڑکی کی جانب سے اس کے باپ کا میرا بھائی ولی بنا تحقیقات اور چند گواہوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ عقد کے زمانہ میں لڑکی نابالغہ کے دادا کا نسب اچھا زاد بھائی موجود تھا ان سے لوگوں نے مجلس عقد میں رہنے کی خواہش کی اور نکاح کی اجازت چاہی مگر اس عقد یا باہمی منازعت کے سبب نہ مجلس شادی میں شرکت کی اور نہ عقد کی کسی طرح اجازت دی اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ لڑکی کے دادا کا چچا زاد بھائی یعنی اس کی برادری کے ہونے کا علم نہیں اور نہ ہونے کا یقین نابالغہ لڑکی کی شادی کا سرانجام لڑکی

کی دہائی نے کیا تھا۔

نابالغہ لڑکی کی شادی کے زمانہ میں اس کی مادرِ حقیقی بقیدِ حیات تھی اور اب تک ہے مگر عقد کے زمانہ میں لڑکی کی ماں اپنے شوہر ثانی کے گھر تھی جو تقریباً جائے مناکحت سے دو میل کے فصل پر دوسرے موضع میں تھی عند الدریافت بتحقیق عورت مذکورہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عقد سے نہ شادی کے وقت رضامند تھی اور نہ اب راضی ہے اس پر اکثر لوگ گواہی بھی دیتے ہیں مگر بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ نابالغہ لڑکی کی ماں نے اپنی طرف سے نوشہ کے لئے انگوٹھی بھیج دی جس سے رضامندی کا ثبوت ہوتا ہے لڑکی بالغہ ہونے پر چند بار اپنے شوہر کے گھر گئی تھی اب چند مہینوں سے وہ لڑکی اپنے ماموں کے مکان پر ہے اور اپنے شوہر کے پاس جانے سے منکر ہے صورت مذکورہ کی بنا پر وہ عقد صحیح و درست ہے یا ناجائز اور باطل امید کہ واضح بیان سے مدلل فرمائیں۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں باپ کا میرا بھائی ولی نکاح نہیں جب کہ عصبہ موجود ہے اور اگر نکاح بھی ہو کہ وہ شخص لڑکی کے دادا کا چچا زاد بھائی ہے وہ عصبہ نہیں لڑکی کے باپ سے اس کا ایسا رشتہ نہیں کہ وہ عصبہ ہو تو بھی یوں کہ بحال عدم عصبہ ولایتِ ماں کو ہے بہر حال یہ نکاح فضولی ہوا اگر وہ شخص عصبہ ہے تو اس کی اجازت پر موقوف ہوا تھا اور نہ لڑکی کی ماں کی اجازت پر۔ عصبہ یا ماں نے اس نکاح کی خبر پا کر اسے جائز کر دیا تھا تو جائز ہو گیا تھا اور رد کر دیا تھا تو رد۔ اور اگر سکوت کیا تھا تو وہ موقوف ہی رہا تھا یہاں تک کہ لڑکی بالغ ہوئی اب یہ نکاح موقوف بعد بلوغ خود لڑکی کی اجازت پر موقوف ہو گیا تھا جب کہ اس نے اسے جائز کر دیا تھا تو لازم ہو گیا۔ اب لڑکی کا انکار بے کار ہے۔

یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ یہ نکاح جو باپ کے میرے بھائی نے کیا کفو سے مہر میں بے غبن فاحش کیا ہوا اگر غیر کفو سے کیا یا کفو سے کیا مگر مہر میں غبن فاحش کے ساتھ تو اصلاً منعقد ہی نہیں ہوا اگرچہ وہ عصبہ اور ماں بھی اس نکاح سے راضی ہوں کہ باپ اور دادا جو معروف بسور اختیار نہ ہوں ان کے سوا ان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ غیر کفو سے نکاح کریں یا مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کر دیں ایسا نکاح باپ دادا جو کبھی پہلے بھی ایسا نکاح کر چکے ہوں ان کے کہہ بھی نہیں ہوتا۔ اور ولی تو ولی ہے اور فضولی تو فضولی ہے۔ در مختار میں ہے لزماً النکاح ولو بغبن فاحش او بغیر کفو ان کان الولی الخ رد المحتار میں ہے قولہ اصلاً ای لا لانما ولا موقوفاً علی الرضی بعد البلوغ فتح القدیر میں ہے ان العمد ونحوہ لا

یصح منہما التزوج بغير الكفو شامی میں ہے فی شرح المجمع حتی لو عرف من الاب سوء الاختیار.....
اجماعاً اس میں ہے لوزوج طفله غیر کفو او بغبن فاحش صح الخ ہلایہ میں ہے انکاح الاخ والعصم من
غیر کفو الخ در مختار میں ہے الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انشی علی ترتیب الامت والمحب
بشرط حریۃ و تکلیف و اسلام الخ در مختار میں ہے نکاح الفضولی سبھی فی البیوع توقف..... مجیز حالۃ
العقد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی شادی کو قریب دو برس کے ہوئے زید کی شادی موضع..... میں ہوئی منگنی
کے بعد میرے خسر نے کہا کہ کچھ مضبوطی کر دو پانچ روپیہ ماہوار لکھ دو میں نے پانچ روپے ماہوار لکھ دیئے
اگر میں روٹی کپڑا نہ دوں تو مجھ سے میری بیوی ہر ایک جگہ وصول کر سکتی ہے۔ زید کی بیوی کی ماں کا انتقال
ہو گیا۔ میری بیوی کی عمر اس وقت میں دس سال کی تھی میرا نکاح میری خوشدامنہ کے انتقال کے بعد
میں ہوا ہے اور نکاح کئی سال کے بعد میں ہوا ہے نکاح کے بعد کچھ دنوں بعد زحمت کی اب لڑکی
کی عمر قریب ساٹھ پندرہ سال کی ہے جب میں اپنی بیوی کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی مرد کے پاس
رہنے کے قابل نہیں ہے عرض صبح کو دائیوں کو بلایا تو ان سے کہا کہ تم اس لڑکی کو دیکھو یہ مرد کے قابل ہے
یا نہیں سب دائیوں نے دیکھا جواب دیا کہ یہ لڑکی خاوند کے پاس نہیں جاسکتی اس کو ڈاکٹرنی کو دیکھاؤ
عرض تین ڈاکٹرنیوں کو دیکھا یا ڈاکٹرنیوں نے کہا کہ یہ لڑکی مرد کے پاس نہیں جاسکتی ہے یہ لڑکی پیدا نشی
ایسی ہے۔

عرض اب لڑکی سے دریافت کیا بہت سی عورتوں نے کہا کہ تجھ کو یہ بات معلوم تھی کہ میں آدمی کے
پاس نہیں جاسکتی ہوں تو لڑکی نے جواب دیا کہ میری ماں نے مرنے سے پہلے سب گھر سے کہا کہ دیکھو اس
لڑکی کی شادی مت کرنا میرے سب گھر کی عورتیں مرد جانتے ہیں اور اس گاؤں میں جتنے عزیز ہیں سب
جانتے ہیں میری ماں نے سب پر یہ بات ظاہر کر دی تھی۔ اب عرض یہ ہے اس لڑکی کو اور سب گھر کو جب
معلوم تھا تو مجھ کو دھوکا دے کر پانچ روپیہ ماہوار کا اسٹام کیوں لکھوایا اور میں سو روپیہ میں کیوں شادی خرچ کرکے
اب عرض یہ ہے کہ اس عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو اس کا کیا کرے اور اگر ناجائز ہے
تو اس کا جو کچھ خرچ ہوا ہے وہ دینا اس لڑکی کے والدین کو جائز ہے یا نہیں دوسری بات یہ ہے جیب اللہ
مستری اس کا چچا وہ اس کا ولی بنا تھا چونکہ جب اس کو یہ بات معلوم تھی تو اس نے کیوں نہیں مجھ پر ظاہر

کیا جن جن شخصوں کو جن جن عورتوں کو یہ بات معلوم تھی انھوں نے ظاہر نہیں کیا ان کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ نیز یہ کہ ایسی ناقابل عورت کا نہر اس کے شوہر پر واجب ہے یا نہیں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بیٹھا تو جروا۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں نکاح تو ہو ہی گیا جن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ عورت اس وجہ سے مرد کے لائق نہیں وہ مرض معلوم تھا اور پھر معلوم ہوتے ہوئے یہ نکاح کیا وہ ملزم ہیں مگر نکاح کسی عیب کی بنا پر رد نہیں ہوتا نکاح لازم ہو چکا۔ چونکہ عورت ایسے مرض سے مریضہ ہے اس کے ساتھ جو خلوت ہوئی خلوت صحیحہ نہیں ہوتی کہ پورا نہر لازم ہو جا تا اب اگر طلاق دے گا نصف مہر دینا ہو گا۔ لڑکی کا بیان کہ اس کی ماں نے یہ کہا تھا کہ اس کی شادی مت کرنا اگر صحیح بھی ہو تو اس سے کب صراحتہ یہ معلوم ہوا کہ عورت کو یہ مرض ہے اکثر کمزور لاغر دیکھ کر بھی عورتیں ایسا کہہ دیتی ہیں کہ یہ لڑکی اس قابل نہیں کہ شادی کی جائے۔ اگر ماں نے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہوتا کہ یہ مرد کے قابل نہیں تو وہ بھی اس مرض ہونے کو ظاہر نہیں کرتا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اپنی لاغری کمزوری کے سبب مرد کا تحمل نہیں کر سکتی یا اسے ایسا مرض ہے کہ مرد کے پاس جائے گی تو اسے نقصان زیادہ ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ ہاں اگر لڑکی کے باپ اور اس کے سوا اور اعز کو واقعی لڑکی کی جو حالت ہے رتق و قرن وغیرہ تو انھوں نے یہ جانتے ہوئے اس لڑکی کا نکاح اس شخص سے کیا بہت برا کیا وہ اس کے حق میں گرفتار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع پرسونا ڈاک خانہ کیمپ ضلع بریلی مرسلہ ٹھیکیدار اللہ بخش صاحب۔

(۱) ایک عورت کا خاوند زندہ ہے مگر خاوند نے کل تعلق مع کھانا کپڑوں کے ادا کرنے کا عرصہ تخمیناً ۱۵ سال سے چھوڑ دیا ہے اور عورت اپنی گذراوقات خود محنت مشقت سے کرتی ہے مگر خاوند نے طلاق نہیں دی ہے مگر عورت اسی مدت مذکور بالا کے بعد اب محنت مشقت نہیں کر سکتی ہے اب وہ عورت بلا طلاق دیئے ہوئے خود اپنا نکاح دوسرے کے ساتھ کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اور عورت بلا طلاق کے کتنی مدت کے بعد اپنا نکاح خود دوسرے کے ساتھ کر سکتی ہے؟

الجواب۔ (۱) ہرگز نہیں اگر بے طلاق دوسرے سے نکاح کرے گی باطل محض ہو گا وہ نکاح نہ ہو گا زنا و سفاح ہو گا خاوند پر فرض ہے کہ عورت کو بھلائی کے ساتھ رکھے یا اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے قال تعالیٰ۔ والمحصنات من النساء۔ وقال تعالیٰ۔ امسکوهن بمعروف و امسکوهن بمعروف

یادہ شخص حق اللہ وحق زن میں گرفتار ہے شدید گنہگار ہے اس پر توبہ فرض واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بلاطلاق کبھی نہیں کر سکتی جب تک ایک کے نکاح میں ہے دوسرے سے نکاح نہیں ہو سکتا نفقہ نہ دینا خبر گیری نہ کرنا طلاق دینا نہیں بعد طلاق و مرد عدت دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے کرے گی باطل ہو گا نکاح ہرگز نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ فرزند علی ہرن توڑ ڈاک خانہ بانسی ہاٹ ضلع پورنیہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اندریں صورتوں میں۔

یہ کہ نابالغ لڑکا مسیحی محمد حنیف اور نابالغہ لڑکی مسماۃ معینہ کا عقد اپنے کفو میں اس طرح ہوا کہ لڑکی کی طرف سے اس کی دادی نے (ولی بن کر) ایجاب کیا باوجودیکہ حجاب موجود اس وقت تھا اور لڑکے کی طرف سے اس کا چچا ولی ہو کر قبول کیا لڑکا اور لڑکی دونوں کا مکان ایک ہی آنگن میں ہے لڑکی بعد از عقد عدم بلوغ سے بلوغ تک برابر اسی لڑکے کے گھر میں آمد و رفت کی اور دونوں میں مباشرت بھی ہوتی ہے ہاں لڑکا اس وقت بالغ ہے اور لڑکی بھی اور حالت بلوغ میں لڑکے نے لڑکی کو مکرر طلاق دی اس طرح سے کہ اس نے ایک طلاق دی کسی نے پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور دوسرے نے دوسرے روز پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور تیسرے نے تیسرے روز پوچھا کہ تم نے طلاق دی تو کہا کہ ہاں اور چوتھے نے پوچھا کہ واقعی تم نے طلاق قطعی دی تو کہا کہ ہاں لڑکی عدم بلوغ سے بلوغ تک برابر کہتی آئی کہ مجھ کو یہی شوہر پسند اور منظور خاطر ہے۔ صورت مسئلہ میں جواز یا عدم جواز کون سا حکم نافذ کیا جائے فقط۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں وہ نکاح کہ نابالغہ کا اس کی دادی نے کیا نابالغہ کے چچا کی اجازت پر موقوف ہو جب کہ ہر میں غبن فاحش نہ ہو اور نہ ہو اور نہ ہو ای نہیں اگر نکاح چچا کی اجازت پر موقوف ہو تھا تو اگر چچا نے خبر نکاح پا کر اسے جائز کر دیا تھا تو جائز ہو گیا تھا اور لڑکی جب بلوغ پر اس نکاح سے راضی رہے فوراً اسے رد نہ کیا تو وہ نکاح لازم بھی ہو گیا اور اگر چچا نے رد کر دیا تھا تو وہ رد ہو چکا تھا لڑکی بحالت نابالغی اس سے رضا ظاہر کرتی رہی وہ توبے کا رتھی ہی بحالت بلوغ بھی اس مرد و نکاح سے رضا ظاہر کی بے کار ہوئی اور مباشرت نابجائز اور اگر چچا نے خبر نکاح پا کر نہ اسے رد کیا نہ جائز تو وہ اس کی اجازت پر اس وقت تک موقوف تھا جب تک لڑکی نابالغہ تھی جب لڑکی بالغ ہو گئی خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا اس نے اسے جائز کر دیا جائز ہو گیا تھا اور اگر چچا لڑکی کے کا دونوں کا ولی ہے تو اس صورت میں بھی نکاح ہو گیا

اور لڑکی ولڑکے کو وقت بلوغ خیار بلوغ حاصل ہوا تھا جب وہ اس نکاح پر راضی رہی نکاح لازم ہو گیا تھا اگر صورت وہ جس میں نکاح صحیح ہو گیا تو جب لڑکے نے بعد بلوغ اسے طلاق دی ہو گئی جب اس نے اس سوال کے جواب میں کہ تم نے واقعی طلاق قطعی دی ہاں کہا تو اس کے اقرار سے وہ طلاق بائن ہوئی عورت اس کے نکاح سے باہر ہو گئی۔

در مختار میں ہے ان كان المزوج غيرهما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفو او بغبن فاحش اصلاً۔ رد المحتار میں ہے ای لا لانما ولا موقوفاً علی الرضی بعد البلوغ اسی در مختار میں ہے وان كان من کفو و بھر المثل صح ولہما خیار الفسخ ولو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعدہ بقصور الشفقة اسی میں ہے لو نوج الابد حال قیام الاقرب توقف علی اجابتنہ در مختار میں ہے یتولی طرفی النکاح واحد لیس بفضولی من جانب عالمگیری میں ہے لو قالت انا طالق فقال نعم طلقت در مختار میں بجر سے ہے قبل له طلقت امرأتک فقال نعم او بلی بالہجاء طلقت رد المحتار میں ہے قوله طلقت ای بلانیه در مختار میں ہے یقع بقوله (الی قوله) واحده بانثثة فی الکل لانه وصف الطلاق بما یحتملہ بار بار اقرار طلاق تکرار طلاق نہیں اگر وہ طلاق قطعی کا اقرار نہ کرتا تو ایک رجعی اسی کا حکم ہوتا اب ایک بائن کا حکم ہے نکاح جدید برضا رزن کر سکتا ہے مگر جب کہ قطعی سے مراد طلاق مغلطہ ہو اس نے مغلطہ ہی کے ارادہ پر ہاں کہا ہو تو رد المحتار میں ہے انہم قد عللوا صحۃ نية الثلاث فی جمیع ما مر بانہ وصف الطلاق بالبینونة وهي نوعان خفیفة وغلیظة فاذا نوى الثانية صح۔

مسئلہ۔ عاصی جیب احمد صاحب رضوی قادری سلی بھتی

اکثر قوموں میں نکاح کے وقت ایک لاکھ روپیہ تک کا مہر مقرر ہوتا ہے اور جس کا نکاح ہونا ہے اس کی حیثیت بہت کم ہوتی ہے تو وہ یہ خیال کر لیتا ہے کہ مجھے دینا تھوڑا ہی ہیں اور جب کہ ایک سو روپیہ کی حیثیت ولے کا مہر دس بیس ہزار کا مقرر ہو گا تو یقینی ایسا خیال ہونا لازمی ہے ایسی صورت میں نکاح ہونا جائز ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہوتا ہے تو ان کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ فقط بینوا تو جروا

الجواب۔ نکاح ہو جاتا ہے اور مہر جس قدر باندھا جاتا ہے وہ بندھ جاتا ہے ایسا خیال کر لینا بہت برا ہے جو ایسی بدنیت رکھتا ہے کہ دین نہیں سمجھتا وہ اس سے ڈرے کہ اس کا شتر زانیوں کے ساتھ ہو کمانی الحدیث ہر شخص ایسی بدنیت نہیں کرتا مہر کو دین جانتا ہے۔ مال چلتی پھرتی چیز ہے بادشاہ کو ہر وقت

زوال کا خوف ہوتا ہے اور فقیر ایک آن میں بادشاہ ہو سکتا ہے ایسا جو کروڑوں روپیہ مہراں کر سکتا ہے بادشاہ اگر ایسا بد خیال کرے مہر کو دین نہ سمجھے تو اس کے لئے بھی وہی ہے جو فقیر کے لئے جو اس قدر مہر کی اس وقت قوت نہیں رکھتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بانسی ہاٹ ضلع پورنیہ مدرسہ قرینہ مستولہ مولوی غیاث الدین صاحب ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ اپنا حقیقی نانا کی مدخولہ بی بی یعنی سوتیلی نانی سے عقد کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو اس کا ثبوت کتب معتبرہ سے مع حوالہ صفحہ تحریر فرمائیں اور یہ بھی واضح طور پر بیان کریں کہ جس مفتی نے باوجود علم کے محض دنیاوی مفاد کے خیال سے جواز کا فتویٰ دے کر عقد کرایا ہے اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور ایسے مفتی کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہئے امید کہ اپنا دستخط و مہر سے مزین فرمائیں۔

الجواب۔ نانا کی زوجہ حرام ہے اپنی سگی نانی ہو یا سوتیلی یوں جیسے سگی دادی سوتیلی دادی سگی ماں سوتیلی ماں لقولہ تعالیٰ۔ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم۔ آبار سے اصول مراد ہیں آبا میں اب۔ اب اب۔ اب ام سب آگئے تفسیرات احمدیہ مطبوعہ جدید برقی پریس دہلی ۱۵۲ میں ہے اما الرابع من المصاہرۃ وهو حیلۃ الاب فمذاکور فی الآیۃ الاولیٰ یعنی لا تنکحوا ما نکح اباؤکم، عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۷۱ میں ہے الترابۃ نسأء الاباء والاجداد من جهة الاب والام وان علواً فہو لاء محرمات علی التابید نکاحاً ووطاً کذا فی المحادی القدسی قتاوی امام فقیہ النفس قاضی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ مطبوعہ برہاش عالمگیری مصری ج ۱ ص ۲۶ میں ہے اما المحرمات بالعقد فنکوحۃ الاب والجد من قبل الاب والام وان علواً جس نے یہ نکاح کیا اس پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائے وہ عورت مرد اور اس نکاح کے سائی و شتر کار جو اس سے واقف تھے کہ یہ نکاح نانا کی زوجہ سے اس کے نواسہ کا ہو رہا ہے گنہگار ہونے وہ مفتی بھی۔ خدائے اور سب کو توبہ و رجوع کی توفیق دے اور معاف فرمائے۔

یہ فتویٰ غلط دیا مگر کسی مسلمان اور پڑھے لکھے انسان کی طرف یہ گمان کہ اس نے جان بوجھ کر ایسا غلط فتویٰ دیا بدگمانی ہے اور بدگمانی خود ممنوع ہے اگر اس نے بے سمجھی سے ایسا عجلت میں کہا یا سمجھ کر دانستہ غلط کہا تو بہر حال اس مفتی سے گناہ ہو اور دوسری صورت ہو تو آفت سخت ہے۔ میرے پاس دوسری جگہ سے بھی یہ سوال آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مفتی نے دھوکا کھایا قتاوی رضویہ کی اس عبارت سے کہ باپ کی ساس حلال ہے اگر اپنی نانی نہ ہو۔ مفتی نے یہ عبارت دیکھ کر اس کا مطلب یہ سمجھا کہ سگی نانی حرام

ہے اور سوتیلی حرام نہیں حالانکہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی ساس جو اس شخص کی نانی ہو حرام ہے سگی ہو یا سوتیلی۔ اور جو اس کی نانی نہیں وہ حلال ہے باپ کی ساس ہونے سے نانی حرام نہیں سگی نانی ماں کی ماں اور زوجہ نانا ہونے سے حرام ہے اور سوتیلی نانی نانا کی منکوحہ ہے اس لئے حرام ہے باپ کی وہ ساس جو اس کی نانی نہیں نہ سگی نہ سوتیلی وہ حرام نہیں تو یہ کہنا کہ باوجود علم کے محض دنیاوی مفاد کے خیال سے مفتی نے جواز کا فتویٰ دیا خلاف واقع بات اور بدگمانی معلوم ہوتا ہے والغیب عند اللہ و هو اعلم بحقیقۃ الحال واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از رائے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چچی سے نکاح درست ہے۔

الجواب چچی کے ساتھ نکاح ناجائز نہیں قال تعالیٰ۔ واحل لکم ما وراہ ذلک چچی محرمات میں نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کراچی پراونشل مسلم لیگ مسئولہ محمد عبدالحی صاحب حقانی مولوی فاضل آفس سکریٹری ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ۔

ایک لڑکی مسماہ موہنی بالغہ ہے اور جس کی عمر ۱۶ سال ۸ مہینے ہے بخوشی و رضا مشرف باسلام ہوئی اور مسلمان ہو کر اس کا نکاح مسلمی محمد عالم کے ساتھ کر دیا گیا لڑکی کے ہندو باپ نے کورٹ میں رجوع کیا کورٹ نے لڑکی کے بلوغ و قبول اسلام اور نکاح کے جائز قرار دینے کے باوجود لڑکی کو ہندو باپ کے قبضہ میں دے دیا اور مسلمی محمد عالم سے ملنے اور خط و کتابت کی بھی ممانعت کر دی۔

(۱) کورٹ کا یہ فعل مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) مسلمانوں کو ایسے ناجائز حکم کی پابندی کرنی چاہئے یا نہیں؟

(۳) کیا ہائی کورٹ کے مجوزہ حکم کو دوسرے صوبہ جات میں مثال کے طور پر نہ پیش کر دیا جائے؟

(۴) اگر یہ معاملہ مداخلت فی الدین ہے تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب۔ جواب مسئلہ تو ظاہر ہے کہ جب وہ لڑکی بفضلہ تعالیٰ مسلمان ہو گئی تو اس ہندو باپ سے کوئی تعلق نہیں رہا جب اس نے محمد عالم سے عقد کر لیا وہ اس کی بیوی ہو گئی۔ اس کے اسلام و نکاح کو مجوز نے صحیح مانتے ہوئے پھر اسے اس کے ہندو باپ کے سپرد کیا جس سے بوجہ مخالفت مذہب کوئی تعلق نہ تھا

اور محمد عالم جس سے اتنا زبردست تعلق کہ اس کی منکوحہ ہے اس سے ملنے بلکہ خط کتابت کی بھی ممانعت کر دی ضرور مداخلت فی الدین اور صریح زیادتی ہے جس پر احتجاج لازم۔ اپیل کیا جائے جائز طور پر انتہا درجہ تک سنی اس حکم کے خلاف کی جائے اس حکم پر ہرگز صبر نہ کیا جائے جو کچھ جائز کوشش اس کے رد کرنے کی ہو سکتی ہو کرنی لازم۔ سائل نے جس امر کا اندیشہ ۳ میں بتایا ہے صحیح ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس لڑکی کے جو ابھی مسلمان ہوئی ہے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے اور اگر ایمان پر بفضلہ تعالیٰ قائم رہے تو جان جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ ایک مسلمان کو اس کے ایمان و جان کے دشمنوں کے حوالہ کر دینے پر کوئی مسلمان کیونکر صبر کر سکتا ہے ہرگز ایسا کوئی قانون خیال میں نہیں آتا کہ ایک شخص کو اس کے ایمان و جان کے دشمن کے حوالہ کرتا ہو۔

مجوز نے محض اپنی رائے سے ایسا کیا ہوگا اس قانون کے تحت سمجھ کر کہ ۱۸ سال سے کم عمر میں نکاح نہ ہونا چاہئے اس قانون کا حاصل تو اتنا ہی سمجھا جاسکتا ہے کہ ۱۸ سال کی عمر میں نکاح نہ کیا جائے اگر کوئی کرے گا تو قانوناً مجرم ہوگا یہ نہیں کہ وہ نکاح نکاح ہی نہ ہوگا اس لئے مجوزہ نے اس نکاح کو صحیح مانا تو اس قانون کی بنا پر بھی عورت کو اس کے ہندو باپ کے سپرد کر دینا اس کا کوئی موقع خیال میں نہیں آسکتا شوہر کے سپرد تو یوں نہ کی کہ ۱۸ سال سے کم تھی اور ۱۸ سال سے کم عمر میں زن و شوہر میں یکجائی قانوناً ممنوع سمجھی ہوگی مگر ہندو باپ کے سپرد کر دینا یہ اس قانون سے کیسے سمجھا شوہر کو دینے پر اگر عورت کی صحت پر وہی خطرہ تھا تو اس کا علاج تو یہ بھی ممکن تھا کہ شوہر کے اعزاء سے کسی معتمد مسلمان کے سپرد کی جاتی کہ جب تک اس کی عمر قانونی نکاح کی نہ ہو اس وقت تک شوہر سے تنہائی میں نہ ملے اس کے یہاں رخصت نہ کی جائے تو ہندو باپ کو دینے میں تو واقعی خطرہ اس کے جانے کا اور قوی اندیشہ انتقامت علی الایمان اور جان جلنے کا ہے جس کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اس وہی خطرہ کا لحاظ کرنا اور اس صحیح خطرہ قوی اندیشہ کو خطرہ میں نہ لانا مجوزہ کا جیسا انصاف ہے ہر اہل انصاف پر روشن ہے۔ ذی انصاف تو اسے ظلم بالائے ظلم کہہ سکتے ہیں۔

ولاحول ولاقوة الا باللہ العالی العظیم وهو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک عورت کا خاوندین سال کا عرصہ ہوا پاگل ہو گیا اور اب ایک سال سے لاپتہ ہے ہم لوگ خدا اور اس کے رسول کا درمیان میں دے کر صحیح تحریر کرتے ہیں اب وہ عورت جوان ہے اس کی گذر بسر ہونا مشکل ہے لہذا ایسے صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

نشان انگوٹھا چھوٹے شاہ موضع خیر پور
نشان انگوٹھا محمد شاہ موضع سرا
الجواب۔ جب تک اس کے مرنے کی خبر معلوم نہ ہو ایسی کہ اس خبر پر عورت کا دل تجھے اور اس کی
عدت نہ گذارے اس وقت تک عورت دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اگر کر لے گی نہ ہوگا اشد گنہگار مستحق
نار ہوگی وہ دوسرا جس سے نکاح کرے گی اگر اسے معلوم ہوگا کہ عورت ایسی ہے جس کے خاوند کا پتہ نہیں
منفقود ہو گیا ہے یہ جانتے ہوئے نکاح کرے گا وہ بھی حرام کار ہوگا یہ نکاح نہ ہوگا زنا و سفاح ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الرضاع

رضاعت کا بیان

مسئلہ۔ از مظفر پور موضع بر بند ڈاک خانہ مہندوارہ مولوی حفیظ الرحمن بتاریخ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۵۵ھ
زید کی شادی ہندہ سے ہوئی اب کچھ دنوں کے بعد ہندہ کی ماں آپس میں عورتوں میں گفتگو کر رہی
تھی کہ میرا لڑکا جو انتقال کر گیا ہندہ سے بڑا تھا اس کے ساتھ میرا دودھ زید نے پیا ہے اس وقت زید وہاں
پر موجود تھا اس وقت زید نے اس کا کچھ خیال نہ کیا کیونکہ رضاعت کے مسئلہ سے ناواقف تھا جب زید
کو یہ مسئلہ معلوم ہوا تو زید نے خیال کیا کہ میری ماں یعنی (ہندہ کی ماں) کہہ رہی تھی کہ زید نے میرا دودھ پیا ہے
اب زید کو یہ پتہ نہیں کہ جس وقت میں نے ہندہ کی ماں کا دودھ پیا اس وقت میری عمر کیا تھی اب زید اس
بات کو ہندہ کی ماں سے موقع کے ساتھ دوچار روز میں مکمل طور پر تحقیق کرنا چاہتا ہے یک بیک پوچھنے سے
شرم آتی ہے تو اس درمیان میں زید ہندہ سے جماع کر سکتا ہے یا نہیں؟

۲۔ کتنی سال کی عمر میں زید کے ہندہ کی ماں کے دودھ پینے سے زید پر رضاعت کا مسئلہ ثابت ہوگا
یا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور اس کی صورت کیا ہے جو اب مرحمت فرمادیں۔ بینوا تو جو روا
الجواب۔ ثبوت رضاعت کے لئے حجت مال درکار کہ دو مرد یا ایک مرد و عورتیں ایسے جن کی شہادت
شرعاً مقبول ہو زمانہ رضاعت میں دودھ پینے کی شہادت دیں درمختار میں ہے الرضاع حجتہ حجة المال و
شهادة عدلین او عدل و عدلتین۔ شہادت مرضعہ مقبول نہیں ردالمحتار میں ہے لا تقبل شهادة المرضعة

عند الجحيفة واصحابه - خانیہ میں ہے۔ - رجل تزوج امرأة فشهدت امرأة انها ارضعتها لاثبت الحق بقولها وان كانت عدلة وان تنزهه كان افضل الخ والله تعالى اعلم۔

۲۔ اگر بشہادت شرعیہ ثابت ہو کہ زید نے مادر ہندہ کا دودھ مدت رضاع کے اندر پیا جو امام اعظم و صاحبین کے نزدیک دو سال ہے جب تو بالاتفاق حرمت ثابت ہوگی اور اگر دو برس کی عمر پوری ہونے کے بعد ڈھائی برس پوری ہونے سے پہلے پینا ثابت ہو تو امام اعظم کے نزدیک حرمت ہوگی صاحبین کے نزدیک ثابت نہ ہوگی۔ فتویٰ دونوں جانب ہے اس صورت میں احتیاط یہی ہے کہ ایسی عورت کو پھوڑا یا جائے اور اگر ڈھائی برس بعد پینا ثابت ہو تو بالاتفاق حرمت ثابت نہ ہوگی کہ مدت رضاعت کے بعد پینے سے حرمت نہیں ہوگی در مختار میں ہے (ثبت التحريم في المدة) فقط ردالمحتار میں بحر الرائق سے ہے۔ اما بعدھا فانہ لا یوجب التحريم اور در مختار میں ہے (هو حولان ونصف عندا وحولان) فقط (عندھا وهو الاصح) فتح وبہ یفتی کما فی تصحیح القدری عن العون لکن فی الجوهرۃ انه فی الحولین ونصف ولو بعدا الفظام محرم وعلیه الفتویٰ ام ردالمحتار میں ہے۔ انہما قولان افتی بکل منهما والله تعالى اعلم

مسئلہ۔ از سید حسین علی صاحب وکیل جاوہرہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۸ء
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں۔ سکینہ

احمد علی
فاطمہ بی
شافیہ بی
احمد بخش

سکینہ بعمر ۸۰ یا ۸۱ سال کے ایک پوتی شافیہ بی اور ایک نواسہ احمد بخش ہے سکینہ ۲۵ یا ۳۰ سال سے بیوہ ہے بالکل خشک ہے یعنی ہڈیوں کی مالا ہے یہ نواسہ احمد بخش سے محبت رکھتی ہے اس کو محبت سے جب کہ وہ روتا ہے پستان منہ میں دیتی ہے اس میں دودھ اتفاق سے آجاتا ہے اور وہ پی لیتا ہے اس حالت میں احمد بخش کا نکاح شافیہ بی بی سے ہو سکتا ہے یا نہیں یہ دونوں ماموں پھوپھی کی حیثیت سے بھائی بہن ہیں یعنی ماموں زاد شافیہ بی اور پھوپھی زاد احمد بخش ہوئے کیا یہ نکاح جائز ہوگا۔

الجواب۔ اگر احمد بخش کے جوف میں اس کی نانی کا دودھ پینے سے ایک بار بھی نہ پونچ گیا ہو تو حرمت رضاعت کے لئے کافی ہے۔ احمد بخش احمد علی کی لڑکی شافیہ کا چچا ہوا۔ وہ اس کی پھوپھی۔ چچا پھوپھی کا نکاح حرام۔

مرضعہ اگر چہ بیوہ ہے اور آئسہ بھی ہی عالمگیری میں ہے۔ يتعلق التعریم بہ اذا حصل من بنت تسع سنین فصاعدًا کذا فی الجواهرۃ النبریۃ اسی میں ہے۔ اذ انزل اللغشی لبن ان علم انہ امرأۃ تعلق بہ التعریم ۹ برس کامل کی (یا اس سے) زائد عمر کی عورت کے دودھ پینے سے تحریم ثابت ہوتی ہے باکرہ ہو یا ثیبہ شادی شدہ شوہر والی ہو یا بیوہ۔ ذات حیض ہو یا آئسہ اثنا ہو یا مرد در مختار میں ہے۔ الرضاع مص من ثدی آریۃ ولوبکرا و میتة ادا یسۃ۔ رذا المختار میں ہے قولہ ادا یسۃ ذکرہ فی النہر اخذ من اطلاقہم قال وهو حادثۃ الفتوی۔ جب احمد بخش اپنی نانی کا دودھ پیتا ہے تو شافیہ اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس کا عم رضاعی ہے۔ یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ قروان ۲۹ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ
زید نے ان الفاظ کو ادا کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو جو بدھا کی لڑکی ہے اور میرے نکاح میں تھی میں اس کو طلاق دیتا ہوں مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں خواہ وہ نکاح کرے یا رندی پیشہ کرے میرے نزدیک یہ رندی ہے۔

الجواب۔ عورت نکاح سے نکل گئی اس پر دو طلاقیں بائن ہو گئیں کہ اس کو طلاق دیتا ہوں طلاق صریح رجعی ہے اور مجھ کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا کنایات طلاق سے اور بوجہ تقدم طلاق صریح مختار صحیح نیت نہیں تو اس بائن نے اس رجعی سے مل کر اسے بھی بائن کر دیا کہ اس سے اختیار رجعت نہ رہا عورت کو اختیار ہے بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے اگر زید ہی سے نکاح پر راضی ہو تو اس سے بھی کر سکتی ہے کہ اس صورت میں زید صرف ایک طلاق کا مالک رہ گیا اب کبھی اگر ایک طلاق بھی اسے دے گا تو فوراً اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو بوجہ طلاق منغلظہ حرام ہو جائے گی کہ بے حلالہ کبھی حلال نہ ہو سکے گی یہ میری ان دو سے مل کر تین طلاقیں ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از رنگون دوکان سیٹھ عمر صالح محمد نمبر ۱۹۰ ایڈورڈ اسٹریٹ مرسلہ شیخ محمد جواد صاحب ۲۱ زکی الحجہ ۱۳۵۰ھ شیخ محمد حنیف کی لڑکی کی شادی شیخ محمد جواد کے ساتھ ہوئی جس وقت یہ شادی ہوئی تھی اس وقت محمد حنیف سنی مسلمان تھا اب مذہب وہابیہ دیوبندیہ اختیار کر لیا ہے اور محمد جواد سنی ہے۔ محمد حنیف نے محمد جواد کو بہت کچھ سمجھایا کہ مذہب دیوبندیہ وہابیت پر آجاؤ مگر محمد جواد نے صاف انکار کر دیا کہ ہم اپنا مذہب اہلسنت نہیں پھوڑیں گے تب محمد حنیف نے اپنی لڑکی کو محمد جواد کے نکاح سے پھرانے کے لئے اپنی لڑکی کو مشورہ دیا کہ تو کافر مرتد ہو جا۔ لڑکی نے اپنے والد کے کہنے سے کلمہ کفر کہا۔ اب محمد حنیف کہتا ہے کہ ہماری بیٹی کافرہ مرتدہ ہو گئی اور محمد جواد کے نکاح سے خارج ہو گئی۔ لہذا میں محمد جواد کے یہاں نہیں رخصت کروں گا۔ اور محمد حنیف اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے سے کرنے کو کہتا ہے۔ اب آپ حضرات ارشاد فرمائیں کہ اس صورت میں محمد حنیف کی لڑکی شیخ محمد جواد کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں تو محمد جواد زبردستی اپنی عورت کو محمد حنیف کے یہاں سے لاسکتا ہے یا نہیں۔ اور محمد حنیف نے ایک مسلمان کو کافرہ مرتدہ ہونے کا مشورہ دیا تو محمد حنیف مسلمان رہا یا کافر اور محمد حنیف کی عورت محمد حنیف کے نکاح میں رہی یا خارج اگر خارج تو محمد حنیف تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے تو مسلمان محمد حنیف کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں۔

الجواب۔ عورت کی ردت سے نزد مشائخ بلخ و سمرقند فرقت واقع ہی نہیں ہوتی وہ حسب الباب المعصیة وسد الباب الفتنۃ ہی فتویٰ دیتے ہیں نیز امام صفار و امام دبوسی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسی کو اختیار فرمایا اسی پر فتویٰ دیا وانا اقول وبالله التوفیق۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے۔ **بئس ما عقدتہ النکاح نکاح کی** گرہ مرد ہی کے ہاتھ ہے تو یہ ارشاد الہی بھی بظاہر اسی کو مقتضی کہ ردت عورت سے فرقت نہ واقع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عامہ مشائخ نے ظاہر الروایۃ میں فتویٰ دیا کہ ردت احد الزوجین سے فسح فی الحال ہو جائے گا۔ اور سد باب فتنہ کے لئے فرمایا کہ عورت بعد تجدید اسلام اسی شوہر سے تجدید نکاح پر مجبور کی جائے گی اس کا نکاح اسی سے جبراً کر دیا جائے گا اور کم سے کم مقدار مہر ہو۔ راضی ہو یا انکار کرتی رہے۔ اس کا انکار سموع نہ ہوگا لے حلال نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے سوا کسی دوسرے سے نکاح کرے۔ امام فقیہ النفس امام قاضی خاں نے برائے فتویٰ اسی کو اختیار فرمایا۔ بہر حال اس نام کے حنیف نے اپنی لڑکی کو مرتدہ کر کے اور اس بد نصیب عورت نے مرتدہ ہو کر سخت سے سخت عذاب الہی کے استحقاق اور غضب جبار و قہر قہار اپنے سراوڑھنے کے سوا اور کچھ نہ کمایا۔ کہ یا تو فرقت واقع ہی نہ ہوئی اگر امام صفار و امام دبوسی و مشائخ بلخ و سمرقند کا قول اختیار کیا جائے۔ یا ہوئی

نہ ہوتی ایک سی فسخ ہو کر بھی کال نہ نکٹا کہ جو فسخ مانتے ہیں وہ بھی اسے شوہر اول ہی سے نکاح پر مجبور فرماتے ہیں۔ اور کسی اور سے اس کا نکاح اس حال میں حلال نہیں فرماتے۔ اسے قید ہی رکھتے ہیں آزادی کہاں دیتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین میں فساد کبیر و عریض رونما ہوتا واللہ لا یحب الفساد۔ انہ لا یحب المفسد۔ واللہ لا یبہدی کید الخائنین۔

شرع حکیم نے عورتوں کو یہ راہ نہ دی ورنہ روزانہ جانے کتنی عورتیں اپنے شوہروں سے ناراض ہو ہو کر ان کی قید نکاح سے نکلنے کو کفر کیا کرتیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مجمع الانہر میں ہے بعض مشایخ بلخ و سمرقند کا نوا یافتون بعد موقوف الفرقة حسم الباب المعصیة و عامتهم یقولون ینقض الفسخ ولكن ینقض علی النکاح لزوجها الاول بعد الاسلام و هو ظاہر الروایة و هو الصیح لان المقصود ینقض بذلك و مشایخ بخاری کا نوا علی هذا فی الجوهرة و تجبر علی الاسلام و تعزیر بضراب خمسة و سبعین سوطا و لیس لها ان تتزوج الا بزوجها الاول و لکن قاض ان یجد دینہما بمہر یسیر و لودینارا رضیت اوابت کما فی المنیة۔ رد المحتار میں فتح القدر سے ہے۔ قد افقی الدبوسی والصفار و بعض اہل سمرقند بعد موقوف الفرقة بالردة مردا علیہا و غیرہم مشوا علی الظاہر و لکن حکموا بجبرہا علی تجدید النکاح مع الزوج و یضرب خمسة و سبعین سوطا و اختارہ قاضی خان للفتویٰ ام۔

جن کے نزدیک تفریق واقع ہی نہ ہوتی۔ ان کے نزدیک تو محمد جو اد کو اسے جبر لانے کا اختیار ہونا ظاہر ہے۔ اور جو فسخ مانتے ہیں ان کے نزدیک بھی عورت جبراً محمد جو اد ہی کی جانب رد کی جائے گی۔ وہ نام کا حنیف اسے روکنے کا حق کسی کے نزدیک نہیں رکھتا۔ وہ اگر دیوبندیوں کے ان اقوال بدتر از ابوال ہر مطع ہے جن کے سبب علماء حرمین شریفین نے انھیں ایسا کافر فرمایا کہ جو ان کے ان کلمات لعینہ پر مطلع ہو کر ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ٹھہرے گا۔ اور پھر انھیں اپنا پیر و پیشوا دین کے علماء ماننا یا صرف مسلمان ہی جانتا ہے تو وہ پہلے ہی سے کافر ہے اس سے لڑکی کو مرتدہ کرنے کی کیا شکایت اور اگر ایسا نہیں تو اب اس سبب سے کافر ہو گیا اس کی عورت اگر پہلے نکاح سے خارج نہ تھی تو اب یوں خارج ہو گئی اس نام کے حنیف کو اس پر کوئی دسترس نہ رہی وہ بعد عدت جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے مجمع الانہر و فتاویٰ بزازیہ وغیرہا میں ہے۔ من علیہا کلمة لتبین من نوا جہا فهو کافر۔ بعد توبہ و تجدید ایسا شوہر۔ عورت اس کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کی جا سکتی۔ مجمع الانہر میں ہے۔ ان امرت الذی لا تجبر علی

النکاح بعد اسلامہ۔ اگر وہ نام کا حنیف تو بہ نہ کرے تو اس کے ساتھ میل جول حرام ہے جب تک تائب نہ ہو اس سے ربط ضبط اسلام کلام میل جول قطعاً موقوف کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ہونہ کافر گلی ۲۲ مسجد انجمن تبلیغ الاسلام مرسلہ مولوی محمد علی انولوی سلمہ و حافظ عبد المجید صاحب ۲۸ محرم ۱۳۵۵ھ

مسماہ سارہ بنت حلیمین کا نکاح بحالت نابالغی ہوا نکاح کے بعد شوہر مجنون ہو گیا جسے عرصہ آٹھ سال کا ہوا اس کی حالت جب سے اب تک ویسی ہی ہے کچھ فرق نہیں ہوتا ہے جگہ جگہ مارا مارا پھرتا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہے نہ لڑکی کا کوئی وارث بھرنہ اور ضعیفہ کے لڑکی کے خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں ہے لڑکی کی عمر ۱۸ سال ہے بہت ممکن ہے کہ اس کا قدم جادہ استقامت سے پھیل جائے تو ایسی صورت میں شرعاً رہائی کی جو صورت ہو تحریر فرمائی جائے اور جہاں حاکم وقت مسلمان نہ ہو تو کس طرح یہ مقدمہ فیصل ہوگا سخت پریشانی ہے۔

الجواب۔ سیدنا الامام الاعظم والہمام الاثم اور حضرت سیدنا الامام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک جنون (اگرچہ مطبق ہو اس) کے سبب عورت کو حق فرقت حاصل نہیں ہوتا امام کا مذہب امام مذاہب ہے اس سے سوائے ان صورتوں کے جن کا علمائے استثناء فرمایا عدول جائز نہیں۔ نیز اور وجوہ کثیرہ سے اسی کو ترجیح حاصل۔ متون مذہب کلبہی مختار ہے اکثر علماء معتمدین کا اسی پر اتفاق ہے کثیر فتاویٰ کا اسی پر اطلاق ہے شرح اسی کی دلیل کی ترجیح پر نہیں۔ امام اجل قاضی خاں وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اسی کو مقدم فرمایا تو ان کے نزدیک یہی معتمد و راجح و مؤید ہے امام فقیہ النفس خانیہ میں فرماتے ہیں۔ حق الفصح بسبب العیب عندنا لا یثبت فی النکاح فلا ترد المرأة بعیب تاوان و جدت المرأة بزوجهما جنونا و اجذا اما او برصا لیس لها حق الفرقة۔ تنویر الابصار و در مختار میں (لا یتخذین احد الزوجین رعیب الاخری) ولو فاحشا کجنون۔ امام فخر الدین زبیدی پھر امام کمال الدین ابن الہمام محقق علی الاطلاق نے اس مذہب مذہب کی تائید و ترصیف اور دوسرے مذہب کی وہ تضعیف فرمائی جس کے بعد گنجائش کلام ہی نہ رکھی وان شئت الاطلاع علیہ فلشرف بمطالعة التبین و فتح القدیر بے ضرورت بلکہ مقبولہ شرع اس مذہب امام سے عدول ناجائز و ناروا ہاں اگر واقعی ضرورت ہو ضرورت کا ادعا کر و خداع اور نفس کے اتباع سے نہ ہو حاجت و اقیعہ متحقق ہو تو جب کہ عند الضرورة تقلید امام مذہب آخری شرط جائز تو یہاں تو اپنے مذہب کے ایک امام محمد کا بھی مذہب وہی ہے جو ائمہ ثلاثہ امام مالک و امام شافعی و امام احمد کا ہے اس صورت میں امام محمد کے قول پر عمل کی اجازت ہو سکتی ہے۔

امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے یہاں دعویٰ کرے وہ بعد ثبوت جنون جس دن سے عورت نے دعویٰ کیا اس دن سے ایک سال کی مہلت دے اس نتیجے میں اگر جنون جانا رہا شوہر سلیم الحواس ہو گیا تو ہو گیا ورنہ ایک سال کامل گزرنے پر عورت پھر رجوع کرے اس وقت حاکم عورت کو اختیار دے کہ چاہے نفس کو اختیار کرے یا شوہر کو عورت اسی مجلس میں فوراً اپنے نفس کو اختیار کرے اگر مجلس بدلنے سے پہلے ہی اپنے نفس کو اختیار کرے تو حاکم تفریق کر دے روز تفریق سے عورت عدت کرے بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرے اور اگر حاکم شرع کو ثابت ہو کہ جنون مطبق ہے تو ایک سال کی مہلت نہ دے گا کافی الفور عورت کو اختیار دے گا عورت فوراً بے تبدیل مجلس اپنے نفس کو اختیار کرے گی تو تفریق کر دے گا بعد تفریق روز تفریق سے عورت عدت کرے گی کافی میں ہے۔ قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کان الجنون حاداً نایاً وجہہ سنة کالعنة ثم یخیر المرأة بعد الحول اذا لم یبرأ فان کان مطبقاً فهو کالمجنون وبہ نلخذ کذا فی الحاوی القدسی۔ جہاں مسلمان حکام نہیں وہاں حاکم شرع اعلم وافقہ علماء اہل بلد ہے کما فی المدیقة الندیة وہ اگر حسب بیان بالافتراق کر دے گا تفریق ہو جائے گی جہذا اکثر ماخوذ من العطايا النبویہ یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ نابالغہ کا نکاح اس سے نافذ و لازم ہو چکا ہو کہ باپ نے خود یہ نکاح کیا ہو یا اس سے نکاح کر دینے کی جسے اجازت دی ہو اس نے کیا ہو شوہر لڑکی کا کفو ہو مہر میں کمی فاحش نہ ہوئی ہو یا مہر میں کمی فاحش کے ساتھ کیا یا لڑکا کفو نہیں تو ان دونوں صورتوں میں باپ معروف بسوء اختیار نہ ہو اور شوہر کا غیر کفو ہونا سے پہلے سے معلوم ہوا سے غیر کفو جانتے ہوئے اس نے اجازت دی ہو یوں ہی اگر باپ نہ تھا دادا تھا دادا نے یہ نکاح کیا یوں ہی اگر کسی اور نے کیا اور شوہر کفو ہے اور مہر میں کمی فاحش نہ ہوئی اور باپ یا اس کے نہ ہوتے دلوانے اس نکاح کی خبر سن کر اسے جائز کر دیا ہو یا باپ دادا کے علاوہ بھائی وہ نہ تھا تو چچا وہ نہ تھا تو دادا، پردادا کی اولاد سے کسی ولی اقرب نے کیا یوں ہی اگر دادا پردادا کی اولاد میں کوئی نہ تھا تو ماں نے یہ نکاح کیا بشرطیکہ ان لوگوں میں سے جس نے کیا کفو سے بے کئی مہر کیا یا غیر ولی نے ایسا نکاح کیا اور جو ولی تھا اس نے جائز کر دیا تو نکاح ہو گیا۔

باپ یا دادا یا ان کے وکیل نے جو نکاح کیا کفو سے بے کئی مہر یا غیر کفو سے اور کھلی کمی مہر کے ساتھ کیا مگر باپ یا دادا معروف بسوء اختیار نہیں یا غیر نے کیا اور اسے باپ دادا نے جائز کر دیا تو یہ نکاح جائز و نافذ و لازم ہو گیا اس صورت میں عورت کو کسی وقت خیار نہیں۔ یوں ہی اگر باپ دادا کے نہ ہوتے اور ولی

سے کسی اقرب نے کیا اور لڑکی نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار نہ کیا جس مجلس میں بالغ ہوئی اسی مجلس میں یا اگر اسے خبر نکاح نہ تھی بعد بلوغ جس جلسہ میں اسے خبر ملی اسی جلسہ میں اپنے نفس کو اختیار نہ کیا تو بھی نکاح لازم ہو گیا اب عورت کو کوئی اختیار نہیں۔ یوں ہی اس صورت میں جب کہ غیر ولی نے کیا تھا اور ولی نے اسے جائز کر دیا تھا۔ ہاں اگر ایسے باپ دادا نے یہ نکاح کیا جو معروف بسور اختیار تھے اور یہ شوہر عورت کا کفو نہیں یا یہ کفو ہے مگر مہر میں کمی فاحشگی یا وہ معروف بسور اختیار نہ تھے اور شوہر غیر کفو ہے انھیں دھوکہ دیا اپنا کفو ہونا ظاہر کیا اس بنا پر انھوں نے اس سے اس لڑکی کا نکاح کیا یا غیر ولی نے کیا اور ولی نے اجازت نہ دی نہ قولاً نہ فعلاً تو عورت کی نابالغی تک وہ ولی کی اجازت پر موقوف تھا بعد بلوغ خود لڑکی کی اجازت پر موقوف ہو گیا ان صورتوں میں بر بنائے جنون شوہر تفریق چاہنا بے مُغنی ہے کہ بعض پہلی صورتوں میں نکاح ہوا ہی نہیں اور بعض پچھلی صورتوں میں وہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا رد کر دے گی باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی زوجہ اول مگرئی اور ایک لڑکا چھوڑ گئی جو کہ اب بالغ ہے زید نے یکے بعد دیگرے دو عورتوں سے نکاح اور کئے زید کی موجودہ عورتوں میں سے ایک نے زید کی زوجہ اول کے لڑکے اور موجودہ عورتوں میں سے دوسرے پر زنا کا الزام لگایا لڑکا اور اس کی سوتیلی ماؤں میں برابر دشمنی چلی آ رہی ہے زید اپنی بیوی پر اس قدر فریفتہ ہے کہ وہ اس کو خوش کرنے کے لئے حق ناحق کرتا ہے لہذا بیوی کی منشا سے زید نے لڑکے کے الزام کو صحیح جانا اور اس سے بالکل قطع تعلق کر لیا پھر چالیس یوم کے (بعد) لڑکے کو اس کے اخراجات دینا شروع کر دیا دونوں عورتیں کہتی ہیں کہ لڑکے نے زنا کیا یہ بالکل غلط ہے محض یہ عداوت ہے لہذا متذکرہ بالا شخص کی بابت کیا حکم ہے صاف تحریر فرمادیں۔

الجواب۔ زید نے الزام کی جب تصدیق کر لی تو وہ عورت زید پر حرام ابدی ہو گئی جس کے ساتھ اپنے لڑکے پر الزام زنا صحیح جانا زید کو اس عورت سے جدا ہونا فرض ہے اب ہزار کہا کرے کہ میں نے یوہیں کہہ دیا تھا حلف سے کہے کہ یہ بات غلط ہے ہرگز ایسا نہ ہو کچھ سموع نہیں وہ عورت جس نے الزام زنا کار کھا اور زید اور اس کی وہ دوسری بیوی جو اب تک بعد اس تصدیق الزام کے زید کے پاس ہے سب گنہگار ہیں تو بہ کریں اور اگر فی الواقع زید کے بیٹے نے سوتیلی ماں سے کالامٹھ کیا تو اس کا اور اس کی سوتیلی ماں کا جس نے سوتیلی بیٹے سے کالامٹھ کیا (کیا) پوچھنا ظاہر ہے بہت سخت حرام کے دونوں مرتکب ہوتے دونوں

پر تو یہ فرض ہے الزام زنا کے ثبوت کے لئے اقرار یا چار عادل ثقہ ایسے مردوں کی شہادت درکار جنہوں نے اپنی آنکھ سے سرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھا ہو اور وہ بالاتفاق ایسا بیان کریں کہ اس کے سوا ثبوت زنا نہیں ہو سکتا محیط و ہندیہ و بحر الرائق جامع الرموز و مجموعۃ القروی و در مختار وغیرہ میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
 لہ ما فعلت بام امرأتک فقال جامعہا تثبت المحرمۃ ولا یصدق انہ کذب ولو ہا زلا۔ خلاصہ وغیرہ میں فرمایا والاصرار لیس بشرط فی الاقرار بحرمۃ المصاہرۃ۔ در مختار میں ہے۔ تزوج بکرا فوجدھا ثبیا و قالت ابوہ فضی ان صدقہا بانت بلا مہر والالا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید کی دو بی بی ہیں اس سے قبل ایک بی بی تھی جس سے ایک لڑکا بالغ موجود ہے اس نے اپنی سوتیلی ماں سے زنا کیا تو زید کی بی بی جس سے زنا کی نکاح سے خارج ہوگی یا نہیں اگر نکاح سے خارج ہوگی تو پھر نکاح میں لانے کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟ بنیوا تو جبروا

الجواب۔ بیٹے نے جس سے زنا کیا وہ بی بی زید پر حرام ابدی ہوگی کہ کسی طرح اس پر کبھی حلال نہ ہوگی نکاح سے خارج ہونا اور بات ہے اور حرام ہو جانا اور بات۔ حرام نکاح سے خارج ہو کے بھی ہو جاتی ہے اور کبھی نکاح میں رہتے ہوئے بھی۔ زید پر فرض ہے کہ جب بی بی کا زید کی اپنی بیوی سے زنا ثابت ہو یا بے ثبوت صحیح شرعی زید نے یہ سن کر تصدیق کر دی ہو تو اس عورت سے متارکہ کرے۔ قال تعالیٰ فلما ساء بمعرفہ او تسامع باحسان۔ اس صورت میں جب اسماک بالمعروف محال ہے تو تسامع باحسان ہی لازم ہے۔ واللہ

مسئلہ۔ زید کی زوجہ اول ایک لڑکا چھوڑ کر مر گئی جو کہ اب بالغ ہے زید نے یکے بعد دیگرے دو

عورتوں سے سن، وادے نکاح اور کئے سن نے زید کے لڑکے کے ساتھ زنا کا الزام لگایا زید نے سن کی زبانی سن کو اس الزام کو صحیح مانا اور لڑکے سے بیزار ہو کر اس کو سن کے کہنے سے گھر سے نکال دیا سن پندرہ دن پہلے سے زید کے چھوٹے بھائیوں کو اس الزام میں اپنا شریک اور موافق بنانے کی کوشش کر رہی تھی چونکہ زید کے بھائیوں کو سن سے روپیہ پسیا اور کھانے پینے میں بہت مدد ملتی ہے اس لئے اس نے سن کے لفظوں کا زید کو یقین دلانے کی کوشش کی زید نے دے سے پوچھا کہ آیا لڑکے نے زنا کیا یا نہیں دے منکر ہوئی زید نے زد کو کوب کیا تو دے مقرر ہوئی دوسرے دن زید نے دے کو پھر زد کو کوب کیا تو وہ منکر ہوئی یعنی دے نے مار کے ڈر سے جیسی زید کی منشا دیکھی ویسا ہی کہہ دیا سن مطلق نہیں چاہتی ہے کہ لڑکا گھر میں رہے

زید کو سس کی خوشی درکار ہے شرعاً ممنوع ہی کیوں نہ ہو زید اس واقعہ سے سس کے بہکانے میں اگر کہتا ہے کہ اب لڑکا بالغ ہے مجھ پر اس کا کچھ حق نہیں ہے میں اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا ہوں میں نے تو اس کو سن بلوغ تک پہنچا بھی دیا دوسرے باپ تو دوسرا نکاح کرتے ہی پہلی بیوی کی اولاد کے ایک منٹ کے بھی روادار نہیں ہوتے اس واقعہ سے پیشتر لڑکے مذکورہ کو سوتیلی ماؤں نے زید سے کہہ کر اور جھوٹے الزام لگا کر کئی مرتبہ لڑکے کو گھر سے نکلوا دیا تھا گو کہ لڑکا بالکل بے خطا تھا لہذا صاف صاف تحریر فرمادیتے متذکرہ بالا اشخاص میں سے ہر ایک کے لئے حکم شرع شریف کیا ہے زید کی دو بیویاں ہیں اور زید جانتا ہے کہ دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا میرا فرض ہے لیکن نہیں کرتا زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ زید بے قید سخت گنہگار ہے ظالم ستم کار خطا کار ہے حق اللہ وحق العباد دونوں میں گرفتار ہے اس پر توبہ لازم ہے بالغ لڑکے کے نفقہ کا شرعاً ذمہ دار نہیں مگر اس پر یہ ہودہ الزام کے سبب ظلم و تم کاٹھکیا گیا ہے اسے اس پر ظلم و تم سزا دار ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم جب اس نے اس ناپاک الزام کی تصدیق کر دی اسے صحیح مان لیا تو وہ اس پر حرام ابدی ہو گئی اس پر فرض ہے کہ اس سے متارکہ کرے دہ پر فرض ہے وہ زید سے ایسا بھاگے جیسا شیر سے زید نے دہ پر ظلم کیا کہ اسے اس بے ہودہ ناپاک الزام پر جو اس کی سوت کا تراشا ہوا تھا سن کر مارا پٹیا وہ بھی اتنا کہ بے چاری مجبور ہو کر اقرار کر بیٹھی پھر اس پر بھی صبر نہ کیا دوسرے روز پھر زد و کوب کیا زید جو سس کا ایسا حکم بردار ہے کہ اس کے حکم کے آگے اسے روادار و کچھ نہیں سوچتا شریعت کا نافرمان فاسق فاجر جو رو کا فرماں بردار ہے جلد سے جلد توبہ کرے وہ مبتلائے قہر قہار مستوجب غضب جیسا ہے والیاذ اللہ العزیز العفار زید جس پر عدل فرض ہے جب وہ دونوں بیوی میں عدل کا تارک رہا تارک فرض ہے جہاں پیشہ تم شمار ہے سس جس نے وہ ناپاک بہتان اٹھایا مستحق نار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

ہندہ وزید کا باہم بحالت نابالغی نکاح کیا گیا بعد بلوغ زید کامل نامر و ثابت ہوا اس کے تھوڑے عرصے کے بعد زید پائل بھی ہو گیا اب بھی مجنون ہی ہے ہوش و حواس بالکل درست نہیں ہے اور ہندہ جوان ہے وہ بغیر شوہر کے نہیں رہ سکتی بنا بریں اس کی زید سے گلو خواہی کی کیا سبیل ہے تو ایسی صورت میں ہندہ کے لئے حکم شرع کیا ہے؟ بینوا بالکتاب تو جوہر و ایوم الحساب۔

الجواب۔ ہمارے اور ہمارے مذہب بلکہ چاروں مذاہب کے ائمہ کے امام مالی مقام امام اعظم

حضرت سیدنا امام ابو یوسف کے مذہب مذہب پر جو جنون مطلقاً کہ حادثہ غیر متدہ ہو جسے عرصہ دراز نہ ہو ہو یا مطبق ہو کہ جس پر ایک زمان طولی گذر لیا ہو کسی حال سبب حصول خیار فسخ نہیں ہو سکتا اس مذہب امام الائمہ سراج الاممہ کاشف الغمہ پر تو ہرگز بوجہ جنون شوہر عورت کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں سوا صبر۔ زہار اس کے لئے کوئی چارہ کار نہیں یہی مذہب مذہب ہر طرح مزح ہے یہی قول مرضی و مختار معتمد و مؤید و مقدم واضح ہے کہ اکثر ائمہ کا اسی پر اتفاق ہے۔ اکثر فتاویٰ کا اسی پر اطلاق ہے تمام متون مذہب نے جن کی بنا کاری بیان مذہب ہے اسی کو اختیار فرمایا شرح معتمدین نے شروع معتمدہ میں اسی کی دلیل کو مزح ٹھہرایا اکثر کتابوں میں اسی پر جزم کیا اسی کو ذکر کیا قول آخر ذکر فرمایا۔ خانیہ میں امام فقیہ النفس نے اس کو مقدم کر کے راجح و معتمد بتایا۔ اور اس کے ارجح واضح ہونے کو یہی کافی کہ وہ قول امام الانام بعد الصحابة الکرام ہے کہ فتویٰ مطلقاً علی قول الامام ہے۔ الاضرورة ضعف دليله او تعامل بخلافه كما نصوا عليه الائمه الفخام والعلما الاعلام وقد اوضحه بما لا مزيد عليه حضرت شیخ المسلمین والایلام مجدد المائة الحاضرة مؤید الملة الطاهرة حجة الله على اعدائه اللثام معجزة باهرة لسيد الانام عليه الصلاة والسلام مولانا الوالد العلامة ادخله الله دار السلام في العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية۔

مشے نمونہ از حر و ار چند کتابوں سے بعض عبارات کا احضار کریں فتاویٰ امام اجل فقیہ النفس قاضی خانا نیر خزانة المفتیین میں فرمایا۔ حق الفسخ بسبب العیب عندنا لا یثبت فی النکاح فلا ترد المرأة بعیب ما لم یسکر ان وجدت المرأة بزوجها حبشونا الوجدان او برهنا..... لیس لها حق الفسخ الا ان کمال پھر عالمگیری میں ہے۔ اذ کان بالزوجة عیب فلاخيار للزوج واذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلاخيار لها۔ در مختار میں ہے لا یختیر لهذا الزوجین بعیب الاخر ولو فاحشا کجنون۔ ہاں ہمارے مذہب کے امام ثالث سیدنا امام محمد جنون کے سبب عورت کو خیار فرقت دیتے ہیں جنون مطبق میں مثل جب فی الحال اور نوپیدا میں روز مرقعہ سے بعد ایک سال غنہ کی مثال عورت خود فسخ نہیں کر سکتی حاکم شرع کے حضور دعویٰ کرے گی وہ بعد تحقیق کامل و تنقیح نام مرد کو ایک سال کامل کی مہلت دے گا اس پر صحیح نہیں اگر صحیح ہو گیا جب تو بھگڑا ہی چکا نزار ہی ختم ہوا جگر کٹ گئی نخل آرزو کے سبب خیار فسخ و تفریق ہی نہ رہا اب تفریق چاہنا محض بے معنی اور زبردستی چاہی بھی جائے تو تفریق کرنا کب روا ہے اور اگر صحیح نہ ہوگا تو عورت اگر پھر دعویٰ کرے گی قاضی شرع اسے اختیار دے گا کہ اپنے نفس کو اختیار کر لے یا شوہر کو اگر عورت اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کر لے گی تو حاکم شرع، قاضی تفریق کر دے گا یہ تفریق

طلاق بائن شمار ہوگی عورت پر عدت لازم ہوگی بعد مرد عدت جس سے چاہے نکاح کر سکے گی۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ قال محمد ان كان الجنون حادثاً يؤجله سنة كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول اذا الحبراً وان كان مطبقاً فهو كالجب۔ خانیہ پھر عالمگیری میں دربارہٴ محبوب ہے لو وجدت المرأة تروجا محبوباً خیرها القاضی للصال ولا يؤجل۔ حاشیہ عالمگیری میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ قوله حادثاً ای لم یتمد ولم یرطیہ زمان طویل ليقابل المطبق اما الحدوث بعد النکاح فشرط مطلقاً عند محمد قوله مطبقاً ممتداً ملاماً کما فی سجود التلاوة من رد المختار عن الفتح وذكر ان المتمد فی الصلاة ما استغرق ست صلوات و فی الصوم الشهر کله لیلہ ونهاره و فی الزکاة الحول قلت والظاهر ان المطبق ههنا لا یكون ما لم یتکمل حولاً تاماً واللہ تعالیٰ اعلم۔ عالمگیری میں ہے۔ ان جاءت المرأة الى القاضی بعد مضي الاجل والنزوح لم یصل اليها خیرها القاضی فی الفرقة کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضی خان۔ ان اختارت الفروقة۔ فرق بینهما هکذا ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الاصل کذا فی التبيين، والفرقة تطليقة بائنة کذا فی الکافی ولها مهر کامل و علیها العدة بالاجماع ان کان الزوج قد خلا بها بمختصراً کما فی۔ فان اختارت نزوحاً واقامت عن مجلسها واقامها اعوان القاضی او قام القاضی قبل ان تختار بطل خيارها کذا فی المحيط۔

دربارہٴ عینین یہ حکم ہے کہ عورت حاکم کے حضور دعویٰ رجوع کرے حاکم شوہر سے دریافت فرمائے اگر وہ اقرار کرے ایک سال کامل کی مہلت بتعین علان دے اور اگر انکار کرے تو عورت کا معائنہ کسی ثقہ پر ہرگز عورت سے کرائے جب وہ بی بی شہادت دے کہ ہنوز عورت باکرہ ہے تو سال بھر کی مہلت دے مہلت اگر اثنائے ماہ میں دی جائے گی تو سال بھر کا شمار دنوں سے کیا جائے گا یعنی پورے تین سو ساٹھ روز لے جائیں اور اگر ختم ماہ قمری پر مہلت دی جائے گی تو بارہ ماہ کا تیرہ ماہ سے حساب ہوگا مثلاً جمادی الآخرہ ۱۵ھ کی چاند رات کے دن مہلت یک سال دی گئی تو رجب ۱۶ھ کی چاند رات کو مہلت ختم ہوگی اس پنج میں جتنے دن عورت خود شوہر سے علیحدہ رہے گی یا جتنے دن وہ یا شوہر کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوں گے کہ جس میں صحبت نہ ہو سکے وہ دن شمار میں نہ آویں گے اتنے دن رجب ۱۶ھ کی چاند رات پر اور اضافہ ہوں گے مثلاً پندرہ روز عورت خود مکان شوہر میں نہ رہی یا وہ شوہر پندرہ دن ایسے مرض میں مبتلا ہوا جس میں صحبت نہ ہو سکتی تھی تو پندرہ رجب کو جا کر ایک سال کامل ہوگا رمضان اور عورت کے ایام حیض اس حساب سے مجزی نہ ہوں گے یوں ہی

شوہر کے ایام غیبت۔ جب سال کامل گذر جائے اور شوہر صحیح نہ ہو عورت پر قادر نہ ہو تو عورت پھر دعویٰ کرے حاکم پھر شوہر سے پوچھے مقرر ہو تو اسے طلاق کا حکم دے۔ دیدے فیہا ورنہ تفریق فرمادے اور اگر منکر ہو تو پھر کسی پاک پرہیزگار ثقہ بی بی سے معائنہ کرے وہ شہادت بکارت دے تو تفریق کر دے مگر تفریق سے پہلے عورت سے پوچھے کہ تو شوہر کو اختیار کرتی ہے یا اپنے نفس کو وہ اگر بے مجلس بدلے اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے تو تفریق کر دے خلوت درمیان زن و شوہر ہو چکی تو عدت لازم ہوگی اور مہر کامل دینا ہوگا ورنہ عورت پر عدت نہیں اور مہر زنی شوہر نصف ہوگا وھذا المذکورہ مکملہ مشہور و فی کتب القوم مسطور و مزبور۔ جب یہ سب معلوم ہو چکا۔

اب صورت مستفسرہ کے جواب کی طرف رخ کیجئے جب کہ شوہر عنین بھی ہے اور مجنون بھی جنون حاد ہوگا تو وہی مہلت یک سال اس میں بھی ہوگی اس صورت میں مذہب امام سے عدول سردست خود بے گناہ ہوگا کہ کال یوں بھی نہ کئے گا۔ لہذا سے چاہئے کہ برہنہ عنہ کسی سنی عالم اعلم علماء بلد وفقہائے شہر کے یہاں دعویٰ رجوع کرے وہ حسب بیان بالا کارروائی کرے کہ یہاں قاضی کہاں یہاں اعلم علماء بلد ہی حسب تصریح علماء قائم مقام سلطان ہے سال بھر میں شوہر صحیح ہو جائے گا یا نہیں اگر علان کا اگر نہ ہو اور پھر عورت رجوع لائے تو برہنہ عنہ تفریق کر دے اور اگر وہ یوں تو تندرست ہو جائے مگر جنون باقی رہے تو عورت اب اگر ضرورت رکھتی ہو۔ اور اظہار حاجت بے مکر و فریب کرتی ہو نفس کے اتباع و پیروی سے ضرورت۔ ضرورت نہ پکارتی ہو واقعی سخی ضرورت متحقق ہو تو چوں کہ ہنگام ضرورت جب مذہب غیر پر بھی عمل کی اجازت ہو سکتی ہے تو یہ تو امام ہی کا ایک قول ہے جو امام محمد کا مذہب ہے تو یہ یقیناً اولیٰ بالجواز ہے ضرورت واقعہ صادقہ پر وہ اس مذہب امام محمد کی رو سے اب برہنہ جنون دعویٰ کرے وہ عالم حاکم شوہر کو ایک سال علان کی مہلت دے صحیح ہو جائے فیہا ورنہ جب پھر عورت دعویٰ کرے حسب بیان بالا تفریق کر دے ہاں اگر جنون مطلق ہو اور ضرورت صادقہ واقعی ہو تو اس صورت میں عورت مذہب امام محمد پر عمل کر کے عالم حاکم سے رجوع کرے عالم بعد تحقیق مذہب امام محمد پر حسب بیان بالا تفریق کر دے اور اگر قانوناً عالم ایسا فیصلہ نہ کر سکے یا کوئی عالم نہ مل سکے تو کسی اسلامی ریاست میں ایسے قاضی کے یہاں رجوع کریں جو منجانب رئیس صرف وہیں کے مقدمات طے کرنے کے لئے خاص نہ ہو ھذا امامعدی والعلہ بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم وعلہ جل مجدہ اتم واحکم۔

جناب مولانا مولوی مفتی صاحب بریلی السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

مسئلہ۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کے نکاح میں دی دونوں مسلمان اہل سنت و الجماعت تھے اور ان سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا اب لڑکی کا خاوند ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا شہر چھوڑ کر چلا گیا اور ایسی بستی میں جا بسا جہاں کثرت سے شیعہ رافضی داؤدی رہتے ہیں اور وہ لڑکا ایک شیعہ داؤدی کے مکان میں ایک شیعہ کا لڑکا بن کر رہا اور ان کے مذہب کے مطابق رہنے لگا انھیں کا سال باس اختیار کر لیا اور انھیں کی سی عبادت کرنے لگا ہے وہیں رہتا ہے وہیں کھاتا ہے پیتا ہے اور ایک سال سے اپنی بیوی بچہ کے پاس بھی آیا نہیں اور بیوی بچہ کا نان و نفقہ بھی بھیجا نہیں ہے لڑکی باپ کے مکان پر رہتی ہے لہذا اس صورت مسئولہ میں لڑکی اپنے خاوند کے نکاح میں رہی یا نہیں اور اگر نکاح ٹوٹ گیا تو اس کی عدت کیا ہے جواب بصواب جلد مطلع فرماویں اللہ تعالیٰ اجر عطا کرے۔ راقم نیاز مند مین عبد الغنی حاجی تار محمد چوک بازار سورت۔

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ

الجواب۔ روافض زمانہ عموماً مرتدین ہیں جب اس نے بے اگر لہ بے ضرورت طہجہ اور بے فائدہ شرعیہ ان کی صورت بنائی۔ سیرت اختیار کی تو وہ انھیں میں کا ایک ہو گیا حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبه بقوم فهو منهم۔ فتاویٰ الصغریٰ پھر فقہ اکبر امام اعظم کی شرح طاعلی قاری میں ہے۔ من تقلنس بقلنسوة الجبوس ای لبسها وتشبه بهم فیها او خاط خرقۃ صفراء علی العائق ای ہومن شعارہم اوشد فی الوسط خیطا کفر اذا کان مشابہا بخیطہما ورا بطہما وسماء من انشاء۔ یہاں تک کہ اگرچہ مزاح و ہزل ہی سے پناہ بخدا کسی سے واقع ہو جب تک بھی یہی حکم ہے۔ اسی میں ہے۔ ولوشبه نفسه بالیہود والنصارای ای صورتہ او سیرۃ علی طریق المزاح والہزل ای ولوعلی هذا المنوال۔ منقطع پھر شرح فقہ اکبر میں ہے۔ اذا شد الزنار او لخذ الغل اولبس قلنسوة الجبوسی جادا اوہ زلا یکف۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے۔ من تنزرتنار الیہود والنصارای وان لم یدخل کینستہم کفر۔ پھر اس کا کیا پوچھنا جو نہ صرف ان کی وضع کے ان کے کینسہ میں جایا کرے بلکہ انھیں کی طرح عبادت بھی کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم نیز فتاویٰ خلاصہ میں امام ابو جعفر الاستریشی سے ہے۔ لو شد الزنار ان فعل لتخلیص الاساری لا یکفر۔ والا کفر۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحار میں ہے۔ یکفر بخروجہ الی نیروز الجبوس والموافقۃ معہم یمین فعلونہ فی ذلک الیوم ویوضع قلنسوة الجبوس علی لاسہ علی الصبیح الا لتخلیص الاسیر اولضیادۃ دفع احد۔ والبرعدنا بعض وقیل ان قصد بہ التشبیہ یکفر وقد اشد الزنار فی وسطہ۔ شرح فقہ اکبر ج ۱ ص ۱۰۰۔ راجع المسلم الزنار

ودخل داس الحرب للتصاهرة كغزاي لانه تلبس بلباس كغرمون غير ضرورية ملهضة ولا فائدة مترتبة بفلا
من لبسها التخليص الاسارى وكذا قال اكثر العلماء فى لبس السواد اى على منوال بسهم المعتاد.

اور جب وہ انھیں میں کا ایک ہو گیا تو نکاح باطل ہو گیا۔ فان ارتداد احد الزوجين فسخ فلا يلزم
شرح فقہ اکبر میں خلاصہ وظہیر یہ ہے۔ من شد على وسطه حبلا وقال هذا من نار كفرة۔ اسٹی میں ہے۔
وفى الظهيرية وحرمة الزوج۔ عورت پر اسے کوئی دسترس نہ رہی وہ مختار ہو گئی کہ وہ بعد عدت جس سے چاہے
نکاح کر لے۔ وہ شخص ہزل و مزاح کا دعویٰ تو کر نہیں سکتا اور کرے تو بے کار کہ اس سے حکم نہیں بدل سکتا
جیسا کہ اوپر ثابت ہوا نہ اگر وہ ہی کا دعویٰ کر سکے گا کہ ہزل و اکراہ اگر ہوتا تو اتنے عرصہ دراز تک اس کا انھیں میں
گھلا پلا رہنا یعنی چہ بہ قید تو نہ تھا؟ کیا اسے وہاں سے چلے آنے کا موقع نہ تھا؟ کیوں یہ وہیں رہتا رہتا؟ انھیں
جیسا رہا؟ پھر اس کا ثبوت دیتے دیتے اوندھا ہو جائے گا کہ اگر وہ شرعی ہوا اور برابر سال بھریا اس سے زائد
جب سے اب تک بدستور رہا تو یہ ادعا تو غالباً نہ کرے گا ہاں اگر چلے تو کسی ضرورت اور فائدہ کی راہ چلے گا۔ وہ
اگلیا ادعا کرے تو اس سے ضرورت و فائدہ دریافت کیا جائے اگر ضرورت و فائدہ ناقابل قبول شرح ہو گا
اس کے منہ پر مارا جائے گا اور حکم یہی رہے گا اور اگر کوئی ضرورت شرعیہ فائدہ مترتبہ بتائے بھی تو اس سے اس
کا ثبوت شرعی لیا جائے کہ وہ ضرورت جب سے اب تک برابر رہی؟ اگر کسی وقت وہ ضرورت نہ پائی گئی
اور وہ بدستور روافض کا ہم طریقہ ہی اپنے آپ کو ظاہر کرتا رہا ہو تو بھی یہی حکم رہے گا اور وہ جو ملاحظی قاری نے
شرح فقہ اکبر میں فرمایا۔ لبس تاج الرفضة مکروه کراهة تحريم وان لم يكن كضابنہ علی عدم تکفیرہم
لقوله عليه الصلاة والسلام من تشبه بقوم فهو منهم۔ یہ مبنی بر اختیار عدم تکفیر بعض روافض ہے جیسا کہ خود
اسی قول میں مصرح ہے یہ اختلاف پہلے تھا کہ روافض میں فرق تھا بعض غالی ہوتے تھے اور بعض غیر
غالی۔ غالی کی تکفیر پر اتفاق تھا اور غیر غالی کی تکفیر میں اختلاف۔ بہت لوگ سب کو کافر کہتے تھے اور محتاطین
غیر غالی کی تکفیر نہ فرماتے تھے آج یہ اختلاف نہیں کہ ہر رافضی غالی ہے اور جو بالفرض خود ایسے عقائد کفریہ نہ
رکھتا ہو جن کی بنا پر اس کی تکفیر قطعی ہو تو وہ ان کفریات کے معتقدین کو مسلمان جانتا بلکہ ان میں جو مجتہد
مانے جاتے ہیں انھیں مجتہد و پیشوا ماننا ہے اور ایسے کافر کو قطعاً حتماً جزماً کافر ہو مسلمان ہی جانتا کفر ہے نہ کہ
امام و مجتہد و پیشوا ماننا۔

غالی روافض کا حکم اسی شرح فقہ اکبر میں دیکھئے۔ الغلاة من الروافض الذين يدعون ان جبرائيل

ٹھہرتا مگر حجب وہ ان میں ایسا گھلا ملا تو لا اقل اس پر اتنا الزام ضرور آیا کہ وہ روافض کو کافر نہیں جانتا بلکہ ان کی طرح عبادت کا اختیار بھی بتاتا ہے کہ وہ انھیں کو حق پر مانتا ہے جب تو اپنا طریقہ چھوڑ کر ان کا پکڑتا ہے تو یہی اس کے کافر ہونے کو بس ہے۔

مگر ممکن ہے کہ وہ یہ ادا کرے کہ مجھے روافض کے ان عقائد خبیثہ کفریات قطعاً کا علم نہ تھا اتنا ہی جانتا تھا کہ روافض سب صحابہ کرتے اور خلافتِ شیخیہ سے انکار رکھتے ہیں و بس اس ادعا سے اگرچہ اس پر اجماعی حکم نہ ہوگا مگر حکمِ رافض ضرور ہوگا کہ انھیں اہل حق مانا اس حکم بینونتِ زوجہ میں کوئی فرق نہ ہوگا کہ سب و انکارِ صحبت و خلافتِ شیخیہ ضرور کفر ہے اگرچہ ترکب کو شبہہ کا فائدہ دیا جائے اور لفظ کافر کا اطلاق نہ کیا جائے شبہہ کا فائدہ اتنا ہی ہے کہ وہ لفظ سے نہ کہا جائے گا مگر اس قول و فعل کی بنا پر جس کا وہ ترکب ہو اس پر حکم توبہ و تجدید ایمان و نکاح یقیناً ہوگا۔ فتح القدیر و حاشیہ شامی علی التبیین وغنیہ وغیرہ میں ہے۔ - ذلك المعتقد في نفسه كفر فالقائل به قائل بما هو كفر وان لم يكفر مع الاثر وغيره من هو - ما يكون كفرا بالاتفاق يوجب احباط العمل كما في المرتد وتلزم اعادة الحج ان كان قد نكح ويكون وطؤه حينئذ مع امرأته من انا والولد الحامل منه في هذه الحالة ولد من انا بلکہ جس کا کفر ہونا مختلف فیہ ہو ایسے کفر کے ارتکاب پر بھی علماء حکم توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح فرماتے ہیں اسی میں ہے۔ - وما كان في كونه كفرا اختلاف يؤمر قائله بتجديد النكاح والتوبة والرجوع عن ذلك احتياطاً اگر فی الواقع وہ ان کے ان عقائد کفریہ میں شریک نہیں اسے وہ عقائد معلوم ہی نہیں اور معلوم ہونے پر وہ بے تکوان انھیں کافر و مرتد جانے نہ اس سے تبرا واقع ہوا وہ تبرا کو طعنوں جانشا اور تبرائی کو مذہب سے خارج مانتا ہے نہ اس سے انکار خلافت و صحبت واقع ہوا انکار کرنے والے کو گمراہ جانتا ہے دل سے سنی مذہب کے علاوہ ہر مذہب کو باطل جانتا ہے اب بھی قصار ضروری ہی حکم ہوگا کہ سب شیخیہ و انکار خلافت بلکہ قدف حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشہور و معروف اور روافض کا طریقہ عبادت ان کا شعار اور بے اکراہ بے فائدہ اس کا اختیار اس حکم کے لئے کافی، اور عورت کا قاضی، وہ ہرگز نہ مانے گی بلکہ دینتہ بھی۔

فانه من كفر بلسانه طائفاً وقلبه مطمئن بالايمان فهو كافر عند الله تعالى كما صرح به العلماء في غير ما كتب والله تعالى اعلم بالصواب۔ عدت وہی تین حیض کا بعد طلاق شروع ہو کر ختم ہونا ہے جو عدت طلاق ہے وہی اس کی عدت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کلکتہ ہرسی اسٹریٹ ۹ پوسٹ البراٹریٹ کلکتہ مرسلہ جناب عبدالمنان صاحب۔ ۶ رجب ۱۳۵۳ھ

مولانا المحترم دام بالمجد والکرم زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ داعی خیر نخبہ بیناں ایک مسئلہ میں بہت جھگڑا ہے جواب مع ثبوت تکلیف فرما کر جلد ارسال فرمائیے۔ اور عند اللہ ماجور ہو جتے فقط والسلام مع الاکرام۔
 زید سنی حنفی نے اپنی نابالغہ کا نکاح بکر سے اسے سنی صحیح العقیدہ اپنا ہم مذہب جان کر کر دیا اور رخصتی بھی کر دی بعد کو کھلا کہ بالکلیہ مخالف مذہب فاسد العقیدہ پکا وہابی کٹا دیوبندی ہے۔ زعمار دیوبند کا ہم خیال اشرف علی تھا نوی کامعتقد کیا اس سنیہ بنت سنی کا نکاح بکر ایسے وہابی سے درست ہوا۔ آیا ایسا شخص کسی سنیہ بنت سنی کا کفو ہو سکتا ہے۔ اگر نکاح کا عدم ہے تو کیا اس سنیہ کے والد کو اب بھی اختیار ہے کہ اس کا دوسرا عقد کسی سنی کے ساتھ کر دے اگر کر سکتا ہے تو عدت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جب کہ رخصتی ہو چکی ہے ایک سنی مولوی صاحب نکاح کو باطل محض اور زلت خالص قرار دیتے ہیں اور بکر کو کافر۔ معاملہ پنچایت میں ہے آپ کے جواب کا انتظار ہے۔ جلد رحمت فرمائیے عنایت ہوگی۔ نیز وہ سنیہ ایک بد مذہب کے بچے سے نجات پا جائے گی۔

۸۶۷۔ الجواب۔ اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔ نکاح مذکور فقہین کے مذہب پر باطل محض ہے ہمارے مذہب مہذب پر بھی اور وہابیہ کے نزدیک بھی ہمارے نزدیک تو یوں کہ جب بکر کٹا دیوبندی ہے یعنی ان کفریات کا معتقد ہے جو دیوبندیوں کے کفریات ہیں۔ کہ دیوبندی ایسے ہی کو کہا جاتا ہے جیسے وہابی کو نجدی کہتے ہیں۔ تو وہ یقیناً کافر ہے۔ وہ اور طوائغیت دیا بنہ جنھوں نے وہ کفر کے کفر میں برابر ہیں اور وہ سب ابو جہل سے کفر میں بڑھ کر ہیں کہ ابو جہل نے اللہ رب العزت عزت عزت کی شان عزیز میں ایسی گندی گھنٹی گالی نہ کی۔ ابو جہل نے یہ گندگی نہ اچھالی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ اللہ عزوجل کو کذب جیسے سب سے ملوث بتایا ہو یا ہر عیب کو اس کا مقدر بایں معنی جانا ہو کہ وہ اس سے متصف ہو سکتا ہے وقوع کذب اس سے ہو لیا یا اس سے کذب واقع ہو سکتا ہے پناہ بخدا کا جاہل ہونا ظالم ہونا چوری کر سنا۔ شراب پی سنا روز بتایا ہو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ابو جہل نے کبھی ابلیس لعین کے لئے کوئی ایسا وصف نہ مانا جسے خدا سے خاص جانیوں شیطان کو خدا کا شریک نہ بتایا یا اسے ہی عین خدا نہ مانا ابو جہل نے ممکن کہ فرشتوں کو بنات اللہ کہا ہو مگر اس کی رو سے ابو جہل نے سرکار رسالت میں جو گستاخیاں کیں وہ بھی ایسی نہیں اس نے شیطان کو حضور سے فضیلت علم میں نہ بڑھایا کہ اس نے شیطان کے لئے علم محیط ارض نفس سے ثابت جانا اتنا بڑا عالم مانا اور حضور کو دیوار پیچھے کے علم سے بھی جاہل مانا ہوا اپنے خاتمہ کے حال سے ناواقف بتایا ہو

کہ اچھا ہو گا یا پناہ بخدا۔ ابو جہل نے یہ کہہ کر کہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) بعض علوم غیبیہ مراد میں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ حجج حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سا علم زید و عمر و بلکہ ہر بچہ پگلے اور ہر سورہ کتے کے لئے حاصل نہ بتایا تھا۔ وہ کبھی ابو جہل رسول اللہ اور اللہ صلی علیہ وسلم کی جہل کہتے رہنے پر خوش نہ ہوا اس نے اسے تسلی بخش نہ بتایا اس نے کبھی منصب رسالت پر حملہ نہیں کیا۔ اس نے کبھی اشارہ کبھی حضور کو اپنا یا کسی کا شاگرد نہ ٹھہرایا اس نے کبھی یہ نہ کہا کہ عبادت میں حضور کا خیال کرنا اپنے گھر کے گاؤں خر کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

ابو جہل نے اگرچہ شرک کو مباح ہی نہیں اپنا حسین دین مانا مگر شرک کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صدور نہ جانا حضور پر اس کا جس اتہام نہ رکھا حضور کو شرک کا دشمن اس کا قاطع وقائع ہی اعتقاد کیا مگر امام الیاء نے بعض شرک کو مباح مانا اگر اتنا ہوتا تو وہ اور ابو جہل اس میں برابر ہوتے بلکہ اس میں ابو جہل سے یہ کم تر رہتا مگر اور رو سے ابو جہل سے شرک میں بھی دو قدم یا چار ہاتھ آگے ہی رہتا لہذا اس نے نہ صرف مباح کہا بلکہ صادر عن الرسول جانا۔ کہتا ہے "شرک کے افراد مباح تک ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلف بغیر اللہ کو شرک فرمایا اور خود حلف بغیر اللہ آپ کے کلام میں موجود ہے خود آپ ہی تو شرک ثابت کرتے ہیں اور خود آپ ہی اس کام کو کیا۔ (لطائف رشیدیہ ص ۲۳) لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور اگر وہ خود یہ عقائد خبیثہ نہ رکھتا ہوتا ان اقوال ملعونہ کا معتقد نہ ہوتا جب بھی کافر ہوتا جب کہ ان اقوال لعینہ کے قائلین کا ان اقوال پر مطلع ہو کر معتقد ہو خصوصاً اتھانوی کا جن کی نسبت علماء عرب و عجم نے حل و حرم نے ان کے ایسے کلمات خبیثہ پر یہ حکم دیا کہ جو ایسوں کے ان اقوال پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے یا ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر۔ کافر کسی مسلمہ کا کفو کیونکر ہو سکتا ہے۔ مرتد سے عالم میں کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کے ہم مذہب کا جس سے ہو گا زنا ہی ہو گا۔ جب کافر اصلی سے مسلمہ کا نکاح نہیں ہو سکتا تو مرتد تو نکاح کا اہل ہی نہیں عالمگیری میں ہے۔ لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرة اصلیۃ وکذا لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد۔

اور وہابیہ کے نزدیک یوں کہ وہ اہل سنت کو بدعتی و مشرک بتاتے ہیں۔ اپنے مباح شرک سے نہیں بلکہ اس شرک سے جو اخبث اقسام کفر ہے۔ یہ اگرچہ بالکل عالم آشکار ہے مگر اچھا ہے کہ اس کا بھی ثبوت پیش

کرویں کہ مکرنے کی گلی نہ رہے وہابیہ کا امام الطائفہ اپنی تقویۃ الایمان میں کہتا ہے جسے دیوبندی اور غیر دیوبندی ہر قسم کے وہابی اپنا عین ایمان سمجھتے اور قرآن سے بھی زیادہ اس کے احکام پر چلتے اسے قرآن عظیم سے بھی زیادہ رکھتے ہیں۔ جس کی نسبت امام الدیابہ گنگوہی نے تصریح کی کہ بندہ کے نزدیک سب مسائل تقویۃ الایمان کے صحیح ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ج ۶ ص ۶۲) تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اگر کسی گمراہ نے اسے برا کہا تو وہ ضال اصل ہے۔ (فتاویٰ میلاد گنگوہی ص ۲۲) استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں یہاں بڑھایا کہ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۲۲) جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب یہ نام کے مسلمان اولیاء ربیاء اور فرشتوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانانہ کا کرتے ہاتے ہیں سمان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ شرک میں گرفتار ہیں ص ۶۵ نیز کہتا ہے سید منیر خدا کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہ جانتے تھے مگر یہی پکارنا اور نذر و نیا ز کرنی اور ان کو اپنا سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو اسے اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

جب دیوبندی وغیرہ وہابیوں کے نزدیک اہل سنت مشرک ہیں اور خود وہابی اپنے آپ کو مسلمان جانتے ہیں اور مسلمان و مشرک کا نکاح وہ بھی باطل مانتے ہیں تو واجب کہ ان کے نزدیک بھی یہ نکاح منہن باطل۔ نابالغہ اگر نا سمجھ ہے تو ماں باپ کے تبعیت میں والدین کے حکم میں ہے اور اگر سمجھ دار ہے اور سمجھ کے بعد ماں باپ کی ہم خیال ہے تو خود ان جیسی کسی صورت وہابی کے نزدیک وہ لسی نہیں جس سے اس کا نکاح حلال ہو کافر اور وہ بھی مرتد مسلمہ کا کفو ہے جب کہ بد مذہب تو کسی سنیہ کا بلکہ فاسق کسی صالحہ کا کفو ہے ہی نہیں۔ کفایت کا اعتبار مذہب چال چلن میں بھی فرمایا گیا ہے یہ سوال ہی بے معنی ہے کہ بکر لڑکی کا کفو ہے یا نہیں کفو کا سوال تو جب ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہوتا۔ اگر باپ خود کسی مسلمان غیر کفو سے اسے کفو جان کر نکاح کر دیتا پھر اس کا غیر کفو ہونا ظاہر ہوتا ہے جب بھی لڑکا باطل ہوتا اگرچہ راستا باطل نہ ہوتا اور اگر باپ معروف بسور اختیار ہوتے ہوئے ایسا کرتا یا کفو سے کرتا اور مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کرتا تو راستا ہی باطل ہوتا۔ اور صاحبین کے نزدیک تو بہر صورت راستا ہی باطل ٹھہرتا۔

ہاں اگر کسی مسلمان کو غیر کفو جان کر ایسا باپ جو سکران و معروف بسور اختیار نہیں اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کر دے اگرچہ مہر میں فاحش کمی کے ساتھ تو البتہ یہ نکاح صحیح و لازم ہوگا جس پر نہ پھر اسے کوئی اعتراض

ہو سکے گا نہ بعد بلوغ لڑکی کو کوئی حق اعتراض مل سکے گا۔ تنزیہ و در مختار میں ہے۔ لزوم النکاح ولو بغبن فاحش
 او بغیر کفو۔ ان کان الولی المزوج بنفسه ابا او جدا لم یعرف منهما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح
 اتفاقاً ام مختصراً لو ازل امام فقیہ ابو اللیث عمر قندی میں ہے۔ لو نرج بنته الصغیرۃ ممن یکرانہ یشرب المکر
 فاذا هو مد من له الی ان قال فالنکاح باطل۔ قیصر میں ہے۔ نرج بنته الصغیرۃ من رجل ظنه حر
 الاصل وكان معتقاً فهو باطل بالاتفاق۔ ذخیرہ پھر عالمگیری میں ہے۔ نرج ابنته الصغیرۃ من رجل
 علی ظن انه صالح لا یشرب الخمر فوجده الاب شریباً مدنا وکبرت الابنته فقالت لا امرحی بالنکاح ان
 لم یعرف ابوہا یشرب الخمر وغلبه اهل بیتہ الصالحون فالنکاح باطل ای یبطل وهذه المسئلة بالاتفاق
 اور ظاہر ہے کہ وہ یونہی ہی رہا یا بھی دعویٰ تقلید کرتا ہے حنفی بتا ہے تو خود اس کے نزدیک پول بھی یہ نکاح
 باطل واقع ہوا صورت مستفسرہ میں جب کہ وہ نکاح بوجہ کفر وارتداد بکرمحض باطل ہے نابالغہ کے والد کو یہ
 اختیار ہے کہ جب چاہے دوسرے سے نکاح کر دے بکر کو اس نابالغہ پر کوئی دسترس نہیں رخصت نابالغہ
 سے اس کا مدخول بہا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ خلوت نہ ہوتی ہوگی اگر وہ غیر مدخول بہا ہے تو فی الحقیقہ
 اس کا نکاح دوسرے سے ہو سکتا ہے اور اگر مدخول بہا ہے خلوت ہو چکی تو وہ مراہقہ ہوگی یا غیر مراہقہ اگر غیر
 مراہقہ ہے تو فراق کے تین ماہ بعد نکاح کیا جائے اور اگر مراہقہ ہے تو ایک قول پر وہی تین ماہ بعد اور قول
 آخر پر زمانہ ظہور حمل تک انتظار کریں اگر حمل ظاہر ہو تو وضو تک ٹھہریں اور اگر ظاہر نہ ہو تو وہی تین ماہ۔

تنزیہ الابصار در مختار میں ہے۔ العدة فی حق من لم تحض لصغیران لم تبلغ تسعا لثثة اشهر بالاهلة
 لوفی الغرة والافبالایام ان وطئت ولو حکما كالخلوة ولو فاسدة ام مختصراً والمختار میں ہے۔ قوله بان
 لم تبلغ تسعا لهذا بیان اقل سن یمکن فیہ بلوغ الانثی وتقییداً بذلک تبعاً للفتح والبحر والنهر لا یعلم
 منه حکم من زاد سنہا علی ذلک ولم تبلغ بالسن وسمی المراہقة وقد ذکر فی الفتح ان عدتها ایضاً لثثة
 اشهر فلو اطلق الصغیرۃ وفسرها بمن لم تبلغ بالسن لشم المراهقة ومن دونها وی من لم تبلغ تسعا
 وقد یقال مرادہ اخراج المراهقة اختیاراً للماعن الامام الفاضل انہا اذا كانت مراہقة لا تنقض عدتها
 بالاشهر بل یوقف حالها حتی یظہر هل حبلت من ذلک الوطاء ام لا فان ظہر حبلها اعتدت بالوضع
 والافبالاشهر۔ پھر اس میں ہے۔ (فرع) فی الخلاصة عدۃ الصغیرۃ لثثة اشهر الا اذا كانت مراہقة ^{فیفتق}
 علیہا ما لم یظہر فرغ رحمہا کذا فی المعیط ام من غیر ذکر خلاف وهو حسن ام کلام الفتح لکن ینبغی الافتاء

لے تنزیہ و در مختار جلد ۳ ص ۶۶ مطبوعہ مصر سے عالمگیری جلد ۲ ص ۲۸ مطبوعہ بیروت سے تنزیہ الابصار در مختار جلد ۳ ص ۶۶ مطبوعہ مصر

به احتیاطاً قبل العقد بان لا یعقد علیها الا بعد التوقف التي ینظر بها الحمل الخ جلد گمنا میں فرمایا۔
 قوله قبل العقد لعله یرید به ان لو عقد علیها بعد ثلثة اشهر لا یحکم بفسادہ ولا یؤمر بالزوج بفراقها
 صلاھا الروایة الظاہرة الا ان تلد باقل من ستة اشهر من النکاح الثانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ جناب مولوی صاحب فضائل مآب فیض انتساب دام ظلکم السلام علیکم!
 احقر کی شادی ہوئی اس منکوحہ میں نقص اندرونی جس کو کہہ سکتے ہیں کہ جس سے شوہر کی کوئی حاجت
 روائی نہیں ہو سکی اور نہ پستان ہیں بالکل سینہ مثل تحت کے غرض یہ ہے کہ نہ عورت ہے اور نہ مرد ہے عمر
 منکوحہ کی اس وقت پچیس سال کی ہے بلکہ زیادہ ہوگی نکاح ہوتے دو سال گذرے ہیں میری طرف
 سے دیگر شادی کی خواہشات اور کوشش ہوئی وہ مخالف بن گئی اب اس کی طرف سے یہ کاروائی ہوئی
 ہے کہ اس نے ایک درخواست عدالت میں دی ہے اپنے حق حقوق قائم کرنے اور لینے کے بارے میں
 سوا اس کاروائی اور شر کے مقابلے پر مجھ کو فتویٰ علمائے دین سے لینے کی ضرورت پڑی کہ جس میں یہ نقص ہو
 نکاح جائز ہے یا نہیں اور شوہر کے ذمہ کوئی حق نان نفقہ یا دین مہر شرعاً ہے یا نہیں لہذا یہ واقعہ لکھ کر خدمت
 عالی میں پیش کر کے امیدوار کہ فتویٰ مرحمت فرمایا جاوے فقط خادم ضمیر احمد دوکاندار ہلدوانی منڈی مورخہ
 ۷ جنوری ۱۹۳۳ء۔

الجواب۔ جب وہ عورت ہے اگرچہ سائل اس لئے کہ اس کا سینہ صاف ہے یہ کہتا ہے کہ نہ وہ عورت
 ہے تو نکاح ہو گیا اور ہمارے نزدیک احد الزوجین کو دوسرے کے عیب سے خیار نہیں ملتا اگر اسے طلاق
 دے گا تو نصف مہر دینا لازم ہو گا اگر اس سے خلوت کر چکا ہے کہ یہ خلوت بوجہ منع حسی خلوت صحیح نہیں
 خلوت فاسدہ ہے ہاں اگر پناہ بخدا احد الزوجین سے کسی کا قبل طلاق انتقال ہو جائے تو پورا مہر لازم ہو
 جائے گا نفقہ اگر اسے خدمت کے لئے یا استیناس کے لئے گھر میں رکھے گا دینا ہو گا اور اگر نہیں تو نہیں ولفہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از قصبہ آنولہ قلعہ ضلع بریلی مرسلہ جناب سید لائق علی صاحب ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ
 زید نے اپنی زوجہ منکوحہ سے یہ کہہ کر کہ تو میرے نکاح سے باہر ہے میری بیوی نہیں رہی اور نہ میرے
 کام کی ہے اور لفظ لعن تک کہے اور تعلقات زن و شوہر منقطع کر کے اس کے والدین کے گھر بھیج دیا۔ اور
 زید نے خود ایک دوسری عورت بازاری سے تعلق کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ زید کی زوجہ جب سے نکاح

جس کو زمانہ دو سال کا گذرتا ہے اپنے والدین کے پاس ہے ایسی صورت میں زید کی زوجہ زید کے نکاح

میں رہی یا نہیں؟

الجواب۔ زید کی زوجہ کو طلاق ہو گئی اور تین حیض گزرنے سے غیر حاملہ کی عدت گذر جاتی ہے دوبارہ نکاح

بقیہ حلالہ ہو سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز احمد قادری دارالعلوم قادریہ بدایوں۔ من اجاب فقط اصاب عبد اللہ عظیم
قد اصاب من اجاب ابوالحیہ محمد رضوان الرحمن الخفی المدرس بالمدیرۃ القادریہ۔ الجواب الصحیح۔ محمد حسین عفی عنہ

الجواب صواب احد الدین عفی عنہ۔

الجواب۔ سوال اگرچہ بہت ہی گول (مول) تھا مگر سوال دیکھتے ہی یہ خیال ہوا کہ شوہر نے یہ الفاظ بطور انشا

نہیں کہے ہوں گے بلکہ اخبار اسئل سے واقعہ کی تفصیل پوچھی تو یہی معلوم ہوا کہ اس نے یہ الفاظ اس لئے کہے

تھے کہ عورت اس کی بے اجازت چلی گئی تھی جاہلوں میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ عورت اگر بے اجازت شوہر

گھر سے قدم نکالے تو وہ نکاح سے باہر ہو جاتی ہے شوہر نے اس باطل بات پر وہ کہا نہ یہ کہ اسے طلاق دینا مقصود

تھا اور اس وقت طلاق دینے کے لئے یہ لفظ کہے ظاہر ہے کہ اس صورت اصلاً طلاق نہ ہوئی اور اگر واقعہ یہ نہ

بھی ہوتا بلکہ بطور خود اس نے یہ الفاظ کہے ہوتے جب بھی علی الاطلاق طلاق کا حکم صحیح نہیں ہوتا کہ یہ کنایات

ہیں اور کنایہ محتاج نیت۔ وہ اگر بقسم کہہ دیتا کہ میں نے اس سے طلاق کا ارادہ نہ کیا طلاق کا حکم نہ ہوتا اگر اور نیت

کرتا تو طلاق کا حکم دیا جاتا۔ فتاویٰ امام فقیہ النفس قاضی خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز ہندیہ میں ہے۔ لوقال لہا لا

نکاح بلیغی و بیئک اذ قال لہا بلیغی بلیغی و بیئک نکاح یقع الطلاق اذا انوی۔ بلکہ فتاویٰ خانہ تہذیبیہ فتاویٰ لوقال لہا لا

لہا فسخت نکاحک یقع الطلاق اذا انوی۔ تو میری بیوی نہ رہی تو ظاہر ہے کہ نکاح ہی ہے نہ میرے کام کی ہے

کنایہ ہے محتاج نیت تو علی الاطلاق حکم طلاق یقیناً محض باطل واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازبھینسوٹری مسٹور کن خاں صاحب رام پوری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بی بی کو چار شخصوں کے سامنے اس طرح تین

طلاقیں دیں میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی میں نے طلاق دی پھر وہ سفر میں چلا گیا اور چار ماہ بعد واپس

ہو کر اپنی مطلقہ بیوی کے ساتھ بود و باش اختیار کی لوگوں کی ملامت سے اس نے اپنے بیمار بھائی کے ساتھ نکاح

کر دیا اور نکاح ہوتے ہی اسی مجلس میں اس نے طلاق دے دی اسی وقت زوج اول سے نکاح کر دیا گیا اب

دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس زوج ثانی کا اس طرح طلاق دینا اور زوج اول کا نکاح ثانی اس طرح ہونا از

دوے شرع شریف درست ہے یا نہیں اور درست نہ ہونے کی تقدیر پر قاضی صاحب کا جو امام مسجد بھی ہیں کیا حکم ہے اور ان کو اہول کا اور محل و ناکح کا کیا حکم ہے بعض لوگ اس کی یہ صورت بتاتے ہیں کہ زونج ثانی اگر اس کے ساتھ صرف خلوت کرے اور وطی نہ کرے اور طلاق دے دے تو اب نکاح ثانی کے لئے عدت کی ضرورت نہیں ہے اور اگر وطی کرے تو عدت کی ضرورت ہے تو ان کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں اور ایسی صورت میں حلالہ اور نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

الجواب۔ جب اس نے لوگوں کی ملامت پر بھائی سے اس کا نکاح کر دیا تو اس کا اس عورت ہی کو طلاق دینا معلوم ہو گیا بے شک عورت پر تین طلاقیں ہو چکیں اور حلالہ کا حکم ہے اور طلاق کے بعد ان چار ماہ میں عورت کو تین حیض آئے تھے تو عدت سے نکل گئی عدت گزرنے پر زید کے بھائی سے نکاح ہوا تو نکاح صحیح ہوا مگر جب کہ فوراً ہی بے وطی طلاق ہو گئی تو حلالہ نہ ہوا کہ حلالہ محض نکاح کا نام نہیں حلالہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک دوسرا زوج اس سے وطی نہ کرے حدیث میں فرمایا۔ لا تحتی تذوقی عینتہ ویذوق عینتہ بھائی نے جب طلاق دے دی تو طلاق ہو گئی مگر زید سے اس کا نکاح باطل کہ حلالہ نہیں ہوا اور وہ اس پر بے حلالہ حرام ہے اور اگر ان چار ماہ میں عدت ہی نہیں گزری تھی تو زید کے بھائی سے نکاح ہی باطل ہوا قاضی اور گواہ اور شرکاء مجلس ان میں سے ہر وہ جو اس سے واقف تھا کہ حلالہ نہیں ہوا ہے اور یہ جانتے ہوئے اس باطل نکاح میں کسی طرح شریک ہو اسب سخت گنہگار ہیں سب پر توبہ لازم ہے توبہ کریں جن بعض لوگوں نے وہ کہا کہ صرف خلوت کر لے اور وطی نہ کرے محض غلط و باطل کہا فقط خلوت سے پہلے شوہر کے لئے ہرگز حلال نہ ہوگی اور کسی دوسرے سے بھی بعد خلوت بے عدت گزارنے نکاح نہیں کر سکتی خلوت سے عدت لازم ہو گئی اس شخص پر توبہ لازم ہے جس نے وہ غلط و باطل و من گڑھت فتویٰ دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید نے اپنا لڑکا عمر کی بی بی کے ساتھ زنا کیا اب وہ عورت عمر کو حلال ہے یا نہیں اب زید کے لئے کیا حکم ہے ؟ بینو ابالدلیل تو جروا عند الرب الجلیل۔

الجواب۔ اس صورت میں عمر کی بیوی اس پر ابی حرام ہو گئی اس پر فرض ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اور متار کہ کرے کہ جب اساک بمعروف ناممکن ہو گیا تو تسبیح باحسان ہی فرض رہ گئی قال تعالیٰ فامساک بمعروف او تسبیح باحسان عالمگیری میں ہے۔ تحريم المنزني بها على ابياء الزاني واجدادہ وان علوا و ابنائہ وان سفلا کذا فی فتح القدیر۔ زنا تو زنا والعیاذ باللہ تعالیٰ اس و تقبیل بشہوت ہی سے حرمت مصاہرت

ہو جاتی ہے مگر یہ حکم جب ہے جب کہ عمر نے اس کو تسلیم کر لیا ہو اور اگر وہ اسے بھوٹ جانا ہو اسے یہ مسلم نہ ہو تو وہ اس پر حرام نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ رجل تزوج امرأة على أنها عذراء فلما امراد فقلعها وجد أنها قد افترقت فقال لها من افترقت فقالت ابوك ان صدقها الزوج بانك منه ولا مهر لها وان كذبها فمهرى امراتك كذا في الظهيرية۔ اسی میں ہے قبل الاب امرأة ابنه بشهوة وهي مكروهة وانكر الزوج ان يكون بشهوة فالقول قول الزوج وان صدق الزوج وقعة الفرقة ويجب المهر على الزوج ويرجع بملك على الذي فعل ان تعدد الفاعل الفساد وان لم تعدد لا يرجع وفي الوطء لا يرجع وان تعدد بالوطء الفساد لانه يجب الحد والمال مع الحد لا يجمع والله تعالى اعلم۔

مسئلہ۔ از نو ساری ضلع سورت نزد جمعہ مسجد مدرسہ عبد الرحمن حاجی قادر بھائی صاحب مہینہ ۱۲ ذی القعدہ ۱۳۵۲ھ

بخدمت شریف جناب حضرت مولانا مولوی مفتی ہند قبلہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب زید کی اہلیہ اپنے شوہر سے اکثر زبانی کرتی تھی چنانچہ ایک روز زید نے تنگ آ کر اپنی اہلیہ کو تہہ بہا اور تکیہ ڈھمکایا اور ڈرایا کہ تم ہمیشہ میرے خلاف جواب دیتی ہو اور ناملائم گفتگو اور میری توہین کرتی ہو آئندہ اگر تم نے ایسی حرکت کی تو میں تم کو ایک دو اور تین بول کہہ دو گا۔ بس صرف یہی الفاظ ہیں زید کے آیا اس طرح کہہ دینے میں کیا طلاق ہوگی؟

الجواب۔ اس سے طلاق نہیں ہوگی بلکہ اگر وہ بول کی جگہ لفظ طلاق بھی کہتا جب بھی طلاق نہ ہوتی کہ تین بول کہہ دوں گا وعدہ طلاق ہے نہ کہ خود طلاق، وعدہ طلاق سے طلاق نہیں ہو سکتی فتاویٰ خلاصہ و عالمگیری میں ہے۔ سئل بخمال الدین عن رجل قال لامرأته اذہبی الی بیت امدک فقالت طلاق دہ تا بروم فقال تو برو من طلاق دادہ فرستہ قال لا تطلق لانه وعد پھر اگر وعدہ نہ ہوتا جب بھی طلاق کا حکم جب ہوتا جب عورت پھر کوئی بے ہودہ گفتگو کرتی جواب دیتی توہین کرتی۔ اور تین بول سے طلاق ہی عرقا مراد ہوتی ورنہ اس صورت میں بھی شوہر کی نیت معلوم کی جاتی کہ تین بول سے تیری کیا مراد تھی اگر وہ طلاق مراد ہونے کا انکار کرتا جب بھی حکم طلاق نہ ہوتا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کریم اللہ خاں صاحب مدرس مدرسہ جامع مسجد منیل پور پٹنہ بھیت زید نے اپنی زوجہ ہندہ کو کسی گواہوں کو ضامن کر کے صدق دل سے اپنی زبان میں تین چار مرتب کہا کہ میں نے طلاق دی جس کو عرصہ تقریباً اب تک دو سال کا گذر چکا ہے اب زید مذکورہ دوبارہ اپنی زوجہ ہندہ

مذکور کو طلب کر رہا ہے اور کہتا ہے بلا تحریر کے طلاق واجب نہیں ہے میں اپنی بیوی کو لینا چاہتا ہوں اور ہندہ عورت بھی اس وقت جوان العمر ہے اس حالت میں مطابق شریعت مطہرہ مفصل طور پر تحریر فرمادیتے ہیں کہ اس میں کیا کرنا چاہئے۔ بیٹو! تو جروا۔

الجواب۔ جب تین بار اس نے زبانی طلاق دے دی اور اس کا اسے اقرار ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں صرف یہ شبہ ہے کہ بلا تحریر دی ہیں لہذا نہ ہوتیں تو عورت پر تینوں طلاقیں ہو جانے کا حکم ہے عورت اب اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی کہ بے حلالہ اب کبھی اس پر حلال نہیں ہو سکتی یہ بے پردہ عذر عدم تحریر محض باطل بالکل ناکارہ اور مردود ہے طلاق ہو جانے کے لئے تحریر ہرگز لازم نہیں طلاق کو اہوں سے ثابت اس کے اقرار سے یہ ثابت کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں لکھتا تو اس کے خط یا دستخط یا نشان انگشت سے تو اتنا ثبوت ہوتا بھی نہیں طلاق دینے میں اصل تو زبان ہی سے طلاق دینا ہے تحریر کرنے میں بھی طلاق ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ علماء ہی بیان فرماتے ہیں القلم لحدی اللسانین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنارس سٹی مرسلہ عبد الرحمن

ہندہ کا نکاح نابالغی کی حالت میں اس کے ہم کفو زید سے ہوا تھا مگر عرصہ بعد زید نے اسے طلاق دے کر نکال دیا اس لئے ہندہ مدت سے اپنے میکہ بیٹھی ہے اور زید طلاق دینے سے انکار کر کے ہندہ کا خواہش مند ہے لیکن ہندہ کسی عنوان جانے پر راضی نہیں اس معاملہ کو عرصہ گذرا اب لڑکی کے والدین کو یہ معلوم ہوا ہے کہ ہندہ کا دوسرا نکاح کر دو ورنہ ہندہ مذہب تبدیل کر دے گی یا زانیہ ہو جائے گی لیکن ہندہ کے والدین تحریری طلاق نامہ کے منتظر ہیں اور زید کہتا ہے کہ ہم طلاق نہیں دیں گے اس لئے دریافت طلب امر ہے کہ اگر واقعی زید نے طلاق دے دیا ہوا اور اس کی کوئی تحریر نہ ہو تو کیا طلاق صحیح نہیں ہے اور کیا طلاق نامہ کے انتظار میں ہندہ کو غیر مذہب آریہ عیسائیا یا زانیہ ہونے دیں مگر اس کا نکاح کسی دوسرے سے نہ کیا جاوے براہ نوازش جواب صاف تحریر فرماتیں، بیٹو! تو جروا۔

الجواب۔ تحریری طلاق ہونا کوئی ضروری نہیں جب زید نے زبان سے طلاق دی ہوگئی مگر ثبوت طلاق کے لئے گواہ درکار ہیں یا زید کا اقرار جب یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو صرف عورت کے کہنے پر حکم طلاق نہیں ہو سکتا زید نے اگر دی ہے تو اس پر فرض ہے کہ اقرار طلاق کرے اور حلال ہے کہ انکار کرے جب تک وہ بھوٹ انکار کرے کا حق اللہ وحق العباد میں گرفتار ہے گا اللہ سے ڈرے اور عورت پر ظلم نہ کرے عورت

جس نے معاذ اللہ تبدیلی مذہب کا ارادہ کیا کہ اگر دوسرا نکاح نہ کیا جائے گا تو وہ پناہ بخدا آریہ یا عیسائیت ہو جائے گی وہ اس ناپاک ارادہ سے فی الحال مرتد ہو گئی اس پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان لازم از سر نو کلمہ اسلام پڑھے اور اسلام لائے وہ زنا سے بچنے کے لئے تبدیلی مذہب چاہتی ہے حالانکہ مرتد ہو کر زنا سے کسی طرح نہیں بچ سکتی جس سے وہ اپنا نام کا نکاح کرے گی زنا ہی ہوگا اور اگر وہ زنا سے بچتی بھی تو زنا سے بچ کر کفر کے گڑھے میں گرنا اس سے بھی بدتر ہے کہ بوندوں سے بھاگ کر پناہ کے نیچے کھڑی ہو جانی خدا سے عقل دے اور توبہ کی توفیق اگر فی الواقع زیادہ سے طلاق دے چکا ہے تو وہ نکاح کا اقدام کر سکتی ہے مگر اب بعد توبہ و تجدید ایمان و اللہ

تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از سہارن پور معرفت مولوی شرف علی صاحب قادری رضوی۔ بنگالی ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ
میرے اور میرے لڑکے میں لگتا تھا جس کی وجہ سے میرے گھر میں میرے لڑکے کے ہمراہی ہو کر میرے سے لڑنے لگی اور لڑتے وقت یہ الفاظ منہ سے نکالنے میں اب جو رو بن کر رہنا نہیں چاہتی ہوں مال بہن بن کر رہ سکتی ہوں اس پر میں نے کہا میں اس طریقہ سے رکھنا نہیں چاہتا اس پر وہ اپنے لڑکے کے ہمراہی اپنی لڑکی کے ہاں چلی گئی اس کے دو تین گھنٹہ کے بعد جب کہ میں کو اڑ بند کر کے لیٹ گیا تھا لڑکا آیا اور کہا کہ لڑکا کھولو میں نے جواب دیا کہ میں کو اڑ نہیں کھولوں گا لڑکے نے جواب دیا کیا میں تمہارا لڑکا نہیں ہوں میں نے کہا میں ایسا لڑکا بنانا نہیں چاہتا ہوں پھر کہا کہ کو اڑ کھولو ورنہ میں کو اڑ توڑ دوں گا اور یہ کہہ کر کو اڑ توڑ ڈالے مجھ کو تو غصہ آ ہی رہا تھا میں نے کہا اس کی رپورٹ پولیس میں لکھاؤں گا اور پولیس کی طرف چلا اور میرے ہمراہی لڑکا بھی چلا اور امیر احمد ہمسایہ بھی آگیا لڑکا اور امیر احمد خوشامد کہنے لگے مگر میں نے نہیں مانا چلتے چلتے پیر جی رحم الہی کے مکان تک پہنچ گیا۔ یہاں پر پیر جی رحم الہی اور میرا داماد فضل احمد آگئے پیر جی رحم الہی اور میرے نے میرے داماد فضل احمد سے کہا کہ تم لڑکے کو لے جاؤ ہم ان کو سمجھا کر لاتے ہیں۔

اس کے بعد انھوں نے مجھ کو سمجھایا اور واپس میرے مکان کی طرف مجھ کو پیر جی رحم الہی اور امیر احمد لے کر آئے مکان پر آکر دیکھا تو لڑکا دروازہ پر کھڑا ہے دیکھ کر پھر غصہ آیا اور میں نے کہا کہ دور ہو جا اس وقت اس کی والدہ بھی آگئی اور کہنے لگی کہ میں مکان میں جاؤں گی میں نے کہا کہ میں بہن بنا کر رکھنا نہیں چاہتا ہوں پھر لڑکے کی طرف اسی غصہ کی حالت میں بلا کہنے لگا اور جب مجھے زیادہ غصہ آیا تو میں نے کہا لو ایک دو تین کہا نہ میرا مقصد پہلے کچھ تھا نہ اس وقت صرف میرا مقصد تبدیلی کرنے کا تھا جس کی وجہ سے یہ الفاظ نکلے اس کے بعد

وہ دونوں لڑکا اور اس کی والدہ اپنی لڑکی کے یہاں چلی گئی اس پر شرعی حکم کیا ہے مگر اس میں سہ ہے کہ حاجی
اللہ رکھا صاحب عرف مبارک حسین صاحب سے بعد نماز صبح دعا کی فراغت کے بعد مذاق میں میں نے
یہ ضرور کہا کہ ہمارے اچھے پیش امام ہوئے کہ ہم کو بھی اپنے جیسے کر لیا۔ دوپہر کے وقت قاضی احسان الحق
صاحب سے بھی ذکر کیا کہ میں آزاد ہو گیا۔

الجواب۔ اگر واقعی زید نے ان الفاظ سے طلاق کا ارادہ نہ کیا تھا محض تخویف مقصود تھی طلاق دینا
مقصود نہ تھا جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے تو اس صورت میں حکم طلاق نہیں دیا جاسکتا اگر بھٹو کہتا ہے تو وبال اس
کے سر ہے کہ اگر واقع میں اس نے وہ لفظ نہیت طلاق کہے تھے تو عورت پر طلاق مغلظہ ہو گئی وہ ہمیشہ کے
لئے اس پر حرام ہو چکی جب تک حلالہ نہ ہو اور یہ بھٹو بولتا اور بھٹو بول کر اس حرام خدا کو اپنے لئے رہنے کا
حکم کرانا چاہتا ہے والعیاذ باللہ عالمگیری میں ہے۔ لوقال لہا توستہ دہ ذوی الطلاق یقع کذا فی خزائن المفتین
اسی میں ہے۔ لوقال أنت بثلاث وقعت ثلاث ان ذوی لوقال لہا ان لا یصدق اذا کان فی حال مذاکرۃ
الطلاق والاصدق ومثلہ بالفارسیۃ توبہ علی ماہد المختار للفتاویٰ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے۔ رجل قال
لامراتہ ترلیکے او تراسہ او قال تو یکے او توستہ قال ابو القاسم الصفا لایقع شیء وقال الصدوق الشہید یقع
اذا ذوی قال وہ یفقی قال القاضی وینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان کان فی حال مذاکرۃ الطلاق
اوی فی حال الغضب یقع الطلاق وان لم یکن لایقع الابالیۃ کما قال بالعربیۃ انت ولحدۃ ولوقال
این زن کہ مر است برتہ قال ابو نصر الدبوسی لایقع وقال ابو بکر العیاض ان ذوی الطلاق یکون طلاقا ولو
قال انت بثلاث قال الشیخ ابو بکر محمد بن الفضل اذا ذوی یقع فی مجموع النوازل امرأۃ طلبت الطلاق
من زوجها فقال لہا ادم یکے ورووسہ یقع الثلاث بدون النیۃ و فی فتاویٰ النسفی امرأۃ طلبت من الزوج
ان یحلف بطلاقہا فحلف اگر فلان کردم تو بوسہ اجاب انها لا تطلق و فی فتاویٰ الفضلی قال لہا انت منی ثلاث
ان ذوی طلقت وان قال لہا ان لا یصدق اذا کان فی حال مذاکرۃ الطلاق ولوقال توستہ ای ذوی
الطلاق یقع واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ما روز دھونی باوڑی سو تھ رواڑہ ما سطر عاشق حسین خان مورثہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۲۵۲ھ یوم
زید نے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے کہا تجھے طلاق طلاق دی از روئے شرع زوجہ مذکورہ
کو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ بینوا بالکتاب والسنتہ تو جروا بدخول الجنۃ۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں بے شرہ طلاق ہوگئی عورت مطلقہ بہ طلاق ہوگئی اب زید کو اس پر کوئی دسترس نہ رہی وہ دونوں اجنبی واجبہ ہو گئے عورت اس پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی کہ اب بے حلالہ بھی اس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے معمولی طلاق نہ ہونے کا سبب کیونکر ہو سکتا ہے ہاں اگر ثابت ہو کہ غصہ سے اس وقت مجنون بنائے ہوئے تھا جوش غضب اس درجہ تھا جس سے اس کی عقل میں خلل ہو گیا تھا تو اس صورت میں حکم طلاق نہ ہوگا اللہ عزوجل سے کوئی بات چھپی نہیں اگر چھوٹا ثبوت جوش غضب تا حد جنون کا پہنچا کر عورت کو اپنے قبضہ میں رکھے گا تو اس سے حرام اس کے لئے حلال نہ ہو جائے گا۔ وہ حرام حرام ہی رہے گا اور اس بھوٹ فریب مکاری کا اس پر اور وبال عظیم ہوگا واللہ یعلم المفسدین المصلح واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ انجمنی محلہ فارس روڈ پتہ پچو بیٹھ کی باڑی کے نقل میں شاکر علی روٹی والے کی دوکان مرسلہ قاسم علی ولد محمد نسیم۔

زید عرصہ چار یا پانچ برس سے بالکل مجنون ہو گیا ہے اور ہنوز کوئی صورت صحت کی نظر نہیں آتی ہے اور اس کی زوجہ ہندہ جوان ہے اور زید کے پاس نہ کوئی جائیداد ہے اور نہ دوسری آمدنی ہے نہ زوجہ ہندہ کے پاس کوئی ذریعہ معاش کہ جس سے گذر اوقات ہو سکے اور پوجہ پر وہ نشینی کے نہ باہر نکل کر محنت مزدوری کر سکتی ہے ان تمام باتوں پر خیال کر کے طرفین کی جماعت والوں نے درمیان زید اور ہندہ کے تفریق گرا دی اور بعد انقضائے عدت طلاق ہندہ نے نکاح ثانیہ دوسرے شخص سے کر لیا آیا یہ تفریق موافق شرع شریف کے ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب مع عبارت و ترجمہ کے جواب ارقام فرمائیں عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب۔ امام اعظم کے نزدیک اگرچہ جنون مطبق ہو تفریق نہیں ہو سکتی ہے بے ضرورت طبعاً مقبولہ شرعیہ اس مذہب ہندہ سے عدول ناجائز و ناروا ہاں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ تفریق ہو سکتی ہے اگر جنون مطبق اسے لاحق ہوا ہو اور ہنگام ضرورت طبعاً جب دوسرے امام کے مذہب پر عمل کی اجازت ہو سکتی ہے تو یہ تو اپنے ہی مذہب کے ایک امام کا قول ہے مگر جو صورت کہ سوال میں مذکور ہوئی محض باطل ہے یوں نہ تفریق ہوئی نہ دوسرا نکاح یوں جو نکاح کر لیا وہ باطل محض ہو امام محمد کا مذہب ہندہ یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور دعویٰ دائر کرے حاکم بعد ثبوت اگر جنون مطبق ہو عورت کو اختیار دے کہ چاہے تو اپنے نفس کو اختیار کر لے اور اگر جنون حادث غیر مطبق ہو تو روز دعویٰ سے ایک سال کامل علاج کے لئے مہلت دے اس درمیان میں اگر شوہر صحیح ہو گیا تو ہو گیا اور نہ عورت پھر دعویٰ کرے حاکم شرع بعد ثبوت عورت کو اختیار دے اور

اگر دونوں صورتوں میں اسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کرے حاکم شرع تفریق فرمادے گا ورنہ نہیں اسی مجلس میں اگر نفس کو اختیار کر لے گی اور تفریق ہو جائے گی تو روز تفریق سے عدت کرے گی بعد عدت دوسرا نکاح کر سکے گی صورت مستفہرہ میں سرے سے حاکم شرع نے تفریق ہی نہیں کی اور اگر تفریق کرنے والا حاکم شرع بھی ہوتا تو تفریق اس بطور پر نہ ہوتی۔ پھر عدت بھی نہ وارد۔ یوں عدت کے بعد بھی ہوتا تو قبل تفریق عدت بے معنی ہوتی غرض نہ تفریق ہوتی نہ نکاح یہاں حاکم شرع اعلم وافقہ علیہا بلا ہے عورت اگر تفریق کراہا ہوتا ہے تو اپنے شہر کے اعلم وافقہ سنی عالم کے حضور دعوتی رجوع کرے وہ حسب بیان بالانطباق وغیر مطبق جو صورت ہو اس کے ثبوت کے بعد ویسا حکم دے عورت بعد تفریق عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے فتاویٰ امام فقیہ النفس قاضی نمان میں ہے۔ وان وحدت المرأة بزوجه اجنوناً او جذاماً او برصاً قال ابو حنیفة وابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ لیس لها حق الفرقة وقال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لها حق الفرقة۔ مالکیر میں ہے۔ اذا کان بالزوج جنون او برص او جذام فلا خيار لها کذا فی الکافی قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کان المجنون حادثاً لجلده سنة كالعنة ثم تغير المرأة بعد المحول اذا لم يبرأ وان کان مطبقاً فهو كالجب۔ اسی میں روایت محبوب ہے۔ لو وجدت المرأة تزوجها بمحبوب وخيرها القاضی للمحال ولا يؤجل كذا فی فتاویٰ قاضی خا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ مالکیر پر کے قول حادث کیا پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ای ان لم یتد ولعمری علیہ نہ مان طویل لے قابل المطبق لما لجدت وبعد النکاح فشرط مطلقاً عند محمد مطبقاً پر فرماتے ہیں۔ مند ملائماً کما فی محمود التلاوة من رد المحتار عن الفقه و ذکر ان المتد فی الصلاة ما استغرق ست صلاة وفي الصور الشهرکة لیلہ ونهارہ وفي الزکاة المحول قلت والظاهر ان المطبق مھنا لا یكون ما لم یتکمل حولاً تاماً واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ خلاصہ میں فرمایا اختیار العیب لایثبت للزوج عندنا وكذلك لا یثبت للمرأة عند ابی حنیفة وابی یوسف وعند محمد لها اختیار فی العیوب الخمس المجنون والجذام الخ اسی میں ہے۔ لا یكون التاجیل الا عند سلطان یجوز قضاءہ ابتداء التاجیل للزوج من وقت المناصحة اسی میں ہے متی رفعت الی القاضی یؤجلہ سنة من یوم الخصومة قمریة بالاهلة فی ظاہر الروایة وفي رواية الحسن عن ابی حنیفة شمسیة بالایام وعلیہ الفتویٰ وہی تنزیل علی القمریة باحد عشر یوماً فی نکاح الاصل لئلا السخس قال خیرہا القاضی فان اختارت نفسها تزوجها او قامت من مجلسها او اقامها اعوان القاضی او

لہ خانہ برعاش مالکیر جلد ۱۳ مطبوعہ ہرود لہ مالکیر جلد ۲۶ مطبوعہ ہرود لہ مالکیر جلد ۲۵ مطبوعہ ہرود

لہ فتاویٰ خلاصہ جلد ۲۳ مطبوعہ لاہور لہ فتاویٰ خلاصہ جلد ۲۲ مطبوعہ لاہور

قام القاضی قبل ان یختار شیئاً یطل خیارها وان اختارت الفرقة امر القاضی للزوج بان یطلقها فان ابی فرق
بینهما وکانت تطلیقة بائنه وفي شرح الشافی ان اختارت نفسها بانت منه فی ظاهر الروایة واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ۔ از لکھنؤ ۲۲ لاٹوش روڈ منشی ہر دے نرائن مرسلہ ایس محمد عاشق علی مہر کن رضوی مورخہ ۲۶
جمادی الاولیٰ یوم شنبہ ۱۳۵۵ھ

زید و ہندہ میں لڑائی ہو رہی تھی تھوڑے عرصہ کے واسطے رک گئی تھی کہ اس عرصہ میں میرے خالہ زاد
بھائی ارشاد علی آئے اور انھوں نے پھر پھیر دیا شروع ہو گئی کہ زید نے دل میں خیال کر کے بغرض دھمکی غصہ
کی حالت میں میں نے ایک مرتبہ کہا ایسی ہندہ کو تو طلاق دے دے یہ نہیں کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں۔ ہندہ
نے اس لفظ کو نہیں سنا دوبارہ پھر چار پانچ منٹ کے بعد کہا کہ طلاق دی طلاق دی اس کا خیال نہیں رہا کہ اخیر
میں ایک مرتبہ کہا یا دو مرتبہ یہ نہیں کہا کہ میں تم کو طلاق دیتا ہوں کیونکہ بھائی ارشاد علی سے معلوم ہوا کہ اول ایک مرتبہ
یہ لفظ کہا کہ ایسی ہندہ کو تو طلاق دیدے دوبارہ دو مرتبہ کہا ہندہ سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ کہا ادب اس سے
مکرر نکاح ہو سکتا ہے اور اس کا کفارہ کیا ہوگا پہلا تصور معافی چاہتا ہوں الفاظ خط میرے مکان میں ہندہ
کا مزاج گرم ہے اس وجہ سے مجھ سے غلطی ہوئی معافی چاہتا ہوں۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں طلاق رجعی ہونے کا حکم ہوگا لفظوں میں اضافت نہ ہونا اصلاً اضافت نہ
ہونا نہیں یہاں لفظوں میں اگرچہ یہ نہیں کہ تم کو یا اس کو یا فلاں کو طلاق دی مگر جب پہلے وہ یہ لفظ کہہ چکا ہے کہ ایسی
ہندہ کو تو طلاق دیدے نیز خط میں لکھا ہے کہ میرے مکان میں ہندہ کا مزاج گرم ہے اس وجہ سے مجھ سے یہ
غلطی ہوئی معافی چاہتا ہوں ان جملوں سے معلوم ہو گیا کہ ان الفاظ سے اپنی عورت ہی کو طلاق دینا مقصود ہے
اب رہا یہ کہ ایک ہوئی یا دو، اگر اسے شک ہو اور وہاں جو شخص موجود ہو اس کے بیان سے اسے ایک طرف
گمان غالب ہو تو ایک ہوئی اور اگر اسے دو کا گمان غالب ہو خود یا وہاں جو ہو اس کے بیان سے تو دو سمجھے
اور اگر خود یا نہاں گمان زیادہ کا ہو اور حاضرین جو عادل ہوں ان کا بیان کم کا ہو پھر ان کا صدق اس کے دل پہنچے
تو ایک ہی سمجھ سکتا ہے۔

در مختار میں ہے۔ شاف اطلق واحدة فواکثر یعنی علی الاقل۔ رد المحتار میں ہے۔ قوله یعنی علی الاقل
ای کما ذکرہ الامام ابی الا ان ینسبتن بالاکثر ویکون اکثر بظنہ وعن الامام الشافی اذا کان لایدری
اثنت ام اقل یتحری وان استوی اصل باشد ذلك علیه اشياء من البزازية قال طو علی قول الشافی اقتص

قاضی خان ولعلہ لانہ بعمل بالاحتیاط خصوصاً فی باب الفروج ام قلت ویمکن حمل الاول علی القضام والثانی فی علی الدیانہ ویؤیدہ مسئلۃ المتون فی باب التعلیق لوقال ان ولدت ذکر افانت طالق ولحدۃ وان ولدت انثی فان طالق ثنتین فولدتھما ولعیدہ الاول تطلق واحداً قضام وثنین تنزھا ای دیانہ ہذا وی الاشبہ ایضا وان قال عزمت علی انہ ثلاث یترکھا وان اخبرہ عدول حضرہ واذلک المجلس بانھا واحداً صدق قہم اخذ بقولہم۔ عالمگیری میں ہے۔ فی نوادر ابن سمانہ عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اذا مشی فی انہ طلق واحداً او ثلثاً فہی واحداً حتی یتیقن او یتقن انہ طلقہ علی خلافہ فان قال الزوج عزمت علی انھا ثلاث اوھی عندی علی انھا ثلاث اصبح الامر علی استدلہا فلنہ یؤید عدول حضرہ واذلک المجلس ووقالوا کانت واحداً قال اذا کالوا عدولاً صدق قہم واخذ بقولہم کذا فی الذخیرۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ محلہ خواجہ قطب معرفت عمیل احمد صاحب۔ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

زید اپنی عورت سے یہ کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا اور تو بھی مجھ کو آزاد کر دے اس عورت نے جواب دیا کہ تم میرے خاوند نہیں زید نے اس پر جواب دیا کہ ہو گا کوئی دگالی دے کر تیرا خاندنہ تو میری عورت نہ میں تیرا خاوند ایک ماہ سے یہ نا اتفاقی متواتر رہی اور ابھی تک ہے مگر ایک جگہ دونوں رہتے ہیں معمولی گفتگو کسی وقت اشارت ہوتی ہے اب وہ عورت چاہتی ہے کہ میں معافی اپنے قصور کی چاہ لوں۔ ایسی صورت میں زید کو کیا کرنا چاہئے اور مذکورہ بالا مسئلہ پر کیا جواب دیا جاتا ہے والسلام من اتبع الہدی۔

الجواب۔ اگر مرد نے عورت سے یہ لفظ نہ نیت طلاق کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا تو ایک طلاق بائن ہوگئی۔ جب وہ دونوں راضی ہوں تو نکاح جدید بہر جدید کر لیں۔ فی الہندیہ لوقال اعتقدت طلق بالنیۃ کذا فی معراج الدساریۃ اس کے دوسرے لفظ نہ تو میری عورت نہ میں تیرا خاوند برہنہ مختار الفاظ طلاق سے نہیں یہ اگر نہ نیت طلاق بھی کہے ہوں۔ ان سے طلاق نہ ہوگی ہاں ان سے بظاہر اتنا پتہ چلتا ہے کہ پہلا لفظ نہ نیت طلاق کہا ہوگا۔ شوہر اگر بقسم کہہ دے گا کہ اس نے پہلے لفظ سے نیت طلاق نہیں کی تھی تو اصلاً طلاق کا حکم نہ ہوگا اور اقرار کرے گا یا حلف نہ کرے گا تو ایک طلاق بائن کا حکم ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ لوقال تو زن من نیب لا یقع وان نوبی ہوا لمختار کذا فی جواہر الاخلاط اسی میں مجموع النوازل سے ہے۔ امرأة قالت لزوجھا آخر زمان توام فقال الزوج نہ تو ونہ نہ نیت تو لا یقع بہذا شیئاً کذا فی المھیط۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ لوقال لامرأته لست لی بامرأة او قال لہاما انا بنو جدک ان قال نوبت

الطلاق يقع الطلاق في قول ابي حنيفة رحمه الله تعالى وعندهما لا يقع اجمالا في قول ابي حنيفة
 لوقالت المرأة لزوجها لست لي بزواج فقال الزوج صدقت ونوى به الطلاق يقع في قول ابي حنيفة
 رحمه الله تعالى كذا في فتاوى قاضي خان۔ اسی میں ہے۔ قد انفقوا جميعا انه لوقال والله ما
 انت لي بامرأة اولست والله لي بامرأة فانه لا يقع شيئا وان نوى۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے۔ لوقال لها
 لست لي بامرأة عندهما لا يقع وان نوى وعند ابي حنيفة يقع اذا نوى۔ اسی میں ہے۔ قال تونزن من
 نيتي لا يقع وان نوى هو المختار۔ اسی میں ہے۔ لوقال والله لست لي بامرأة لا يقع وان نوى۔ فتاویٰ
 خلاصہ اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ قالت له لست لي بزواج فقال هو صدقت فهذا او ما لوقال لست لي
 بامرأة سواء۔ در مختار میں ہے۔ والقول له بيمينه في عدم امنية عورت اس سے قسم لے لے اگر بقسم کہہ
 دے کہ اس نے طلاق کی نیت سے وہ لفظ نہ کہے تھے مان لے بھوٹ کہے گا وبال اس پر ہوگا۔ در مختار
 میں ہے۔ یعنی تخلفہا فی منزلہ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از شہر کہتہ مسئلہ ڈاکٹر نوشی علی صاحب ۳ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ

زید نے عمر کی لڑکی سے بقاعدہ شرعی نکاح کیا چنانچہ وہ قاضی نکاح خواں کے رجسٹر میں مفصل درج
 ہے اب عرصہ پانچ سال کا ہو گیا نئے نئے حیلے نکال کر ایام گذاری کر رہا ہے آخری فیصلہ اس کا یہ ہے کہ نیا موٹر
 قہل رخصت زید کے نام خریدو یا چاہے اور چھوٹے کے کپڑے اس کی مرضی کے موافق دہلی سے خریدے
 جائیں تو تاریخ رخصت مقرر کی جاسکتی ہے عمر کو اس قدر وسعت نہیں ہے کہ اس کی حسب منشا اس کی
 فرمائشیں پیش کر سکے زید نے آج تک اس کے نان نفقہ کے خرچ کے لئے ایک پائی نہیں دی ہے نہ اس کی
 گلو خلاصی کرتا ہے یوں ہی معلق ڈال رکھا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک میری فرمائشیں نہ پوری کی جائیں گی
 یوں ہی پڑا رکھوں گا عمر کی لڑکی یہ بھی خیال کرتی ہے کہ زید ایک ضدی اور لالچی ہے اس سے پورا اندیشہ
 ہلاکی اور ایذا کا ہے میں مہر معاف کرتی ہوں جس کی تعداد پچاس ہزار پچیس ہزار معجل اور پچیس ہزار معجل
 معنان نفقہ وہ میری گلو خلاصی خلع کر کے کر دے زید اور عمر دونوں حنفی المذہب ہیں۔ ایسی صورت میں خلع
 ہو سکتا ہے یا نہیں فقط۔

الجواب۔ خلع تو جب چاہے ہو سکتا ہے مگر خلع بھی تو شوہر ہی کی رضا سے ہوگا وہ اگر خلع پر راضی
 نہ ہو تو کیونکر ہوگا وہ شخص گنہگار حق اللہ اور حق زن میں گرفت ارتکاب جفا کا ہے۔ اس پر توبہ لازم۔ یا عورت کو رخصت

کرائے اس کے ساتھ بمعروف پیش آئے بھلائی کرے اور یہ نہ کرے تو لازم ہے کہ اسے بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔ قال تعالیٰ امسکوهن بمعروف اوسر حوهن بمعروف ولا تمسکوهن ضرارا للتعذر وامن يفعل ذلك فقد ظلم نفسه ولا تتخذوا آیت اللہ ہذا واحدا لامرین فرض ہے رکھنا ہے تو بھلائی کے ساتھ رکھنا اور نہ بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے اور میں لٹکانا حرام ہے۔ قال تعالیٰ لا تمیلوا کل المیل فتذروها کالمعلقة۔ نقصان رسائی تنگی میں ڈالنا حرام ہے اسے رخصت کر کے بھلائی کے ساتھ رکھے۔ اسنوہن من حیث یستکنتم من وجدکم ولا تقنوا، وھن لتضیقوا علیھن۔ نقصان رسائی مسلمان کی شان سے بہت بعید ہے حدیث میں ہے۔ ولا تضروا ولا تضاروا فی الاسلام۔ کسی مسلمان کو اپنے قول یا فعل سے ناحق ایذا دینا اللہ ورسول کو ایذا دینا ہے حدیث میں ہے۔ من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔

باپ اگر اس کی قدرت بھی رکھتا ہو جب بھی اسے یوں مجبور کرنا شرعاً عقلاً ہر طرح سخت مذموم و ممنوع و معیوب ہے کہ ایسی صورت میں کہ وہ اس کے وسعت (سے) باہر ہے باپ پر کچھ بھی دینا لازم نہیں۔ ہاں کچھ چیز دینا مسنون ہے۔ عورت نے اگر مہر معاف کر دیا تو مہر معاف ہو گیا۔ باپ اگر گناہ رکھتا ہو اور اس نے وعدہ بھی کیا ہوتا جب بھی اس کے ذمہ لازم نہ ہوتا ہاں بے وجہ معقول وعدہ خلافی ہر طرح مذموم و معیوب ہوتی اور اگر صورت یہ ہوتی کہ وہ شوہر یا شوہر کے والدین سے کہتا اوپر سے موثر اور یہ اور مسلمان جہت میں دول کا بشرطیکہ تم اس قدر بری لاؤ اتنا چڑھاؤ یا اتنا روپیہ لڑکے یا لڑکی کو دو یا اس قدر جائیداد لڑکے یا لڑکی کے نام کرو تو صرف اس صورت میں اسے ایفائے وعدہ کی تاکید کی جاتی مگر اس میں لڑکی کا کیا قصور رخصت نہ کرانے سے۔ جو ناحق ایذا اور نقصان ہو رہا ہے و اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از رائے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

(۱) اگر کوئی شخص غصب کی حالت میں اپنی بی بی کو طلاق دیدے تو طلاق ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) طلاق کتنے قسم کی ہوتی ہے؟

(۳) جس عورت کا شوہر انتقال کر گیا ہے اور جس عورت کا شوہر طلاق دے دیا ہے تو یہ عورتیں کتنے دن

کی عدت گذاریں پھر ثانی نکاح کریں۔

الجواب۔ (۱) غصب ہی اکثر طلاق کا باعث ہوتا ہے اکثر غصب ہی میں طلاق دی جاتی ہے تو مطلقاً غصب

طلاق نہ ہونے کے لئے کیونکہ عند معقول و مقبول ہو سکتا ہے ہاں اگر جوش غصب اس حال پر ہو کہ اس

وقت عقل پر زوال محاس میں احتمال ہوزمین و آسمان کا اسے ہوش نہ ہو تو یہ زوال و اختلال ضرور مانع وقوع طلاق ہوں گے۔ اس حال کا ایقاع معتبر نہیں۔ غیر عاقل کی طلاق کا اعتبار نہیں حدیث میں فرمایا اکل طلاق جائز الاطلاق المعتوه نیز فرمایا۔ ^{سفع} القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ وعن الصبي حتى يبلغ و عن المعتوه حتى يعقل۔ عالمگیر یہ ہے۔ ^{سفع} طلاق محل نزوج اذا كان بالغاً اقلًا۔

(۲) طلاق تین طرح کی ہوتی ہے رجعی۔ جس میں عدت گزرنے سے پہلے پہلے رجعت کر سکتا ہے اگر رجعت قول یا فعل سے کر لے گا تو عورت بدستور اس کے نکاح میں لوٹ آئے گی نکاح جدید کی کچھ حاجت نہ ہوگی۔ ہاں عدت گزر جائے گی اور رجعت نہ کر لے گا تو نکاح سے باہر ہوگی اب رجعت نہ کر سکے گا عورت پر اسے دسترس نہ رہے گی وہ اگر راضی ہوگی تو اس سے نکاح جدید بمہر جدید کر سکے گا۔ بائنہ جس سے فی الحال بیہونت ہو جائے گی شوہر کو اختیار رجعت نہ ہوگا برضا رزن نکاح جدید بمہر جدید ہو سکے گا۔ مغلظہ۔ جس سے فی الحال بیہونت کبری واقع ہوگی جس سے عورت شوہر پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی کہ بے حلالہ اس سے کبھی نکاح نہ کر سکے گا۔ یہ تو بلحاظ وقوع تین طرح ہوتی ہیں اور باعتبار واقع کرنے کے بھی تین طرح ہے۔ احسن۔ حسن۔ بدعی یا یوں کہیں کہ دو طرح ہے سنی بدعی پھر ان ہر دو کی بلحاظ عدد و بلحاظ وقت دو دو قسمیں ہیں طلاق سنی بلحاظ عدد۔ دوسری۔ بلحاظ وقت دو نوع حسن اور احسن۔ احسن ایک رجعی طلاق ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کیا۔ جدا ہی کرنا ہو تو پھر تا انقضاء عدت رجعت نہ کرے۔ اور احسن ایک طلاق ایسے طہر میں جس میں جماع نہ کیا پھر دوسرے طہر میں دوسری پھر تیسرے طہر میں تیسری بدعی کی دو نوعوں سے بدعی عدوی یہ کہ ایک طہر میں بیکلمہ واحدہ تین طلاقیں دے یا بیکلمات جدا گانہ ایک طہر میں دو طلاقیں جمع کر لے ایک کلمہ سے یا دو علیحدہ علیحدہ کلموں سے۔ بدعی وقتی یہ کہ مدخول بہا جو ذوات اقرار سے ہو اسے ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع کر چکا ہو یا بحالت حیض۔ طلاق بدعی سے طلاق تو ہو جائے گی مگر گنہگار ہو گا دوسری صورت جس میں تین طلاقیں نہیں رجعت واجب ہوگی۔ جب کہ طلاق بائن نہ دی ہو۔

عالمگیر تین میں ہے۔ الطلاق نوعان سنی و بدعی و کل واحد منہما نوعان نوع یرجع الی العدد و نوع یرجع الی الوقت اما الطلاق السنی فی العدد والوقت فنوعان حسن واحسن فالاحسن ان یطلق امرأتہ واحدۃ رجعیۃ فی طہر لم یجمعا فیہ ثم یرتکھا حتی تنقضی عدتها او کانت حاملًا قد استبان حاصلها والحسن ان یطلقها واحدۃ فی طہر لم یجمعا فیہ ثم یرتکھا فی طہر اخر اخری ثم یرتکھا فی طہر اخر اخری

مسئلہ۔ از محمود آباد ضلع سیتاپور مسؤل جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب ۲۲ رجب ۱۳۵۸ھ
ایک شخص نے اپنی بی بی سے کہا کہ تجھے طلاق دی طلاق ہے میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور کچھ
پھوڑنے کی نیت نہیں کی تو کیا حکم ہے عورت نکاح میں رہی یا نہیں اسے کیا کرنا چاہئے۔ دوسرا ایک شخص
غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے لڑائی کر رہا تھا اس لڑائی کے اندر اس نے اپنی بی بی کو کہا کہ جا میں نے تجھ کو
طلاق دیا تجھے طلاق دی میں تجھے طلاق دیتا ہوں اور تو میری مال ہے ان دونوں سوالوں کے جوابات مفصل
عطا ہوں۔ سوال اول میں صیغہ دیتا ہوں کا لفظ ہے اور پھوڑنے کی نیت نہیں۔ ملحوظ خاطر عالی رہے۔

الجواب۔ دونوں صورتوں میں تینوں طلاقیں ہو گئیں ہر لفظ صریح ہے اور صریح محتاج نیت نہیں
خاص صیغہ حال طلاق دیتا ہوں تو تحقیق ہی ہے۔ صیغہ مضارع جو دائرین الحال والا استقبال ہے اس کے
بھی اس جگہ جہاں اس کا غالب استعمال حال کے لئے ہو تحقیق ٹھہرے گا۔ فارسی اور بہاری زبان میں تو
حال کا صیغہ صیغہ استقبال سے جدا ہے عربی میں جدا نہیں مگر جب مضارع کا غالب استعمال حال میں ہو،
قضاء حکم طلاق ہوگا اور تحقیق ہی ٹھہرے گا۔ قضاء محتاج نیت نہ ہوگا اور عورت مثل قاضی ہے ایسی صورت میں
اسے اپنے آپ کو مطلقہ سمجھنا لازم ہوگا۔ اپنے نفس پر اسے قدرت دینا حرام ہوگا۔ رد المحتار وغیرہ مامتا سفار متبرہ
میں ہے۔ الصریح لا یحتاج الی النیۃ۔ جوہر الاطلاقی میں ہے۔ طلاق می کنم، طلاق می کنم، طلاق می کنم ثلاث
لان می کنم تصحیح الحال وهو تحقیق بخلاف قوله کنم لانه تصحیح الاستقبال فلم یکن تحقیق مع الشک حتی
ان فی موضع غلب استعماله الحال کان تحقیقاً کقول الکافر اشهد ان لا اله الا الله وکقول الشاهد اشهد
بهذا وکقول الحالف اشهد بالله۔ عالمگیری میں ہے۔ قال الزوج طلاق می کنم طلاق می کنم وکسر
ثلاث اطلقت ثلاثاً بخلاف قوله کنم لانه استقبال فلم یکن تحقیقاً بالتشکیک۔ اسی میں محیط سے ہے۔ لو
قال بالعربیۃ اطلق لایکون طلاقاً الا اذا غلب استعماله الحال فیکون طلاقاً۔

شامی میں ہے۔ المضارع اذا غلب فی الحال مثل اطلقت کما فی البحر قلت ومنه فی عرف زماننا
تکون طالقاً ومنه خذی طلاقاً فقالت اخذت فقد صح الوقوع به بلا اشتراط نية کما فی القم وکنه
الایستراط قولها اخذت کما فی البحر۔ جہاں شامی میں اعلیٰ حضرت شیخنا المجدد شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا الوالد
قدس سرہ الماجد فرماتے ہیں۔ المضارع اذا غلب فی الحال صح قلت وصیغۃ الحال بلساننا علی حدیث
فینبغی ان یقع بها اذا کان صحیحاً من دون نية ومنها قوله۔ میں تجھے پھوڑتا ہوں بخلاف قول میں تجھے

چھوڑے دیتا ہوں فان غالب استعمالہ فی العزم علی الفعل دون تحقیقہ فافہم وتامل۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ لوقال لها انت طالق ونوی بہ الطلاق عن وثاق لم یصدق قضاء ویدین فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ وامرأة کالقاضی لایعمل لها ان تمکنہ اذا سمعت منه ذلك او شهد بہ شاهد عادل عندها شامی میں ہے۔ المرأة کالقاضی اذا سمعته او اخبره عادل لایعمل لها تمکنہ اسکی میں فتح القدیر سے ہے ان المرأة کالقاضی لایعمل لها ان تمکنہ اذا علمت منه ما ظاہرہ خلاف مدعاہ۔ عورت کو حلال نہیں کہ وہ بعد اس کے اس کو نفس پر قابو دے اس کے ساتھ رہے وہ اپنے آپ کو مطلقہ ٹلٹ جانے گی اور جیسے ہوگا اس سے چھٹکارا حاصل کرے گی اس سے دور بھاگے گی جیسے سانپ سے جیسے شیر سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از جاتس ضلع رائے بریلی المستفتی منظور الحق

زید نے اپنی بیوی کی عدم موجودگی میں ایک شخص کے سامنے یہ الفاظ اپنی بیوی کے متعلق کہے ہیں اپنی بیوی کو مثل ماں کے سمجھتا ہوں مجھ سے اور اس سے کوئی واسطہ نہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اگر اس نے اپنے ان الفاظ سے کہ میں اپنی بیوی کو مثل ماں کے سمجھتا ہوں نیز اس کلمہ سے کہ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں طلاق کا ارادہ کیا تھا ہر دو کلمے سے علیحدہ علیحدہ طلاق کی نیت ہو یا ایک سے طلاق مقصود ہو بہر حال اس صورت میں کہ وہ کلمے بہ نیت طلاق ہی کہے ہوں ایک طلاق بائن ہوگی کہ پہلا کلمہ نیز دوسرا ہر دو کنایات طلاق سے ہیں۔ کنایہ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے دونوں سے علیحدہ علیحدہ طلاق کی نیت ہو جب بھی ایک ہوگی ایک لغو ہو جائے گی۔ فان البائن لا یلحق بالبائن کما ہو مصرح بہ فی غیز ما کتاب۔ عالمگیری میں ہے۔ لایلحق البائن بان قال لها انت بائن ثم قال لها انت بائن لایقع الاطلاق واحداً بائناً۔ اور اگر بہ نیت ظہار یہ کہا کہ میں اپنی بی بی کو مثل ماں کے سمجھتا ہوں اور یہ لفظ کہ مجھ سے اس سے کوئی واسطہ نہیں بہ نیت طلاق کہے تو ظہار بھی ہوا اور طلاق بھی بعد نکاح جدید بھی جب تک کفارہ نہ دے اس سے استمتاع حلال نہیں اس سے صحبت حرام اس کا بوسہ بشہوت لینا یوہیں ہاتھ لگانا اس کی شرمگاہ دیکھنا حرام اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی ظہار ہی کی نیت تھی تو صرف ظہار ہوا کفارہ اس پر لازم کہ ایک غلام آتا دگرے اور یہاں باندی غلام کہاں جب اس پر قدرت نہیں تو دو ماہ کے پے درپے روزے رکھے اور ان دو ماہ میں دن میں یا رات میں اس سے صحبت نہ کرے اور اگر اس سے قبل ادا کفارہ صحبت کرے گا تو یہی نہیں کہ گناہ ہوگا بلکہ از سر نو دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنے ہوں گے یوہیں اگر بیچ میں

کوئی روزہ پھوٹ جائے گا تو پھر سرے سے دو ماہ کے روزے لازم ہوں گے۔ اور اگر بیماری سے یا بڑھاپے سے ایسا ہو گیا ہے کہ لگا تار دو ماہ کے روزوں کی طاقت نہیں رکھتا تو ساٹھ مساکین کو دونوں وقت بھر پیٹ کھانا کھلاتے۔ اتنے مسکینوں کو سو روپے بھر سرے سے پونے دو سیر ایک اٹھنی بھرا پر فی مسکین گیبوں دے یا اس قدر کی قیمت۔

اور اگر ظہار مقصود نہ تھا بلکہ ان لفظوں سے یہ مراد تھی کہ میرے نزدیک وہ میرے ماں کی مثل عزت کرامت بزرگی رکھتی ہے میں اس کا اعزاز و اکرام ہاں کی مثل سمجھتا ہوں تو اس صورت میں ظہار نہ ہو گا نہ حکم و وجوب کفارہ مگر بظاہر اس کے اگلے نظاں سے آبی ہیں یوہیں اگر اس کی کوئی نیت نہ تھی تو بھی علی القول الامام یہ لفظ کرامت ہی پر محمول ہو گا اور ظہار کا حکم نہ ہو گا اور اگر ان الفاظ سے نیت تحریم کی تھی تو بھی صحیح بھوت ہے کہ ظہار ہو گا عالمگیر ہے۔ لوظاہر منہا شمر طلقا باطلاقا باثنا شمر تزوجھا لا یحل لہ وطوہا و الاستمتاع بہا حتی یکفر و کذا فی السراج الوہاج۔ اسی میں ہے۔ لوقال لہانت علی مثل امی او کامی نبوی فان نوى الطلاق وقع باثنا وان نوى الکرامة او الظہار قلما نوى هکذا فی فتح القدير۔ وان لم تکن لہ نية فعلی قول ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ لا یلزمہ شیء حملا للفظ علی معنی الکرامة کذا فی الجامع الصغیر۔ والصحیح قولہ هکذا فی غایة البیان۔ وان نوى التحريم اختلفت الروایات فیہ والصحیح انه یكون ظہار عند الکامل ۱۰۔ العطايا النبویہ میں ہے۔ فی رد المحتار عن الجرمی وعندی ومعنی کعلی اہ اقول وانت تعلم ان سمیتا ہوں بل سائتا یعنی موی عندی بل بیان العرب ام اسی میں تو یہ لایا ہوا رد مختار سے ہے۔ یصیر بہ مظاهرا فیحرم وطوہا علیہ وواعیہ من القبلة والمس والنظر الی فرجھا بشهوة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں طلاق دے دوں عورت نے کہا کہ پھر دے کیوں نہیں دیتے زید نے کہا بشرط تم میرا ہر معاف کر دو اور اپنی زبان سے تین مرتبہ کہہ دو کہ میں نے ہر معاف کر دیا عورت نے کہا کہ میں نے ہر معاف کر دیا زید نے کہا کہ میں نے طلاق دیا۔ طلاق دیا۔ اس پر اس عورت کی والدہ نے زید سے کہا کہ آپ نے تو طلاق ہی دے دیا۔ زید کہنے لگا یوں طلاق مانا نہیں جائے گا جب تک دو چار آدمی ہماری طرف سے اور دو چار آدمی تمہاری طرف کے موجود نہ ہوں بعدہ زید نے اپنے ایک دوست سے یہ واقعہ بیان کیا اس نے کہا کہ اس صورت میں تو طلاق واقع ہو گئی اس کے بعد ایک اور شخص سے اس نے یہ واقعہ بیان کیا اس نے بھی یہی کہا کہ اس صورت میں طلاق واقع ہو گئی آیا ان

صور مذکورہ میں عورت مطلقہ ہو جائے گی یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا
الجواب۔ اس صورت میں تین طلاقیں ہو گئیں عورت اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی کہ بھلا
 اب کبھی اس پر حلال نہیں ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ۔ انطلاق مرتین فامساك بمعروف او تسريح باحسان فان
 طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره۔ طلاق ہو جانے کے لئے دو چار آدمی زوج کی طرف کے اور
 دو چار زوجہ کی ہانپ کے ہونا کیا معنی ایک آدمی بھی ضروری نہیں محض تنہائی میں اگر شوہر طلاق دے طلاق
 ہو جائے گی۔ جہاں طلاق دے وہاں اگرچہ زوجہ بھی موجود نہ ہو۔ نہ ثبوت طلاق کے لئے دو چار آدمی اس
 کے دو چار اس کے ہونا درکار۔ دو اہل شہادت درکار ہیں اگرچہ وہ نہ زوج کے ہوں نہ زوجہ کے محض اجنبی
 ہوں۔ دونوں میں سے کسی ایک سے ذرا بھی علاقہ نہ رکھتے ہوں واللہ تعالیٰ اعلم

بَابُ اللَّعَانِ

لِعَانُ كَابِيَانِ

مسئلہ۔ لعان مابین زن و شوہر کن کن وجوہات سے حد شرعی میں آتا ہے جس کی وجہ سے زن
 و شوہر کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ جواب مفصل مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب۔ لعان نہ ہو گا مگر زوجین میں جن کا نکاح صحیح اور زوجیت قائم ہو اگرچہ عورت بحالت عدت
 رجعی ہو۔ دونوں مسلمان آزاد مائل بالغ غیر محدود فی حد القذف مسلمان پر اذاتے شہادت کے اہل ہوں عورت
 عقیقہ ہو یعنی زنا و تہمت زنا و طمی حرام اگرچہ ایک ہی بار بشبہہ یا نکاح فاسد سے بالکل بری پاک و صاف ہو
 ایک با بھی اس ہلکے میں نہ پڑی اور اس پر ایسی تہمت نہ دھری گئی ہو۔ اور نہ اس کے کوئی بچہ طلب معروف
 ہو اور عورت وقت قذف زندہ اور محض نہ ہو وہ لعان کا مطالبہ مرد قاضی یا بصورت نفی ولد یا خود قاذف مطلقاً
 عند القاضی کرے دونوں میں سے کوئی کو بیگانہ ہو۔ عورت وجود زنا سے منکر مرد اپنے صدق پر بیہ نہ رکھتا ہو
 اور صراحتہ زنا کی دارالاسلام میں اس نے عورت پر تہمت دھری ہو نسب ولد کی نفی بھی بمنزلہ کفر صحیح زنا ہے۔
 فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اللعان لایجری الا بین زوجین حرمین مسلمین عاقلین بالغین غیر عتق

فی قذف لان اللعان عندنا شهادات مؤکدات بالایمان فلا یجری اذا لم یرکبوا من اهل الشهادة اولاً کمن
لحد هما من اهل الشهادة مع اهلیة الشهادة یراعی العفة والاحسان فی جانب المرأة۔

در مختار میں ہے۔ اللعان (ہو) شرعاً (شهادات) امر بچہ کثرت الزنا (مؤکدات بالایمان) مقرین
شہادت عدل اللعان) وشہادتها بال غضب (قائمہ) شہادته (مقام حد القذف فی حقہ) وشہادتها بمقام حد
الزنا فی حقہا) وشرطہ قیام الزوجیة وکون النکاح صحیحاً) لافاسداً) وسببہ قذف الرجل زوجته قذاً
یوجب الحد فی الاجنبیة) خصت بذلك لانها هی المقذوفة فقتلها شروط الاحسان (ورکنہ شہادات
مؤکدات بالیمن واللعن وحکمہ حرمة الوطء والاستتعال بعد التلاعن ولو قبل التفریق بینہما واهلہ
من ہوا اهل للشهادة) علی المسلم (من قذف زوجته) الحیة بنکاح صحیح ولو فی عدة الرجعی (العنفیة
عن) فعل الزنا) وتہمتہ) بان لم یوطأ حراماً ولو مرة بشبهة ولا بنکاح فاسد ولا لہا ولد بلا اب وولحما
لادام الشهادة) علی المسلم (او) من (نفی نسب الولد) منه او من غیرہ (وطالبته) او طالبہ الولد المنفی
(بہ) عند القاضی (لا عن) ام مختصراً۔

اور در مختار میں ہے۔ (قوله وشرطہ قیام الزوجیة) فاللعان بقذف المنکوحہ فاسداً او
المبانة ولو یواحدة بخلاف المطلقة رجعیة ولا یقذف زوجته المیتة ویشرط ایضاً الحریة والعقل و
البلوغ والاسلام والنطق وعدم الحد فی قذف وهذه شروط ارجعة الیہما ویشرط فی القاذف خاصة
عدم اقامة البینة علی صدقہ وفي المقذوف خاصة انکاسها وجود الزنا منها) وعقبتا عنہ ویشرط
ایضاً کون القذف بصریح الزنا) وکونه فی دار الاسلام) ونفی الولد بمنزلة صریح الزنا) (قوله بصریح
الزنا) کیانرا نیة او یازانی لانه ترخیم قد زینت قبل ان تزوجک جسدک او نفسک زمان وخرج
الکنایة والتعرض نحو لست انا بزنا وخرج بذکر الزنا اللواط فاللعان فیہ عندا وعندا ہی ثبت فیہ
وخرج ایضاً جہدات معہا رجلاً یجاء معہا لان الجماع لا یستلزم الزنا بصریح (قوله فی دار الاسلام) اخرج
دار الحرب لانقطاع الولاية (قوله الحیة) لان المیتة لم یبق زوجة ولانه لا یتأتی منها اللعان (قوله
بنکاح صحیح) هو ایضاً للتقید بالزوجیة لان المنکوحہ فاسداً غیر زوجة ولو دخل بها فیہ لم یتبق
عنفیة ایضاً فلا یحد قاذفها (قوله ولو فی عدة الرجعی) خرجت المبانة فاللعان فیہا لکنہ یحد
لا اجنبی۔

(قولہ العقیفہ) امرأۃ بریۃ من الوطی المحرام والتمیۃ (قولہ بان لم تطأ الخ) بیان للعة الشرعية ولومرۃ بشبہة ای ولوکان بشبہة کو طی معتداتہ من ہائیں وان ظن حله، وقولہ ولا ینکاح فاسد، الاولی اوبنکاح فاسد اعطفا علی قولہ بشبہة لانہ من الوطی المحرام، وقولہ ولا لہا ولد الخ الاولی ولم یرکن لہا ولد اعطفا علی قولہ لم تطأ لانہ بیان لقولہ وتہمتہ فانہا تتہم بالزنا بوجود ولد لہا بلا ای بلا اب معروف (قولہ وطالبہ) قیدہ لانہا لو لم تطالبہ فلا لعان لانہ حقہا لدفع العار عنہا، ومرادہ طلبہا اذا کان القذف بصریح الزنا اما بنی الولد فالطلب حقہ ایضا لاحتیاجہ الی نفی من لیس ولدہ عنہ (قولہ او طالبہ الولد المنفی) ہذا سبق قلم ولم امرأۃ لغيرہ، والصواب ان یقال او طالب النافی للولد وعبارۃ الفتح ویشرط طلبہا بخلاف ما اذا کان القذف بنی الولد فان الشرط طلبہ لاحتیاجہ الی نفی من لیس ولدہ عنہ وعبارۃ الزلیعی لاید من طلبہا الا ان یرکن القذف بنی الولد فان لہ ان یطالب لاحتیاجہ الخ ولا یغنی ان الضمیر فی طلبہ راجع للقاذف لالولد، نعم طلب الولد شرط لوجوب حد القذف ان کان ولدا غیر القاذف وکانت الاممیتۃ والا فالشرط طلبہا کما سیأتی فی بابہ و الکلام فی الطلب الذی ہو شرط وجوب اللعان ولا یرکن بعد موتہا، ولہذا اظاہر علیہ مختصراً۔

رکن لعان۔ شہادات مؤکدات بالیمین مقرون باللعن والنضب ہے لعان لفظ شہادت پر موقوف ہے اگر بجائے اشهد باللہ اھلقت باللہ کہا جائے گا لعان صحیح نہ ہوگا یوہیں مرد اگر اسے مؤکد باللعن عورت مؤکد بالنضب نہ کرے گی لعان نہ ہوگا۔ سبب لعان۔ مرد کا اپنی بی بی منکوحہ بنکاح صحیح کی طرف صراحتہً زنا کی نسبت کرنا مثلاً اسے زانیہ کہنا یا یوں کہنا کہ تو نے زنا کیا وغیرہ باغرض ایسی بات کہنا کہ اگر اجنبیہ عورت کو کہتا تو حد قذف کی موجب ہوتی۔ شرط لعان۔ زن و مرد کا بنکاح صحیح زن و شوہر ہونا اور قیام زوجیت ہے۔ اہلیت لعان۔ اہل لعان وہی ہے جو اہل شہادت ہے دونوں کا اہل ہونا ضروری ہے۔ حکم لعان۔ لعان سے فارغ ہوتے ہی وطی واستمتاع کی حرمت ہے مگر نفس لعان سے فرقت نہ ہوگی جب تک قاضی تفریق نہ کرے گا وہ دونوں زن و شوہر رہیں گے بے طلاق یا تفریق قاضی فرقت نہ ہوگی۔ زوجیت قائم رہے گی۔ لعان بعد وجوب بہت وجہ سے ساقط و باطل بھی ہو جاتا ہے۔ جب تک حکم لعان باقی ہے اور طلاق یا تفریق قاضی سے قبل حرمت وطی واستمتاع ثابت شدہ باقی رہے گی۔ جو فرقت ہوگی طلاق بائن ٹھہرے گی۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہنا حرام ہو جائے گا تا بقاربر حالت لعان انھیں نکاح حرام ہوگا۔

عالمگیری میں ہے۔ حکمہ حرمة الوطاء والاستمتاع كما فرغا من اللعان ولكن لا تقع الفرقة بنفس اللعان حتى لو طلقها في هذه الحالة طلاقاً بائناً يقع وكذا لو اكدب الرجل نفسه حل الوطاء من غير تجديد النكاح كذا في النهاية، قال ابو حنيفة ومحمد، حمهما الله تعالى الفرقة الواجبة في اللعان فرقة بتطبيقه بائنة فيزول ملك النكاح وتثبت حرمة الاجتماع والتزويج مادام على حالة اللعان، اسی میں ہے۔ اللعان يقف على لفظ الشهادة عندنا حتى لو قال احلف بالله اني لمن الصادقين او قالت هي ذلك لم يصح اللعان كذا في السراج الوهاج، اذالتعنا فرق الحاكم بينهما ولا تقع الفرقة حتى يقضى بالفرقة على الزوج فيفارقه بالطلاق فان امتنع فرق القاضى بينهما وقبل ان يفرق الحاكم لا تقع الفرقة والزوجية قائمة يقع طلاق الزوج عليها وظهاره وايلأوه ويجرى التواست بينهما اذا مات احدهما الخ والله تعالى اعلم۔

کتاب الوقف

وقف کا بیان

مسئلہ۔ از بریلی شریف محلہ گلاب نگر مدرسہ جناب محمود حسن صاحب ایک شخص نے اپنی سمیت اور قوت دینی سے ایک مدرسہ دینی اپنے مکان پر قائم کیا اور وہ ہمیشہ اس مدرسہ کی ترقی کی کوشش اور نگرانی کرتا رہا اس نے یہ بھی کیا کہ شہر کے چند متدین اور عمائد کی ایک کمیٹی بنائی جو مدرسہ کے انتظام اور اس کی ترقی کے لئے مشورہ دے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مدرسہ کے قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کافی جائداد موقوفہ کا انتظام ہو گیا لیکن پرانے ممبران جب سیکے بعد دیگرے مر گئے تو اس شخص نے جدید ممبر اور قائم کئے اور خود بھی مر گیا اب اس شخص کے مرنے کے بعد مدرسہ کی ترقی میں چند ممبران کی وجہ سے صورت زوال پیدا ہو گئی جس سے باقی مدرسہ کی اولاد نے یہ چاہا کہ یہ مدرسہ ہمارے باپ کا قائم کیا ہوا ہے لہذا ہم کو اس کی اعانت اور نگرانی کرنا چاہئے تاکہ کل کو یہ ایک مفید سلسلہ تعلیم دینیات کا ٹوٹ نہ جائے لیکن یہ موجودہ ممبر اس باقی مدرسہ کی اولاد کو نہ تو مدرسہ کی نگرانی کرنے دیتے

ہیں اور نہ ان کو مدرسہ کی منتظر کمیٹی میں شامل کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے مدرسہ کو اپنی ملکیت سمجھ رکھا ہے اور اس کی اولاد کا دخل ہونا برا جانتے ہیں لہذا باقی مدرسہ کی اولاد کو حقیقی تولیت اور حفاظت مدرسہ شرعاً حاصل ہے یا نہیں؟ بیٹو! توجروا۔

الجواب۔ وقف کا متولی واقف کے بعد اس کا وصی ہوگا اور جب کہ اس نے کسی کو وصی نہ بنایا تو اس کی اولاد سے جو اس کا اہل ہو وہ یہاں تک کہ اگر وقت موت اس کے اولاد پورے صغر سنی مثلاً تولیت کے قابل نہ تھے تو قاضی کسی صالح تولیت اجنبی کو اس وقت تک کار و وقف سپرد کرے گا جب تک واقف کی اولاد سے کوئی تولیت کا اہل ہو ممبران کا یہ ظلم ہے کہ وہ تولیت تو تولیت مدرسہ کارکن بھی اولاد واقف کو نہیں بنا چاہتے۔ اسعاف فی احکام الاوقاف میں ہے۔ ان مات ولہ یجعل ولایتہ الی احدہما جعل القاضی لہ قیما ولا یجعله من الاجانب مادام یجد من اهل بیت الواقف ممن یصلح لذلك اما لانہما شفق اولاد من قصد الواقف نسبة الوقف الیہ وذلک فیما ذکرنا فان لم یجد فمن الاجانب ممن یصلح فان اقام اجنبیا شر صا من ولدہ من یصلح صرف الیہ ام ان بلاد میں قاضی کہاں یہاں ایسے امور سنی اعلم علمائے اہل بلد کے سپرد ہیں جو اس شہر کا سنی عالم اعلم واقف ہو اس کے یہاں معاملہ رجوع کریں۔ اسے چاہئے کہ اولاد واقف سے جو صالح تولیت ہو اسے متولی وقف کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یکم رجب المرجب ۱۳۵۲ھ

مسئلہ۔ اذ انزل صلح بریلی مستولہ

کیا کسی متولی کو یہ حق حاصل ہے کہ ہزاروں کی جائداد موقوفہ کے عوض دو تین سو روپیہ مقصد خیر کے واسطے لے کر شخص واحد کی ملکیت بنا دے؟ بیٹو! توجروا۔

الجواب۔ نامتولی کو ناخود واقف کو کسی کو یہ اختیار نہیں۔ فان الوقف لا یباع ولا یرهن۔ نہ ہزاروں کی جائداد دو تین سو کے عوض کسی کو دی جاسکتی ہے نہ سیکڑوں کی جائداد ہزاروں لاکھوں کے عوض جس مقصد کے لئے واقف نے وقف کی ہے جائداد اسی کے لئے رہے گی مگر یہ اس صورت میں ہے کہ واقف نے تبدیل کی شرط نہ رکھی ہو اور اگر تبدیل کی شرط رکھی ہو تو برائے نفع واقعی اسے جائداد کو فروخت کر کے دوسری خرید سکتا ہے اور اگر اپنے قائم مقام کے لئے بھی اس نے یہ شرط رکھی ہے تو اس کا قائم مقام بھی یہ کر سکتا ہے جو اسی مقصد کے لئے وقف ہوگی جو واقف نے مقرر کیا ہے یہ کسی کو بھی جائز نہیں کہ جائداد وقف کو کچھ روپیہ کے عوض بیچ ڈالے اور ان روپیوں کو کسی کار خیر میں صرف

کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی محلہ گندہ نالہ مستولہ جناب سوداگر محمد خلیل صاحب ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۵۳ھ
ایک شخص نے اپنی کچھ جائداد اللہ واسطے وقف کی اور اس وقف نامہ میں یہ لکھ دیا کہ اس کی آمدنی
سے کچھ آمدنی مساکینوں کو دی جائے بقیہ آمدنی سے غریبوں کے کپڑے دکھانے سے امداد کی جائے مگر
آمدنی وقف کی بڑھ جائے تو غریبوں کے کپڑے دکھانے میں ترقی کر دی جائے اور کسی آمدنی ہونے پر اس
میں کمی کر دی جائے وہ شخص اپنی حیات میں اپنے انتظام سے اس کام کو انجام دیتا رہا بعد انتقال کے اس
کی اولاد میں ایک اولاد ہلہ براسی طرح کام انجام دیتی رہی اس وقف شدہ جائداد کی آمدنی گذشتہ آمدنی سے
اس وقت چار گنی زیادہ ہے اب اس کی اولاد میں سے ایک کی جائداد گردش ایام سے ختم ہو گئی اور وہ بہت
مقروض ہے پریشان حال ہے نہ کوئی سلسلہ آمدنی خورد و نوش کا بھی نہیں رکھتا ہے نہ بسبب ضعفی کے کسی
قابل ہے یہ وقف نامہ رجسٹری شدہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس وقف شدہ آمدنی سے یہ
شخص روپیہ لے کر اپنی بی بی و بچوں کی پرورش کر سکتا ہے یا نہیں یا اپنا قرض اس وقف شدہ جائداد کے
آمدنی سے ادا کر سکتا ہے یا نہیں جس کا کہ اس کے اوپر بہت زیادہ بار ہے لہذا اس بارے میں جو شرعی
احکام ہوں ان سے آگاہ فرمایا جاوے فقط

الجواب۔ اگر ولد واقف واقعی محتاج ہو گیا ہے تو وہ اس رقم وقف کا مصرف ہو سکتا ہے اور
جب کہ یہ وقف بحالت صحت کیا اور ظاہر سوال سے یہی ہے کہ مضاف الی ما بعد الموت نہیں تو اس
صورت میں اس مدکا صرف جو غریبوں و مساکین کو نقد دینے اور ان کے کھانے کپڑے میں صرف کرنے کے
لئے تحریر ہے اس پر زیادہ بہتر ہے قدر حاجت اسے دی جائے جو بچے وہ اہانہ پر نقد و طعام و ثیاب
کی صورت میں حسب تحریر وقف نامہ صرف کی جائے اس کا لحاظ رکھا جائے کہ دو سو درہم بیک وقت نہ
دیئے جائیں اس سے کم دیا جائے فتاویٰ خلاصہ میں ہے۔ فی الفتاویٰ اذا جعل امرضہ صدقۃ موقوفۃ
علی الفقراء و المساکین فلحاجت بعض قرابتہ او لحاجت الواقف ان احتاج الواقف لا یعطی لہ من تلك الغلۃ
شیئ عند الكل ولو احتاج ولدہ ذکرا انصاف بحمدہ اللہ تعالیٰ انہ یعطی وان کان الواقف فی الصحۃ ولم یکن
مضافا الی ما بعد الموت الصراف الی ولد الواقف افضل کذا ذکر الناطقی فی واقعاتہ و ہلال رحمہ اللہ
تعالیٰ فی وقفہ غیرانہ یعطی اقل من مائتین درہم ولا یصرف الیہ کل الغلۃ وان صرف الكل لا یصرف فی

کل الانمان ام مختصراً واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ کسگر ان مستولہ جناب مولوی حکیم عزیز غوث صاحب۔ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ
(۱) واقف کسی جائیداد کو وقف علی الاولاد و علی النفس کرے اور خود ہی اس کا متولی بنے تو وقف صحیح ہوگا یا نہیں امام محمد کے نزدیک قبضہ متولی کی صحت و وقف کے لئے جو شرط ہے اس کا عمل درآمد اس صورت میں کیونکر ہوگا امام ابو یوسف کا قول اس مسئلہ میں کیا ہے اور حنفی مذہب والا اس مسئلہ میں امام ابو یوسف کا قول لے سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) مسائل و وقف میں حنفی علماء کی رائے کیا ہے آیا انھوں نے ان مسائل میں امام ابو یوسف کے قول کو امام محمد اور امام ابو حنیفہ کے اقوال پر ترجیح دی ہے یا نہیں؟
(۳) جائیداد غیر منقسمہ کا وقف قول امام ابو یوسف کے مطابق جائز ہے اور صحیح اور قابل نفاذ ہے یا نہیں؟

(۴) جائیداد غیر اگر شامل وقف ہو جائے تو مذہب امام ابو یوسف کے رو سے وقف جائز ہے یا نہیں؟
مہربانی فرما کر بتائیے کہ حنفی علماء بالخصوص حضرت امام اہلسنت بقیۃ السلف حجۃ الخلف مولانا و مقتدا حضرت شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیقات جس کے ہم اہلسنت بریلی متبع ہیں کیا

ہیں؟

الجواب۔ (۱) وقف علی النفس صحیح اور واقف کا خود متولی ہونے کی شرط جائز و وقف صحیح ہوگا اور حسب شرط وہی متولی رہے گا یہی مذہب امام ابو یوسف ہے اور یہی معتد و مرجع و مختار للفقہاء ہے اور یہی ایک روایت میں امام محمد سے ہے۔ ان سے دوسری روایت وہ ہے جس میں اسی لئے کہ ان کے نزدیک تسلیم شرط ہے۔ عدم صحت ہے۔ اور اسے بھی یہی کہا گیا ہے مگر مرجع وہی ہے امام محمد سے اس پہلی روایت ہی کی بنا پر امام فخر الدین زیلیعی و صاحب در مختار علامہ علاؤ الدین حصکفی وغیرہا علماء نے اس وقف کو بالاجماع جائز و صحیح فرمایا قہستانی نے کہا اگر واقف خود اپنے آپ کو متولی کرے تو ولایت اپنی رکھے تو تسلیم شرط نہیں۔ اس سے ظاہر کہ وقف علی النفس و علی الاولاد ہو یا کوئی اور وقف جس وقف کا بھی متولی خود ہوگا تو ولایت اپنی رکھے گا تو تسلیم شرط نہ ہوگی۔

قہستانی پھر رد المحتار میں ہے۔ ان التسلیم لیس بشرط اذا جعل الواقف فہذہ قیماً تنویر الابصار و

در مختار میں ہے۔ جعل الواقف الولاية لنفسه جائز بالاجماع وكذا الولم بشرط لاحد فالولاية له عند
الثاني وهو ظاهر المذهب نهر خلا فالما نقله المصنف رد المحتار میں ہے۔ (قول مجاز بالاجماع) كذا ذكره
الزبيعي وقال لان شرط الواقف معتبر في راعى لكن الذي في القدوري انه يجوز على قول ابى يوسف وهو
قول هلال ايضا وفي الهداية انه ظاهر الرواية وقد رآه العلامة قاسم على الزبيعي دعواه الاجماع بان المنقول
ان اشتراطها يفسد الوقف عند محمد كما في الذخيرة ونازعه في النهر واطال واطاب اكنى میں ہے بقوله
خلا فالما نقله المصنف ای عن السراجية من انه لا يصح هذا الوقف عند محمد وبه يفتى نيز شيرازي و
در مختار میں ہے بجاء جعل غلة الوقف او الولاية (لنفسه عند الثاني) وعليه الفتوى رد المحتار میں ہے لو
وقف على نفسه قيل لا يجوز، وعن ابى يوسف جوازها وهو المعتمد وما في الحاشية من انه لو وقف على نفسه وعلى
فلان صح نصفه وهو حصة فلان وبطل حصة نفسه ولو قال شرع على فلان لا يصح شيئ منه مبني على القول ^{لضعف}
بجرح اكنى میں ہے۔ (قوله او الولاية) مفادها ان فيه خلاف محمد مع انه قد امان اشتراط الولاية لنفسه
جائزا بالاجماع لكن لما كان في دعوى الاجماع نزاع كما قدمناه مع الترتيق بان عن محمد روايتين
احدا هما توافق قول ابى يوسف والاخرى مخالفة فدعوى الاجماع مبنية على الرواية الاولى ودعوى الخلف
على الثانية فلا خلل في النقلين۔

تسلیم بے شک شرط ہے مگر اس صورت میں کہ وقف علی النفس ہو یا وقف کا متولی خود واقف ہی
رہے تو لیت کی شرط تاحیات خود اپنے لئے کرے۔ تسلیم کا شرط ہونا یہ امام محمد کا قول علماء نے اختیار کیا اور
وقف علی النفس اور تولیت واقف کی صحت یہ مذہب امام ابو یوسف اختیار فرمایا چونکہ مذہب ایک ہی
ہے اس لئے اس تلیق میں کچھ حرج نہیں تسلیم کی شرط سے اس صورت کو برناتے مذہب امام ابو یوسف
مستثنیٰ فرمادیا۔ قہستانی کا وہ قول اور پرگنڈا کہ اس صورت میں تسلیم شرط نہیں علامہ شامی نے زیر قول در
مختار و فی غیرہ بنصب المتولی قہستانی کا وہ قول نقل کر کے اس میں نظر کردی اور تامل فرما کر اظہار تامل کیا
تھا کہ فرمایا۔ لکن فیہ ان من شرط التسليم وهو محمد لم يصح تولية الواقف نفسه ومن صحها وهو ابو يوسف
لم يشترطه تامل اس پر اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد قدس سرہ نے جلالمتاز حاشیہ رد المحتار میں فرمایا۔
اقول سیاتی ص ۳۳۳ ان فی مسألة تولية الواقف نفسه الفتوى على قول ابى يوسف وقد حقق المحشى رحمه
الله تعالى ان التلقيق من اقوال ائمتنا الثلاثة ليس من التلقيق الباطل فان الكل مذهب واحد فمن

اختیار فی اشتراط التسليم قول محمد شرع جعل جعل الواقف نفسه متوليا مغنيا عنه بناء على قول ابی یوسف المفتی بہ فلا مؤاخذة عليه۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلکہ نحو علامہ شامی نے عقود الدرر میں فرمایا۔ التلخیص من اقوال اصحاب المذہب لیس تلیفقا باطلا امام محمد کی روایت عدم صحت کو بھی اگرچہ مفتی بہ کہا گیا ہے مگر امام ابو یوسف کا قول ہی مختار للفتویٰ ہے اول تو وہ امام ابو یوسف کا قول ہے اور علماء فرماتے ہیں قول محمد لا یفتی بہ ما وجد قول ابی یوسف الا ان ینصح او یقوی وجہہ کذا فی ش۔ قول امام محمد پر فتویٰ نہ ہو گا جب تک قول امام ابو یوسف ملے گا مگر اس صورت میں کہ قول امام محمد کو اصحاب تصحیح کے کسی نے صحیح کہا ہو یا اس کی دلیل قوی ہو یہاں جب دونوں پر فتویٰ ہوا تو پھر وہی ہوا کہ قول محمد لا یفتی بہ ما وجد قول ابی یوسف پھر قول امام ثانی ہی خصوصاً اس صورت میں کہ وہی اسهل و اسرفق ہے تو وہی مختار ہو گا کہ شرع کو رفیق و تیسیر پسند ہے در مختار میں ایک دوسری جگہ ایسے ہی اختلاف پر ترجیح کے موقع پر فرمایا۔ اختلف الترجیح والاخذ بقول الثانی احوط و اسهل بحرفی الدرر و صدر الشریعة بہ ینفی ردالمحتار میں فرمایا و اختلف الترجیح مع التصحیح فی کل منہل بان الفتویٰ علیہ وہی ظاہر الروایت ہے اسی پر متون مذہب ہیں۔ اسی پر اکثر مشایخ ہیں وہی معتد ہے ردالمحتار سے اوپر گذرا و فی الہدایۃ انہ (ای جو انرجعل الواقف الولاية لنفسه) ظاہر الروایۃ یوں ہی اسی سے اوپر مذکور ہو چکا عن ابی یوسف جو انرا (ای جو انرجعل الواقف الغلة والولاية لنفسه) وهو المعتد۔ نہر سے گذرا۔ وهو ظاہر المذہب صاحب در مختار نے فرمایا تھا۔ وعلیہ الفتویٰ اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں۔ کذا قالہ الصدہ الشہید وهو مختار اصحاب المتون و رجحہ فی الفتح و اختارہ مشایخ بلخ و فی البصر عن الحاوی انہ المختار للفتویٰ ترغیباً للناس فی الوقف و تکثیر الخیر۔ ردالمحتار میں ہے الواجب الرجوع الی ظاہر الروایۃ عند اختلاف الترجیح۔ اسی میں ہے۔ اذا اختلف الفتویٰ فالعمل بما فی المتون اولیٰ فان کان لفظاً تصحیح فی الجانب الاخری اقوی۔ اسی میں ہے ما کان اوجہ و اسرفق و اعتد المتأخرون و جب التعویل علیہ وان قالوا ان الفتویٰ علی غیرہ ابھی علامہ شامی کی عبارت سے مسطورہ بالا میں گذرا رجحہ فی الفتح یعنی امام ابو یوسف کے قول کو امام ابن الہمام بالغ مرتبہ اجتهاد محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں مرجح فرمایا۔ یہ تو امام ابو یوسف کا قول ہے جس قول امام زفر کو امام ابن الہمام نے ترجیح دی علامہ شامی اس کی نسبت فرماتے ہیں۔ ینفی ہما بقول زفر لان المحقق علی الاطلاق رجحہ بحر الرائق میں فرمایا۔ تصحیح

مشائخنا وافتوا بہ حاشیہ المولیٰ عبدالحمید الرومی علی الدر میں ہے وقول محمد اقرب الی موافقة الآثار وقول
ابی یوسف ترغیباً للناس فی الوقف اقول وقد عرفت ان الرجحان لقول ابی یوسف واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۴) صحیح ہے اس کی جائداد وقف ہوگی ملک غیر وقف نہ ہوگی بزازیہ میں ہے۔ وقف منکھ و ملک

غیر یصح فی منکھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ انکانپور انور گنج متصل مکان جناب احمد حسین صاحب مختار مرسلہ محمد معین الدین صاحب
مالک مشرقی دواخانہ۔

زید نے ایک مسجد میں ایک مدرسہ بنام مدرسہ عربیہ قائم کیا کچھ عرصے کے بعد ایک عمارت کی ضرورت
پیش آئی اس پر مدرسہ کے خیر خواہ بکر نے زید سے کہا کہ میں تمہارے مدرسہ کے لئے عروسے ایک عمارت
اور ایک مسجد بنوادوں گا کیونکہ وہ بہت مالدار آدمی ہے اور ہر سال ہزاروں روپیہ مختلف کاموں میں خرچ
کرتا ہے اور آئندہ کوئی اس کا والی وارث بھی نہیں لہذا میں عروسے تمہارے مدرسہ کے لئے تحریک
کروں گا چنانچہ حسب وعدہ بکر نے عروسے مدرسہ کے لئے تحریک کی اور وہ اس پر آمادہ ہو گیا پھر بکر نے
زید کو بلا کر کہا کہ بھئی رہنا تو تمہیں ہے لہذا امپرومنٹ ٹرسٹ کی زمینوں میں سے کوئی موقع کی زمین سے
پسند کر لو۔ چنانچہ زید نے امپرومنٹ ٹرسٹ کی زمینوں کا معائنہ کر کے چھ پلاٹ زمین مدرسہ کی عمارت
کے لئے پسند کر لی اور جتنی زمین زید نے پسند کی تھی اس کی خریداری عروسے نے منظور کر لی پھر زید نے یہ کوشش
کی کہ زمین رعایتی قیمت پر مل جائے اور اس کے لئے زید نے حکام تک رسائی حاصل کرنے میں بڑی
دوادوش کی اور متعدد سفر کئے سفارشیں بھی پہنچائیں اور ان مساعی میں مدرسہ کی رقم بھی صرف کی بالآخر اللہ
تعالیٰ نے ان کی مساعی کو کامیاب کیا اور ساڑھے دس ہزار کی زمین ایک ٹلٹ قیمت میں یعنی ساڑھے
تین ہزار میں مل گئی۔

چنانچہ اس کا بیع نامہ اس طرح لکھا گیا کہ امپرومنٹ ٹرسٹ اس زمین کو رعایتی قیمت پر عروسے کو
مدرسہ عربیہ کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ اس میں مدرسہ ہی قائم کیا جائے اور اگر یہ زمین کسی اور
منصف میں لائی گئی تو امپرومنٹ ٹرسٹ نے جو رعایت کی ہے وہ بقدر اس کے بقیہ قیمت زمین بھی لینے
کا حقدار ہوگا اور اس میں بمصلحت عروسے کو متولی لکھوا دیا گیا۔ چنانچہ جب اس بیع نامہ کی رجسٹری ہو رہی تھی
تو عروسے نے زید سے فیس رجسٹری وغیرہ کے لئے کچھ ہی میں دس روپے بھی لے لئے جو مدرسہ کی تحویل سے

دئے گئے اور اس کے بعد عمارت کا نقشہ بھی زید نے مدرسہ کی تحویل سے بنوایا اور دوران تعمیر میں عمر کے مشورہ سے معماروں کی نگرانی بھی کرتا رہا اور تعمیر کے بعد چھانک میں لوہے کی پٹری وغیرہ بھی زید نے مدرسہ کی تحویل سے ڈلوائی اور جب یہ عمارت مکمل ہو گئی صرف کمروں میں دروازہ لگانا باقی رہ گئے تو زید نے عمر کی اجازت سے اس میں مدرسہ کے فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کا جلسہ بھی کیا جس کا اشتہار چھپوا کر شائع کیا گیا اور اس میں یہ مضمون چھاپا گیا کہ فلاں محلہ کے مدرسہ عربیہ کے طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی کا جلسہ مدرسہ ہند کی جدید عمارت میں ہونا قرار پایا ہے جو عمر نے مدرسہ مذکورہ کے لئے تعمیر کرائی ہے۔

اس اشتہار کا مسودہ اور مطبوعہ اشتہار بھی عمر کی نظر سے گذرا مگر اس نے اس مضمون کی تردید نہیں کی البتہ اتنا ضرور کہا کہ میں نے یہ کام اپنے نام کے لئے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا ہے اس لئے اس لئے اس میں میری تعریف نہ کرو چنانچہ مسودہ میں سے اس کی تعریف کا مضمون نکال کر یقیناً چھپوایا گیا اس کے بعد عمر وعلیل ہوا اور اس پر دیوانی میں ایک نالش دائر ہو گئی جس سے متاثر ہو کر اس نے بکر سے کہا کہ زید سے کہئے کہ مدرسہ جدید کی عمارت میں تعلیم شروع کر دے چنانچہ زید مدرسہ میں منتقل ہو گیا سامان لے جانے اور بوریا وغیرہ لے جانے میں مدرسہ کا روپیہ بھی خرچ کیا چنانچہ اس کے تین ہی چار روز کے بعد عمر نے خالد کو درمیان ڈال کر زید سے بذریعہ بکر یہ کہلوا یا کہ زید مدرسہ خالی کر دے اس پر زید نے تامل کیا مگر جب بکر نے اصرار کیا تو زید نے مدرسہ خالی کر دیا اور انہیں واقعات کو عرضی دعویٰ میں لکھ کر عمر کے خلاف نالش کر دی لیکن کورٹ فیس کے لئے مدرسہ میں رقم نہیں تھی اس لئے زید نے مفلسی میں نالش کی تھی بہر حال نالش دائر ہے اس کے بعد خالد نے کافی دوا دوش کے بعد عمر سے اس عمارت کو بحق تہیم خانہ وقف کر دیا جس کی رجسٹری ہو گئی اور بکر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ زید سے یہ کہے کہ زید دو ہزار روپیہ بشرا نط خاص لے کر اپنے مقدمہ کو خارج کر دے مگر زید نے یہ سوچ کر کہ اگر یہ عمارت مدرسہ عربیہ کی ہو چکی تب اسے کیا حق ہے کہ وہ ایسے غبن فاحش کے ساتھ جو خباثت کی حد تک پہنچتا ہے صلح کر لے اور اگر یہ مدرسہ کی نہیں ہوئی تو محض نالش کے جبر واکراہ سے یہ رقم محض رشوت ہوئی اس لئے زید نے اس صلح اور بدل صلح سے قطعاً انکار کر دیا۔

زید نے اسی زمین کے متصل اتنی ہی زمین امپرومنٹ ٹرسٹ سے اور بھی لی تھی جس کی قیمت میں زید تقریباً تیرہ سو روپے ادا کر چکا تھا اور دو ہزار سے کچھ زیادہ اب اسے دینا ہے لہذا زید کے سامنے یہ صورت

پیش کی گئی کہ یہ بقیہ قیمت عموماً اور ادا کر دے گا مگر شرط یہ ہوگی کہ متولی کوئی اور شخص بنایا جائے گا اور زیادہ سے زیادہ دوسرے متولی کے ساتھ اسے بھی متولی کر دیا جائے گا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو تعمیر مدرسہ کے لئے ہوئی جس میں زید نے اپنی جانی و مالی بے دریغ قربانیاں پیش کیں نہ صرف اسی سے اس کو محروم کیا جائے گا بلکہ اس کے مطالبہ کی پاداش میں جو زمین اس نے بلا شرکت غیرے ہتیا کی ہے وہ بھی اس سے چھین لی جاتے گی چونکہ اس میں صریح ظلم ذلت اور چالاکاکی تھی اس لئے زید نے اسے قبول نہیں کیا اب اس کے بعد زید کو مجبور کرنے کے لئے اسی جماعت نے امپرومنٹ ٹرسٹ سے زید کو ایک بہت ہی قلیل میعاد کا نوٹس دلوادیا کہ جس زمین کا اس نے بیع نامہ جمع کیا ہے اس مدت کے اندر اندر اس کی قیمت بھی داخل کر دے ورنہ یہ معاہدہ منسوخ کر دیا جائے گا مگر زید ایسے بستر علالت پر ہے کہ جنبش کرنے کی بھی طاقت نہیں تو وہ ایسی بااثر اور جبار جماعت کے مقابلہ میں بھلا کیا دوا دوش کر سکے گا اس لئے صبر کرتا ہے اور یہ جس کی آیت ہے اس کے سپرد کرتا ہے۔

(۱) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا صورت بالا میں یہ زمین اور تعمیر جس میں عمر کی رقم کثیر اور تحویل مدرسہ رقم قلیل صرف ہوئی یہ مدرسہ عربیہ کے حق میں وقف ہوگی یا نہیں؟
 (۲) یہ وقف نامہ جو یتیم خانہ کے حق میں لکھا گیا یہ شرعاً صحیح ہے یا باطل؟
 (۳) یہ صلح جو پیش کی گئی آیا اس کے قبول کرنے کا بحیثیت متولی و ذمہ مدرسہ زید کو حق ہے یا نہیں؟
 (۴) یہ جماعت جس نے مدرسہ عربیہ کی مخالفت میں سرگرم کوششیں کیں یہ ظالم ہیں یا عادل؟
 (۵) اور یہ عمارت مدرسہ عربیہ کی ہوگی تو آیا اس کی تولیت یا اور کوئی حق عمر کو رکھتا ہے یا مدرسہ کی مخالفت کی وجہ سے اس کا یہ حق بھی ہاتا رہا۔ بیٹو اتوجروا۔

نقل جواب تھانہ بھون عمرہ مولوی مختار بنارسی مصدقہ مولوی اشرف علی تھانوی۔

الجواب۔ چونکہ یہ زمین جس کا سوال میں ذکر ہے مدرسہ عربیہ کے لئے خریدی گئی ہے بیع نامہ میں اس کی تصریح موجود ہے پھر عمر نے اس میں مدرسہ کا ریمان اور طلبہ کو لے آنے کی اجازت دی اور اس میں تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا اور اشتہار عام کے ساتھ اس زمین اور عمارت کو مدرسہ عربیہ کی جدید عمارت کے نام سے موسوم کیا گیا اس میں مدرسہ کا جلسہ بھی کیا گیا تو اب اس میں شک نہیں کہ یہ عمارت مدرسہ عربیہ کے عمارت ہے اور مدرسہ کو رکھنے کے لئے وقف ہو چکی۔ قال فی العالمگیریۃ من بیئ سقایۃ للمسلمین اد

خانایسکنہ بنوالسبیل اور باطا او جعل ارضہ مقبرۃ لمیزل منکھ عن ذلک حتی یحکمہ بہ المحاکم عند ابی حنیفۃ وعند ابی یوسف یزول منکھ بالقول کما هو اصلہ وعند محمد اذا استقی الناس من السقایۃ وسکنوا الخا والرباط ودفنوا فی المقبرۃ نزال الملك ویکتفی بالواحد لتعذر فعل الجنس کما (ص ۲۲۲) ولیہ ایضا ذکر فی المطبوع ان الفتوی علی قولہما فی ہذا المسائل وعلیہ اجماع الامۃ کذا فی المضمرات ام قلت ولا بد من الافتاء بہ فی دیارہم لایوجد فیہا قضاۃ الاسلام فان المراد بالمحاکمہ هو القاضی المسلم فی کلام الفقہاء وصرح بہ فی رسم الفتی۔

۲۔ جب یہ زمین و عمارت مدرسہ عربیہ کے لئے وقف ہو چکی ہے تو اب یتیم خانہ کے لئے اس کا وقف بالکل باطل ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس عمارت و زمین کو مدرسہ ہی کے واسطے بجا لیا باقی رکھیں جو شخص وقف بدلنے کی کوشش کرے گا گنہگار ہوگا۔ قال فی العالمگیریہ لایجوز تغییر الوقف عن ہیئۃ فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماما ولا الرباط دکانا الا اذا جعل الوقف الی الناظر ما یرى فیہ مصلحۃ الوقف کذا فی السراج الوہاج ص ۲۲۲ قلت ولم یقید الوقف ولا المتولی وقف ہذا العمارۃ والارض بشی من مثل ذلک بل عیناۃ مدرستہ معینۃ کما هو ظاہر وقال فی العالمگیریۃ ولو کان الوقف مرسلالمرید کر فیہ شرط الاستبدال لم ینک لہ ان یربعھا ویستبدل بیہام ص ۲۱۴

۳۔ صلح ہرگز ناجائز نہیں۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المسلمون علی شہہم الا شرط احرم حراما او حلالا لہا والہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح ص ۲۱۴ پس ہتم کو یہ صلح ہرگز قبول نہ کرنا چاہیے۔
یہ جماعت سراسر ناجائز ہے اور عدل و انصاف عقل و شرع کے خلاف عمل کر رہی ہے اس لئے یقیناً ظالم ہے۔

۴۔ یہ عمارت اور زمین مدرسہ عربیہ کے لئے وقف ہو چکی ہے اگر متولی اس کو دوسرے مصرف میں منتقل کرنا چاہتا ہے تو وہ خیانت کی وجہ سے تولیت سے معزول ہو جائے گا حکومت وقت کا فرض ہے کہ اس کو تولیت سے الگ کر دے صرح بہ الفقہاء فی شروط الناظر والمتولی وہو معروف واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہم السلام واحکم کتیبہ الاحقر مختار احمد بناری۔

الجواب۔ مدرسہ کی بنا کی نیت سے کوئی زمین خریدنا اس پر کوئی تعمیر کرنا اس زمین کو وقف نہیں کر دیتا ہے یوں ہی بیع نامہ میں بائع کا یہ شرط کر دینا کہ امپرومنٹ ٹرسٹ اس زمین کو رعایتی قیمت عمر و متولی

مدرسہ عربیہ کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرتا ہے کہ اس میں مدرسہ ہی قائم کیا جائے اور اگر زمین کسی اور مصرف میں لائی گئی تو امپرومنٹ ٹرسٹ نے جو رعایت کی ہے وہ بقدر اس کے بقیہ قیمت بھی لینے کا حقدار ہوگا اسے وقف نہیں بنانا ہے ظاہر ہے کہ بائع کی اس شرط کو وقف سے کوئی علاقہ نہیں کہ وقف کرے گا تو مشتری سے کہے گا نہ اس شرط کی بنا پر مشتری کو وقف کرنا لازم اور ہوتا بھی تو جب تک وہ وقف نہ کرتا وقف کیسے ہو سکتا بلکہ اس شرط بائع نے تو بیع ہی کو بنا دیا اور ایک قول پر یہ زمین مشتری کے ہاتھ امانت ٹھہری جس میں وہ تصرف سے منوع ہے عمر و متولی بھی نہیں جیسا خود سوال میں مذکور ہے کہ اسے بھصلحت متولی لکھوا دیا گیا تو وہ اپنے روپیہ سے جو زمین خرید رہا ہے اگرچہ بہ نیت تعمیر مکان برائے مدرسہ تو محض اس سے وقف ہونا کیا معنی رکھتا ہے وقف تو وقف اسے جائیداد متعلق وقف بھی نہیں کیا جاسکتا محض نیت سے نہ وقف ہوتا ہے نہ وہ یہ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ عمر و نے زمین کی خریداری کے لئے جو روپیہ دیا وہ مدرسہ کا ہو گیا لہذا اس روپیہ سے جو زمین خریدی گئی وہ مدرسہ کی ہو گئی تو یہ بھی صحیح نہیں اول تو روپیہ زمین کی خریداری کے لئے کسی اپنے ایسے معروض کو جو کہ مدرسہ کا بھی رکن یا معین ہو دینا مدرسہ کو بہتہ دینا کچھ ضرور نہیں بلکہ ظاہر ہی ہے کہ ہرگز وہ روپیہ بہ نیت مدرسہ کو نہیں دیا گیا کہ زمین خرید کر مکان بنا کر مدرسہ کو دینے کی نیت ہے نہ فقط بطور چندہ روپیہ دینا خود عمر و یعنی عبداللطیف کو یہ مسلم نہیں کہ اس نے وہ روپیہ مدرسہ کو ہب کیا اور نیت ہونے نہ ہونے میں اسی کا قول معتبر یہ تو محض زبردستی ہے کہ خواہ مخواہ اس روپے کو مدرسہ کا محض اس لئے ٹھہرایا جاتا ہے کہ اس نے زمین خریدنے کے لئے مدرسہ کے کسی رکن یا معین کو دے دیا چاہے مدرسہ کو روپیہ دینے کی نیت تھی یا نہ تھی۔ اور اگر بعض غلط یہ مانا بھی جائے تو بائع نے بیع تو عمر و یعنی عبداللطیف کے ہاتھ کی روپیہ مدرسہ ہی کا دیا گیا ہے جب بھی مالک وہی ہو۔ مدرسہ مالک نہیں ہو سکتا بلکہ اگر خود مدرسہ کے روپیہ سے خریدتا اور متولی بھی ہوتا جب بھی قطعاً اسے ملک مدرسہ اس وقت ٹھہرایا جاتا ہے عمر و یعنی عبداللطیف اسے مدرسہ کے لئے خریدنا بتانا کہ اگر وہ اپنے لئے مدرسہ سے خریدنا بتائے تو مالک یہ ہوگا اور مدرسہ کا ضامن بلکہ اگر کسی زمین وقف پر عمر و یعنی عبداللطیف کوئی تعمیر کر لیتا تو بھی بہر حال وقف کی نہیں ٹھہرتی اگر عمر و یعنی عبداللطیف اس زمین وقف کا متولی ہوتا اور مال وقف سے بنایا اپنے مال سے مگر وقف کے لئے ان دونوں صورتوں میں وہ عمارت وقف کی ٹھہرتی اور اگر اپنے مال سے اپنے لئے بنانا اور اس کا اظہار کر دیتا تو اسی کی ہوتی وقف کی نہ ہوتی یا وقف میں بنانا اور کوئی خاص نیت نہ ہوتی تو بھی وقف کی ٹھہرتی اور اگر عمر و یعنی عبداللطیف

اجنبی ہوتا وقت کا متولی نہ ہوتا تو صرف اس صورت میں کہ وقف کے لئے بنانا وقف کی ہوتی جب باذن
 متولی بنانا باقی صورتوں میں اس کی اپنی ہوتی عمر یعنی عبداللطیف جب کہ متولی نہیں تو اگر اس زمین کو بغرض
 قلعہ محض ان امور کی بنا پر وقف علی المدرسہ یا ملک مدرسہ زبردستی تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی عمارت کو وقف نہیں
 مانا جاسکتا ناس تعمیر کو ملک مدرسہ ٹھہرا جاسکتا ہے اسپر منٹ ٹرسٹ کی وہ شرط بتاتی ہے تو صرف اتنا بتاتی
 کہ اس سے مدرسہ کا ذکر کیا گیا ہو تو محض یہ نیت اگر واقعی بھی ہو تو نہ وقف کر دیتی ہے نہ جائیداد کو متعلق وقف کر
 سکتی ہے اور کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جس طرح عمر یعنی عبداللطیف کو بمصلحت متولی لکھوادیا اسی طرح محض اس
 مصلحت سے کہ دس ہزار کی زمین ساڑھے تین ہزار کو مل سکے عمر یعنی عبداللطیف نے کسی کا زحیر مثلاً مدرسہ
 کا نام لگا دیا واقع میں مدرسہ کو دینے کی نیت ہی نہ تھی اور یہی عمر یعنی عبداللطیف کی بعد کی کاروائی سے ظاہر
 اگر گواہان شرعی کے بیان سے یہ سب باتیں ثابت بھی ہوں کہ عمر یعنی عبداللطیف نے وقت رحبٹری
 زید یعنی مولوی عثمان سے دس روپیہ تحویل مدرسہ کے لئے اس کی عمارت کا نقشہ تحویل مدرسہ سے بنوایا مگر اس
 کی نگرانی کا کام زید یعنی مولوی عثمان سے لیا پھا ملک میں لوہے کی پٹری بھی مدرسہ کی تحویل سے ڈلوائی تو ان
 سب سے بہت سے بہت اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ مدرسہ کو دینے کی نیت تھی جلسہ مدرسہ کی اجازت دیدینا
 اگر ثابت ہو یوں ہیں اہالیان مدرسہ کا وہ پوسٹر جس میں انھوں نے یہ لکھا کہ فلاں مدرسہ کا جلسہ اس مدرسہ کے جدید
 مکان میں ہوگا اگر ثابت بھی ہو جائے کہ عمر یعنی عبداللطیف نے دیکھا اور خاموش رہا یوں اگر ثابت ہو کہ اس
 مکان کے دو کمروں میں طلبہ کو رہنے کے لئے اجازت دے دی تو ان امور میں سے کوئی امر بھی نہ تو وقف
 ثابت کرتا ہے ناس جائیداد کو متعلق مدرسہ کر دینا ہوتا ہے بلکہ اگر یہ ثابت ہو کہ عمر یعنی عبداللطیف نے لوگوں
 سے یہ کہا کہ اس میں تعلیم شروع کرادو جب بھی اتنے سے نہ وقف ثابت ہوگا نہ وہ مکان جائیداد مدرسہ ٹھہرا
 جائے گا ہمارے پاس اس معاملہ سے متعلق ایک دوسرا سوال بھی کانپور سے آیا ہے جن کے ساتھ بیان زید
 یعنی مولوی عثمان اور بیان عمر یعنی عبداللطیف اور بیان بکر یعنی حاجی دلدار خان سب میں عمر یعنی عبداللطیف
 کے بیان میں ان تمام امور سے انکار کیا گیا ہے جو اس سوال میں مذکور ہیں بلکہ بکر یعنی حاجی دلدار خان جس
 کے بیان سے ظاہر ہے کہ وہ مدرسہ کا حامی ہے۔ عمر یعنی عبداللطیف کے بعض بیان کی تائید ہوتی ہے۔

نقل بیان عمر یعنی عبداللطیف

بکر یعنی حاجی دلدار خان کے بیان کے وہ فقرے جو عمر یعنی عبداللطیف کی تائید کرتے ہیں۔

(۱) عمر یعنی عبداللطیف نے کچھ روپیہ بطور بیعانہ کے دیا اور زید نے وہاں جا کر جمع کیا اور بقایا جب رجسٹری کا وقت آیا تو عمر یعنی عبداللطیف نے روپیہ میری معرفت دیا۔
 (۲) مجھے علم ہے کہ عمارت میں مرتضیٰ حسن صاحب کا وعظ ہوا مجھے یاد نہیں کہ میں شریک ہوا یا نہیں اس فقرے سے یوں تاہد ہوتی ہے کہ مدرسہ کے فارغ التحصیل طلبہ کے دستار بندی کا جلسہ اگر ہوتا تو بکر یعنی حاجی دلدار خاں وہی بیان کرتا محض کسی کے وعظ کا ذکر نہ کرتا اور وہ بھی ایسا کہ اپنے شریک ہونے نہ ہونے کے متعلق یاد نہ ہونا کہہ دیا۔

(۳) عمر یعنی عبداللطیف نے مجھ سے کہا کہ اگر کچھ لڑکے وہاں آکر اللہ اللہ کریں تو مجھے کچھ فائدہ ہوگا میں نے زید یعنی عثمان کو بلا کر کہا کہ لڑکوں کو وہاں بھیج دو عمر یعنی عبداللطیف نے چابی دینے میں کچھ ٹال مٹول کی تو میں نے زید یعنی مولوی عثمان سے کہا کہ تم تالا کھول کر داخل ہو جاؤ زید یعنی مولوی عثمان مع کچھ طلبہ داخل ہو گئے اس کے چار دن بعد عمر یعنی عبداللطیف نے مجھے خالد یعنی ڈاکٹر عبدالصمد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ زید یعنی مولوی عثمان تالا توڑ کر داخل ہوئے ہیں اس لئے مدرسہ خالی کرادیں اور میں نے زید یعنی مولوی عثمان کو بلا کر کہہ دیا اور مدرسہ خالی ہو گیا اور مدرسہ بند کر کے چابی عمر یعنی عبداللطیف کے پاس بھیج دی گئی۔

(۴) زید یعنی مولوی عثمان کی زمین کی بابت کوئی تحریر کسی نے نہیں کی میں اس کا ممبر ہوں اور جانتا ہوں جو نوٹس ان کے پاس آیا وہ ضابطہ کا تھا اور یہی وہاں کا قاعدہ ہے بکر یعنی حاجی دلدار خاں کے اس بیان سے واضح ہوا کہ روپیہ بطور بیعانہ دیا گیا تھا اور باقی وقت رجسٹری روپیہ مدرسہ کو نہیں دیا گیا بائع عمر یعنی عبداللطیف کے ہاتھ نہیں بیچتا ہے اور عمر یعنی عبداللطیف خریدتا ہے۔ وہ بچائے اس کے اپنے سر سے بائع کا بار اتارے روپیہ مدرسہ کو ہبہ کر دیتا ہے شاید ہی کوئی ایسا احمق ہو جو اس بات کو تسلیم کرے صرف اس لئے کہ جس شخص کے ہاتھ اس نے زمین بھیجا وہ اس کا مستند اور مدرسہ کا بھی حامی تھا اور بیعانہ جو زید یعنی مولوی عثمان کے ہاتھ جو مدرسہ کا ہتمم کہا جاتا ہے بھیجی اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا۔ حکم شریعت ایسے افسانوں سے نہیں ثابت ہوتا۔

نیز بکر یعنی حاجی دلدار خاں نے اپنے بیان میں جو ایک وعظ کا ذکر کیا جلسہ دستار بندی کا ذکر نہ کیا اس سے واضح ہوا کہ عمر یعنی عبداللطیف کا یہ بیان کہ فارغ التحصیل لڑکوں کا جلسہ بالکل غلط ہے۔ بالکل صحیح ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو بکر یعنی حاجی دلدار خاں ایک وعظ کا ہونا بیان نہ کرتا جس کے متعلق آنا بھی نہیں کہ

مدرسہ والوں نے کہا لایا تھا نیز فقرہ ۳ سے واضح ہے کہ عمر یعنی عبد اللطیف نے چابی نہیں دی اور زید یعنی مولوی عثمان مالا توڑ کر داخل ہوا۔ بکر یعنی حاجی دلدار خاں نے خود ہی یہ کہا کہ عمر یعنی عبد اللطیف نے چابی دینے میں مال مٹول کی تو میں نے کہا کہ مالا کھول کر داخل ہو جاؤ زید یعنی مولوی عثمان مع کچھ طلبہ داخل ہو گئے اور خود ہی اخیر میں کہتا ہے کہ چابی عمر یعنی عبد اللطیف کے پاس بھیج دی گئی جو چابی عمر یعنی عبد اللطیف سے حاصل نہیں کی گئی تھی تو اس کے پاس کیوں واپس کی گئی اور بکر یعنی حاجی دلدار خاں عمر یعنی عبد اللطیف کے اس فقرہ کا بھی انکار نہیں کرتا کہ زید یعنی مولوی عثمان مالا توڑ کر داخل ہوا فقرہ ۳ از اول تا آخر سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ عمر یعنی عبد اللطیف نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ وہاں تعلیم شروع کر دی جائے اگر وہ ایسا کہتا تو چابی دینے سے انکار نہیں کرتا اور مالا توڑ کر داخل ہونا نہ پڑتا ہمارے ائمہ ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے کسی ایک کے قول پر بھی وقف کا حکم نہیں ہو سکتا اور اس مکان کا مدرسہ کا ملک ہو جانا کسی کے نزدیک ثابت نہیں ہو سکتا جب عمر یعنی عبد اللطیف نے اب اپنی اس زمین پر مکان تعمیر کر کے کریم خانہ کے لئے وقف کر دیا تو یہ وقف صحیح ہو گیا جبکہ صحیح طور پر کیا ہو۔

عبارات کتب معتبرہ معتمدہ فقہیہ

من بنی سقایۃ المسلمین او خانایسکھ بنو السبیل او رباطا او جعل ارضه مقبرۃ لمریزل ملکہ عن ذلک حتی یحکمہ بہ الحاکم عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ اسی میں ہے۔ و عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یرزول ملکہ بالقول کما هو اصلہ و عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اذا استقی الناس من السقایۃ و سکنوا الخان والرباط و دفنوا فی المقبرۃ نزل الملك و یکتفی بالواحد لتعذر فعل الجئس کلہ۔ اسی میں ہے۔ و انما یرزول ملک الواقف عن الوقف عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ بالقضاء اذا کان الملك یرزول عندہما یرزول بالقول عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ و هو قول الائمة الثلاثۃ و هو قول اکثر اهل العلم و علی هذا مشایخ بلخ و فی المنیۃ و علیہ الفتوی کذا فی فتح القدیر و علیہ الفتوی کذا فی السراج الوہاج و قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ لا یرزول حتی یجعل للوقف و لیا ویسلم الیہ و علیہ الفتوی کذا فی السراجیۃ و بقول محمد رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی کذا فی الخلاصۃ ملتی الابحر اور اس کی شرح مجمع الأنہر میں ہے۔ (لا یرزول ولا یرزول ملک الا ان یمکم بہ حاکم و عندہما یرزول ملک بمجرد القول) ای یرزول و یرزول ملک بمجرد قوله و قفت داری ہذا مثلا ولا یحتاج الی القضاء ولا الی التسليم (عند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ و عند محمد لا) یرزول ولا یرزول

ملکہ (ما المیسلمہ) الی ولی فلو وقف علی الفقراء وبنی سقایة او خاناً او سباطا البنی السبیل او جعل امرضه مقبرۃ
لا یزول ملکہ عنہ الا بالحکم عند الامام وعند ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یزول بمجرد القول وعند محمد
رحمہ اللہ تعالیٰ یزول اذا سلمہ الی متول کما هو الاصل عندہ وفي الغایة وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
لا ید من التسلم ولكن فی کل باب یعتبر بما یشیق بہ الخ۔

یہاں نہ حکم حاکم نہ قول حقیقی یا حکمی تو وقف ہو جانا کیا معنی وقف کرنے کی نیت سے اگر مقبرہ خان
رباط وغیرہ میں دفن و سکونت وغیرہ کی عام اجازت تو ایسی اجازت سے مسلمان اگر اس میں کوئی مردہ دفن کریں
یا کوئی ایک مسلمان خان یا رباط میں ساکن ہو جائے تو وقف صحیح و لازم ہو جائے گا یہ نہیں کہ وقف کرنے کی
نیت ہی نہ ہو اور بانی کی اجازت سے کوئی اس زمین میں کسی کو دفن کرے یا رباط وغیرہ میں ساکن ہو جائے
اور وقف ہو گیا یہاں صورت ایسی ہی ہے اول تو عمر و یعنی عبد اللطیف کو اجازت وغیرہ سے صاف انکار
ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو وقف کرنے کی نیت کہاں سے ثابت ہوگی اور مدرسہ کو دینے کے لئے خریدنے
اور مکان بنانے سے مدرسہ کی ملک نہ ہونا ظاہر ہے نیز خلافت میں فرمایا۔ المتولی اذا بنی فی عرصۃ الوقف ان
کان من مال الوقف یكون للوقف وکذا من مال نفسه لکن بنی للوقف فان بنی لنفسه ان اشهد کان له ذلك
وان بنی ولحمید کرشیٹا کان للوقف بخلاف الاجنبی۔

مجمع الأنهر میں ہے۔ متولی بنی فی عرصۃ الوقف فهو ای البناء یكون للوقف ان بناء من مال الوقف
او من مال نفسه ولو اء للوقف او لم یبنو شیئا وان بنی لنفسه و اشهد علیه کان له ای للمتولی نفسه والاجنبی اذا
بنی ولم یبنو شیئا فله ذلك وان نوى كونه للوقف كان وقفا كذا الفرس اذا كان باذن المتولی اما اذا احدث رجل
عمارة فی الوقف بغیر اذن فله المتولی ان یصرفه بالرفع ان لم یصرفه بالبناء القدیمر والافهوالذی ضیح مالہ
فلیترک الی ان یفصل مالہ من تحت البناء ثم یأخذ له عالمگیری میں ہے۔ البیوع نوعان باطل و فاسد،
الفاسد وهو ان یكون بدلا لهما الا کما لو اشتری بجنم او خنزیر او ادخل فیہ شرطا فاسدا او نحو ذلک فانه ینقذ
البیع بقیمۃ المسیح وعلیہ عند القبض کذا فی محیط السخسی واختلف المشایخ انہ مضمون امر امانة قال
بعضہم هو امانة وقال بعضہم ینقذ مضمون علیہ کذا فی شرح الطحاوی۔ اسکی میں ہے۔ ینقذ الملك
قیاسا واستحسانا الا ان هذا الملك یشقو النقص ویکریه للشتری ان یتصرف فیما اشتری شرطا فاسدا بقلیک
او انتفاع لکن مع هذا الوتصرف فیہ تصرفا فالنقد تصرفه ولا ینقض تصرفه و یبطل به حق البائع فی الاسترداد

سواء كان تصدقاً فإيتم العمل بالثمن بعد ثبوت البيع واشباهه أو لبيع عالمگیری میں ہے۔ لوباع دارا علی ان یبعتھا مسجد المسلمین فسد البیع..... وکذا لوباع بشرط ان یجعلھا سقایة او مقبرة المسلمین فسد البیع۔ اسی میں ہے۔ لو اشتري رجل دارا شراء فاسدا وقبضها ثم وقفها علی الفقراء والمساكين جائزا وتصير وقفها علی ما وقفتم علیه وعليه قيمتها للبائع كذا فی فتاوی قاضی خان اٹخ۔

(۱) عبارت مذکورہ بالا سے روشن کہ وہ زمین اور تعمیر مدرسہ کے حق میں ہرگز وقف نہیں نہ مدرسہ کو ہبہ ہو کہ اس کی ملک ٹھہری۔

(۲) یتیم خانہ کے حق میں وقف کرنا صحیح ہے۔

(۳) زید یعنی مولوی عثمان اور اس کے حامیان کید کو جائز نہیں کہ وہ عوامخواہ زبردستی مدرسہ کے لئے ایک غیر موقوف شئی کو موقوف بنائیں اور طرح طرح کے مکائد سے اسے وقف ٹھہرائیں یا ملک وقف بنایا اور حق اللہ اور حق العبد میں اپنی گردنیں پھنسا لیں ان پر فرض ہے کہ اپنے بھوٹے باطل دعوے سے باز آئیں عمر یعنی عبداللطیف مجبور ہو کر روپیہ دے کر صلح کرنا اور اپنی جائیداد بچانا اور کچھری کی کشاکش سے اپنی جان چھڑانا چاہتا ہے زید یعنی مولوی عثمان اور اس کے حامیان کید پر لازم کہ صلح کر لیں صلح یہی ہے کہ وہ دعویٰ واپس لیں اور ایسا روپیہ جو مجبور ہو کر دیا جا رہا ہے لینے سے بچیں۔

(۴) وہ جماعت جس نے وقف کی حمایت کی اور مدرسہ والوں کے بھوٹے دعوے کی مخالفت کی راہ حق و ثواب پر ہے اور وہ جماعت جس نے طرح طرح مکائد سے غیر وقف کو وقف ٹھہرا کر زبردستی چھیننا چاہنا ظالم جا رہا ہے۔

(۵) یہ عمارت نہ مدرسہ کے لئے وقف ہوئی نہ مدرسہ کی ملک ہوئی اور تولیت عمر یعنی عبداللطیف کا سوال محض فضول ہے عمر یعنی عبداللطیف مدعی تولیت ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام مجدہ اتم واکرم۔

مسئلہ۔ ایک شخص نے اپنی دوکانات وقف علی الاولاد کر کے اپنے بیٹے کو متولی کیا منجملہ دوکانات وقف شدہ کے ایک دوکان پرندہ روپے ماہوار کرایہ پڑھی ہوئی ہے اب متولی اس دوکان کو چونکہ روپے ماہوار کرایہ پڑھی ہوئی ہے ایک مسلمان کو سات روپے ماہوار پر سات برس کے ٹھیکہ میں دیتا ہے ٹھیکیدار کرایہ دار سے ۵ روپے ماہوار کرایہ وصول کرے گا اس طرح ٹھیکیدار کو شش روپے ماہوار زیادہ ملیں گے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح جو ٹھیکہ لیا جا رہا ہے وہ شرعاً جائز ہے یا نہیں ٹھیکیدار جو ۵ روپے کرایہ دے

وصول کرے گا جس میں اس کو شے رہا ہوا زیادہ ملیں گے تو یہ رقم جو ٹھیکیدار کو کر ایہ دار سے وصول کرے گا کیا شرعاً سود ہوگی متولی ٹھیکیدار سے سات برس کا زرخوشگی لیتا ہے جو سات برس میں سات روپیہ ماہوار کے حساب سے ادا ہو جائے گا اگر متولی ٹھیکہ نہ دے تو کر ایہ دار سے صلے روپے وصول ہوں گے مگر ماہ بہ ماہ ہونگے یکشت نہیں۔

الجواب۔ یہ ناجائز و گناہ ہے نہ اسے دینا جائز نہ اسے لینا حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ ازخان بہادر نواب حاجی غلام محمد خاں صاحب حافظی متولی وقف مدرسہ اسلامیہ سعیدیہ دادون حافظ منزل خیر آباد جناب نواب مولوی ظہیر احمد صاحب متولی و منبر مدرسہ اسلامیہ نیازیہ خیر آباد اور دھ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اوقاف اور جائیداد موقوفہ میں کسی مسلم یا غیر مسلم حکومت کا مندرجہ ذیل قوانین وضع کرنا جائز ہیں یا نہیں؟
 (۱) ایسا قانون جو بقا اور استحکام وقف کے خلاف ہو۔

۲ ایسا قانون جس سے مزارعین کو حقیقت انتقال آراضی حاصل ہو۔

۳ ایسا قانون جس سے آمدنی پر ایسا اثر واقع ہو جس سے مدت مقرر کردہ واقف میں خلل واقع ہو۔

۴ مصارف مصرعہ واقف کے خلاف کسی مصرف کا اضافہ کرنا جیسا کہ فیس ایڈٹ یا صرفی صدی کے

رقم کا کٹنے اور قاف کو دیا جانا وقف بل کے ذریعہ سے پاس کیا گیا ہے)

۵ بوقت ضرورت حکومت غیر مسلم کا تجویل محفوظہ موقوفہ میں سے قرض لینا۔

الجواب۔ یہ قوانین ظلم مبین صریح جو رجحان جفا قبیح تم مدخلت فی الدین ہیں ان کا وضع مستحق

عذاب مہین۔ حکومت مسلمہ ہو یا غیر مسلمہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا ظلم کبھی کسی کے نزدیک جائز نہیں ہو سکتا ایسے

قوانین بنانے والے انھیں جاری کرنے والا ان پر راضی ہونے والا انھیں بخوشی مان لینے والا سخت اشد

ظالم جفا کار گنہگار ٹھہرے گا ان اشد ناجائز قوانین کے خلاف جو جس طرح آواز اٹھا سکتا ہو فرض ہے کہ پوری

قوت سے اس کے خلاف آواز اٹھائے بعض قوانین ان میں وہ ہیں جن سے وقف وقف ہی نہیں رہتا

اور بعض وہ جن سے اٹاک موقوفہ کو شدید صدمہ پہنچتا صریح نقصان ہوتا ہے بعض وہ ہیں جن کا آمدنی اوقاف

پر بدترین اثر پڑتا ہے غرض یہ قوانین اوقاف پر نہایت ظلم مبین ہے کسی کا ظلم بخوشی انگیز کرنا اس کے خلاف

جو کچھ کہہ سکتا کر سکتا وہ نہ کہنا نہ کرنا ظلم پر راضی ہونا ہے۔ ان قوانین پر سکت رہنا حرام ہے۔ ان کے منسوخی

کی کوشش انتہائی کم پہنچانا لازم۔ قال علیہ الصلاۃ والسلام من رمی عمل قوم کان شریک من عمل بد باوجود قدرت واستطاعت خاموش رہنے والے اس ظلم صریح پر آہ بھی نہ کرنے والے ظالموں میں شمار ظالمین کی رہی میں حکم حدیث گرفتار ہوں گے۔

یہ منکر ہے اور ازالہ منکر تا طاعت وقوت فرض۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من رمی منکم منکر افلیغیرا بیدا فان لم یستطع فلیسانہ فان لم یستطع فقلبہ وذلك اضعف الایمان ہاتھ نہیں اٹھ سکتا؟ کیا اس ظلم کو ظلم بھی نہیں کہا جاسکتا؟ یہ بھی فرض کیجئے تو اس سے اظہار ناراضی پر بھی کیا زبان بندی ہے؟ دفعہ ۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ وقف تو ابد اتا قیام قیامت باقی رہتے ہی کے لئے ہے تو جو قانون اس کی بقا کے خلاف ہو وہ سرے سے وقف ہی کو باطل کرنے کا قانون ہے پھر یارب مدخلت فی الدین کے سر کیا سنگ ہوتے ہیں وقف میں شرط واقف سے کمی بیشی حرام ہے کہ شرط واقف کا اتباع ایسا ہی لازم جیسا کہ خود نص شارع کا (وقف میں) بے اجازت خاصہ شرعیہ تغیر و تبدیل یقیناً ناجائز الا شاہ النظائر میں فرمایا۔ شرط الواقف کفص الشارع ای فی وجوب العمل بد۔ وقف کے منافع کے لئے بھی مصارف مشروطہ پر زیادت ناجائز ہے امام محقق علی الاطلاق بالغ مرتبہ اجتہاد امام کمال الدین ابن الہمام نے فتح القدیر میں ارشاد فرمایا۔ ایسے ہی جگہ جہاں منافع وقف کے لئے مصارف مشروطہ پر زیادت کی جائے اسٹنا بقاء الوقف علی ما کان جن اوقاف کے واقفین کی شرائط کا پتہ نہ چلتا ہو وہاں کے لئے حکم ہے کہ قدیم الایام سے جو مصارف متولیان کے بعد دیگرے کرتے چلے آئے ہیں وہی کے جائیں گے۔۔۔ جدیدہ صرف اس میں بھی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ تغیریہ میں فرمایا۔ اذا وجد شرط الواقف فلا سبیل الی مخالفتہ واذا فقد عمل بالاستفاضة والاستیمارات العادیۃ المستمراۃ من تقادم الزمان الی هذا الوقت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ہند رو ضلع پٹنہ درگاہ حضرت شاہ ارزان قدس سرہ مرسلہ سید شاہ عاشق حسین صا۹ ج ۱ ص ۵۸ بندہ نواز۔ السلام علیکم مسلمانوں پر اس وقت جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں کاگریس گورنمنٹ کی طرف سے بہار مسلم وقف بل کونسل میں پیش ہے مسلم لیگ اس کی مخالفت ہے اس بل پر تبصرہ جو شائع ہوا ہے اور اس بل کی مخالفت میں رائے عامہ اور فتاویٰ جو شائع ہوئے ہیں ان کی ایک ایک کاپی کونسل کے ممبران و گورنر دوسرائے کو بھیج دی گئی ہے ایک کاپی آپ کے ملاحظہ کے لئے بھیجی جاتی ہے اور ایک فرد استقامت منسلک ہے جس پر جناب بھی براہ عنایت فتاویٰ مختصر تحریر فرما کر جلد مجھ کو

بھیج دیں۔ آپ کا دعا گو شاہ عاشق حسین۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں (۱) مسلمانوں کے اوقاف میں کسی حاکم یا غیر حاکم کو اختیار ہے یا نہیں کہ وہ شرائط و اوقف کا منشا و اوقف کے خلاف مخالفت میں کرے یا اوقف کے مقرر کردہ متولی کے خلاف کوئی جدید قانون بنانے کی اسکیم پیش کرے جب کہ اوقف اپنے منشا کے مطابق اپنے مقرر کردہ متولی کے سپرد کئے اور اس اختیار پائے ہوئے متولی نے اپنے بعد کے لئے اپنا جانشین متولی مقرر کیا جس کا اس کے سوا اختیارات یکے بعد دیگرے جانشین متولی کو سپرد ہونا چلا آیا۔ دریاں حالے کہ اوقف نے وقف کے اختیارات اپنے منشا کے خلاف نہ تو کسی کمیٹی کے سپرد کئے نہ کسی بورڈ کے مگر گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ متولی کے اختیارات اپنے مقرر کردہ کسی کمیٹی یا بورڈ کو دے کر حق تولیت سے متولی کو محروم کر دے تو زبردستی ایسا کرنا مداخلت فی الدین ہے یا نہیں؟

(۲) وقف کی جائیداد کی سابق مقرر کردہ لگان میں کمی کر دینا جس سے آمدنی کم ہو کر امور خیر میں حسب منشا و اوقف صرف نہ ہو سکے یا وقف کی آمدنی جو صرف امور خیر کے لئے تھی اس میں سے ایک معقول رقم لے کر نیا دفتر یا کوئی کمیٹی یا کوئی بورڈ قائم کر کے اس میں صرف کرنا یا کسی قسم کا کوئی ٹیکس لگانا اس میں سے بطور چندہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا تو جبراً و اجواباً باصواب جلد عنایت ہو۔

الجواب بے جناب محترم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نامہ گرامی مع استفتا موصول ہوا فقیر مکان پر موجود نہ تھا اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی۔ تکلیف انتظار ہوتی معافی کا خواست گارہوں۔ مظالم کے خورگرجنا پیشہ ستم گر ظلم پرورد بخور کے عادی جو مظالم کریں کم ہیں۔ بندگان خدا کو اوروں کے مظالم سے محافظت کے بلند بانگ دعاوی کرنے والے خود جو کچھ قوانین گڑھتے پاس کرتے ہیں اور جیسی کچھ داد عدل و انصاف دیتے دلاتے ہیں کئے معلوم نہیں۔ ان کے املاک پر جیسی جیسی چہرہ دستیاب قانون کی آڑ میں ہوتی ہیں ظاہر ہے وہی اب اور ترقی کر کے خاص املاک الہی پر دست تعدی دراز کرنا چاہتے ہیں مگر از نام حفاظت وہی جو املاک بندگان پر شب و روز طرح طرح تعدیاں کرتے بے اذن مالکان زبردستی تصرف حکومت کے بل بوتے پر نشہ حکومت سے مخمور ہو کر کرتے ہیں اب اوقاف پر ہاتھ پھیرنا مشق ستم کرنا چاہتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ملک غیر میں تصرف ظلم ہے اور ظلم کس کے نزدیک حرام اور اشد جرم نہیں پھر کیا کچھ ہوتا ہے اس سے کون واقف نہیں مگر اس کا کیا ملان کہ خود جو کچھ کیا ہائے وہ ظلم نہیں۔ یوں کون نہیں جانتا کہ وقف میں

منشار و غرض و شرط واقف کے خلاف عمل خاص ملک الہی میں تصرف محض بے جا ظلم ناروا بخور و جفا ہے مقصد وقف ہی کا صریح ابطال ہے شرعاً نہ صرف شرعاً ہی بلکہ عقلاً بھی۔

وہ امور جو سوال میں مذکور ہوتے سخت ناجائز و قبیح۔ جو رد و ظلم صریح ہیں اور دین میں کھلی مداخلت فضیح غیر حکام۔ اور یہ حکام کیسے؟ خود شرعی حکام بھی وقف میں ایسے امور نہیں کر سکتے یا دخل نہیں دے سکتے جو ایسا کرے گا وہ جائز جاہل برکتہ کہ ظالم ٹھہرے گا۔ علماء ارشاد فرماتے ہیں شرط الواقف کنص الشاسع فی وجوب العمل بہ ام مختصراً (اشیاء) صرحو بان سرعاً غرض الواقفین واجبة (رد المحتار) امرنا بابقام الوقف علی ما کان (فتح القدیر) القاضی لایملك التصرف فی الوقف مع وجود المتولی (رد المحتار) لیس للقاضی ان یقرہ وظیفہ فی الوقف بغیر شرط الواقف (رد المحتار) اذا وجد شرط الواقف فلا سبیل الی مخالفة الخ (فتاویٰ رضویہ)

مسلمانوں پر لازم کہ تا حد استطاعت پوری قوت سے اس وقف بل کے خلاف آواز اٹھائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ زید نے بعد وفات ایک معقول جائداد اور ایک والدہ و ایک زوجہ ثانیہ اور تین لڑکے اور ایک لڑکی۔ ایک لڑکی اور لڑکا زوجہ اول سے اور دو لڑکے زوجہ ثانیہ سے وارث اپنے بھوپڑے چوں کہ لڑکے تینوں نابالغ تھے ان کی دادی اور والدہ کی ناتجربہ کاری و پردہ نشینی کی وجہ سے عدالت سے ایک میسر شخص غیر وارث (اجنب) ان کا ولی منتظم جائداد و کاروبار مقرر ہو گیا جس نے بہت کچھ تغلب و اپنی اغراض کے لئے بہت سے امور نقصان رسانی کا ارتکاب کیا اور نابالغ ورثہ کو نقصان پہونچاتے اسی دوران میں زوجہ اول کا ایک لڑکا بالغ ہوا لیکن چوں کہ وہ لڑکا نہایت سادہ لوح اور ناتجربہ کار تھا اس پر ولی مذکور نے اپنی چالاکوں سے اپنے اختیارات اور قبضہ جائداد قائم رکھنے کے لئے اس لڑکے پر اپنے اثرات قائم کرنے شروع کئے اور ایک خفیہ وقف نامہ اس کے حصہ جائداد اور کاروبار کا اس طرح مرتب کر دیا کہ وقف علی الاولاد کراتے ہوئے ورثہ موجودہ کو بالکل محروم کر دیا اور صرف بعد وفات واقف اس کی بیوی فرضی اب تکنی و نسبت بھی نہیں ہوتی تھی اور اولاد کو صرف فائدہ اٹھانے کے اختیارات رکھے اور ان کے نہ ہونے پر سب بصرہ خیرات لکھ دیا نیز اس کے بالغ ہو کر وقف نامہ کی تکمیل رجسٹری سے تقریباً ایک سال بعد بلاشادی کے لڑکے مذکور کا انتقال ہو گیا۔

ولی مذکور کی زیادتیوں کی وجہ سے تنگ اگر دیگر ورثہ ثانی نے اپنے حصہ کی تقسیم عدالت سے کرائی جو تقریباً ایک سال مقدمہ بازی کے ختم ہوئی۔ اس مقدمہ تقسیم تک بھی کسی شخص کو اس وقف نامہ

کا علم نہ ہو سکا اور یہ خفیہ رکھا گیا۔ باوجودیکہ وہ حصہ دیگر ورثہ جائز پر تقسیم ہو گیا اب جب کہ حصہ داران نے اپنے اپنے حصے پر اس سے حساب فہمی کا مطالبہ کیا تو ایک سازش کر کے تیسرے شخص کو متولی وقف اپنی برادری سے تجویز کر کے اپنے اوپر ایک نالاش متولی مذکور سے عدالتی مصلحتوں کی بنا پر دائر کرانی تب ورثہ موجودہ کو وقف نامہ کا علم ہوا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جائیداد مشترکہ کا ایسے طریقے پر وقف علی الاولاد کن کہ جس کے ورثہ موجودہ محروم کر دیے ہوں اور وہ بھی ایسے وقت کہ ان کی سوائے اس وقت ان کا اور کوئی وارث بھی نہ ہو اور وہ بھی اس طرح کہ خفیہ اور پوشیدہ آیا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور ایسا وقف نامہ موجودہ ورثہ کے لئے قابل پابندی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا فقط۔

الجواب۔ صحت وقف مشاع محتمل القسمة مختلف فیہ ہے ہر دو جانب فتویٰ ہے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی صحت کے قائل ہیں۔ امام محمد عدم صحت کے مشائخ بخارا کا ماخوذ قول امام محمد ہے اور سراجیہ میں اس پر فتویٰ بتایا۔ مگر متاخرین قول امام ابو یوسف اختیار کرتے ہیں۔ اور جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ وقف المشاع المحتمل للقسمة لا یجوز عند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وبہ اخذ مشائخ بغدادی وعلیہ الفتویٰ کذا فی السراجیة۔ والتاخرین افتوا بقول ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ یجوز وهو المختار کذا فی خزائن المفتیین۔ اب کہ مختار قول امام ابو یوسف ہے کہ مشاع محتمل قسمت کا وقف جائز ہے۔ یہی ماننا ہوگا تو یہ بات کہ جائیداد مشترکہ وقف کی عدم صحت وقف کے لئے کوئی حیلہ نہیں ہو سکتی نہ وقف کی صحت کے لئے یہ ضروری کہ وقف کی شہرت کرے لوگوں پر ظاہر کرے ہاں غیر وقف کو دعویٰ وقفیت کے اثبات کے لئے بینہ پیش کرنا ہوگا تو ثبوت وقف کے لئے شہادت ضروری ہے۔ نہ کہ صحت وقف کے لئے۔ اگر اسی لڑکے نے بعد بلوغ کل جائیداد مشترکہ وقف کی تو اس سے جتنے حصہ کا وہ مالک تھا اس کے حصہ سے وقف متعلق ہوا اور اولاد کا حصہ وقف نہ ہوا اور اپنا ہی حصہ وقف کیا ہو تو بھی اولاد کل وقف کی ہو جب بھی اس سے جو اس کا حصہ ہے وہی وقف ہو جب کہ بحالت صحت وقف صحیح کیا ہو۔ اور بحالت مرض موت کیا تو اس کے حصہ کے ایک ثلث سے وقف متعلق ہوگا۔ باقی دو ثلث اس کے ان ورثہ پر تقسیم ہوں گے اگر ان میں سے وقف نہ کریں گے پھر وہ ثلث موقوف سے بھی چوکے اس کے اولاد نہیں اور اس حالت میں کہ اولاد نہیں اس کے مستحق فقراء مسلمین ہیں ان ورثہ میں جو فقراء ہوں گے وہ بھی منتفع ہو سکیں گے اور وہی احق ہوں گے۔

اس صورت میں جب کہ ان لوگوں کو اس کا وقف کرنا معلوم نہیں جو قابض ہے وہ مدعی و قفیت ہے ان پر محض اس کے اس دعویٰ کی وجہ سے لازم نہیں کہ وہ اسے وقف تسلیم کر لیں اگرچہ یہ شخص کوئی ایسا کاغذ انگریزی دکھاتا ہو جسے اس لڑکے کی طرف منسوب کرتا ہو۔ اگرچہ اسے اسی لڑکے کا لکھا بتاتا ہو بلکہ اس کاغذ کا خط لڑکے کا خط سمجھا جاتا ہو کہ الخط یشبہ الخط اگرچہ وہ کاغذ رجسٹری شدہ ہو۔ جب تک شاہد جن کی شہادت قابل قبول شرع ہو وہ شہادت شرعی اس کے وقف ہونے کی نہ ادا کریں محض کاغذ سے وہ انگریزی رجسٹری شدہ ہو، غیر رجسٹری شدہ وقف ثابت نہ ہوگا۔ یہ ورثہ اس بارے میں اس سے جائز خصوصیت کریں گے تو ملزم نہ ہوں گے۔ عالمگیری میں ہے۔ لوقال ارضی ہذا صدقة موقوفة علی من یحدث لی من الولد واپس لہ ولد یصح ہذا الوقف فاذا درکت الغلة تقسم علی الفقراء فان حدثت لہ ولدا بعد القسمة تصرف الغلة التي توجد بعد ذلك الی هذا الولد ما یصحی هذا الولد فان لم یبق لہ ولد صرفت الغلة الی الفقراء کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

صورت مسئلہ میں قول ورثہ مانا جائے گا جب تک بشہادت شرعیہ وہ شخص اس کا ہونا ثابت نہ کرے عالمگیری میں ہے۔ رجل جاء الی قاضی بلدة وقال انی کنت امینا للقاضی الذی کان قبلك هنا و فی یدی صدقة کانت لرجل یقال لہ فلان بن فلان و قفها علی قوم معلومین سماهم قبل قوله اذ لم تکن للواقف ورثة ولم یعلم من امر هذه الصدقة غیر ما اقربہ هذا الرجل وان کانت لہ ورثة فقالوا هو میراث بیننا و لیس بوقف فالقول قولهم و یكون میراثا بینہما اسی میں ہے۔ ان قال فی الصحیح ارضی صدقة موقوفة علی الفقراء بعدی و هو ینخرج من الثلث اذ کان ذلک فی المرض (الی قوله) فان احتاج بعض قرابته او بعض ولده الی ذلک والوقف فی الصحیح (رفہنا الحکام) احدا ہا ان صرف الغلة الی فقراء القرابة اولی فان فصل منها شیء یصرف الی الاجانب (الی قوله) ہذا اذا وقف علی الفقراء واحتاج الیہ بعض قرابته الخ اسی میں ہے۔ مریض وقف دار فی مرض موتہ فہو جائز اذ کان ینخرج من ثلث المال وان کان لم ینخرج فلجازت الورثة فکذلک وان لم یجیز و ابطل فیما زاد علی الثلث الخ۔ اسی کے باب فی وقف المریض میں ہے۔ اذا جعل ارضہ صدقة موقوفة لله تعالیٰ ابد علی ولدا و ولدا و ولدا و نسلہ ابد اما تاسلوا و من بعد ہم علی المساکین فان کانت ہذا الامرض ینخرج من الثلث صارت موقوفة تستغل ثم تقسم غلتها علی جمیع ورثتہ علی سهام المیراث (الی قوله) وان کانت ہذا الامرض لا ینخرج من الثلث فان اجازت الورثة الوقف جائز (الی قوله) وان لم یجیز الوقف

کھنے کے لئے کہے کہ مجھ روکنے کا کیا حق ہے۔ تو دریافت طلب۔ یہ امر ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز
 پڑھنا یا نہیں؟ اور ایسے امام کے ساتھ نمازیوں اور عام لوگوں کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے؟
الجواب۔ مسجد کا صحن تو صحن مسجد یعنی موضع صلاۃ کے علاوہ بھی مسجد کے متعلق کسی زمین میں قبر
 بنانا یا اور کوئی تصرف کرنا ناجائز ہے۔ امام نے غلط کہا کہ مجھے روکنے کا کیا حق ہے۔ ناجائز امر کے روکنے کا
 ہر مسلمان کو حق جتنا اسے ہے جیسے انکار کر کے نبی عن المنکر فرض ہے اس کو لازم تھا کہ وہ اس کو ناجائز بتاتا
 اور جو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو جو روک سکتے تھے انھیں اطلاع حکومت سے چارہ جوئی کرتا کرتا۔
 اس نے نہ روکایہ گناہ کیا بلکہ اس نے اجازت دی یہ اور بڑھ کر گناہ ہو واجب تک وہ توبہ نہ کرے اسے ہرگز
 امام نہ بنائیں وہ توبہ نہ کرے تو اسے خود معزول کر سکتے ہوں تو معزول کر دیں ورنہ جو معزول کر سکتا ہو اس کے
 کہہ کر معزول کرائیں۔ واللہ تعالیٰ ہوا ہادی و ہوتعالیٰ اعلم۔

کتاب البیوع

خرید و فروخت کا بیان

مکتبہ اذہما ضلع پونچھ پنجاب مدرسہ جناب عبداللہ بن عباس صاحب معرفت جناب مولوی اکبر علی صاحب

طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۲ رجب ۱۳۵۷ھ

آج اس وقت غلہ گندم کا عام نرخ چودہ سیر فی روپیہ ہے لیکن زید معاملہ سرکاری ادا کرتا ہے اور گندم
 کا کوئی گاہک بروقت نہیں ملتا تاکہ فروخت کر کے معاملہ ادا کرے۔ بکر نے زید کو کہا کہ میرے پاس بحساب
 سولہ سیر گندم فی روپیہ کے حساب فروخت کر دو تو میں تم سے غلہ گندم خرید لوں گا۔ زید نے بوجہ مجبوری سولہ
 سیر گندم فروخت کر کے معاملہ ادا کیا۔ یہ بیع و شرا جائز ہے کہ نہیں جو اب باصواب ہو۔

۱۲ فی الوقت گندم کا نرخ عام دست بدستی بارہ سیر فی روپیہ فروخت ہو رہا ہے یا کم و بیش۔ مگر زید
 غریب آدمی ہے اس کے پاس نقد قیمت موجود نہیں ہے اگر بکر سے گندم بطور قیمتی مانگتا ہے۔ بکر دس سیر
 فی روپیہ کے حساب زید کو گندم قرض دیتا ہے اور قیمت ماہ مہنگریں لینے کا وعدہ ہوتا ہے۔ زید اپنی غربت

اور ضرورت کی وجہ سے مذکورہ نرخ پر گندم لے لیتا ہے۔ جواب مکمل ہو۔ فقط۔

الجواب۔ قنیه ودر مختار میں اسے جائز مع الکراہت بتایا قنیه میں ہے۔ شرای الشیئ الیسیر یمن غال اذا كان لمحلجة الى القرض یجوز ویکره ودر مختار میں فرمایا شرای الشیئ الیسیر یمن غال لمحاجة القرض یجوز ویکره وافرقة المصنف قتاوی مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی میں بھی ایسا ہی لکھا۔

سوال۔ اگر در بازار نرخ بحساب فی روپیہ بست آٹا گندم ست و شخص بقرض بحساب فی روپیہ بیچدہ آٹا می فروشد ایس بیج راست ست یا نہ۔

جواب۔ بیج مذکور نافذست اما مکروه است در قنیه می آورد الخ مگر کراہت بہر صورت نہیں جیسا کہ ان عبارات سے ظاہر ہے بلکہ یہاں تفصیل ہے۔ ردالمحتار میں زیر قول در مختار یجوز ویکره ہے۔

ای یصح مع الکراہة وهذا والشراء بعد القرض لما فی الذخيرة وان لم یکن النفع مشروطا فی القرض ولكن اشترى المستقرض من المقرض بعد القرض متاعا یمن غال فعلى قول الکرخی لا بأس به وقال الخصاص ما احب له ذلك وذكر الحلواني انه حرام لانه یقول لولم ین اشترتہ منه طاب البقی بالقرض فی الحال ومحمد لم یرید ذلك بأسا وقال خواهرزاده ما نقل عن السلف محمول علی ما اذا كانت المنفعة مشروطة وذلك مکروه بلاخلاف، وما ذکره محمد محمول علی ما اذا كانت غیر مشروطة وذلك غیر مکروه بلاخلاف، هذا اذا تقدم الاقراض علی البیع فان تقدم البیع بان باع المطلوب منه المعاملة من الطالب ثوبا قیمته عشرين دینارا باء بعین دینارا ثلثا قرضه ستین دینارا اخری حتی صار له علی المقرض مائة دینار وحصل للمستقرض ثمانون دینارا ذکر الخصاص انه جائز وهذا امذهب محمد بن سلمة امام بلخ وكثیر من مشایخ بلخ كانوا یكروهونه ویقولون انه قرض جرم منفعة اذ لولا له لم یحصل المقرض غلام الثمن ومن المشایخ من قال یکره لو كانا فی مجلس واحد والافلا باس به لان المجلس الواحد یجمع الكلمات المتفرقة فكانهما وحدا معا فكانت المنفعة مشروطة فی القرض وكان شمس الاثمة الحلواني یفتی بقول الخصاص وابن سلمة ویقول هذا الیس بقرض جرم منفعة بل هذا بیع جرم منفعة وهی القرض ام ملخصا۔

جب یہاں صورت مستفسرہ میں قرض کا سابقانہ لاحتقا کہیں قدم در میان میں نہیں تو اس کے بلا خلاف جائز ہے کراہت ہونے میں کیا کلام۔ اور وہ مضطر بھی نہیں کہ مضطر ہو تو اوسطا بیع وشرار فاسد ٹھہرنا جب کہ یقین ہو تو ردالمختار میں ہے (قولہ بیع المضطر وشرار فاسد) هو ان یضطر الرجل الی طعام

اوشراب اولباس اوغيرها ولايبيعها البائع الا باكثر من ثمنها بكثير وكذلك في الشراء منه كذلك في المنج ام ح
وكذا في الشراء منه مثال لبيع المضطراى بان اضطرالى بيع شئى من ماله ولم يرض المشتري الا بشراعه
بدون ثمن امثل بغبين فاحش ومثاله مالوا الزمه القاضى يبيع ماله لايفاء دينه او الزم الذى يبيع
مصعب او عبد مسلم ونحو ذلك لكن سيد كرام المصنف فى الاكراه لو صادف السلطان امره بالبيع مع
انه بدون امر مضطر الى البيع حيث لا يمكنه غيره وقد يجاب بان هذا ليس فيه انه باع بغبين
فاحش عن ثمن امثل نعم العبارة مطلقة فيمكن تقييدها بانها انما يصح لو باع بثمان امثل او غبن
يسير توفيقا بين العبارتين فتامل - والله تعالى اعلم -

۲ اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے ظاہر کہ مشتری غیر مضطر ہے اور بائع کا مقروض نہیں تو
بے دخل نہ جائز ہے اور اگر مضطر ہے تو مضطر کا بیع و شرار فاسد کما فی الدر المختار و حاشیة رد المحتار
للعلامة السيد الشامي قدس سره السامی - والله تعالى اعلم -

بَابُ الرِّبَا

سود کا بیان

مسئلہ - از بسوان ضلع سینٹاپور مدرسہ اسلامیہ مدرسہ جناب مولانا مولوی محمد اسماعیل صاحب
مجموعہ آبادی صدر مدرس مدرسہ مذکورہ ۷ محرم الحرام ۱۳۵۱ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین حضرات و ارشاد علوم سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسائل ذیل میں
(۱) کچھ روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے واسطے وقف ہے اور قوم کے لوگوں میں بطور قرض لفظ نفع کے
نام سے تقسیم ہے کسی کے پاس پچاس کسی کے پاس دس کسی کے پاس پانچ ہیں اور شرح مقررہ مثلاً دس
روپیہ سیکڑہ قوم نفع دیتی ہے اور اگر نفس مال تجارت میں قوم کو گھٹی ہو تو قوم مدرسہ کو گھٹی کی زیر باری سے
بچاتی ہے کہتے ہیں کہ مدرسہ ٹوٹ جائے گا دینی نقصان ہوگا اس واسطے ہم گھٹی بھی اوڑھے لیتے ہیں اور نفع
بحساب مقررہ مذکورہ بغیر کمیشی کے دیتے رہیں گے کیا یہ جائز و مباح ہے یا گناہ کبیرہ؟

(۳) آمدنی مذکورہ سے جو تنخواہیں مدرسین کو دی جاتی ہیں وہ ان کے واسطے جائز ہیں یا نہیں؟
 (۳) اس کی کتابت کے واسطے ایک رجسٹر بھی ہے کیا اس کا لکھنا پڑھنا حساب فہمی کرنا کسی مدرس یا
 مسلمان کو جائز ہے؟

(۴) ایسا روپیہ مدرسہ اسلامیہ میں صرف کس کے نیکی کی امید رکھنا سبب نجات ہے یا باعث عذاب ناز؟
 (۵) اگر نئی روپیہ دو آنے یا ایک آنہ یا چار آنے مثلاً ماہوار نفع مقرر کیا جائے اور گھٹی اور نفع دونوں کے
 ذمہ داری ہو تو یہ نفع محمود و طیب ہو گا یا نہیں؟

(۶) نوٹ کو بیع کر کے مثلاً دس کانوٹ ساٹھ بارہ میں بیچ دیا جائے اور قرض کیونکہ نقد کون لے گا
 پھر ۴ ماہ وار نفع لیا جائے اور اصل جب تک ادا نہ ہو یوں ہی نفع لیتا رہے یہ جائز ہے یا اس میں تعیین میعاد
 کی جائے تو صورت جواز نکل سکتی ہے؟

(۷) سو روپیہ کانوٹ ایک سو پچیس روپے میں بیچ کر دیا جائے اور پختہ کاغذ پر ایک سو پچیس لکھو آ
 مگر مقررہ میعاد پر اور اس ایک سو پچیس کے بدلے ایسی شئی بھی لکھو لے جو بیچ کر روپیہ وصول کرے
 تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

(۸) کیا مشرکین موجودہ حربی نہیں؟ کیا حربی جب دارالاسلام میں آباد ہوں تو ان سے سود لیا جا سکتا
 ہے یا کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی ڈاک خانہ یا بینک یا حکومت میں روپیہ جمع کرے تو اس کا جو سود
 ملتا ہے وہ لے سکتا ہے اور لینے کی کیا صورت ہے؟

الجواب۔ کچھ روپیہ مدرسہ اسلامیہ کے لئے وقف ہے اس کا مطلب ظاہر تو یہی ہے کہ کسی نے
 خود روپیہ وقف کیا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مدرسہ پر کوئی جائیداد وقف ہے اس کا روپیہ۔ یا یہ کہ
 مدرسہ کے چندوں کا روپیہ۔ اگر مطلب وہی ہے جو اس عبارت کا ظاہر ہے تو یہاں روپیہ کا وقف
 بوجہ عدم عرف و تعامل صحیح نہیں کہ منقول کا قصد وقف اگرچہ مختلف فیہ ہے اور صحیح و مفتی بہ مذہب
 جواز ہی ہے مگر جن کے نزدیک جائز ہے ان کے نزدیک بھی جب ہی جب کہ اس شئی منقول کا وقف
 عرفاً رائج و معمول بہ ہو۔ قیاس کا مقصود تو یہی ہے کہ شئی منقول کا وقف صحیح ہی نہ ہو۔ لان من شرط
 الوقف التابید و المنقول لایدوم، مگر جو حضرات تعامل کے سبب اس کے جواز کا قول کرتے ہیں وہ بوجہ
 حدیث، ماہرۃ المسلمون حسنا، فہو عند اللہ حسن فرماتے ہیں کہ تعامل سے قیاس متروک ہو جائے۔

اور ہندوستان میں خود درہم و دنیا نیر کے وقف پر تعامل نہیں۔ تو یہاں اس کے جواز کا قول کسی طرح نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر بعض اقطار ہند میں اس کا وقف آج کل رائج و معروف ہو تو ان اقطار میں جب تک ایسا رائج و معروف رہے اس کے جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔ تنویر الابصار و در مختار میں اختیار سے ہے صحیح و وقف کل منقول قصد افیہ تعامل کفاس و قد وریل و در اہم و دنیا نیر و مکیل و مؤن و ن و قدس و جنائز و شہادہا و مصحف و کتب لان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن بخلاف ما لا تعامل فیہ و ہذا قول محمد و علیہ الفتویٰ اختیار ۱۰۱ مختصراً۔

ردالمقار میں ہدایہ امام برہان الدین سے اسی کو مختار اکثر فقہاء اور اسعاف فی احکام الاوقاف سے اسی کو صحیح اور فتاویٰ ظہیر تہام ظہیر الدین مرغینانی سے اسی کو قول اکثر مشائخ نقل فرمایا ردالمقار میں زیر قول شارح کل منقول قصد فرمایا عند محمد یجوز ما فیہ تعامل من المنقولات واختارہ اکثر فقہاء الامصار کما فی الہدایۃ و ہوا الصحیح کما فی الاسعاف و ہو قول اکثر المشائخ کما فی الظہیریۃ لان القیاس قد یترک بالتعامل اس صورت میں وہ روپیہ جس نے وقف کیا اس کی ہلاک ہے مدرسہ میں چندے کے روپے کی طرح ہے اس سے دریافت کریں جو جائز بات وہ بتائے اس طرح خرچ کریں۔ اور اگر ان دیار میں درہم و دینار کا وقف رائج و معمول ہو تو البتہ وقف مانا جائے گا۔ اگر وقف ہے تو اس صورت میں اسے مضاربت پر دینا جائز ہے۔ اسے مضاربت پر دیں اور نفع کو مدرسہ پر صرف کریں یوں لوٹ پھیر کرتے رہیں اور نفع مدرسہ پر خرچ کریں۔ مجمع الانہر و عامۃ کتب میں ہے واللفظ للجمع اجل وقف الدلاہم و الطعام او ما یکال او یوزن یجوز و یدفع البدر اہم مضاربتہ ثم یتصدق بفضلہا فی الوجہ الذی وقف علیہ ام مختصراً مگر قوم نے جب اسے قرض دیا لیا ہے تو یہ حرام و ناجائز لیسے یہ معاملہ نرا سود کا ہے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور اگر مدرسہ کی کسی وقتی جائداد کا روپیہ ہے تو بھی اگر تجارت قوم کی ہے روپیہ قرض لیا ہے یہی حکم ہے کہ محض ناجائز و نارسا ہے مدرسہ کی پاک آمدنی کو سود کی نجاست سے ناپاک کیا ہے اور اگر وہ تجارت مدرسہ کی مدرسہ کے روپے سے کرتے تو بھی جائز نہ ہوتا کہ تجارت میں نفع و نقصان سود و زیان دونوں کا احتمال یکساں انہیں مدرسہ کے روپے سے تجارت کا کوئی حق نہیں خصوصاً اس صورت میں جب کہ واقف کی شرط کے خلاف یہ تجارتی کاروائی ہو۔ ایک اس کی شرط کا خلاف یہ نارسا کام ناجائز و حرام لان شرط الواقف کمنع الشارع فی وجوب الانتاع والعمل بہ کما نضوا علیہ قاطبہ دوسرے مدرسہ کی آمدنی کو معرض ہلاک میں ڈالنا اس

صورت میں جب کہ نقصان ہو تو جتنا نقصان ہوگا اس کا تاوان ان کے ذمہ لازم ہوگا اور وہ یہ سیکڑا گھٹے یا چار یا دس یا بیس جو گھٹے جو گھٹی ہوگی اس کی ادا ان کے ذمہ لازم ہوگی اور اگر چندوں کا روپیہ ہے تو اس صورت کا حکم بھی تقریر بالا سے ظاہر۔

وقال شيخنا وملاذنا واستاذنا المجدد سيدنا الوالد الماجد رحمه الله تعالى وقد سنا
 بأسراره الشريفة في فتاواه المنيفة، العطايا النبوية، في الفتاوى الرضوية، «چندہ کے روپے چندہ دینے
 والوں کی ملک پر رہتے ہیں ان سے اجازت لی جائے جو جائز بات وہ بتائیں اس پر عمل کیا جائے و بیان
 المسئلة و تحقیقہا فی کتاب الوقف من فتاوانا ایسی کہی میں جو سود کا لین دین کرنی ہو شامل کر کے بڑھانا
 حرام ہے اگرچہ چندہ دہندہ اجازت دیں فلیس لاحد ان یحل ما حرم الله وقال فی جواب السؤال الاخر
 أوقف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اس میں بلا شرط واقف یا اجازت خاص
 شرعیہ کوئی تغیر تبدیل جائز نہیں۔ مدرسہ کے مال سے مسجد کا قرض نہیں ادا کیا جاسکتا جو ادا کرے گا تاوان اس پر
 ہے» وقال فی موضع اخر فی جواب هذا السؤال مسجد کا جو پیسہ جمع ہے اسے کسی منفعت پر خرید و فروخت، تجارت
 کر سکتے ہیں؟ مسجد کے جمع مال افزود کے لئے الجواب، تجارت میں نفع و نقصان دونوں کا احتمال ہے اور کاروبار
 میں امین و خائن دونوں طرح کے ہوتے ہیں اور مال وقف میں شرط واقف سے زیادت کی اجازت نہیں
 الخ والله تعالى اعلم۔

(۲) اس صورت میں جب کہ وہ زیادت سود ہو اگر خاص اس سودی روپیہ سے تنخواہیں دی جائیں تو کسی
 کو اس خاص زر حرام کا اخذ جائز نہیں نہ مدرس نہ کسی اجیر کو نہ کسی مسلمان کو، وہ مال حرام لینا حلال نہیں اور اگر اور کدنی
 سے مخلوط کر دیا جاتا ہے وہ سودی روپیہ علیحدہ نہیں رکھا جاتا تو امام اعظم کے نزدیک اخذ جائز ہے مگر مکروہ اور حدیث
 کے نزدیک اب بھی ناجائز، ایسی صورت میں اگر تنخواہیں پاک روپے قرض لے کر ادا کی جائیں تو مدرسین از تکاز
 حرام یا مکروہ سے محفوظ رہیں گے فتاویٰ خانیر میں ہے ان کان السلطان خلط الدرہم بعضها ببعض فانه
 لا بأس به وان دفع من الغصبة من غیر خلط لم یجز اخذہ قال الفقیہ ابواللیث هذا الجواب یتقیم
 علی قول ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان عندہ اذا غصب الدرہم من قوم و خلط بعضها ببعض
 یملکها الغاصب اما علی قول ابی یوسف و محمد فانه لا یملکها و تكون علی مملکها صلحها و اللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۳) اگر صورت سود کی ہے اور اس رجسٹر میں سود کا حساب بھی لکھا جاتا ہے تو حدیث میں سود کے کاتب

و محاسب و شاہد سب پر لعنت فرمائی۔ والیعاذ باللہ تعالیٰ جسے حساب فہمی زبردستہ مقصود ہو اور اس میں سود کا حساب کبھی درج ہے تو زبردستہ کی حساب فہمی میں حرج نہیں لاکن الاعمال بالنہایت وانما نکل امرئ ما لوی سود کا حساب اس کا مقصود نہیں۔ جسے کوئی مدرسہ یا مسجد جاتے اور راہ میں کوئی منکر پائے جب تک اس منکر کی طرف بالقصد ملتفت نہ ہوگا اس پر کوئی الزام نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳۶) مدرسہ یا کسی دینی کام میں زر حرام کا صرف حرام اور اس پر امید ثواب حرام بر حرام ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) اس کا جواب بھی اوپر کے جواب سے واضح دو آنے چار آنے اور دو روپے چار روپے اور ماہولہ اور سالانہ اور روزانہ سے حکم نہیں بدلتا اپنا جائز مطالبہ باقسط لینے سے سود نہیں ہو جاتا۔ جیسی صورت ہوگی ویسا حکم ہوگا۔ اگر سود کی صورت ہے اور جب قوم مدرسہ سے قرض لے کر نفع دیتی ہے تو یہی صورت ہے تو چاہے پیسے سے یا آنہ یا روپیہ روزانہ دے یا ماہانہ یا سالانہ حرام حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) جب تک اصل ادا نہ ہو برابر ۴۲ ایک پیسہ نفع لے جائے تا سود ہے دس کانوٹ ساڑھے بارہ یا تھو کو بچھا حلال کما نفع علی جوان بیع قطعۃ الکفذ بالکف فی فسخ القذیر۔ قرضوں نیچے یا نقد جتنے میں بیچا اس سے ایک پیسہ زائد نفع لیا وہ سود ہوگا باقسط لے یا یکمشت جس قدر کو بیچا ہے اتنے ہی لے خواہ یکمشت یا باقسط۔ اب واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) نوٹ کی جو قیمت لینے والے پر ہی اس میں اگر اس کی کوئی فیسی مستغرق کرے کہ اگر وہ اس کا مطلقا نہ ادا کرے تو اس شیئی سے وصول کیا جاسکے اس میں حرج نہیں جب کہ اس شیئی سے یہ کچھ انتفاع نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸) سود حرام قطعی ہے نہ مسلمان سے لینا حلال نہ کافر سے نہ ذمی سے نہ حربی سے سود ہونے کے لئے مال معصوم درکار ہے جس کا مال معصوم ہو اس سے زائد لینا سود ہوگا کہیں لے۔ اور جس کا مال معصوم نہیں اس سے جو کچھ ملے وہ حرام و سود نہیں۔ ہاں غدر بید عہدی نہ کرے کہ حرام ہے۔ یہ حکومت جو نفع دیتی ہے وہ درحقیقت سود ہی نہیں یوں ہی یہاں کے اور کفار کہ سب حربی ہی ہیں و ما لہم لیس بمعصوم۔ سود کچھ کر لینا گناہ ہے مگر جو شے یہ سمجھے ہوئے کہ سود ہے لی وہ سود نہیں بکری کو سو کر کچھ کر کھا نا گناہ مگر جو کھلایا وہ سو نہیں بکری ہی تھا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا ترہا بین المسلم والحرفی فی ذل الحرب۔ والی الحرب کی قید اتفاتی ہے احترازی

نہیں کہ داروین داری کوئی تخصیص نہیں "فی دار الحرب" بحسب واقع ارشاد ہوا کہ اس زمان برکت نشان میں کوئی ایسی صورت ہی نہ تھی کہ داروین الاسلام ہو اور کفار حربی اصل علت وہی عدم عصمت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ایک شخص کے پاس تیس روپیہ ہیں کچھ ان میں سے ڈاک خانہ سرکاری میں بفرسٹ سو جمع کر دیے ہیں اور خود ایک آنہ روپیہ کا سو روپیہ اور مسلمان سب سے لیتا ہے اور نوٹ لیتا ہے اور روپیہ دیتا ہے اور کبھی نوٹ دیتا ہے اور روپیہ لیتا ہے اور یہ سنا لاتا ہے کہ جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جائز رکھا ہے اگر جائز ہے تو فرمان باری تعالیٰ کا کیا مطلب ہے اور کیا معنی ہیں قولہ تعالیٰ احل اللہ البيع و حرم الربوا لہذا اس مسئلہ کو جہاں جہاں حل کر کے جواب سے مشرف فرمائیے تمام لوگ اس میں متقبل ہیں آپ عند اللہ ماجور ہوں گے اور ایسے شخص سے اہل محلہ دستی کو کیا کرنا چاہئے اور تین نقتے آداب مسجد روانہ فرمائیے اور اس کے اندر ایک ٹکٹ رکھ دیا گیا مگر یہ کہ دار الحرب میں سو کس سے لینا جائز ہے ہندو مسلمان دونوں میں؟ دنیا میں دار الحرب کون کون جگہ ہے اس کی بھی تشریح فرمادیتے۔ پتہ یہ ہے۔ شہر پٹی بھیت محلہ شیر محمد متصل مارکیٹ مولوی عبدالرب صاحب۔

الجواب۔ سو دنص قطعی قرآنی حرام ہے قال تعالیٰ وحرم الربوا کسی سے حلال نہیں اور کہیں حلال نہیں نہ مسلم سے نہ کافر سے نہ دارالاسلام میں نہ دارالحرب میں جو سو نہیں وہ کسی سے حرام نہیں کہیں حرام نہیں خنزیر دارالاسلام میں ہی حرام نہیں کہ دار الحرب میں جا کر اس کا کھانا جائز ہو دارالاسلام میں اگر حرام ہو جائے یوں بکری جب حلال ہے تو اس کا گوشت اگر سو کر کا بچہ سمجھ کر کھائے تو حرام گوشت نہ کھائے گا حلال ہی ہاں حرام سمجھ کر کھائے گا گناہ ہو گا۔ یہ بات اور ہے۔ گورنمنٹ سے جو روپیہ نڈا ملتا ہے سو نہیں کہ سو ہونے کے لئے مال معصوم ہونا ضروری ہے۔ و مال المحرمی لیس بمعصوم جب گورنمنٹ ایک رقم اپنی رضا سے خود زاید دیتی ہے اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ سو نہیں مگر سو سمجھ کر لینا ضرور گناہ ہو گا اس سمجھنے سے وہ سو نہ ہو جائے گا جو زاید مال اخذ کیا مال حلال ہے مگر حرام سمجھ کر لیا اس کا گناہ ہوا اگر اسے سو جانتا ہے اور لیتا ہے تو گنہگار ہے نہ کہ نہیں دیتا سخت شدید گناہ کا مرتکب فرض کا تارک مستحق عذاب شدید مدید ہے والیاد اللہ تعالیٰ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور حساب کرے جس قدر زکاۃ کا روپیہ اب تک اس پر دینا فرض ہو چکا ہے سب دے اور اگر اس وقت سب ادا کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو جتنا ادا کر کے باقی پھر حسب قدرت ادا کرتا ہے اور جو نیا واجب ہوتا جائے اسے بھی۔ زکاۃ نہ دینے والوں کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے الذین یکنزون

الذہب والفضة ولا یفتقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بحداب الذی یومر بحسب علیہا فی ناسر جہنم فتکوی بہا
 حیباہم وجنوبہم وظہورہم ہذا اما کنتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکتزون۔ جلالین میں ہے ای لا یؤدب
 منہا حقہ من الزکاۃ والخیر واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرض دے کر اس پر نفع لینا ترا سود ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل قرض منہ منفعۃ فہو ما
 چاہے نوٹ دے کر روپیہ یا روپیہ دے کر نوٹ وہ اس کے جواز کا اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر اکثر کرتا ہے ہرگز اٹھو
 نے اس کے جواز کا فتویٰ نہ دیا ان کے فتاویٰ میں ایک دو نہیں بہت فتوے ایسے ملیں گے جس میں یہی فرمایا
 کہ قرض پر نفع لینا حرام اور سود ہے دس کا نوٹ بارہ یا کم و بیش کو بچنا اسے حلال بتایا ہے کہ حدیث میں ہے۔ اذا
 اختلف الجنان فبیعوا کیف شئت من صاحب قرض القدریر رحمہ اللہ کے ارشاد سے اس کا ثبوت پیش فرمایا
 ہے کہ انھوں نے تصریح کی کہ لوباع قطعۃ کاغذۃ بالفجانہ۔ اوکما قال، تو بیع کو حلال فرمایا ہے نہ کہ سوکھ
 جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ نے ہندوی میں رباع سے بچنے کو جو حیلہ جواز بتایا اس میں بتایا کہ
 ”روکم صد روپیہ بسا ہو کار بندہ و دو روپیہ رافلوس بکنانند در عوض دو ازندہ روپیہ فروخت نماید کہ بسبب غیر جنس
 بودن فلوس دو روپیہ حلال می شود الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سو کسی سے لینا جائز نہیں۔ حربی کافر سے وہ معاملہ ہو دھریا
 مسلم و مسلم یا مسلم و کافر ذمی سو دھرتا حربی سے سو نہیں، قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تمربا بین المسلم والمغربی
 فی حال الحرب اور اس کی علت وہی عدم عصمت و دار الحرب وہ جگہ جہاں کبھی مسلمانوں کا تسلط نہ ہو یا اپنا ہند
 تسلط ہو پھر جا رہا اور وہاں بقلبہ کفار شعار اسلام قطعاً مسدود ہو گئے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ انام تسرا تھی دروازہ کٹرہ پر چہرہ رسد حاجی غلام محمد عطا محمد صاحبان ۱۹ شوال ۱۳۵۲ھ

بخدمت شریف منیع فضل و کرم مشعل انوار ہدایت خواص دریائے معانی جامع شریعت و طریقت سے
 حضرت مولانا دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف بہت مدت کے بعد حضور کا خط آیا ہے صاحب
 جواب سے تسکین ہوئی یہ مسئلہ آج تک میری سمجھ میں نہ آتا تھا حضور نے پورے طور پر واضح کر دیا بتلایا اس مسئلہ
 کے متعلق ایک ضروری بات دریافت طلب اور پیدا ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہندو دلال ہم سے سو دی روپیہ
 مانگتے ہیں روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ سیکڑہ پر اور ہم ان سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو سو روپیہ یا دو سو روپیہ ایک روپیہ یا ڈیڑھ
 روپیہ فیصدی منافع پر دیتے ہیں کیوں کہ اعلیٰ حضرت کے خط میں لکھا ہوا تھا ”پھر بھی جس طرح برے کام سے
 بچنا ضروری ہے برے نام سے بھی بچنا مناسب ہے الخ“ مگر جب وکیلوں سے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ کہتے

طہ قاضی مرتزی جلد اول ص ۲۲ مطبوعہ رحیمیہ نمبر فتح القدر باب الکفالت ج ۵ ص ۴۱۵ تمہ ہادیہ ج ۲ ص ۸۶، ۲۱ ایضاً ص ۵ شای ص ۱۹

جب کاغذ میں لفظ میں سو ایک روپیہ سیکڑہ یا دو روپیہ سیکڑہ نہ لکھا جائے گا تب تک یہ کاغذ لکھا ہوا جائز نہ ہوگا اور اس کی مدیون پر ڈگری مع سود نہیں کرا سکتے ہو یا خالی روپیہ کی ڈگری ہوگی کیونکہ نقد روپیہ یا نوٹ پر سرکار منافع نہیں دیتی اور سود دیتی ہے منافع وغیرہ کچھ نہیں ملے گا اگر ہندوؤں سے کاغذ میں لفظ سود لکھا آوے تو سود مع حقہ و خرچہ وصول کر سکتے ہو ورنہ نہیں عالیجا با اس پر کیا کیا جائے ہم تو دل میں اسی لفظ سود کو برا سمجھتے ہیں اور ہندو بھی کہتے ہیں کہ ہم پیچھے اسی طرح سے کاغذ لکھ کر دیتے آئے ہیں اگر وہ اپنی غرض کی خاطر وہی ہمارا کہا منظور کرے تو وہ کاغذ کو رٹ میں منظور نہیں ہوتا امید ہے کہ حضور اس لفظ کی بابت بھی شرح کر دیں گے۔

دوسرے سوال کے جواب میں پچاس روپیہ کی بیع بروضہ تہ نہ روپیہ کے کرمانہ کے جس میں تانبے سفید کی اکیناں دو زیاں چوئیاں یا پیسے سرخ تانبہ کے پانچ چھ ماہ کی میعاد پر کسی مسلمان یا ہندو سے جائز ہے یا نہ اور اس سے روزانہ آنا یا جو یومیہ مقرر کر لے لے سکتا ہے اس کا جواب حضور نے یہ لکھا تھا نہ معلوم کہ حضور کو ایک لفظ غلطی ہوگئی یا وہ درست ہے اس لفظ پر نشان چکر کھڑی کا ہے جواب یہ ہے جائز ہے۔ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اختلف الجنسان فی بیعوا کیف شئتم فتاویٰ عمر بنیہ میں حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں ”دو روپیہ یا فلوس بکناند در عوض دوازده روپیہ فروخت نماید بسبب غیر جنس بودن فلوس حلال می شود مگر جنس بیچنا اس کی کوئی میعاد مقرر کرانا اسقاط پر ثمن لینا سبب حلال ہے اسے سود کرنے میں کوئی دخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ لفظ اسقاط ہے تو میعاد مقررنا جائز ہوگی اور اگر کچھ اور ہے تو اس کی تشریح کر دی جاتے۔“

سوال ۳۳ نوٹ کا منافع پر قرض بیچنا اور اس کے عوض روپیہ لینا چاہئے یا کرمانہ اور اس کو ایک میعاد معین تک بیع سکتا ہے یا نہ اور اس سے روزانہ روپیہ یا دو روپیہ جو اس سے مقرر کر لے لے سکتا ہے یا نہ اور اگر سو روپیہ کا نوٹ دس روپیہ منافع پر قرض دس ماہ کی مدت پر بیچے اور دس روپیہ کا نوٹ اسی وقت دس نوٹوں میں سے رکھ لے اور نوٹ لے جائی طرف سو روپیہ ہوا اور مجھ کو اسقاط پر ماہ ب ماہ دس روپیہ دیے جا اور اس نے بعد گزرنے کل میعاد کے وہی نوٹ دیے یا پانچ نوٹ دیے اور پچاس روپیہ دیے یہ بیع درست ہوگی یا نہ اور کیا یہ بیع قرض پر کسی مسلمان سے بھی کر سکتا ہے یا نہ پہلے جو خط حضور کی طرف لکھا تھا اس کا جواب کے دیر ہونے پر میں نے ایک خط مولوی انور شاہ صاحب کو لکھا تھا اس خط کے جواب کے دس پندرہ یوم کے بعد وہ فوت ہو گئے تھے اور ایک خط مدرسہ امینیہ دہلی بھی لکھا تھا دونوں کا جواب حضور کو جمع سوال لکھتا ہوں

وہی سوال جہا علی حضرت کو جس نے اکہما تھا جس کا جواب حضور نے مجھ کو اکہما ہے میں نے ذرا التفات کر ان صاحبوں کو لکھے تھے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا تعالیٰ ان کو جنت میں درجہ مقربین کا عطا فرمائے لفظ سود سے بچنے کی کوشش فرماتے ہیں اور جو ان صاحبوں نے لکھا ملاحظہ ہو جو سوال میں نے مولوی انور شاہ صاحب کچا کیا سوال برا کیا پاس روپیہ کی بیع بعوض ترونجہ روپیہ کے کریانہ کے جس میں آٹھ سو سفید کی چونیاں دو نیاں اکنیاں اور پیسے سوائے چاندی کے کریانہ کے ہوں ایک مدت معین تک کسی مسلمان یا ہندو سے جائز ہے۔

سوال بلا جب کہ سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک میں دینک میں روپیہ رکھے ہوئے پر یا کسی ہندو ساہوکار کو روپیہ دیئے ہوئے پر منافع لینا کیسا ہے جب کہ منافع کی بھی ایک رقم کثیر ہو۔ جو جواب اس کا مولوی انور شاہ صاحب نے بھیجا تھا ملاحظہ ہو۔

جواب سوال بلا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہلا خط مجھے نہیں ملا دوسرے کا جواب اپنے لفظوں میں دوسرے کے قلم سے لکھواتا ہوں اگر ایک جنس کا دوسری جنس سے معاوضہ ہے تو وہ سود نہیں ہم جنس ہونا سود میں شرط ہے چاندی سونے اور اکنیوں کا کریانہ کے ساتھ معاوضہ جائز ہے کسی پیشی کا لحاظ نہیں ہم جنس نہ ہوں۔

جواب سوال بلا جس ملک میں عمل داری مسلمانوں کی نہ ہو اور فیصلہ مقدمات کا شریعت پر نہ ہو اس ملک کو حنفی مذہب میں دار الحرب کہتے ہیں اور یہ دار الحرب قانون شریعت سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک خارج ہے دار الحرب میں مسلم اگر غیر مسلم سے سود لے تو حنفی مذہب میں جائز ہے۔ امام احمد سے بھی ایک روایت جواز کی آئی ہے اور ائمہ ناجائز کہتے ہیں منشا اختلاف یہ ہے اور ائمہ یہ فرماتے ہیں کہ عام قانون قرآنی مسلمانوں پر ہر جگہ حاوی ہے اور امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں جب اسلامی حکومت نہیں ہے تو قانون چلا نہیں سکتے ان کے نزدیک دار الحرب ایسا ہے کہ جیسے سلطنت کے باہر خود مختار کوئی علاقہ ہو اس بحث کا فیصلہ ہم جیسوں کے بس میں نہیں۔

لوگوں سے کہتے ہیں کہ بینک میں سے سود لے لو اور غریبوں پر صدقہ کرو تاکہ پادریوں کے مشن میں خرچ نہ ہو۔ والسلام

دہلی میں جو سوال بھیجے تھے انہیں اوپر کے دو سوالوں میں ایک میں مدت معین کی جگہ پانچ چھ ماہ کی مدت معین تھی اور دوسرے سوال کی عبارت یہ تھی جب کہ سود مطلقاً حرام ہے تو اس ملک میں دینک میں رکھے

ہوتے پر یا کسی حربی کافر کو روپیہ دیے ہوئے پر منافع لینا کیسا ہے جب کہ منافع کی ایک رقم کثیر ہے اور بینک نصاریٰ میں کوئی مسلمان حصہ دار ہے تو ان کا کیا حکم ہے۔

جواب سوال عمل از دہلی، فلوس اور گلت کی انکیاں اور دونیاں وغیرہ اگر روپیوں کے معاوضہ میں خریدی جاتیں تو کمی بیشی سود میں داخل نہیں پانچ چھ ماہ کی مدت تو بہت ہے ایک گھنٹہ کا ادھار بھی کیا جائے گا تو یہ سچ ناجائز ہوگی بشرطیکہ تقابض احد الجانبین کا موجود ہو جائے اگر دونوں جانب سے تقابض نہ ہوگا تو معاملہ ناجائز ہوگا رد المحتار فتاویٰ شامی میں لکھا ہے کما فی البزازیہ لو اشترى مائة فلس بدھم یکنی التقابض ولو من احد الجانبین قلل ومثله مالو باع فضة او ذہبا بفلوس کما فی البحر عن المعیط فقط والله اعلم جیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

جواب سوال عمل ہند کے علاقہ میں سود کا لینا مطلق ناجائز ہے ہندو سے ہو خواہ مسلم سے ہو خواہ حربی سے ہو مگر غیر مسلم کی بینک میں سود کی رقم چھوڑنی نہیں چاہئے بلکہ ان سے لے کر ایسے محتاجوں پر صرف کرنی چاہئے کہ جن کا ذریعہ بظاہر کچھ بھی نہ ہو اور نظن غالب یہ بات ثابت ہو اگر یہ مال محتاج نہیں کھائیں گے تو ان کی جان تلف ہوگی فقط والله اعلم جیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی عفی عنہ یہ صاحب سب سے کڑی شرطوں پر تلے ہیں اور حربی کافر تک نہیں مانتے اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ بینک میں سود کی رقم چھوڑنی نہیں چاہئے شاید نام چن کر رکھا ہے اس لئے کہ مسلون کے پیارے ہیں اور پھر ایسے آدمی ڈھونڈھو جو مرنے والے ہوں بھوک کے باعث تاکہ یہ حرام مال انھیں دیں ایسا حرام مال کون لے گا ایسے مرے والے اول تو تلاش سے ملیں گے نہیں اور اگر ان کو کہا جائے کہ یہ مال حرام ہے تو وہ لیں گے نہیں اور موت کو بھوک پر ترجیح دیں گے برس عقل و دانش بیاہد گریست فقط حاجی غلام محمد امیر سر دروازہ ہاتھی۔

الجواب۔ مکرنا محرم زید کرہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب بہت تاخیر سے بھیج رہا ہوں تکلیف انتظار کی معافی کا خواستگار ہوں دوسرا عنایت نامہ جب آیا ہے میں مکان میں موجود نہ تھا ۱۵ رمضان المبارک کو جب مکان واپس آیا تو ملا۔ وہ بھائی صاحب سے متعلق تھا انھیں بھیج دیا اور جواب کے لئے بتا کہ کھلا بھیجا غالباً اس نقش کی ترکیب انھوں نے لکھی ہوگی کل انشاء اللہ تعالیٰ پھر ان سے دریافت کر لوں گا والسلام

سوال میں جو لفظ قلم زد کر دیے ہیں ان سے رجوع فرمائیے اور آئندہ احتیاط رکھئے۔ جب وہ معاملہ

کافر حربی سے کیا گیا شرعاً سود نہیں تو اسے کافر یا کچھری کے کہے سے حقیقتاً سود نہیں ہو سکتا تو کافرانہ اسے اگر وہ کافر سے سود لکھے کچھری اسے سود کہہ کر ڈگری دے اس سے وہ حلال حرام نہ ہو جائے گا یا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بکری کا گوشت دے اور کہے لو سو تر کھا لو تو اگر بچہ مسلمان جانتا ہے کہ وہ گوشت بکری کا ہے اور حلال طیب ہے مگر ہر نام لے کر ہو گا گیا ہے اس نام سے کراہت کرتا ہے۔ یوں سود کا نام مکروہ ہے اور اس سے جہاں تک بچنے کی کوشش ہو سکے گی جاتے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے الفاظ شریف بھی یہی ہیں کہ بے نام سے بچنا مناسب مسلمان کا رہو یہ اگر سو اس کے نہیں ملتا ہے اور کافر کے پاس رہا جاتا ہے تو یہ اس نام کی کراہت سے کہیں زیادہ اشد ہے لہذا وہ اپنا مطالبہ کافر سے وصول کر لے اور اس نام کی کراہت کا لحاظ نہ کرے یہاں تو کچھ ایسا ابتلا بھی نہیں جہاں واقعی دو بلاؤں میں معاذ اللہ ابتلا ہو رہا ہے رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین کی شریعت نے اختیاراً ہون کا امر فرمایا ہے کہ من ابتری بہ لیسیتین فلیغترزاہ وخصم۔

رہا نیا معاملہ کرنا تو اگر موقع ایسا ہو کہ تہمت کا اندیشہ نہیں کہ عوام مسلمین کو اس معاملہ کی خبر ہی نہ ہوگی یا ہوگی مگر وہ مسئلہ سے واقف کر دیے گئے ہیں تو کچھ بھی حرج نہیں کہ بے نام سے انھیں کی خاطر بچنا تھا کہ انھیں نفرت ہو اگر موضع موضع تہمت و نفرت ہو تو پچھنا چاہیے حدیث میں فرمایا انشأ مواقع التہم اور فرمایا ابتلا ولا تتروا حربی کا مال مصوم نہیں اور وہ مسلمان کے ہاتھ جس طرح بھی آئے مال مباح ہی ہے ہلایہ میں فرمایا فبأی طریق أخذنا المسلم أخذنا ما لم یحکمنا منکما اس کا لحاظ کرنا چاہیے کہ اپنی جان کی ہلاکت اپنی عزت کی ہتک نہ ہو قال تعالیٰ ولا تتقوا بآبیدیکم االی التہمک عزت و آبرو گنوا کر کچھ مال حاصل کرنا ماقول کا کام نہیں مگر کوئی یوں بھی حاصل کرے گا تو وہ مال مباح ہو گا حرام نہ ہو گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۰ وہ لفظ اسقاط نہیں اسقاط ہے سبق قلم کاتب سے اسقاط لکھا گیا تصحیح کے وقت اس پر صحیح نے چو پارہ اس لئے بنا دیا تھا کہ اسے جھیل کر اسقاط بناوے گا مگر پھر خیال نہ رہا چو پارہ برائے یادداشت بنایا گیا تھا جیسے فتاویٰ شاہ عبدالعزیز صاحب میں بحسب انکار الوافض فی قولہم یرجع الاموات کی بجائے سبق قلم کاتب سے بحسب انکار الوافض الخ واقع ہوا ثمن قسطوں پر لے اسے سود کرنے میں کوئی دخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۱ کا جواب اوپر کے جواب سے واضح ہے کہ لفظ اسقاط لکھا گیا ہے صحیح اسقاط ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
۲۲ نوٹ کافر میں بیچنا اور جو ثمن ٹھہرا رہے خواہ کر یا نہ لینا ایک ساتھ اسقاط سب حلال ہے۔

یہ بھی جائز ہے کچھ حرج نہیں نوٹ کم یا زیادہ کو شرعاً مسلمان کے ہاتھ بھی نقد یا قرض ہر طرح بیع سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶۔ وہابیوں سے مسائل پوچھنا حرام ہے پہلے نے حنفی مذہب میں بعض جگہ سود کی حلت بتائی والیاذ باللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم سود حرام قطعی جو ہرگز کہیں مسلمان کے نزدیک حلال نہیں جسے اللہ عزوجل نے مطلقاً حرام فرمایا کہ ارشاد فرمایا حرم الربوا کون کہیں حلال کہہ سکتا ہے؟ حنفی مذہب پر یہ کھلا اقترا ہے سود کو حلال بتا کر اللہ کے حرام قطعی کو حلال کہہ کر کوئی مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ حنفی شافعی مالکی حنبلی تو بعد کو ہوگا۔ حنفی مذہب تو مذہب کوئی ایک شخص حنفی کہہ کر حنفی کیسا؟ مسلمان نہیں رہ سکتا کیسا شہید اقترا ہے جس سے مذہب مہذب حنفی ہی باطل ٹھہرا۔ پر لطف یہ کہ ہندوستان کو دارالحراب قرار دے کر مسلم کا غیر مسلم سے قرض پر نفع لینا (جسے سود کہا) عند الحنفیہ جائز بتا کر کہا جا رہا ہے کہ لے لے اور اپنے قرض میں نہ لائے غریب کو دے دے۔ جب اس کا اخذ جائز ہے تو اپنے اوپر اس کا صرف کس نے حرام کر دیا یا وجود دعویٰ حقیقت حنفیہ کے مسلک سے الگ جا رہے ہیں وہ حلال ہے کہ حنفیہ تو حلال کہتے ہیں اور ائمہ حرام کہتے ہیں چونکہ اس بحث کا فیصلہ ہم جیسوں کے بس میں نہیں لہذا من وجہ حلال اور من وجہ حرام کی راہ چلتے ہیں اسے سود مان کر اس کا اخذ جائز ٹھہراتے ہیں والیاذ باللہ۔

جب وہ سود ہے تو اس کا اخذ کیسے جائز مانا؟ شراب اپنے پینے کے لئے نہ لے دوسروں کے پلانے کے لئے لے تو ان کے نزدیک جائز مگر جب کہ مفت لے کوئی کافر کسی مسلمان کو شراب دے تو ان کے نزدیک اس کو پھوڑنا نہیں چاہیے لے لے خود نہ پئے ان غریب مسلمانوں کو پلا دے جو کافروں کی بھٹی سے خرید کیے ہیں اور اپنا پیسہ کافروں کے حوالہ کرتے ہیں یا یوں کہئے کہ ایسی بھٹی سے خریدتے ہوں جس کا روپیہ کسی مشن کے لئے ہو یا مشن ہی کی تجارتی دوکان شراب سے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم دوسرے نے پہلے سوال کا جواب بھی غلط دیا کہ ایک گھنٹہ کا ادھار بھی کیا جائے گا تو یہ بیع ناجائز ہوگی اسے بیع صرف سمجھا لانا کہ یہ بیع بیع صرف نہیں سماشایہ کہ اپنی مخالف عبارت اپنے موافق سمجھ کر نقل کر ڈالی اور اپنے منہ بھی اپنے خلاف بولا کہ بشرطیکہ تقابض احد النجاسین کا موجود ہو جائے سمجھ کا یہ حال مگر فتویٰ لکھنا ضرور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

دوسرے کا جواب بھی محض یہ ہودہ ہے اور اس پر بھی وہی مواخذات ہیں جو پہلے شخص کے

جواب پر بلکہ اس سے زائد آپ نے جو اس پر تنقید کی ہے وہ بھی صحیح ہے ایسوں سے فتویٰ لینا حرام حرام حرام ہے خصوصاً ایسی حالت میں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

(۱) سنا سنی یا آریہ دھرم والا اگر کسی مسلمان سے کچھ قرض لینا چاہے کچھ عرصہ کے لئے اور دس کے بارہ لئے پر آمادہ ہو تو مسلمان دس کے بارہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ہر کافر حربی سنا سنی یا آریہ جینی ہو یا رام مارگی تجوس ہو یا یہودی نصرانی کوئی ہو اس سے وہ معاملہ جو درمیان دو مسلم یا مسلم و ذمی سود ہوتا ہے سود نہیں کہ مال حربی معصوم نہیں والیہ والیہ العبر الایہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲۲۰ روافض اور وہابی دیوبندی جن پر علمائے عرب و عجم نے ان کے اقوال کفریہ کی بنا پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے اگر کچھ قرضہ لینا چاہیں تو ان کو بھی کسی منافع پر قرضہ دے سکتا ہے یا نہیں اور یہ نفع لینا جائز ہو گا یا ناجائز؟

الجواب۔ مرتد سے کوئی معاملت جائز نہیں مرتد کے لئے شرعاً نہیں مگر اسلام ورنہ سیف اس کا نہیں اس کا وہ مال جو حالت اسلام کا ہے وہ اس کے مسلم ورثہ کا ہے اور زمانہ ردت کا مکسوب بیت مال کا ہے فی المسلمین ہے جس مرتد کے ورثہ مسلم ہوں اس میں یہ دیکھنا ہو گا کہ اس کے پاس زمانہ اسلام کا مال ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس سے اگر اس حیلہ سے اخذ کیا جاسکے تو سود نہ ہونا چاہیے اور اگر ہو تو احترار چاہیے مگر جب کہ معلوم ہو کہ جو زیادہ ہے وہ زمانہ ردت کے کسب سے ہے ملحقاً بالآبجر و مجمع الاثر میں ہے کسب اسلامہ لو امرشہ المسلمان اتفاقاً ولا یكون فیأعندنا وکسب مردتہ فی المسلمین فیوضع فی بیت المال عند اللامعین میں ہے یقینی دین مردتہ من کسبھا۔ مجمع الاثر میں ہے کسبہ رای الاسلام بحق الورثۃ بخلاف کسبھا اسی میں ہے ان المرتد من المالت عصمة نفسه بالردۃ فکذا عصمة ماله لانها تابعة للنفس هذا عند العلماء بالحق عند ربی واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۲۲۱ رافضی یا کوئی کافر کسی مسلمان کے پاس زمین یا کوئی چیز گروی رکھے تو مسلمان کسی نفع کی شرط پر زمین رکھ سکتا ہے یا نہیں اور وہ پیسہ نفع کا اس کے لئے حلال ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس کا جواب نمبر ۲۱ سے ظاہر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۷۔ پوسٹ آفس وغیرہ کافروں کے بینکوں میں اگر کوئی مسلمان روپیہ جمع کرے نفع لینے کے خیال سے یا حفاظت کے خیال سے اور ان سے جو زیادتی ملتی ہو وہ لینا جائز و حلال ہے یا نہیں؟
الجواب :- وہ سود نہیں حلال و طیب ہے ہلایہ وغیرہ میں فرمایا فبای طریق اخذنا المسلم اخذنا مالہما واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۸۔ زید کا یہ کہنا کہ مال معصوم میں جو زیادتی لی جائے وہ سود ہے اور مال معصوم مسلمان کا مال ہے صحیح ہے یا غلط نیز مال مباح کی زیادتی کو سود نہیں بتانا اور مال مباح کافروں کے مال کو کہتا ہے۔ آیا یہ کہنا بھی اس کا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب :- ہر کافر کا مال مباح نہیں ہر غیر مسلم کا مال غیر معصوم نہیں کافر حربی کا مال غیر معصوم و مباح ہے ذمی کا نہیں وہ اس کا اور اس کا مال حکم مسلم و مال مسلم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ۷۹۔ ہندوستان میں جتنے فرقہ کافروں کے پائے جاتے ہیں وہ کافی حربی ہیں یا کچھ اور؟
الجواب :- ہندوستان کی مسلم ریاستوں کے کفار جو شرعاً صحیح طور پر ذمی ہوں ذمی ہیں باقی سب حربی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ انبلا یوں مولوی محلہ مدرسہ قادریہ مدرسہ قاضی محمد امین الدین خیری ۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ ہادی شریعت پیشوائے طریقت حانی دین و ملت ماحی شرک و بدعت حضرت مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں صاحب دام ظلکم بعد ہدیہ سلام مسنون معروض اس مسئلہ کی سخت ضرورت ہے لہذا عرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دوسرے مسئلوں پر مقدم کریں عین نوازش ہوگی۔

سیونگ بینک میں روپیہ رکھ کر زیادہ لینا کیسا ہے یہ زیادتی سود ہے یا نہیں؟ روپیہ بینک میں رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ روپیہ رکھنے والے یہ جیلہ کرتے ہیں کہ اگر میں سود نہ لوں تو وہ سود عیسائیوں کے گرجے میں جمع ہوتا ہے اور اس روپیہ سے اس کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے یہ جیلہ صحیح و درست ہے یا نہیں ہندوستان کے کافر حربی ہیں یا کہ نہیں جواب مفصل و مدلل عنایت فرمائیں تاکہ کسی قسم کا شک و شبہہ باقی نہ رہے بیوقوفوں کو
الجواب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا خط اگل دوپہر ملا کل جمعہ تھا۔ میں نے چاہا تھا کہ بعد جمعہ فوراً جواب لکھ کر ڈاک کے وقت کے اندر ڈاک میں ڈال دوں مگر بعد جمعہ لوگ آئے اور سلسلہ ڈاک کے وقت جانے کے بعد بھی دیر تک رہا۔ ادھر بجٹی کے آئے ہوتے استغفا کا جواب نقل کر رہا تھا شب کو اور صبح کو اس

کی نقل سے فرصت کر کے اب دوپہر کو آپ کا جواب لکھنے بیٹھا ہوں۔ آپ کے فرمانے سے اسے سب پر مقدم کر دیا یہاں تک کہ نبی کے جواب کا مقابلہ و تصحیح بھی موخر کر دی گئی۔

ہندوستان کے کفار ضرور حربی ہیں ان کے حربی ہونے میں کیا شک ہے۔ یہاں نہ سلطان اسلام رہا نہ اس کا عہد ذمہ پھر یہاں کے کفار نے خود اپنے ہاتھوں طرح طرح اس عہد کو توڑا جو خود ہی ٹوٹ چکا تھا۔ قربانی کاوشعار اسلام پر کیا کچھ جھگڑے نہ اٹھائے گئے کا ذبیحہ چاہنے والے مسلمانوں کو ظلم و ستم کی کندھیری سے جب موقع پایا ذبح کیا مٹی کا تیل ڈال کر جلایا پھونکا۔ دوسرے شعار اسلام مساجد پر بھی شور و شرفتنہ و فساد برپا کیا گئے تیسرے شعار اعظم اذان پر جگہ جگہ بھگڑے بھگڑے گئے۔ غرض طرح طرح مسلمانوں اور اسلام سے برسبر پکارا ہوا کئے طرح طرح ظاہر کر دیا کہ مسلمان جہاں سے آئے ہیں وہاں چلے جائیں انھیں ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہندوستان ہندوؤں کا ہے نہ سلطان باقی نہ عہد ذمہ و استیمان باقی نہ کفار اپنے اس عہد پر قائم بلکہ ان کی اسلام دشمنی مسلمانوں سے گہری عداوت ہر ہر موقع پر ہر ہر دے بد طریقہ پر ظاہر ہو چکی۔ اور وہ ہنوز مستامن و ذمی والی بالذات۔ ان کے حربی ہونے میں ہرگز کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کسی عاقل کو ادنیٰ تا مل کا موقع نہیں ملتا۔

مسئلہ۔ از شہر بریلی معرفت حاجی احمد بخش صاحب رضوی سوداگر بازار کلاں بریلی ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۵ھ

زید نے ایک خاکروب کو کچھ روپیہ بہت خرید کر کے اس نیشکر قرض دیا جو کہ خاکروب ادا نہ کر سکا زید نے اس پر سود لگایا اور اس کل رقم کے عوض میں زید نے اس خاکروب سے خنزیر لے لئے اور ان کو دوسرے خاکروب کی سپردگی میں دے دیے اور زید نے اس خاکروب سے باہمی یہ تصفیہ کر لیا کہ خنزیر فروخت کر کے منافع نصف ہمارا تمہارا تقسیم ہو جائے گا۔

الجواب۔ اگر اس شخص نے خاکروب کے خنزیر اپنے مطالبہ میں اس سے خرید لئے تو گناہ کیا اور وہ صحیح ناجائز اس پر توبہ لازم اور اگر خریدے نہیں مستقرض کو اس نے اس پر راضی کر لیا کہ سو توبہ بجا کر اپنے مطالبہ کا روپیہ لے لے یا وہ سو توبہ خود لے گیا کہ انھیں بجا کر اپنا روپیہ لے لے اور اس نے دوسرے کافر کو بیچنے کو کہا تو یہ صورت بھی شدید کراہت سے خالی نہیں خاکروب سو توبہ خود بیچے یا دوسرے خاکروب کو وہ وکیل کرنے اور وہ بیچے اور اس کا مطالبہ دے دے تو اس میں حرج نہیں کافر حربی سے جو زیادہ ملے وہ سود نہیں اسے سود سمجھنا قاطعی ہے ہذا ما عندی والعلم بالمحق عند ربی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از امرتسر بیرون دروازہ ہاتھی متصل شفا خانہ حیوانات حاجی غلام محمد ٹال والا۔

۱۔ اصل میں اتنا ہی نقل ہے جتنے صورتاً وہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاں جواب نقل کرنے سے رو گیا۔

بخدمت شریف علامہ دوران مشعل انوار ہدایت جامع شریعت و طریقت غواص دریائے معانی حضرت مولانا دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف۔ «اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام» دیکھا جس میں ہندوستان دارالحرب نہیں دارالاسلام ہے اس کے بعد میں نے ایک خط اعلیٰ حضرت کا قلمی مولوی سید احمد صاحب ناظم حزب الاحناف کے پاس دیکھا جس میں کسی صاحب نے سوال کیا ہے وہ سوال صحیح جواب جو اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا ہے درج کرتا ہوں ازماہ بندہ نوازی امید ہے کہ حضور میری تسکین خاطر فرمادیں گے اگر جائز ہے تو ان بد مذہبوں حربی کافروں سے کیوں روپیہ منافع چھوڑا جائے مگر جواب کچھ ایسا پیچیدہ ہے جو ہمارے جیسے طالب علموں کی سمجھ میں نہیں آتا حضور ذرا وضاحت سے لکھنے کا سوال یہ ہے۔ اس ملک میں اہل ہنود سے سود لینا جائز ہے یا نہیں بعض کہتے ہیں کہ نصاریٰ سے بوجہ اہل کتاب ہونے کے بیاج لینا درست ہے۔ جواب۔ سود مطلقاً حرام ہے قال اللہ تعالیٰ وحرم الربوا۔ ہاں جو مال غیر مسلم سے کہ نہ ذمی ہو نہ مستامن بغیر اپنی طرف سے کسی غدر و بد عہدی کے ملے اگرچہ عقود فاسدہ کے نام سے اسے اسی نیت سے نہ نیت ربا وغیرہ محرمات سے لینا جائز ہے اگرچہ وہ دینے والا کچھ کہے یا سمجھے کہ اس کے لئے اس کی نیت معتبر ہے نہ دوسرے کی لکن امری مانوی پھر بھی جس طرح برے کام سے بچنا ضروری ہے برے نام سے بھی بچنا مناسب ہے ایضاً ما یسوء الاذن ان تمام احکام میں مشرک و مجوس و کتابی سب برابر ہیں جب کہ نہ ذمی و مستامن ہو نہ غدر کیا جاوے بلکہ یہی شرط کافی ہے کہ ان دونوں کو بھی حاوی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

دوسرا سوال۔ کیا پچاس روپیہ کی بیع بعوض ترونجہ روپیہ کے کر یا نہ کرے جس میں تانبے سفید کی چوئیاں دونیاں اکنیاں اور پیسے سرخ تانبے کے ہوں پانچ چھ ماہ کی میعاد پر کسی ہندو یا مسلمان سے جائز ہے اور اس سے روزانہ آٹھ آنہ یا جو یومیہ مقرر کر لے لے سکتا ہے یا نہیں؟

گزشتہ رمضان شریف میں میں نے تین چار خط مولانا حامد رضا خاں صاحب کی خدمت میں لکھے مگر جواب نہیں آیا پھر مولوی عبدالحفیظ نے حضور کا پتہ دیا کہ خط ان کے نام سے لکھو وہ جواب دیں گے بڑے صاحب گھر میں کم رہتے ہیں۔

الجواب۔ بے شک اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مسلک یہی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے دفننا ہوا الحق اور بے شک سود مطلقاً حرام ہے مسلم سے ہو یا ذمی یا حربی دنیا میں کسی سے دارالاسلام میں ہو۔ یا

دارالحرب میں کہیں ہو۔ قال تعالیٰ واحل البیع وحرمة الردا جیسے صحیح مطلقاً حلال ہے کہیں ہو یوں ہی ہر مطلقاً حرام۔ ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار سب حربی ہو گئے تو یہاں کے ان حربی کفار سے وہ معاملہ جو درمیان مسلم و مسلم و ذمی سود ہوتا ہے سود نہیں کہ کافر حربی کا مال معصوم نہیں اور رہا نہیں ہوتا مگر مال معصوم میں۔ فقہی طریق اخذہ المسلم اخذ ما لا ملحد۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لا یرا بوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب۔

دارالحرب کی قید احترازی نہیں وہ اس واقع کے لحاظ سے ہے کہ ایسی صورت اس وقت تھی ہی نہیں کہ دارالاسلام اور کفار حربی جو سود نہیں اسے کوئی سود سمجھے یا کہے تو اس کے سمجھنے یا کہنے سے وہ سود نہ ہو جائے گا جیسے شربت کو کوئی شراب سمجھے کہے بکری کو سوتر سمجھے کہے تو اس کہنے اور ایسا سمجھنے سے وہ شراب و سوتر نہ ہو جائیں گے۔ ہاں ایسا سمجھ کر پھر انھیں کھانا پینا جائز نہ ہوگا اور اگر کھانی لے گا تو گنہ گار ہوگا مگر اس شراب پینے اور سوتر کھانے کا الزام نہ ہوگا کہ درحقیقت اس نے شربت پیا ہے بکری کا گوشت کھایا ہے گنہ گار وہ اپنی اس بد نیت کی وجہ سے ہوا ہے فانما الاصل بالنیات۔ یہی وجہ ہے وہ جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ بحال غیر مسلم سے کہ نہ ذمی ہونہ مستامن الخ مگر سائل نے سوال لفظ سود سے کیا تھا اس لئے پہلے یہ ارشاد فرمایا گیا کہ سود مطلقاً حرام ہے، کہ کہیں سائل جو اس صورت کو سود سمجھ رہا ہے یہ نہ سمجھ لے کہ بعض صورت میں سود حلال ہے۔ والیادہ اللہ تعالیٰ۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

۲۱۔ جائز ہے قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اذا اختلف الجنان فبیعوا کیف شئتم۔ مگر اسی

میں ہے حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں دو روپیہ یا فلوس بکنا ندر عوض دو از دہ روپیہ فروخت نہا یہ کہ بسبب غیر جنس بودن فلوس حلال می شود۔ قرض بیچنا کوئی میعاد مقرر کرنا ناقساط پر جنس لینا سبب حلال ہے اسے سود کہہ دینے میں کوئی دخل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

۱۔ اکثر مشہور ہے کہ کفار کا روپیہ مار لینے ریل پر بلا ٹکٹ سفر کرنے ڈاکخانہ وغیرہ سے بے ہدفانہ اٹھالینے

میں مواخذہ نہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

۲۔ مسلمان یا کافر نے مجبوری سود پر روپیہ قرض لیا اور یہ نیت کی کہ اصل ادا کروں گا اور جس طرح کے

بھی ہو سکے گا سود ہرگز نہ دوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیا اس پر اس روپیہ کی گرفت ہے؟

۳۲ مدرسین کو نیشن انعام نہیں ملتی بلکہ انعام کی یہ صورت رکھی ہے کہ بیس روپیہ ماہوار یا اس سے زائد تنخواہ والوں سے ارنی روپیہ وضع کر کے ارنی روپیہ اس کے نام جمع کرتے رہتے ہیں اس صورت میں بیس روپیہ ماہوار والے مدرس کے علم کے علم جمع ہوتے رہتے اور پھر اس پر چھٹے سیکڑے سالانہ سود بھی دیا جاتا ہے تو علم جو اس کی اصل رقم تھی اس کے علاوہ مزید رقم ۱۰ رو اور سود چھٹے سیکڑے سب وصول کرنا کیسا ہے؟ بینواتوجروا۔ فقط راقم الحروف خاکسار مرزا علی بیگ قصبہ بہتری ضلع بڑی مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۳۴ء

الجواب۔ مباح تو کسی کا مارنا جائز نہیں۔ اور یہاں کفار اگرچہ حربی ہیں مگر بلا ٹکٹ منفر کرنا اپنے کو اہانت کے لئے پیش کرنا ہے اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے کہ خلاف قانون ہے۔ مستوجب سزا ہوگا۔ لہذا ایسی حرکت سے احتراز لازم جو موجب ذلت و رسوائی ہو۔ ڈاک خانے یا حربی کفار کے کسی بینک سے جو زیادہ ملتا ہے سود نہیں۔ فان الردوالایجری الا فی المال المصوم ومال حربی لیس بمعصوم ہکذا فی الہدایۃ وغیرہا من الکتب الفقہیۃ اس کے لئے لینے میں کوئی حرج نہیں کہ کافر کا مال بے غدر و بد عہدی اس کی رضا سے مل رہا ہے جو خلاف قانون بھی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۳۲ شرعاً نہیں

۳۳ یہ سود نہیں ہے اسے سود سمجھنا غلطی ہے۔۔۔۔۔ ہاں سمجھ کر اخذ کرنا گناہ ہے جیسے شربت کو شراب سمجھ کر پینا اس کی ناہمی شربت کو شراب نہ کر دے گی۔ بری نیت سے پینا گناہ ہوگا یوں جو سود نہیں اسے سود سمجھنے سے وہ سود تو نہ ہوگا مگر بری نیت سے لینے کا گناہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از محمد علی خاں موضع گروہ ڈاک خانہ خان پورہ ضلع بلند شہر۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مہر کی نالاش میں سود لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حرام حرام حرام ہے مہر کی نالاش میں ہو یا کسی اور نالاش میں سود حرام قطعی ہے قال تعالیٰ حرم الردوا۔ یہ غلط مشہور ہے کہ بے سود لگائے نالاش نہیں ہوتی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از مصطفیٰ علی خاں۔ بارہ دری اگر کسی شخص کی جائداد پر قرض ہے سودی لہذا اس کی آمدنی کھانے سے روزہ یا نماز میں فرق تو نہیں آتا ہے ایسی صورت میں نماز روزہ قبول ہو جائے گا اس کے علاوہ اگر کوئی شخص نماز یا روزہ کے لئے کچھ خیرات کرتا ہے اس سے آمدنی میں سے تو وہ قبول ہو جائے گی؟

الجواب۔ جس کی جائداد پر سودی قرض ہو تو اس سے اس کی آمدنی کا کھانا اپنا حرام نہیں نہ روزہ نماز میں اس سے کوئی فرق ہو نماز روزہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول فرمانے والا ہے اس آمدنی سے خیرات بھی جانتے ہیں مگر جب کہ اس پر قرض ہے تو قرض کا ادا کرنا واجب ہے اور خیرات دینا نفل ہے واجب کو چھوڑ کر نفل کرنا عاقل کا کام نہیں پہلے واجب قرض ادا کریں پھر نفل کام کرے قبول کا مالک اللہ ہے مگر جب تک قرض ذمہ پر ہوتا ہے واجب سے عہدہ برا نہیں ہوتا اس وقت تک قبول نفل موقوف رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از عجیب احمد رضوی قادری سیالپٹی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — مُحَمَّدًا وَضَلَّىٰ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مسلمان آٹھت کی دوکان کھولنا چاہتے ہیں جس میں مال لانے والوں کو روپیہ پیشگی لیا جاوے
جب مال ان کا فروخت ہوتا ہے تو وہ روپیہ وصول ہوتا ہے ہندو آٹھتی روپیہ سود لے لیتے ہیں مسلمان سود نہیں لے سکتے ایسی حالت میں مسلمان کس طرح منافع لیں جو سود نہ ہو اور اگر منافع نہیں لیتے ہیں تو نقصان ہوتا ہے لہذا ایسی صورت بتائی جائے کہ منافع بھی مل جائے اور سود بھی نہ ہو۔ فقط بینوا تو جروا

الجواب۔ کسی مسلمان کو یا کافر ذمی کو قرض دے کر اس پر کوئی نفع لینا سود ہے مسلمان یا اس کافر سے جو ذمی ہو اور اب ذمی یہاں کہاں؟ قرض پر نفع ہرگز نہ لیا جائے۔ کافر حربی سے لیا جائے تو سود نہ ہو گا لان مال غیر معصوم فباتی طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً کمافی الہدایۃ وغیرہ۔ مسلمان اپنا مال اس کی دوکان پر بیچنے کے لئے آئے تو اس سے دوکان کا کرایہ ملے کر کے کہ جتنے دن تم مال یہاں رکھو گے فی روز اتنا کرایہ دینا ہو گا یا اپنا حق محنت تمہارے کہ ہم تمہارا مال فروخت کر دیں گے ہمیں نفع میں شریک کر لو فی روپیہ اتنا مثلاً سو روپے کو جو مال فروخت کر دینا ملے ہو اس میں کچیس روپے یا کچیس آنے یا پیسے جو ملے جائیں وہ اس مضافہ کے ہوں گے ہذا ما عندی والعلم بالمحق عند ربی وہو تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الْقَرْضِ

قرض کا بیان

مسئلہ۔ از کلکتہ ڈاک خانہ علی پور بنگال گورنمنٹ پریس مرسلہ وجیہ اللہ صاحب زید بسبب ملازمت اپنے وطن سے کچھ دور ایک شہر میں مقیم تھا یہاں اس نے بکرو عمر سے کچھ روپیہ قرض لیا اس امید پر کہ جلد ہی واپس کر دے گا مگر یکایک وہ بیمار پڑ گیا اور اپنے وطن کو چلا گیا جہاں اس کی موت ہو گئی زید کے ورثہ چاہتے ہیں کہ اس کا قرض ادا کریں لیکن ان کو یہ نہیں معلوم کہ جن سے قرض لیا گیا تھا اس کے ورثہ کون ہیں اور کہاں ہیں اور اس لئے وہ لوگ بذریعہ منی آرڈر روپیہ روانہ کرنے سے مجبور ہیں۔ اگر یہ کہا جاتے کہ وہ لوگ اس شہر میں جا کر قرض دینے والوں کے ورثہ کو تلاش کریں تو بیان کے لئے سہولت مشکل ہے۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے زید کے مال و اسباب کو جسے زید چھوڑ آیا تھا جا کر نہیں لاسکے اور وہیں سب تلف ہو گیا اگر جاتے تو اسے فروخت کر کے زید کا قرض ادا کر دیتے۔ اب ایسی حالت میں اگر قرض ادا کرنا چاہیں تو اس روپے کا کون سا بہتر مصرف ہو سکتا ہے جس کے اختیار کرنے سے زید کا قرض ادا ہو جائے پھینوا تو جروا۔

الجواب۔ جن سے زید نے قرض لیا تھا غالباً وہ بھی نہ رہے مچکے اسی لئے سوال میں یہ ہے کہ جن سے قرض لیا گیا تھا ان کے ورثہ کون ہیں اور کہاں ہیں یہ نہیں معلوم مگر سوال میں ان کا مناصرہ مستند ذکر نہیں۔ اگر وہ لوگ زندہ ہیں تو ان کے ورثہ کی تلاش لغو و بے معنی ہے جن کا روپیہ ہے انھیں کو واپس دینا ہے۔ ہاں اگر وہ مچکے ہوں تو بے شک اس صورت میں ان کے وارثوں کی تلاش ضرور ہے کسی مصرف میں صرف نہیں کیا جاسکتا جس طرح ممکن ہو معلوم کریں اور قرض ادا کریں۔ جہاں کے وہ لوگ رہنے والے ہوں وہاں کے آنے جانے والوں سے یا جو لوگ اس جگہ کے ان ورثہ زید کے معروف ہوں ان سے بذریعہ خط پتہ چلا کر کہ وہ خود جانتے ہوں تو خود بتائیں نہ جانتے ہوں تو وہاں کے لوگوں سے دریافت کر کے پتا چلا کر بتائیں یا اخباروں کے ذریعہ ان کا پتا نشان دریافت کریں۔ جو جو ممکن طریقہ ہو اس سے پتا چلائیں۔

اس وقت تک بلا تلاش ہماری رکھیں جب تک ان کے پتہ چلنے کی امید ہے چند سال بلا تلاش
 کوں۔ جب تک ان کا پتہ نہ چلے ان کا روپیہ امانت رکھیں۔ کسی معتبر ملک یا ڈاک خانہ میں جمع کر دیں جب ان
 کا پتہ لگے وہاں سے حاصل کر کے انہیں بقدر ان کے حصص کے تقسیم کر دیں۔ جب کسی طرح پتہ نہ چلے اور
 ان کے پتے سے مایوسی ہو جائے اس وقت اس روپے کو ان کی جانب سے مسلمان محتاجوں کو صدقہ
 دے دیں کہ ان کا روپیہ انہیں نہ پہنچا سکے تو اس کا ثواب انہیں پہنچ جائے رد المحتار میں ہے ان علم
 الوارث دین مورثہ فعلیہ ان یقضیہ من المتروکہ وان لم یقض فہو مؤخذ بہ فی الآخرة وان
 لم یجد صاحب الدین ولا وارثہ فتصدق عن صاحب الدین برئ فی الآخرة اہ مختصر اور اگر یہ معلوم ہو
 کہ نہ دائن باقی رہے نہ ان کے ورثہ میں سے کوئی جب بھی ہر دائن کی جانب سے صدقہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الہبۃ

ہبۃ کا بیان

مسئلہ۔ از انور شاہ خاں ولد احمد شاہ خاں صاحب ساکن شہر کہنہ رو پہلی ٹولہ بریلی۔
 نہایت بھروسہ سے مہلتاً تھا اس وقت ہلکتی ہوئی ہوئی اور اس ہبۃ نامہ اپنی کل جائیداد کا
 بحق اپنی دختر کیا جب کہ اور کوئی اولاد حیات نہ بٹھی اور ٹولہ دس روز بعد تکمیل و تحریر ہبۃ
 فوت ہوا تب زید کے عصبہ ہبۃ نامہ کو ناجائز بوجہ مرض الموت قرار دیتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور وقت
 تحریر ہبۃ نامہ مذکور لمجا طردت و قسم بیماری مرض الموت شمار کیا جائے گا یا نہیں اور ہبۃ نامہ جائز رہے گا یا
 نہیں؟

الجواب۔ ہبۃ مرضی مرض الموت حکم وصیت میں ہے۔ اجنبی کے لئے بے اجازت و رشہ ثلث میں
 ناقد ہوتا مگر یہاں ہبۃ دختر کو کر رہے تو یہ اجازت و رشہ پر ہے رد المحتار میں ہے۔ ان معات من ذلک المریض
 فان کان الموصی لہ وارثہ لاجتوز اجازتہ الا ان تجیزہ وارثۃ المریض بعد موتہ وان کان اجنبیاً لہو
 اجازتہ ویعتن ذلک من الثلث۔ رد مختار میں ہے و تجوز بالثلث للاجنبی وان لم یجوز الوارث ذلک

لا الزيادة عليه الا ان تجيز ورثته بعد موته اولى من له لوارثه الا باجازه ورثته لقوله عليه
 الصلاة والسلام لا وصية لوارث الا ان يجيزها الورثة يعني عند وجود وارث آخر كما يفيد آخرة الحديث
 سرطان امراض قائمه سے ہے کہ موت اس میں غالب ہے امراض مزمنہ سے نہیں جو طوالت اختیار
 کرتے ہیں مرض سرطان کو مدت اگر دراز بھی ہو تو اس سے موت کا خوف پھر بھی ہے وقت ہوتا ہے تو اس
 صورت میں بھی وہ امراض مزمنہ کی طرح نہ ہو گا کہ امراض مزمنہ کا مریض بمنزلہ صحیح ہے۔ در مختار میں ہے
 روهبة مقعدا ومفلوج واشل ومسلول من كل ماله ان طالت مداته سنت ولم يخف موته منه لا
 قاطنة رده المختار میں ہے **عبارة الفهستاني والأليكن وأحد منهما بان لم تطل مداته بان مات قبل سنة**
او خيف موته ومقتضى عبارة الفهستاني انه من الثلث ايضا وهو المفهوم من تقييد المصنف ما
يكون من كل المال بقوله ولم يخف موته مرض الموت کے بارے میں اقوال بہت ہیں مختار یہ ہے کہ وہ
 مرض جس سے موت غالب ہو اگرچہ مریض صاحب فراش نہ ہو در مختار میں ہے۔ المختار انہ ما كان لغالب
 منه الموت وان لم يكن صاحب فراش والله تعالى اعلم۔ عالمگیری میں ہے مريضه وهبت صدقها
 من روجها فان برأت من مرضها صح وان ماتت من ذلك المرض فان كانت مريضه غير مرض
 الموت فكذلك الجواب وان كانت قال ابواليث رحمه الله تعالى هو ان لا يقدر ان يصلي قائما
 وهو احب وبه نأخذ كذا في الجوهرية النيرة الخ والله تعالى اعلم۔

کتاب الاجامه

اجاره کا بیان

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ۔ انا میر احمد ولد کریم بخش حسین باغ بریلی

عرض یہ ہے کہ دوکان مسجد محلہ حسین باغ ہے اس دوکان میں پیشتر سیف اللہ بیٹھے تھے اور
 مبلغ ۸۰۰ روپے کے دیتے تھے اس پر میر احمد نے کہا یہ دوکان ہمیں دے دو تو اس سے کہا گیا تم سے دو

ہو تحریر فرمائیے جب کہ جواب سے پہلے یہ لفظ تحریر کر دیا جاتا ہے۔ الغیب عند اللہ اس کے بعد لکھا جاتا ہے از
روئے گردش فکلی ایسا ظاہر ہوتا ہے اور جواب کے بعد آخر میں یہ لفظ تحریر کیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم فقط
بینوا توہروا۔

الجواب۔ علماء۔ تعلیم و تعلم علم نجوم فوق الحاجۃ کو حرام فرماتے ہیں۔ اتنی مقلد کو جائز بتاتے ہیں جس
سے وقت ہجرت قبلہ حساب اوقات مہینوں اور برسوں کا حساب معلوم ہو۔ اس سے زیادہ کو جائز نہیں بتانے
طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندویہ میں ہے قانہ فی الخلاصۃ و تعلم علم النجوم ان کان قد را ما یعلم بہ
مواقیب الصلوۃ الخمسة و یعلم جهة القبلة لابس بہ والزیادة علی ذلك حرام لسان العارفين میں امام
ابواللیث سمرقندی نے فرمایا لو تعلم من علم النجوم مقدرا ما تعرف به جهة القبلة و یعرف به امر الحسا
ای حساب الاوقات والشهور والسنين فلا بأس به وهو امر یباح ولا یزید علیہ۔ تعلیم المسلم میں ہے علم
النجوم بمنزلة المرض لمن تعلمه لانه مرض القلب فی الایمان بالغیب فیبقی العبد اذا تعلمه یرغم فی نفسه
علم ما کان قبل ذلك بكل علمه الی اللہ تعالیٰ من الامور المغیبات فتعلمه حرام لانه یضرب بعالمہ فی

دینہ لانه ینقلہ بالایمان المغیب الی الایمان بالکذب الموهوم ولا ینفع اصلا الخ

اگر کسی کا قلب محفوظ بھی رہے۔ تعلم علم نجوم سے مراد یہ ہے کہ تو بھی باعتبار اکثر حکم ہونا چاہئے اگر خود کوئی
محفوظ رہا تو ہر کوئی محفوظ نہ رہے گا جیسے وہ نہ ہر جو کسی طرح ایک شخص نے استعمال کیا اور کسی وجہ سے وہ محفوظ
رہا تو اسے یہ حلال نہیں ہے کہ دوسروں کو بھی استعمال کرائے۔ تعلم علم نجوم کیا ہے۔ تعلیم بھی کرے یا اس کا پیشہ
کر کے بیٹھے کہ لوگ سوال کریں یہ جواب بتاتے اور ان لوگوں کے قلوب کو مرہض کرے اعلیٰ حضرت قدس سرہ
نے حاشیہ حدیقہ ندویہ میں فرمایا قولہ یرغم فی نفسه الخ ہذا ان جزم جزما ہو حرام بل کفر اما اذا استدل
کا استدلال طیب بالنبیض والتعسیر فلا شک ان کل علمہ الان ایضا تعلم الی اللہ تعالیٰ ولما یرغم عن حق
ما ادی الیہ نظریۃ فہذا لا یحرم لذاتہ کما افادۃ الامام حجة الاسلام نعمان ادی الی مفسدۃ وهو اکثر فہموم
لغیرہ۔ ہاں اگر یہ شخص جس طرح خود جزم نہیں کرتا دوسروں کو بھی اس سے روکے اور طرح طرح سے برابر یہ ظاہر کرتا
رہے کہ یہ باعتبار ان دلائل کے حکم کیا جاتا ہے جو میں نے نظر کی اور کچھ ضرور نہیں کہ ان دلائل سے میں جس نتیجے
پر پہنچا وہ صحیح ہی ہو اس پر یقین کرنا حرام ہے اگرچہ ہزار بار جو جو بتاتے اس کے مطابق ہی واقع ہو تو اس
صورت میں حرام نہ ہونا چاہیے ہذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وهو تعالیٰ اعلم۔

کتاب الغصب

غصب کا بیان

مسئلہ۔ عزیز اللہ باشندہ پرانے شہر ٹولہ بریلی بتاریخ ۱۶ رجب ۱۳۵۷ھ
ایک مسلمان پابند شرع سالہا سال زکوٰۃ وغیرہ بھی ادا کرتا ہے اس کی ایک آراضی جو برابر قبرستان
کے ہے اس کو خریدنے کے ہوتے چودہ ہندسہ سال کے ہوتے چند حصہ سے چند مسلمان جو بٹھے ہیں وہ اس
کو حیرا گرفت میں لاکر قبرستان میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ شرع شریف میں جائز ہے؟ جس کی آراضی ہے
وہ مطلق نہیں چاہتا ہے کہ قبرستان میں جبراً آراضی دوں۔

الجواب۔ غیر کی زمین یا کوئی چیز غصب کر لینا جبراً دبا لینا زبردستی اس پر قابض ہو جانا ظلم ہے حرام سخت
اشد اہمیت کا شیئہ ہے خود اپنے لئے لے یاد باکرسی وقف میں شامل کرے جو پرانی زمین ظلماً دبا لے اس کی
نسبت حدیث میں فرمایا **مَنْ ظَلَمَ قَيْدًا شَرِبَ مِنَ الْأَرْضِ طَوْقَهُ** من سبغ ارضین جو کسی کی ہاشت بھری زمین
ظلماً لے لے گا روز قیامت ساتوں زمینوں سے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
جو لوگ جانتے ہوئے ظلم میں ظالم کے ساتھ ہوں گے وہ جب تک توبہ نہ کریں گے قہراً الہی میں رہیں گے
حدیث میں ہے **مَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بظلم لم یزل فی منظر اللہ حتی یبذره**۔ دوسری حدیث میں ہے
مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا لِيَدْحَنَ بِهَا ظَلَمَ حَقًّا فَقَدْ بَرِئَتْ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ جَلَّ جَلَالُهُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
علیہ وسلم ایک اور حدیث میں ہے **مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خَسَفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**
اِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ۔ اور اگر واقع میں زمین قبرستان کی ہے کسی ظالم نے بیع ڈالی ہے تو اس خریدنے والے
کو چاہئے کہ اس زمین کو جو قبرستان کی ہے چھوڑ دے اللہ سے ڈرے اس نے چھنے والے پر دعویٰ کیا کہ اپنا
روپیہ واپس لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتاب الذبائح

ذبح کا بیان

سوال - طوطا، ہدہ، بگلا، خرگوش حلال ہیں یا نہیں بعض کہتے ہیں طبعی ہیں طبعی سے کیا مراد ہے؟
 جواب - سب حلال ہیں مگر وہ طبعی سے یہ معنی ہیں جس سے طبیعت کراہت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 سوال - مرد مرغی فروخت کر کے اس کی قیمت مسلمان کو کھانے پینے پہننے میں لانا چاہیے یا نہیں؟
 جواب - نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ - از مظفر پورم سلسلہ انوار الحق صاحب قادری رضوی حامدی ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ
 عورت مرغ یا اور کوئی جانور ذبح کر سکتی ہے یا نہیں اگر کر سکتی ہے تو کوئی حدیث اس کے بارے
 میں آئی ہے یا نہیں؟

الجواب - عورت کا ذبح جائز ہے سراجیہ پھر سراج المنیر میں ہے تجوز ذبیحة المرأة مشکاة وکھاری
 میں حدیث بھی موجود ہے عن کعب بن مالک انه کان له غنم تروی بسلع فابصرت جارية لما بشاة من
 غنما موتا فکسرت حجرا فذبحتها بفأل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فامرہا باکلها۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ - زید ایک سانڈ پکڑ کر لایا اور ذبح کر کے کھایا اور حلال ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے اور اس
 کی حلت کا بھی قائل ہے مال غیر مسلم ہونے کے سبب سے اور بکر حرمت اس کی مثل سور کے قرار دیتا
 ہے آیا بکر کی حرمت کا قول صحیح ہے یا غلط اور زید کا حلال سمجھنا اور دعویٰ حلت کا کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 المستفتی محمد اسحق موضع صمدانولہ
 بنو اتوجروا۔

الجواب - وہ سانڈ شرعاً حلال جانور ہے اس کی حلت میں کوئی شبہ نہیں۔ وہ اگر بنام خدا ذبح کیا
 جائے تو حلال ہوگا وہ محض اس لئے کہ بتوں کے نام پر پھوڑ دیا گیا حرام نہ ہوگا بتوں کے نام پر پھوڑنے سے
 حلال جانور حرام نہیں ہوگا تا غیر خدا کے نام پر جو ذبح کیا جائے وہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ - از راتے بریلی مرسلہ شیخ چھدا صاحب ۲۵ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ

چڑیوں میں کون کون چڑیا کا گوشت مباح ہے اور کون کون جانوروں کا گوشت کھانا درست ہے؟
الجواب۔ درندے، شکاری جانور، کچلی رکھنے والے، شکاری پرندے، شکاری پنجر رکھنے والے،
 حشرات الارض، حشرات الارض کے شکاری جانور، اور وہ جانور جن میں خون نہیں سوا مچھلی اور ڈھیری کے۔ کوا،
 چگادڑ، پنجر، گھوڑا اور یہ گدھانا جائز ہیں، سمار وحشی و ارنب و عقیق جائز ہیں۔ قناوی خلاصہ میں ہے۔ فی
 شرح الطحاوی ما لا یؤکل کل ذی ناب من السباع و ذی مخلب من الطیور، و الھوام التي سکنھا فی الارض
 و حیج سباع ھوام الارض الا الارنب فانہ یحل اكله و ذی مخلب من الطیور۔ و فی فتاویٰ الصغری
 ما لا دملہ كالزنبور و نحوة لا یؤکل الا السمك و الخیراد و العقیق و نحوة یؤکل و بیکرة الغراب و ھوالذی
 یا کل الفھاسات و فی الفتاویٰ القاضی لا یؤکل الخفاش لانه ذوناب و حمار الوحش یؤکل بخلاف الا
 و البغل لا یؤکل و بیکرة لحم الخیل عند الی حنیفة ام مختصر ادبیاتی سارے جانور سوا مچھلی کے ناجائز ہیں۔
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ازبیر و بی افریقہ جمعہ مسجد مرسلہ عطا محمد صاحب ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ

اس ملک افریقہ میں حکام وقت قصابوں کو حکم دیتا ہے کہ پہلے ذبح سے میل وغیرہ کے مغزیں
 پستول مارو بعد ذبح کرو آیا یہ فعل شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ فعل ناجائز و حرام ہے وجہ شرعی ایذا مرتیح ظلم و قبیح ہے اس حکم کا ماننا حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ ازکوہ مری ضلع راولپنڈی پنجاب بازار کلاں متصل ہنول محبت خاں مرسلہ جناب عبدالرحمن صاحب
 رجب ۱۳۵۶ھ۔

زید ایک بکری کے ساتھ زنا کرتا ہے بکری کا مالک گندگی سے آلودہ بکری کو ایک ملاک کے پاس لایا
 صحیح شہادت اور ملزم کے اقرار کرنے پر فتویٰ دیا گیا کہ بکری ذبح کر کے دفن کی جائے اور ملزم مالک کو قیمت ادا
 کرے اور تیس آدمیوں کو کھانا کھلائے ملزم نے دونوں میں سے ایک تعزیر کو بھی انجام نہ دیا مالک نے پھر
 ملا صاحب کے پاس جا کر کہا ملا صاحب نے جواب دیا کہ جس طرح مرضی ہے کرو اور بکری فروخت کرنے کو
 کہا بکری فروخت ہوئی اور دوسری جگہ پہنچ کر بکری کا گوشت مسلمانوں کو کھلایا گیا۔ کیا یہ فتویٰ اور تمام عمل
 صحیح ہے؟

الجواب۔ زید بے قید گنہگار ہو اس پر تو بہ لازم سلطنت اسلام ہوتی تو اسے تعزیر کرتی وہ بکری ذبح

کہوینا چاہیے تھی مگر واجب نہیں کہ ذبح کر دی جائے امام اعظم کے نزدیک اس کا گوشت کھانا بے کرامت جائز۔
 صاحبین کے نزدیک حیوان ماکول اللحم کو بھی غیر ماکول اللحم کی طرح بعد ذبح جلا ڈالنا چاہیے لقطع امتداد التحدث
 بہ کلمار ورتت غیر کی بکری سے جب یہ ناپاک حرکت کی تو وہ اگر ذبح کی جائے تو قبل ذبح اس کی قیمت زید کو
 چاہیے کہ مالک کو دے دے مگر یہ لازم نہیں کہ مالک دفع بزر پر مجبور نہیں کیا جاسکتا در مختار میں ہے لا یجد بوطہ
 بہیمة بل یعدہا وتذبح شر تحرق، ویکرہ انتفاع بہاحیة ومیمة معجبی وفي النہر الظاہر انہ یطالب ند بالفتوم
 تضمن بالقیمۃ شامی میں ہے قولہ وتذبح شر تحرق ای لقطع امتداد التحدث بہ کلمار ورتت ولیس بولہب
 کما فی الہدایۃ وغیرہا وھذا اذا کانت مما لا یؤکل فان کانت تؤکل جائز اکلہا عندہ وقال لا تحرق ایضا فان کانت
 الدابۃ لغير الواطی یطالب صاحبہا ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ شر تذبح ہکذا اقاوا ولا یعرف ذلك الاسماء
 فیعمل علیہ زیلعی ونہر قولہ الظاہر انہ یطالب ند بالخ ای قولہم یطالب صاحبہا ان یدفعہا الی الواطی
 لیس علی طریق الخبر وعبارة النہر والظاہر انہ یطالب علی وجہ الندب ولذا قال فی الخانیۃ کان لصلحہا
 ان یدفعہا الیہ بالقیمۃ ام وعبارة البحر والظاہر لا یجبر علی دفعہا۔

فتاویٰ خلاصہ میں ہے۔ فی شرح الطحاوی سرجل وحی بہیمة یعزس فان کانت البہیمة لہ تذبح ولا تؤکل
 وعن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر بالبہیمة حتی احرقت بالنار وفي الفتاوی الصغری فی الذی یؤکل یؤکل عند
 الجحیفۃ رحمة اللہ تعالیٰ علیہ ولا یحرق وعند ابی یوسف لا یؤکل ویحرق بالنار الذی لا یؤکل ولما الذی
 لا یؤکل یدبح ویحرق بالنار ولا یحرق قبل الذبح ویضمن الفاعل قیمتہ ان کان لغيرہ وفي دیات الفتاوی الصغری
 قال الصلہما الشہید ان کانت البہیمة للواطی یقال لہ اذبحہا وحرقہا وان لم یکن لہ یقال لصلحہا ان یدفعہا
 الی الواطی بالقیمۃ شر یدفعہا للواطی ویحرق ان لم یکن ماکولہ وان کان مما یؤکل یدبح ولا یحرق فتاوی
 بزازیہ میں ہے۔ فی شرح الطحاوی وحی بہیمة یعزس فان کانت لہ تذبح ولا تؤکل وعن الفاروق رضی اللہ
 عنہا نہا تحرق وفي الصغری انہا تؤکل عند الامام ولا تحرق وعند الثانی لا تؤکل وتحرق کما لو کانت مما
 لا یؤکل والذی لا یؤکل یحرق ولا یحرق قبل الذبح ویضمن الفاعل ان لغيرہ قیمتہا قال الصلہما والاعتماد
 علی روایۃ شرح الطحاوی و ذکر فی الصلہما نہ المتناہر والاحراق لقطع التحدث تیس آدمیوں کو کھانا کھلانے
 کا حکم تو ملا کا اپنی طرف سے ہے حکم شریعت نہیں ہاں بکری کا مالک اگر زید سے قیمت طلب کرتا بکری اسے
 دے دیتا تو زید کو قیمت دینا ہوتی بکری دوسری جگہ فروخت ہوگی اور اس کا گوشت کھایا گیا اس کا گوشت

کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ کوئی الزام نہیں۔ زید پر توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الحظر والاباحۃ

حظر و اباحت اور متفرق مسائل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ میلاد شریف میں منبر اقدس پر بیٹھنے کے لئے عالم ہونا چاہئے کیونکہ علماء کرام نائب رسول اور پیشوا تھے دین میں عوام الناس کے لئے بیٹھنا روا نہیں کیونکہ یہ منبر اقدس حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کا نمونہ ہے اور اسی سے نسبت ہے لہذا عالم ہونا چاہئے اور عام خواندگان کے لئے قالین یا اور کوئی بستر سے بہتر ٹپھنے والوں کے لئے بچھو دیا جائے منبر نہ ہونا چاہئے اور بکر کہتا ہے کہ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں لہذا کوئی حرج نہیں ہے اگر حرج ہوتا تو کیوں لوگ گرتے بلکہ بیٹھنا تو درکنار چلنے مینے ہیں اور بان بھی کھاتے ہیں لہذا یہ بتا دیا جائے کہ زید کا فرمان حق ہے یا بکر کا اور ایسے شخص کے لئے جو ذکر پاک میں کوئی کام خلاف ادب کرے کیا حکم ہے؟ بیوا تو جروا۔

الجواب۔ منبر ذکرین کے لئے بچھایا جاتا ہے اس سے تعظیم ذکر مقصود ہوتی ہے۔ ذکر علماء بھی ہو سکتے ہیں اور وہ جاہل بھی جو علماء کی مستند کتب سے پڑھیں باقی وہ لوگ جو منکر بھت موضوعات بکتے ہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو عالم بتاتیں ہرگز منبر کے مستحق نہیں نہ وہ ان کی روایات کا ذبہ ذکر نہ ان کا سنا جائزہ ذکرین سے میں بعض جماعتیں فاسق و فجار پر بھی مشتمل ہوتی ہیں ان فواسق کو منبر نہ دیا جاوے کہ تعظیم ذکر کے ساتھ ان کی بھی تعظیم ہوگی اور فاسق کی تعظیم (ناجاہل و گناہ) لو قد ما و فاسقا ما ثمنون وہ ذکرین جو سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہوں اور کتب معتبرہ مستندہ سے روایات صحیحہ مقبولہ و معتبرہ پڑھیں وہ علماء کے اس وقت نائب ہیں انھیں منبر پر بیٹھانے میں حرج نہیں ذکر پاک کے آداب کے خلاف کوئی امر نہ کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئلہ پر وفیسر سید شاہد علی میرٹھہ کالج۔
جزیرہ جو اسلامی حکومت میں غیر مسلم اقوام سے لیا جاتا تھا وہ کیا تھا اور کیوں لیا جاتا تھا جزیرہ ایک قسم

کافوجی ٹیکس تھا جو کہ کسی قوم سے لڑنے کے بعد لڑائی کا نقصان پورا کرنے کی غرض سے لیا جاتا تھا یا وہ ایک ایسا محصول تھا جو غیر مسلم اقوام سے محض اس لئے کہ وہ اسلامی حکومت میں رہتی تھیں لیا جاتا تھا۔ از روہ مرام عالمانہ اس مسئلہ کا جواب پوری تفصیل اور دلائل کے ساتھ عنایت فرمایا جاوے اور اگر کوئی کتاب جس میں جزیہ کے متعلق کافی دلائل اور شرح ہوں تو براہ مہربانی اس کا نام بھی تحریر فرمایا جاوے۔ فقط بینوا تو جروا۔

الجواب۔ جزیہ عقوبت علی الکفر ہے کفر پر رہتے ہوئے دارالاسلام میں رہنے پر ہے قتل سے چھٹکار کا بدلہ ہے کہ یا اسلام لاؤ یا قتل کئے جاؤ گے۔ یا ذلت سے رہو کہ ذلت کے ساتھ حاضر ہو کر جزیہ حاضر کرو، جو ہر کافر پر واجب ہے مگر مرتد پر اور عزلی مشرک بت پرست پر۔ ان سے جزیہ نہ لیا جائے گا اسلام نہ لائیں گے تو قتل ہی کئے جائیں گے ان سے قتل ساقط نہ ہوگا اور فقیر جو کسی وجہ سے عمل پر قادر نہیں اور پانچ مفلوج، لولا، سنگڑا بہت بوڑھا جو بالکل عاجز ہو چکا ہے اندھا اور راہب جو لوگوں سے انقطاع رکھتا ہو کسی سے ملنا جلتانہ ہو اور بچہ اور غلام اور نسارہ مگر بنی تغلب کی عورتیں کہ ان پر جزیہ ہے۔ بات یہ ہے کہ جزیہ نہیں مگر وجہ اسقاط قتل اور فقیر پانچ وغیرہ مذکورین قتل سے حکماً مامون۔ غلام میں مکاتب و مدبر و ابن ام ولد سب داخل ہاں اگر ان مذکورین سے کوئی ذی رائے ہو اپنی رائے سے کافروں کی امانت کرتا یا مال دار مو اپنے مال سے انھیں مدد پہنچاتا ہو تو وہ قتل کیا جائے گا ورنہ اس پر اسقاط قتل کے سبب جزیہ مقرر ہوگا۔

جزیہ دو قسم ہے ایک وہ جو صلح سے وضع کیا جائے۔ یہ من جانب الشرع معین نہیں جتنے پر صلح واقع ہوگی وہ لیا جائے گا اور اس میں تغیر نہ ہوگا، کچھ کم و بیش نہ ہو سکے گا اور ایک وہ جو بعد غلبہ و فتح مقرر کیا جائے گا اس کی تین صورتیں حسب حال ناس ہوں گی۔ فقیر معتدل جو کسی طرح کسب پر قادر ہو اس سے سال میں بارہ درہم ایک درہم ماہوار اور متوسط الحال سے سال میں ۲۴ درہم ہر مہینہ دو درہم اور غنی مال دار رئیس پر سال پر ۴۸ درہم ہر ماہ چار۔ چاہے سال پر لیا جائے یا ہر ماہ دے دے کم از کم دس ہزار درہم کا مالک غنی ہے اور دو سو درہم کا متوسط الحال اور جو کسی چیز کا مالک نہ ہو فقیر ہے۔ یوں ہی وہ جو دو سو درہم سے کم کا مالک ہو اور جہاں عرف میں دس ہزار درہم سے کم کے مالک کو مکر کہا جاتا ہو وہاں کے اعتبار سے وہ ہی مکر ٹھہرنا چاہیے۔ بعض ائمہ نے اس میں عرف کا اعتبار فرمایا۔

اور جب ظاہر الروایہ میں کوئی تحدید نہیں بیان ہوئی ہے تو رائے امام و سلطان کی جانب تفضیل

کناہا ہے کہ وہ جسے جیسا سمجھے اس پر اس کے حسب حال مقرر فرمائے ان اوصاف کا لحاظ آخر سال ہوگا کہ وہی وقت و وجوب ادا ہے اور اہلیت و عدم اہلیت میں وقت وضع معتبر ہوگا کہ اگر مثلاً وقت وضع صبی تھا یا مجنون تھا بعد وضع الامام اسی سال بالغ ہو گیا مجنون صحیح ہو گیا تو اس پر جزیرہ مقرر نہ فرمایا جائے گا آئندہ سال اگر یہ اہل ہوں گے تو وضع کیا جائے گا۔ مگر فقیر کہ وہ اگر وقت وضع فقیر غیر معتدل تھا پھر موسر ہو گیا تو اس پر وضع فرما دیا جائے گا اگر ابھی اکثر حول باقی ہے امام ہر سال تجدید وضع فرماتا رہے گا۔ یہ غلط ہے کہ جزیرہ فوجی ٹیکس تھا جو لڑائی کا نقصان پورا کرنے کی غرض سے لیا جاتا تھا۔ جزیرے کے کچھ مسائل تو یہاں ذکر ہوئے انھیں سے روشن کہ وہ گزشتہ فوجی ٹیکس کسی طرح نہیں خاص جزیرے کے متعلق تمام مسائل کی کتاب اردو فارسی میں ہماری نظر میں نہیں۔

در مختار میں فرمایا الموضوع من الجزية بصلح لا يقدر ولا يغير تخيرنا عن الغدر وما وضع بعد ما قهر و اقر و اعلى املا كهم يقدر في كل سنة على فقير معتمل يقدر على تحصيل النقد بين باى وجه كان اثنا عشر درهما في كل شهر درهم وعلى وسط الحال ضعفه في كل شهر درهمان وعلى الملك ضعفه في كل شهر اربعة دلاهم وهذا للتسهيل لا لبيان الوجوب لأنه باول الحول ومن ملك عشرة آلاف درهم فصلا غنى ومن ملك مائتي درهم فصاعدا متوسط ومن ملك مادون المائتين او لا يملك شيئا فقير قاله الكرخي وهو احسن الاقوال وعليه الاعتماد واعتبر ابو جعفر العرف وهو الاصح ويعتبر وجود هذا الصفة في آخر السنة فتح لانه وقت وجوب الاداء. وتوضع على كتابي ومجوسى ولوعسها ووشى عجمي لجهواز استرقاقه فبان ضرب الجزية عليه لا على وثنى عربى لان المعجزة في حقه اظهر فلم يعد رومرتد فلا يقبل منهما الا الاسلام والسيف وصبي وامرأة وعبد ومكاتب ومدبر وابن ام ولد ومن نقص بعض اعضاءه او تعطل قواه فدخل المفلوج والشيخ العاجز واعنى وفقير غير معتمل وراهب لا يخاط لانه لا يقتل والجزية لاستقاطه والمعتبر في الاهلية وعدمها وقت الوضع فمن افاق او عتق او بلغ او برى بعد وضع الامام لم توضع عليه بخلاف الفقير اذا اليسر بعد الوضع حيث توضع عليه لان سقوطها المعجزة وقد نزل وى اى الجزية ليست رضامنا بكنفرهم كما طعن الملحدة بل انما هي عقوبة لهم على اقامتهم على الكفر فاذا جازاها لهم للاستدعاء الى الايمان بدونها فيها اولى وقال تعالى حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون.

رد المحتار میں ہے۔ قولہ لا يقدر ولا يغير اي لا يكون له تقدير من الشارع بل كل ما يقع لصلح

علیہ یسعین ولا یغیر زیادۃ ولا نقص قولہ واعتبرا بوجہ عرفہ حیث قال ینظر الی عادیۃ کل بلد فی ذلک الاتری ان صاحب خمسین الفابلیخ یعد من المکثرین وفی البصرۃ ویجد اد لایعد مکثرا قولہ وهو الاصح صححہ فی الولوالجیۃ ایضا قال فی الدر المنشی والصحیح فی معرفۃ ہولاء عرفہم کما فی الکرمات وهو المختار کما فی الاختیار و ذکرۃ الفہستائی واعترف فی النسخ تبعاً للبحرین انہ ای التحدید لم یذکر فی ظاہر الروایۃ ولا یحقی ان الاول ای اعتبار العرف اقرب لرای صاحب المذہب واقرب فی الشریعالیۃ وفی شرح المجمع وغیرہ وینبغی تفویضہ للامام ای کما ہو مرای الامام وفی التاریخانیۃ انہ الاصح فتبصر ام یعنی ان رای الامام ان المقدرات الی لم یرد بہا الفس لا تثبت بالرای بل تفوض الی مرای المتبلی قولہ لانہ لایقتل الاصل ان الجزیۃ لاسقاط القتل فمن لایجب قتله لا توضع علیہ الجزیۃ الا اذا اعانوا برای او مال فوجب الجزیۃ قولہ لم توضع علیہ لان وقت الوجوب اول السنۃ منذ وضع الامام فان الامام یجد بالوضع عند لاس کل سنۃ لتغیر احوالہم بلوغ الصبی وعتق العبد وغیرہما فاذا احتلم وعتق العبد بعد الوضع فقد مضی وقت الوجوب فلم یرکون اھلا للوجوب۔ قولہ بخلاف الفقیر ای غیر المعتمل اذا ایسر العمل فانھا توضع علیہ۔ قولہ لان سقوطها العجز لان الفقیر اھل لوضع الجزیۃ لکونہ حرام مکلفا لکنہ معذرا بالفقر فاذا زال اخذت منه لکن ان بقی من الحول اکثرۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از گیا ڈاک خانہ رفیع گنج محمد عبدالحق ہائے جنرل مرخٹ مورخہ ۲۳/۴/۱۳۴۴م
گراموفون جس میں کہ اشعار نعتیہ وغیر ماہوں اس کا سننا جائز ہے یا نہیں اور گراموفون مزامیر کے

اندر داخل ہے یا نہیں؟

الجواب۔ گراموفون آلات لہو و لعب سے ایک آلہ ہے اور نعت شریف اللہ و رسول کا ذکر جل جلالہ
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر کارڈ کے مصالحہ میں اسپرٹ ہوتی ہے اسپرٹ شراب ہے گراموفون سے ہرگز کچھ
نہیں خصوصاً اذکار خدہ و مصطفیٰ اعز شائہ و علیہ التیمتہ والتشا گراموفون میں مزامیر کی آواز بھی ہوتی ہے گراموفون
خود مزامیر میں نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از رنگون برمانگل اسٹریٹ نمبر ۲۱۲ مسلمانہ صاحبہ سلمہ او ازخدی القعدہ سلمہ
مہرم شریف میں حضرات حسین کیمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر شہادت صحیح روایتوں سے مسلمانوں
کو سننے کے لئے محفلیں منعقد کرنا یا حضرات اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایصال ثواب کے لئے

ان کی نیاز دلانا سنی مسلمانوں کے لئے مذہبی رسوم میں سے ہے یا نہیں اور ایک سنی مسلمان اس کو اپنی مذہبی رسم کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ بیخود تجربہ و۔

جواب۔ بے شک بے شبہ حضرات امامین سیدین شہیدین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاک ذکر مبارک کی مجلس متبرکہ اہل سنت کا طریقہ رضیہ رسم محمودہ مرضیہ ہے محبوبانِ خدا و پیشوایانِ دین حبیب کبریا علیہم السلام والثناء کا ذکر مسلمانوں کے دین میں ذکرِ خدا ہی ہے کہ سہ مردانِ خدا خدا نہ باشند۔ لیکن زخدا جلد نہ باشند۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا ان محبوبانِ الہی سے علاقہ ان کی ذوات کے لئے نہیں۔ اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بزرگانِ خاص محبوبانِ بااختصاص ہیں ان کا ذکر وہ اسی لئے کرتے ہیں کہ وہ بارگاہِ الہی کے خاص مقبول بندے ہیں۔ ان کا ذکر باعثِ رحمت و برکت اور کارِ ثواب ہے ان کا ذکر خدا کی عبادت اور خدا چاہے تو سببِ نجات از عذاب ہے امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة اور خاص کر یہ ذکر شہادت توارشاد الہی و ذکر ہمہ ہائشہ اللہ کے نیچے داخل اس ذکر سے مسلمانوں کا مقصد اپنے ان اماموں کی دینی عظمت دکھانا حق پر استقامت اور باطل سے نفرت کی ضرورت بتانا فسق و فجور کی عداوت اور اپنے ان دینی پیشواؤں کی محبت کو جن سے ایمان کو قوت پہنچتی ہے اپنے دلوں کو تازہ کرنا اور دین و مذہب پر اپنی جان و مال عزت و آبرو سب کو نثار و قربان کر دینے کا سبق اپنے ان اماموں کے اس اسوۂ حسنہ سے حاصل کرنا اور ان کی ہدایت کرنا۔

دلانا و غیرا ذمیا ہے۔

ان مجالس کی رسم بہترین رسم ہے ان مجالس سے مسلمانوں کے بہت دینی فائدے ہیں مگر وہاں اور دیوبندی محبوبانِ خدا کے دشمن ایسے دشمن ہیں کہ وہ ان کا ذکر بھی سنتا نہیں چاہتے بلکہ اتنا بھی نہیں سن سکتے کہ سال بھر میں ایک بار فلاں جگہ ان کا ذکر خیر ہوا اور کیوں چاہیں گے جانتے ہیں کہ جب تک ان کا ذکر مسلمانوں میں رائج رہے گا مسلمانوں کو ان سے محبت رہے گی اور جب تک محبوبانِ خدا سے مسلمانوں کا علاقہ محبت رہے گا وہ ان کے دامِ تزدیر میں آسانی سے نہ پھنس سکیں گے ان مجالس مبارکہ اور اس ایصالِ ثواب کی رسم ایسی ہی رسم ہے جیسے مجلس میلاد مبارک اور گیارہویں شریف کی رسم مسلمانوں میں رائج ہے کون نہیں جانتا کہ یہ دینی و مذہبی مصالح ہیں وہابیوں کے نزدیک جیسے مجلس میلاد شریف وغیرہ ویسے ہی یہ مجالس متبرکہ اصل علت تو وہی محبوبانِ خدا سے عداوت ہے مگر ہاتھی کے دانت کھانے

کے اور، اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ گڑھی ہیں ان ہی میں سے ایک یہ ہے کہ چونکہ یہ رسم ہے لہذا حرام ہے دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی کی اصلاح الرسوم دیکھئے۔ سب کچھ طرایا اور کچھ کھانا یا کاکر احباب یا مساکین کو دینا اور ان کا ثواب حضرت امام حسین کو بخش دینا اس کی اصل وہی حدیث ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنی عیال پر وسعت دے اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس پر وسعت فرماتے ہیں مگر چونکہ اس میں رسوم کی پابندی کر لی ہے اس کو تہوار قرار دیا ہے اس لئے رسم کے طور پر کرنے سے مانعت کی جائے گی مختصر یہ ہے شریعت پلانا یہ بھی اپنی ذات میں مباح تھا جب پانی پلانے میں ثواب ہے تو شریعت میں کیا حرج تھا مگر وہی رسوم کی پابندی اس میں بھی ہے۔ مختصراً۔ ۳ شہادت کا قصہ بیان کرنا یہ بھی فی نفسہ چند روایات کا ذکر کر دینا ہے فی ذاتہ جائز تھا مگر الخ

انہیں تو رسم سے چڑھ ہے اس سے کچھ بحث نہیں کہ رسم اچھی ہے یا بری ان کے نزدیک رسم ہے تو بری ہی ہے۔ نہیں نہیں بات وہ ہی ہے کہ محبوبانِ خدا کی تعظیم ان کا ذکر انہیں ایصالِ ثواب سے چڑھ ہے۔ محبوبانِ الہی کو ایصالِ ثواب، ان کا ذکر شریف معاذ اللہ اس کی رسم تو بری ہے بوجہ رسم ہونے کے حرام ہے مگر اب پیری مریدی کی رسم کیا خلاف کلیت ہے پہلے خشک وہابیوں کے نزدیک تو وہ بھی شرک تھی مگر اب اس وقت کے وہابی اپنے ان اسلاف کو احمق سمجھتے ہیں کہ ایسے نفع کی بات کو بے وقوفِ شرک و بدعت بتاتے تھے انہیں ہر وہ بات جس میں وہابی کا مالی فائدہ ہو بالکل حلال ہے انہیں اگر مسلمانوں میں بجائے کچھ اپکانے لنگر کرنے شریعت یا سقے سبیل لگانے مجالس ذکر میں خرچ کرنے کے یہ رسم ہو جائے کہ وہ جو روپیہ ان کاموں میں صرف کرتے ہیں وہابیوں کو مدرسہ یا کسی زرچندے کے نام سے دیدیں پھر رسم نہایت خوب محبوب و مرغوب و مطلوب ٹھہرے گی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بر علی مستولہ بکری طبری الجمن اسلامیہ۔ رجب المرجب ۱۴۱۸ھ

شبِ برامت کی آتشازی مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنا اور خود چھوڑنا اور دوسروں کو چھوڑنے کی تحریک کرنا اور ملاد دینا جملہ امور متذکرہ بالا کے بارے میں جو شریعتِ مطہرہ کا حکم ہو وہ مفصل بتلایا جائے
بینوا تو جروا۔

الجواب۔ عقل و نقل کا قاعدہ مسلمہ اور ایک بختہ اصل از اصول محکمہ ہے کہ جرم میں کسی طرح کی امانت بھی جرم ہے۔ یہاں تک کہ اس میں برائے تماشہ شرکت بھی۔ قاتل ہزار کتاب قتل پر مجرم نہیں۔ ہر وہ شخص جو

اس کا کسی طرح معین و مددگار ہماری کی طرح مجرم ٹھہرتا ہے بلکہ وہ بھی جو کھڑا تھا اور دیکھتا ہے۔ مقتول کی اعانت کر سکتا ہو اسے کسی طرح قاتل کے حملہ سے بچانے کی کوشش کر سکتا ہو اور نہ کرے۔ قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے لا تَعَاوَدُوا عَلَى الْاَشْرَارِ وَالْعَدْوَانِ۔ گناہوں پر ایک دوسرے کی امداد و اعانت نہ کرو۔ حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین مشی مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد اخرج ربيعة الاسلام عن عنقه او كما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتمه تصریح فرماتے ہیں التفرج علی المحرام حرام۔ مال ضائع و برباد کرنا حرام ہے۔ شب برارت کی آتش بازی ناجائز بازی ہے کہ اولاً وہ بازی ہے اور لہو و لعب حرام پھر اس میں تفریح نال ہے اور وہ ناجائز ہے۔ مہذہر پر لے سرے کا ناشکر۔ اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر۔ تو ہر مہذہر اس ناشکری کے سبب شیطان کا بھائی ٹھہرا۔ قرآن کریم متنبہ فرماتا ہے لا تلبذوا تبذیراہ مگر یہ نہیں سمنا اس عطیہ الہیہ کو جسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تھا شیطان کی راہ میں بے دریغ صرف کرتا ہے اسی پر تو قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے ان المبدزین كانوا اخوان الشیطن وكان الشیطن لربہ کفو ماہ یعنی

والے اگر تبذیر تو بنانے والے بنائیں کیوں؟ بنانے والے نہ بنائیں تو بیچنے والے کہاں سے پائیں؟ پھر جب بنانے والے نہ بنائیں بیچنے والے نہ بیچیں تو پھوڑنے والے اپنی کمائی یا باپ دادا کی کمائی میں خود آگ لگانے والے کیونکر آگ لگائیں؟ خود گناہ کرنا ایک جرم اور اس کی ترغیب و تحریص دوسرا جرم۔ جرم بالائے جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور ہم سب کو شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچائے۔ قال اللہ

تعالیٰ، لا تتبعوا خطوات الشیطن انه لکم عدو مبین و واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی محلہ..... مسئلہ..... شعبان ۱۴۱۵ھ

بکرنے مسلمانوں کے قبرستان کی قبریں جس میں علماء و اولیاء اللہ و عام مسلمانوں کی قبریں تھیں کھود کر اپنا مکان بنالیا اور انھیں قبروں پر پاخانہ و غسل خانہ وغیرہ جو لوازمات مکان مسکونہ کے ہیں تعمیر کرتے جب اس ناشائستہ فعل سے بکر کو منع کیا گیا تو وہ آمادہ فوجداری ہوا، لہذا اس بارے میں بکر کہاں تک از روئے شریعت مطہرہ کے مجرم ہوا اور اب اگر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہے تو اس کا کیا کفارہ اس کو دینا چاہیے؟ بیخواتر وا

الجواب۔ بکر سخت شدید گناہگار مستحق ناز مستوجب غضب جبار مبتلائے قہر قہار حق اللہ اور حق العباد دونوں میں گرفتار ہے اس پر توبہ فرض ہے سچے دل سے توبہ و رجوع کرے اپنے اس گناہ اور سب گناہوں

پر شرمندہ و منفعل ہو خدا سے مغفرت چاہے قبور جو منہدم کی ہیں انھیں پھر بنا دے اپنا قبضہ مالکانہ قبرستان سے اٹھائے پانچ دن غسل خانہ فوراً فوراً دفع کرے جہاں نجاست کی ہے اس جگہ کو فوراً فوراً نجاست سے پاک کرے خالی زبانی توبہ نہ ہوگی۔ زندوں سے معافی چاہے مردوں کو ایصال ثواب کرتا رہے جن کی قبور منہدم کیں جنس کے قبور پر پانچ دن غسل خانہ وغیرہ بنایا ان زندوں سے جن کے اعزاء قبر بار کی قبور کی توبہ نہ کر کے انھیں بھی ایذا پہنچا ان سے معافی چاہے خدا سے توفیق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بخدمت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رفیع الدرجت مولانا مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہ استقامت۔ (۱) کسی اسلامی رفہ عام مثلاً کتب خانہ ہسپتال وغیرہ کے لئے چار چار آنہ کی رسیدوں کے ذریعہ امدادی چندہ حاصل کیا جائے اور حاصل شدہ رقم میں سے نصف چندہ دینے دینوانے کی ایک معینہ تعداد پر بذریعہ قرعہ تقسیم کر دیا جائے اور چندہ دینے دینوانے کو بیشتر سے معلوم بھی ہو کہ نصف تقسیم کر دیا جائے گا تو کیا عند الشرع اس میں کچھ قباحت ہے۔

(۲) اگر مذکورہ صورت میں کچھ قباحت ہے تو ایسی حالت میں جب کہ غیر مسلم تو میں اس طرح سرمایہ اکٹھا کرتی ہیں اور مسلمان بھی اس میں حصہ لیتے ہیں نیز مسلمانوں کے رفہ عام کے کام سہل نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوتے رہتے ہیں مسلمانوں کو اس صورت سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہ ہوگا۔ بیٹھا اور جروا۔

الجواب۔ یہ ہرگز جائز نہیں چندہ کاروپہ چندہ دینے والوں کا ہے یہ امین ہے جس نیک کام کے لئے انھوں نے دیا ہے دیانت کے ساتھ اسے اس میں صرف لیتے ہیں نیز مسلمانوں کے رفہ عام کے کام سہل نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوتے رہتے ہیں مسلمانوں کو اس صورت سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہ ہوگا۔ بیٹھا اور جروا۔

الجواب۔ یہ ہرگز جائز نہیں چندہ کاروپہ چندہ دینے والوں کا ہے یہ امین ہے جس نیک کام کے لئے انھوں نے دیا ہے دیانت کے ساتھ اسے اس میں صرف لیتے ہیں نیز مسلمانوں کے رفہ عام کے کام سہل نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہوتے رہتے ہیں مسلمانوں کو اس صورت سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہ ہوگا۔ بیٹھا اور جروا۔

جتنا لیا ہے ہر ایک کو اتنا واپس دے یا ان کی اجازت ہو تو کسی اور جائز کام میں صرف کرے اگر کسی کام کے لئے چند لوگوں سے چندہ لیا اس میں صرف کر کے کچھ بچ رہا اور کام ختم ہو گیا تو حساب کر کے حصہ رسد واپس دے اور آگے پیچھے لیا ہے تو جن جن کاروپہ پورا پورا صرف ہو گیا ان کا پورا صرف ہو لیا جن کا ادھاتہائی چوتھائی صرف ہوا انھیں ادھایا دو تہائی یا تین رتبع واپس دے۔ اور جس کا بالکل صرف نہ ہو سکا اس کا پورا واپس کرے۔ صورت مستفسرہ یقیناً ناجائز ناروا کھلا جوا ہے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے نیک کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ پھر بذریعہ حرام۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ یہ نصف چندہ کاروپہ جو امین کے پاس نیک کام میں لگانے کے لئے تھا امین اسے اس میں نہ صرف کرنے والا اور بذریعہ قرعہ لگایا کا بچھیا تلے اور بچھیا کا لگایا کے نیچے لگانے والا کون۔

چند مختلف ہو گا مثلاً کسی کے دو پیسے کسی کے دو آنے کسی کے چار کسی کے آٹھ کسی کا روپیہ کسی کے دو روپیہ کسی کے دس کسی کے بیس کسی کے پچاس کسی کے سو سب مثلاً ہزار روپیہ چندہ ہو اس پانچ سو روپیہ مثلاً پانچ آدمی کی معین تعداد پر بندوبست قمر رو کے گئے تو کچھ ضرور نہیں کہ یہ پانچ قمر سے وہی نکلیں جنہوں نے سو روپیہ دیے تھے کہ ہر ایک کو سو روپیہ اس کے مل جائیں بسا اوقات یہ ہو گا کہ وہ پانچ نکلیں جنہوں نے ۶-۱۰-۱۲-۱۴-۱۸ روپیہ تو ہر سے لے کر زیادہ سے زیادہ آٹھ آنے خرچ کرنے والے کو سو روپیہ مل گئے اور کیا اجورے کے سر سینگ ہوتے ہیں؟ واپس کرتا تو مالک کو کتا کسی کی بلک کسی کو دنیا کیونکر روا ہو سکتا ہے۔ یہاں اس کو اس کا علم ہونا کہ ایسا ہو گا تو کیا سو دینے والے رشوت دینے والے جو کھیلنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میرا اتنا روپیہ اس صورت میں جائے گا بلکہ اگر یہ صورت بھی ہو کہ چند مختلف نہ ہو ہر کسی سے مثلاً ۸ روپیہ روپیہ لیا گیا اور ہزار روپیہ ہوتے تو بھی یہی صورت ہوگی اس صورت میں تو یہ بھی ممکن تھا کہ پانچ شخص وہی نکل آتے جن سے سو روپیہ لئے گئے تھے اور اس صورت میں یہ بھی ممکن نہیں یہاں ۸ روپیہ روپے والے کی سب ہیں اور ۸ روپیہ روپے ہی میں سو روپیہ پتے ملتے ہیں۔

پھر جس صورت میں سو روپیہ والے پانچ قمر سے نکلے اس میں بھی نہ امین انھیں ان کا روپیہ واپس دے رہا ہے نہ انھیں کے خیال میں یہ ہے کہ ہم اپنا روپیہ لے رہے ہیں بلکہ اتفاقاً یہ صورت ہو گئی انہوں نے ہزار روپیہ دیا تھا اتنا انھیں پہنچ گیا وہ مگن ہیں کہ ہلدی لگی نہ پھٹکری اور رنگ چو کھا آیا۔ سو روپیہ چاہے نیک کام میں لگے ہوتے ہیں اور میں گھر بیٹھے سو مول بھی گئے ہمارے نیک کام میں گئے اور دل کے ہمیں مل گئے اور سب کو یہ حال معلوم ہی ہے لہذا اس میں کوئی حرج نہیں "پھر درحقیقت یہ دینا اس نیک کام کے لئے نہیں کام کا نام ہی نام ہے وہ تو محض برائے نام ہے دینے والوں کی اصل غرض یہی جو ہے والیاد اللہ تعالیٰ کہ ۸ روپیہ سو روپیہ کے ملنے کے امید پر دیا جاتا ہے قسمت سے مل گئے تو پورا ہے حد نہ سمجھ لے کہ ۸ روپیہ نیک کام میں صرف ہو جائے گا۔

مگر قسمت کہ وہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ ممکن کہ اس کا روپیہ اس نیک کام میں صرف ہی نہ ہو اس نصف چندے میں ان پانچ کے پاس پہنچ جاتے تو اولاً وہ امید ہے اور ثانیاً یہ امید تو اب جیسے کسی بڑھیا کی رٹیا کوئی جانور لے بھاگا اس نے اول تو بہت کوشش کی کہ اس سے بچیں لے جب دو روپیہ پہنچ گیا اس کا کوئی قابو نہ رہا تو بولی جا میں نے خدا کی راہ میں دیں پھر تقرب کو خلوص نیت درکار یہاں خلوص کہاں اول ہی

سے نیت بد ہے اسے نیک کام سمجھنا حرام حرام حرام ہے اسے عزیز یہ پوچھتا ہے کہ یہاں اس میں کچھ قباحت ہے
یہ پوچھ کر عین قباحت کی کس قدر عظیم شامت ہے ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

(۲) ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ غیر مسلم قومیں سود کے منافع تبلیغ وغیرہ امور میں جنہیں وہ کار خیر جانتی
ہیں صرف کرتی ہیں یہ پوچھنا ایسا ہی ہے کہ کوئی یہ پوچھے کہ غیر قومیں سود سے جو نفع اکٹھا کرتی ہیں اور مسلمان بھی
اس میں حصہ لیتے ہیں تو کیا مسلمانوں کو جائز نہ ہو گا کہ وہ سود کاروبار جمع کر کے دینی کاموں میں صرف کریں اسے

عزیز قرآن کا ارشاد سن۔ لا تشبھوا خطوات الشیطن ۵۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ حکیم عبدالستار صاحب عفی عنہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۲ء

بخدمت المکرم ذوالجہد والکرم جناب مولوی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج شریف
بعد سلام مسنون یہ تحریر عرض تجویز فیصلہ ارسال خدمت ہے کہ بریل کے دو شعرا میں اس امر کی بحث ہے کہ زید
کہتا ہے کہ اسلام بسبب اپنی حقانیت اور اخلاقیات کے دنیا میں پھیلا اور بکر کہتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا اگر
آج تلوار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو اسلام روز افزوں ترقی کرے آیا جناب کے نزدیک ان دونوں مسلم شاعروں
کے حق میں کیا فیصلہ ہے اور زید و بکر میں کون صحیح الرائے ہے۔ بنیوا تو جروا

الجواب۔ اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اسلام کی روشن و پاک تعلیم اور اس کے بہتر سے بہتر صحیح
اصول نے عاقلوں کو اس کا بندہ بنایا۔ جو ذرا بھی سمجھ رکھتے تھے اور مرض عناد میں گرفتار نہ تھے انھوں نے بھد
دل نہایت شوق و رغبت سے اس کا کلمہ پڑھا۔ ہاں جو احمق مرض عناد میں گرفتار تھے باوجود اسے کہ اس کی حقیقت
ان کے دل پر آشکار ہو چکی تھی جب کسی طرح اسلام کی ضرر رسانی سے باز نہ آئے تو اسلام نے اپنے حلقہ بگوشوں
کے ہاتھوں تلوار دی۔ جن کے حق میں اس طریقہ سے ہدایت ہونا تھی اور کسی طرح نہ سمجھ سکتے تھے تو وہ اس
ذریعہ سے حق سمجھے کہ اگر یہ مذہب حق نہ ہوتا تو اس کے مٹھی بھر آدمی دنیا بھر کو فتح نہ کر لیتے ان کا عناد یوں تلوار
کے گھاٹ اترا اور وہ سچے دل سے اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ اور جن کے حق میں ہدایت نہ تھی وہ یوں بھی
نہ ملنے اگرچہ دل سے اس کی حقانیت کے معترف ہوئے۔ تو یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اسلام
یقیناً اپنی حقانیت ہی سے پھیلا۔ اس کی مثال نہ ملے گی کہ تلوار کے ڈر سے اسلام قبول کیا ہو تلوار دیکھ کر بھی
جس نے اسلام قبول کیا اس نے اسلام کو حق جان کر ہی قبول کیا۔ اسلام کی تلوار ہی اس کے لئے اسلام کی
حقانیت کا روشن ثبوت بنی۔

ہاں ابتدا میں منافقین بھی جو بظاہر کلمہ پڑھتے تھے اور باطن میں کافر تھے انھیں اسلام قبول ہی نہ ہوا وہ ویسے ہی کافر رہے تو ان میں اسلام کہاں پھیلا۔ وہ انھیں معاندین میں تھے انھیں کسی طرح اسلام قبول نہ ہوا اگرچہ طرح طرح اسلام کی تھانیت ان پر روشن ہوئی۔ منافقین کو اسی زمانہ میں پھانٹ پھانٹ کر جماعت مسلمین سے نکال دیا گیا جنھوں نے بر لو چالاکی یہ راہ اختیار کی تھی کہ مسلمانوں کی غیبت میں شریک ادھر کافروں سے حصہ بانٹ ان سے ملے تو ان کی کہتے ان میں جاتے تو ان کی کہتے کہ دونوں طرف سے حصہ پائیں اس شخص کو اپنے اس قول سے رجوع لازم کہ یہ آریہ بکا کہتے ہیں اور اس سے بے وقوف لوگوں کو بہکتے ہیں۔ اسلام آج بھی ترقی کر رہا ہے جب کہ ان کے ہاتھ میں نہ تلوار ہے نہ پہاں کوئی اور زور و اول کفار سے اس کی ترقی پوچھو جو کروڑوں روپیہ اور ہزاروں عورتیں لالچ میں دیتے اور اپنے مذہب باطل کی تبلیغ میں اندھا دھند صرف کرتے اور بعض تلوار کا زور بھی رکھتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ اس کا خیال ہے کہ اسلام کے ہاتھ میں جب تلوار ہوگی جب ترقی کرے گا۔ اسلام تو اس وقت بھی باعتبار تعلق ترقی پر ہے ہاں جب تلوار ہاتھ میں ہوگی تو آج کی سی حالت مسلمانوں کی نہ ہوگی ان کو ذیوی عزت اس سے زائد ہوگی اور ان کی شوکت و حشمت بھی کچھ بڑھ جائے گی وہ شخص جو دل سے مسلمان نہ ہو مسلمانوں کے ڈر سے تلوار کے خوف سے اسلام ظاہر کرے اسلام اسے مسلمان کب ٹھہراتا ہے؟ اسلام تو اسے منافق کافر مانتا ہے تو اسلام کی ترقی ہرگز تلوار سے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از میرٹھ محلہ مشائخاں مدرسہ مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی۔ ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ

ما قولکم دام فضلكم

(۱) دف بجا کر قصائد، نعت، اور حالت قیام میلاد شریف میں صلاۃ و سلام پڑھنا جانتے ہے یا نا جانتے؟
مع بھانج ہو تو کیا حکم اور بلا بھانج ہو تو کیا حکم؟

(۲) کسی بزرگ کے قدیم جھنڈے پر پھول چڑھانا دف بجا کر قصائد، نعت، و توسل پڑھتے ہوئے اس کا جلوس نکالنا پھر اس جھنڈے کو بہ نیت تبرک مجلس میلاد شریف میں رکھنا اور بعد غتم میلاد شریف ان پھولوں کو تبرک کے طور پر لوٹنا جانتے ہے یا نا جانتے؟

(۳) کسی درویش کے غیر مقدم میں ان کی راہ میں حسب ذیل کلمات کہتے ہوئے بکرا ذبح کرنا اور اس بکری کے خون پر ان بزرگ اور ان کے متبعین کا پیر رکھتے ہوئے چلنا اور چند قدم آگے چل کر پھر وہی حسب

ذیل کلمات کہتے ہوئے دوسرا بکرا ذبح کرنا اور اس کے خون کو پھر اسی طرح عبور کرنا نیت عبور و ذبح معلوم نہیں۔
 کلمات اللهم منده والیہ بسم اللہ اکبر اللہم اجعل صدقۃ الی سراج عبدروس۔
 (۳) مذکورہ بکروں اور ان بزرگ کا قوت لیا جانا جائز ہے یا ناجائز؟ مدلل بدلائل جواب عطا فرمایا جائے
 رب العالمین آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب۔ (۱) ہرگز نہ چاہیے ظاہر ہے کہ یہ سخت سوراہ ہے اور اگر بھانج بھی ہوں یا اس طرح
 بجایا جائے کہ گت پیدا ہونے کے قواعد پر جب تو حرام اشد حرام ہے۔ حرام در حرام ہے۔ وھذا ظاہر من
 ان ینظرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) یہ بھی نہ چاہیے بھنڈے پر پھول چڑھانا محض بے معنی۔ دف بج کر نعت و منقبت پڑھنے کا حکم
 اوپر گذرا۔ ان پھولوں کو تبرک بنانا نری ہوس خام ہے بھنڈے کی کسی بزرگ کی طرف نسبت ہی کے کیا
 معنی یہ ایسا ہی ہے جیسے تعزیہ دار فتح نشان کی عظمت حضرت امام عالی مقام کی جانب فرضی نسبت سے
 کرتے ہیں فرضی نسبت کیا کارآمد ہے۔ پھر اگر نسبت فرضی نہ ہو مثلاً کسی پیر کے مرید اس کی خانقاہ کے بھنڈے
 کی ایسی تعظیم کرتے ہوں اس پر پھول چڑھا کر انھیں لوٹتے ہوں جب بھی کہ یہ غلو ہے اور اللہ عزوجل غلو سے
 منع فرماتا ہے ارشاد قرآن ہے لا تعبدوا فی دینکم محض بھنڈے کا جلوس نکالنا بھی ایسا ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۳) ایسا کرنا بھی غلو ہے اور اگر اس ذبح سے مقصود اس مخلوق کی تعظیم بھی ہے اور ظاہر ہی بتاتا ہے
 کہ راہ میں ذبح کرنا اس کے خون پر قدم رکھواتے ہوئے لے جانا پھر اس منظر کا ٹوٹو لینا یہ سب اسی طرف ناظر۔
 اس صورت میں اس کی حرمت میں کیا شبہ ہے کہ اگرچہ اس میں اللہ کے نام سے ذبح کئے مگر اس کا ذبح
 خالصاً اللہ نہ ہوا۔ قدوم امیر یوہیں کسی اور معظم کے قدوم پر جو ذبح کیا جائے اس کا حکم فقہائے کرام نے یہی
 حرمت فرمایا ہے اگرچہ اللہ ہی کے نام پر ذبح کرے تو یہ لالہ بھار و در مختار میں ہے ذبح لقا و امیر و نحوہ
 کو احد من العظام یعنی مہلک لہ اہل بہ بغیر اللہ۔ تسمیہ کا مجر و خالص ہونا شرط ہے اور اس صورت میں
 وہ مجر و نہیں اس صورت میں اگرچہ ایسا کرنے والوں پر حکم کفر نہ دیا جائے مگر اس کی حرمت میں کوئی اختلاف
 نہیں۔

در مختار میں ہے هل یکفر قولان بزازیة و شرح وہبانیة قلت و فی صیدا المنیة انہ یکفر ولا
 یکفر لان لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الادی جہذا النحر و نحوہ فی شرح الوہبانیة عن اللہ

شامی میں ہے قولہ انه يتقرب الى الأدمى اى على وجه العبادة لانه المكفر وهذا البعيد من حال المسلم فلا ظاهراً
انه قصد الدنيا والقبول عنده باظهار المحبة بذبح فداء عنه لكن لما كان في ذلك تعظيم له لم تكن التسمية
مجردة: لله تعالى حكماً كما لو قال بسم الله واسم فلان حرمت ولا ملازمة بين المحرمة والكفر اى میں ہے لا
يقصد معها تعظيم مخلوق لما سألني انه لو ذبح لقتلوا امير وغنوة بخبره ولو سئى. والله تعالى اعلم
(۴) جائزاً کا فوٹو کھینچنا کھینچنا حرام ہے۔ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ۔ حضرت صدیق اکبر قرآن مجید جوئی زمانہ مروج ہے اس سارے قرآن مجید کے حامل تھے
یعنی حافظ تھے یا کہ اس قرآن مجید کے حافظ تھے جو پہلے حضرت عثمان غنی نے جمع کیا تھا کہ سورہ بقرہ تا سورہ عمران یا
اور سورہ کے حافظ تھے؟

الجواب۔ حضرت خلیفہ رسول اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پورے قرآن عظیم کے حافظ تھے
قرآن تو ایک ہی ہے اس کے کیا معنی کہ جو آج کل مروج ہے یا وہ جسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
جمع فرمایا تھا۔ یہ وہی قرآن ہے جو آج بفضلہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں ہمارے سینوں اور ہماری زبانوں پر ہے۔
جو اللہ عزوجل نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل فرمایا اور جسے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے دلوں میں جمع فرمایا جس کے جمع کرنے کا بیج مشورہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا پھر حضرت
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی ترتیب پر صواعق محرقہ میں کھنڈیرب امام نووی سے ہے۔ انہ
احد الذین حفظوا القرآن کلمہ۔ امام ابن حجر کی صواعق میں فرماتے ہیں: ومن فضائله العظیمه جمعه للقرآن
فقد اخرج ابو یعلیٰ عن علی قال لعظماء الناس اجزائی المصاحف ابو بکر ان ابابکر کان اول من جمع القرآن
بین اللوحین۔ و اخرج البضاری عن زید بن ثابت قال ارسل الی ابو بکر مقتل اهل الیمامة وعندہ عمیر
فقال ابو بکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استقر یوم الیمامة وانی لخشى ان یحصر القتل بالقرآن فی الموطن
فیذهب کثیر من القرآن الا ان جمعه وانی لاسری ان یتجمع القرآن۔

قال ابو بکر فقلت لعمر کیف افعل شیئاً لم یفعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر هو و
اللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی فیہ حتی شرح اللہ لذلک صدرا می فرأیت الذی راى عمر قال زید
وعمر عندہ جالس لا یتکلم فقال ابو بکر انک شاب عاقل ولا تهملک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتنج القرآن فاجمعه فواللہ لو کلفنی نقل جبل من الجبال ما کان أثقل علی مما امرنی

بہ من جمع القرآن فقلت كيف تفعلان شيئاً لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابو بكر هو والله خير ولم انزل امر اجعه حتى شرح الله صدرى للذي شرح الله له صدرى ابى بكر وعمر فتبعت القرآن اجبعه من الرقاع والاكفاف والعصب اى العصى من الجريد۔ وصدى الرجال حتى وجدات من سورة التوبة آيتين مع خزيمه بن ثابت لم اجدهما مع غيره۔ لقد جاءكم رسول الى اخرها فكانت الصحف التى جمع فيها القرآن عند ابى بكر حتى توفاه الله ثم عند عمر حتى توفاه الله ثم عند حفصة بنت عمر رضى الله عنها۔ والله تعالى اعلم۔

مسئلہ۔ از سینٹا پور محلہ ترین پور وارث منزل مرسلہ مجتبیٰ حسین صاحب الیوبی ۹ اپریل ۱۳۳۷ء مخدوم و محترم بندہ زاد عنایتہ بعد بجا آوری آداب خاوانہ گذارش ہے کہ ایک عرصہ سے یہ مسئلہ میرے اور میرے ایک عزیز بزرگ دوست کے درمیان زیر بحث ہے کہ آیا قربانی کا گوشت کفار کو دینا جائز ہے یا نہیں لہذا حضور سے استبداع ہے کہ اس مسئلہ کو حل فرمادیں کہ اس بحث کا خاتمہ ہو جائے۔

الجواب۔ قربانی اللہ عزوجل کے نام پر اراقت دم سے ادا ہو جاتی ہے گوشت کا یہ مالک و مختار ہے جو چاہے کرے اپنے صرف میں لائے یا اپنے اعزاز و اقرار باجواب کو تقسیم کرے یا سب فقرا و مساکین کو دے دے ہاں مستحب یہ ہے کہ اس کے تین حصہ کرے ایک گھر کے لئے رکھے ایک اعزاز و اجاب میں تقسیم کرے ایک فقرا و مساکین کو بانٹے۔ کافر ذمی کے ساتھ برو احسان کی اجازت ہے قال تعالیٰ لا ینہکم اللہ عن الذین لعدو قاتلوکم فی الدین ولحد یخرجوکم من دیارکم ان تبوءوہم و تقسطوا۔ حرئی کے ساتھ منوع ہے قال تعالیٰ انما ینہکم اللہ عن الذین قتلوکم۔ تو حرئی کافر کو قربانی کا گوشت دینا چاہئے نہ کوئی اور شئی ہاں اگر اپنے کسی کافر خادم کو اس کی اجرت میں قربانی کا گوشت دے دے تو حرج نہ ہوگا کہ وہ اس کے اپنے ہی صرف میں آیا۔ یوں اگر اسے بطور انعام اس امید پر دے کہ ع مزدور محوش دل کند کاوش ہے۔ تو بھی حرج نہ ہونا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین حسب ذیل مسائل میں۔

(۱) اعلیٰ حضرت کے معنی کیا ہیں مع دلیل کے بیان کیجئے؟

الجواب۔ اعلیٰ حضرت کے معنی ہیں اعلیٰ بیٹش گاہ۔ اور محاورے میں مجازاً اس کا اطلاق معظم تر شخص پر شائع ہے جیسے مظہرین کو حضرت کہا جاتا ہے یوں میں سے جناب کہا جاتا ہے۔ سرکار بولا جاتا ہے اور ملا چوتانہ کے

مخاورے میں معظم شخص پر دربار کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یوزیر عام مخاورے میں معظم ترکو جناب عالی۔ عالی جناب، عالی سرکار، سرکار عالی کہا جاتا ہے، یوزیر حضرت اعلیٰ، اعلیٰ حضرت، عالی حضرت، حضرت عالی بھی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۲) بعض کہتے ہیں سرکہ کھانا منع ہے۔

الجواب۔ سرکہ کھانا بہت اچھا ہے حدیث میں فرمایا نعم اللادام الخمل۔ جو کہ تباہے منع ہے جھوٹا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳) کس طرح کا پانی کھڑے ہو کر پینا درست ہے۔ مثلاً جھوٹا پانی، سبیل کا پانی، وضو کا پچا پانی، آب زم زم۔ یہ پانی کھڑے ہو کر پینا درست ہیں یا نہیں؟ بیوا تو جیروا۔

الجواب۔ آب زم زم اور وضو کا بقیہ پانی کھڑے ہو کر پی سکتے ہیں۔ سبیل کا پانی لوگوں نے اس لئے لگایا ہے کہ اکثر سبیل کے نیچے کچھ ہوتی ہے۔ بیٹھے کا موقع نہیں ہوتا مسلمان کا جھوٹا پانی کھڑے ہو کر نہ پیتیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۴) السلام علیکم کس شخص کو کرنا درست نہیں مثلاً جو اکیلتا ہوتا ش کھیلتا ہو۔ کھانا کھاتے وقت تلاوت کرتے وقت اور وظیفہ میں مبتلا ہو۔ ان موقعوں پر جواب السلام علیکم کا دینا درست ہے یا نہیں بخل میلاد میں ہوا اور کس کس موقع پر السلام علیکم کا جواب دینا درست ہے؟

الجواب۔ معلن فاسق جو کسی کبیرو کا ترکب یا صغیر پر مصر ہو اس سے ابتداءً سلام نہ کی جائے مگر جب کہ اس سے ضرر کا اندیشہ ہو ایسے مشغول شخص کو بھی سلام نہ کیا جائے جو کھانے پینے میں مشغول ہو یا علم دین کے درس میں یا تلاوت قرآن عظیم کر رہا یا درود شریف یا اور کوئی وظیفہ پڑھ رہا ہو۔ یوزیر واعظ یا میلاد خواں اور جواب دینا درست ہے۔

(۱۵) عورتوں کو کھڑی لٹری کا جوتا پہنا درست ہے؟

الجواب۔ جو جوتا مردانہ ہو یعنی جس وضع کامردوں کے ساتھ خاص ہو عورتوں کو اس کا پہنا درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۶) دولہا کو منہ دی لگانا درست ہے یا نہیں آج کل عام رواج ہے۔ دولہا چاندی کا زیور پہنتے ہیں اور لنگن باندھتے ہیں کیا زیورا اور لنگن اتروا کر نکاح پڑھا جاوے اگر زیورا اور لنگن پہننے میں اس صورت میں نکاح پڑھا دیا تو درست ہے؟

الجواب۔ مرد کو ہاتھ پاؤں میں ہندی لگانا ناجائز ہے۔ زیور پہننا گناہ ہے کنگنا ہندوں کا رسم ہے یہ سب چیزیں پہلے اتروائیں پھر نکاح پڑھائیں کہ جتنی دیر نکاح میں ہوگی اتنی دیر وہ اور گناہ میں رہے گا ازالہ منکر میں قدرت ہوتے ہوئے دیر خود گناہ ہے باقی اگر زیور پہنے ہوئے نکاح ہو تو نکاح ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۷) نقلی کام کا جو نامرد کو پہننا درست ہے یا نہیں۔ یعنی چاندی سونے کا مار لگا ہو تو درست ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب۔ بھوٹے کام کا استعمال نہ کریں اور وہ سچا بھی جو مفرق ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۸) سیاہ لباس پہننا درست ہے یعنی سر سے پیر تک سب کپڑے سیاہ ہوں۔
الجواب۔ جائز ہے مگر محرم میں درست نہیں نہ سب کپڑے سیاہ پہننا نہ کوئی ایک آدھ کہ یہ درافض کا دستور ہے اور ان کے ساتھ تشبیہ ممنوع واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۹) جو مرد چوڑی پہنتے ہیں سدا سوہاگ بنتے ہیں ان کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں؟
الجواب۔ ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم! پہننے والے گنہ گار ہوتے ہیں مگر بعض اولیا کہ حکماً ایسا کرتے ہیں ان کے لئے وہی حکم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۰) جو شخص برہنہ پڑا رہے اور مجذوب میں شمار کیا جاوے یہ درست ہے اس کے پاس جانا خدمت کرنا اس کو کامل سمجھنا درست ہے؟

الجواب۔ مجذوب کی بھی ایسی حالت نہیں دیکھی جاسکتی کہ وہ مرفوع القلم ہے دیکھنے والا تو مرفوع القلم نہیں اسے اس کے سر پر نگاہ کرنا جائز نہیں۔ ہر کس و ناکس کو مجذوب سمجھ لینا بھی نہ چاہئے اور جو مجذوب ہو اس سے بھی دور ہی رہنا چاہئے کہ اس سے نفع کم اور ضرر زیادہ ہو سنے کا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!
(۱۱) سونے کی انگوٹھی اس نیت سے پہن کر سفر میں جانا کہ وقت ضرورت پر کام آوے درست ہے یا چاندی سونا جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا درست ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب۔ سونے کی انگوٹھی مرد کے لئے جائز نہیں چاندی کی انگوٹھی ایک ہنگ کی۔ تک جس قدر بھی قیمتی ہو ساڑھے چار ماشہ سے کم کی مرد کو پہنی جائز ہے۔ چاندی سونا جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) بزرگوں کی فاتحہ مزار کے سامنے دلانا افضل ہے یا مزار سے علیحدہ؟ بینوا تو جروا

الجواب۔ فاتحہ مستحب ہے چاہے جہاں ہو اور مزار کے پاس یوں اور بھی اچھا ہے کہ قریب مزار میں قرآن عظیم کی تلاوت بیک کرشمہ دوکار ہوگی۔ فاتحہ کا ایصال ثواب بھی اور وہاں تلاوت قرآن عظیم بھی جس کے میت کو فرح و سرور اور انس و انبساط ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۳) تماش جو عام طور سے کھیلا جاتا ہے بغیر راجحیت کے یہ درست ہے یا کس قدر گناہ ہے۔ مینواتو جروا

الجواب۔ تماش کھیلنا حرام ہے سخت گناہ ہے اور اس میں بازی لگانا اور جو کھیلنا حرام در حرام ہے

سخت شنیع خبیث کام ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۴) ہندو کو فاتحہ کی شیرینی دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حربی کفار کو نہ فاتحہ کی شیرینی دینی درست نہ غیر فاتحہ کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۵) ہندو اگر شیرینی لائے اور کہے فاتحہ دے دو کسی بزرگ کی یا پیغمبر علیہ السلام کی تو فاتحہ دینا درست

ہے اور فاتحہ دے کر ہندو کو شیرینی دے دی جائے یا مسلمانوں کو تقسیم کر دی جاوے۔

الجواب۔ ہندو سے شیرینی لے کر اپنی کر کے اپنے آپ فاتحہ دے کر اپنی سمجھ کر تقسیم کر دیں واللہ تعالیٰ اعلم

ہندو کی جینو فاتحہ نہیں ہو سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۶) عورتوں کو قبرستان میں جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ نہیں چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۷) بعض کہتے ہیں تیج یعنی سوئم کے چنے چبانے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور میت کی فاتحہ

کا کھانا کھانے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے یا غلط؟ مینواتو جروا

الجواب۔ غلط ہے ہاں اغیار کو کھانا نہیں چاہئے کہ اغیار کے قلب میں اس سے قساوت پیدا

ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۸) تہبند پھین کونئی تہبند کا سراپے نہیں گھر سا ہے اس حالت میں قبرستان میں جانا درست ہے

یا نہیں؟

الجواب۔ درست ہے اور تہبند یوں ہی باندھنا چاہئے صحیح گھر سا نہیں چاہئے، مردے تہبند

کے نیچے سے ستر نہ دیکھیں گے یہ جاہلوں میں غلط مشہور ہے کہ گھر سا نہ ہو گا تو مردہ ستر دیکھ لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۹) بزرگوں کے مزار پر چادریں چڑھانا درست ہے یا نہیں اور لفظ چڑھانا استعمال کرنا درست ہے

یا نہیں یا بھائے چڑھانے کے دوسرا لفظ استعمال کیا جاوے جو دوسرا لفظ استعمال کیا جاوے وہ تحریر کر دیجئے۔
الجواب۔ درست ہے چادر چڑھانا ایسا ہی بولا جاتا ہے جیسے غلاف چڑھانا مگر یہ لفظ نہ بولیں چادر
 ڈالنا بولیں واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ جو گیان ڈاک خانہ لہجنت نگر مسلمہ مسلمانان قصبہ مذکورہ۔ اجمادی الثانیہ ۱۳۵۲ھ

خانہ ان مدار یہ کے سلسلہ جاری ہیں یا سوخت میں ہے بیخوابا لدلیل و توجروا

الجواب۔ بے کار سوال کئے جاتے ہیں نماز روزے وغیرہ ضروری مسائل تو پوچھے نہیں جاتے یہ
 بے کار باتیں دریافت کی جاتی ہیں اور پھر ایک بار نہیں واللہ اعلم کتنی بار یہ سوال آیا ہے لوگ برابر اس سلسلہ
 میں بیعت کرتے مرید ہوتے ہیں انھیں یہ ثابت نہیں کہ یہ سلسلہ سوخت ہو چکا ہے جن بزرگوں کو اس کی اطلاع
 ہے انھوں نے ایسا تحریر فرمایا ہے اس میں اس درجہ جاہلوں کو پڑنا کہ ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے تکفیر
 و تفسیق تک نوبت پہنچ جاتے ہرگز جائز نہیں جو مدار ہی سلسلہ میں ہوتے ہیں ان سے تعرض نہ کریں کہ اس
 بے کار بحث کا نتیجہ سوا فساد اور کچھ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ ہمارے یہاں رواج ہے کہ گیارہویں شریف کے فقیروں کا ایک گروہ ہاتھ میں رنگین
 جھنڈے لئے ہوتے جس کو نشان کہتے ہیں اور لوہان دانی میں لوہان سلگاتے ہوتے اور دائرہ (دو) بجاتے
 اور قصائد گاتے ہوتے نکلتا ہے اس کا نام ان فقیروں نے رات ب رکھا ہے عورتیں اس رات کی منتیں مانتی
 ہیں۔ یہ گروہ مسلمانوں کے مختلف محلوں میں گزرتا ہے اور دروازوں پر ٹھہرتا ہے اور تھوڑی دیر قصائد گاتا ہے
 محلہ کی عورتیں اکثری حالت میں بے پردہ ان کے سامنے آتی ہیں پھر اہل خانہ ان کو کچھ نذرانہ دیتا ہے بعض عورتیں
 اس رات کی نذر بھی مانتی ہیں کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو گیارہویں کے روز میں اپنے مکان پر رات ب کر لوں گی
 وغیرہ لہذا اس طرح رات ب پڑھنے یا پڑھانے اس کی نذر ماننے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ بیخوابا توجروا

الجواب۔ عورتوں کا نا محرموں کے سامنے بے پردہ ہونا حرام ہے رات ب کے وقت ہونا یا کسی
 وقت۔ رات ب کا مقصد کیا ہے اور یہ کیا رسم ہے ادھر یہ نہیں ہوتا ہے بہر حال اگر قصائد نا جائز نہیں ہوتے
 اور اس کا کوئی مقصد مقبول ہے تو کچھ حرج نہیں مگر دف نہ ہونا چاہئے یا ہو تو سادہ اور نہایت موسیقی سے نہ
 بجایا جائے۔ یہ رات ب اس سے زائد کچھ اور نہیں معلوم ہوتا کہ زندگی اور اپنے رات ب کے لئے کچھ حاصل کر لینے
 کا ایک آلہ ہے تو یہ بھیک کے ڈھنگوں میں سے ایک زیادہ ہنگ ہے۔ اگر ایسا ہے تو سوا محتاج کے اور

فقیروں کو کچھ دینا ناجائز ہے۔ اور اس کی منت و نذر محض لغو و بیہودہ بات ہے اور جب اس میں بے پروگی بھی ہوتی ہے تو اور بھی زیادہ اشتدات ہے جو رتوں کو اس سے روکا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از منظر پورہ مسئلہ انوار الحق صاحب قادری رضوی حامدی۔ ۲۶ جمادی الآخرہ ۱۳۵۲ھ

(۱) ارواح مسلمان کی پاک ہیں یا ناپاک اگر پاک ہے تو نار و زح کیسے جلاتے گی؟

(۲) ہاجا فوٹو گراف بجانا کیسا ہے اور اس کا سننا کیسا ہے؟ بینو اتوجروا

الجواب۔ (۱) مسلمان کی روح نجاست کفر سے پاک ہے مگر عاصی کو آلائش معاصی سے پاک

کرنے کے لئے اسے اتنی مدت جہنم میں رہنا ہوگا جب تک خدا چاہے والیاء باللہ سبحانہ و تعالیٰ اللہم احسبنا

من الناس مسلمان کی روح کونہا پاک نہ کہنا چاہئے۔ روح نہیں جلاتی ہوتی نہ وہ جلنے کی چیز ہے جسم ہلاک ہاتا ہے

واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) فوٹو لہو لعب کے آلات سے ایک آلہ ہے اور لہو لعب حرام اس کا بجانا اور سننا دونوں ناجائز و

گناہ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از کبھی ذکر کیا مسجد ۳۲ مسلہ جناب اکبر حسین صاحب معرفت سید خیر الدین صاحب۔ ۶

ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ بخیریت محرم موقر شیخ الاسلام جناب مولانا مصطفیٰ رضا صاحب مفتی سلمہ اللہ تعالیٰ آمین۔

میں جناب دادا پیر قبلہ..... صاحب کا خلیفہ پیر..... صاحب کامرید ہوں میرے پیر صاحب مذکور

جناب پیر صاحب مذکور الصدقہ کے طرف سے پیری مریدی کے سلسلہ میں بحیثیت خلیفہ کے اکثر لوگوں میں تشریف

لایا کرتے ہیں مگر پیر صاحب ایک سفر میں جناب قبلہ دادا پیر صاحب میرے پیر صاحبان کا درود مجھ گھوڑ پور

میں ہوا ماجر بھی اس محلہ میں قیام پذیر تھا ہر دو پیر صاحبان ایک ہفتہ تک متصل مسجد فرود کش رہے ماجر بھی ہر

دو ہفتہ گان کی خدمت میں پرمیہ حاضر ہوا کرتا تھا مگر باوجود اسے کہ افان واقامت کی آواز برابر سنائی دیتی تھی

مگر پیر..... صاحب نے کبھی مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھی ہاں گاہے گاہے پیر..... صاحب شرمنا

حیاً مسجد میرے ساتھ چلے جاتے تھے مگر پابند نماز و جماعت یا مسجد کے یہ بھی نہ تھے ادب و بے علمی مانع

ہوتی تھی کہ پیر صاحبان کی مسجد کی عدم حاضری کا باعث دریافت کرے لیکن مجبوراً ایک دن پیر..... صاحب

سے مسجد میں جا کر نماز نہ پڑھنے کا اپنی زبان سے دریافت کیا تو جواباً آپ نے فرمایا کہ ان اماموں کے پیچھے ہماری

نماز نہیں ہوتی سب جواب طلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو بلا عذر شرعی پانچ وقت مسجد میں حاضر نہیں ہوتا ہوتو

گھر میں اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

(۲) دویم یہ کہ قبلہ پیر۔۔۔۔۔ صاحب کا حلقہ درس قوالی مع باجا گا جا کے ہوتا تھا جن مکاران پر مصروفی حال آتا تھا وہ پیر صاحب کو بے حجابانہ سجدے کرتے تھے میں نے مجبوراً پیر۔۔۔۔۔ صاحب سے دریافت کیا تو فرماتے لگے کہ پیر کو تعظیمی سجدہ جائز ہے میں حیرت میں رہ گیا سجدہ تو بجز خدا کے کسی کو نہ کرنا چاہئے کیا پیر کو سجدہ کرنا جائز ہے اور ایسا پیر جو بخجرتی نماز مسجد کی اذان و اقامت سننے اور مسجد میں نہ جانے اور باجا گا جا کے ساتھ قوالی میں مست رہے اور مرد سجدے کریں ان کو منع نہ کرے ایسے پیر سے مرید ہونا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور اگر اس کی مریدی توڑے تو شرعاً کوئی جرم تو نہیں ہے۔ مذکورہ بالا عیبوں والے پیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟
بیوا تو جو واعند اللہ بغیر حساب۔

الجواب۔ بلا وجہ شرعی جو تارک جماعت و مسجد ہو فاسق ہے۔ مگر جو نماز وہ گھر میں پڑھے گا ہو جائے گی۔ بے وجہ شرعی ترک جماعت و مسجد کا اس پر الزام ہو گا مگر مسافر کہ اسے رخصت ہے بہتر اس کے لئے بھی حاضری مسجد و جماعت ہے مگر اس پر لازم نہیں خصوصاً مقدمات و پیشوا اصحاب کے لئے ان کا ترک مسجد و جماعت محض برہناتے سفر پر گزرناسب نہیں حد درجہ نامناسب ہے لاصلاً لجاہرا المسجد الاف المسجد کے معنی یہ نہیں کہ گھر میں جو نماز پڑھی وہ نمازی نہیں بلکہ یہ کہ وہ صلاۃ کاملہ نہیں۔

صورت مستفسرہ میں جو پیر صاحب نے ترک جماعت و مسجد کی یہ وجہ ظاہر کر دی کہ ان اماموں کے پیچھے ہماری نماز نہ ہوگی تو اب اس سوال کے کیا معنی ہیں کہ بے عذر شرعی جو حاضر نہیں ہوتا الخ وہ تو عذر شرعی بتاتے ہیں اور سوال اس کے متعلق ہے جو بے عذر حاضری ترک کرے رہا ترک صلاۃ، یہ بہت اشد حرام فسق لاکلام ہے۔ یہ اگر ثابت ہو تو نہ عذر سفر یہاں مقبول ہے نہ عذر عدم الہیت امام۔ بے نمازی سے بیعت ناجائز ہے اور لاعلمی میں جو ایسے سے بیعت ہو گیا ہو اسے بعد علم دوسرے کسی جامع شرط سے بیعت چاہئے۔ قوالی مع مزامیر ہمارے نزدیک ضرور حرام و ناجائز و گناہ ہے اور سجدہ تعظیمی بھی ایسا ہی۔ ان دونوں مسئلوں میں بعض صاحبوں نے اختلاف کیا ہے اگرچہ وہ لائق التفات نہیں۔ مگر اس نے ان مبتلاؤں کو حکم فسق سے بچا دیا ہے جو ان مخالفین کے قول پر اکتفا کرتے اور جائز سمجھ کر مرتکب ہوتے ہیں اگرچہ شرعاً ان پر اب دہرا الزام ہے ایک ارتکاب حرام کا دوسرا اسے جائز سمجھنے خلاف قول صحیح جمہور چلنے کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ ہنود وغیرہ کافرین سے اگر کسی مسلمان نے تکلیف کے وقت کچھ قرضہ لیا تھا اور ادائیگی

کی کوئی صورت نہیں ہوئی اور یہ لوگ کچھ کبھی نہیں سکتے یعنی کوئی ثبوت نہیں قرض دینے کا تو دعویٰ دھکا بھی نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں پر لیا قرض نہ دینے کی وجہ سے وہ مسلمان گناہ گار ہو گیا نہیں۔ مولیٰ تعالیٰ کے یہاں یہ کہ مسلمان قرض نہ تو ادا کر سکتا ہے مگر جان بوجھ کر نہ ادا کرے کیونکہ وہ کسی طرح وصول نہیں کر سکتے اور اس کی عزت و آبرو پر یقیناً کوئی آفت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت میں یہ مسلمان مال موذی نصیب غازی سمجھ کر نہ ادا کرے تو گناہ گار ہو گیا نہیں؟

الجواب۔ وفاتے عہد مسلمان پر قرض ہے، قرض لے کر واپس نہ دینا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم! **مسئلہ۔** از انوار ضلع بریلی مسئلہ از مولوی عبداللطیف صاحب۔ تاریخ ۲۲ مارچ ۱۳۳۷ء

(۱) زید کا والد افعال حرام کا ارتکاب کرتا ہے تو زید اس سے بوجہ ارتکاب افعال حرام ناراض رہتا ہے اسی وجہ سے دنیاوی امور میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری بھی نہیں کرتا ہے تو کیا اس وجہ سے گناہ گار مرتکب حقوق والد ہو گیا نہیں؟

(۲) زید کی والدہ اگر کوئی حکم زید کو دے اور اس حکم کے خلاف اس کا والد حکم دے تو زید کو کس کا حکم ماننا واجب ہے؟ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ (۱) ضرور۔ جو امر خلاف شرع نہ ہو اس میں باپ کی اطاعت لازم ہے اور نہیں کرتا تو ضرور ماق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) ماں باپ دونوں کی اطاعت لازم ہے اور جہاں دونوں کی نہ ہو سکے وہاں والد کی اطاعت مزج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از پادرا گجرات۔ مسئلہ جمال بھائی قاسم بھائی۔

ریاست بڑودہ کے اندر مسلمانان بڑودہ راج کانفرنس نامی ایک انجمن واسطے حقوق طلبی و تحفظ اسلام قائم کی ہوئی ہے یہ انجمن بیچ کوئی مذہبی امور کے دخل کرنے کے واسطے نہیں ہے صرف یہاں کے ہنود راجہ و ہنود علیا کے سامنے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کام کرنے والی ہے اس لئے اس میں بلا قید ہر فرقے کے کلمہ گو شامل ہو سکتے ہیں کیا اس انجمن میں سنی حنفی مسلمانوں کو شریک ہونا جائز ہے؟ بینوا تو جروا

الجواب۔ اس کانفرنس میں شرکت برائے تحفظ حقوق اہلسنت بمقابلہ فرق باطلہ و تحفظ حقوق اسلام بمقابلہ اعداء اسلام ضروری ہے۔ فرق باطلہ کے ساتھ وہ مخالفت ناجائز و حرام ہے جو برہنہ ہے محبت و موالات

ہونیز وہ بوجے ضرورت و حاجت و مصلحت شرعیہ ہونہ وہ جوہرائے تبلیغ وردہ و اللہ تعالیٰ اعلم!
مسئلہ۔ ازبیلی بھیت محلہ شیر محمد متصل گوٹھی عبداللطیف خاں صاحب رضوی ٹھیکیدار مرحوم مرسلہ
 شہزادی بیگم۔ ۳ محرم ۱۳۵۳ھ۔

جو شخص کہ اہل سنت پنجوقتہ نمازی روزہ اور تلاوت کا پابند ہو اور پارہا پارہا اور گورنمنٹ گریس اسکول
 کی ملازمہ ہو اور غیر مذہب رافضی کو دلی محبت سے تعلیم دے اور آپس میں وہ دونوں استاد شاگرد دلی محبت
 کا اظہار محبت کے لفظوں میں زبان سے ادا کریں یا تحریر میں لکھیں ان لفظوں میں کہ مجھ کو تم سے قدرتی
 محبت ہے تمہارا احسان حشر تک مرتے وقت تک نہیں بھولوں گی تم آتی ہو تو مجھ کو تسلی ہوتی ہے نہیں آتی
 ہو تو صدمہ ہوتا ہے اگر اس شاگرد رافضی کے یہاں کوئی بیمار ہوتا ہے تو اس کی عیادت کو جانا اس کے
 ذریعہ سے سودا کھانے پینے کا منگوانا جائز ہے یا نہیں۔ اس رافضی کو ان بی بی نے مہن بنایا ہے اس کے
 لئے لفظ ہشیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے یہ بی بی جناب قبلہ و کعبہ اعلیٰ حضرت پیر و مرشد کی مرید ہیں۔

(۲) جب کہ مجبوری سے اپنی گذراوقات کرنے کے لئے گورنمنٹ کی ملازمت ہے اس میں غیر مذہب
 رافضی کو اصول کے مطابق تعلیم دینا اور دل میں کراہت کرنا ظاہر و باطن میں دلی محبت کا برتاؤ نہ کرنا گاہے
 بگاہے سرسری طور پر دنیا کا برتاؤ برتنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) چاندی کا خلال کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح پر یا کسی غیر مذہب رافضی کے
 دینے پر اور اس کے کہنے پر کہ جائز ہے استعمال میں لایا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں؟

(۴) اگر اپنی زندگی میں کوئی اپنی موت حیات کرے تو اپنی زندہ روح پر فاتحہ کا ثواب کس طرح پہنچانا
 چاہئے؟

الجواب۔ کسی کافر سے دلی محبت و موالات جائز نہیں خصوصاً مرتد سے۔ رافضیہ مرتد ہے اس
 سے علاوہ محبت و موالات رکھنا تو بہت سخت ہے محض صوری موالات بھی حرام ہے اور جب واقع میں محبت
 نہیں محض زبانی دعویٰ کیا جاتا ہے تو ایک تو بھونٹ کا گناہ دوسرے بے ضرورت طعنے محبت و موالات صوریہ
 کا گناہ اوڑھا جاتا ہے کہ اس زبانی دعویٰ محبت و دوستی کے لئے وہ برتاؤ ضروری ہیں جن سے محبت کا ثبوت
 ہو جیسے مریض کی عیادت کو جانا۔ حدیث کا ارشاد تو یہ ہے دان مرضوا فلا تعود وھم دان ما توافلا تشھدوا
 اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو یہاں پر کسی کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ کفار سے دلی

کہ بلاشک جعدہ اور ثبوت میں وہی مورخین کی روایات — جب کہا گیا کہ قتل مومن بالعمدہ کا الزام بغیر ثبوت کسی پر لگانا کب درست ہے تو جواب دیا کہ پھر تو معلوم ہو کہ امام کو زہر دیا ہی نہیں گیا آپ کی شہادت ہی نہیں ہوئی ورنہ قاتل کا نام بتاؤ غرض کہ ایسی ہی باتیں ہو رہی ہیں ارشاد فرماتیں کہ جعدہ نے زہر دیا ہے یا نہیں۔ شرعاً جعدہ کو قاتلہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا بالکتاب تو جو یوم الحساب۔

الجواب۔ عزیز محترم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ میں مکان پر موجود نہ تھا واپسی کے بعد اب جواب حاضر کرتا ہوں تکلیف انتظار ہوئی۔ جعدہ کی طرف قتل امام عالی مقام کی نسبت کو علماء اعلام ائمہ کرام نے مقرر رکھا ہے تو وہ محض بے سرو پا حکایت نہیں کہ کسی مورخ نے یوں ہی اپنے ظن و تخمین سے اختراع کی ہو اور قیاسی ڈھکوسلوں سے گڑھ لی ہو اور پھر عوام میں مشہور ہوئی ہو کہ اگر ایسا ہوتا تو علماء و ائمہ ہر گنا سے مقبول نہ ٹھہراتے مقرر نہ رکھتے اپنی تصانیف میں خود جعدہ کی جانب نسبت نہ کرتے۔ بلکہ وہ یقیناً اسی زمانہ سے مشہور و مستفیض خبر کی حیثیت سے منقول ہوئی۔ اس لئے علماء و ائمہ نے اس کا اعتبار فرمایا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفسار کہ کس نے آپ کو زہر دیا اس کے کچھ منافی نہیں شہرت و استفاضہ کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے اسی وقت شہرت ہو جانا ضرور نہیں خصوصاً ایسا معاملہ جس کے اخفاکی شدید کوشش کی جائے ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک حضرت امام حسین کو اس کی اطلاع نہ ہو پھر ہوئی ہو یا یہ کہ حضرت کو اطلاع ہو گئی ہو مگر مزید اطمینان کے لئے دریافت فرماتے ہوں یا یہ کہ یہ استفسار محض دریافت منشا کے لئے ہو کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس میں کیا منشا ہے معاملہ سخت نازک تھا۔ ادھر برادر محترم کی جان ادھر جعدہ زوجہ امام تھی اگر قصاصاً قتل کی جائے تو اپنے برادر محترم اور خود اپنی اور گھر بھر کی عزت ممکن کہ قاتل معلوم ہوتے ہوئے بھی حضرت کا منشا اس نازک مسئلہ میں دریافت کرنا ہو اس لئے یہ ذکر یوں پھیرا کہ استفسار فرمایا کہ آپ کو کس نے زہر دیا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب پر اگر نظر کی جائے تو اس سے ظاہر ہے کہ حضرت کے خیال مبارک میں زہر دینے والا ہے اور حضرت کسی مصلحت سے اس سے بدلہ لئے جانے پر رضامند نہیں ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے جواب میں فرمایا اللہ اشد نقمۃ ان کان الذی اظن والافلا یقتل بی واللہ برئ۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا یا اخی قد حضرت وفاتی ودنا فراقی لك وانی لاحق بہ ربی واجد کبدی تقطع وانی لعارف من ابن دھیت فاننا لخاصمہ الی اللہ تعالیٰ فبحقی علیہ لاکلمت

فی ذلک بشئ واقسم علیک باللہ ان لا یرقی فی امری حجة دمر۔ نیز ایک روایت میں ہے یا اخی سقیم
 السم ثلاث مرات لم اسقه مثل هذه المرة فقال من سقاہ قال ما سؤ اللہ عن هذا اتربیلان تقالم
 اکل امرہ الی اللہ وصواحق محرقہ پہلی روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت کو کسی کی طرف گمان ہے لہذا
 محض گمان پر نہیں فرماتا چاہتے کہ فلاں نے زہر دیا فرماتے ہیں اگر وہ ہے جسے میں گمان کرتا ہوں تو اللہ عزوجل
 اس سے بڑا انتقام لینے والا ہے اور اگر وہ نہیں تو میرے خون بہا میں بری کیوں قتل ہو مگر دوسری اور تیسری
 روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت کو معلوم ہے کہ قاتل کون ہے نہ کہس نے دیا ہے نہ زہر بھی ایک بار نہیں
 تین بار دیا گیا ہے کہاں تک زہر دینے والا ایسی صورت میں پوشیدہ رہ سکتا، فرماتے ہیں برادر میں اس
 آفت کے پرکالے کو بے شک خوب پہچانتا ہوں۔ میں اس سے اللہ کے حضور خالصہ کروں گا تمہیں میرے حق
 کی قسم اس بارے میں کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے معاملہ میں کوئی قطعہ
 خون نہ بہانا۔

ان دونوں روایتوں میں توفیق کی صورت ایک ہی ہے وہ یہ ہے کہ ہر روایت کو ایک ایک وقت پر
 معمول کیا جائے کہ جس وقت تک یقین نہ تھا محض گمان تھا وہ فرمایا اور جب یقین ہو گیا تو یہ فرمایا کہ میں خوب پہچانتا
 ہوں۔ حضرت کا قسمیں دے دے کر انتقام سے روکنا بلکہ اس بارے میں کوئی کلمہ زبان سے نکلنے کو قسم دے
 کر منع فرمانا جو کچھ کہہ رہا ہے ظاہر ہے حضرت جانتے ہیں کہ برادر خورد کے علم میں بھی قاتل ہے یہ سوال محض دنیا
 منشا کے لئے ہے یا یہ کہ یہ بات سچی رہنے والی نہیں اگر برادر خورد کو اس وقت اس کا علم نہیں تو اب ہوا اور
 اب ہوا۔ لہذا قسمیں دے کر ارادہ انتقام سے روکا۔ اگر جعدہ قائل نہ ہوتی تو قسمیں دینے کی حاجت نہ ہوتی
 اساطیع اہتمام منع نہ فرمایا جاتا۔ اگر کوئی اور قاتل ہوتا جو اہل بیت سے نہ ہوتا اور حضرت اس سے دنیا میں انتقام
 نہ چاہتے تو بس اتنا فرماتے کہ اللہ اشدا نعمة اکل امرہ الی اللہ۔ یہ قسمیں نہ دی جاتیں۔ یہ قسم دے کر اس معاملہ
 میں کوئی کلمہ زبان سے نکلنے ہی کو منع نہ فرماتے۔ جو علماء جعدہ کی جانب قتل امام کی نسبت سے راضی نہ ہوں
 نہ ہوں نہ نسبت کنندہ علماء کو ان پر کسی طعن کا موقع ہے نہ انھیں ان پر جعدہ کی جانب نسبت نہیں کہتے وہ
 اپنے زعم میں اسے احتیاط جانتے ہیں کہ قتل وہ بھی قتل امام حسن جرم اشدا اعظم ہے اور بے قطع کسی مسلم کی جا
 ایسے جرم کی نسبت جائز نہیں۔

اور جو نسبت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ صحیح ہے مگر شہرت اور علماء و ائمہ کا قبول ایسی چیز نہیں جو نظر انداز

کی جاسکے وہ ائمہ بھی یہ جانتے تھے کہ بے قطع کسی جرم کی نسبت کسی مسلم کی جانب نہیں کی جاسکتی تھی انھوں نے اس نسبت کو قبول کیا برقرار رکھا خود اپنی تصانیف میں یہ جرم جعدہ سے منسوب کیا ہمارے لئے وہ قدرہ ہیں۔ آج تیرہ سو برس بعد ہم اس کی تحقیقات نہیں کر رہے ہیں کہ کوئی قطعی بات معلوم ہو جب تو نسبت کرنا جائز بن گیا ورنہ حرام۔ یوں تو نیریدالی کی طرف امام حسن کے قتل کرانے اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مظالم و قتل و غارت کی نسبت نہ کریں۔ ابن زیاد بد نہاد اور شمر دود اور نخس ابن سعد اور ان کے ہمراہیان کسی پر کوئی الزام نہ رکھا جاسکے سب کو یہی کہہ دیا جائے کہ خارجیوں کا یہ پروپیگنڈا ہے انھوں نے خود قتل کیا اور بادشاہ اور اس کے حکام و عمال سے منسوب کر دیا۔ یا کوئی روافض نے خود دھوکے دے کر بلایا اور قتل و غارت کیا اور ان لوگوں سے منسوب کر دیا۔ سواخ کر بلا میں جو یہ لکھا کہ یہ روایت غیر معتبر ہے اپنا عندیہ لکھا۔ اور یہ لکھا کہ اس کی بنا پر امام کے قتل کا الزام جعدہ کے سر نہیں لگا سکتے یہ بھی اپنا عندیہ ہے اور وہ اسی میں احتیاط سمجھے۔ رہا یہ کلمہ کہ خارجی گروہ کا اس سے بڑھ کر کیا تبرا ہو گا لاج نہت گراں ہے ہمارے ائمہ و علماء یہی فرماتے آئے اپنی تصانیف میں اسی کو ذکر فرمایا۔ یہ خارجیوں کا تبرا ہو تو ان علماء پر (ان کے) عدم اعتقاد و قلت تدبر کا الزام ہو گا ہی۔ ہمارے سامنے خارجیوں کی کوئی تصنیف نہیں ہمارے پیش نظر تو ائمہ و علماء اہل سنت کی تصانیف ہیں جن میں جعدہ ہی کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور اس طرح کہ اسی روایت پر اقتصار کیا ہے کوئی دوسرا قول لکھا ہی نہیں۔

صواعق محرقة امام علامہ ابن حجر الہیتمی دیکھتے وہ لکھتے ہیں۔ کان سبب موتہ ان نزوجتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قلیس الکندی دس الیہا یزید ان تسمہ ویتزوجہا وبذل لہا مائۃ الف درہم ففعلت فمرض اربعین یوماً فلما مات بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال لہا انا لمرضتک للحسن افرضاک لانفسنا۔ تاریخ الخلفاء امام جلال الدین سیوطی میں ہے۔ توفی الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالمدينة مسموماً سمته زوجته جعدۃ بنت الاشعث بن قیس دس الیہا یزید بن معاویۃ ان تسمہ فیتزوجہا ففعلت فلما مات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لمرضتک للحسن افرضاک لانفسنا۔ سر الشہادتین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی میں ہے سبب موتہ ان نزوجتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس سمته باغواء یزید بن معاویۃ وكان یزید ضمن لہا ان یتزوجہا ففعلت فمرض الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اربعین یوماً ثم ماتت فبعثت جعدۃ الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لمرضتک للحسن افرضاک لانفسنا انھوں نے تو اس کے

بعد یہاں تک لکھا فصارت من خسر الدنيا والاخرة ذلک هو الخسران المبين۔ آئینہ قیامت تصنیف حضرت
عمری جناب استاذ من مولانا حسن رضا خاں صاحب حسن رحمہ اللہ تعالیٰ میں بھی یہی لکھا۔ یہ کتاب اعلیٰ حضرت
قدس سرہ کی دیکھی اور مجالس میں کتنے ہی بار سنی ہوئی ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از قصبہ سنگھائی ضلع لکھنؤ پور کھیری اودھہ مسئلہ مولوی پتھر شاہ مؤذن مسجد جامع ۲۲ ربیع الاول ۱۲۵۳
مخبرت شریف جناب مولانا مولوی مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
(۱) ایک مسلمان کے برتن برتنوں میں قوم عیسائی کے ایک پادری نے کھانا کھایا اور پانی پیا مسلمان ان
برتنوں کے استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں اور جس مسلمان کے برتن تھے اس کا حق پانی بند کر دیا ہے لہذا
اس صورت میں کیا ہونا چاہئے؟

(۲) حقہ بند کرنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ شریعت میں جائز ہے تو ہم لوگ اس کو روکا جاوے کہتے ہیں اور
شریعت کو نہیں ملتے لہذا اس کی تینیاں لوگوں پر کیا ہونا چاہئے؟

(۳) چوں کہ اس خطہ کا نمبر میں چھوت چھات کے اکثر مسائل برپا رہتے ہیں لہذا صاف اور پورا حال
مطابق شریعت تحریر فرمائیے تاکہ کل علاقہ میں اس مسئلے آگاہی ہو جائے مطابق شرع شریف یہاں کے
مسلمان عمل پیرا ہوں؟ بینوا تو ہوا۔

الجواب۔ چھوت ہندو مذہب میں ہے اسلام میں اگرچہ چھوت نہیں مگر کفر سے نفرت اور کفار سے
تاقدر قدرت بوجہ ان کی نجاست باطنی کے پر نیز مسلمان کافر ضعیف ہے۔ بے معذوری و مجبوری شرعی یا مصلحت
مقبول شرع کفار سے ظاہری میل یا ان کی جانب ادنیٰ میل جائز نہیں۔ قال تعالیٰ ولا تکرہوا الی الذین
ظلموا فتمسکوا الناس۔ اگر وہ شخص واقعی مجبور و معذور تھا اس نے بے مجبوری اس کافر کے ساتھ وہ برتاؤ
نہ کیا تو اس کو معذور سمجھنا چاہئے۔ جب کہ واقعی معذوری نہ ہو اس حالت میں اسے ترکب معذور نہ سمجھنا
چاہئے۔ اور اگر کوئی مجبوری نہ تھی نہ کوئی ایسی غرض و مصلحت جو عند الشرع قابل قبول ہو تو وہ گنہ گار ہوا۔
برتن اس کی نجاست باطنی سے نجس نہیں ہو گئے اگر اس کے منہ ہاتھ پاک تھے ان پر کوئی نجاست ظاہری
نہ لگی تھی تو وہ پاک، تطیب قلب کے لئے دھوئے جائیں اور اگر نجاست ظاہری لگی تھی مثلاً اس نے
پہلے شراب استعمال کی تھی یا درمیان طعام کوئی نجس شئی کھائی پی تو برتن نجس ہو گئے پاک کرنے جائیں ان
برتنوں کو ضائع کر دینا حرام اور چھوت جیسا ہے۔ حقہ پانی بند کر دینا یہ سزا جب ہی درست ہے جب وہ شخص

مجرم مرتکب جرم ثابت ہو اگر اس پر ثبوت جرم نہ ہو تو حقد پانی بند کرنا محض بے جا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!
 (۲) اگر واقعی ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے تو بڑا سخت ظلم عظیم اپنی جانوں پر کیا۔ ان پر اپنے اس قول سے توبہ و رجوع تجدید ایمان و تجدید نکاح وغیرہ لازم اور اگر یہ رسائل کے لفظ ہیں کہ وہ شریعت کو نہیں مانتے تو یہ کہا کہ اگر شریعت میں جائز ہے تو ہم رو اچا اس کو روکتے ہیں شریعت سے مقابلہ کے لئے نہیں
 (۳) بعض جائز امور جس سے کسی جگہ کسی مفسدہ کا اندیشہ ہو انھیں روکا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از شہر محلہ گڑھیہ۔ مسئلہ سوداگر محمد خلیل صاحب۔ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ

زید کے پاس کچھ جائداد ہے جو اس کے والدین کے ترکہ سے پہنچی ہے اس کے کرایہ سے اس کی گذر اوقات ہوتی ہے۔ اب اس کے ایک خاندانی بزرگ نے یہ مشورہ دیا ہے کہ تم اپنی جائداد فروخت کر کے حج کو چلو اور وہاں ہی اپنی سکونت اختیار کرو۔ یہ امر بھی ظاہر کرنا ضروری ہے کہ حکومت حجاز ان لوگوں سے جو وہاں سکونت اختیار کرتے ہیں اور مالدار بھی ہوتے ہیں بطور قرضہ روپیہ حاصل کرتی ہے جس کی واپسی مشکل ہو جاتی ہے زید کے پاس بجز خاندان کے اور کوئی ذریعہ خورد و نوش کا نہیں ہے اور شادی اس کی ابھی نہیں ہوتی ہے نوجوان ۱۶۔۱۷ سال کی عمر ہے اور فرزند و تشدید زمانہ سے ہنوز ناواقف ہے اس صورت میں اعزاز کے مشورہ سے بھی محروم ہو جائے گا زید کی ہمیشہ گان و دیگر عزیز و قریب و ہمدردان پر جدائی کا خاص اثر ہے۔ بجز مشورہ دہندہ کے اور کوئی عزیز زید کے اس فعل میں مؤید نہیں ہے اور مشورہ دہندہ ہی زید کے ساتھ رہے گا۔ کیا صورت مذکورہ بالا میں زید کو اس خاندانی بزرگ کے مشورہ پر عمل کرنا چاہئے؟

الجواب۔ خدادن خیر سے ہجرت کالائے۔ مدینہ تری آنکھوں کو دکھائے۔ ہجرت خلد نصیب فرمائے۔ سبحان اللہ اس پاک ارادہ ہجرت کا کیا کہنا مگر ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اچھا کام تو اچھا کام ہے مگر وقت بزمانہ ہونا ضروری ہے۔ نماز و وقت مکروہ میں پڑھنا بھلا ہے اگرچہ نماز بہترین عبادت ہے روزہ کیسی عظیم عبادت ہے مگر ایام منوعہ میں مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا کار ثواب عظیم ہے مگر جب مسجد کے چار طرف دشمن ہوں تو نفس مسجد میں ڈاکوؤں نے ڈیرے ڈال رکھے ہوں ایسے وقت اگر کوئی اپنے متاع لے کر مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی نیت سے جائے تو اس کا جو حال ہو گا ظاہر ہے۔ اور عند الشرع بھی اس کا یہ فعل محمود نہ ہوگا۔

۱۶۔۱۷ سالہ بچے کا اپنے ذریعہ معاش کو فروخت کر کے اپنی ساری پونجی لے کر وہاں جانا جہاں نہ

صرف مال کے لیٹے پڑے ہیں بلکہ دین و ایمان کے ڈاکو اپنے گہلے ہر وقت ہر گھڑی پھر رہے ہیں جیسا ہے غلام ہے ع عاقلاں نیک مردانہ۔

جو لوگ اس بچے کو اس سے روکتے ہیں درحقیقت وہ مطلقاً ہجرت سے نہیں روکتے۔ ہجرت کو ہرا نہیں جانتے بلکہ وہ اس کی خیر خواہی کر رہے ہیں کہ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ تو بچپن سے طفلانہ منہ اور ہٹ کے سبب اپنی پونجی فروخت کر دے اور کسی کے بھروسوں میں آ کر بے سوچے سمجھے وہ کام کر بیٹھے جس سے عمر بھر چھتاتے اور پھر کچھ بنائے نہ بنے۔ بے وقوف سے اپنا مطلب کبھی اچھی راہ دکھا کر بھی نکالا جاتا ہے۔ ہرگز یہ وقت ہجرت کا نہیں وہ بھی اس طرح کہ اپنا ذریعہ معاش ختم کر کے جب تک وہاں وہ موذی جو مال ہی کے لیٹے نہیں دین و ایمان پر چھاپا رہا نہ لے لے ہیں موجود ہیں۔ آہ یہ تو ایسا وقت ہے کہ خود وہاں کے مسلمان اس پر نور بقیعہ طاہرہ کو باہزاروں ہزار افسوس پھوٹنے پر مجبور ہو کر پھوٹتے اور شہر بشار کو چھو چھو گلی درگلی غائب چھانتے پھرتے ہیں۔ یہ تکالہف اور گونا گوں مصائب سفر کیا انھوں نے بے مجبوری اختیار کئے ہیں؟ ماشاء اللہ حرمین محترمین کی ایک کثیر آبادی مجبوراً اس ارض حرم کو چھوڑ چکی ہے اور گھڑیاں کن رہی ہے کہ کب یہ دین و ایمان کے لیٹے وہاں سے دفع ہوں۔ مولیٰ عزوجل جلد تران کو دفع کرے اور ان مسلمانوں کو جو فراق کے مصائب پھیل رہے ہیں اس محبوب ترین وطن میں پہنچائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از پورنیہ ڈاک خانہ بانیسی ہاٹ موضع منڈی ٹولہ تارا باری مرسلہ منشی محمد کرامت حسین قادری رشیدی سنی حنفی۔

فاتحہ مروجہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو جواز کی دلیل کیا ہے؟ بعض لوگ جواز فاتحہ کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے تیسرے روز اونٹنی کا دودھ اور جوگی روٹی اور کھجور لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور کے سامنے رکھ دیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست اقدس اٹھا کر فاتحہ پڑھی۔ ایک بار الحمد شریف اور تین بار قل ہو اللہ شریف اور اللہ صلی علی محمد انت بھا و ہونہا۔ تلاوت فرمائی پھر ان چیزوں کو تقسیم فرمایا کیا یہ حدیث صحیح ہے مع دلائل واضح بیان فرمائیں؟

الجواب۔ فاتحہ مروجہ جائز و مستحب ہے۔ جو ناجواز کا مدعی ہو قاعدہ سے دلیل ان کے

ذمہ ہے کہ الاصل فی الاشیار الالباحہ جب اباحت اصل ہے تو جائز کہنے والے کو یہی بس ہے ناجائز بتانے والا بتائے کہ وہ کہاں سے اور کس دلیل سے اسے ناجائز کہتا ہے کیا قرآن میں کسی طرح اس کی ناجوازی کا بیان ہے یا حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یا کسی امام مجتہد نے اسے ناجائز بتایا ہے فاتحہ نام ہے کچھ قرآن خوانی و درود خوانی کا اور برائے ایصال ثواب کوئی خوردنی یا نوشیدنی یا کسی کام کی کوئی شئی دینے کا اور دعائے ایصال ثواب کا کوئی مسلمان ہے جو قرآن خوانی کو جائز تو جائز مستحب نہیں مانتا یوں ہی درود خوانی۔ کون مسلمان ہے جو صدقہ و برودہ کو مستحب نہیں جانتا ہے کون مسلمان ہے جو دعا کو مستحب نہیں جانتا۔ احادیث مستحب ہوں اور مجموع حرام و ناجائز شرک و بدعت یہ نجدیوں کی ہی مت ہے احادیث شریفہ سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہے کہ عبادت بدنی اور مالی کا ثواب میت کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ اور پہنچتا ہے اور میت اس سے خوش ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے۔ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اننا نصدق عن موتانا و نخرج عنهم و نمدعولہم فهل یصل ذلک الیہم فقال نعم انہ یصل و ینفحون بہ کما ینفح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ۔ دوسری حدیث میں ہے۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من مر علی المقابر فقرا قل هو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وہب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات۔

ہمارے علمائے اسی بنا پر تصریح فرماتی کہ انسان اپنے عمل کا ثواب غیر کو پہنچا سکتا ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج ہو یا صدقہ ہو یا قرآن قرآنی۔ یا ذکر یا ان کے سوا انواع برے اور وہ میت کو پہنچتا ہے اور اسے نفع بخشتا ہے مثلاً امام زبلیعی سے مرآۃ الفلاح علامہ طحطاوی میں ہے۔ فلانسان ان یجعل ثواب عملہ لغيرہ عند اهل السنة والجماعة صلاة كان او صوما او حجبا او صدقة او قرآنا او قرآنا او الاذکار او غیر ذلک من انواع البر ویصل ذلک الی المیت و ینفعہ فاتحہ میں قرارت قرآنی و اذکار و دعا اور صدقات وغیرہ انواع برے کے سوا اور کیا ہے جس کے سبب اس کی حرمت و شرک و بدعت کا قول کیا جاتا ہے۔ علامہ طحطاوی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اہل سنت تو اسے جائز ہی سمجھتے ہیں کہ آدمی نیک کام کرے اور اس کا ثواب دوسروں کو پہنچائے تو جو اسے نہیں مانتا وہ یقیناً اہل سنت کا خلاف کرتا ہے۔

وہ حدیث جو سوال میں مذکور ہے میری نظر میں ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!
مسئلہ۔ از محلہ اعظم نگر مرسلہ کلن صاحب قریشی۔

زید منت مانتا ہے کہ اگر میرا لڑکا آٹھ سال کا ہو گیا یا فلاں کام ہو جائے تو مدار صاحب یا فلاں بزرگ
 کا مرغ چڑھاؤں گا اب منت کی تاریخ سے بچے کے سر پر چوٹی رکھتا ہے جب میعاد معینہ آتی ہے تو زید ایک
 مرغ لے کر مدار صاحب کے میلے میں جاتا ہے اور بچے کی چوٹی موٹتا ہے اور مرغ ایک مسلمان سے ذبح کرا
 کے فقرا میں تقسیم کرتا ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ قول کہ مدار صاحب کا مرغ چڑھاؤں گا
 از روئے شرع شریف کیسا ہے اور اس مرغ کے گوشت کا کیا حکم ہے اور چوٹی جو اہل ہنود کا شعار ہے اس
 کا چھوڑنا کیسا ہے؟ بینوا بالکتاب تو جو ایوم الحساب۔ زید کہتا ہے کہ یہ سب امور بدعت قبیحہ ہے سخت گناہ
 ہے۔ اور کہتا ہے کہ کسی کے نام کا جانور چھوڑنا ہر کتاب میں حرام لکھا ہے۔

الجواب۔ چوٹی لڑکے کے سر پر رکھنا ناہائیا ہے اور لڑکی کے سر پر بھی ایسی چوٹی ناہائیا ہے جو ہندو
 کی چوٹیا ہو۔ مرغ چڑھاؤں گا یہ لفظ بھی برا ہے اس لفظ سے احتراز کریں۔ اس منت میں کوئی حرج نہیں کہ
 اگر ایسا ہو تو میں حضرت سیدی نامدار سید نامدار قدس سرہ یا فلاں بزرگ کی نذر و نیاز کروں گا حضرت کے مزار
 پر یہ حاضر کروں گا یہ چیز چڑھاؤں گا اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ مگر یہ لفظ اچھا نہ تھا اس لئے اس سے روکا گیا۔
 ان منتوں نذروں کی حقیقت یہ ہے کہ یہ خدام مزارات پر صدقہ سے مجاز ہیں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں
 حضرت سیدی امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدی فرماتے ہیں۔ من هذا القبیل زیارة القبور والقبور
 ضرائح الاولیاء والصالحین والنذر لہم بتعلیق ذلک علی حصول شفاء او قدوم غائب فانہ مجاز عن
 الصدقة علی الخادمین لقبورہم کما قال الفقہاء فی من دفع الزکاة للفقیر وسمھا قرصاً لان العبء
 بالمعنی لا باللفظ وكذلك الصدقة علی الغنی ہبة والہبة للفقیر صدقة وقد صرح الشیخ ابن حجر الہیثمی
 انک من ائمة الشافعیة فی فتاواہ ان هذا النذر للولی المیت اذا قصد بہ النذر قریبة اخری کا اولاد الولی
 المیت او خلفائہ او اطعام الفقراء الذین عند قبرہ صح النذر ووجوب صرفہ فی ما قصدہ الناذر الی
 اخری باسطہ من الکلام وغالب الناس فی هذا الزمان یقصدون ذلک فیحمل الکلام علیہ ولا ینبغی
 ان ینفی الواعظ عما قال بہ امام من ائمة المسلمین۔

کسی جانور کی اولیاء کی جانب نسبت کرنے سے اس میں حرمت سرایت نہیں کر جاتی اس نسبت
 کا حاصل تو اتنا ہی ہے کہ یہ جانور اللہ کے نام پر ذبح کر کے اس کے گوشت پر ان کی فاتحہ ہوگی جیسے شادی
 وغیرہ مصارف کے لئے جانور پال لیا جائے اور وقت پر اللہ کے نام پر قربان کر کے اس کا گوشت اس سفر

ٹھیکر و سنیا وغیرہ تو ایسی حالت میں اس زمین کا کرایہ لینا حرام ہے یہ اجازت صحیح ہے اور کرایہ حلال اور جائز ہے۔
بنوا توجروا۔

الجواب۔ بیان سائل سے معلوم ہوا کہ جب ہندو کو زمین و مکان کرایہ پر دیے گئے اس وقت اس نے یہ نہ کہا تھا کہ وہ اس میں ٹھیکر اور سنیا بنا کے گا اس لئے لیتا ہے اسے کرایہ پر لئے مکان، کرایہ پر چلائے زمین میں ٹھیکر اور سنیا قائم کر لیا اس صورت میں وہ زمین اسے کرایہ پر دینے والوں پر کوئی الزام نہیں کہ کرایہ پر دینا حرام ہوا نہ کرایہ لینا حرام نہ اجارہ کی صحت میں کوئی کلام۔ کفار و فساق فجار مکان کرایہ پر لیتے ہیں اس میں بورد و ہاش کرتے ہیں، کافر اس میں کفر کرتا ہے پوجا پاٹ کرتا ہے کلمات کفر کرتا ہے فساق و فجار شراب پیئے ہیں بنا لئے ہیں بیچتے ہیں زنا و فحشا ہوتا ہے اس سب کا وبال ان پر ہے۔ مکان ولے پر اس کا الزام نہیں ہوگا کہ اس نے مکان اس لئے نہیں دیا ہے کہ کافر اس میں کفر کرے اور فساق و فجار اس میں فسق و فجور۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ استجر الذی دأرا من مسلما لیسکنا لایاس بہ وان شرب فیہ الخمر و عبد الصلیب لایاشم المسلم بہ۔ بلکہ اسی میں ہے اذا اجر منزله لیتخذنا بیعة او کینة او بیت نار یطیب لہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ کنگران مستولہ جناب مولوی حکیم عزیز غوث صاحب ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ زید جو حنفی المذہب ہے اختلافی مسائل میں اگر قول امام ابو حنیفہ کے سوال امام ابو یوسف کا قول مانے تو حنفی المذہب رہے گا یا نہیں۔ اگر نہیں رہے گا تو مسائل اختلافی میں صداً جبکہ قول امام ابو حنیفہ کو چھوڑ کر قول امام ابو یوسف کو علمائے کیوں اختیار کیا ہے؟

الجواب۔ قول امام ابو یوسف یا قول امام محمد یا ان کے سوالا کثرت وغیرہ تلامذہ حضور امام الائمہ کاشف الغم امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل سے حنفی یا یوسفی یا زفری وغیرہ نہ ہو جائے گا کہ مذہب نہیں مگر امام اعظم کا ان کے اقوال امام اعظم ہی کے اقوال ہیں۔ جو جس سے مروی ہو اس کی طرف منسوب ہوا۔ جس مسئلہ میں امام کا کوئی قول نہیں ملتا امام ابو یوسف مضطرب ہوتے اور حیران رہتے خود ان سے یہ منقول ہوا۔ علامہ محقق ابن نجیم مصری بحر الرائق شرح کثیر الدقائق میں فتاویٰ ظہیر سے ناقل۔ کل ما لحدود عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فیہ قول جقی کذا لک مضطرباً الی یوم القیامة وحکی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ انہ کان یضطرب فی بعض المسائل وكان یقول کل مسئلة لیس لشیخنا فیہا قول فنحن فیہا کذا۔

ہر وہ امر جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کوئی قول مروی نہ ہو اقیامت تک مضطرب ہی رہے گا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے حکایت ہو کہ وہ بعض مسائل میں مضطرب حیران و پریشان ہوتے اور فرمایا کرتے ہر وہ مسئلہ جس میں ہمارے شیخ کا کوئی قول نہیں ہمالا اس میں یہی حال ہے۔ ایسی جگہ کبھی یہ امام ابو یوسف یا امام کے اصحاب سے کوئی صاحب جو فرماتے وہ بھی امام ہی کا ارشاد ہے کہ یہ جو کچھ فرماتے ہیں آخر انہیں اصول و قواعد سے جن پر امام اعظم کے مذہب کی بنیاد ہے یہ حادثہ اگر امام اعظم کے عہد میں حدوث پایا امام کے حضور پیش ہوتا انہیں اصول سے امام کا بھی ہر ارشاد ہوتا۔

قول دو طرح کا ہوتا ہے صوری و ضروری، صوری وہ جو مقول منقول ہو، ضروری وہ جس کا قائل نصاً قائل نہیں لیکن ضمناً ضرور قائل ہے جیسے کوئی اپنے خادم کو کسی شخص صالح کے اکرام کا حکم دے اور بار بار بیکار اس سے کہے کہ ان کی تعظیم کیا کرو اور تعظیم فاسق سے انہیں روکے کہ کسی فاسق کی تعظیم کبھی ہرگز نہ کرنا پھر وہی شخص جو صالح تھا معاذ اللہ فاسق ہو کر آئے تو خادم پر اس کی تعظیم ان کے آقا کے اس ممانعت عام سے ممنوع ہے اگرچہ ان کے آقا نے اس شخص کے اکرام پر نص کی تھی اور یہاں اس کے ترک تعظیم پر نص نہیں خادم پر اس عام ممانعت کی بنا پر اس خاص کی ترک تعظیم لازم اگر وہ باوجود اس ممانعت کے اس کی تعظیم کریں گے اپنے آقا کی اطاعت نہیں۔ نافرمانی کریں گے۔ خادم اس ممانعت کی بنا پر اس کا اکرام و تعظیم نہ کریں تو کون عاقل ہے جو یہ کہے گا کہ اس کے خادم نے اس کی نافرمانی کی۔ ظاہر ہوا کہ قول وہ ہی نہیں جو مقول ہو نصاً بلکہ قول وہ بھی ہے جو ضمنی ہو۔

العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں النقول قولان صوری و ضروری فالصوری هو المقول المنقول والضروری ما لم يقله القائل نصاً بالخصوص لکنه قائل بدنی ضمن العموم المحاکم ضروراً بان لو تکلم فی هذا الخصوص لتکلم کذا و ما یبداً بخالف الحکما الضروری الحکما الصوری و حیث یقتضی علیہ الضروری حتی ان الاخذ بالصوری یعد مخالفة للقائل والعدول عنه الی الضروری موافقة و اتباعاً له کان زید صالحاً فامر عمر و خدامه باکرامه فصاحجهاداً و کسر ذلک علیهم مراراً و قد کان قال لهم ایاکم ان تکرموا فاسقاً ابداف بعد زمان فسق زید علانية فان اکرمه بعد خدامه عملاً بنصه المنکر المقری لکانواعاصین وان ترکوا اکرامه کانوا مطیعین۔ اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ ایسے حوادث جن میں امام کا کوئی قول مقول منقول نہیں۔ حضرت امام ابو یوسف یا کسی اور امام اصحاب امام الائمه کا قول

کہے تو وہ مقول ان کا ہے صوری اور قول امام ہے ضمنی ضروری۔ درالحکام میں ہے اذا حکمنا لمختلفی بواجب الیہ ابو یوسف او محمد او نحوہما من اصحاب الامام فلیس حکما بخلاف رأیہ۔ علامہ شامی دررے عبارت مذکورہ رد المحتار میں نقل کر کے فرماتے ہیں۔ افادان اقوال اصحاب الامام غیر خارجہ عن مذہبہ فقد نقلوا منهم ما قالوا قولاً الاھو مروی عن الامام کما اوضحت ذلك فی شرح منظوم فی رسم المفتی۔ نیز جلد چہارم رد المحتار میں بھی ایسا ہی فرمایا کہ ضمنی مذہب ابو یوسف یا مذہب محمد جو حکم کہے وہ اس کے مذہب حنفی ہی کا حکم ہے۔

اگر یہ صوری و ضروری اقوال مختلف ہوں تو یہ مطلب نہ ہوگا کہ امام کا مذہب کچھ ہے اور ان کے اصحاب سے اس قائل کا مذہب کچھ ہے۔ بلکہ وہ ایسا ہی ہے جیسے خود اقوال مقولات امام میں اختلاف۔ اختلاف بصر و زمان اختلاف ہی نہیں ایسے وقت جو یہ فرما رہے ہیں امام بھی یہی فرماتے۔ تو ان کا یہ قول امام ہی کا ارشاد ہے جیسے احادیث میں عورتوں کو مساجد سے روکنے کی حضور نے ممانعت فرمائی۔ لا تمنعوا امماء اللہ مساجد اللہ۔ عورتوں کو حاضری کا حکم تھا یہاں تک کہ حائضات کو بھی کہ وہ عید گاہ میں علیہ و عاتر رہیں اور دعا میں شریک ہوں یہاں تک کہ بعض نے عرض کیا کہ ہمارے پاس طلباب۔ چادر نہیں ایشاد ہو چادر والی اپنی ساتھی کو بھی اپنی چادر میں لے لے۔ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام مگر باوجود ایسے حکم اور اس نئی کے حضرت سیدنا عمر امیر المؤمنین فاروق اعظم نے عورتوں کو مسجد سے نکالا اور انھیں روک دیا۔ وہ حکم کے کرا حاضر خدمت حضرت ام المؤمنین صدیقہ متوکل انھوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں اگر وہ ملاحظہ فرماتے جو ہم دیکھتے ہیں تو وہ بھی عورتوں کو مسجد سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو روک دیا تھا۔ کیا معاذ اللہ حضرت صدیق اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے ارشاد کا خلاف کیا۔ لا واللہ بلکہ وہی کیا جو حضور فرماتے۔ تو ان کا یہ قول و فعل حضور ہی کا قول و فعل ہے صل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

العطا یا النبویہ میں عبارت منقولہ بالا سے آگے فرمایا و مثل ذلك يقع فی اقوال الائمۃ اما الحدوث صلوٰۃ او حج او عرفہ او تعامل او معلیٰ مهمۃ تجلب او مفسدۃ مملۃ قلب و ذلك لان لستہم الضرر و دفع المخرج و مراعاة المصالح الدینیۃ الخالیۃ عن مفسدۃ ترو علیہا کدر المفسد و الاخذ بالعرف و العمل بالتعامل کل ذلك قواعد کلیۃ معلومۃ من الشرع لیس احد من الائمۃ الامثال الیہا و

قائلہا ومعو لا علیہا فاذا كان في مسألة نفس الامام ثم حدث احد تلك المغيرات علمنا قطعاً ان لو حدث على عهدہ لكان قوله على مقتضاه لا على خلافه واردة فالعمل حينئذ بقوله الضمور والغير المنقول عنه هو العمل بقوله لا الجبود على المأثور من لفظه وقد عد في العقود مسائل كثيرة من هذا الجنس ثم ل حال بيان كثير اخر على الاشياء ثم قال فهذه كلها قد تغيرت احكامها بتغير الزمان اما للضرورة واما للعرف واما للقرائن الاحوال قال وكل ذلك غير خارج عن المذهب لان صاحب المذهب لو كان في هذا الزمان لقال بها ولو حدث هذا التغيير في زمانه لم ينص على خلافها قال وهذا الذي جرت المجتهدين في المذهب واهل النظر الصحيح من المتأخرين على مخالفة المنصوص عليه من صاحب المذهب في كتب ظاهر الرواية بناء على ما كان في زمانه كما مر تصريحاً بغيره الخ

اقول بل ربما يقع نظير ذلك في نص الشارع صلى الله تعالى عليه وسلم فقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم اذا استأذنت احدكم امرأته الى المسجد فلا يمنعها وفي لفظ لا تمنعوا امام الله مسلحاً الله - وقد امر صلى الله تعالى عليه وسلم باخراج الحيض وذوات الخد ورنوم العيدين فيشهدن جماعات المسلمين ودعوتهم وتعتزل الحيض المصلی قالت امرأة يارسول الله احداً من الیس لها جلباب قال صلى الله تعالى عليه وسلم لتلبسها صاحبها من جلبابها ومع ذلك نهى الائمة الشواب مطلقاً والعجا نهاراً ثم عمموا النهی عملاً بقوله صلى الله تعالى عليه وسلم الضمور يرى الاستفادة من قول ام المؤمنین الصديقة رضي الله تعالى عنها لوان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم راى من النساء ما رأينا لمنعهن من المسجد كما منعت بنو اسرائيل نساها۔

پھر خود ہی مسئلہ خروج نساہ الی المساجد ہیجے۔ اب مذہب یہی ہے کہ مطلقاً عورتوں کا خروج ممنوع ہے شواب ہوں یا عجا از جماعت سے نماز کے لئے حاضر ہونا چاہیں اگرچہ جمعہ کی یا عید کی یا وعظ کے مجمع میں حالانکہ صاحبین عجا از کے لئے حضور مطلقاً مباح فرماتے تھے اور امام غیر ظہر وعصر و جمعہ میں ان کا حضور جائز رکھتے تھے کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ یہ امام وصاحبین کے خلاف ہے ان کا مذہب اب بھی اباحت حضور نساہ ہے اور ان علماء کا مذہب وہ ہے جو امام کا مذہب نہیں بلکہ علماء نے جو کہا وہ امام ہی کا قول ہے انہیں کے قول سے ماخوذ ہے۔ عطا یا النبویہ میں فرمایا۔ قال فی التوسیر والدراہیکرہ حضور من الجماعة ولو لجمعة وعید ووعظ (مطلقاً) ولو عبوز الیلا (على المذهب) المفتی بہ لفساد الزمان واستثنی الکمال بخث العجا

المتغایه ۱۵ والمراد بالمذهب مذهب المتأخرین ولما رد علیه البحر بان هذه الفتوى مخالفة لمذهب
الامام وصلحیه جميعا فانهما اباحا للعبائز المحضون مطلقا والامام في غير الظهر والعصر والجمعة فا
لا يتم يمنع في الكل مخالف للكل فالمتقدم مذهب الامام ام بمعناه اجاب عنه في النهج قائل انه نظر
بل هو ما خوذ من قول الامام وذلك انه انما منعها القيام الحامل وهو شرط الشهوة بناء على ان الفسقة
لا ينتشرون في المغرب لانهم بالطعام مشغولون وفي الفجر والعشاء نائمون فاذا فرض انتشارهم في
هذه الاوقات لغلبة فسقهم كما في زماننا بل تحريمها لاها كان المنع فيها اظهر من الظهور ام -

علماء کرام نے یہاں کہیں قول ظاہر امام سے عدول کیا اور قول صاحبین اختیار کیا اس کے وجہ
فتاویٰ رضویہ کی جہارت منقولہ بالا میں گزیرے ضرورت ہدوع شرح عرفت۔ تعامل سنگسی دینی ضرورت مصلحت
کے حامل یا کسی فساد موجود یا مظنون بقطن غالب کے زائل کرنے کے لئے تیز ضعف دلیل نظر آنا جائز ہے
اگر اختلاف صوری نہیں واقعی ہو اور وجوہ مذکورہ سے کوئی وجہ نہ پائی جائے تو بے وجہ امام کے قول ظاہر
سے عدول نا جائز ہے۔ کما نصوا علیہ قاطبة بحکم الراق میں ہے قد صحوا ان الافتاء بقول الامام فینج من
هذا انه يجب علينا الافتاء بقول الامام وان افتى المشايخ بخلافه - تخیر میں ہے المقر ایضا عندنا
انه لا یفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم ولا یعدل عنه الی قولہما او قول احدهما او قول غیرہما
الا لضرورة من ضعف دلیل او تعامل بخلافه - امام العلماء مقدم الفقہاء شیخ الاسلام برہان الدین
مرغینانی صاحب ہدایہ تجنیس میں فرماتے ہیں الواجب عندی ان یفتی بقول ابی حنیفة علی کل حال -
علامہ طحاوی علامہ نوح افندی سے ناقل لایرجح قولہما علی قولہ الامام وجب من ضعف دلیل او ضرورة

او تعامل او اختلاف زمان ولم یوجد شیئ من ذلك فالعمل علی قولہ: **والله تعالى اعلم**
مسئلہ۔ ازلا ہور دفتر ایسٹرن ٹائمز سرسلہ عنایت محمد خاں صاحب غوری ۳ جمادی الآخر ۱۳۵۴ھ
حضرت سرابا برکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ باعث تصدیق یہ امر ہے کہ بواپسی
ڈاک قرآن کو حکم اجا دیٹ مہارکہ وغیر ہم سے یہ امر ثابت فرمادے کہ تلوار رکھنا مسلم کے لئے ضروری ہے
ایک انگریزی اخبار نے چھاپا ہے کہ تلوار رکھنا مسلمانوں کا مذہبی شعار نہیں لفظ تلوار صاف صاف آنا چاہئے
الجواب۔ عزیز محترم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بخیر و عاقبت ہوں والحمد للہ تعالیٰ آپ کا مافیت
خواہ محبت نامہ ملا اپنے دشمنوں سے محفوظی دین کے لئے قوت رکھنا اپنے دین اپنی جان مال کی دفاع

کے لئے تیار رہنا اور سامان رکھنا مسلمانوں کا دین ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور خدا کی راہ میں کوشش کرنا آہ مسلمانوں نے جہاں اپنے اور فرائض چھوڑے وہاں یہ بھی۔ جو بھجوری پھوٹے تھے وہ تو پھوٹے ہی تھے سخت افسوس کی بات یہ ہے کہ اپنے اختیار سے بھی چھوڑ بیٹھے ہیں کتنے مسلمان ہیں جو نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے زکاۃ نہیں دیتے حج نہیں کرتے دارِ حرمی سنت ہی نہیں شعار دین ہے کتنے مسلمان آگے موڑتے کرتے ہیں قرآن عظیم کا ارشاد ہے **وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تَرْهَبُونَ** بہ عدا واللہ وعد و کعب۔ یہ خدا کی رحمت ہے کہ اس نے کسی خاص چیز کا رکھنا فرض نہ فرمایا۔ قوت کی جو چیز رکھنے کی قدرت ہو اس کے رکھنے کا حکم فرمایا تو اگر رکھنا اگر شعار نہیں ہے تو ہر ممکن قوت جس کی استطاعت ہو اس کا رکھنا تو قرآن عظیم و حدیث نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے ثابت ہے اس کا تو دینی حکم ہے خاص کر رمی و تیر و کمان گولی بند و ق سے ہوتی ہے حدیث میں ہے **الان القوة الرمی الا ان القوة الرمی الا ان القوة الرمی**

ان القوة الرمی۔

اشعة اللمعات شرح مشکاة میں شیخ علامہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ حدیث عن عقبہ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو علی المنبر یقول **الان القوة الرمی الحدیث کے صحیح لکھتے ہیں** گفت شنیدم آل حضرت را و حالانکہ آل حضرت بر منبری گفت و می خواندند آیت را۔ **وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ**۔ و آماہ سازید جنگ کافران را آنچه توانید از قوت و زور و توانائی و می گفت مگر سہ بار اس کلام را۔ **الان القوة الرمی الا ان القوة الرمی** دانا و آگاہ باشند از قوت درین آیت کہ امر کرده اند باعداد آل تیر اندازی ست مگر گفت سہ بار۔ رواہ مسلم و زحشری و بیضاوی تفسیر کرده اند قوت را بہر چه قوت یا فتہ شود بدان در حرب و بیضاوی گفتہ شاید کہ تخصیص آل حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمی را بذر بچیت بودن اوست اقوی۔ دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں **صلى الله تعالى عليه وسلم استفتح صلى الله وسلم ويكفيكم الله فلا يعجز احدكم ان يلهو باسهمه**۔ اشعة اللمعات میں زیر حدیث مذکور ہے **بلید کہ عاجز نیاید کیے از شمار بازی کردن تیر رائے خود یعنی عادت کنید شمایہ تیر اندازی و بیاموزید آن را و اہتمام نماید بہ شان آن و بعضے گفتہ اند کہ ترک نہ کنید تیر اندازی را و اعتیاد آن را و مداومت نماید بر آن بعد از فتح نیز و مغرور نہ شوید کہ احتیاج بہ تیر اندازی دائم ست الخ مختصراً۔**

اس حدیث میں تو فتح روم ہی کا ذکر ہے کوئی کہنے والا کہہ دے کہ شرح حدیث نے مداومت بتائی

ہم شرح کی نہیں مانتے لہذا ہم وہ حدیثیں کیوں نہ پیش کر دیں فتح دنیا کا مشرہ دیا گیا اور پھر بھی ارشاد ہوا ہے کہ تیر اندازی کی مشق سے کوئی عاجز نہ آئے حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستفتح علیکم
 ارضون ویکنکم اللہ فلا یجوز احدکم ان یدھونہا سہمہ ایک حدیث میں ستفتح منشارق الامرض وغیرہ
 علی امتی ارشاد ہوا۔ حدیث میں ہے ستفتخون منابت الشیخ ایک حدیث میں ہے ستفتح علیکم الدنیا
 فرمایا گیا۔ منابت الشیخ سے مراد اقطار یعیہ ہیں تیسیر شرح جامع صغیر میں سیدی علامہ عبد الرزاق منادی
 قدس سرہ فرماتے ہیں اشابہ الی انہ یفتح لہم الاقطار البعیدۃ سما یظہر بہ الدین ویشرح صدک
 المؤمنین۔ آیت کریمہ سے ہر قورۃ کے رکھنے کا دینی حکم معلوم ہوا ایک تلوار ہی نہیں یوں ہی علمائے مفسرین
 و محدثین و شرح حدیث کے ارشادات سے حدیثوں میں خاص کر رومی کا حکم معلوم ہوا اور رومی تیر اندازی
 اور بندوق چلانے دونوں کو شامل تو تیر کمان گولی بندوق تمنچہ سب کچھ رکھنے کا حکم معلوم ہوا۔

نیز قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے۔ یا ایہا الذین امنواخذوا حذراکم فانظروا اثبات او انظروا جیبہ
 تفسیرت احمدیہ میں ہے قالوا ان الحذر والحور بمعنی القصر والمعنی احذروا واحذروا من العداوہ
 وقیل الحور ملہ حور بہ كالحذر والاسلاح ای خذوا اسلحکم۔ کیا جب کہ قرآن و حدیث و قول علماء سے
 سلاح رکھنے کا حکم دینی ہے گورنمنٹ پنجاپ کے مسلمانوں کو تلوار کے لئے بھی آزادی نہ دے گی خصوصاً
 اس صورت میں کہ یوپی وغیرہ میں تلوار بھالا پھڑی کی آزادی دے چکی ہے خصوصاً اس حالت میں کہ پنجاپ
 کی ایک قوم کو کرپان رکھنے کی اجازت دے چکی ہے سکھوں کو کرپانیں رکھنے کی اجازت ان کے مذہبی
 حکم کے ادا رہی پر ہم نے سنی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک قوم کو اس کے اذما کے بنا پر کرپانیں دی جائیں
 اور مسلمانوں کو قرآن و حدیث کا واضح حکم کے ہوتے ہوئے تلوار بھی نہ دی جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر محلہ گندہ نالہ پل قاضی مسلولہ سوداگر محمد خلیل صاحب رضوی ۱۸ راج ۲۱ ۱۳۴۵ م
 غمدۃ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اکثر کتب میلاد شریف میں یہ روایت منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ

حالیہ ہوتیں تو تین سو عورتیں رشک و حسد سے فرگتیں یہ روایت صحیح ہے یا غلط؟ بیوا تو ہوا
الجواب۔ کسی کتب معتبر میں میں نے یہ روایت نہیں دیکھی اتنا معلوم ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام
 کانور کویم جب حضرت خلیل جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے حضرت ہاجرہ کو ملا ہے حضرت سارہ کو
 رشک ہوا اور وہی رشک حضرت ہاجرہ کے مکہ معظمہ کو ہجرت کا باعث ہوا اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت

سیدنا عبد اللہ والد ماجد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس نور کریم کے فیض حسن و جمال کے بہت بہت زنان قریش عاشق تھیں ہر ایک کی دلی آرزو تھی کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دام میں پھانسنے لڑائی میں بیٹھی آپ کا انتظار کیا کرتی تھیں مگر نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے آپ ان میں سے کسی کے دام ترویر میں نہ آئے اور گناہ سے محفوظ رہے کما فی مدارج النبوة للشیخ المحقق عبد الحق محدث الدہلوی قدس سرہ تو ایسا ہونا کوئی تعجب خیز نہیں ممکن ہے ایسا ہوا ہو میرے سامنے جو چند کتابیں آئیں اور میں نے ان میں نہ پایا اس سے یہ لازم نہیں کہ یہ سزا گھڑت ہو جو لوگ لکھتے ہیں انھوں نے کسی معتبر کتاب میں پایا ہوگا ان کی جانب بدگمانی کیوں کی جائے کہ گڑھ کر لکھ دیا کہ عدم وجدان۔ وجدان عدم نہیں ہاں ہم اس وقت تک اسے بیان بھی نہ کریں گے جب تک معتبر کتاب میں نہ پائیں حاصل یہ کہ ہم نہ اس کا اقرار کرتے ہیں جب تک کسی معتبر کتاب سے نہ پائیں اور نہ انکار کہ مسلمان لکھتے ہیں اور ایسا ہونا ممکن تو ان کی جانب بدگمانی نہیں کر سکتے کہ دل سے گڑھ کر لکھ دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از بڑا بازار دوکان نذر الحسن سوداگر مستولہ محمد فاروق صاحب ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۶ھ متصل مسجد سنیچر شاہ۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان کے کفار کی حربی کفار میں ہیں؟

الجواب۔ ہاں یہ سب حربی کافر ہیں اور آج ہی نہیں جب کہ سلطنت اسلامیہ یہاں نہیں رہی بلکہ یہ اس وقت بھی حربی ہی تھے جب کہ سلطنت منعلیہ تھی حضرت عارف باللہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ استاذ سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں انظروا یا ایہا المؤمنون هل فی ہذا الزمان ذمی و تکفروا یا ایہا المسلمون ان ہم الاحرنی وما یعقلہا الا العالمون وقد طال الکلام فی زماننا فی بیان الذمی والحرنی بالافراد والتفریط والحق ما بینہ بعض مشایخنا سلمہ اللہ تعالیٰ فی بعض رسائلہ فطالعہ ان شئت وقد ذکر فی تحقیقہا الاعظم الثانی کلاما لا مزید علیہ فلیرجع الیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) وہابی نجدی دیوبندی۔ قادریانی۔ رافضی شیعہ وغیرہم معاملات میں ایک دوجہ میں ہیں یا کچھ فرق ہے ان کے ساتھ رسم رکھنا کھانا پینا ان کا حق پینا کیسا ہے جو لوگ ان سے ایسے معاملات رکھتے ہیں ان کا حق پینا ان کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے اگر ان سے قطع تعلق کرنے میں ان کی شرارتوں سے مبتلا نہ مصیبت ہونے کا ڈر ہو جن کا وہ عمل نہ ہو سکے تو کیا کرے؟

(۲) ایک حنفی شخص ضرورت پر باقی تینوں اماموں میں سے کسی کا مسلہ لے سکتا ہے یا نہیں؟
 (۳) دو اشخاص ہندو و مسلمان میں تنازع ہے۔ حق بجانب فیصلہ کرنے میں مسلمان کو نقصان پہنچتا ہے کافر کا حق ضبط کرنے اور مسلمان کو بچانے پر قادر ہو کر اگر اس کو بری کر دیا جائے تو اس پر از روئے شریعت گرفت ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو مرتدین ہیں نیچری وہابی دیوبندی قادیانی رافضی ان سے میل جول رسم راہ کیسی۔ نری معاملت بھی حرام ہے جو لوگ ان مرتدین کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے ان سے میل جول رکھتے ہیں حرام کارگزار ہیں۔ جس بد مذہب کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو جب اس سے بھی میل جول ناجائز تو ایسے مرتدین سے رسم راہ کے کیا معنی۔ بلکہ فاسق العقیدہ ہی نہیں فاسق العمل شخص کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے قال تعالیٰ واما یسئدک الشیطن فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین ہ تفسیرت احمدیہ میں حضرت یرمدی عارف بالشرط الاحمدیوں قدس سرہ فرماتے ہیں القوم الظالمین یعطون بدع والفاسق والکفر والقور مع کلہم متبع وقال صاحب الہدایۃ ان دعواہد عودہ وان شہ لہب او فنانا فان علمہ ذلک قبل حضور الجہل لا یجوز ان لہ علم ذلک قبل المحضوف ان قد علی المنع منع البتہ وان لم یقدرف ان کان مقتدی ینجج البتہ ولا یاکل لئلا یقتدی ان سبہ و ان لم یکن مقتدی فان کان علی رأس المائدۃ لا یقعد لقولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین۔

مسلمان ایسوں سے قطع تعلق اور ان کا حق پرانی بند کر سکتے ہیں۔ اگر ان کی شرارتوں سے فتنہ کا خوف کرتے ہیں تو معذور ہیں تفسیرات احمدیہ میں ہے وقد رخص بعض العلماء فی ان یبدأ اہل الذمۃ بالسلام اذا دعت الی ذلک حادثۃ تخرج الیہم ویروی ذلک عن النضعی ومن ابی حنیفۃ لا یتدأ بالسلام فی کتاب ولا فی غیرہ ومن ابی یوسف لا تسلیم علیہم ولا تصالیحہم واذا دعت فقل السلام علی من اتبع الہدای۔ جب وقت حاجت یہاں تک رخصت دی گئی ہے تو ایسے لوگ جو مرتدین سے میل جول ہی رکھتے ہوں ان کے فتنہ کے اندیشے سے بھی رخصت بدرجہ اولیٰ ہوگی نیز حدیقہ ندویہ میں ہے۔ ہذا کلمہ اذا کان ربلا حاجۃ المسلم (صندۃ) ای الذمی (فانہ) ای السلام حینئذ (مکروہ) کراہۃ تحریر لہما ذکرنا (وعندہما) ای الحاجۃ (لا باس بہ) حتی القاضی عیاض عن جماعۃ انہ یجوز ابتداء صحابہ للضرورة والحاجۃ او سبب وهو قول علقمۃ والنضعی وعن الاوزاعی انہ قال ان سلمت فقد سلم الصالحون وان ترکت فقد ترک الصالحون وروی (اصحابنا) الحنفیۃ من صحبہم اللہ تعالیٰ انہما فی الرجل الصالح لا

یسلم علی الرجل الفاسق المعلن ای المظهر لفسقه اهانته له و متحقیر علی فجورہ۔

بے ضرورت و حاجت ہرگز جائز نہیں یہاں تک کہ اگر کسی کافر یا مبتدع کو سنی مسلمان سمجھ کر سلام کیا پھر اس کا کافر یا مبتدع ہونا معلوم ہوا تو کہہ دے کہ میں اپنے سلام سے باز آیا۔ کافروں یا مبتدعوں کی تحقیر کے لیے اسی میں ہے لو سلم علی من ظن انہ مسلم ثم ظهر انہ ذمی او مبتدع یقول استرجعت عن سلامی متحقیرا لہم فتاویٰ بزازیہ میں ہے فی السیر لا بأس برب سلام اهل الذمۃ والنہی عن البدایۃ الا اذا کان محتاجا الیہ فلا بأس بہا ایضا و لکن یکرہ مصافتہم۔ پھر بھی انھیں متردوں سے میل جول کی ممانعت کی تبلیغ اس انداز سے کرتے رہیں کہ وہ برائے ماہیں جوش غضب میں آکر انھیں کسی مصیبت میں نہ پھانس دیا۔
واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) ہاں عند الضرورة الملجئة ایسا کر سکتا ہے کہ اس وقت وہ حکم خود اس کے مذہب کا حکم ہے مگر
بیناہ فی فتاویٰ بحمد اللہ تعالیٰ و عونہ و حسن توفیقہ۔ و ہو تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) خارج مسجد ایک درخت مولوسی کا ہے اس کا ایک ٹہنہ مسجد کی سبیل پر سایہ کئے ہوئے ہے جس کے ساتھ میں نمازی بیٹھ کر وضو کرتے ہیں دو شخص اس درخت کو کاٹنا چاہتے ہیں باقی اہل محلہ درخت کے کاٹنے جانے کے خلاف ہیں جب اہل محلہ نے درخت کاٹنے سے روکا تو ایک شخص بولا کہ مسجد میں درخت کا ہونا جائز نہیں اہل محلہ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی مسجد میں بھی درخت ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ اس کا گناہ مولوی صاحب کے ذمہ ہے وہ بھگتیں گے بھگتیاں طلب یہ امر ہے کہ جس درخت کے سایہ میں نمازیوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور کسی قسم کا کسی محلہ والوں کو تکلیف نہیں اگر درخت کا کاٹنے والا از روئے شرع شریف کس جرم کا مرتکب ہے۔

(۲) کسی عالم کو اہل سنت والجماعت کو برا کہنے والا خصوصاً امام اہل سنت کی توہین کرنے والا ان کو گنہ گار بنانے والا از روئے شرع کیسا ہے مسلمانوں کو اس سے بات چیت سلام و کلام جائز ہے یا نہیں؟
بنو اتو تروا۔

الجواب۔ اس درخت کے کاٹنے کا انھیں کوئی اختیار نہیں وہ درخت خارج مسجد ہے اگر مسجد میں ہوتا تو جب بھی انھیں اختیار نہ ہوتا خصوصاً اس صورت میں کہ اور اہل محلہ مانع ہیں اور اس درخت سے منفعت بھی ہے۔ مسجد میں یعنی موضع صلاۃ میں بعد مسجدیت درخت بے ضرورت ہونا مکروہ ہے۔ ہند میں ہے

بکرہ غرس الشجر فی المسجد لانه تشبه بالبيعة ويشغل مكان الصلاة الا ان يكون فيه منفعة للمسجد بان
كانت الارض نيرة لا تستقر اساطينها في غرس فيه الشجر ليقبل النزك كما في فتاوى قاضي خان۔ وہ شخص غلط
و باطل من (گڑھت) فتویٰ دیتا ہے کہ مسجد میں درخت کا ہونا جائز نہیں اگر بے علم فتویٰ اتفاقاً صحیح بھی ہو
جب بھی توبہ چاہئے نہ کہ محض غلط و باطل بے علم فتویٰ دینا حرام ہے۔ رد المحتار میں ہے قولہ کتفیل سنو
قال فی الخلاصة غرس الاشجار فی المسجد لا بأس به اذا كان فيه نفع للمسجد بان كان المسجد ذا نورة والاسطوانة
لا تستقرید ونها ویدون هذا لا یجوز ام۔

وفی الہندیہ عن الغرائب! ان كان نفع الناس بظلمہ، ولا یضیق علی الناس، ولا یفرق الصفوف
لا بأس به، وان كان نفع نفسه بوزنقه او شجرة او بفرق الصفوف او كان فی موضع تقع بہ المشابهة بین
البيعة والمسجد یکرہ ام هذا، وقد مر آیت رسالۃ للعلامة ابن امیر حاج بخطہ متعلقہ بغرس المسجد
الاقصى، وفيها علی من افتی بجوازہ فیہ، اخذ من قولہما لو غرس شجرة للمسجد فثمرتها للمسجد فرد
عليه بانہ لا یلزم من ذلك حل الغرس الا للعدو المذكور لان فیہ شغل ما يعد للصلاة ونحوها وان
كان المسجد واسعا او كان فی الغرس نفع ثمرته والالزما بعمار قطعہ منه، ولا یجوز ابقاؤه ایضا، بقولہ علیہ
الصلاة والسلام لیس لعرق ظالم حق۔ لان الظلم وضع الشیء فی غیر محله وهذا كذلك ایسے شخص پر
ما نیک سماوات وارض لعنت کرتے ہیں حدیث میں ارشاد ہوا من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکة السموات
والارض یعنی ناحق کسی مسلمان کو خصوصاً اس کے انتقال کے بعد... کسی گناہ کی اس کے جانب نسبت کرنا
کس قدر شدید بات ہے پھر عالم کی نسبت ظاہر ہے کہ اس سے بھی اشد ہے۔ خدائے توبہ کی توفیق دے
اور ارسال لسان اور بد مذہبانی سے بچائے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۱۲) اس شخص نے جو کہا اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور چاہئے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے
منار پر حاضر ہو کر ایصال تواب کرے کلمہ کلام پڑھ کر اس نے اپنے اس غلط معلوم کے بنا پر ایسا کہا زبان
دلائی کی اگر سہمی اس پر حرام ہے اور توبہ اور ہرج نہ کرے تو مسلمان اس کا احتساب پانی بند کر سکتے ہیں آج
نٹ گھٹ چھوڑ سکتے ہیں جب تک وہ توبہ نہ کرے کسی مسلمان کی ناحق ایذا رسانی حرام ہے حدیث میں ہے کہ
من اذی مسلماً فقد اذی من اذانی وقد اذی اللہ نہ کہ عالم دین اور امام مسلمین کی توبہ میں وہ بھی بعد وصال۔
اعلیٰ حضرت کی مسجد میں جو درخت ہے وہ مسجد سے سیکڑوں برس پیشتر کا ہے جس وقت بریلی بھی آباد نہ تھی

یہاں جنگل تھا پھر یہ مسجد بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تعمیر کرائی ہوئی نہیں اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مسجد میں درخت ہونا ناجائز نہیں درخت بے ضرورت بعد مسجدیت موضع صلاۃ ہونا نہ چاہئے۔ کسی مسلمان کی جانب کسی گناہ کی نسبت پھر بے ثبوت کرنا سخت شدید بات ہے اگرچہ وہ فاسق ہو نہ کہ عالم۔ علماء فرماتے ہیں لایجوز نسبتہ الخ اور ایسے جلیل القدر عالم دین امام مسلمین کی طرف نسبت وہ بھی بعد وصال شریف، کہ حیات میں تو استغفا بھی ممکن۔

مسئلہ۔ از بر بلی متصل سرے خام مسرہ شمت اللہ حلوانی مورخہ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۵۶ھ

ایک رنڈی جو کہ دو روپیہ میں حرام کراتی ہے وہ اپنے یہاں کوئی کار خیر کرے یعنی ختنہ یا بزرگ کی فاتحہ یا نکاح وغیرہ وغیرہ تو وہ اس وقت دس روپیہ قرض لے کر اپنا کام کر لے اور بعد میں اپنی خروچی سے وہ اس کو دس روپیہ دے دے تو ایسا پیسہ کوئی نمازی آدمی یا طالب علم کھائے تو جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ فتاویٰ مولوی عبدالحی لکھنوی میں ہے "اگر وہ شخص کہ کل مال اس کا حرام ہے وہ اگر خیرات کرنا چاہے تو قرض لے لے اور اپنے مال خبیث سے اس قرض کو ادا کرے اور قرض لے کر وہ جو دے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا اور زکوٰۃ و تحفہ وغیرہ لیتا بھی اس سے درست ہوگا۔ فی الخلاصۃ قال فی

شرح جبل الخصاص لشمس الائمة ان الشیخ ابوالقاسم کان ممن یاخذ جائزۃ السلطان وکان یستقرض لجمع حوائجہ ویقتضی دینہ بما یاخذ من الجائزۃ واللہ تعالیٰ اعلم حرره الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاور اللہ عن ذنبہ الجلی والنحنی۔ فتاویٰ عزیز حضرت مولانا شاہ عبدالغفر صاحب میں ہے۔

سوال۔ اگر کسی نے قرض لے کر مشروع سنت گرفتہ مسجد احداث نماید بعد از زکوٰۃ و غیرہ کہ غیر جائز سنت زر قرض ادا نماید شرعاً احداث اس قسم مسجد درست، ست یا نہ؟

جواب۔ اس قسم احداث کردن مسجد درست ست حکم مسجد دارد و امید ثواب برآں متوقع ست زیرا کہ

از مال کہ قرض گرفتہ بنا ساختہ در وقت ادائے دین اس قرض اگرچہ ان مال خبیث ادا نماید خبیث اس در مالے کہ

اول قرض گرفتہ است تاثیر نمی کند۔ جو مال حلال اس نے لے کر صرف کیا وہ کھانا مال مگر طالب علم اور

مقدار شخص کو اس کے یہاں جانا دعوت پر یا بے دعوت نہیں چاہئے کہ انگلیاں اٹھیں گی۔ تفسیرات احمدیہ

میں ہے ان کان مقتدی یخرج البتہ ولایا کل لثلا یقتدی الناس بہ وان لم یکن مقتدی فان قعد

فکل جانما والاولیٰ ترکہ ام محتصاً عالمگیریہ میں ہے لا یجیب دعویٰ الفاسق اذ علن لعلہ انہ غیباً

مقدم کر رکھی ہے زید نے بکا کیا حرج ہے لوگ الخ یعنی حرام خواری میں کوئی حرج نہیں عمر نے زید سے بھی بدتر کلمہ بکا کہ تم کو بہتر ہوتا کہ شراب پی لیتے۔ شراب پینے کو بہتر کہا اور نیا نہ کے کھانے سے بہتر کہا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از بڑی صراحت نگر مسئلہ کفایت حسین صاحب رضوی یکم شعبان ۱۳۵۶ھ
 نید دریافت کرتا ہے کہ طالب علم قرآن عظیم کا سبق یاد کرتا ہو اس حالت میں کہ اس کا ہر حرف غلط ادا ہوتا ہو اور استاد ایک جلسہ کئے ہوئے ہو اس حالت میں کہ کچھ حصہ نوشی کرتے ہوں اور کچھ گفتگو دینی ہو اور استاد بھی ہر شخص سے باتیں کر رہے ہیں اور کھانا کھا رہے ہیں مگر طالب علم کو سبق صحیح کرانے کی استاد کو کچھ فکر نہیں ہے یہ معاملہ دیکھ کر بکرنے کہہ دیا کہ ایسی حالت میں یہ سب کام حرام ہیں تو استاد نے جواب دیا کہ کھانا کھانا بھی بکرنے کا کہاں جب کہ اس کی کوئی ضروری نہیں لی جا رہی ہے لہذا حکم شرع استاد و بکر و امام کے واسطے کیا ہے؟

الجواب۔ قرآن عظیم کا سنتا ہر شخص پر جو وہاں جہاں قرأت ہو رہی ہو حاضر ہو فرض ہے اس وقت بولنا ہی نہیں ہر کام کہ مثل استماع ہو گانا جائز ہے قال تعالیٰ۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون۔ خصوصاً استاد کہ اس پر اصلاح کے لئے بھی سنا ضروری ہے اور طالب علم جو غلطی کرے اس کا بتانا لازم خصوصاً قرآن عظیم میں۔ بے شک وہ استاد ہے پر وہی اور ترک فرض استماع دونوں باتوں کا لازم ہو گا جب کہ بعد قرأت وہ کلام یا کسی کام میں مشغول ہو اور ہو یوں وہ لوگ جو وہاں بیٹھے ہوں اور اگر وہ مشغول تھے پھر ان کے نزدیک طالب علم نے اپنا پڑھنا شروع کیا تو اس صورت میں یہ لوگ معذور رکھے جائیں گے۔ ان پر الزام نہ ہو گا۔ غیبی میں ہے منی یقرآن فی البیت و اہلہ مشغولون بالعمل یعذرؤن فی ترویج الاستماع ان افتقروا العمل قبل القراءة والافلا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از محلہ ملوک پور مستفیق عبدالرحمن خاں معرفت بلذغان۔

لوگ تبارک کہتے ہیں یہ فرض واجب و سنت ہے یا نہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام نے یا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کرنے کا حکم دیا ہے یا کیا ہے کہ نہیں؟
الجواب۔ تبارک ایصال ثواب ہے ایصال ثواب مستحب و مستحسن ہے حضور نے بھی ایصال ثواب کیا ہے صحابہ کرام نے بھی امام اعظم نے بھی ایصال ثواب کو اچھا مانا و کار ثواب جانا ہے اور پھر قیامت

تک نیا طریقہ اچھا مانے وہ اچھا ہی ہے اس کے نکالنے والے کے لئے خود اس کا ثواب ہے اور جتنے قیامت تک اس اچھے طریقہ کو برتیں ان سب کے ثواب کے برابر ثواب بھی خود حضرت میں ارشاد ہوا سن فی الاسلام مستحسنة فله اجرها واجر من عمل بها جو لوگ یہی مسجدیں بناتے ہیں گنبد منارے تعمیر کرتے ہیں مدرسہ انجمنیں بناتے ہیں ان کے قواعد و ضوابط تیار کرتے ہیں مدرسہ میں طرح طرح کے فنون کی تعلیمیں مقرر کرتے ہیں اور تدریس کے امام معین کرتے ہیں مسجدوں میں امانت اور توفیق اور صلاح میں مدرسہ وغیرہ پر اجرتیں ٹھہرا کر لیتے ہیں یہ سب امور فرض واجب سنت مستحب ہیں یا کیا حضور علیا الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور امام ابوحنیفہ اور ائمہ کرام نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے یا نہیں بلکہ قربت پر اجرت سے خود حضور نے منع فرمایا ہے متقدمین فقہاء نے اس کی حرمت کا قول کیا ہے یا نہیں تو اذان پر اجرت امامت پر اجرت مدرسہ پر اجرت و عظمیٰ اجرت باوجود ممانعت و ہابیر کیوں لیتے ہیں جس کام سے حضور نے نہ منع فرمایا اس کا حکم دیا اگرچہ نفس ایصال ثواب فرمایا اس کو تو حرام ٹھہراتے ہیں اس کے کرنے والے کو بدعتی اور کیا کیا کہتے ہیں اور جس سے حضور نے صاف صاف منع فرمایا تمام ائمہ متقدمین نے اسے حرام جانا وہ بے دریغ شیر مادر۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ وهو تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از شہر بریلی علیہ قرولان مرسلہ سید احمد شاہ صاحب بتاریخ ۱۲۵۶ھ المبارک المہمان جمعہ نمازی لوگوں نے ایک لہرست بنا کر ہر ایک آدمی کا نام لکھا اور یہ اعلان کیا کہ جو کوئی نماز پڑھنے کے لئے نہیں آئے گا تو اس پر چاندیا آٹھ آنہ جرمانہ کیا جائے گا۔ جرمانہ کرنے سے نمازی لوگوں کی نیت یہ ہے کہ لوگ نماز پڑھنے لگیں اور اس جرمانہ کے پیسہ کو کسی نیک کام میں خرچ کیا جائے۔ تو یہ جرمانہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ تعزیراً المال ناہاتر ہے۔ جرمانہ کرنا نہ چاہئے۔ مگر فتاویٰ خلاصہ میں فرمایا صحت من ثقتہ ان لا تعزیر بلخذ المال ان راى القاضی او الولی جازوسن جملۃ ذلک رجل لا یحتمل الجماعۃ یجوز تعزیرہ باخذ المال۔ فتاویٰ خلاصہ کے اس ارشاد سے ایسے شخص پر جرمانہ کی اجازت والی وقاصی کے لئے حاکم ہوئی اگر وہ اس میں مصلحت پائیں جو جماعت میں ممانعت نہیں ہوتا۔ تو جو نمازی نہیں پڑھتے ان پر بدعتی ہوئی۔ مگر یہ اخذ از جہانک ہو گا اس طرح سے اس کی اصلاح ہو جائے تو بعد اصلاح واپس کر دیں اور اگر واپس کرنے سے پھر اس شخص کی وہی حالت ہو جائے کا صحیح اندازہ ہو گا کسی نیک کام میں اس کی طرف

سے لگا دیں یہاں قاضی کہاں۔ یہاں اعلم علماء بلد سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق قاتم مقام والی ہے اس کے اجازت سے یہ تعزیر کی جاسکتی ہے جس کی اصلاح ہو جائے اور واپس کرنے پر پھر اس کے بگڑ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو بعد اصلاح اسے اس کی رقم واپس دے دی جائے اور جس کے بگڑنے اور تعزیر کی ہیبت ہی جانے کا اندیشہ ہو اس کی رقم کسی نیک کام میں صرف کر دی جائے اگر اس سے اجازت لے لی جائے تو اچھا ہے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو بھی اس کی طرف سے کسی نیک کام میں لگا دی جائے کہ اسے ثواب پہنچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ لڑکیاں جو کپڑے کی گڑیاں آدمی اور عورت کی شکل بنا کر کھیلتی ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں زید کہتا ہے کہ جب تصویر کھینچنا ناجائز ہے تو گڑیوں کا کھینچنا بھی ناجائز ہوا۔ اور یہ بھی ثبوت ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن میں گڑیاں کھیلتی تھیں۔

الجواب۔ تصویر کشی بے شک ناجائز ہے۔ سنی ہوئی گڑیاں جس کے ناک نقشہ کچھ نہیں ہوتا محض کالے ڈورے سے کچھ نشان کر دیے جاتے ہیں ان سے کھیلنے میں بچوں کے لئے حرج نہیں جیسا کہ حدیث ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از محلہ قروان مستولہ سید احمد شاہ صاحب ۱۰ ررمضان المبارک ۱۳۵۶ھ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب زادہ تین تھے یا چار اور ان کے اسم مبارک

کیا ہیں؟

الجواب۔ اس بارہ میں روایات بہت مختلف ہیں ان پچھو لاد پر تو سب کا اتفاق ہے حضرت سیدنا قاتم و سیدنا ابراہیم اور چار صاحبزادیاں حضرت زینب اور حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عنہن۔ صاحبزادے کسی روایت سے تین اور کسی روایت سے تین سے زائد بھی معلوم ہوتے ہیں۔ قاتم عبد اللہ۔ طیب۔ طاہر۔ مطہر۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے مثل رضی اللہ عنہ عن عدا و اولاد نبینا الکرام علیہ وعلیہم افضل الصلوات والسلام فاجاب بقولہ المتفق علیہ منہم ستة ذکر ان القاسم و ابراہیم و اسماء بنات زینب و رقیہ و ام کلثوم و فاطمہ و هؤلاء الاربع ہاجرہ منہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اختلف فیما سوی هؤلاء الستة فضعف الیہما بن اسحاق الطیب و الطاهر فتكون ثمانیة اربعة ذکور و اربع اناث و الزبیر بن بکاس عبد اللہ مات صغیراً بمكة قال و هذا

يقال له الطيب والظاهر عند أكثر أهل النسب قال الدار قطن وهو لا يثبت وهي بهما لانه ولد بعد النبوة فعلى هذا هم سبعة ثلاث ذكور وأربع إناث وقيل هو غيرهما فجمعهم تسعة خمسة ذكور وأربع إناث - والله تعالى اعلم

مسئلہ - زید کہتا ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو جنازہ مبارک کی نماز بغیر امام کے ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ پڑھی اس کی کیا وجہ ہے اور غسل میت مع بلبوس دیا گیا تھا یا غیر بلبوس؟
الجواب - بزاز و طبرانی نے یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وصیت فرمائی تھی یہ بموجب ارشاد حضور پر نور سید العباد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ الی یوم التناؤ فرادی فرادی پڑھی امام ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ امر مجمع علیہ ہے کہ حضور پر نماز ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ پڑھی ہے اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ محض تعبدی ہے یا اس کی وجہ یہ سمجھی جائے کہ ہر ہر صحابی جو حاضر ہو وہ خود حضور پر نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرے اور حضور پر حضور کی جانب صلاۃ سے مباشر ہو کہ اللہ عزوجل نے ہر ہر مسلمان کو حضور پر صلاۃ و سلام کا امر فرمایا تو ہر ایک پر لازم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حضور کی طرف خود مباشرت صلاۃ کرے اور فرمایا کہ ملائکہ اس میں ہمارے ائمہ ہیں حدیث میں ہے ان اول من صلی علیہ الملائکۃ افواجاً اشہاہل بیتہ ثم الناس فوجاً الی ما شئنا من آخرہ۔ زرقانی شرح مواہب میں ہے فی حدیث ابن عباس عند ابن ماجہ لما فرغوا من جہازہ صلی اللہ علیہ وسلم یوماً الثلاثین وضع علیہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم لیسر ما لای جماعات متتابعین یصلون علیہ حتی اذا فرغوا دخل النساء حتی اذا فرغن دخل الصبیان ولم یؤم الناس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد قال ابن کثیر هذا امر مجمع علیہ واختلفت فی انہ تعبد لا یحقل معناه اولیٰ اشکر کل واحد الصلاۃ علیہ منہ۔ قال السہیل قد أخبر اللہ تعالیٰ انہ وملائکتہ یصلون علیہ وامر کل واحد من المؤمنین ان یصلی علیہ فوجب علی کل احد ان یباشر الصلاۃ علیہ منہ الیہ والصلاۃ علیہ بعد موتہ من هذا القبیل قال وایضا فان الملائکۃ لنا فی ذلک العجمۃ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل مع قمیص مقدس دیا گیا زرقانی میں ہے من ما اتفق ما روی انہم لما امرادوا غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا لانداری ما نفعل انجدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شایہ کما نجر موتانا امر فغسلہ علیہ شایہ فلما اختلفوا اتفق اللہ علیہم النور حتی ما نجرہم جل

الاذقنه في صلواته ثم كلمهم من ناحية البيت لا يدرون من هو اغسلوا النبي صلى الله عليه وسلم
وعليه ثيابه فقاموا انتبهوا من النوم فغسلوه وعليه قميصه يضعون الماء فوق القميص ويدلكونه
بالقميص رافاه البيهقي في دلائل النبوة واصله في ابى داؤد عن عائشه وابن ماجه عن بريده والث

تعالى اعلمها

مسئلہ۔ از برہی ضلع برہلی مرسلہ مستری عبدالشکور ۱۲ رمضان ۱۳۵۶ھ

(۱) فاتحہ مروجہ سنت ہے زید فاتحہ گو سنت کہتا ہے اس کا کہنا ٹھیک ہے یا نہیں بروئے شرع

فاتحہ کیا ہے؟

(۲) اگر کوئی شخص تمام عمر باوجود قدرت کے اپنے اجداد و آبا کی و اولیا کرام کی جناب غوث اعظم کی
گیارہویں محفل میلاد اقدس نہ کرے اور تمام عمر یا رسول اللہ نہ کہے تو تمام امور مذکورہ کے نہ کرنے سے کفر و
اسلام کا سوال پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ شخص مذکور صوم و صلاۃ امر و نہی کا پابند و متبع سنت ہے؟

(۳) مزار پر چادر چھانے کا کیا ثواب ہے اور اس سے صاحب مزار کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

الجواب۔ ایصال ثواب سنت ہے صحتہ کرنا سنت ہے قرآن عظیم کی تلاوت برائے ایصال
ثواب سنت ہے دعا سنت ہے فاتحہ میں اور کیا ہوتا ہے وہی تعین وہ عرفی ہے شرعی نہیں اور اس کی
غرض صحیح ہے قادی مزیرہ میں ہے اس طعن مبنی ست بر جہل باحوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ
مقررہ راجح کس فرض نمی داند آئے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان باہار ثواب و تلاوت قرآن و
دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امور مستحسن و خوب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برائے آنست کماں روز
بزرگ انتقال ایشان باشد آردار العمل بہار الثواب و الاہر روز کہ اس عمل واقع شود موجب فلاح و نجات است
و خلف الازم است کہ سلف خود را بایں نوع برواحسان نماید چنانچہ در احادیث مذکور است کہ ولد صالح
یدعولہ و تلاوت قرآن و اہار ثواب راجح است قرار دادن مبنی بر کمال بلاغت و افراط جہل است اسی میں ہے
در روز مشہور سیوطی مرقوم است عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کان یأتی احداً کل عام فاذا نفوا الشعب سلم علی قبور الشهداء و قال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی
الدار و الخیر ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی قبور
الشهداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و ابوبکر و عمر و عثمان انتہی

وفی التفسیر الکبیر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشهداء من اس کل حول
فیقول السلام علیکم یہا صبرتم فنعہ علی الدمار والخطام الا لہیۃ۔

قتاویٰ عمرانیہ میں جہاں حضرت شاہ صاحب کا مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین
کرنے کا ذکر ہوا ہے اس کے ختم پر یہ عبارت ہے۔ "بعد ازاں ختم قرآن مجید و شیخ کرت خواندہ بر ما حضرت فاطمہ نمودہ
می آید و درین بین اگر شخصے خوش الحان سلام می خواند یا مرثیہ مشروع اس اتفاق می شود ظاہرست کہ درین
اکثر حضار مجلس را و این فقیر را ہم رقت و بکالا حق می شود این ست قدرے کہ بعمل می آید پس اگر چیز نازد
فقیر بہین وضع کہ مذکور شد جائز نمی بود اقدام بر آن اصلاً نمی کرد و اللہ تعالیٰ اعلم۔ فاطمہ مر وجہ کے مستحسن و مستحب
ہونے میں کچھ شک نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) اگر وہ یہ سعادت بجا نہیں لانا اور یہ برکات حاصل نہیں کرتا انکار بھی نہیں رکھتا تو بد مذہب
تو نہیں ناسعادت مند بد نصیب ضرور ہے۔ ابھی شاہ صاحب کی عبارت میں گذرا کہ خلف را لازم ست کہ
سلف خود را باین نوع برو احسان نماید اور جو بد منش بد عقل امور مستحسنہ مذکورہ کا انکار کرتا ہے انھیں ممنوع بتا
ہے وہ نئی شریعت دل سے گڑھتا ہے حدیث محکم سے طعون ملا کہ زمین و آسمان ہوتا ہے قال النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من افق بغیر علم اعنتہ ملائکۃ السموات والارض وہ جری اللہ و رسول چہ فرمای
ہے جس طرح کسی بات کو جائز اپنی طرف سے نہیں کہا جاسکتا قرآن و حدیث ہی کی رو سے کہا جائے گا یا
کسی بات کو ناجائز بھی اپنی طرف سے نہیں کہا جائے گا یا ارشاد الہی و فرمان رسالت پناہی جل جلالہ و صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کہا جائے گا۔ ہے کسی وہابی میں دم کہ وہ امور مذکورہ سے نہانت کی کوئی آیت یا حدیث
میں کرے کہ۔ "ہا تو ابرہان کمان کنتہ صدقین" قل اللہ اذن لکم علی اللہ فقد نونہ ممنوع کہنے والا
مذہب وہابی گمراہ ہے کہ آج کل وہابی کا ہی یہ شعار ہے۔ یہ تو محض انکار کا حکم ہے کہ وہ متبع غیر سبیل
المؤمنین ہے۔ اور جن کا انکار بد تہذیبی اور توہین و تمیض پر مشتمل ہے ان کا حکم اس سے زیادہ سخت
ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

(۳) مزارات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قبور عوام سے ممتاز کرنا کہ لوگ وہاں حاضر ہوں ان کے
فیوض و برکات سے مستحق ہوں اور نادانستگی کے سبب ان کی ہانت سے بچیں چادریں ڈالنے سے یہ مقصود
ہوتا ہے مسلمانوں کو فیوض و برکات اولیائے کرام سے بہرہ مند کرنا اور مزار توہین اولیاء کرام سے بچانا ضرور

کار ثواب ہے اور مستحب و مستحسن ہے کہ نصیحت و نصح خواہی مسلمان ہے صاحب مزار کو چادر کی حاجت نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ جب امتیاز قبور عوام سے ہو گا تو وہاں لوگ جاضری دیں گے اور ایصال ثواب کا خاص اہتمام کریں گے۔ یوہیں گذرتے ہوئے نہ چلے جائیں گے شافی میں ہے ادا قصد بہ التعظیم فی عیون العامة حتی لا یحقر و اصحاب القبر و لجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فهو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان بدعة فهو کقولہم بعد طواف الرءاع یرجع القہقری حتی ینخرج من المسجد اجلالا للبیث حتی قال فی منہاج السالکین انہ لیس فیہ سنة مرویة ولا اشرفی وقد فعلہ اصحابنا انتہد واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از قصبہ مگر محلہ شیر پور ضلع بستی عبدالحامد قادری اشرفی ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

(۱) میلاد شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

(۲) سامنے کھانا یا شیرینی وغیرہ رکھ کر فاتحہ کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب۔ (۱) قیام مجلس میلاد جائز و مندوب و مستحسن ہے اور اس زمانہ میں کہ اس کا انکار و ہت کاشعار ہے قیام کرنا تاگد ہے تفصیل اگر منظور ہو تو رسالہ مبارکہ "اقامۃ القیامہ" تصنیف لطیف اعلیٰ حضرت سیدنا الوالد الماجد مجدد المائۃ الحاضرہ قدس سرہ ملاحظہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) جائز ہے فتاویٰ عزیز یہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ میں ہے "فاتحہ بر شیرینی یا طعام نمودہ تقسیم در میان حاضران نمایندہ اس قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا و خلفاء راشدین نہ بود اگر کسی اس طوکند پاک نیست زیرا کہ درین قسم کلیج نیست بلکہ فائدہ احیاء و اموات را حاصل می شود" اسی میں ہے "اگر مالیرہ و شیر بمرنج بنا بر فاتحہ بزرگ بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند مضائقہ نیست جائزست و اگر فاتحہ بنام بزرگ دادہ شد پس اختیار ہم خوردن از ان جائزست" زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ مبارکہ "الوجہ الفاتحہ" تصنیف شریف اعلیٰ حضرت قدس سرہ مطالعہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زید کا قول ہے کہ شراب تھوڑی مقدار میں کہ حد سکر کو نہ پہنچے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کا پینا جائز و حلال ہے یہ صحیح ہے یا نہیں اگر نہیں تو مع حوالہ کتب جو اب عنایت ہو

الجواب۔ زید کا قول حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اقرار ہے اس پر پہلی آن

میں اپنی اس افترا سے توبہ اور رجوع لازم۔ اس نے اس جلیل الشان رکن دین امام مسلمین پر کفر کا افتراء کیا لاجرم ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ شراب پیشاب کی طرح عین نجاست ہے جسے قرآن عظیم نے رجس قرار دیا قال تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانساب والاذلار رجس من عمل الشیطن فان جتنوه لعلکم تفلحون ہ انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فهل انتم متنتہون ہ

اور رجس پلیدی محرم العین، جس کے دماغ میں عقل کا چراغ کچھ بھی روشنی دے رہا ہو وہ بھی یہ نہ کہے گا کہ کسی پلیدی کا کوئی قلیل حصہ حلال ہے کثیر حرام ہے بلکہ جو شئی عین نجاست ہو نجاست کا کوئی ذرہ یا کوئی قطرہ چڑھانے سے پاک شئی ناپاک ہو گئی جب تک وہ ناپاک رہی اس وقت تک کوئی صحیح دماغ والا انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کا کثیر حرام۔ قلیل حلال ہے شراب حرام قطعی ہے اس کی حرمت کتاب سنت اور امام امت سب سے ثابت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس کی تھوڑی مقدار کی حلت کا قول نری قہر ہے ان کے نزدیک شراب کا حکم زیادہ سخت ہے کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب مذہب پر اسے سرکہ بنا لینا جائز ہے ان کے نزدیک یہ بھی ناجائز۔ افسوس کہ اس وقت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب (کی) کوئی ایسی کتاب جس میں حکم شراب ہو مجھے نہیں مل سکی کہ میں اس سے نقول پیش کرتا۔

حضرت عارف باللہ سیدی ملا احمد جیون قدس سرہ العزیزہ تفسیرات احمدیہ میں زیر آیہ مذکور تحریر فرماتے ہیں عندنا عینہا حرام غیر معلول بالسكر ولا موقوف علیہ ومن الناس من قال ان السكر منها حرام لان بہ يحصل الفساد وهو الصد عن ذکر اللہ والصلاة وهذا کفر عندنا لانه انکار عن کتاب فان اللہ سماها حرام حیث قال رجس من عمل الشیطن والرجس ما هو محرم العین و علیہ انعقد اجماع الامۃ وبہ تواریت السنۃ فہی حرام بعینہا ثم ہو نجس نجاسة غلیظة کالبول لثبوتہا بالدلیل القطعی وبکہر مستحلبہا لانکار الدلیل القطعی ویستطقتومہا فی حق مسلم حق لا یمن متلفہا وغاصبہا ولا یجوز ان ینہا لان اللہ تعالیٰ لما نجسہا فقد اهانہا والتقوم مشعر العزۃ وان من مال اعلی الاصح ومحرم الانتفاع بہا لان الانتفاع بالنجس حرام ولان اللہ تعالیٰ امر بالاحتساب عنہا حیث قال فلحمتبوه وفي الانتفاع بہا اقتراب عنہا ویجد شاربہا وان لم ینسکر منها ولا یؤثر۔

تفسیرات احمدیہ مکتبہ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ۔ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۷ سے ایضاً آیت ۲۱۹

فیہا الطبع یعنی بعد ماصارت خمر لا ترفع حرمتها بالطبع ولکن جائز تخلیلها عندنا خلافا للشافعی
مسئلہ۔ از میرٹھ مستفتی مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس۔ ۴ شوال المکرم ۱۳۵۷ھ
 مستورات کو اپنے پیروم شد قبلہ سے پردہ کرنا چاہئے یا ان کے سامنے آنا چاہئے اگر بزرگان دین کا
 معمول بھی کچھ ارشاد ہو تو بہتر۔ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ عورت پر ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ پیراستاد محرم نہیں ہوتا محض اجنبی ہے جو بزرگان
 دین ہیں وہ پردہ کو لازم ہی جانتے ہیں۔ شرعاً اجانب سے پردہ لازم۔ ملا علی قاری کی مسلک متقطعیہ میں ہے
 فرماتے ہیں ستروالوجه عن الاجانب واجب علی المرأة جو عورتیں خود بے پردہ پھرتی ہیں ان کو ہدایت
 کننا پیر کا کام ہے اگر وہ پردہ نہ کریں خود سامنے آئیں اور ان کی طرف دوسری نگاہ قصدی نہ ڈالی جائے
 تو اس پر الزام نہیں۔ بزرگان دین عورت کی آواز کو بھی عورت بتاتے ہیں اور اس کی آواز بھی سننا جائز نہیں
 جانتے۔ سیرالاولیاء شریف میں ہے: گفت اگر امامی در نماز باشد و جاعتے در عقب او مقصدی شوند و در ایں
 جماعت عورت ہم باشند پس اگر امام را سہوا قدم دمانے کہ اقتدا کردہ باشند یکے بہ تسبیح اعلام دہد بگوید سبحان اللہ
 و اگر زن واقف شود او چگونہ امام را آگاہاند۔ سبحان اللہ بگوید زیر کہ نشاید آواز شنودن پس چہ کند پشت دست
 بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نہ زند کہ باہومی مانند۔

یعنی حضور نظام الملہ والدین سلطان المشائخ نے فرمایا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو اس جماعت میں
 عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو۔ مردوں سے کوئی امام کو سہو سے تسبیح کہہ کر مطلع کرے اور اگر عورت سہو
 پر وقوف پائے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ عورت کی آواز سننا جائز نہیں وہ کیا کرنے کے کس طرح سے اعلام سہو کرے
 وہ پشت دست کف دست پر مارے۔ تالی نہ بجائے کہ تالی لہو لعب میں بجائی جاتی ہے۔ پردہ کا حکم مک
 شرع ہے اور بزرگ کا کوئی قدم شرع سے ہٹ نہیں سکتا اس کی بزرگی باقی رہنے کے لئے ضروری ہے
 اتباع شریعت علی وجہ الکمال۔ اور پیروی سنن بروجہ کافی۔ تو بزرگوں کا معمول پوچھنا ہی زائد سوال ہے۔
 بزرگوں کا معمول اتباع شرع جب ٹھہرا اور پردہ کا حکم حکم شرع تو خود ظاہر کہ بزرگوں کا معمول پردہ ہا اور ہے
 اور رہے گا۔

بعض اولیاء کرام کے مرید جو خود بھی درجہ ولایت پر فائز تھے ایک نہایت حسین جمیل خوبصورت
 پر نظر پڑی جو بے پردہ جا رہی تھی ساتھ ہی اسی آن میں اس کا جنمی ہونا کشف ہوا آپ نے دوسری نظر

یا قصہ متأسفانہ ڈالی کہ جیسی حسین جمیل ہے اور اس کا کیا برا ٹھکانہ جب مرشدِ حق کی خدمت میں حاضر ہوئے
سلام عرض کیا روئے اقدس پھیر لیا۔ دوسری جناب حاضر ہو کر سلام عرض کیا ادھر سے ادھر دیکھ کر شریف پھیر لیا
انہیں اس سے یقین ہو گیا کہ آج کوئی گناہ میں نے کیا ہے کوئی جرم مجھ سے ہوا ہے کوئی خطا کوئی قصور مجھ
مجھ سے سرزد ہوا غور کیا تو یہی سمجھ میں آیا کہ اس نامحرم عورت کی طرف میں نے نگاہ کی تھی عرض کی حضور وہ
نگاہ تأسف تھی وہ نگاہ شہوت نہیں تھی ارشاد ہوا کہ مگر شرع نے دوسری نگاہ کی اجازت تو نہیں دی۔ اللہ
اللہ آج کل کے لوگ بے پردگی پر راضی رہتے ہیں وہ بننے کے بزرگ ہیں بزرگ صورت ہونا اور ہے
اور بزرگ ہونا اور حقیقتاً وہ بزرگ نہیں، ہرگز وہ بزرگ نہیں جو متبع شریعت نہیں کیسا ہی بظاہر بزرگ
صورت بلکہ صاحب کشف کرامت ہو الاستقامتہ فوق الکرامتہ شریعت پر استقامت ہے اور کشف و کرامت
نہیں تو ہزار کرامت سے زائد کرامت استقامت ہے اور لاکھ کرامت دکھائے شریعت سے برکراں ہے
توسب مردود والعیاذ باللہ تعالیٰ و ہوتعالیٰ اعلم!

یہ حکایت اس وقت سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کتاب میں کن کن بزرگوں کے متعلق دیکھی غالباً اسی
سیرالاولیاء شریف میں ہے اور حضور سلطان المشائخ اور ان کے مرید ہی کا واقعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!
مسئلہ۔ از رام پور مستولہ علی حسین خان صاحب معرفت مولوی عزیز احمد خاں صاحب کیل، ایشوال ملک
ایک ایسی ریاست ہے جس کا تیس اول سنی المذہب تھا اور جن انواع کی امداد سے یہ ریاست
حاصل کی گئی وہ بھی کلیتاً سنی المذہب تھیں۔ چند سنی المذہب رئیسوں کے بعد بعض رئیسوں نے شیعہ
مذہب اختیار کر لیا اور تیس سال یہی شیعہ مذہب رکھتا ہے اس ریاست میں ہمیشہ سے حنفی مذہب کا
احترام کیا جاتا تھا حنفی قوانین جاری تھے افطار صوم کے وقت صرف ایک توپ اعلان افطار کے لئے
چلائی جاتی تھی۔ جو سنی قاضی کے حکم سے سنیوں کے افطار کے وقت چلتی تھی اور کوئی کام ایسا نہ کیا جاتا تھا
جو حنفی مذہب کے احترام کے خلاف ہو۔ رئیس حال نے حنفی قانون کو ترک کر کے اس کی جگہ خود ساختہ قوانین پر عمل ہونے لگا۔

دسویں محرم کو بازار سوگ میں بند کر دیے جانے لگے۔ دلدل وغیرہ کے جلوس آبادی اور بازار میں
سے گزرنے لگے اور افطار کے لئے دو توپیں سر ہونے لگیں ایک سنی افطار کے وقت دوسری شیعہ افطار
کے وقت سنی آبادی کے وہ لوگ جو اتفاق سے سنی افطار کی توپ نہ سن سکے یا دیہات کی آبادی جو پہلی

توپ کے سننے سے عاجز رہے وہ شیعہ اوقات پر روزے افطار کرنے لگے ایسی حالت میں حنفی المذہب کو ان ہمدردیوں کے خلاف احتجاج کرنا مذہباً لازم ہے یا نہیں اور بالخصوص سنی علماء کا فرض دینی ہے یا نہیں کہ وہ ان ہمدردیوں کے خلاف آواز بلند کریں اگر اس احتجاج میں اندیشہ نقصان اٹھانے یا قید و بند ہونے کا ہوتب بھی احتجاج کرنا علماء کے لئے ضروری ہو گا یا نہیں؟ بیوا بالصدق والصواب توجروا۔

الجواب۔ امر بالمعروف وازالہ منکر بقدر قدرت واستطاعت فرض ہے حدیث میں ہے من داعی

منکم منکر افلیخیرہ بیدہ فان لم یستطع فلیسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان امر بالمعروف

وازالہ منکر میں اگر ضرر لاحق ہو تو ایسے وقت اگرچہ ترک موجب اثم نہ ہو گا مگر امر بالمعروف کرنا منکر کا مٹانا

بہت عظیم کارِ ثواب ہو گا۔ یہاں تک کہ اس میں اگر کسی کی جان جائے تو افضل شہداء ٹھہرے۔ پھر پر امن

رہتے ہوئے محض احتجاج پر لائق ضرر کا کسی ایسے شخص سے جو کتنا ہی ظالم ہو مگر اگر اس کی بے حیائی اس

حد تک نہ پہنچی ہو کہ وہ ظالم کہے جانے اور بدنام ہونے کی پروا نہ کرے ہرگز کوئی اندیشہ بھی نہیں ہو سکتا

علمائے کرام وغیرہم سائر انام خواص اور عوام سب پر ہر ایک فرد پر۔ اپنے حسب قدرت واستطاعت تحریر

وتقریر ہر تدبیر سے ان مظالم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا شرعاً عقلاً ہر طرح لازم۔ اور ظلم پر مظلوموں

کی آہ بلند ہونا ایک فطری بات ہے جو ہرگز کسی ذی انصاف کے قانون کی زد میں نہیں آسکتی اور جو اس

پر بھی دفعہ ۴۴ نافذ کرے وہ ہرگز کسی عاقل کے نزدیک ذی انصاف ہستی نہیں ٹھہر سکتی۔ وہ جفا کا رتم

شعرا ایسا ہو گا کہ ظالم مارے اور رونے نہ دے (اہل سنت کی ریاست پر انصاف کا قبضہ ہی خود بڑا ظلم اور

تمام مظالم کی جڑ ہے۔ پھر ظلم بالائے ظلم یہ کہ اہل سنت کے مذہب مہذب کے خلاف احکام جاری کرنا۔

سوگ حرام ہے بحیر سوگ کرنا۔ ان کے مذہب کے احکام کو مٹانا۔ قوانین شریعت کی سر اٹھا کر ان کی

جگہ خود ساختہ غیر شرعی قوانین جاری کرنا یہ تو نہ صرف اہل سنت بلکہ ہر اس شخص کے نزدیک بھی اشد ظلم

ہے جو اسلام کا نام لیوا ہو ہر سنی مسلم کا فرض اہم ہے کہ وہ ان مظالم حکام ووافض پر ہرزور صدائے احتجاج

بلند کرے اور ان کی اصل کی بیخ کنی چاہے پوزی یک جہتی کے ساتھ یک دل یک زباں ہو کر احتجاج

کویں اور جب تک دم میں دم ہے برابر احتجاج کرتے رہیں رئیس اگر توجہ نہ کرے گورنمنٹ کے کانوں

تک اپنی چیخ بکار پہنچائیں وہ گورنمنٹ جو اپنے خود ساختہ قانون کا احترام اور اس کا لحاظ پاس اتنا ضروری

جاتی ہے کہ ایڈورڈ، ہمشتم کو اس کی خلاف ورزی کے ارادہ پر تخت سے اتار دیتی اور ملک بدر ہونے پر مجبور

کردی ہے کیا وجہ وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ اہل سنت کے احتجاج پر کہ روافض کی سنیوں پر کلانی ہی دین و مذہب کے خلاف ہے ان کے یہ مظالم نہ ہوتے تو ایک ہی وجہ واجب العزل کرنے کے لئے بہت کافی وجہ تھی روافض کو برسر حکومت و اقتدار رہنے دے اور سنیوں کے دینی ایمانی مطالبہ کو ٹھکرا دے اگر گورنمنٹ سنیوں کے اس مذہبی مطالبہ کی پرواہ نہ کرے اور ان کی صدائے احتجاج پر کان نہ دھرے تو ہر ذی انصاف کی نظر میں اس کے اذکار انصاف کی جو قدر ہوگی وہ محتاج بیان نہیں خصوصاً ان مظالم واضحہ فاضحہ پر بھی اگر کچھ شنوائی نہ ہو اور ستم زدوں مظلوموں کی چیخ پکار نہ سنی جائے۔ معمولی اوقاف کا متولی جب ریاست کے خلاف کرتا ہے شرعاً عقلاً ہر طرح ذمی ہوش اور عقل سلیم سے ذرا سا واسطہ رکھنے والے کے نزدیک بھی واجب العزل ہو جاتا ہے نہ کہ ایسے ظالم جاہل حکام۔

ریاست و بادشاہت حکومت و امارت سے کوئی شخص کسی ذمی انصاف کے نزدیک مالک نہیں ہو جاتا کہ جو چاہے جیسا چاہے تصرف کرے۔ انگریزوں نے اپنے خود ساختہ قوانین پر جسے بادشاہ امیر نہیں حاکم ناما اس کے لئے لازم ہے کہ وہ ان قوانین کا احترام کرے اور جو حدود مقرر ہیں ان کے دائرہ سے قدم باہر نہ ڈالے اگر تجاوز کرے گا اس حد بندی کو توڑے گا نہیں نہیں توڑنا چاہے گا۔ تو باج و تخت سے محروم کر دیا جائے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی ریاست میں جہاں ان کے شرعی حدود و قوانین جاری تھے جسے حدود شرعیہ کے اندر حاکم مانا وہ حدود شرعیہ کو توڑے اور خود سے تجاوز کرے پھر بھی اسے تو اس کے بنائے ہوئے ایسے حکام کو جو سراسر ستم پر ستم ظلم پر ظلم کے رز میں مسلمانوں کے سر پر طائے بے درماں کی طرح مسلط رکھا ہی جائے مسلمانوں کی چیخ پکار کچھ نہ سنی جائے۔ مسلمانوں کے کاندھوں پر ان کے دین و مذہب کے خلاف زبردستی ایسے ظالموں کی حکومت کا جوار رکھا ہی جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ان محکوموں کے دین و مذہب کی علی الاعلان بیخ کنی اور ان کے نزدیک جو مذہب باطل ہو اس کی پیروی کے لئے انھیں مجبور کرتے ہوں۔

اہل سنت کے دینی و مذہبی احکام ان عبارات سے ظاہر ہیں اور پر حدیث گدزی من راہی منکم منکر افلیحیدہ ہیدہ الحدیث اس کی شرح تیسیر شرح جامع صغیر میں حضرت میدی عبد الرؤف مناوی نے فرمایا
 و غیر انہا مساوی نے یوں فرمایا من راہی من امی ای علمونکم مشعر المسلمین الکلفین القادین منکر ای
 شیخا قصدا لشرع فعلا او قولاً فلیحیدہ ہیدہ و حیدہا شرعاً او عقلاً فان لم یستطع الا انکا ہیدہ بان

ظن لحوق ضرارہ بلسانہ امی بالقول کاستغاثۃ أو توبیح أو اغلاظ بشرطہ فان لم یستطع ذلك بلسانہ لوجود مانع کخوف فتنة أو خوف علی نفس أو عضو أو مال فبقلمہ ینکرہ وجوبہ بان ینکرہ بہ ویعزم انہ لو قدر فعل ذلك امی الانکار بالقلب اضعف الايمان امی نصلہ فالمراد به الاسلام واثارہ وثمراتہ تیسیر ج ۱ ص ۳۱۸ مطبوعہ مصر رواہ الامام احمد بن حنبل ومسلم والبوداؤد والترمذی وابن ماجہ والنسائی عن سیدنا ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور ابوداؤد ابن ماجہ وترمذی و امام نسائی نے حضرت سیدی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

فتاویٰ خلاصہ میں فتاویٰ صفیری سے ہے الامر بالمعروف والنہی فان کان یلحقہ الضرر غالباً او یعلم بلینا ولی الفتاویٰ للقاضی الامام اذا مر امی الرجل منکر من قوم وهو یعلم انہ لونهاہم عنہ قبلوا منہ فانہ لا یسعه ان ینکث ویتربک وان کان یعلم انہ لونهاہم لا یمتنعون وسعدہ ان یتربک والنہی افضل وان علما نہم یضربونہ او یشتمونہ لونهاہم وسعدہ ان یتربک رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۲ باب الجہاد میں ہے ذکر فی شرح السیرانہ لابأس ان یحمل الرجل وحده وان ظن انہ یقتل اذا کان یصنع شیئاً یقتل او یجرح او ینہزم فقد فعل ذلك جماعة من الصحابة بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم احد ومدحہم علی ذلك فاما اذا علم انہ لا ینتی فیہم فانہ لا یحمل لہ ان یحمل علیہم لانہ لا یحصل بحملتہ شیئاً من اعزاز الدین بخلاف نہی فسقة المسلمین عن منکر اذا علم انہم لا یمتنعون بل یقتلونہ فانہ لابأس بالاقدام وان رخص لہ السکوت الخ حدیث تفسیر شرح طریقہ محمد بن ج ۲ ص ۱۹۵ میں ہے حمل الناس علی الطاعة واجتناب المعصية فهو الحسبة امی میں ج ۲ ص ۱۹۶ پر ہے الجہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ لا یجوز للمسلم عند تیقن القتل من اهل الحرب والبغی وعند عدم النکایة للکفرۃ المحاربین وتبوء الحسبة من الانسان عند تیقن القتل لہ ممن یحسب علیہ وعدم النکایة فیہ ولا یرفع جوارحہا بسبب ذلك ولا یخفی ان الصبر علی القتل فی هذه الحالة لیس بمعصية فلا ینع جواز الحسبه وتبقى مشروعة معہ وكذلك عدم النکایة والتأثیر لا ینع الجوارح ویكون ذلك المحسب اذا قتلہ من احسب علیہ من افضل شہداء عند اللہ تعالیٰ ام مختصراً۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ غیر حکام کے لئے یہ احکام ہیں حکام کے لئے نہیں۔ اسی حدیث تفسیر میں ج ۲ ص ۱۹۵ حاکم جابر ظالم جائز پر احتساب کرنے والے اور اس پر مظلوم محتسب مقتول کی نسبت حدیث نقل فرماتے

سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب ورجل قام الی امام جائز فاسرہ ونہاہ فقتلہ رواہ الحاکم باسنادہ عن
 جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حدیقہ تدریج میں یہ مع شرح یوں ہے عن جابر عن
 ذہبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال سید الشہداء ای افضلہم عند اللہ سبحانہ وتعالیٰ عمر النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورجل من المسلمین والمراد
 انسان لتدخل المرأة والحمل قام الی امام ای حاکم جائز ای ظالم متعدی فاسرہ بالعدل والانصاف
 ونہاہ عن الجور والظلم فقتلہ ای قتل الامام الجائز ذلک الرجل الذی امرہ ونہاہ فانہ یکون من
 افضل الشہداء ام حیرت ہذا فی سبیل اللہ تعالیٰ نیز اسٹی میں دوسری حدیث نقل فرمائی ۱۹۶ ج ۲
 قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الجہاد کلمۃ عدل عند سلطان جائز وعند امیر جائز
 رواہ ابوداؤد باسنادہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مع شرح اس طرح ہے افضل الجہاد
 فی سبیل اللہ تعالیٰ کلمۃ عدل ای حق وانصاف قالہا رجل مسلم یرید بہا وجہ اللہ تعالیٰ عند سلطان
 ای مملکت لہ سلطنتہ علی الناس جائز ای ظالم اور عند امیر ای حاکم جائز ای ظالم۔

نیز اسی میں اسی ج ۲ ص ۱۹۶ پر یہ حدیث نقل فرمائی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 لا تزال کلمۃ لا الہ الا اللہ تنفع من قالہا وتردد عنہم العذاب والنقمة ما لم یستخفوا بحقیقہا قالوا یا
 رسول اللہ فما الاستخفاف بحقیقہا قال نظر العبد معاصی اللہ فلا ینکر ولا یغیر، واہ الاصبہانی باسنادہ
 عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مشکوٰۃ شریف باب الامر بالمعروف فی یہ حدیث ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا انہ تصیب امتی فی آخر الزمان من سلطانہم شدائد لا یخیمونہ الا رجل عرف
 دین اللہ فجاہد علیہ ہلسانہ ویدۃ وقلبہ فذلک الذی سبقت لہ السوائق ورجل عرف دین
 اللہ فصدق بہ ورجل عرف دین اللہ فسکت علیہ فان راہی من یعمل الخیر احبہ علیہ وان راہی
 من یعمل بہا ظل البغض علیہ فذلک ینجو علی ابطنہ کلمہ۔

اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۱۷۷ مطبوعہ معطفانی میں حضرت شیخ متقی مدنی دہلوی قدس سرہ اس حدیث
 کی شرح یوں فرماتے ہیں بدرستی کہ شان اس است کہ می رسد مت مراد آخر زمان انرا باب سلطنت وپادشاہ
 محض او پادشاہتے سخت در دین از شاہدہ منکرات واستماع باطل کہ نجات می یابد انان بلائے یا از سلطان کلایں
 بلا از روی می رسد مگر مردے کہ شناخت دین خدا را بکمال وتمام واستقامت گزیدہ بر آن پس کارزار کردہ دین

یابیر آن بلاد بزبان و بدست و بدل خود پس آل مردے ست کہ پیش رسیده است اور سابقہ از سعادت در دنیا و در آخرت و بشارت بخیر او مشہوت و توفیق طاعت و عبادت و قول حق سبحانہ ان الذین سبقت لہمنا الحسنی اشارت بآنست و سابقہ ہر نصلے فاضلہ را گویند۔ فلماں را سابقہ است درین امر یعنی سبقت کردہ و پیشی گرفتہ است بر مردم دریں کار۔ و مردے دیگر کہ وے بشاخصت دین خدا را اما ایک درجہ کمتر از اول پس تصدیق کرد بدین و راست دانست آل را یعنی جہاد کرد بزبان و دل نہ بدست بقرینہ مقابلت چون تصدیق کار دست و زبان ترمانست تبہ ازیں دو تصدیق کرد۔ و مردے دیگر کہ بشاخصت دین خدا را فی الجملہ پس تا اس گزیدہ بر آن و جہاد نہ کرد مگر بدل پس ازان بیان حال و صفت ایں مرد کرد و فرمود پس اگر می بیند ایں مرد کے را کہ کار ہائے نیک می کند و دست می دارد اور اینہما را و اگر می بیند کے را کہ عمل بغیر حق می کند دشمن می دارد اور اینہما را پس آن مرد نجات می یابد بنا بر پوشیدہ داشتن وے محبت خیر و بغض باطل باہمہ پس ایں ہر مہ قسم از مردان عارف و شہا سادیں اند در مرتبہ متفاوت اول سابق و ثانی مقصد و ثالث ظالم۔ چنان کہ در آیت کریمہ فمّن ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات۔ آمدہ است ثالث را بہجت زیادت تفصیر ظالم خواند و ثانی را میمانہ رو و اول را سابق و ہر سہ از بر گزیدہ ہائے در گاہ اند چنان کہ در اول آیت فرمود

شعرا و شنا الکلب الذین اصطفینا من عبادنا الایہ۔

شرح فقہ اکبر میں ہے کہ فسق و ظلم کے سبب مستحق عزل ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ فاسق اہل ولایت سے ہے یا نہیں امام محمد سے اس میں دو روایتیں ہیں اور امام شافعی سے بھی امام اعظم کے نزدیک وہ خلیفہ ہو سکتا ہے مگر وہ قاضی امیر اور خلیفہ اتفاقاً سب کے نزدیک مستحق عزل ہے علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر مطبوعہ مطبع حنفی ص ۱۷۹ میں فرماتے ہیں عن الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ان الامام ینعزل بالفسق والجور وکذا اکل قاضی وامیر و منشاء الخلاف ان الفاسق لیس من اهل الولاية عند الشافعی لانه لا ینظر لنفسه فکیف ینظر لغيره وعن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ هو اهل الولاية حتی یصح الالب الفاسق تزویج ابنتہ الصغیرۃ والمسطور فی کتب الشافعیۃ ان القاضی ینعزل بالفسق بخلاف الامر والفرق فی العزالہ ووجوب نصب غیرہ اشارۃ الفتنة لمانہ من الشوکه بخلاف القاضی وقیل عدم انعزال الامام هو المختار من مذہب ابی حنیفہ والشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ روایتاً

لکن یصح العزل اتفاقاً۔

ور مختار میں ہے۔ ان بلع الناس الامام ولم ينفذ حكمه فيهما لعجزه عن قهرهم ولا يصير اماما
 فاذا صار اماما فجار لا يعزل ان كان له قهر وغلبة لعمومها بالقهر فلا يفيد، والاي يعزل به لانه مفيد لا لانه
 من ہے قوله والاي يعزل به اي ان لم يكن له قهر ومنعة يعزل به اي بالجور، قال في شرح المقاصد
 يصل عقدا الامامة بما يزول به مقصود الامامة كالرحمة والمجنون المطبق وصيرورته اسير الايرى خلاصه
 وكذا المرض الذي ينسبه المعلوم وبالعمى والصم والحرس وكذا انخلعه نفسه لعجزه عن القيام بمصالح
 المسلمين وان لم يكن ظاهرا بل استشعر من نفسه (الى قوله) وكذا في انغزاله بالفسق والاكثرون على
 انه لا يعزل وهو المختار من مذاهب الشافعي والى حنيفة رحمهما الله تعالى ومن محمد بن وايتان و
 يستحق العزل بالاتفاق ام وقال في المسيرة واذا قلد عدلا شرعيا وفسق لا يعزل ولكن يستحق العزل
 ان لم يستلزم فتنه ام وفي المعاقف وشرحه ان للامامة خلق الامام وعزله بسبب يوجب مثل ان يوجد
 منها يوجب اختلال احوال المسلمين وانتكاس امور الدين كما كان لهم نصبه واقامته لا يتظلمها
 واعلامها وان ادخلها الى فتنة احتمل ادنى المضرتين۔

جب ظلم و جور فسق و فجور سے خلیفہ امام اہم بھی مستحق عزل ہو جائے تو یہ حکام جو کہ ظالم جائز فاسق فاجر
 ہی ہیں ان کا عزل تو یقیناً واجب لازم (تو متقلب وہ بھی نہ صرف ظالم فاسق فاجر بلکہ مرتد کافر کیوں کر واجب
 العزل نہ ہوگا) اس کے معزول کرانے کی کوشش اور پیہم سعی جتنی جو کہ لکے اس کے ذمہ کیوں ضروری نہ ہوگی
 خلیفہ بھی بوجہ فسق خود وہ منفرزل نہ کہا جائے گا جو قہر و غلبہ رکھتا ہو اس کے مقابلہ کی لوگوں میں طاقت و قوت
 نہ ہو اور اگر ایسا خلیفہ مرکب ظلم و جور و فسق و فجور ہو اور جو لوگوں پر کافی قہر و غلبہ نہ رکھتا ہو لوگوں میں طاقت
 و قوت نہ ہو کہ وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے تو خود ہی منفرزل ہو جائے گا مجمع الانہرج ۶۳۲ باب البغاة میں ہے
 اذا صار اماما فجار لا يعزل ان كان له قهر و غلبة والاي يعزل اور مجمع الانہرج ۶۳۲ باب البغاة میں ہے۔
 اذا خرج قوم مسلمون عن طاعة الامام اى الخليفة العدل لاعتن اسر ظلمهم فلونخرجوا عليه لظلم
 ظلمهم فليسوا ببغاة كما في اكثر الكتب (الى قوله) وفي القهستاني وفيه من انى انه يشترط ان يكون الامام وللقوم
 مسلمين والى ان الامام لا يطلع في معصية بالنفس والاجتماع مختصرا رد المحتار ج ۳ ص ۲۷۹ میں ہے تب
 طاعة الامام عاد لا كان جائزا والمصانف الشرع۔

جب خلیفہ امام اہم کے بارے میں یہ حکام ہیں تو ایسے حکام وہ بھی متقلب وہ بھی رافضی ظالم جائز کا

کیا پوچھنا اس کے متعلق محکم ظاہر۔ پھر یہاں جب کہ ان پر خروج کی قوت و استطاعت مفقود ہے تو خروج کی ایسی حالت میں اجازت ہی نہیں نہ کوئی کر سکتا ہے نہ کرے گا یا رب اگر طاقت ہوتی اور ان پر خروج کیا جاتا ہے بھی تو اس سے لوگ باغی نہ ٹھہرتے تو محض احتجاج کو جو بغاوت ٹھہراتے اس سے بڑھ کر ظالم طاعی کون ہوگا۔ اے ملکی وغیر ملکی کی بحث اٹھانے والو! اور اس پر قید و بند کی کڑیاں پھیلنے والو! اور طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرنے والو! ذلتوں خوار یوں رسوائیوں میں پڑنے والو! بلکہ اپنے سینوں پر اس کے لئے گولیاں کھانے والو! آج تمہیں کیا ہوا کہ تم ایسے کھلے مظالم کس پر جو تمہاری جانوں ہی پر نہیں مذہب پر بھی ان پر تم فتنی پوچھنے بیٹھے ہو کہ ایسے مظالم جو کرے تو صدائے احتجاج بلند کرنا لازم ہے یا نہیں۔ غیرت۔ غیرت غیرت ضرور ضرور پر زور صدائے احتجاج بلند کرو ایسی کہ نہ صرف ہندوستان کی حکومت ہی کے ایوانوں میں گونجے بلکہ ایسی کہ سات سمندر پار لندن میں زلزلہ افگن ہو و قصور گم گولرزاں اور دار الحکومت کو ہلا دے۔

قید و بند کی پروانہ کرو ظالموں کو ظلم کرنے دو تم صبر کر یعنی تمہارا ہاتھ نہ اٹھے۔ ہاں ظلم پر چیخے جاؤ ہر تم پر چلائے جاؤ ظالم جائز حاکم جابر۔ تم گار جفا کا بھی اگر نہ کہہ سکو تو اپنی مظلومی کی داستانیں تو سنائے جاؤ گوئرمنٹ کے کان تک اپنے گریہ و فغاں کی آواز پہنچاؤ۔ میں تمہیں جو تم نہیں کر سکتے اس کا حکم نہیں دیتا نہ ایسا امر کر سکتا ہوں (جب کہ تم میں خروج کی طاقت و قوت جہاد کی استطاعت نہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم ایسا کرو ایسے وقت تمہیں ایسا نہ چاہئے) مگر فقط اپنی داستان مظلومی سنانے کی طاقت و استطاعت تو رکھتے ہو۔ جو کر سکتے ہو وہ کرو بات ایسی کی جائے جس کی زد تمہارے مذہب پر پڑتی ہو حتی الامکان اس کی زد سے مذہب کو بچاؤ اپنے مقدور بھرنو اپنے سر لو مگر مذہب کو محفوظ رکھنا چاہو واللہ العالی اعلم رافضیوں کے شہر میں جہاں سنی کی حکومت ہو اگر سنی ان کے ساتھ ایسا ہی پیش آتے اور ان کے مذہب کی ایسی ہی بیخ کنی کرتے تو کیا رافضی کا مذہب ایسے سنی حکام کے متعلق ایسے احکام نہ دیتا جو ہم نے تحریر کئے اگر دیتا تو معلوم ہوا کہ رافضی مذہب پر بھی ایسے ظالم جائز حاکم جابر کا حکم ہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

مملکت ہند موضع دھناری ڈاک خانہ چھرا نسل علی گڑھ مسلہ عبد المجید خیاط و جناب حافظ رفعت علی صاحب و مسلمان موضع ۲۵ شوال ۱۳۵۶ھ۔

استقار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
عالم جلیل فاضل ذیل حضرت مولانا المکرم والمعظم دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یصداوب و احترام خدمت والا میں التماس ہے کہ حسب ذیل امور کو ملحوظ فرماتے ہوئے کہ
 (ا) کانگریس کو جوہرائے نام اقوام ہند کی مجموعی اور حقیقت میں اہل ہند کی خالص جماعت ہے گورنمنٹ
 برطانیہ نے عارضی یا مستقل طور پر کچھ اختیارات تفویض کر دیے ہیں جن سے ناچائز فائدہ اٹھا کر وہ (اہل ہنود)
 اسی قوم کو فروغ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو ترک دینا چاہتے ہیں؟
 (ب) کانگریس کے مقابلہ میں اہل اسلام کی جس قدر جماعتیں کام کر رہی ہیں ان میں مسلم لیگ اظہاراً مقبلاً
 اس حقیقت کے کہ یہ مسلمانوں کو ہنود سے علیحدہ رکھنا چاہتی ہے اور ان کو جداگانہ طور پر ترقی دینے کی مدنی ہے
 اور شایاں اس لحاظ سے کہ اس کا دائرہ نیگ وسیع ہے لیگ زیادہ کامیاب اور سرسبز اور وہ ہے جس کی اہمیت
 کا اندازہ مزید طور پر ان حقائق سے بھی ہوتا ہے کہ کانگریس ہر مسلم جماعت کو نظر انداز کرتے ہوئے مسلم لیگ اور
 صرف مسلم لیگ کے اشتراک عمل اور تعاون کا مطالبہ اور خواہش کر رہی ہے؟
 (س) ہم لوگ اول تو خود مشرکین کی اس روزِ نافرینوں ترقی اور بے گامہ آرائی کو بری نظر سے دیکھتے ہیں
 دوسرے ہم جس حلقہ میں آباد ہیں وہ مسلم رسوا کا زیر آئین ہے حضرات رسوا بھی ان کی حرکتوں سے نافر و بیزار
 ہیں ان کی جانب سے ہمیں پورے طور پر اجازت ہے کہ اگر ہم چاہیں تو مسلم لیگ کی مقامی شاخ سے علاقہ
 قائم کر سکتے ہیں؟

(د) بعض حضرات قطعاً غیر جانبدار رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کانگریس اور مسلم لیگ
 دونوں جماعتیں ایک ہی مقصد کے لئے کرائی ہیں اور عقرب متحد و متفق ہو جائیں گی عند الشریفت یہ دونوں
 مذکور ہیں اور دونوں کا حکم ایک ہے؟

(ی) جب ان حضرات سے جو غیر جانبداری کے علم بردار ہیں دریافت کیا جاتا ہے کہ ہماری خاموشی
 اور بیخالی کی جو صلہ افزائی کا باعث ہوگی تو جواب دیتے ہیں کہ جدوجہد تم کیا کرو لیکن نہ مسلم لیگ کی معیت
 اور قیادت میں بلکہ کسی شرعی نظام کے ماتحت اور جب کہا جاتا ہے کہ وہ شرعی نظام کیا ہو سکتا ہے تو مشورہ
 دیتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے امام حضور انور قبلہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت حکیم الامت
 رحمۃ الاسلام عبدالمصطفیٰ شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ کے آستانہ عالیہ سے استفتاء کرو انشاء اللہ تعالیٰ
 ہر استفتاء کا مکمل جواب اور ہر مشکل کا حل ہو جائے گا۔ لہذا فتویٰ صادر فرما کر عند اللہ باجور ہوں کہ شرعی
 حیثیت سے مسلم لیگ میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو مدلل طور پر بیان فرمایا جاوے کہ کیوں

نیز جو لوگ غیر جانبدار ہیں ان کے لئے اسلامی حیثیت سے کس انجمن یا جماعت کی رکنیت موزوں ہو سکتی ہے مولیٰ تعالیٰ جیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں ہمیں ہلاکت سے بچانے اور اسلام کے حافظ و نام ہونے کے لئے اہل سنت اور بالخصوص امام اہل سنت، حجتہ الاسلام مفتی عالم فقیہ اعظم ناظم دارالافتاء آستانہ عالیہ رضویہ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے آمین ثم آمین فقط والسلام۔

الجواب۔ مسلم لیگ جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ اب چند روز سے کانگریس سے جدا ہوئی ہے جب کہ کانگریس اپنے نشہ کایمانی سے مخمور تھی اور اس نے نہایت بری طرح ان بعض افراد کے جنہوں نے مسلم لیگ نام رکھ لیا ہے بعض مطالبات کو ٹھکرا دیا اور ان کی ایک نہ سنی ذرا بھی التفات نہیں کیا۔ اور گمان غائب ہے کہ جب کانگریس کا نشہ ہرن ہوگا اور وہ مسلم لیگ کے ان مطالبات کو مان لے گی تو مسلم لیگ پھر کانگریس میں منقسم و مدغم ہو جائے گی آج یہ افراد جنہوں نے مسلم لیگ ایک گویا مردہ جماعت کا نام جو بھول بستر چکا تھا رکھ لیا ہے ان کبھی کہہ رہے ہیں۔ خیر اب بعد خرابی بسیار اب اگر آنکھیں کھلی ہیں مبارک ہو اور خدا کرے کھلی رہیں مگر جب کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو غیر سنی ہی نہیں ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو نام اسلام ہی رکھتے ہیں تو اس کی رکنیت و شرکت کی تو شرعاً اجازت نہیں ہو سکتی لقولہ تعالیٰ واما ینسبک الشیطن فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین ہ وقولہ عزوجل ولا تکرہوا الی الذین ظلموا فتمسکوا بالناس۔ وقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجالسوہم ہاں اس کی اس بارے میں مخالفت بھی نہ کی جائے کہ کانگریس کی شرکت حرام ہے کانگریس سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے کانگریس اسلام و مسلمین کی دشمن ہے کانگریس سے کبھی مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

مسلم لیگ یہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہی ہے جو اہل سنت علماء کے ارشاد ہیں خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آج مسلم لیگ ہماری ہمنوا ہوئی ہے بعد مدت اسے اتنی ہدایت ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ وہ اس ہدایت پر قائم رہے اور پوری ہدایت نصیب ہو یعنی خالص اہل سنت کی جماعت ہو جائے۔ آمین۔ مسلم لیگ کا سنی نمائندہ مسلمانوں کی ہمدردی کا مستحق ہے بمقابلہ کانگریسی شخص کے مسلم لیگ کے سنی نمائندہ کی معاوضت کی جائے۔ اس کی بھی مخالفت اس لئے کہ وہ مسلم لیگ کا نمائندہ ہے نہ کی جائے۔ ہاں مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ خالص اہل سنت کی اس جمعیت کے رکن بنیں اور اسے ہر طرح قوت پہنچائیں اس کی ہر ممکن امانت کریں جس کے مقاصد

میں تمام مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت و صیانت کا انتظام کرنا اور فوائد مسلمین کے متعلق صحیح مشرح حالاً ہر قسم سے گورنمنٹ و ممبران اسمبلی کو آگاہ کرنا اور قانون نافذ الوقت موجودہ و آئندہ میں تعرض فوائد مسلمین ترمیم و ترمیم کی کوشش کرنا ہے خدا مسلمانوں کو کامیاب کرے اور دشمنوں کے مکائد سے بچا
آمین واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زمانہ ماضی میں سلاطین رذیل قوموں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں دیتے تھے وہ کون سی رذیل قومیں تھیں اور کیا پیشہ کرتے تھے اور وہ کون سے سلاطین تھے اور اگر سلاطینوں نے ایسا لکھا ہے تو کیا از روئے قانون شریعت یا اپنے خود بادشاہی قانون سے تحریر کیا ہے اور گزارش یہ ہے کہ آپ نے ہمیں سمجھایا لیکن کچھ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اس وجہ سے تفصیل سے لکھ کر سمجھا دیجئے تاکہ سب کی سمجھ میں آجائے؟

الجواب۔ ضرورت سے زیادہ علم وہ جو فرض میں نہ ہو جتنا علم فرض میں ہے اس سے ہرگز کسی مسلمان کو روکنا جائز نہیں نہ کسی نے اس سے روکا۔ بعض سلاطین اسلام سے مراد مثلاً حضرت سلطان عالمگیر ہیں جو متشرع اور عالم سلطان تھے انھوں نے خود اپنی رائے سے ایسا نہ کیا بلکہ غیر اہل سے ایسے علم کو روکنا جس کا وہ اہل نہ ہو حکم شرع ہی ہے نیز ہر شخص سے اس کی استعداد اور اس کی عقل میں جتنا آسکے اتنی اور ایسی بات کرنے کا حکم ہے حکمو الناس علی قدر عقولہم وغیرہ ارشادات سے یام روشن ہے پھر ہر شخص اگر ضرورت سے لازم علم سیکھنے میں مشغول ہو تو دنیا کے نظام کار میں بھی ہو ضرورت کا علم خود نہیں آج کل بہت سے علماء کہلانے والے ضروری باتوں کا علم نہیں رکھتے ان احادیث میں۔

(۱) الناس معادن (۲) معادن الذهب والفضة والعرق ساس فادب السوء كعرق السوء۔

(۳) تخيروا النطق فانكسروا الاكفاء وانكسروا اليهم (وفی لفظ) فان النساء يلون اشياء اخوانهن

واخوانهن۔

(۴) تزوجوا فی الخبز الصالح فان العرق ساس۔

(۵) العرب للعرب الكفاء والمولى الكفاء للمولى الاحاثك او هم۔

(۶) خياهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام۔

(۷) ان فلانا اهدى الى ناقة فعرضت منہا ست بكرات فقل سلخا القدامت ان لا اقبل

هدية الامن قریشی اور انصاری اور ثقفی اور دوسی۔

(۷) وغفار ومزنیة وجهنیة خیر من بنی دمن بنی عامر ومن الحلیفین بنی اسد وغطفان۔

(۸) ایاکم وخصماء الدمن المرأة الحسنة فی المنبت السوء۔

(۹) لا تمنع خروج ذوات الاحساب الامن الاکفاء

(۱۰) تحیبوا الی الاشراف وتودوا وانفقوا علی اعراضکم من السفلة۔

(۱۱) اول من اشفع له یوم القیامة من امتی اهل بیتی شعرا لا قرب فالاقرب من قریش شعرا لا انصاس

شعر من آمن لی واتبعنی من الیمن شعر من سائر العرب شعر الاعمیج ومن اشفع له اولاً افضل۔

(۱۲) یوتی المحاسین والصیرافة والحاکمة۔ اور لا تجعله جائزاً ولا ضائعاً ولا حجاماً۔

ان احادیث اور ان کے علاوہ اور تابعہ الامم ذلک کی تفسیر دیکھنے سے شرافت و رزالت اور آپس میں تفاضل اور یہ کہ کون شریف اور کون نہیں سب کچھ روشن نیز یہ کہ صحبت کے اثر سے جب آدمی متاثر ہوتا ہے اور جس ماحول میں بیٹھتا ہے اس سے اثر لیتا ہے تو اسی سے واضح کہ بہت اخلاق رکھنے والے جن کی نسلیں اسی میں گذری ہوں اس اثر کا کیا پوچھنا۔ کاروباری مشغول لوگ ضروری علوم کی طرف بھی پوری توجہ کی فرصت نہیں رکھتے تو ظاہر ہے کہ ان کے افکار مشغولہ اور ان کے اذہان غیر صافیہ میں ضرورت سے زائد علم کی استعداد کہاں الا ماشاء اللہ جس میں اخلاق فاضلہ ہوں وہ شریف اور جس میں اخلاق ذمیہ ہوں وہ ذلیل اور بہت سی باتیں اور اذکار سوالات سے مانعت شرعی ہے قال تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء

ان تبدلکم تسوکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از محلہ گھیر جعفر خاں مستولہ مولوی غلام محمد حسین صاحب ۷۰ جمادی الثانی

ایک اشتہار دہلی سے آیا ہے اس میں تحریر ہے کہ سورۃ انا انزلنا کھانے کی چیز پر دم کر لے ہیضہ سے محفوظ رہے گا۔ زید کہتا ہے کہ یہ بیان تے ہیں لیکن کسر رہ جاتی ہے۔ جیسے حضرت ہا افریدہ شکر کج رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ اخلاص پڑھ کر مٹی پر دم کیا سونا ہو گیا زید کو دے دیا پھر زید نے وہی سورۃ اخلاص مٹی پر پڑھ کر دم کیا وہ مٹی رہی اسی طرح اس سورت کے پڑھنے سے کوئی اثر نہیں رہ سکتا۔ اس کے بیان سے بھی منشا پایا جاتا ہے اس مثال کے بیان کرنے سے اور لوگوں کو اس عمل سے روک دیا زید پر کیا شرعی جرم عائد ہو سکتا ہے؟ بنو اتوجروا۔ نقل اشتہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں امراض ظاہرہ و باطنہ دونوں کا علاج رکھا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ آج کل ہیضہ کی بھاری بکثرت چل رہی اس واسطے ابدال علی الخیر کفصلہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے مرض کرتا ہوں کہ جب تک اس مرض کا چرچا ہو اس وقت تک کے لئے پابندی کے ساتھ تین مرتبہ سورۃ النازلہ آخر تک پڑھ کر ہر کھانے پینے کی چیز پر دم کر لیں۔ خدا نخواستہ یہ صورت پیش آئے اسی وقت تین مرتبہ سورۃ النازلہ پڑھ کر دم کر کے بلا دیں انشاء اللہ العزیز شفا ہوگی۔

نوٹ۔ استغفار کلمہ سوئم کی کثرت کی جاتے گناہوں سے پرہیز کرو۔ نماز کی تبلیغ کرو زیادتی کے ساتھ۔

الجواب۔ اس شخص نے جو کہا برا کہا۔ اور بہت سی ہودہ حرکت کی کہ نیک عمل سے رزاک دیا ہے قرآن عظیم ظاہر و باطن ہر مرض کی دوا ہے شفا ہے قال اللہ تعالیٰ «وَنَزَّلَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ» وقال اللہ تعالیٰ «قُلْ هُوَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا هُدٰی وشفاء» مومنوں کے لئے شفا ہے اور ظالموں کے لئے خود فرمائا ہے ولا یزید الظالمین الا خسار اہ قرآن عظیم سے طلب شفا عہد کریم حضور علیہ الصلاۃ والتسلیم سے آج تک تمام مسلمانوں میں جاری و ساری ہے اس کا کوئی مسلمان کیوں انکار کر سکتا ہے۔ کسی مسلمان سے یہ مظلون کیسا موہوم بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کا مطلقاً منکر ہو اس شخص نے جو الفاظ کے بہت بُرے بکے جن سے توبہ و رجوع کرے۔ مگر اہ کامطلب مطلقاً انکار نہ ہوگا بلکہ یہ کہ قرآن عظیم شفا ہے مگر ہر طریق استعمال ویسا نہیں جن سے خاطر خواہ فائدہ ہو۔ جیسا قرآن عظیم کی تلاوت یا کتابت طریق سے ہو سکتا ہے لہذا انگلستان دین کی زبان کہاں اللہ ہماری زبان کہاں ہماری زبان ہو تو قسم ہو شفا عصفیان رہتی ہے۔

سورۃ اخلاص سے مٹی سونا ہو گئی مگر ہماری زبان سے تلاوت ہونے پر بھی سونا نہیں ہوتی تو تاثیر قرآن کا وہ مطلقاً منکر نہیں معلوم ہوتا۔ عصفیان آلود زبان سے پڑھا جائے اس کی تاثیر کا منکر معلوم ہوتا ہے اور یہ اس کی ناہمی ہے بلاشبہ دوا میں اللہ عزوجل نے شفا رکھی ہے دوا کا اثر بآذنہ تعالیٰ ضرور ہوتا ہے طیب ماذق ہونا ضرور نہیں کہ طیب ماذق استعمال کرے تو فائدہ ہو غیر طیب ماذق استعمال کرے تو فائدہ نہ ہو اس شخص کے طور پر تو بوطی سینا افلاطون بقراط سقراط ارسطو جالی ٹوس ہی نسخہ لکھیں تو فائدہ ہوگا ورنہ نہیں یہ اس کی جہالت ہے۔ اگر وہ لوگوں کو ایسا کہہ کے روکے تو لوگ اس کو ہانگ بھیں گے اور کبھی دوسے نہ کریں گے۔ مگر آہ از ضعف اسلام آہ۔ آہ افسوس ان بے خبروں پر جو اس بد عقل بندش بے خرد

کواس بے ہودہ مخالفت پر قرآن عظیم سے شفا حاصل کرنے سے روکیں ایسے لوگ سخت بد نصیب ہیں
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از مقام سدید اٹاک خانہ نبلو بھونگ شاہ آباد آدرہ مسئولہ حکیم بشیر الدین احمد صاحب۔

(۱) زید سیدنا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثت اور فروع اللہ تعالیٰ آخرہ پر عامل نہیں ہے یعنی اس کی
ڈاڑھی بالکل منڈی ہوئی اور مونچھیں بے حد بڑی بڑی ہوں

(۲) بظاہر تارک الصلا ہے یعنی اس صورت میں کہ جماعت ہو رہی ہے اور وہ جماعت میں بالکل
شریک نہیں ہوتا ہے

(۳) دعویٰ عشق و محبت اللہ و رسول بھی ہے اور اپنے آپ کو مخمور الاست سمجھتا ہے۔

(۴) پیری مریدی کا سلسلہ زوروں پر جاری رکھتا ہے مگر بظاہر معتقدین کے سامنے اپنی خاکساری
ان لفظوں میں ظاہر کرتا ہے کہ بھائی ہم ڈاڑھی منڈے ہیں اور مونچھیں بڑی بڑی ہیں تم لوگ سمجھ کر مرید ہو
مگر لوگ اپنی عقیدت سے مجبور ہو کر مرید ہوتے ہیں تو کیا ایسا شخص کا مذکورہ بالا فعل از روئے شریعت و
طریقت جائز و روا ہے؟

(۵) ایسے پیر و شرفاء و طریقہ کیا حکم صادر ہوتا ہے اور یہ بیعت شرعاً روا اور جائز ہے اگر ناہائنت ہے تو
ایسی صورت میں مریدوں کو کیا کرنا چاہئے جواب ارسال فرما کر ماجور ہوں؟ بیوا تو جزوا۔

الجواب۔ ڈاڑھی حد شرع سے کم رکھنے والا فاسق و فاجر ہے یوہیں بے عذر شرعی تارک جماعت
فاسق مستحق اہانت ہے اس کی تعظیم حرام ہے غیہ و غیہ و غیرہ کتب معتدہ میں ہے لو قد موافقاً یا ثمنون، لان
فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہما اہانتہ شرعاً۔ شرائط پیری سے یہ بھی ہے کہ فاسق ملعن نہ ہو ایسے
شخص سے بیعت جائز نہیں۔ مریدوں کو کسی نئی صحیح العقیدہ غیر فاسق ایسے شخص سے جو اپنی ضرورت کے
مسائل جانتا اور یاد نہ ہونے پر کتاب سے نکال سکتا ہو۔ جس کا سلسلہ متصل اور صاحب اجازت ہو،
بیعت ہونا چاہئے۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی طبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں "اے برادر
از پیری و مریدی رسمی و اسمی بیش نامندہ است و آن رسم و اسم نیز مبنی بچند شرائطی داں کہ بے آن شرائط
اسلام پیری و مریدی درست نیست اما نخست از شرائط پیری یکے آن است کہ پیر مسلک صحیح داشته باشد

دویم از شرائط پیری آنست که پیر در ادلے حق شریعت قاصر و متہاوان نہ باشد سوئم از شرائط پیری آنست کہ پیر را عقائد درست بود موافق مذہب اہل سنت و جماعت پس ایں رسمی کہ از پیری و مریدی مانده است بے ایں سه شرائط اصلاً درست نیست و ایں ہر سه شرائط ایما نے مختصر واضح کنم اما شرط اول کہ مسلک صحیح است مرید صادق را شخص سلسلہ درست باید کرد در اکثر جاہا خلط و خبط گشتہ است نوعی ازان آنست در روشی کہ در عادت حیات سہب عقلت و یا بسببی دیگر فرزند خود را خلافت نمی دہد مردمان را وصیت ہم نمی کند کہ بعد از من باید کہ خرقہ من فرزند مرا بہ پوشانید و اورا بجائے من ہتھانید فاما مردمان آن مقام روز سوم خرقہ پدید پسر را می پوشانند و اورا بجائے پدیری نشانند و از صحت و غیر صحت ایں کاری دانند خلقی بہ بیعت او اسیرو می گردند و او را بے رخصت و اجازت پدید پیری شود ہمہ ضلالت در ضلالت است چہ اگر چہ خرقہ متر و کہ پدید بسبب ارشاد ملک پسر شد ولیکن شرط صحت بیعت رخصت و اجازت پدید است نہ مجرد خرقہ پدید مؤلف راست۔

اے پسر شرط صحت بیعت در طریقت اجازت سلف است
 قطعہ بدخل سکہ بہ نہرہ مسزن کال رو کا سدا ان ناخلف است

نوع دیگر آنست اولیائے اسلاف کہ قطب و غوث بودند فرزندان ایشان بے صحت اسناد بے رخصت و اجازت مجرد نسبت فرزندگی خلقی را مریدی کنند و خلق می دانند کہ ما بخا نوادہ فلاں قطب و غوث پیوند درست کردیم و انابت آوردیم سر بسرگراہی است۔ شرط دوئم از شرائط پیری آنست کہ عالم و عامل ہما نشہ بر حملہ عبادات از فراغ نفس و واجبات و سنن و لوافل و مستحبات و در ادائے ایں احکام قاصر متہاوان نہ بود چنانچہ در ہر وضو مسواک کند و شانہ در محاسن بگرداند کہ ایں ہر دو سنت است و ہر پنج نماز ہا ہانگ نماز و اقامت باجماعت ادا کند و تعدیل ارکان نگاہ دارد و آنچه بدین ہا نامند و اگر ہر انواع عبادات عالم نہ بود عامل نتواند شد و از حد شرع بیفتد پس پیری را نشاید زیرا کہ ہر کس از مقام حقیقت بیفتد بہ طریقت قرار گیرد و ہر کس از طریقت بیفتد بہ شریعت قرار گیرد و ہر کس از شریعت بیفتد گمراہ گردد و مرد گمراہ پیری را نشاید اما در ویشی مرجع خلاق بود چنانچہ اکثر خلائق بہ بیعت و انابت او رجوع دارند اورا احتیاط دہند تہیات شریعت فرضی لازم است باید کہ یک دقیقہ از دقائق شرع از وفوت نہ شود کہ وسیلہ گمراہی مریدانست تا بخت گویند کہ پیر ما ایں چنین کار کردہ است پس اوصال و مفصل گردد و شرط سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر را عقائد درست بود موافق مذہب سنت و جماعت و سنی بے تعصب باشد کہ رسول علیہ الصلاۃ والسلام از جملہ مقتادوسہ گروہ یک گروہ

دارتگار فرمودہ است و از ہفتاد و دو گروہ احتراز و اجتناب نموده و آن یک گروہ قومی باشند کہ بر کتاب و سنت و اجماع صحابہ پیروی دارند۔ مرید چوں پیر را بس ہر سہ شرائط موصوف باید بیعت با او کند کہ جائز و مستحسن است و اگر در پیر ازین ہر سہ شرائط یکے مفقود بود بیعت با او جائز نہ باشد و اگر کسے از سبب نادانی با او بیعت کردہ باشد باید کہ از ان بیعت بگردد۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از بمبئی بھنڈی بازار۔ ماٹکا منزل۔ مرسلہ حکیم مولوی سید فضل رحیم مولوی محسن صاحبان اہل قاری
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اصلی واسلم علی رسولہ وجیبہ الکریم۔ زید عمر و بکر تین جھاتی ہیں ان تینوں کے
والد کثیر جائداد چھوڑ کر مرے میں جو بڑے بیٹے کے دخل و تصرف میں تھی عمر و منجھلے جھاتی کو روپیہ لینے کی ضرورت تھی
چنانچہ عمر نے اپنے بڑے جھاتی سے کہا مجھے مبلغ تین سو پچاس روپیہ کی ضرورت ہے آپ میرے والد کی
جائداد میں سے دیجئے اور وقت تقسیم ترکہ پدری کے تین سو پچاس روپیہ وضع کر دیجئے۔ زید نے مبلغ تین سو پچاس
روپیہ یہ کہہ کر دیے کہ میں تمہیں قرض دیتا ہوں تم ادا کر دینا حالانکہ وہ تین سو پچاس روپیہ جو عمر کو دیے تھے
عمر کے والد ہی کی جائداد کے تھے اور جائداد ہنوز تقسیم بھی نہیں ہوئی تھی اس کے باوجود بھی عمر مذکور زید کے
منجھلے جھاتی سے زید نے بجائے تین سو پچاس روپیہ کے پانچ سو روپیہ لے لئے اور تین سو پچاس روپیہ
کی رسید زید نے انھیں گواہوں کے سامنے جن کے رو برو زید نے عمر کو تین سو پچاس روپیہ دیے تھے یہ
کہہ کر بھارت ڈالی کہ اب میرا قرضہ عمر کے ذمہ ایک جہہ بھی نہیں رہا لیکن زید نے اپنے چھوٹے جھاتی بکر کے
نام اپنے روزنامہ میں یہ صریح دروغ وصیت لکھ دی کہ میرے مرنے کے بعد مبلغ تین سو پچاس روپیہ جو میرے
منجھلے جھاتی نے مجھ سے قرض لئے ہیں وہ تم یعنی بکر ان سے یعنی عمر سے لے کر میرے بچوں کو دے دینا۔
اول تو رقم مذکورہ عمر نے ادا کر دی حالانکہ ادا کرنا لازم نہیں تھا کیوں کہ عمر کے باپ کی جائداد میں
سے روپیہ زید نے عمر کو دیا تھا دوسرے روز نامہ میں کسی کی گواہی نہیں ہے۔ تیسرے روز نامہ
شرعاً مصدقہ نہیں ان امور کے علاوہ زید کو انتقال کئے ہوئے بیس سال کا عرصہ گذر گیا کبھی زید کے بڑے
لڑکے یا لڑکوں نے جن کے قبضہ میں ان کے باپ کا جملہ مال و متاع اور روزنامہ ہے اپنے چچا عمر کے
نہیں کہا کہ تمہارے ذمہ ہمارے باپ زید کا اتنا روپیہ واجب الادا ہے۔ پھر ایک مرتبہ زید کے لڑکے نے
اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے لاہور آکر اپنے منجھلے چچا عمر مذکور سے مبلغ چار سو روپیہ قرض لئے اس وقت
بھی زید کے بڑے لڑکے نے عمر سے یہ نہیں کہا کہ اس کے باپ کے اتنے روپیہ اس پر ہیں پھر جب زید

کے لڑکے نے اپنے چچا عمر کو قرض چار سو روپیہ ادا کر دیا اس وقت بھی اس نے اپنے باپ کے اس روپیہ
 و نیز روزنامہ کا تذکرہ نہیں کیا لیکن دس پندرہ دن کے اندر زید کے بٹے لڑکے اور اس کے بھائیوں نے
 اپنے باپ کا روزنامہ مجھے یعنی عمر کو دکھلایا اور مجھ سے بجز جو زید اور عمر کا چھوٹا بھائی ہے جس کا نام روزنامہ
 میں لکھا ہے وہ اور زید کے لڑکے جھگڑا کر رہے ہیں کہ زید کا روپیہ ادا کرومرو نے خدائے تعالیٰ کی قسم کھائی
 کہ اس پر ایک پیسہ زید کا نہیں اس قسم و حلف کے بعد بھی وہ لوگ نہیں مانتے لہذا آپ سے گزارش
 ہے کہ کیا وہ روپیہ عمر زید کے لڑکوں کو شرعاً دے سکتا ہے اور کیا وہ روزنامہ کی جھوٹی اور دروغ بازی کی
 وصیت پوری کی جاسکتی ہے؟ بینو ابالکتاب توجیر وامن اللہ الوہاب۔

الجواب۔ روزنامہ مجھ میں لکھا ہونا شرعی ثبوت نہیں جو لوگ مدعی ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے
 دعوے کو شرعی طور پر رسید سے ثابت کریں اور جب وہ بیٹہ نہ لاسکیں تو باطل ست آل چہ مدعی گوید دعویٰ
 بلا دلیل قبول خرد نہیں ان کا دعویٰ محض باطل شرعاً بیٹہ نہ مدعی ہے اور منکر پر حلف دالینہ علی المدعی
 والیمین علی من انکر جب ان کا ہاتھ بیٹہ سے خالی ہے اور عمر قسم کھا کر انکار کرتا ہے تو اس کا دعویٰ
 خارج ہوگا عمر کو انکار معتبر۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

روزنامہ مجھ میں تو مدعا علیہ کی تحریر بھی نہ ہوگی اگر مدعی خود مدعا علیہ کی سی تحریر پیش کرتا اور مدعا علیہ
 کو اس سے انکار ہوتا ہے بھی مدعی کا دعویٰ ڈگری نہ ہو سکتا خاتمہ میں ہے مرحلہ ادعیٰ علی مرحلہ مالانکار
 المدعی علیہ فلخرج المدعی خطا باقرار المدعی علیہ بذلك المال وقال هذا خط المدعی علیہ فانکر
 المدعی علیہ ان یکون خطہ فاستکتب فکتب وكان بین المخطین مشابہة ظاهرة اختلفوا فیہ قال
 بعضهم یقضى القاضی علی المدعی علیہ بذلك المال وقال بعضهم لا یقضى وهو الصحیح وقتر بیاع و
 صرف سمسار میں اسی کا اپنا خط اس پر حجت ہے یہ نہیں کہ دفتر صرف وغیر میں جو کچھ مکتوب ہو جس کا مکتوب
 ہو وہ سب مہر کامل اس پر اور اس کے لئے حجت ہے۔

رد المحتار میں ہے ج ۴ ص ۲۹۱ اعلان هذا اکتہ فیما یکتبہ علی نفسه کما قیدہ بعض المتأخرین
 وهو ظاهر بخلاف ما یکتبہ لنفسه فانه لو اذاعه بلسانہ صریحاً لا یؤخذ خصمه به فکیف اذا کتبه ولذا
 قیدہ فی الخزانة بقوله کتب علی نفسه کما سرود کرفی شرح الوهبانیة ائمة بلخ قالوا یاد کالالبیاع حجة
 لانمئة علیہ فان قال البیاع وحده بجنطی ان علی لفلان کذا الزم قال السرخسی وکذا اخذ السمسار

والصراف ام فقوله ان على لفلان الخ صريح في ذلك واما قول ابن وهبان في تعليل المسألة لانه لا يكتب الامالة وعليه فمراة ان البيع ونحوه لا يكتب في دفتره شيئاً على سبيل التجربة للخطا واللهو واللعب بل لا يكتب الامالة او عليه ولا يلزم من هذا ان يعمل بكتابتها في الذي له كما لا يخفى خلافاً لمن فهم منه ذلك ويجب تقييداً ايضاً بما اذا كان دفتره محفوظاً عندها فلو كانت كتابته فيما عليه في دفتره خصماً فالظاهر انه لا يعمل به خلافاً لما بحثه طالان الخط مما يزور وكذا لو كان له كاتب والد دفتره عند الكاتب لاحتمال كون الكاتب كتب ذلك عليه بلا علمه فلا يكون حجة عليه اذا انكره او ظهر ذلك بعد موتها و
انكرته الواشاة ام

اسی میں صفحہ ۶۳ کتاب الاقرار میں ہے ذکر القاضی ادعی علی آخری والا واخرج خطا وقال انه مخطئ المدعی علیہ بهذا المال فانکر کونہ مخطئہ فاستکتب وكان بین الخطين مشابهة ظاهرة تدل علی انہما خطا کاتب واحد لا یحکم علیہ بالمال فی الصیح لانه لا یزید علی ان یقول هذا خطی وانا حررتہ لکن لیس علی هذا المال بوثمة لا یجب کذا ہذا الا فی دفتر السمار والبیاع والصراف ام وقال السامخانی وفي المقدسی عن الظہیریة لوقال وجدت فی کتابی ان له علی الفاء ووجدت فی ذکری اوفی حسابی او یخطی او قال کتبت بیدی ان له علی کذا اکلہ باطل وجماعة من ائمة بلخ قالوا فی دفتر البیاع ان ما وجد فیہ بخط البیاع فهو لایزیم علیہ لانه لا یتب الاما علی الناس له وما للناس علیہ صیانتہ عن النسیان والبناء علی العادی الظاہرة واجب ام فقد استغذنا من هذا ان قول ائمتنا لا یعمل بالخط یجری علی عمومہ واستثناء دفتر السمار والبیاع لا یظہر بل الا دلی ان یعزى الی جماعة من ائمة بلخ وان یقید بکونہ فیما علیہ۔
عبارت شامی سے یہ بھی روشن کہ اگر روزنامچہ میں مدعا علیہ کی سی تحریر وصول بھی ہوتی تو بھی وہ معمول یہ نہ ہوتی جب کہ وہ روزنامچہ اس کے فریق کا ہے کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے بنا لیا جاتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ اگر مدعا علیہ کو وہ تحریر تسلیم بھی ہوتی جب بھی جب کہ وہ اس قرض کو تسلیم نہیں کرتا ہے معمول بہ نہ ہو سکتی کہ روزنامچہ کی تحریر اتنا ہی تو بتاتی ہے کہ مدعا علیہ نے یہ قرض لیا تھا اس کے ذمہ اس کا باقی ہونا یہ روزنامچہ کی اس تحریر مدعا علیہ سے نہیں ثابت ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ سعید احمد باغ بیراگی۔

مستورات کو میلاد شریف پڑھنا ایسی مجلس میں کہ جس میں صرف مستورات ہی ہوں جائز ہے

انہیں؟
الجواب۔ ہاں اگر غیر محرم تک آواز نہ جائے تو اتنی آواز سے کہ گھر کے اسی حصہ میں سبہ بہاں
 صورتیں ہوں غیر محرم ان کی آواز نہ سنیں تو اتنی آواز سے پڑھیں اس میں حرج نہیں۔
مسئلہ۔ از مولوی عبدالمنان معنی عنہ ساکن جٹو بازا سپور ڈاک خانہ ٹھیکہ درویشیا ضلع نیا گاؤں آسام
 ایک شخص اپنے پیر کے قدموں پر سر رکھ کر قدم بوسی کرتا ہے اور دونوں ہاتھوں کی بڑی انگلیوں
 کے ناخن پر اپنے پیر صاحب کی صورت تصور کرتا ہے اور صورت دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اللہ ہے
 اور لوگوں کو شامل کر کے ذکر جلی کرتا ہے اور حجرہ میں کھڑے ہو کر (وہ جگہ بہت تنگ ہے اس میں کافی
 جگہ نہیں ہے) نماز نہیں پڑھ سکتا اس گھوڑے بیٹھ کر اپنے پیر صاحب کا دھیان کرتا اور نماز پڑھتا ہے۔ پیر
 کے بال گردن کے نیچے تک ہیں اور کسی کو سلام نہ کرتے نہ لیتے ہیں اور باجہ بجا کر گانا گاتا ہے اب ان
 کے ساتھ ملنا اور دعوت کھانا چاہیے یا نہیں اور ان کے ہر کام میں شرکت کرنا کیسا ہے اور جوان کے مکان
 میں دعوت کھاتے اور ان کے فعل کو اچھا سمجھتے ہیں اور ہر کام میں شرکت کرتے ہیں ان کے لئے کیا
 حکم ہے اور ایسے عقیدہ کے لوگوں پر کیا حکم جاری کرنا چاہیے یہ عقیدہ ٹھیک ہے یا نہیں اور یہ لوگ علماء
 کو برا بھی سمجھتے ہیں؟

الجواب۔ قدم بوسی علماء اور اولیاء جائز ہے اور بزرگوں کی معمول بلکہ سنت ہے جو پیر قدم بوسی کے
 لائق ہو اس کی قدم بوسی میں حرج نہیں اور جو شخص پیری کے لائق نہ ہو اس سے بیعت بھی نہیں چاہئے
 قدم بوسی کیسی؟ تصور شیخ جاترا نس حقیقت۔ اور بزرگوں کا طریقہ ہے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی القول
 الجمیل میں لکھتے ہیں قالوا الرکن الاعظم رباط القلب بالطنج علی وصف الحبہ والتعلیم وملاحظۃ صورتہ
 قلت ان لایک تعالیٰ مظاهر کثیرۃ الخ یہاں تک کہ مولوی عبدالحی صاحب لکنوی لکھتے ہیں۔ جائزست
 اکبر بہت پاک این عمل کردہ اندر قبیلہ توجہ۔ جیسے نماز میں توجہ الی القبۃ ہوتی ہے اور وہ مطلوب ہے
 یوں پیر کو قبیلہ توجہ بنانا خوب ہے۔

پیر کو خدا کہنا یا اس کی صورت کو خدا بتانا یہ کفر خالص اور شرک محض ہے نری بت پرستی کی طرح ہے
 وہ جاہل ہرگز پیری کے قابل نہیں جو اس صورت کو خدا کہتا ہے جو اپنے ناخن پر خیال کرتا ہے ذکر جلی جائز
 ہے جب کہ کسی مصلی یا ناظم یا کسی مریض کی تکلیف کا باعث آرام میں نخل نہ ہو۔ تنگ و تاریک حجرہ میں بیٹھنا

یہ کہ تصور کرنا اس میں حرج نہیں ہاں کا نہ ہوں تک ہوں تو حرج نہیں اس سے زائد ہوں تو زائد ہونا ناجائز ہے سلام نہ کرنا برا ہے سلام کا جواب واجب ہے اس کا ترک بے وجہ شرع گناہ ہے باجہ بجانا اور اس پر گناہ حرام ہے ایسے شخص سے میل جول ربط ضبط ناجائز جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اس کے ناجائز امور کے ترک ہونے سے جو واقف ہوں اور پھر اس سے ملیں وہ گناہ گاریں اور جو اس کے ہنواڑیں وہ اسی رسی میں گرفتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از شہر کہنہ از مکان مصطفیٰ علی خاں بریلی

(۱) کسی شخص کی جائداد پر قرضہ سودی ہے تو اس شکل میں اس جائداد کی آمدنی کاروبار یا خواہ خود کھائے یا اولاد کھائے یا خدا کی راہ پر دے اس کا کچھ ثواب ہے یا نہیں اور اس کا نماز یا روزہ قبول ہو گا یا نہیں؟
(۲) امام ضامن باندھا جائز ہے یا نہیں؟
(۳) اگر کوئی شخص اپنا تیجا اور چالیسواں کا کھانا کر چکے تو دوسرے شخص کی فاتحہ کا کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۴) لوگ زیارتوں پر جاتے ہیں اور دین و دنیا کی باتوں کے لئے دعا مانگتے ہیں خواہ صاحب یا اور کسی کی زیارت پر اس صورت میں ان کی مراد پوری ہو جاتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں یا نیاز ماننا جائز ہے یا نہیں یا خود نیاز دلوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سودی قرض لینا دینا حرام ہے زرا اصلی کا ادا کرنا لازم جتنا جتنا دے سکے دے جتنی کی ادائیگی قادر ہوتا ہے وجہ شرعی (نہ دنیا) گناہ و حرام نہ اعظم ہے حدیث میں فرمایا مطلق الغنی ظلما اپنے اور اس کے ذمہ جن کا نفقہ ہے وہ تو مصارف ضروریہ سے ہیں خدا کی راہ میں دینا ہی ہے قرض اور قرض ادا کرے قرض ادا نہ کرے اور فقیر کو دے دے یہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) امام ضامن کاروبار یا کپڑے میں باندھا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص بقضائے تعالیٰ بخیر و خوبی واپس آئے گا تو حضرت کی فاتحہ دلائی جائے گی اس میں حرج نہیں اور اگر سونے چاندی کا تعویذ سامنا کر باندھے تو یہ ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم!
(۳) کھا سکتا ہے۔

(۴) اللہ عزوجل سے دعا ہو سکتے ہیں بزرگان مانگنے میں کچھ حرج نہیں اور یہی ہوتا ہے بزرگوں سے بھی

یہی عرض کیا جاتا ہے کہ حضرت بھی دعا کریں فاتحہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!
مسئلہ۔ میری ایک عزیزہ مرض تپ دق میں مبتلا ہیں ڈاکٹر صاحبان کی رائے شیر مادہ خرمفید
 جاتے ہیں مگر مرض اس چیز کے استعمال کرنے کو منع کرتی ہیں کیونکہ وہ حرام خیال کرتی ہیں ایسی حالت میں
 کیا اس کا استعمال جائز ہے کہ نہیں بنیوا تو جروا۔

الجواب۔ مولیٰ عزوجل انھیں صحت تامہ عطا کرے بہت اچھی نیک خیال بنی بنی ہیں مادہ خر
 دودھ جائز نہیں، حرام میں شفا نہیں۔ ہاں اگر طبیب مازق مسلم غیر فاسق کہے کہ اس مرض کی اب بھی دوا ہے
 یہی پھلا علاج ہے تو اس وقت اس کے حق میں وہ حرام نہ ہوگا یعنی بقدر ضرورت اور اس وقت اس
 سے شفا کی امید بھی ہوگی فتاویٰ خلافت میں ہے التداوی بلبس الاتان اذا شافا الیہ لا باس بہ قال
 الصدہ الشہید فی الفتاویٰ وفیہ نظر وکذا یکوہ المعالجه فی الجرحۃ بعظما الخنزیر در شفا میں ہے۔
 اختلفت فی التداوی بالمحرور فظاہر المذہب المنع کما فی رضاع البصر لکن نقل المصنف عن المحادی
 قیل ترخص اذا علم فیہ الشفا ولم یعلم دوا اخر کما رخص الخمر للعطشان وعلیہ الفتویٰ۔

بجال اضطر مضطر کے حق میں قدر ضرورت حکم حرمت مرتفع ہو جاتا ہے خود حدیث میں دوا نجیث
 سے نہی وارد سماوی بالحرام سے مانعت فرمائی۔ ان کے ساتھ حدیث میں نہیں جس میں بول شتر کے دوا
 استعمال کا حکم موجود بھی نظر میں ہے بات وہی ہے کہ احکام حالت اضطر از احکام حالت اختیار سے جدا
 ہیں علامہ بدر الدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں اجابوا عن حدیث العزین
 بانہ قد کان للضرورة فلیس فیہ دلیل علی انہ مباح فی غیر حال الضرورة الخ مضطر کا استشار خود قرآن عظیم
 کے ارشاد کریم سے معلوم کہ فرمایا الاما اضطررنا الیہ اور فرمایا فن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ

واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از دیوبند ضلع سہارن پور خزانہ گارڈ پوسٹ حافظ محمد یوسف شاہ خاں صاحب ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ
 قبلہ وکعبہ من جناب مولانا مقتدا پیر مرشد صاحب دام ظلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بندہ
 بخیریت ہے اور خیر و عافیت مزاج مقدس مطلوب۔

آپ کی دعا سے رمضان شریف میں اس عاصی ہی نے پولیس لائن سہارن پور کی مسجد میں
 قرآن مجید تراویح میں سنایا جس سے حضور والا کی خیریت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے فکرمے بچوں کی تختہ

۷ یا نو سال ہی کی عمر میں ہونا چاہئے یا ۸ یا ۱۰ سال میں بھی ہو سکتی ہے چونکہ میں نے یہ سنا ہے یا تو سات سال کی عمر میں یا نو سال کی عمر میں ہونا چاہئے اس کے متعلق واضح تحریر فرمائیے

الجواب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہوں آپ کا مافیت خواہ۔ ختان کا وقت جب سے اس تکلیف کو برداشت کرنے کے قابل ہو شروع ہوتا ہے اور حد بلوغ کو پہنچنے سے پہلے ہونے سے پہلے ہونا چاہئے نو سال کی عمر پوری ہونے تک کر دیا جائے ۹ سال کے کچھ بعد بھی کوئی برائی نہیں۔ زیادہ دیر نہ کرنی چاہئے۔ اور بعد بلوغ اگر اپنے ہاتھ سے کر سکے تو کرے امام مسلمانانہ حلوانی سے خلاصہ میں ہے وقت الختان من حیث یحتمل ذلك الى ان یبلغ۔ ۹ سال سے پہلے ہو تو بہتر۔ خلاصہ میں ہے فی الفتاویٰ للقاضی الامام ینبغی ان یختن الصبی اذا بلغ تسع سنین فان ختنوه وهو اصغر من ذلك فحسن وان کان فوق ذلك قليلا فالوالا باس بہ والیوحینفۃ لم یقدرا وقت الختان واللہ

تعالیٰ اعلم
مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ بچہ عمر نے اغلام کیا عمر و مجلس میلاد شریف پڑھتا ہے لیکن زید فاسق معین ہے عمر و انکاری بھی ہے اور تائب بھی ہے صورت مسئلہ میں جب کہ دوسرا گواہ بھی نہیں ہے عمر و میلاد شریف پڑھ سکتا ہے عمر و وارثی بھی نہیں رکھتا ہے اگر عمر و تو بکر لیوے اور دارثی کترولنے سے تو بکر لیوے تو میلاد شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں زید پر از روئے شرع شریف کیا حکم ہے شریعت مطہرہ میں عیب پوشی کا حکم ہے یا پردہ دری کا کیونکہ زید ہر گلی کوچہ میں کہتا پھرتا ہے بیوا تو جبروا۔

الجواب۔ زید جب فاسق معین ہے اس کی بات پر فوراً بے تحقیق اعتماد جائز نہیں قال تعالیٰ ان جاءکم فاسق بنبأ فتینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبوا علی ما فعلتم وندمنا ان تصیبوا قوما بجهالة ای کما ہے کیسی ہی خبر ہو اور کیسا ہی وہ شخص ہو تفسیر اس آیت میں ہے المعنی ان جاءکم فاسق بنبأ فتوقفوا وفتصوا وقرئی فتثبتوا واما المال واحد ای فتوقفوا الی ان تبین لکم الحال ان تصیبوا قوما بجهالة ای کما ہے ان تصیبوا قوما جاہلین بجهالہم فتصبوا ای فتصیرنا نادمین علی ما فعلتم وندمنا یعنی لولم تتوقفوا فی خبرہم فقاتلتم معہم عوجبة ووجدتموہم مؤمنین اقلتم بالیتنا لرفع منا المقاتلة معہم لانہم مؤمنون والمقصود ان الایۃ دلیل علی ان خبر الفاسق واجب التوقف و تنکیر فاسق ونبأ للتعمیر ای ای فاسق وای عنین کان۔ پھر کسی کبیرہ کی کسی مسلمان کی جانب نسبت بے تحقیق جائز نہیں نہ کہ ایسا گندہ کبیرہ عمر و جب

اس سے انکار رکھتا ہے تو ہرگز محض زید کے کہنے سے اس پر اس گندے الزام کو نہ تھوپیں میلاڈ شریف۔
اس سے بڑھوا سکتے ہیں مگر بعد تو یہ بقصد و نیت زید گنہگار ہے تو یہ کہے اور عمر دے معافی چاہے بھوٹ
یوں خود کیرہ ہے اور تہمت افتراء وہ (بھی) ایسا گندہ۔ یہ اور بھی اشد ہے اگر الفاظ نہ ہوں تہمت مترح ہو تو
بھی جب کہ وہ اشاعت فاحشہ کو دوست رکھتا اور اسی اشاعت کے قصد سے گلی کوچہ کہتا پھرتا ہے دونوں
جہان میں عذاب الیم کا مستوجب ہے قال تعالیٰ ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لہم
عذاب الیم فی الدنیا والآخرۃ واللہ یعلم وانتم لاتعلمون ۵ واللہ تعالیٰ اعلم

مکملہ - انزابورڈ۔

زید اور بیکر دونوں حقیقی برادر ہیں۔ زید کی شادی ہو گئی ہے اور بیکر اور خوردنوجوان ہے جس کے
شادی نہیں ہوئی ہے۔ زید کا سرکار سے ایک شب اپنی زوجہ کو اپنے بھائی بکر کے ساتھ تنہا چھوڑ کر جاتا
ہے۔ بکر اس موقع کو غنیمت جان کر اپنی بھارج پر حملہ ارادہ زنا شب کے ۱۱-۱۲ بجے کرتا ہے۔ بھارج
نہیں ہے مگر اپنی عصمت بھاتی ہے۔ بکر کچھ صبح کر کے کے دروازے سے باہر جا کر کھڑا ہوتا ہے۔
بھارج فوراً دروازہ بند کر کے اندر سے کٹری لگا لیتی ہے بکر ہت کوٹھل کرتا ہے کہ دروازہ کھول دیا
جاتے۔ مگر بھارج نہیں کھولتی ہے جب متواتر وہ پریشان کرتا رہا کہ کسی طرح وہ دروازہ کھل جاتے
تو بھارج نے کھڑکی میں سے پڑوسیوں کو آواز دی کہ بھائیو دوڑو۔ دوڑو۔ کچھ لوگ جمع ہوئے ان لوگوں نے
عورت کو وہاں سے علیحدہ کر کے اپنے بال بچے کے ہمراہ بیٹھایا اور موذی کے چنڈے سے بھایا اور بکر کے
صیافت کیا کہ ایسی حرکت کیوں کرتا تھا تو اس نے ان سے بھی بدکلامی کی جس پر انھوں نے اس کی سزا
پیٹ کی توڑا ہی دی۔ صبح کو جب زید اپنے مکان پہنچتا ہے تو کل واقعات بیوی نے سنائی زید یقیناً مگر بکر
کے پاس جب جاتا ہے تو وہ زید سے بیان کرتا ہے کہ بھارج غلط الزام لگاتی ہے زید بھائی کا یقین سے
کرتا ہے اور بی بی کو ٹھہرا بھلا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دروازہ کیوں نہیں کھول دیا بیوی جواب دیتی ہے کہ
عصمت بچانے کی غرض سے۔

زید کہتا ہے کہ اگر ایسا ہو جاتا تو کچھ حرج نہ تھا مگر دوسرے کے گھر جانے سے میرے نکاح سے
نکل گئی اور میری ہننامی ہوئی میں تجھے طلاق دے دوں گا بھائی کو نہ چھوڑوں گا۔ طلاق کی دھمکی اکثر بار بار
دے چکا ہے اس واقع سے قبل اکثر بیوی نے شوہر سے بکر کی ہے ہر وہ مذاق عمل کی شکایتیں کیں مگر

زید یقین نہ لایا۔ چونکہ بکر نے بھائی زید کو بیشتر سے یقین دلا کر ذہن نشین کر لیا تھا کہ بھادج مجھ پر بھوٹا الزام اس لئے لگاتی ہے کہ بھائی بھائی جدا ہو جائیں چونکہ میرا رہنا اسے ناگوار گذرتا ہے۔ غیر لوگ خوب جانتے ہیں کہ بکر کا چال چلن قابل اطمینان نہیں اور وہ زید کی آنکھوں میں پردہ ڈالے ہوئے ہے اور اس آڑ میں اپنے ناجائز ارادہ میں کامیاب ہونا چاہتا ہے زید کی زوجہ قسیمہ حلیہ شوہر سے اس کی خراب باتوں کا اظہار کرتی ہے مگر شوہر اپنے بھائی کی محبت میں یقین نہیں کرتا اور جواب دیتا ہے کہ تجھ کو پھوڑوں گا تجھ کو طلاق دے دوں گا مگر بھائی کو نہ پھوڑوں گا بلکہ کوشش کرتا ہے کہ ان حرکات پر بھی زوجہ بھائی سے مل کر رہے اور بے ناراض نہ کرے۔ ایسے شخص کے ہمراہ کھانا پینا اور دعا سلام امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب تک وہ شخص اس بے ہودہ کلمہ سے کہ اگر ایسا وہ کرنا تو کچھ حرج نہ تھا تو بے زکرے نیز اس سے کہ وہ اپنی عورت کے ساتھ اپنے بھائی کی خلوت پر تو کم از کم راضی ہے اور کسی بات کا اگر اسے یقین نہیں ہوتا عورت کو بھوٹا جانتا بھائی کو سچا جانتا ہے تو اتنا تو ہے کہ وہ بھائی کے ساتھ عورت کی تنہائی کو روار کھتا ہے اور جب تک وہ اپنی عورت کا بھائی سے پردہ نہ کروائے اس سے مسلمان ترک تعلق کریں اسے امام نہ بنائیں اس کے پیچھے نماز سے احتراز کریں۔ عورت پر غیر محرم سے پردہ لازم ہے۔ دیور، جیٹھ، ہونی خالو، پھوپھا، رشتہ کے بھائی سب غیر محرم ہیں۔ شوہر کے بھائی سے پردہ کرے اگر شوہر اس پر مجبور کرے کہ وہ اس کے بھائی کے سامنے اس سے پردہ نہ کرے تو اس میں اس کی اطاعت نہ کرے۔ اس کا شوہر تو اس خلاف شرع کرنے سے اشد گنہگار مستحق نافر ہوگا ہی عورت بھی گنہگار ہوگی۔ اگر اس کے کہنے سے ایسا کرے گی۔ وہ اگر مجبور کرے تو اپنے محرم سے کسی کے یہاں جہاں اسے امن ملے چلی جائے جب تک شوہر اس کا عہد نہ کرے کہ وہ اسے اپنے بھائی کے سامنے ہونے پر مجبور نہ کرے۔

یہ غلط بات جاہلوں میں مشہور ہے کہ عورت بے اجازت شوہر گھر سے نکلے تو نکاح سے نکل جاتی ہے غیر محرم کے یہاں بعض اوقات جن میں اجازت شرعیہ ہوں ان کے سوا عورت کو جاننا ناجائز اور گناہ ہے اگرچہ شوہر اجازت دے۔ شوہر اجازت دے گا تو وہ بھی گنہگار ہوگا مگر نکاح سے کسی گناہ کے سبب نہیں نکلتی۔ اس وقت کہ مکان میں اس کی عصمت پر حملہ ہو چکا تھا اور بمشکل وہ اس سے اپنی عصمت بچا سکی تھی اور اس وقت اس مکان میں میسر نہ تھی اس کو اپنی عزت اپنی آبرو پرانڈیشہ تھا ہنگ حرمت کا خطرہ تھا جو اس کی جگہ ہاتھ آئی وہاں چلی گئی اگرچہ غیر محرم کے یہاں پناہ لے سکی۔ ملین اہل بیتین فلیضتواھونہما۔ اس

کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھو ال بھی۔ شریعت کہیں کے مولوی کہلانے والے حاکموں بادشاہوں کے قول فعل کا نام رکھے گا کہ وہ جو کہیں کریں جائز و حلال ہو گا کیسے ناجائز و حرام ہوگا۔

اب تک تو مسلمان یہی سمجھتے تھے کہ جاہل سے زیادہ عالم عوام سے زیادہ خواص پرارتکاب گناہ سے اشد الزام ہوتا ہے رذیل سے زیادہ شریف ارتکاب گناہ پر مورد الزام مطعون و ملام ہو کر تاتھا یہ نہ جانتے تھے کہ اب زمانہ ایسا آ گیا کہ لوگ مولوی کہلانے والوں اور بادشاہوں کے ایسے ناجائز قول و فعل کو سن کر بجائے اس کے کہ انھیں اشد ملزم سمجھیں ان پر اشد طعن کریں انھیں سخت مطعون ملام ٹھہرائیں ان کے اس قول و فعل کو دلیل جواز بنالیں گے والیماز بانہ تعالیٰ وہ بھی ایسا نجس قول جس سے مسلمانوں کے دین کو ہنسی کھیل بنا لینے والوں کی امداد و اعانت ہو سچ مسلمانوں کے دین مقدس کا رکن ہے اس کا تماشانا دین کو ہنسی کھیل بنالینا نہیں تو کیا ہے فنا اللہ وانا الیہ مرجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سنا دیکھنا تو فیہ بھی حرام ہے اور حج فلم کا تماشہ دیکھنا حرام در حرام اشد اخبث کام ہے حج فلم کے ساتھ راضی ہونا اپنے دین کو ہنسی کھیل بنا لینے پر راضی ہونا ہے اس سے اخبث اور اشد نجس بدتر کام اور کیا ہوگا۔ گلانے بجائے کس حرمت اور نقصا ویر کی ناجوازی کے متعلق اگر تفصیل دیکھنا ہو تو عطایا القدیرو التمجیر رسائل اعلیٰ حضرت قدس سرہ ملاحظہ کریں۔

بعض لوگ خوشامد میں بادشاہوں حاکموں کے سامنے ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ دن کو رات کہیں تو یہ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانا ضروری خیال کرتے ہیں جو وہ کریں ان کے خوشامد میں یہ بھی ویسا ہی کر گذرتے ہیں جنھیں فرمایا گیا الناس علیٰ دین ملوکھم بادشاہ کے دین کا لوگوں پر اثر ہوتا ہے لوگ بادشاہ کے دین کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں مگر یہ آج تک غالبانہ ہوا تھا کہ محض ان کے قول و فعل کو دلیل جواز ٹھہرایا گیا ہو اور شریعت ان کے ہاتھ میں یا ان کے قول و فعل کے تابع سمجھی گئی ہو۔ اب جو نہ ہو کم ہے پھر اخباری اشتہاری پر وہ بیگناہ کے معلوم نہیں عرب و مصر کے علماء کا نام بدنام کیا جاتا ہے ہرگز علماء ایسی خبیث بات نہیں کہہ سکتے ہرگز ایسی فنیج امر سے راضی نہیں ہو سکتے ہرگز ایسے جس کام کو پسند نہیں کر سکتے۔ علماء کو بدنام کرنے والے ہنام کنندہ نکو نام چند ہندوستان ہی میں نہیں ہیں ہر جگہ ہیں یہاں ہندوستان ہی میں دیکھو ایسے لوگ برسائی حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ کیسے کیسے اہل آج کل مولانا اور علامہ بنے ہوئے ہیں ہر گے نہ چمٹگری رنگ چوکھا پہلے تو فریب دہی کو ٹرے ٹرے علمائے اور لانے

چوڑے جیسے درکار ہوتے تھے اب تو چورن والوں کی طرح زبان کھول لی یا ٹیٹھروں میں نوکری کر لی اور وہاں سے تقریر میں کچھ نہارت اور گانے کی مشق پیدا کر لی اور مولینا ہوا اور بڑے سے بڑا مولانا ہونا ہوا اور چل کی جو اکھالی اور علامہ کی ڈگری کے لئے تو اتنا بھی نہیں گھر بیٹھے علامہ بن جاتا ہے اخباروں میں اذیت سے یہاں سے مضمون لکھے اور اپنے نام کے ساتھ علامہ کا لفظ خود ہی لکھ دے اپنے آدمی سے لکھوایا کرے دو چار آدمی ایسے بنائے جو علامہ علامہ کہا کریں ہندوستان بھر میں علامہ مشہور ہو جائے گا۔ دلائل و لا قوت الا باللہ۔

اگر یہ واقعہ ہے کہ مصر کے کچھ لوگوں نے حج فلم کے ساتھ اظہارِ رضا کیا اسے جائز بتایا ہے تو وہ ایسے ہی مولانا اور ایسے ہی علامہ ہیں۔ ہرگز کسی عالم دین کی یہ نیا ک حرکت نہیں قول نہیں ہو سکتا۔ یہاں دلی کے ایک مشہور عام رسوا بین الخواص والعوام ہستی بھی تو سنیا کی فلموں کو دیکھتی اور اس کی تعریفیں لکھتی اور بھارتی ہے۔ ایسے ہی مصر کے بعض عبدالذنیاء والدہم دین سے آنا دجاہلوں نے حج فلم کو پسند کیا اور دیکھا دکھایا ہو گا اور بعض اگر دنیا بھر کے خواص و عوام کسی ایسے حرام کا ارتکاب اور اسے پسند کریں تو کیا اس سے حرام جائز ہو جاتا ہے گا ہرگز نہیں۔ لا فاللہ ان الحکمہ الا للہ ولا حول ولا قوت الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۸ جمادی الآخرہ ۱۳۵۸ھ

مطلب۔ از
ایک شخص کسی قبر پر جا کر جو کہ شہر سے تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے مجلس میلاد کرے ہر جمعہ کے روز اور یہ چیز میلے بھی نہ ہوتی ہو اور جس میں تو جوان عورتیں بھی کثرت سے صبح سویرے سے شہر سے نکل کر وہاں جاتی ہو اور وہاں جا کر کے گنبد کے اندر داخل ہو کر جس کا بالکل تنگ دروازہ ہو اس سے اندر داخل ہو کر اور وہاں روشنی وغیرہ کا کچھ انتظام نہ ہو اور جب سے یہ کام شروع ہوا ہے بہت سے ناجائز طریقے سے عورتوں کا آنا جانا ثابت بھی ہو چکا ہے چنانچہ بعض آدمیوں نے اپنی عورتوں کو طلاق بھی دی ہیں۔ جو آدمی کرانے والا ہے اس نے کئی دفعہ یہ لفظ کہہ ہیں اور عام مجمع میں کہہ ہیں کہ خاندان کعبہ میں بھی زنا وغیرہ ہوتا ہے شرابیں پی جاتی ہیں انقض تمام بد معاشیاں وہاں ہوتی رہتی ہیں۔

جو نعت خواں ساتھ لے جاتا ہے وہ سارے تقریباً صورتاً و سیرتاً شریعت کے خلاف ہوتے ہیں اور عشقہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور اہل شہر اس بات کو بہت ہلاکت ہے چنانچہ روکنے کی کوشش بھی کی اور اس نے وعدہ بھی مسجد میں بیٹھ کر کیا کہ آئندہ میں اکیلا ہی جاؤں گا اور عورتوں کو بند کر دوں گا اگر عورتیں نہ

رکھیں تو میں جانا بند کر دوں گا لیکن اس کے بھی خلاف کرتا ہے اور کہتا ہے خواب میں حضور نے فرمایا ہے کہ عورتیں جہاں چاہیں جانے دو کیوں روکتے ہو لہذا ہم اہل سنت والجماعت حنفی ہیں ہم آپ سے اس کا فتویٰ قرآن حدیث اور فقہ حنفی کی مدد سے طلب کرتے ہیں آپ فقہ حنفی کی عبارتیں مہربانی کے نقل فرمادیں تاکہ آج کل کے علماء کی ذاتی رائے سے بچ کر فقہ حنفی کے اور امام ابوحنیفہ کے مقلد ہو جائیں اور کبھی کبھی نوجوان لڑکیاں بھی وہاں بلند آواز سے نعتیں پڑھتی ہیں مہربانی فرما کر ہر ایک جزئیہ کا حدیث قرآن و فقہ سے جواب عنایت فرمادیں۔

الجواب۔ نذر قبر ذکر خدا و رسول بل بلائہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہتر ہے سب نزل رحمت ہے و دفع زحمت ہے مردہ ذکر سے انس پاتا اور وحشت دفع ہوتی ہے میلاد مبارک میں ذکر اللہ و ذکر حضور پر نور رسالت پناہی ہوتا ہے۔ اس طرح وہاں عورتوں کی شرکت نہ چاہئے مگر اس سے وہ فعل ناجائز نہیں عورتوں کو روکا جائے۔ کوئی اچھا کام پہلے نہ ہو اب شروع کیا جائے اس سے وہ برا نہیں ہو سکتا اچھا کام جب ہوگا اچھا ہی ہوگا حدیث میں سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ الخ اس سے یہ امر ظاہر اور اصل کا عوارض سے بچنا نہ ہونا بالکل واضح و باہر۔ کیا مسجد میں جمعہ کو یا کسی دن عورتیں آئیں اور ایسی بے حیائی اڑھ لیں کہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہوں دروازے سے مردوں کے جھوم میں آئیں جائیں تو ان کی اس ناجائز حرکت سے مسجد ہی کو نیرباد کہہ دیا جائے گا اور جمعہ ہی کو ناجائز متا دیا جائے گا جہاں جمعہ ہوتا رہا ہے وہاں کے جمعہ کو نہ ہی آج کسی مسجد میں نیا جمعہ قائم ہو اسی کو ہی۔ عورتوں کو وہاں حاضری سے خصوصاً اس بے حیائی کے ساتھ اس سے روکا جائے۔ وہ عورتیں اور جو اس بے حیائی سے راضی ہوں وہ سب گنہگار حرام کار مستحق نار ہیں۔

میلاد مبارک کی نسبت وہ حکم لکھا گیا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ میلاد مبارک کا نام کر کے وہاں بجائے میلاد مبارک عشقہ اشعار گانا گوانا نوجوان عورتوں کے جذبات کو ابھارنا مقصود ہو تو اس کے حرام ہونے میں کیا کلام۔ وہ شخص نہایت بد لگام ہے جس نے ایسا بکا۔ کعبہ معظمہ کا نام لے کر مگر مکہ معظمہ کو بھی عوام کعبہ ہی کہتے ہیں اس سے بظاہر اس کا مقصود بھی نفس کعبہ نہیں بلکہ شہر مکہ ہی ہے اور ان لوگوں پر زور جو میلاد مقدس کو اس جیلہ سے روکتے ہیں پھر بھی اسے ایسا نہ کہنا چاہئے تھا اس کا انداز کلام بہت برا ہے۔ میلاد مبارک اگر وہ حسن نیت سے کرتا ہے تو عورتوں کی بے پردگی کو روک کے اس طرح بے حیائی سے انھیں شرکت سے

مانع ہونے روکیں تو حسب وعدہ خود رے کے مردے کے استیناس اور اسے ایصال ثواب کے لئے اگر وہ یہ کرتا ہے اس طرح کہے۔ عورتیں نہ شریک ہوں چند روز بعد جب ان کی اس بے حیائی سے حاضری کا سبب ہو جائے تو جیسا چاہے کرے۔ میلاد مبارک نیک لوگوں سے وہ میسر نہ ہوں تو مستورا الحال اصحاب جو بظاہر متشرع ہوں ان سے پڑھواتے فساق سے نہ پڑھواتے۔

اس نے اگر یہ بھوٹ بکا ہے کہ خواب میں حضور نے ایسا فرمایا۔ حضور پر افترا کیا ہے جب تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم بنالیا تو بکرے اور اٹھ سے ڈرے۔ حضور پر افترا کی لعنت اس کے عظیم وبال و نکال کو ہلکا نہ جانے۔ اور اگر اس نے افترا نہیں کیا تو یقین جانے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک ہیں اس سے کہ اپنی شریعت طاہرہ کے خلاف خواب میں حکم فرمائیں یقین کرے کہ حضور نے فرمایا ہو گا کہ عورتیں جہاں چاہیں نہ جانے دو تم کیوں نہیں روکتے ہو۔ اس کے سننے میں غلطی ہوئی پھر کوئی حکم خواب سے سچ ہو جائے تو پھر اوروں کے خوابوں کو وہ بھی بھوٹا نہ کہہ سکے گا۔ اگر کوئی اس کی طرح یہ ادعا کرے کہ مجھے خواب میں ایسا حکم ہوا ہے کہ عورتوں کو مزار پر نہ آنے دو اور جو اس میں مزاحم ہو اس کی گردن مار دو جو مزار پر بیٹھ کر عشقیہ اشعار پڑھے پڑھواتے عورتوں کا مجمع کرے ان کے جذبات اجماع سے اسے مار ڈالو یا یہ سزا دو یا فلاں شخص کی بی بی ماں بہن وغیرہ سے نکاح کر لو وغیرہ وغیرہ تو وہ اس کو مان لے گا اور اس حکم کی پابندی کرے گا اور اسے ہانڑ جانے گا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه فاكذبوا بكم و بكم وسلم۔

اگر وہ شخص بھوٹ بکتا ہے اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نہ کی یوں ہی خواب دل سے گڑھا اور حضور پر وہ ناپاک افترا کیا جب تو اس پر اشد الزام ہے جلد توبہ کرنا فرض ہے اور اگر فی الواقع وہ اس دولت بیدار دیدار پُرانوار سرکار ستر ہر کار سے مشرف ہوا تو یقین کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہرگز وہ نہ فرمایا جو اس کے سننے میں آیا۔ شیطان نے آواز و کلام میں تلبیس کی اس کے کان میں کلام ابلیس پہنچا۔ ماشا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ فرمایا ہو جو خلاف شرع مقدس ہے۔ فتاویٰ غزنیہ میں حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ الغزنیہ فرماتے ہیں۔ اما در قسم سوم شیطان گاہے آوازے و کلامے تلبیس می کند و دوسوہ می اندازد چون بشہادت بعض روایات کہ در وقت قرأت سورۃ نجم وقت سکوت آنجناب شیطان حرف دوسوہ گفتہ بعض سامعین مشرکین را مشتبہ ساخت در حین حیات این معنی ممکن باشد در خواب چرا ممکن نیست لہذا در شریعت غر احکام خواب بلاصحت نمی شمارند الخ

جو لوڑکیاں وہاں بلند آواز سے نعت پڑھتی ہیں وہ گنہگار بدکردار مستحق نار ہیں۔ نیز وہ مرد بھی جو ان کی آواز پر کان دھرتے اور ان کی اس حرکت پر راضی ہوتے ہیں۔ عورت کی آواز بھی عورت ہے یہاں تک کہ اگر جماعت میں شامل ہو اور امام کو سہو ہو تو سبحان اللہ نہیں کہہ سکتی امام کو سہو سے یوں آگاہ کرے کہ پشت دست پر ہاتھ مارے جیسا سیدنا محبوب الہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات طیبات میرالاولیاء شریف میں ہے نماز میں تکبیر و قرأت کچھ آواز بلند نہیں پڑھ سکتی۔ فتاویٰ عزیزیہ یہ رسالہ نماز نساں میں ہے۔ آواز بلند بیچ وقت قرأت سخن خواند و نہ تکبیرات آواز گویند ہمہ را آہستہ گویند بیچ جا آواز بلند نکنند تا سلام ہمیں طور آہستہ ہر وقت ہر چیز را گفتہ باشند۔ ان عورتوں کو وہاں جانا ہی نہ چاہئے نہ کہ وہاں آواز بلند پڑھنا غنیہ میں کفایہ شعی سے ہے

سئل القاضی عن جوارح خروج النساء الی المقابر فقال لا یسئل عن الجوارح والفساد فی مثل هذا وانما یسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فیہ واعلم انہا کما قصدت الخروج کانت فی لعنة اللہ وملائکته واذا خرجت تحفها الشیاطین من کل جانب واذا انت القبور یلعنہا ریح المیت واذا رجعت کانت فی لعنة اللہ ذکرہ فی التاتارخانیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از میرٹھ مرسلہ جناب مولوی غلام جیلانی صاحب مدرس مدرسہ اجمادی لاہور سے
اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے اس شعر پر ہے یا حضور کی قسم غفلت عیش ہے تم الخ بظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس میں غیر ذات و صفات غزول کے ساتھ قسم کھانی گئی ہے جو شرعاً مکروہ ہے۔
۲۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستخط فتاویٰ کے آخر میں اس طور پر ہوتے تھے کہ احمد رضا عفی عنہ بعض اشخاص کا خیال ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا کمال ادب اس ترتیب کے عکس کا تقاضا تھا یعنی اپنا اسم گرامی نیچے اور سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اوپر تحریر فرماتے معلوم ہوتا ہے یہ ترتیب کاتب کی تراشیدہ ہے۔

الجواب۔ یہاں جواب یہ خیال میں آتا ہے کہ سارے حلف بغیر اللہ مکروہ و حرام نہیں اور حرام و مکروہ حرمت و کرامت من متساویۃ الاقدام نہیں۔ بعض تو۔۔۔۔۔ اس قدر اشد حرام ہیں جیسے طواغی و انداد کفار کے ساتھ حلف کہ ایک صورت میں کفر یقینی ایک میں۔۔۔۔۔ پھر وہ حلف جو طواغی و انداد۔۔۔۔۔ کے ساتھ خاص ہو جیسے امانت کے ساتھ حلف کہ اہل کتاب کا حلف تھا پھر حلف بالآبار وغیرہ لغات میں زیر حدیث من حلف فقال فی حلفہ باللات والعزیٰ للیقل لا الہ الا اللہ، یجتم

حضور یاد الہی ہی ہے حدیث قدسی میں ہے جملتک ذکر امن ذکر من ذکرہ فقد ذکر فی۔ تو ذکر الہی کی قسم غیر خدائی قسم ہی نہیں اگر کوئی کہے یوں تو حضور بھی ذات خدا سے جدا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہے مگر حضور خدا بھی نہیں نہ اس کی صفت۔ لہذا ذات حضور کی قسم نہ چاہئے اور ذکر حضور ذکر خدا ہی ہے لہذا اس میں حرج نہیں۔

ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یاد حضور کی قسم میں یاد سے مراد وہ یاد جو ان کی ان کا رب عزوجل فرماتا ہے۔ یا یاد حضور سے یہ مراد کہ وہ یاد الہی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب اقدس میں ہر آن جلوہ فرماتا وہ ذکر خداوندی جس میں حضور مشغول ہر آن اور جس سے حضور جان نور کا پر نور ذوال رُواں ہے۔ یا یاد حضور میں لفظ حضور مراد ف شہود ہے ضد غیب منافی غفلت یعنی شہود و شاہد و مشاہد و شہود حقیقی عز جلالہ کے ذکر یا دکی قسم کہ غفلت عیش تم ہے یا یاد حضور کا یہ مطلب کہ وہ یاد جو دلادت اقدس پھر جب سے لے کر وفات اقدس تک بلکہ اس کے بعد بھی آج تک اور تا قیام قیامت دنیا و برزخ و حشر میں جو امت مرحومہ کی فرمائی فرما ہے ہیں فرماتے رہیں گے اس یاد کی قسم اس حیثیت سے کہ وہ وحی خدا ہے کہ فرمایا و ما یسطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی اس خاص وحی الہی کی قسم جسے یاد حضور سے تعبیر کیا ہے۔

اور وہ جو حدیث میں فرمایا میں حلف بغیر اللہ فقد اشرک اس سے مراد یہی ہے کہ جو مشرکوں کی طرح کہ جس اعتقاد سے وہ مشرکین بتوں کی قسمیں کھاتے تھے غیر خدا کی قسم کھاتے۔ شرح حدیث نے اس کا مطلب یہ فرمادیا کہ غیر خدا کی قسم باعتبار تعظیم آن غیر کھاتے تو شرک ہوگا اشعۃ اللغات میں اس حدیث کا ترجمہ فرمایا کہ سو گند خورد بغیر خدا باعتبار تعظیم آن غیر پس بہ تحقیق شرک گردانید ان غیر را بخدا و تعظیم اگر یہ مطلب نہ ہو تو معاذ اللہ کیا وہابی کی طرح کوئی ائمہ یہ کہے گا کہ خود حضور نے اسے شرک قرار دیا اور خود غیر خدا کے ساتھ حلف زبان مبارک سے ادا فرمایا۔ یہاں تو یا غیر ذات و صفات خدائی قسم ہی نہیں یا کمین مراد نہیں مجرود تقریر و تاکید مراد ہے۔ اور اس میں اصلاً محذور نہیں حدیث میں مراد علی الاطلاق حکم شرک نہیں۔ اور پر قرآن کی عبارت سے معلوم ہو چکا کہ خود حضور نے اذبح و ابیہ فرمایا غیر خدا کے ساتھ حلف کی نہیں سے پہلے فرمایا ہے یا بعد کہ صدور شرک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر نبی سے محال ہے اور تھا وہابی تو گنگوہی کی طرح اسے صاف شرک کہہ دے گا جیسے گنگوہی نے تقدیس القدر میں صاف کہہ دیا کہ صدور شرک آنجناب سے لامحالہ ممکن جہا اعمال بدرجہ اولیٰ ممکن بلکہ اسی کے ص ۲۲ پر حضور سے معاذ اللہ شرک کا وقوع ثابت

کیا کہ شرک کے افراد مباح تک ہیں (تا) خود فخر عالم آپ ہی تو شرک ثابت کرتے ہیں اور خود اس کے ---
 کہہ دے گا کہ خود حضور نے حلف بغیر اللہ کو شرک کہا اور محمد افلح و اہیہ فرما کر (معاف اللہ) شرک کیا
 ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتویٰ کے آخر میں اکثر یوں اپنا نام نامی تحریر فرماتے تھے کہ **بسم اللہ العلی العظیم محمد رسول اللہ**
 اعلیٰ حضرت اور کبھی اس طرح فقیر محمد غفرلہ جس طرح سوال میں نقل کئے ہیں یہ طرز حضرت قدس سرہ کا نہ
 تھا کاتب کا ایجاد ہے اور یہ بھی سو ادب نہیں کہ جہاں مہر نبوت صلی اللہ علیہ وسلم آئے وہ مجاہد و بارک و علم سے
 یہ ادب معلوم ہوا کہ اسم جلالت بالاکتوب تھا اس ترتیب پر مہر اقدس پشت مقدس پر تھی محمد رسول اللہ وہاں
 قرآن عظیم میں یوں بھی ہے محمد رسول اللہ تو معلوم ہوا کہ یہ بھی سو ادب نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!
مسئلہ۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی بخشش ہر جگہ ہوتی ہے یا کسی خاص خاص جگہ پر۔

(۲) اولیاء اللہ کا سایہ اپنی اولاد پر یا عام طور پر بصورت اعتقاد صوفیائے کرام ہر جگہ رہتا ہے یا اپنی
 خانقاہ یا مقبرے کی چار دیواری تک محدود رہتا ہے۔

الجواب۔ (۱) وہ جہاں چاہے اپنی بخشش اپنی رحمت اپنی برکت نازل فرمائے مگر بعض جگہ
 امید بخشش زائد ہوتی ہے کسی جو اس صانع میں اس صانع کی برکت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(۲) اولیاء کے مراتب متفاوت ہیں اولیاء سے فیض ان کے مزار ہی پر نہیں ملتا دوسرے بھی ملتا ہے
 مگر دوسرے اور نزدیک حاضر ہونے میں زیادت توجہ کافرق ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از شہر

زید میلاد شریف پڑھتا ہے اور وہابیوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے اور وہابیوں کی بنائی نثر بھی پڑھتا
 ہے زید نے روایت کی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دفن کرنے کے وقت ایک صحابی نے
 خطاب کیا کہ اے قبر بی بی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
 کی اور والدہ ہیں حسن حسین رضی اللہ عنہما کی تو قبر سے آواز آئی کہ یہ جگہ حسب نسب بیان کرنے کی نہیں ہے
 یہاں عمل صالح کا ذکر روین اسی کو طے جس کے عمل اچھے ہوں گے یہ روایت صحیح ہے یا غلط ہے اگر غلط
 ہے تو اس کے پڑھنے والے کو کیا حکم۔ زید جو وہابیوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے وہابیوں سے میل جول رکھتا
 ہے اور ان کے پاس بیٹھ کر انہیں کیسی گفتگو کرتا ہے زید سے میلاد شریف پڑھوانا جائز ہے یا ناجائز ہے

اور زید کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ ایسا شخص جو وہابیوں سے میل جول رکھتا ہے اتنا ہی نہیں بلکہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے اس سے ہرگز میلاد مبارک نہ پڑھوائیں اسے واعظ مسلمین نہ بنائیں یہ روایت میں نے کہیں نہ دیکھی جو بیان کرتا ہے وہ کس کتاب معتبرہ کی بیان کرتا ہے ثبوت پیش کرے اگر کسی معتبرہ کتاب کی روایت یہ ہو بھی جب بھی اس سے اس کا اگر یہ مطلب ہو کہ نسب نبوی قطعاً غیر نافع ہے تو یہ مطلب مردود ہے حدیث میں ہے ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع کل سبب و نسب منقطع یوم القیامة الانسبی و سببی فانہما موصولۃ فی الدنیا و الاخرۃ۔ اس سوا اور بھی احادیث ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسب کریم تو حضور کا نسب کریم ہے حضور کے صدقہ میں اور ول کے نسب بھی نافع ہوتے ہیں خود قرآن عظیم سے نفع نسب کا حال معلوم انبیاء اولیاء سے نسبت نسبی ہو یا سببی وہ نافع ہوتی ہے اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہابی ایک آنکھ کھولتا ہے اور ایسی حدیثیں دیکھ لیتا ہے جو تافخسر بالانساب کے رد کی ہیں اور دوسری پٹ کر لیتا ہے حدیث میں جہاں یہ فرمایا ہے یا بنی ہاشم لایأتین الناس یوم القیامة بالآخرۃ یحملونہا علی ظہورہم و تاتون بالدنیا علی ظہورکم لا اغنی عنکم من اللہ شیئاً یہاں تک کہ حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خطاب خاص فرمایا یا فاطمۃ بنت محمد یا صفیۃ بنت عبدالمطلب یا بنی عبدالمطلب لا املک لکم من اللہ شیئاً غیر ان لکم رحماساً بلہا بلالہا۔

وہابی ایک بھی پوری نہیں کھولتا کہ پوری کھولتا تو اسے یہ نظر آتا غیر ان لکم رحماساً بلہا بلالہا حضور مقام تحریف اپنے اہل بیت کو خشیتہ اللہ اور تقویٰ طاعت پر ابھارنے کے لئے ایسا ارشاد فرماتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ نسب محض ضائع ہے اس سے کوئی نفع نہیں۔ امام ابن حجر کی جتیمی صواعق مخرقہ میں فرماتے ہیں تنبیہ علم مما ذکر فی ہذہ الاحادیث عظیم نفع الانتساب الیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم ولا ینافیہ ما فی احادیث اخر من حشہ لاهل بیتہ علی خشیتہ اللہ واتقائہ و طاعتہ وان القرب الیہ یوم القیامة انما ہو بالتقویٰ و وجہ عدم المنافاة کما قالہ المحنب الطبری وغیرہ من العلماء انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم لا یملک لاحد شیئاً لانفعا ولا ضرراً لکن اللہ عزوجل یملکہ نفع اقاربه بل وجمع امتہ بالشفاعة العامة و الخاصة فهو لا یملک الا ما یملکہ لہ مولاه

كما اشار اليه بقوله غير ان لكم رحما ساءا بلها ببلالها وكذا معنى قوله لا اغنى عنكم من الله شيئا
 اي محرو نفسي من غير ما يكرمني به الله من نحو شفاعته او مغفرة وخطا بهم بذلك رعاية لقام
 التحذير والحث على العمل والمحرص على ان يكونوا اولي الناس حظا في تقوى الله وخشيته ثم اوما الى
 حق بجمه اشارته الى ادخال نوع طمانينة عليهم وقيل هذا قبل علمه بان الانتساب اليه ينفع وبانه
 يشفع في ادخال قوم الجنة بغير حساب ورفيع درجات آخرين واخراج قوم من النار، ولما خفي ذلك
 الجمع عن بعضهم حمل حديث كل سبب ونسب على ان المراد ان امته صلى الله تعالى عليه وسلم
 يوم القيامة ينسبون اليه بخلاف امر الانبياء لا ينسبون اليهم وهو بعيد وان حكاة وجهها في الروضة
 بل زيادة ما مر من استناد عمر اليه في المحرص على تزوجه بامر كشمور وقراره على المهلجين والانصار
 له على ذلك وزيادة ايضا ذكر الصهر والحسب مع السبب والنسب كما مر وغضبه صلى الله تعالى عليه
 وسلم لما قيل ان قرابته لا تنفع الخ

اي من مكة ٢١٢ پر ہے لایانی بخدا الاحادیث ما فی العصیہین وغیرہا ان علما نزل قوله تعالى
 "وانذار عشيرتک الاقربین" خرج فجمع قومه ثم عمر وخص بقوله لا اغنى عنكم من الله شيئا
 حتى قال يا فاطمة بنت محمد اما لان هذه الرواية مجهولة على من مات كافرا او انها خرجت من خروج
 التغليظ والتنفير وانها قبل علمه بانه يشفع عموما وخصوصا الخ اي من مكة ٢١٣ پر ہے صلاح
 الذرية ينفع في الآخرة فقد صح عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله تعالى الحقنا بهم ذريتهم
 انه قال ان الله يرفع ذرية المؤمن معه في درجته يوم القيامة وان كانوا ذرية في العمل وصح عنه
 ايضا في قوله تعالى وكان ابوهم صالحا انه قال حفظا بصلاح ابوهم وما ذكر عنهما صلاحا وقال سعيد
 بن جبير يدخل الرجل الجنة فيقول ابن ابي ايمن والدي ايمن ثم اقول له انه علم
 بهما مثل عمالك فيقول كنت اعمل لي ولهم فيقال لهما دخلوا الجنة ثم قرأ جئت حدان
 يدخلونها ومن صلح من اباؤهم وازواجهم وازواجهم فاذا نفع الاب الصالح مع انه السابع كما
 قيل في الآية وهم الذرية فما بالك بسيد الانبياء والمرسلين بالنسبة الى ذرية الطيبة الطاهرة
 الطاهرة ولقد قيل ان حمام الحرم انما اكرم لانه من ذرية حماتين عششتا على خارثور الذي اختفى
 فيه صلى الله تعالى عليه وسلم عند خروجه من مكة للهجرة الخ والله تعالى اعلم

مسئلہ۔ شہادت نامہ، جنگ نامہ، نور نامہ، داستان امیر حمزہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟
الجواب۔ شہادت نامہ جس میں تمام تر صحیح صحیح روایات ہوں اس کا پڑھنا اچھا ہے جیسے آئینہ قیامت اور جو غلط و باطل روایات پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا سخت برا اور ناجائز ہے۔ جنگ نامہ، نور نامہ دیکھا نہیں وہ اگر غلط روایات، افتراءات پر مشتمل ہوں تو ان کا حکم یہی ہے کہ ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ داستان امیر حمزہ از سر تا پا کذب و بہتان افتراء و طوفان محض دروغ بے فروغ ہے اور اتنا ہی نہیں چوں کہ اس کا مصنف لافضی تھا اس میں جا بجا صحابہ کرام پر تبرا ہے اس کا پڑھنا حرام حرام حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ انا فقہار میاں محلہ کبیر خاں پبلی بمیت ٹریننگ آئی، آئی بریلی مورخہ ۲۹ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ زید لیک شخص سنی مسلمان ہے جو ٹائی باندھتا ہے جس کے چاند بھائی بھی ٹائی لگاتے ہیں جو برس برس روزگار ہیں اس کے بھائی بھی برس برس روزگار ہیں زید کی شادی ہوتی ہے وہ اس وقت ٹائی نہیں باندھتا ہے لیکن اس کے بھائیوں کے ٹائی لگی ہوتی ہے ایک علماء دین جو کہتے ہیں کہ ٹائی باندھنا کفر ہے زید کی شادی میں شرکت کرتے ہیں کھانا وغیرہ بھی کھاتے ہیں اور اس نے زید کا نکاح بھی پڑھایا۔ جب کہ اس کے چاروں بھائی ٹائی باندھ کر نکاح میں شریک ہوئے تھے۔ اب زید کے یہاں کھانا، کھانا حرام ہے یا نہیں اور اس علماء دین نے یہ جانتے ہوئے کہ ٹائی باندھنا کفر ہے نکاح پڑھایا اور شادی میں شرکت کی اور کھانا وغیرہ بھی کھایا شریعت کی رو سے اس علماء پر کیا حکم ہے؟ صحیح جواب سے آگاہ کیجئے۔

الجواب۔ ٹائی لگانا اشد حرام ہے وہ شعار کفار بمانجام ہے نہایت بد کام ہے وہ کھلا رد فرمان خداوند ذوالجلال والا کرام ہے۔ ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدہ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے سولی دیے جانے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہو جانے کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہر نصرانی یوں ٹائی اپنے گلے میں ڈالے رہتا ہے ہر ٹوپ میں۔ نشان صلیب رکھتا ہے جسے کراس مارک کہتا ہے۔ ٹائی کی طرح یہ کراس مارک بھی رد قرآن ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ کہ قرآن فرماتا ہے مَا قَتَلُوا وَمَا صَلَبُوا بِهِ يَهُودُ عَلَىٰ سَبِيلِ اللَّهِ سَوَاءٌ لَّهُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعَذَابُ أَلِيمٌ۔ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلیہ وسلم۔ مگر جہاں اس حقیقت سے ناواقف ہیں۔ وہ لے محض ایک وضع جانتے ہیں اس لئے انھیں اس کے لگانے پر کافر نہ کہا جائے گا۔ کفریت قول یا فعل اور بات ہے اور مرتکب کو کافر ٹھہرانا اور۔ واللہ تعالیٰ جو الہادی و ہدوولی اعظم!

ثانی ہاندھنے والا بیٹ لگانے والا اور ہر فاسق معین ظالمین میں ہے اور اسے غرور چل فرماتا ہے
 واما یسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ہ عارف باللہ طرا احمد حیون استاذ سلطان
 عالمگیر رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں الظلمین بعد الفاسق والمبتدع والکافر
 جن کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ان کے ساتھ مواکلت، مشارکت، نمری مجالست سے اور زیادہ ممنوع، علماء
 پر اور زیادہ بحیث لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم!
مسئلہ۔ ساس یعنی بیوی کی ماں کا ہاتھ تعظیماً چومنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک صاحب مفتی عالم یہ
 فرماتے ہیں کہ ہاتھ چومنا نہیں چاہیے بسبب فساد زمانہ۔ رضاعی بہن سے پردہ نہیں ہے لیکن علماء فرماتے
 ہیں کہ پردہ بہتر ہے۔

الجواب۔ بے شک وہ سنی عالم صحیح کہتے ہیں۔ ہرگز نہ چاہیے۔ جب کہ یہ اور وہ دونوں جوان ہوں
 یا ایک دونوں میں سے جوان ہو اور خوف فتنہ ہو تو قبیل تو قبیل اس صورت میں تو ہاتھ میں ہاتھ لینا بھی نہ
 چاہیے شہوت ہی سے ہاتھ میں ہاتھ لینا ناجائز نہیں بے شہوت بھی ناجائز ہے جب کہ شہوت سے امن
 نہ ہو شہوت اس وقت نہیں اس وقت خالص تعظیم و تحیت ہی کے لئے بوسہ دیا یا پاک محبت ہم سے
 ہاتھ میں ہاتھ لیا مگر ہاتھ میں ہاتھ آنے سے شہوت سے مامون نہیں تو قبیل کیسی؟ محض مصافحہ ہی جائز نہ
 ہوگا جیسے امتہ اجنبیہ کو اس وقت ہاتھ لگانا جائز نہیں اس کا اور امتہ اجنبیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم
 ہے۔ در مختار میں مجتبیٰ سے ہے۔ ومن عرسہ وامتہ الحلال لہ وطلوہا فخرج المجرسۃ وامتہ الکاتبۃ
 والمشرکۃ وملتوحۃ الغیر والمحرمة برضاع او مصاہرۃ فحکمہا کالاجنبیۃ۔ روا مختار میں ہے۔ قولہ
 کالاجنبیۃ ای کالامۃ الاجنبیۃ بدلیل مافی العنایۃ، حیث قال قید بقولہ من امتہ الق قیل لہ لان
 حکم امتہ المجرسۃ والحق ہی اختہ من الرضاع حکم امتہ الغیر فی النظر لیلہا لان اہامۃ النظر لیلہ
 البدن مبنیۃ علی حل الوطاء فینتقل بانتمائہ ام
 اور حکم امتہ الغیر یہی ہے کہ اگر اپنے نفس پر یا اس پر شہوت کا خوف ہو تو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ در مختار
 وکشف الحقائق و مجتبیٰ وغیرہ اسفار میں ہے۔ واللفظ لہ (وحکامۃ غزویہ) ولو مدبرۃ اقام ولد لکذا

عہ لیست المرادہ ہا المحرمۃ وهو ابون من یمنہ..... ای قولہ العنایۃ الشامی بدلیل مافی العنایۃ اما اولاً لظاهر ان حکم
 الاجنبیۃ المحرمۃ فی النظر والمس غیر حکمہا واثانایا سالی للشارح فہو تحت قول۔

فينظر اليها كحرمه (وما حل نظره) مما مر من ذكره وانثى (حل لمسها) اذا من الشهوة على نفسه وعليها، وان لم
 يأمن ذلك او شك، فلا يحل له النظر والمس ام مختصراً، الامن اجنبية۔ رد المحتار میں ہے۔ (قوله الامن
 اجنبية) اي غير الامة حليفة تدرية شرح طريقة محمدية میں ہے۔ ومن الافات المماسه بشهوة لغيره وجته وامته
 الحلال له بخلاف المحبوسية التي انكسها للغير وفيما اذا كانت امه او اخته من الرضاع او امرأته او ابنتها
 اور یہ نہ کہا جائے کہ اس صورت میں تو اپنی محارم کو دیکھنا یا مس کرنا بلکہ اپنی ماں کی طرف بھی نظر کرنا حلال نہیں
 حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من قبل رجل امه فکانما قبل حبة الجنة۔ تو کہا یہی فتویٰ ماں
 کے لئے بھی دیا جائے گا۔ احکام الفقہ تجزی علی الغالب من دون نظر الی النادر خیال میں رہے۔

ماں بہن کی طرف نظریا انھیں مس کرنے میں ہرگز غلبہ احتمال شہوت نہیں بلکہ یقیناً اس کا عدم اس سے
 امن ہی غالب ہے ہاں اس کا امکان ہے تو یہاں اس بنا پر یہ ہی کہا جائے گا کہ ماں اور اور محارم نسبیہ کی نسبت
 نظر اور ان کے ان اعضا کا مس جن کی طرف نظر جانتے ہیں یا نہ ہے ہاں اگر احتمالہا جانین سے شہوت کا اندیشہ
 بھی ہو تو جائز نہیں اور امیہ غیر اور محرمات رضاع و صہرہ میں احتمال شہوت مس میں غالب ہے اور لا اقل در ذل
 احتمالوں میں تسویہ ہے اور بہر صورت یعنی غلبہ احتمال شہوت لیجئے یا احتمالین میں تسویہ مانتے یہی کہا جائے گا
 کہ مس حرام ہے ہاں اگر شہوت سے امن ہو جانین سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے۔ کیا نہ دیکھا
 کہ حضرات فقہائے کرام نے ان محرمات رضاع و صہرہ کو کالامۃ الاجنبیہ فرمایا جب دربانہ نظروں محرمات
 نسبیہ و رضاعیہ و صہرہ و امۃ الغیر کا ایک ہی حکم تھا تو کالامۃ الاجنبیہ سے بہتر تو یہی تھا کہ یوں فرماتے کہ
 محرمات الرضاع والصہرہ والمحرمات بالنسب ما حل نظره و لمسہ من تلافی المحرمات النسبیۃ حل من ہذہ
 النسبۃ ایضا مگر وہ انھیں ان کی طرح نہیں فرماتے امۃ اجنبیہ کی طرح کہتے ہیں اس میں یہی نکتہ معلوم
 ہوتا ہے اور اسی فرق کی جانب اشارہ جس کی تقریر ابھی ہم نے کی وہ شدائد محمدیہ

دیکھو اس فرق کی بنا پر حکم خلوت میں فرق ہے محرمات نسبیہ سے خلوت جائز ہے۔ اور رضاعیہ و صہرہ
 سے ناجائز جب کہ وہ جوان ہو۔

رد مختار میں ہے۔ والخلوۃ بالمحرم مباحۃ الا لاخت رضاعاً والصہرۃ الشاہبۃ۔ رد المحتار میں فرمایا
 قال فی القنیۃ فی استحسان القاضی الصدرا الشہید، ینبغی للخ من الرضاع ان لا یخلو باختہ من الرضاع
 لان الغالب ہنالہ الوقوع فی الجماع او وافاد العلامة البیری ان ینبغی معانہ الوجوب ہنا قولہ والصہرۃ

الشابة) قال في الفتية ماتت عن زوج وام فلها ان يسكن في دار واحدة اذا العرغنا فالفقنة وان كانت الصويرة
شابة فليس يران أن يمنعوها منه اذا خافوا عليها الفقنة ام واصهار الرجل كل ذي رحم محرم من زوجته
على اختيار محمد والمساءلة مفروضة هنا في امها والعلّة تفيضان الحكم كذلك في بستها ونحوها كما لا يخفى۔
دیکھو اجنبیہ کے ساتھ خلوت کو مطلقاً حرام فرمایا جیسے مس از مشار کی عبارت مذکورہ بالا جو الامن اجنبیہ تک
ہے اس میں اس لفظ کے بعد ہے فلا یعمل من وجہها وکھاوان امن الشهوة لانه اغلظ ولذا تثبت
بمحرمۃ المصاهرة وهذا فی الشابة..... وفي الاشياء الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام۔ اور محرم نسبی کے ساتھ خلوت
کو مباح فرمایا اور یہ ظاہر ہے کہ اگر شہوت وفتنہ کا خوف ہو تو ان کے ساتھ بھی خلوت جائز نہیں۔ اور محرمات سبب کے
ساتھ خلوت کو مباح نہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر خوف فتنہ نہ ہو تو ان کے ساتھ بھی خلوت جائز ہے۔ یوہیں میں اجنبیہ
تو بے ضرورت و حاجت مطلقاً مکروہ و حرام ہے۔ وان امن الشهوة اور محرمات سبب کا جائزہ اگر شہوت سے مانگنا
مورد نہ جائز اور محرمات سبب کا ناجائز۔ اگر خوف شہوت وفتنہ نہ ہو تو جائز۔

اور پر جو تقریر فقیر نے کی تھی محض تفقہ تھی پھر دربارہ خلوت یہ جرح پلایا والحمد لله محمد اکثر علیہم السلام
من مطابقة العقول بالمنقول اور متون بوجہ اختصار ایک ہی عبارت میں بیان کر جاتے ہیں اور شروع اس میں
متون کے تابع ہو ہی چاہیں ہاں یہ حضرات کبھی تصریحات بعد شرح کرتے ہیں اور کبھی اشارات ہی سے کام
لیتے ہیں یوہیں ماتن حضرات بھی نفس متن میں کہیں کہیں اشارے کر جاتے ہیں اور اگر حرمت سبب کو جنہیں
در بارہ نظر مثل اجنبیہ فرمایا گیا ہے در بارہ مس اجنبیہ تو کی طرح اس زمانہ فساد میں کہ مس اغلظ ہے تو وہ سبب
کو نا منقطع ہو جائے گا اگرچہ اس کا کوئی قائل نہ ہو لیکن مع مگر سد ذرائع واجب ہے اپنی شریعت کا۔ اس زمانہ
فساد میں جب کہ جوان زمین خصوصاً بیوہ مس اور رضاعی مالہ ہوں تو میرے نزدیک... مس کا نظر غلیظ
تو ہے مکروہ تر ہونا اور ہمارے قاعدہ مذہب یعنی سد باب فتنہ کا اس سے غیر آبی ہونا ظاہر۔ وکون احکام
مختلف باختلاف الزمان۔ جیسے اتنا فقیر کے نامحرم کے ساتھ سفر و خلوت کے بارے میں باوجود کے کمان کیا
نسبت کوئی خاص حکم مذکور نہیں مشائخ قرون سابقہ مختلف ہوئے کسی نے حلال فرمایا اور کسی نے حرام دونوں
قولوں کی تصحیح کی گئی اس کے بعد اس زمانے میں بوجہ غلبہ اہل نسا علامہ حکنی نے علامہ ابن کمال سے در بارہ
ناجواز ہی نقل فرمائی اور اسی قول کا ان سے معنی یہ ہونا نقل فرمایا اور علامہ شامی نے اس کے نامحرم کے ساتھ خلوت
کا اس سے الحاق فرمایا۔ شامی میں ہے۔ لعمریکہ محمد الخلوۃ والمسافرة بامام الغیور وقد اختلف المشائخ

فی العمل وعدمہ وھما قولان صحیحان ما قول، لکن ھذا فی زمانہم لعماسید ذکرہ الشارح عن ابن کمال انہ
لنساخر الامۃ بلا محرم فی زماننا الغلبۃ اهل الفساد وبہ یعنی فتأمل۔

اور نفس تقبیل میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ عالم دین و سلطان عادل کے علاوہ کسی کی
دست بوسی نہ چاہئے بعض ان کے سوا اوروں کی دست بوسی کی بھی رخصت دیتے ہیں جب کہ اس کے مقصود
اس کے اسلام کا اکرام و تعظیم ہو پھر وہ جو یوں رخصت دیتے ہیں وہ بھی ترک کو اولیٰ بتاتے ہیں اور خود لفظ رخصت
باطلی نہ لہرنا دی کہ ترک اولیٰ ہے پھر تقبیل الرجل الرجل والمرأۃ المرأۃ کی رخصت سے تقبیل الرجل المرأۃ
والمرأۃ الرجل کیونکر نکل سکتی ہے۔ حدیث ترمذیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرمایا۔ تقبیل ید الانسان العالم بالعلوم
الشرعیۃ والسلطان العادل جائز قال فی الاشیاء من قبل یدغیرہ فسق الا اذا کان ذاعلمہ وشرف کذا فی
الظہیریۃ ویدخل السلطان العادل والامیر تحت ذی الشرف وتکلموا فی تقبیل یدغیرہما قال بعضهم
ان الادبہ ای بتقبیل الید تعظیم المسلم لاسلامہ فلا بأس بہ والاولیٰ للانسان ان لا یقبل یدغیرہ العالم
والسلطان العادل ام مختصر اسی میں ہے۔ رخص الامام الشیخ شمس الائمة الشریح وبعض المتأخرین تقبیل
ید العالم والمتوسع علی سبیل التبرع وعن سفیان قال تقبیل ید العالم سنة وتقبیل یدغیرہ لا یرخص
فیہ قال صدق الشہید وهو المختار واللہ تعالیٰ اعلم اور ایسی مجوزہ جس کی شہوت کا اندیشہ ہو نہ جس
پر شہوت کا شک ہو کے اگرچہ اجنبیہ محض ہو اس سے مصافحہ اور اس سے خلوت دارو اس کا اس کے ساتھ
سفر سب کچھ جائز ہے۔ وھذا المسائل جمیعاً مباحۃ فی اکثر الکتب الفقہیۃ مگر اس کی تقبیل کی نسبت
کسی نے نہ لکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

ایمز جسی دور کا ایک یادگار فتویٰ

مسئلہ۔ از مرزا متاثر بیگ رضوی۔ پھرت پور (ایم پی)
سیدی مرشدی و مولائی حضور منشی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ناماندانی منصورہ بندی (فیملی پلاننگ) کے متعلق نسبندی کے آپریشن کرانے
کے بارے میں (معدتوں اور مردوں کے متعلق) کیوں کہ آج کل گورنمنٹ کی طرف سے ایسے احکام آئے ہیں
کہ نسبندی کا آپریشن نہ کرانے والے گورنمنٹی ملازم کو ملازمانہ ترقی نہ دی جائے گی (وغیرہ وغیرہ) عین نوازش ہوگی۔

شرع زید کافر ہو گیا اور جن مسلمانوں نے سوانگ دیکھا کیا ان کے نکاح خارج ہو گئے۔ اور جن مسلمانوں نے سوانگ دیکھا اور رات بھر ہنسی سے پیٹ پھلائے اور بعد اختتام سوانگ یہ بھی کہا کہ رات وہ نقل اچھی آتا رہی اور وہ کام اچھا دکھایا تو اس طرح دیکھنے اور کہنے والے مسلمانوں کا ایمان درست رہا یا نہیں جو اب مرحمت فرمایا جاوے، بیوا تو جبروا

الجواب۔ سوانگ یا کوئی تماشا کرنا اس کا دیکھنا اس سے لذت حاصل کرنا اس کی تعریف کرنا حرام حرام ہے۔ سوانگ کرنے والے اگر کفر کرتے ہوں۔ کلمات کفریہ کہتے ہوں۔ تو اس صورت میں جو اس سے لاشی ہو اس کی صورت اس کے نکاح سے خارج اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے تجدید اسلام کرے اور عورت سے پھر سے نئے مہر پر نکاح کرے وہ سب لوگ جنہوں نے سوانگ دیکھا اس کی تعریف کی اشد گنہگار تھے نارہوتے اور تحسین قول و فعل کفر کی ہو تو ان کا بھی حکم ہے کہ پھر سے مسلمان ہوں اور پھر سے نکاح بہر جدید کریں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوگ منانے کو مفتی شرع نے بتایا حرام ہے زید کہتا ہے کہ جب ذکر شہادت ہوتا ہے تو لوگ روتے ہیں یہ کیوں نہ کرے کیا سکوت کے عالم میں سنا چاہئے نہ خوشی کرے نہ رنج حکم فرمایا جائے، بیوا تو جبروا۔

الجواب۔ سوگ منانا اور بات ہے اور ذکر شہادت میں رقت طاری ہونا اور بات ہے واللہ تعالیٰ اعلم **مسئلہ**۔ عربی اور اردو کی محبت کتابیں اور کاغذ یا پرچہ ادب کے خیال سے جلا کر ان کی راکھ کسی گوشہ میں جہاں پر نہ جاسکتے ہوں وہاں دفن کر دیں تو گناہ تو نہیں؟ بیوا تو جبروا

الجواب۔ کچھ گناہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ محرم میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ صرف امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز ہونی چاہئے اور کسی کی نہیں۔ اور ہرے کپڑے پہننا چاہئے اور روٹی کا بسکٹ کا سنگڑا اوپر سے لٹانا چاہئے اور قلابہ جس میں سرخ اور ہرے گنتے رنگ کے پٹے ہوتے ہیں اس کو گلے میں پہننا چاہئے اور عطر وغیرہ نہ لگانا چاہئے اور شرہ سے تیر رنگ گھر میں بھاڑو نہ دینا چاہئے اور کام بھی چھوڑ دینا چاہئے؟ حکم فرمایا جائے کہ مذکورہ بالا کام درست ہیں؟ بیوا تو جبروا

الجواب۔ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ محرمیوں کے اختراع۔ ایسا کہنا اور کرنے والوں پر تو بلازم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ایک شخص سنی ہے اس کے یہاں برات کا کھانا ہے اس کے یہاں وہابی بھی کھانا کھانے آئیں گے لیکن اس شخص کے تایا وہابی ہیں تایا کی وہ شخص برا کہتا ہے اور جو شخص سنی کھانا کھانے جائیں گے تو ان سنی شخصوں کو چند لوگ کہتے ہیں کہ وہ بھی وہابی ہو گئے جو شخص سنی لوگوں کو وہابی کہتے ہیں وہ شخص خود تو وہابیوں سے ملتے ہیں اور سنی لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ وہابیوں سے میل ان کی طرف ادنیٰ میل سے آدمی مستحق نافرمانی ہے جو وہابیوں سے ملتے ہیں گنہ گار ہیں تو بہ کریں محض اتنی بات سے کہ وہابی سے ملے وہابی نہیں ہو جاتا جب تک ان کی بد صحبت کا یہ نتیجہ بد نہ ہو کہ ان کے کسی عقیدہ میں ان کا ہمنوا ہو۔ ہاں میل جول سے اس کا اندیشہ ہوتا ہے اسی لئے سرمدی مذہب سے میل جول اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا اس کے ساتھ کھانا پینا ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ علامہ غفر اجازت شوہر ایک پیر کامل کی مرید ہو گئی۔ کیا یہ عائشہ کا مرید ہونا بغیر اجازت شوہر کے درست ہے یا نہیں؟

ملا زید نے کہا کہ ہولی ان کا پاک تیو ہا رہے مگر یہ اس میں چوری کرتے ہیں یعنی چوری کے مجال سے ہولی جلاتے ہیں تو بکرنے جواب دیا کہ یہ ان کا ناپاک تیو ہا رہے لڑکی ابھی گوبرلیپ کر گئی ہے حکم فرمایا جاکے زید کو خارج از ایمان تو نہ ہوا؟

۱۔ حدیث اپنے شوہر کی خدمت چھوڑ کر ایک کمائی کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میں اس کی مالک ہوں کیا یہ درست ہے؟

الجواب۔ بیعت کے لئے شوہر کی اجازت و دکار نہیں ہاں شوہر یا باپ یا برادر وغیرہ یہ دیکھیں کہ شخص پیری کے لائق ہے؟ بے محرم عورت کا کہیں جانا درست نہیں نہ کسی نامحرم کو اپنے گھر بلانا گھر کے ذمہ دار لوگوں کے علم و اطلاع اور ان کی تحقیق کے بعد کسی لائق کو پیر بنانے واللہ تعالیٰ اعلم!

ملا زید پر قہر۔ تو بہ کہے تجھ دیا ایمان کہے جس نے مشرکوں کے شوہار کی تعریف کی۔

۲۔ صدقہ جو پاک کمائی کرتی ہے بے شک وہی اس کی مالک ہے۔ شوہر کی واجب خدمت ترک کر دی ہے تو گنہ گار ہے ورنہ گنہ گار بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زید کا وضو کرنے کی جگہ پر چشمہ ڈبی میں کچھ روپیہ رہ گیا اور زید جمعہ کی ستیں پڑھنے اندر مسجد میں چلا گیا اس کے بعد زید کو یاد آیا تو اس نے اعلان کیا تو جس شخص نے چشمہ اور روپیہ پایا اس نے زید کو دے

دے اس پر بکرنے یہ بات دہے ہوئے بھی یہ کلمے ادا کئے کہ ہم لوگوں میں کوئی چیز کسی کی گری ہوئی پائے تو دیتا نہیں اور ہندوں میں اس بات کا اتفاق ہے کہ کوئی چیز کسی کی گری ہوئی پالے تو معلوم ہونے پر دے دیتا تو ہم سے ہندوں کا ایمان زبردست ہے لاکھ ایمان اچھا ہے۔ بکر پر حکم شرع فرمایا جائے کہ ایمان ثابت رہا یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

الجواب۔ جس نے وہ بکا وہ توبہ کرے تجدید ایمان تجدید نکاح کرے واللہ تعالیٰ اعلم! مسئلہ۔ ایک جماعت بنائی جس میں بارہ نمبر قائم ہوئے اور اس میں کچھ دائری منڈے اور کچھ لڑکیاں والے ہیں۔ اور یہ جماعت نماز کے لئے بنا کی گئی اور جماعت والے نماز تھوڑی نہیں پڑھتے۔ اور نماز کی دوسروں کو پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں اور خود نہیں پڑھتے۔ دو چار مہینے لوگوں نے پڑھ کر چھوٹی اس کی بابت نہ تو کسی کا حقہ بند کیا اور نہ کسی پر جمانہ ڈالا کسی کو نہ محلہ سے الگ کیا اور سخت کے لئے چندہ جبریہ لیا جاتا ہے اور جو کوئی نہ دے اس کا حقہ پانی بند کرتے ہیں ان ممبروں کی بابت کیا حکم شرعی ہے۔ کچھ لوگ صبح فجر کے وقت اٹھ کے ناپاکی کی حالت میں کنویں سے پانی بھر کر لوگوں کے گھر میں ڈال لیتے ہیں۔ کنویں کا پانی وضو و غسل کے کام بھی آتا ہے تو وہ پانی وضو و غسل کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ اور ان شخصوں کے واسطے کیا حکم ہے جو ناپاکی کی حالت میں پانی بھرتے ہیں؟

الجواب۔ دائری منڈا حرام ہے۔ نماز جان کر قضا کرنا بہت اشد حرام اشنع کام ہے حدیث میں نماز کو دین کا ستون فرمایا اور فرمایا کہ جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے نماز چھوڑی اس نے دین کو ڈھا دیا۔ (العیاذ باللہ) دوسری حدیث میں فرمایا کہ جس نے جان کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا والعیاذ باللہ۔ دوسروں کو نماز کی تاکید کرنے والا خود نماز چھوڑنے والا اس ایندھن کی طرح ہے جو خود جل رہا ہے اور دوسروں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔ جرمانہ کرنا ناجائز ہے جو نماز نہیں پڑھتے یا بے وجہ شرعی جماعت کے تارک ہوں ان کا حقہ پانی بند کرنا انھیں برادری سے نکالنا چاہئے۔ ایسے لوگ جو نماز چھوڑنے والوں سے برادری رکھتے ہیں اور ناجائز کام تعزیریہ داری میں جو شرکت نہ کرے اس کا حقہ پانی بند کرتے ہیں اونہ سے ملتے ہیں ظالم، ستم گار، حق اللہ اور حق العہد میں گرفتار سخت گنہ گار ہیں ان پر توبہ لازم کسی مستحب کام پر توبہ جائز ہے نہیں شدید حرام ہے ناجائز کام پر جبر کس درجہ اشد حرام بد سے بد کام ہوگا کسی نیک کام کے لئے جبریہ چندہ لینا گناہ ہے اور جب تک وہ شخص بطیب خاطر نہ دے اسے صرف کرنا یہی برباد گناہ لازم ہوگا۔ تعزیریہ داری جو شرعاً

ناپائز ہے اس کے لئے جبراً چننا کس قدر شنیع بات ہے۔ ناپاکی کو جہاں تک جلد ہو سکے دفع کرنا چاہئے۔ غسل کر لینا چاہئے ایسے وقت تک اگر کوئی موخر کرے کہ نماز نہ جائے نماز کے وقت میں غسل کر کے نماز پڑھ لے تو گناہ نہیں۔ پانی اگر احتیاط سے بھرے کہ اس کے جسم کے کسی حصہ پر پانی بہہ کر برتن یا کنوئیں میں نہ جائے تو پانی بھرنے میں بھی حرج نہیں۔ اگر کوئی ہاتھ دھو کر پانی بھرے تو ہاتھ پر جو پانی بہہ کر گریگا اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زید نے یہ الفاظ بولے کہ وہابی ٹھیک کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ ہزاروں سے چلے گئے اور کہا کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ ہزاروں میں گنڈھے پڑتے ہیں۔ اولیاء میں کچھ نہیں ہے وہ کچھ کہتے نہیں ان الفاظ پر عمر زید کو جواب دے رہا تھا تو زید نے عمر کو خاموش کیا کہ ٹھہر واد سنو عمر نے زید کے خاموش کرنے پر ہاں کی اور ٹھہر گیا تو عمر پر سکوت ہاں کا حکم فرمایا جاتے کہ اس کے ایمان میں تو کوئی فرق نہ آیا اور زید کے مذکورہ بالا الفاظ بحکم شرع کیے ہیں بعد میں جو عمر نے جواب زید کو دیا وہ یہ کہ اکثر وہابی یوں ہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کچھ نہیں ہے کہ ان کے ہزاروں پر تو الی ہوتی ہے مزا میرے مآ اور عمر میں جھاگ جاتی ہیں اور لوگ ان کو وہاں سے بھگالے جاتے ہیں۔ غیر محدثوں کو تو اولیاء اللہ کچھ نہیں کرتے اور نہ دیکھ رہے ہیں اور لوگ ان سے مرادیں عرض کرتے ہیں یہ چاہتے ہے وہ چاہتے ہے۔ ان میں کچھ نہیں ہے صرف خدا سے مانگو۔ تو ان وہابی، عبد الوہاب نجدی کے پیروں کو یہ نہیں معلوم کہ یہ کام اچھے سے، حرام، شرک و کفر ان کا خدا کیا نہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ کچھ نہیں کرتا تو اس معنی بقول وہابیوں کے ان کے خدا میں کچھ نہیں۔ ہم تو اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم کے مراتب جانتے ہیں اور انہیں کے توسل سے مانگتے ہیں یہ دنیا و دنیا دار ہے کہ جو جیسا کہے گا ویسا ہی بھرے گا کہ اللہ جل شانہ نے حضور علیہ السلام کی رحمت کے سبب کافروں کو بھی مذاہب سے دنیا میں جہلت دی کہ سزا اور جزا سے خالی نہ جائے گا کوئی عقوبت میں ہوگی پھر کچھ نہیں کرتے اور نہ دیکھ رہے ہیں اس سوال کیسا۔ یہ وہابی چاند پر خاک ڈالتے ہیں۔ اپنی ہی آنکھوں میں لیتے ہیں۔ ملعون، خبیث، جہنمی، تنگدے سنیوں کو ہرکاتے پھرتے ہیں۔ سنیوں کو ان سے بات بھی نہیں کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ان دشمنوں سے سنیوں کو محفوظ رکھے آمین۔ تو یہاں عمرو کے سبھانے میں کوئی امر خلاف شرع تو نہیں؟

الجواب۔ زید نے کہا وہابی ٹھیک کہتے ہیں اس سے تو یہ کہے۔ ایسا خبیث قول بکنے والا ہے اولیاء اللہ

کے لئے یہ بکتا ہے وہ حکیموں اور ڈاکٹروں کو خدا ماننا ہوگا جب تو اپنے اور اپنے مریضوں کے لئے ڈاکٹروں جیوں کو شافی الامراض دافع الکربات سمجھ کر پہنچتا ہے۔ اور کس کو ان کے پاس جانے سے نہیں روکتا۔ عمر و نونے روکنے سے اس وقت کچھ نہ کہا۔ رک گیا اگر رک جانا مصلحت تھا تو اس کا الزام نہیں، نہ روکنا مصلحت تھا اور رک کا تو برکیا بہر حال اس نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جو کچھ کہا ٹھیک کہا جزاء اللہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ چراغ کی بجی سنبھال کر وہ ہاتھ دیوار سے یا لحاف گدے وغیرہ سے پوچھنا؛

(۲) ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنا؛

(۳) سرس کی لکڑی کی کوئی چیز استعمال کرنا کہ جیسے اس کی لکڑی کے چوکت کو اڑگانا؛

(۴) دیوالی، دسہرو کے دنوں جادو سے بچنے کے لئے سرس کی لکڑی یا تہنی دروازے پر لگانا یہ مذکورہ

بالا امور شرعاً درست ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ لحاف گدے دیوار کو صاف رکھنا چاہئے کسی شئی سے انھیں ملوث کرنا برا ہے اور ناپاک چیز سے ملوث کرنا ناجائز ہے۔ تیل اگر پاک ہے تو انگلی پاک رہی۔ ناپاک ہے تو انگلی ناپاک ہوگئی۔ صاف کرنے سے پاک نہ ہوگی۔ اسے پانی سے پاک کریں۔ ایک چراغ سے دوسرا چراغ ملا کر روشن کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ سرس کی لکڑی کی چیز استعمال کرنے میں شرعاً کوئی مانعت نہیں۔ جادو سے بچنے کو اگر لکڑی سرس کی مفید ہوتی ہو تو اسے لٹکا سکتے ہیں مگر اس کے لٹکانے میں مشابہت ہنود نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ (۱) خدا و رسول کے مسئلے کو بیخ بھائی نہیں مانتے ان بیخ بھائیوں کے لئے حکم شریعت

کیا ہے؟

(۲) ایک شخص سے چندہ جبریہ لیا جاتا ہے تخت کے لئے۔ کئی مرتبہ جبریہ کیا اس شخص نے غصے میں

آکر کہا چندہ کے نام یہ لے لو۔ جو شخص چندہ جبریہ لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام حسین کو گالی دی گویا فلان دکھایا اور وہ

یہ کہتا ہے کہ میں نے فلان نہیں دکھایا اس شخص پر تہمت رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا و رسول سے اور انہوں سے

معافی مانگو وہ شخص خدا و رسول سے ہر وقت معافی مانگتا رہتا ہے اور ان شخص جو جھوٹا تہمت رکھتے ہیں ان

شخصوں کی کوئی گواہی نہیں دیتا کہ ہمارے سامنے گالی دی یا فلان دکھایا گیا سننے والے ہیں۔ وہ سب بیخ

کہتے ہیں کہ دعا و سلام چھوڑ دو۔ ان شخصوں کے بارے میں حکم شریعت کیا ہے جو جھوٹی تہمت رکھتے ہیں؟

الجواب۔ جو جبریہ چندہ لیتا ہے گناہ کرتا ہے۔ جو تہمت رکھتا ہے شدید گناہ ہے۔ جو ناحق مسلمان

کافی دیتا اور اس کا ناجائز طور پر حقہ پانی بند کرنا ہے ظلم کرتا ہے۔ خود ایسے شخص پر اپنی ناجائز حرکات سے توبہ اور اس شخص سے معافی چاہنا لازم ہے۔ یہ اگر توبہ نہ کرے تو اس کا حقہ پانی بند کیا جائے۔ چرخ ہو تو اس کی جو دھرت توڑ دی جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ بکری سنی ہے لیکن ایک وہابی کی ہمدردی کرتا ہے کہ وہ بھی سنی ہے اور کہتا ہے کہ نیاز کر بلا میں دلتا ہے اور حالانکہ وہ وہابیوں سے نکاح وغیرہ پڑھواتا ہے اور انھیں سے تعلق رکھتا ہے اور مثلاً سہرا وغیرہ باندھنا شرک سمجھتا ہے۔ اب اس سنی کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا تو جبروا

الجواب۔ وہابیہ زمانہ مرتد ہیں ان کی ہمدردی کرنا حرام ہے جو سہرا باندھنے کو شرک کہتا ہے غلط بلکہ ہے وہابی ہے یا وہابیہ کے اتباع سے کہتا ہے۔ واللہ اعلم!

مسئلہ۔ زنا کے حمل سے جو اولاد پیدل ہوتی ہے اس بچہ کو لوگ اکثر حرامی کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ شرعاً درست ہے؟ اور ذننا کاران کو حرامی کہنا واجب؟ حکم فرمایا جائے بینوا تو جبروا

الجواب۔ زنا سے جو بچہ پیدا ہو وہ ضرور ولد الحرام ہے مگر اس طرح کہنا ناحق لایزالہ ہونے پر ہرگز نہیں چاہئے، جیسے کانے کو کانا کہنا۔ زنا کار حرام کا ہے حرامی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ زید کہتا ہے کہ با زید بسطانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر جگہ مرید ہوتے ہیں، عمر و کہتا ہے کہ نہیں بلکہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر دوسرے کے صحت و درد سے نہیں ہونا چاہئے؟

الجواب۔ بے شک ایک جامع الشروط کے ہاتھ پر بیعت صحیح کرے پھر دوسرے سے بیعت ٹھیک نہیں، طلب فیض کر سکتا ہے، اکثر جگہ یا اس سے بھی زائد سے، واللہ تعالیٰ اعلم! بلکہ

مسئلہ۔ انصلیان جامع مسجد من پورہ بمبئی، ۱۷ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء

بخدمت اقدس مرجع العلماء امام الفقہاء سیدنا المفتی الاعظم سیدنا المولیٰ الاکرم دامت برکاتہم القدریہ
اسلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ مولانا محبوب علی خاں صاحب حفظہم ربہم کے توبہ نامے پر جو استفتار بریلی شریف
حاضر خدمت کیا گیا تھا اس پر مسلمانان اہل سنت کے مرکزی دارالافتائے عالیہ سے جو فتوے مبارکہ صادر
ہوا وہ بہت ہی مدلل و مفصل و مکمل ہے اس میں ان تینوں اشعار مقرر علیہا کے متعلق تین احتمالات پر
جو حکم شرعی صادر فرمایا گیا ہے وہ بالکل حق و صحیح ہے لیکن ادب و نیانہ کے ساتھ عرض یہ ہے کہ وہ منقول احوال
واقع نہیں بلکہ واقع ان تینوں احتمالات کے سوا جو تھا احتمال ہے کہ مولانا صاحب موصوف نے ان اشعار

کو تم نزع اور اس کی پہیلیوں کے متعلق حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام سمجھا "تنگ و چست ان کا لباس" کو حدیث شریف کے لفظ من و کسبہا کا مفہوم سمجھا اور جیسا کہ قرآن عظیم میں سیدنا نوح نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان مذکور ہے اِنَّا نَخْرِمُكَ كَمَا نَخْرُؤُنْ اور مشنوی شریف میں بھی فسق پر استہزائی جگہ موجود ہے مثلاً "گہ شہیدے دیدہ از..... خربو اور جان من..... را دیدی و کدورانہ دیدی" (ملفوظات مبارکہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حصہ اول ص ۲۸، ۲۹) اور خالص الاعتقاد شریف کے حواشی میں بھی اتلاد دیوبندیت پر استہزار جا بجا موجود ہے وَقَعَاتُ السِّنَانِ شَرِيفٌ وَاِذَا خَالَ السِّنَانِ شَرِيفٌ مِّنْ جَابِجَا كَفَرِيَاتٍ تَحَانُوتِيَهٗ پُرَا سْتَهْرَارٍ مَّوْجُوْدٌ هِيَ۔ ان تینوں اشعار کو بھی کافر عورتوں پر استہزار تصور کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ تقدس کے خلاف نہ سمجھا اور پریس میں کتابت و طباعت کے لئے دیے جانے والے مسودے میں ساتوں اشعار کو مدحت سید تمام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اشعار سے قطعاً علیحدہ لکھا لیکن کاتب کی حماقت یا خیانت کہ ان ساتوں شعروں کو حضرت سیدتنا صدیقہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدحت کے اشعار کے درمیان دو جگہ درج کر دیا۔ مولانا موصوف کو جب اس غلطی پر اطلاع ہوئی تو پریشانیوں کی بنا پر نیریہ سمجھ کر کہ کنگروں پتھروں کو اگر کوئی شخص جواہرات میں خلط کر دے تو کنگر پتھر خود ہی بتا دیں گے کہ ہم جواہرات نہیں مسلمانوں کو ان تینوں اشعار کا مضمون خود ہی بتا دے گا کہ ہم کو بارگاہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہرگز کچھ تعلق نہیں پھر بھی اگر بغیر ضابطہ کسی کو کچھ شبہ بھی ہوگا تو حضرت علمائے اہل سنت اس کو سمجھا دیں گے کہ یہ اشعار ہرگز نام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں نہیں بلکہ انھیں کافرو عروسانِ حجاز کے متعلق ہیں ان اشعار کی صحیح ترتیب شائع کرنے میں جو تساہل و تغافل برتا تھا اس سے کھلم کھلا علی الاعلان صاف لفظوں میں توبہ شائع فرمادی (رسالہ سنی ذی الحجۃ ۱۳۷۱ھ ص ۱۷ و ص ۱۸)

استفتار یہ ہے کہ جب کہ مولانا موصوف نے اپنے اس تساہل و تغافل کو اپنا گناہ ماننے ہوئے اس سے کھلم کھلا کئی بار زبانی و تحریری توبہ شائع فرمادی اور صحیح ترتیب کے ساتھ ورق چھپوا کر بار بار اعلان شائع فرمادیا کہ جس کے پاس کتاب مذکور ہو چاہے وہ کتاب میرے پاس بھیج کر مجھ سے قیمت واپس لے لے ورنہ اس کے ص ۳۷ و ص ۳۸ والا ورق نکال کر میرے پاس بھیج کر صحیح ترتیب کے ساتھ چھپا ہوا ورق مجھ سے طلب کہے کہ کتاب میں لگائے جس میں سے ان ساتوں اشعار کو قطعاً نکال دیا ہے۔ صورت مستفہ میں مولانا موصوف کو اپنا امام و خطیب ماننا ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں اور ان پر سب و شتم و طعن و تشنیع سے پرہیز

کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب۔ صحت مستفسر میں جب کہ واقعہ یہ ہے کہ مولانا سلمہ رحمہ حفظہ و انماؤ نے ان اشعار کو ام زینب اور اس کی اہلیوں کے لئے سمجھا اور اسی لئے ان کو مدحت حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملکہ لکھا تو ان پر الزام اہانت اصلاً نہیں ہو سکتا۔ وہ اس سے قطعاً بری۔ قصدی توہین سے تو وہ بری ہیں ہی۔ ایسے فعل سے بھی بری ہیں جو موجب اہانت ہو اگرچہ قصداً اہانت نہیں قصد مدحت ہی کا ہو۔ مولانا کا مسلمانوں کے ساتھ یہ حسن ظن تو بجا تھا مگر عوام کا لحاظ پھر بھی ضرور تھا کہ وہ خود تو ان اشعار کو یہ سمجھیں گے کہ وہ متعلق ام المؤمنین ہیں مگر عوام بہکانے سے بہک سکتے ہیں۔ اسی ہی پر جانے والے بہکانے والے کچھ کا پھرتانے والے بہت ہیں خصوصاً وہابیہ ملائم۔ مولانا سلمہ کو ان کی دین دوزی کے لئے جیسے ہی انہیں اطلاع ملی تھی ویسے ہی فوراً بے تاخیر صحت نامہ چھاپ دینا چاہتے تھے۔ مولانا سلمہ نے جو مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن فرمایا وہ صحیح اسی لئے برہنہا برس گذرے حدائق بخشش حصہ سوم کو چھپے ہوئے کسی مسلمان نے اب سے پہلے کبھی تحریراً تقریراً نہ جلوت میں نہ خلوت میں کچھ لکھ کر نہ زبانی کہا۔ حتیٰ کہ اتنا بھی نہ کہا کہ یہ اشعار بے موقع درج ہو گئے ہیں لہذا صحت نامہ چھاپ دیجئے۔ یہاں تک کہ مولانا سلمہ کے جو کئی مخالفین معاندین ہیں جن سے آج اس بارے میں (بے قصد موافقت و معاونت و ہابیت) ہمنوائی و اعانت و ہابیتہ ملائمہ تحریراً تقریراً صادر ہو رہی ہے انہوں نے بھی اس حال سے پہلے کچھ نہ کہا صحت نامہ چھاپ دینے کا بھی مطالبہ نہ کیا۔ مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے غالباً کانظم علی دروہندی نے کانپور میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے قند اٹھا پاجا۔ پھر جگہ جگہ وہ اس سے سن کر اور وہابی اسے دہراتا رہا جب بھی لوگوں کو اس کا خیال نہ ہوا۔ یہی سمجھائے کہ وہابیہ جیسے اور تقریبات دن رات کرتے پھرتے ہیں ویسے ہی یہ ہے۔ کاش اس وقت ہی مولانا خود صحت نامہ چھاپ دیتے یا انہیں وہابیہ کی اس افسر بازی قند پر داری کی اطلاع نہ ہوتی تھی تو کوئی سنی صاحب اس وقت مطالبہ تصحیح فرماتے خصوصاً مولانا کے مخالف لوگ۔ مولانا سلمہ نے چھاپے میں تساہل کیا تغافل برتا تو وہ صاحبان جنہیں اس پر اطلاع ہوئی انہوں نے بھی مطالبے میں تساہل کیا نہ کسی ان کے خاص عنایت فرما لیا آبادی کو اس سال سے پہلے یہ توفیق ہوئی نہ ان کے خاص انجاس مار ہروی بزرگ یا بزرگ نادے نے اب سے پہلے کچھ فرمایا نہ اب سے پہلے ان بزرگ اور بزرگ نادے نے حدائق بخشش حصہ سوم کے اس سوڈے کے اپنے یہاں ہونے سے انکار فرمایا جس کا مار ہرو شریف

سے ملنا مولانا محبوب علی صاحب نے ظاہر فرمایا جسے برس گزریں۔ مولانا سلمہ ربہ و حفظہ عن شروہ اعداءہم کو محض اس لئے کہ وہ برادر میں شیر پیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی صاحب سلمہ کے مطالبے میں معتوب ہوئے کسی سال گذر گئے ان پر عتاب کی اور وجہ تو کوئی خیال میں آتی نہیں اگر اس کا انکار فرض یا واجب تھا تو جب ہی فرمایا جائیگا پہلے فرض نہ تھا۔ پہلے اس سے دینی دنیاوی اپنے اور اپنے خاندان کے لئے ضرر پیش نظر نہ ہوتے تھے اب کسی مصلحت کے پیش نظر اس سے انکار فرض یا واجب ہو گیا اگرچہ اس سے دین و مذہب کو کیسا ہی ضرر ہو کتنا ہی صدمہ ہو نچے وہابی اور ہر مخالفت بغلیں بجائے مولانا سلمہ کے جھوٹ اور محض بے فائدہ جھوٹ کی دستاویز اس کے ہاتھ آجائے کچھ ہو گیا اپنے معتوب کو نقصان پہنچ جائے وہ بے اعتبار ہو جائے۔ سنی عالم دین رسوائے عام ہو جائے اس کی پرواہ نہیں یوں ساری سنی قوم بدنام ہو کہ اس کے علماء کا یہ حال ہے اس کا لحاظ نہیں فرمایا گیا۔

مولوی محبوب علی صاحب نے جب یہ حصہ چھاپا ہے ضرور حاضر خدمت کیا ہو گا کہ جب وہ معتوب نہ تھے محبوب تھے۔ اور ان کے برادران سے زیادہ اگر اس زمانہ اظہار محبت و گرم و عنایت و وداد از جانب بزرگ و اظہار غلامی و انقیاد از جانب مولانا سلمہ میں صحت نامہ چھاپنے کا حکم فرمایا جاتا تو مولانا سلمہ ضرور فوری تعمیل فرماتے اگر اس زمانے میں یہ اشعار اس طرح غلط جگہ ان بزرگ اور بزرگ زادے کو نظر آتے اور جب سے اب تک انھوں نے مطالبہ صحت نہ کیا تبیہ نہ فرمائی تو کیوں؟ کیا ان حضرات نے انھیں مدح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جانا اور اسے صحیح سمجھایا یہ سمجھا کہ یہ ہیں تو متعلق ام زرع وغیر یہاں غلط درج ہو گئے فافہموا وتدبروا، اور ہم نے جو کہا کہ عوام کا لحاظ ضرور تھا اس کی صحت خود ظاہر بہرکانے والوں کے بہرکانے میں کیسا آگے انقلابیوں کے پروپیگنڈے کا کون کون شکار ہوئے؟ یہ سچ ہے کہ اگر محض انقلابی وہابی جیتتے رہتے اپنے گلے پھاڑ ڈالتے تو بھی فتنہ اتنا نہ پھیلتا، شدنی وہ جو بے ہوتے نہ رہے یہ غفلت یا سہل انگاری ہونا تھی ہو کر رہی۔

ہو سکتا ہے کہ وہ شعرا علی حضرت قدس سرہ کے متعلق ام زرع وغیر باعروسان حجاز ہوں کہ وہ اہل سنت

عہ ان کے اس انکار کی صحت کا مجھے انکار نہیں وہ اپنے علم و یقین سے اس کا انکار فرما رہے ہیں ان کی دانست میں یہی ہے کہ ان کے کتب خانے میں نہیں فہرست کتب خانہ میں ماریت کی کتاب کیوں ہوگی مگر یہ کہ شہادت فقیر عالم میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیوں وغیر کہیں سے یا کوئی اور صاحب نے لے گئے ان کی کسی طرح شہادت بھول سے یا کتابوں میں مخلوط ہو کے وہیں رہ گیا پھر کسی صاحب زادے کے ذریعے سے مولوی محبوب علی صاحب کو ملا اس کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے۔

یسا نہ عتافی قلیہ۔ یہ لوگ ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق بھی یہی اولام پکاتے جن پر توبہ فرض ہوئی انھوں نے توبہ کی، یا صحابہ ہی کے ساتھ حسن ظن لازم ہے۔ انھیں کے ساتھ بدگمانی حرام ہے اور مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی حلال ہے وَالْحَيَاةُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔ کسی مسلم کی طرف کسی گناہ کی نسبت بے ثبوت صحیح شرعی سے نہیں کی جاسکتی۔ دل کا حال یہ کیسے جانتے ہیں کہ انھوں نے یہ بناوٹی توبہ امامت کے لئے کی ہے حقیقی توبہ نہیں کی اخلاص نہیں یہ تو لوگوں پر توبہ کا دروازہ بند کرنا ہے پھر کوئی مسلمان ہونے آئے تو یہ اسے دھکا دے دیں گے کہ یہ تو فلاں غرض سے اسلام لانا ظاہر کرنا چاہتا ہے یہ مسلمان نہیں کیا جاسکتا دَلَاخُلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔ فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفر اللہ عنہما شہداء محمد بن محمد صراط السلام

نوٹ۔ یہ فتویٰ کتاب فیصلہ مقدمہ شرعیہ قرآنیہ سے اضافہ کیا گیا ہے۔ محمد ابراہیم احمد مجددی مرتب

کتاب الوصایا

وصیت کا بیان

مسئلہ۔ مسئلہ محمود الرحمن معرفت خان زراذہ عنایت محمد خان غوری فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور
ارذی القعدہ ۵۵۴۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نحمدلہ وفضلہ علی رسولہ الکریم۔ مندرجہ ذیل وصیت نامہ اندرون
شرع مقدس درست ہے یا نہیں اگر نہیں تو قرآن و سنت کی روشنی میں کیسے ہو تہتمہ (رضنی) اگر بڑا لڑکا سو
برس کا ہو اور قارون سے زیادہ امیر اور اس کے چھوٹے بھائی ایک دن اور ۵ ماہ گیارہ دن کے ہوں باپ
کے پاس فقط سو روپے ہوں ان کا شرعی حصہ کیا ہوگا؟

نقل وصیت نامہ۔ منک عبید اللہ..... کا ہوں میں اپنی کامل عقل و ہوش کو برقرار رکھتے ہوئے
مندرجہ ذیل وصیت نامہ تحریر کرتا ہوں تاکہ اگر چنانکہ کسی وجہ سے میری موت واقع ہو جائے تو میرے بعد
میرے لوگوں میں کسی قسم کے جھگڑے نہ ہوں خدا کے فضل سے میرے عین لڑکے ہیں۔
اول لطف اللہ جس کی عمر اس وقت تقریباً ۲۸ سال ہے اور اس کی والدہ یہ تقدیر الہی حرم سے

فوت ہو چکی ہے۔ لطف اللہ کی تعلیم اور شادی کے حقوق میری طرف سے کلمہ ادا ہو چکے ہیں۔ دوم منت اللہ
سوم حکمت اللہ جن کی عمر میں اس وقت نو سال اور ایک سال ہے اور ان کی والدہ خدا کی مہربانی سے
با حیات ہے میری وصیت ہے۔

(۱) فلاں گاؤں والا مکان جو میرا اور میرے برادر تھقی میاں فقیر اللہ صاحب کا مشترک ہے اور جو
ہمارے والد صاحب مرحوم کی وراثت ہے اس مکان کے میرے نصف حصے میں میرے بیٹوں لڑکوں
میں سے ہر ایک کا مساوی حق ہے۔

(۲) علاوہ ان میں جو کچھ میری ذاتی پیدا کردہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ ہے جس میں میرا شہر والا مکان واقع
فلاں محلہ میرے پرائیڈنٹ فنڈ اور گریجویٹ کی رقوم شامل ہیں اور اگر وہ میرے پوسٹ آفس سیونگ بینک میں وغیرہ
وغیرہ ان سب کے مالک میرے دونوں چھوٹے بیٹے منت اللہ و حکمت اللہ اور میری بہن کی والدہ ہوں
اور ان میں میرے بڑے لڑکے لطف اللہ کو کسی قسم کا دخل یا حق حاصل نہ ہو۔ فقط عبید اللہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۲ء

الجواب۔ یہ وصیت سراسر ناجائز ہے۔ لفظ و فضول بھی ہے کہ جو اس کا حصہ ہے اس کے بعد بیٹوں
لڑکے موجود ہوں گے تو خود ہی حکم شرع مطہر حصہ مساوی پائیں گے اور پھر وصیت تحت وراثت اس لئے ناجائز ہے
کہ وصیت وراثت کے لئے جائز نہیں۔ نزول کرتے ہوئے میرے حصے سے وصیت ہلانے وراثت منسوخ ہو چکی حضور
آقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ عام حجۃ الوداع میں فرمایا **اِنَّ اللہَ تَعَالٰی قَدْ اَعْلٰی حٰی حَقِّ عِنْدَہٗ**
فلا وصیۃ لوامرث۔ بے شک اللہ عزوجل نے ہر ذی حق کو اس کا حق عطا فرمادیا یعنی اس کا معین کر دیا پھر
وراثت کے لئے وصیت نہیں رواہ ابو داؤد وابن ماجہ والترمذی عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث
مشکوٰۃ شریف میں بھی سنن ثلاثہ مذکورہ سے نقل فرمائی مشکوٰۃ میں بروایت دارقطنی ہے لا تجوز وصیۃ لوامرث
کسی وراثت کی میراث قطع کرنا اس کو ضرر پہنچانا حرام ہے ایسے شخص کے لئے سخت وعیدیں وارد حدیث
میں ہے۔ **اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ اَوَّامًا بَطْلًا لِّلَّہِ سِتِّیْنَ سَنَةً یُعْضِرُہَا لِمَوْتِ فِیضَارَانَ فِی الوصیۃ فنجب**
لہما النامہ بلا شک مرد و عورت طاعت الہی میں ساٹھ برس گزاریں پھر مرتے وقت ایصال ضرر کریں کہ کسی
کو حصہ دیں یا اس کے حصے کو یا بقصد مضارت ثلث پر زیادت کریں تو ان کے لئے جہنم کی آگ واجبہ۔
رواہ اللام احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ کافی المشکاۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
اس حدیث کو بیان فرما کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **من بعد وصیۃ**

یوصی بہا او دین غیر و مضامیر (الی قولہ) و ذلك الفوز العظيم۔ نیز حدیث میں فرمایا۔ من قطع میراث و ارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنة يوم القيامة۔ جو اپنے وارث کی میراث قطع کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے میراث جنت سے قطع فرمادے گا ساواہ البغوی فی مشکوٰۃ وابن ماجہ فی سننہ عن انس و البیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ لمعات میں زیر حدیث اول فرمایا۔ لما نزلت آیتہ الموارث ففعلت الوصیۃ۔ ابن ماجہ میں سیدنا ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے قال صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل لیعمل بعمل اهل الخیر سبعین سنة فاذا وصی جاف فی وصیتہ فینتہلہ بشر عملہ فیدخل النار وان الرجل لیعمل بعمل اهل الشر سبعین سنة فیدخل فی وصیۃ فینتہلہ بخیر عملہ فیدخل الجنة قال ابو ہریرۃ و اقرؤا ان شتمت ثلاث حد و اللہ الی قولہ) عذاب مہین۔

۲۔ جو کچھ اس کا متروکہ ہے کہ وہ لطف اللہ اور اس کے دونوں بھائیوں سب کا حصہ مساوی ہے اور یہ وصیت ناجائز، ہاں اگر خود ہی لطف اللہ بھائیوں کے حق میں پھوڑے باپ کی مرضی کے موافق کرے تو اسے اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ شرعی طور پر والدین کی وصیت کو پورا کرنا کہاں تک لازمی و ضروری ہے جس میں کسی کا نقصان کسی قسم کا بھی نہ ہو اور وہ وصیت بھی جائز ہو۔

الجواب۔ ہر وصیت کا پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

کتاب المیراث

وراثت کا بیان

مسئلہ۔ ازبئارس محلہ مدن پورہ ہتیمہ مرسلہ حاجی اثر الدین جلال الدین صاحبان، ارجمہم الحرام زید نے انتقال کیا اور چار بیٹے پھوڑے، بکر، خالد، انس، چاروں فرزند آپس میں مل کر کاروبار تجارت کرتے تھے اور ایک ساتھ کھاتے پیتے تھے ازاں بعد خالد نے انتقال کیا ایک بیوی اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی پھوڑی چند روز بعد بکر کا انتقال ہو گیا اور دو لڑکے پھوڑے اس کے بعد عمر و نے دو

لڑکے دو لڑکیاں چھوڑ کر انتقال کیا اور اس بھی ایک بیوی کو چھوڑ کر اولاد انتقال کیا بکر کے دونوں فرزند اپنی بیوی و فرزند ان و دختران کو چھوڑ کر بچے بعد دیگران انتقال کیا۔ بیوی و دو فرزند و دختر خالد و بیوی و پوتے و پوتیاں عمر و بکر و اس با خود ہا ایک تقسیم جائداد منقولہ و غیر منقولہ نقد و جنس و تجارت و غیرہ کی ہو گئی اور بکر کا ربح ۱/۲ حصہ بکر کے پوتے کے حوالہ کیا گیا بکر کے پوتوں نے اپنی بہنوں کو حصہ تقسیم نہیں کیا اور بکر اینڈ سنس کے نام سے تجارت شروع کر دیا تجارت شروع کرنے کے لئے نہ اپنی بہنوں سے اجازت لی اور نہ اس کی بہنیں مزامم ہوئیں۔ اب بکر کی ایک پوتی فرم سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے اور اپنے حصہ کی طالب اور اصل و انتفاع آج تک کا چاہتی ہے لہذا شرعاً بکر کی پوتی اپنے والد کی زندگی تک کا یا جس روز تقسیم ہوتی ہے اس روز تک کا یا آج تک کا اصل اور انتفاع دونوں ملا کر پاتے گی یا نہیں؟

الجواب۔ بکر کی پوتی بعد موت والد خود اگر روز وفات والد سے آج تک خود عمل میں شریک رہی یا اس کی نیت سے عمل ہوتا رہا تو جب تک ایسا ہوا اس وقت تک وہ رزق کی بھی مستحق ہے روز تقسیم تک تو ظاہر ہے کہ اس روز تک کا اس کا حصہ ۱/۲ کل زرو مال و تجارت سے بکر کے پوتوں کے حوالہ کیا گیا تو یا تو اس لئے کہ عمل میں جمیع ورثہ خود شریک رہے یا یوں کہ ان سب کی طرف سے عمل ہوا اور وہ راضی رہے تو جو حاصل و رزق روز تقسیم تک حاصل ہوا اس میں اپنے حصہ کی قدر بکر کی پوتی کا استحقاق ہے ہی۔ اب بعد بکر کے پوتوں نے جو دوکان مال مشترک سے کھولی اگر اسے خاص اپنے لئے کھولا ہے تو اس صورت میں بکر کی پوتی اپنے حصہ کے زوال حاصل ہی کی مستحق ہے اس کے بھائی اس کے حصہ کے خالص میں ان پر اس کے حصہ کمال سے دینے دینا لازم ہے رزق صرف ان کا ہے مگر جو ان کے حصہ کا ہے وہ طیب ہے اور اس تجارت میں جو اس کے حصہ کا ہے وہ خبیث اس کے حصہ کا نفع یا وہ تصدق کریں اور یا تطیباً نقلہا اس کو اپنی بہن کو دیں اور یہی بہتر ہے۔

اور اگر انھوں نے خاص اپنے لئے تجارت شروع نہ کی بلکہ سب کی نیت سے اور دوکان از نام بکر اینڈ سنس کھولنا ہی بتا گئے کہ انھوں نے اسے خاص اپنے لئے نہیں کھولا ہے بلکہ یہ مال مشترک ہے ایسے ہی دوکان بھی مشترک رکھی ہے اور سوال کے یہ لفظ کہ اب وہ فرم سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے یہی سچ ہے میں کہ وہ اور شرکاء سب اسے شریک فرم سمجھتے رہے ہیں تو اس صورت میں بکر کی پوتی آج تک کے رزق کی بھی مستحق ہے مگر جب کہ سنس میں لقتا و عرفا لثک کے ہی آتے ہوں لڑکیاں اس کے نیچے نہ آتی ہوں اور

لڑکے اس کے مدعی ہوں کہ انھوں نے دوکان خاص اپنے لئے کی اس میں لڑکی کا کوئی حصہ نہیں رکھا۔
 عقود الدریر میں ہے۔ سئل فی اخوة خمسة تلقوا شركة عن ابيهم فلخذوا في الاكساب والعل فيهما جملة
 كل على قدر استطاعة في مدة معلومة وحصل ربح في المدة معلومة فهل تكون الشركة وما حصلوا بالاكساب
 بينهم سوية وان اختلفوا في العمل والرأى كثيرة وصواباً (الجواب) نعم اذ كل واحد منهم يعمل لنفسه واخوته
 على وجه الشركة۔ اسی میں ہے۔ الظاهر انہا شركة ملك لا تجرى فيها تفاوت في الربح بل يكون ما في ايديهم
 بينهم سوية كما مر وهذه المسألة تقع كثيراً خصوصاً في اهل القرى حيث يموت الميت منهم وتبقى تركته بين
 ايدي ورثته بلا قسمة يعملون فيها وما تعددت الاموات وهم على ذلك وقد يتوهم انہا شركة مفاوضة
 وذلك باطل۔ رد المحتار میں ہے۔ ما يقع كثيراً في الفلاحين ونحوهم ان اخذهم يموت فتقوم اولاده على
 تركته بلا قسمة ويعملون فيها من حرث وزراعة وبيع وشراء واستئانة ونحو ذلك، وتارة يكون كبرهم
 هو الذي يتولى مهماتهم ويعملون عندها بامرهم وكل ذلك على وجه الاطلاق والتفويض، لكن بلا تصریح
 بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع مقتضياتها ولا شك ان هذه ليست شركة مفاوضة، بل هي شركة ملك، فاذا كان
 معهم واحد او لمرتين من اصله كل واحد منهم بجملة يكون ما جموعاً مشتركاً بينهم بالسوية وان اختلفوا
 في العمل والرأى كثيرة وصواباً الخ

تصح حامدیه فتاویٰ رحیمیہ کے ہے۔ سئل عن مال مشترك بین ایتام وامہم استرضعہ الوصی ثلاثاً
 هل تصح الام ربح نصیبها اولاً اجاب لا تصح الخ فتاویٰ غیاثیہ پھر فتاویٰ ہندیہ میں فرمایا لو تصرف احد الوثیة
 فی التركة المشتركة وریح فالربح للتصرف وحده۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ سئل فی رجل اجر الخ۔ فغیر پھر عقود
 میں ہے۔ قيل له وهل يلزم الغاصب الاجر لمن له الدار فكتب لا ولكن يرد ما قبض على المالك، وهو الاول
 ثم سئل يلزم المسمى للمالك ام للعاقد فقال للعاقد ولا يطيب له بل يرد على المالك، ومن ابى يوسف يتصل
 به ام قال يصحنا قدس سرور في حاشية على العقود قد صرحوا بان عليه امرين اما يرد على المالك او يتصدق
 على الفقير الخ اور اگر لڑکوں نے کوئی خاص نیت نہ کی تھی نہ یہ کہ خاص اپنے لئے اسے کھولا نہ یہ کہ لڑکی شریک
 سے شرکت کی بھی نیت کی بلکہ بے نیت خاص کام شروع کر دیا اور لڑکی سے اجازت نہ لی تو اس صورت میں
 بھی ربح لڑکوں کا ہے اس میں لڑکی کا کچھ استحقاق نہیں ہاں اس پر رد اولیٰ ہے علامہ شامی نے عقود الدریر
 میں بعد عبارت تا ما رخنہ فتاویٰ رحیمیہ فرمایا۔ اقول ايضا ويظهر من هذا ان هذا ما يظهر من هذا

العبادات والعلم بالمحق عند ربی الواجب بالذات وهو تعالیٰ اعلم وعلمه احکم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ۔ ازگور کھپور محلہ کہنہ گور کھپور مرسلہ مولوی الفت علی صاحب قادری برکاتی رضوی مصطفوی سلم
۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ۔

سوال۔ مسماہ ہندہ اپنے شوہر کے انتقال کے بعد مرتکبہ زنا ہوئی آیا بایں صورت وہ محرومۃ الارث
والمہر عند الشرع قرار پاتے گی یا نہیں حالانکہ زانیہ منکوحہ کے لئے فطرت احکام کا پاداشی حکم رجم ہے ساتھ ہی
اس کے حکومت حاضرہ بہ ہزار ہا بدکرداری استحقاق ارث و مہر کے لئے نافذہ قانون ہے۔ بینو ما ہوا الصواب
بالدلیل والکتاب۔

الجواب۔ بدکرداری ارث سے محروم نہیں کرتی ورنہ صرف وہی ترکہ پاتا جو ایسا مستحق ہوتا جس سے
کبھی کوئی گناہ سرزد نہ ہوتا کفر تو ایسی چیز ہے کہ اس سے حکم ارثہ منقطع ہو جاتا ہے اور یوں ہی ارث سے محرومی
ہو جاتی ہے۔ بے شک زنا کے مہنہ کے لئے رجم ہے اگر رجم ہوتی اور اس سے مر جاتی تو شوہر کی زندگی میں
مرنے سے شوہر کا ترکہ نہ پاتی کہ ترکہ تو شوہر کے بعد ہو گا اور وہ شوہر کے سامنے مر گئی۔ مگر جب کہ یہاں اسے
سزائے رجم نہیں دی جا سکتی وہ زندہ ہے اور شوہر مر گیا۔ تو چوں کہ کوئی گناہ ارث سے محروم نہیں کرتا نا اجماع
محرومی ارث کا سبب نہ ہو گا۔ لہذا ترکہ کی مستحق ہے اور نہ وہ تو بہر حال عورت کا دیا ہی جائے گا اگرچہ شوہر کے
زندگی میں مرے خود یا رجم سے۔ و ہذا کلہ ظاہر واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر امجد علی عفی عنہ

مسئلہ۔ از اولہ ضلع بریلی مسئلہ از مولوی عبداللطیف صاحب ۲۲ مارچ ۱۹۳۴ء
زید کے والد نے بوجہ مطیع نہ ہونے کے عاق نامہ لکھ دیا کہ میری جائداد سے کوئی تعلق نہیں تو کیا
شرعاً عاق نامہ معتبر ہے اور زید بعد والد کے جائداد کا وارث ہو گا یا نہیں؟

الجواب۔ ضرور وارث ہو گا اگرچہ ہزار عاق نامے لکھ دے عقوق سے وارث غیر وارث نہیں ہو جاتا
اور عاق کر دینا کوئی چیز نہیں جو عاق ہے وہ عاق نامہ لکھنے سے عاق نہیں پہلے ہی سے عاق ہے عاق نامہ
لکھنے یا نہ لکھنے عقوق سخت گناہ ہے مگر گناہ کے سبب سے وراثت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ شیخ محمد عبدالقیوم کٹرہ پختہ کوچہ چاہ اولہ ربیع الاخر ۱۳۵۲ھ

زید کی منکوحہ نے اپنے ذاتی مال سے مبلغ ایک ہزار روپیہ بلا شرط اپنے شوہر زید کو دیے اور یہ کہا کہ یہ رقم لے لو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو تمہیں اختیار ہے چنانچہ زید نے وہ رقم لے لی اور تقریباً دو سال بعد زید نے ایک تجارت شروع کی جس میں اپنے روپیہ کے ساتھ یہ روپیہ لگا دیے آٹھ ماہ تک کاروبار کرنے کے بعد دوکان میں آگ لگ گئی جس سے بہت نقصان پہونچا زید کا فرم تقریباً آٹھ ہزار روپیہ کا مقروض ہو گیا لیکن زید نے پھر بازار سے مال قرض لے کر تجارت کو جاری کر دیا اور محنت کر کے تھوڑے عرصہ میں بازار کا کل قرض ادا کر دیا بعض اب تک وہ فرم کامیابی کے ساتھ جاری ہے اب زید کی منکوحہ کا انتقال ہو گیا ورنہ میں صرف مال اور شوہر ہے ماں کا مطالبہ ہے کہ متوفیہ نے جو روپیہ زید کو دیا تھا اس میں شرعاً اب میرا بھی حصہ ہے لہذا درینت طلب امر یہ ہے کہ متوفی اس رقم کی مالک تھی یا نہیں اس طرح بلا شرط دے دینے سے ہبہ ہوتا ہے یا نہیں اور آگ لگنے کے بعد کچھ حق رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ عورت نے اگر روپیہ بہ نیت ہبہ دیا تھا تو وہ زید کا ہو گیا اگر بطور قرض دیا تھا تو زید اس کا مقروض ہے عورت کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ کا ہے جس میں زید بھی ہے عورت جب مر چکی ہے اس کا بیان ہونہیں سکتا جس سے معلوم ہو اس نے کس نیت سے دیا دونوں باتیں ممکن ہو کر تری ہیں عورتیں ہبہ تو اپنے شوہر کو روپیہ پیسے دیتی ہیں اور قرض بھی بلکہ تجارت کے لئے بھی جس میں شوہر بطور مضارب ہوتا ہے یا محض کارکن عورت نے جس نیت سے وہ روپیہ دیا ضرور اس کے آثار ظاہر ہوں گے اس عرصہ میں مرحومہ نے جو کچھ اس روپیہ کی بابت کہا کیا ہو اس سے اس کی نیت کا حال معلوم ہو اس نیت ہی پر حکم ہو گا اگر خاموش ہی مر گئی تو اس صورت میں ظاہر یہی ہے کہ اس نے ہبہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم!

مسئلہ۔ از فتح مہج غریب اللہ بخش صاحب ۲۹ شعبان

زید نے جب کہ پھر شریف جانے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنی جائیداد کا انتظام اس طرح کیا کہ لڑکیوں کو حصہ نہیں دیا جو کچھ جائیداد تھی لڑکوں کے نام تقسیم کر دی اور بیوی کو اس کا حق سمجھ کر کچھ جائیداد کا مالک بنا دیا لڑکیوں کو اس خیال سے محروم رکھا اگر میں مکہ معظمہ سے واپس نہیں آیا یا میری زندگی نے وفا نہیں کی تو قانون شرع محمدی سے لڑکیوں کو بھی پہونچ جائے گی اور میں لڑکوں اور بیوی کو لکھ جاؤں گا تو ہماری مہربان گورنمنٹ کے قانون کی رو سے میرے بچے قانون اسلام کی زد اور تباہی سے محفوظ رہیں گے اور پھر لڑکیوں کے بنائے کچھ نہ ہو گا اس خیال سے جائیداد کو تقسیم کرنے والا کس سزائے شرعی کا مرتکب ہے یا جزا کا مستحق جس جزا اور سزا کا مستحق ہے صاف

صاف تحریر فرمائیں؟ بیٹھا تو حرم

الجواب۔ وہ شخص جس نے لڑکیوں کو میراث سے محروم کیا وہ بھی ایسا کیا گنہگار ہوا بعض علمائے
سے کبیرہ تک فرمایا حدیث میں ہے۔ لیکن فرمن میراث وامرثہ قطع اللہ میراثہ من الجینۃ یوم القیامۃ۔
امام نووی تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں۔ افادۃ عنہ ان حرمان الوارث حرام وعدۃ
بعضہم من الکبائر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ کٹ کوئیاں مسئلہ عبدالحمید خاں مورخہ ۹ رمضان المکرم ۱۳۵۵ھ
زید اہل سنت والجماعت اور زید کی شادی عورت اہل سنت والجماعت سے ہوئی بعد کچھ عرصہ
قریباً دس سال کے عورت مذکورہ قادیانی ہو گئی اور ہے اب قریباً دو سال بعد زید کا انتقال ہو گیا اب عورت
مذکورہ کہنے کی مستحق ہے یا نہیں؟ بیٹھا تو حرم۔

الجواب۔ مرتبہ مذکورہ مہر پائے گی فانہ لا یسقط بالامتداد بعد التکدیر۔ ترکہ نہ پائے گی کہ مرتبہ مسلم
کی وارث نہیں اگرچہ آج کل مفتی سیدی قول ہے وہ امتداد کے سبب نکاح سے نہ نکلی بدستور زوجہ ہی مگر
سیرت نہ پائے گی۔ یہاں بقائے نکاح موجب وارثت نہیں جیسے فتاویٰ ہندوستان میں اس صورت میں کہ
دونوں معاصر تہوں نکاح باقی ملتے ہوئے یہی فرمایا کہ مرتبہ شوہر کی وارثت نہیں۔ ان امرتدا الزوجات معا
شر ولدات منہ شعومات المرتد فلا میراث لہامنہ وان بقی النکاح بینہما۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از نگرہ اسافات مسئلہ معرفت جناب سید نور محمد صاحب ۳ رجب ۱۳۵۶ھ
میرالاکا بحالت ثبات عقل ہے لیکن میرے ساتھ میں اس طرح پیش آتا ہے کہ تجھ یا عرصہ بیس
سال سے مجھ سے بات نہیں کرتا ہے نیز توہین کرتا ہے عزت کا خواہاں ہے ہمیں بڑھیں سخت کلامی سے
مقابلہ پر آنے میں یشابت ہوتا تھا کہ میرے مارنے پر تیار ہے میں نے اس کی حرکات بیجاؤں پر غور کرنے کے
یہ تجویز کیا ہے کہ میری زمینداری و میر وغیرہ غرض کہ جو چیز میری ہے بعد میرے سستی مذکورہ کو ماق نامہ لکھنے سے
حصہ نہ ہو چکے شرفاً جانے ہے یا نہیں؟

الجواب۔ وہ لڑکا سخت فاسق فاجر شدید حرام کارا شد گنہگار مستحق ناز مستوجب غضب جبار مبتلا
تہر قہار حق اللہ وحق اب میں گر قلب ہے اس پر اپنی اس خبیث نہایت شنیع حرکت سے توبہ لازم ہے اور اپنے
والد سے معافی چاہنا نہایت عاجزی پورے انکسار انتہائی تذل کے اظہار کے ساتھ یہاں تک معافی

یوئیں اگر غیر عاق کو یہ لکھ دے یا کہہ دے تو اس کے کہنے سے وہ عاق نہ ہو جائے گا۔ جو عاق ہے وہ اس
 عقوق کی بنا پر وراثت سے محروم نہ ہوگا اور وہ گناہ کرتا ہے تو اس کے گناہ سے اس کے والد کو گناہ کی
 اجازت نہ ہو جائے گی میراث وراثت سے بھاگنا گناہ ہے بعض علمائے تو اسے کبیرہ فرمایا حدیث میں ہے
 من فر میراث وراثت قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة تیسیر شرح جامع صغیر میں اس حدیث
 کے نیچے فرمایا۔ افادان حرمان الوارث حرار وعذاب بعضهم من الکباش۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ضمیمہ

فتاویٰ مصطفویہ کے کتابت مکمل ہونے کے بعد کچھ مزید فتاویٰ
موصول ہوئے جو اس میں نہیں تھے تو وہ اس ضمیمہ کے
تحت شامل کیے گئے۔ مرتب غفرلہ

مسئلہ۔ از شہر اکیاب تھانہ کیونکو موضع کا ونچی بازار مدرسہ مولوی سکندر علی صاحب بنگالی طالب علم
مدرسہ نیاز خیر آباد ضلع سینا پور ۲۴ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ
ماقولہ حکمہ بحکمہ اللہ تعالیٰ فی ہذہ المسائلہ شخصے قائم نے راکہ در قرابت بنت بنت رضائی مربرادر حقیقی قاسم
باشہ و سہالہ نکاحش آورد و ظن او چہاں بود کہ موافق مذہب خود جائز است۔ از علما ہم استفتا نموده بود ایشان بصحت
نکاحش قضا نمود پس از چندے علمائے اخاف بعدم جواز نکاحش فتوے می دادند و جماعت مسلمین را با وجاہت
و موافقتش منع می کنند ما دلے کہ تفریق نکاحش نکند۔

جواب بنگالیان

بر تقدیر تصدیق مستول عنہا علمائے شریعت غرا و فضلا سے طریقت بیضا بالی حصہ فقہائے مذہب حنیف و
علمائے ملت منیع می نگارند کہ چون علمائے مذہب مستمرہ شان مجتہد باشند یا مقلد ظننا یا سہوا عملے کنند و حکمے بکار
صادر نمایند و قضا بر ماں تنفیذ فرمایند و پس اں دانستند و خوف یافتند کہ ہاں عمل و فعل زیشان بظہور پیوستہ
بطبق مذہب شان نہ پر و اختہ و بمشرب کے از ائمہ و دیگرے کہ مند و و محدود و بسنت جماعت ست در پیوستہ پس بار
دیگر تنقیض و تردید آنها کردن روا و جائز نہ باشد بل ہمیں مسلک تقلید نموده کہ ہم خالی از تلیق دار و ہاں عمل و فعل
والاحالہ صحیح و درست دارند و نیز ازین تقلید ظنی از مذہب مستمرہ خود خارج نشوند و منسوب بدال مذہب دیگر نگردند
پس مناکحت قائم بدیں منوال ہمیں مقال صادقست کہ لاریب و الاحالہ صحیح و ناقہ گردیدہ است اگرچہ بالفرض و
التقدیر مخالفت مذہب حنیفی آمدہ۔

لیکن بمسک اہل ظواہر کثرت امام ہمام شافعی علیہ رضوان الباری وغیرہ کہ مسلوک و مشمول بسنت جماعت
 ہر واقعہ و درہم چہ سہ کہ علمائے احناف بظن مجاز مذہب شان مظنون شدہ بنت بنت رضائی رام برادر شافعی قاسم
 مگر اور بود حکم نکاحش داده بودند کما لے کہ در تحت جماب منوعات کلیہ حنفیہ محبوب و مستور بودہ و در ضمن ضابطہ مامور
 بہا مملات اہل ظواہر کہ ہجرت شافعی وغیرہ ہستند کثوف و مظہر ہانہ پس ہرگز علماء احناف را نمی رسد کہ تفریق واقفا
 در نکاحش کنند کہ آن مسلم تحقیر و تکیہ سنت جماعت گردد و محاربت کے را از سنت جماعت عنان موجب منالالت
 فاروق کما قال العلامة ابن عبدین الشافعی الحنفی فی رد المحتار ناقلاً عن العلامة الشرنبلالی فی عقد الغریب
 ان له التقليد بعد العمل كما اذا صلى ظاناً صحتها على مذهبه ثم تبين بطلانها في مذهبه وصحتها على مذهب
 غيره فله تقليده ويحرم بتلك الصلاة على ما قال في الدر المنيرة انه مروى عن ابي يوسف انه صلى الجمعة
 بمسجد من المساجد ثم اخبر بفارسية ميتة في بئر الحمام فقال نكخذ بقول نحووات من اهل المدينة اذا بلغ الماء
 قلتين لم يعمل نجساً و ايضا فيه تحت قول الدائمات وما المقلدان ما نقله في القنيه عن الحارث بن عمار
 وجزيره المحقق في فتح القدير و لم يذم العلامة قاسم و ادعى في البصائر المقلدان اذا قضى بمذهب غيره و بوجوب
 ضعفه و يقول ضعيف نفذ و اقوى ما تمسك به ما في الدر المنيرة عن شرح الطحاوي اذا لم يكن القاصي فله
 و قضى بالفتوى شعبةين انه على خلاف مذهبه نفذ و ليس الخيرة نقضه وله ان ينقضه كذا عن محمد و
 قال الثاني ليس له ان ينقضه ايضا لان امضاء الفعل كما مضى القاصي لا ينقضه

و دليل مذہب الظاہر کہ ملحق بسنت جماعت است و مخالف فرعی ہر باب رضاعت باحناف می دارند ہجرت
 امام ہمام شافعی وغیرہ ہستند عین سنت چنانچہ شارح مسلم امام نووی در شرح آل می نگارند و لہذا مخالف فی ہذا
 الاہل الظاہر و ابن علیہ فقوالوا لا تثبت حرمة الرضاع بین الرجل والرضیع و نقلہ المازنی عن ابن عمر و
 عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما و اکتبوا بقولہ تعالی و لم یکن علی امرئکم و اخواتکم من الرضاعة و لہ
 بذکر البنت والعمہ کما ذکرہا فی النسب و امام ابو یوسفی ترمذی در جامع ترمذی شان می آید حدیثنا الحسن
 بن علی اخبرنا ابن نمیر عن هشام بن عمرو عن ابيہ عن عائشہ قالت جاء عی من الرضاعة یستأذن علی
 قایت ان اذن لہ حتی استأمر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی
 علیہ وسلم فلیطع علیک هذا فانہ عملک قالت انما امرت فی المرأة و لہ رضیع الرجل قال فانہ عملک فلیطع
 علیک هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا

بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہم کہ وہاں ابن الفحل والاصل
 فی ہذا حدیث عائشہ وقد مرخص بعض اهل العلم فی لبن الفحل والقول الاول اصح، واما التعمد فی قول
 الثانی ونظیر ہذا ما نقلہ العلامة ہیری فی اول شرحہ علی الاشباہ عن شرح الہدایۃ لابن شحنہ ونصہ
 اذا صح الحدیث وكان علی خلاف المذهب عمل بالحدیث ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلداً عن بؤنہ
 حنفیاً بالعمل بہ فقد صح عن ابی حنیفۃ امام الاعظم انہ قال اذا صح الحدیث فهو مذہبی وقد حکى ذلك
 ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من الائمة الخ وقاضی خاں وصاحب ہدایہ ہمال مذہب اہل ظاہر نقل بالصحیح
 المرودہ اندکما قال فی فتاویٰ قاضی خان وقال الامام الہمام الشافعی الحرمة لا تثبت من جانب الاب والفقہاء
 یسعون ہذا المسألة لبن الفحل وقال فی الہدایۃ وفی احد قولی الشافعی لبن الفحل لا یجوز لان الحرمة
 لثبوت البعوض واللبن بعضها البعض ہر گاہ از دلائل کتب فقہائے حنفیہ میں ومبرہن گردید کہ تزویج قاسم نامی
 نزد علمائے حنفی روا و درست گردیدہ و ازال مذہب حنفی بیرون نہ آمدہ با وجود اہل اگر جماعت مسلمین بروئے زبان
 طعن ولعن بکشایند پس عند اللہ ما خود شوند و عند الناس مستحق سزا کا ہو فی کتب الفقہ من اذی مسلمان بقول او
 بفعل ولو بغیر العین عنز پس ایصال مادائے کہ تائب و تائب نہ شوند از مواکلت ومشاربت جماعت مسلمین خارج
 کردہ شوند چنانچہ وارد شدہ کہ وایاک و مجالسة الشریک فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ احکم و آخرہ عوناً ان الحمد للہ رب
 العالمین۔ والصلاة والسلام علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

الراقم احقر الحقیر

محمد عظیم الدین کیوکتوی بہار یاروی خلف الہدی شیخ اکبر علی شاہ
 بانی مسجد ہتم مدرسہ اسلامیہ محلہ دتی

تحریر دیگر بہ تائبہ آں

آئے مذاہب ائمہ اربعہ جملگی در حق سست و حق بہاں دائرست اگر مجتہد مطلق یا مقلد محض بمذہب شان
 عمل و فعلی قضا کند بعدہ دانستہ کہ مخالف مذہب شان و موافق مذہب دیگرے کہ معدودہ نیست جماعت سست
 بخطائے ظن شان ملصق گشتہ فقہا احناف روانمی دارند کہ بار دیگر اہل ابطال و افساد کنند تا موجب تحقیر و تنقیہ ہنما
 ائمہ سنت جماعت لازم نیاید آں خطائے عظیم و سخط جہیم باشد عند اللہ تعالیٰ لہذا علما ازال ابا و انکار فرمودند و در تلخیص
 بروایت صحیح مروی شدہ کہ بارے در مجلس شریف حضرت پیران پیر غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ

مطلبی است و نص او برچونش امام شافعی است رضی اللہ تعالیٰ عنہم در شرح صحیح مسلم فرماید اما الرجل المنسوب لذلك اللبن اليه لكونه نروج المرأة او وطنها مملوك او شبهة فمذاهب العلماء كافة شوت حصة الرضاع بينه وبين الرضيع ويصير ولد اله واولاد الرجل اخوة الرضيع واخواته ويكون اخوة الرجل اعمام الرضيع و اخواته عماته ويكون اولاد الرضيع اولاد الرجل ولم يخالف في هذا الا اهل الظاهر وابن عليه.

این تصریح صریح این امام شافعیه بیس که مذہب او جمله علماء تحریم است و در خلاف نکردند جز فرقه ظاهریه و ابن علیہ طرفہ آنکہ محیب عبارت مذکورہ نووی ازین جا نقل کرد کہ لم يخالف في هذا الخ و صدر کلام کہ فرموده بودند کہ مذہب ما و مذہب جمله علماء تحریم است در پروردہ اخذ داشت و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را ظلم از اہل ظاہر شمرد حالانکہ ظاہریہ طاقتہ ایست مخالف ائمہ اربعہ و سایر مجتہدین۔ شاہ عبد الغزیز صاحب گفتہ اند او در ظاہر و متبعینش را از اہل سنت و جماعت شمردن در پروردہ از جہل و سفاہت است رافضیان کہ ظاہریہ راستی گرفتہ باقوال ایشان بر اہل سنت اعتراض می کردند شاہ صاحب جوابش دادند کہ فرقه ظاہریہ ہرگز از اہل سنت نیست این جہل و سفاہت شاست کہ ایشان راستی گرفتہ بر سنیان طعن می کنند امام ابن حجر مکی شافعی در کتب الریاع فرماید داعلم ان الائمة صرحوا بان الظاهرية لا يعتد بخلافهم ولا يجوز تقليد احد منهم لانهم سلبوا العقول حتى انكروا القياس الجلي في فرموده لانهم اصحاب ظاهرية محضة تكاد عقولهم ان تكون مسخت ومن وصل الى انه يقول ان بال الشخص في الماء تجفس او في اناء ثم صب في الماء لم تجفس كيف يقيام له و زمان و بعد من العقلاء فضلا عن العلماء۔

ہمچنان دیگر اکابر شافعیہ تصریح بلین فعل کرده اند و در مذہب خود بویست از خلاف ندوہ اند و اجلہ اکابر او را مذہب ائمہ اربعہ و اصحاب ایشان و فقہائے اصحاب گفتہ اند امام احمد عسقلانی شافعی در ارشاد الساری فرمودہ و دلیل علی ان لبن الفحل محرم حتی تثبت الحرمة في جهة صاحب اللبن كما ثبتت في جانب المرضعة فان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اشبهت حمومة الرضاع والحتم بالنسب ولهذا مذهب الشافعي و اني حنيفة وصاحب المالک و احمد کجہور، العصابة والتابعين و فقهاء الامصار امام حافظ قسطلانی شافعی در فتح الباری فرماید و جبہ الجمهور من العصابة والتابعين و فقهاء الامصار كان حنيفة و صاحبیه و مالک و الشافعي و احمد و اتباعهم الى ان لبن الفحل محرم امام ابو يوسف الرديلي شافعي در کتاب الانوار فرماید و الفحل الذي منه اللبن ابوة و اولادہ من المرضعة و غيرها اخوته و اخواته علام زین الدین شافعی تلمیذ ابن حجر مکی در قرۃ العین فرماید تصییر المرضعة

له نووی شرح صحیح مسلم ج ۱، ۲، جلد ۳ بیروت، ۳ جلد ۴ مطبوعہ بیروت

فرمود اتفق الائمه علی انه یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب وحکم برخلاف اجماع نفاذ نیست ائمه ثقات اثبات
 از حکایات شافیه قائل نبودند بلکه خود ذکر نموده اند باز تصریح فرموده که درین مسئله جز ظاهر بریه و ابن علیہ کسی برخلاف
 نیست چنانکه از امام قاضی عیاض مالکی و امام ابو زکریا نووی شافعی و امام محمود عینی حنفی گزشت من الغریب نسبة
 الاضراب الیه علی ما وقع فی فتح المغیث و اگر بالفرض این جا قوی ضعیف محکم بود که اول به فی الفتح المفتی پس
 حکم و قوی بر قول ضعیف و مرجوح خود جهل و تخرق اجماع است که ما فی تصحیح القدری للعلامة قاسم والدر المختار
 ثانیاً حکم بخلاف قاضی مجتهد راست مقلد را روانه بود برخلاف امام خود حکم کردن در تنویر الابصار است قضی فی
 مجتهد فیه بخلاف ما انیم لا ینفذ مطلقاً و به یفتی و در در مختار است و لو حکم القاضی بحکم مخالف ، لمذهب
 صاحب اصلا یطر - در رد المحتار آورد اما المقلد فلا یمکن ، المخالفة بحیب عبارتش از سابق و لاحق قطع کرده آورد و خود
 در قدر منقول خود لفظ ادعی ندیده -

رابعاً اگر از همه گزیند قصاص شرعی چیزی نیست که رفع خلاف می کند نه که دو صورت خوانند و خود را بر مستدافان نشانند
 هر چه نخواهند بزدیان را نند و خلاف مرتفع شود و مذموب مردود و مندرفع حاشا الله لا یقول به جاهل فضلا عن فاضل
 نسأل الله العفو والعاقبه والله تعالی اعلم -

فقیر مصطفی رضا قادری نوری مخزله
 فی الواقع نکاح مذکور باطل و حرام محض است و بر آنکس از دختر و دختر برادر خودش فوراً فورا جدا شدن فرض است
 تزویج اینها جهل و تنقید و ظلم شدید - والله تعالی اعلم -
 فقیر احمد رضا قادری عفی عنه
 (منقول از فتاوی رضویہ جلد پنجم ص ۳۲ تا ۳۶)

طرق الهدى والمرشاد الى

احكام الامارة والجهاد

١٣٥٢

بیش لفظ

از حضرت علامه مولانا ابوالشرف محمد شرف الدین اشرف الجاسی

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد وفضل على رسوله الكريم

الحمد لله رب العالمين - حمدا شاكرا - على ما هدانا الى الصراط المستقيم - واقامنا على الدين القويم
 ووقانا عذاب الجحيم - والحمد لله المتواضعا - والثناء المتكاثرة - المتواضعة المتطاهرة - التي لا تعد ولا تحصى -
 لا سيما حيث حيزية المحتسب المرتضى المصطفى - الرؤف الرحيم الكريم - عليه الصلاة والسلام - وعلى
 اله ومحبيه والخلفاء وانما واجهتم هات المؤمنين - وعشيرته والاقربين - اولى الصداق والصفاء لعمرى
 انما العجة اشرف من غيرهما - واعظم من عظيم الائمة - وافضل صلوات الله - واكمل تسليمت
 الله - وانى بركات الله - واكرم تحيات الله - على اول مخلوقات الله - الامين المكين - شافع المذنبين
 المتلوثين - الخطائين الحالكين - سيد الاولين والآخرين - والانبياء والمرسلين - والملئكة المقربين
 قاصح اصول الشرع والمشركين - وقالغ اساس الكفر والكافرين - مستوصل ببيان نفاق المنافقين - هادم
 قلاع فساد المفسدين الباغين - دامج ادمعة الطاعين - الخارجين الماردين - المارقين من الدين
 مروق السوء من الترمية والشعرة من العجين - المنقصين لشانه والمكذبين - لربه والملئكة المقربين
 الذى العتبه بيه بين قلوب المسلمين - وحرر على عبادة موالاة ساثر الكفرة والمشركين هو الامام

اشرف الانام، قمرالتمام، مبدل الظلام، ہادی سبل السلام، شرف الدین و عمر الاسلام، خلیفۃ
اللہ فی السموات والارضین، صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الطیبین، وصحبہ الطاہرین، وفخلفائہ
الراشدین المرشدین، الہادین المہدیین وعلینا وعلیٰ سائرمتہ اجمعین، آمین آمین، برحمتک
یا ارحم الراحمین

بعد حمد و نعت۔ برادران اہلسنت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقیر امیدوار کہ جو کچھ عرض کرے آپ
اسے گوشِ حقِ نبیوش سے سنیں گے اور عین انصاف سے ملاحظہ فرمائیں گے حق ہو قبول فرمائیے معاذ اللہ مطلق
پائیے تو رد فرمادیجئے بغور سنئے اور قبضہ عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین
ہدنا اللہ واولئک ہم اولوالالباب کے مصداق بنیے۔

عزیزانِ ملت! ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ ہم مسلمان جس بستی میں ہیں کوئی قوم نہیں آج ہم کفار کے قبضہ
اتحاد میں ہیں کل ان پر حکمراں تھے آج ان کے محکوم ہیں کئی وہ ہمارے محتاج تھے آج ہم ان کے دستِ نگر
کل وہ ہمارے قابو میں تھے آج وہ ہم پر بڑی بلا کی طرح مسلط ہیں وہ ظلم کرتے ہیں ہم سہتے ہیں وہ تم کرتے ہیں
ہم دم نہیں مان سکتے۔ ہم ہیں اور رنج و غم کے پہاڑ۔ ہم ہیں اور ہجوم و آلام کے گراں بارانبار۔ ہم روزانہ نئی آفتوں
سے دوچار ہیں۔ بے درپے شامتیں ہم پر سوار ہیں۔ ہر دن ہم مصیبتوں کا شکار ہیں۔ ایک مصیبت طلیٰ نہیں کہ دوسری
اس سے سخت تر آجاتی ہے۔ ایک آفت ختم نہیں ہو پاتی کہ اور اس سے بھی عظیم تر مہوچ جاتی ہے۔

ایک آفت سے تو مرم کے ہوا تھا جینا
لگتی اور یہ کیسی مرے اللہ تھی

یہی کہتے گذرتی ہے۔ کبھی آپ حضرت نے اس پر غور فرمایا کہ آخر یہ عظیم تغیر و تبدل یہ شدید انحطاط و تزلزل
کیوں ہوا کبھی اس کے علل و اسباب کی تلاش فرمائی۔ میں تو مدتوں سرگرداں رہا اور اس مسئلہ پر غور کرتا رہا کہ مسلمان
ہا و ہود اسلام ہستی و تزلزل اور قہر و زلزلت و تزلزل میں کیوں ہیں ہم سے تو ہمارے سب مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ
کا وعدہ صادق ہے لَا تَجْعَلُونَا دَلِیلًا لِّغَیْرِکُمْ نَدَاؤًا اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ تَمَسُّتُ اور تم گین نہ ہو تم ہی غالب رہو گے۔ تم ہی
غالب ہو گے ہم ہی فتح و نصرت شوکت و حشمت جاہ و منصب و عزت پاتے مگر اپنی زبوں حالت بالکل برعکس
ہے بہت کچھ فکری کچھ سمجھ میں نہ آیا یہ ایک ایسا معما تھا جس کا حل بہت دشوار ہوا نہ میں مسلمانوں کو نا مسلم
خیال کر سکتا نہ پناہ بخدا اس واحد قہار عزوجلہ کے وعدہ صادقہ میں وہم شائبہ کذب لاسکتا تھا معاذ اللہ ایسا

کون بک سکتا ہے اور یہ کس کی مجال کہ اس کا کذب بالذات محال و مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ عَدِيًّا وَمَنْ
أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات راست اور اس سے زیادہ کس کا قول سچا۔

میں جتنا جتنا سلجھا تا یہ گچھا اور زیادہ اُلجھا تا تاہم جتنا سوچتا میرانی اور توجیب بڑھتا جانا خوبی قسمت کہ
انہیں دنوں حضور پر نور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت کے رسالہ مبارکہ "فلاح و نجات" کی زیارت سے مشرف
ہوا اس سے یہ عقیدہ لائے کہ حل ہو اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ جو کچھ ہے اپنا ہی کر توت ہے جو بویا تھا وہ
کاش رہے ہیں۔ ارشاد فیض بنیاداً مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا كَسَبَتْ أَنْفُسُكُمْ كَيْ تَصْدِقَ بِهِ جُوعِيبَتِمْ
آئی یا آئے گی وہ سب اپنے ہی ہاتھوں لائی ہوئی ہے یا ہوگی۔ ہاں ہاں یہ اوامر الہیہ سے غفلت کا پھل اور
احکام شریعہ حضرت رسالت پناہی سے بے پرواہی کا ثمرہ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ
اللہ عزوجل کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں۔ وہ وعدہ کام کے
مسلمانوں سے ہے نہ نام کے اَللّٰهُمَّ لَا تَخْلُقْ لِيْ كُفْرًا وَّلَا تُؤْمِرْ بِهٖ اِنَّكَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ
ہوئے تو تمہیں غالب رہو گے۔

اب جو اپنی حالت پر نظر گئی تو ساری پریشانی دور اور توجیب غائب اور حیرانی کا فور کہ جب شرط معدوم
مشرط کا وجود خود مفقود ہے کچھ کیا آج کل کے مسلمانوں کی یہ حالت نہیں کہ اعمال تو اعمال عقائد سے بھی
خبردار نہیں۔ جیسے انہیں ان سے کچھ سروکار نہیں۔ اوامر کی بجائے ادرنی سے اہتباب و نفرت خواہی کا انکباب بہت
زنا کاری۔ شرب خواری۔ قمار بازی و لواطت کی کثرت آج مساجد نمازیوں کی کثرت کی بجائے قلت سے تنگ
رمضان مبارک روزہ داروں کی تلاش میں تنگ۔ غرابا ذکر نہیں امر احسن پر ہیج غرض ہے ان کے حلق میں غابا
ننانوے جامی بیت اللہ نہیں۔ ہر سال زکاہ کا ہارس پر سوار ہے مگر انہیں پرواہ نہیں۔ آپس میں و داد و خواہش
و رفق و اتفاق کی جگہ بغض و حسد و شقاق و نفاق کی گرم بازار فیروں سے میل جول پیار و محبت یاری کا ٹوکھا
شکر کوں سے ریت ہے۔ مردوں طمدوں سے ریت ہے خالی اللہ اعطاک۔

کیا پتہ مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ان کے کارنامے یہی ہوتے ہیں۔ عوام بہال کی کیا شکایت۔
آج ہر علم ہر نام کنتھ گان علم کی ہانپ سے جو کئیٹیاں قائم کی جاتی ہیں کانفرنسیں منعقد ہوا جاتیں ہتی ہیں
ان میں شور و غل تو بہت کچھ مچایا جاتا ہے ترقی ترقی کے نعرے لگاتے جاتے تنزل کے مرتے پڑھے جاتے
پستی کے نوحے بلند کئے جاتے ہیں مگر بجائے اس کے کہ تنزل کے اسباب و علل تلاش کئے جاتے ان کے

مفید علاج و پرہیز تہاتے جاتے ہوتا کیا ہے اسلام کی خدمت کے بہانے مشرکین سے اتحاد منایا جا تا۔ ان پر قرآن و حدیث کی عمر شاری جاتی کافر کی حمد خطبہ جمعہ میں بلند منبر مسجد پر حمد اللہ و حمدہ لا شریک لہ سے ملائی جاتی ہے اسے معاذ اللہ تذکرہ مبعوث من اللہ کہا جاتا ہے بلکہ صاف صاف بالقوۃ کی ٹٹی لگا کر ہی مانا جاتا ہے۔ نہایت اہم روح اعظم حضرت مسیح کا کہا جاتا ہے انھیں مدعیان علم میں بڑے بڑے مجتہد تھے والوں نے کہا گاندھی اور لاجپت رائے وغیرہ مشرکین کی طرح خدا سے ڈرنے والا کوئی خدا نے پیدا ہی نہ فرمایا۔ کان سہدہ نہ یخلف لخصیتہ۔ سواہر من جمیع الناس انسانا۔

یوں مالک عرش و فرش محبوب رب العرش سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی انھیں بڑھایا تاکہ کی جگہ اٹھا کر رام رام ست ست کہتے جا کر اسے مرگھٹ تک پہنچایا۔ گاندھی کی جے کا بار بار روزانہ نعرہ لگایا اپنے ہاتھوں پر کفری علامت تشقہ کھنچوایا۔ اور پھر فخر کے ساتھ کہا۔ تشقہ کھینچو اور میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا وغیرہ من الامور الشنیعة القبیحة الکفریة اعاذنا اللہ و جمیع المسلمین منہا۔ سچ کہنا۔ کیا یہ امور اسلام کی مدد ہیں یا اس کا ہدم۔ لطف یہ کہ یہ امور سچ کن اسلام کر کے اسلام کو زہر ہلاہل رسم قاتل دینے اور الٹی پھری سے ذبح کر ڈلنے ہی کو مقید بتایا جاتا ہے بلکہ فائدہ کو اسی میں منحصر سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ترکوں کو کوئی فائدہ کسی طرح نہیں ہو سکتا انھیں فائدہ جب ہی ہو گا جب کہ ہندی مسلمان ہندوؤں کی غلامی اختیار کریں گے۔ انھیں نبی مائیں گے جزیرۃ العرب جب ہی آزاد ہو سکے گا جب ہندوؤں پر قرآن و حدیث کی ٹنگ تیار کریں گے اور مالک اسلام کی آزادی کی یہی صورت ہے کہ مرام کفر اختیار کئے جائیں اور شعائر اللہ مٹائے جائیں یہ آخر الدوا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

بفرض باطل یہ مفید بھی ہوتا جیسے کبھی سنگھیا۔ تو پہلے سبب اصلی کا اذنا ضرور تھا کہ جب تک سبب باقی مرض باقی مریض کو بخار آتے تو طبیب کا کام اصلاح خلط فاسد ہے نہ کہ نرا شربت وغیرہ کوئی مسکن دینا یا صرف پلس کی دفع حرارت کی کوئی تدبیر کرنیوں فساد اخلاط سے حرارت غریزی کا اظہار ہوتا ہے گا اور دن بدن مرض بڑھتا جائے گا انجام کار حرارت غریزی کا یہ جان باعث ہلاک مریض ہو گا غرض مرض کو دور کرنا اور سبب کو باقی رکھنا سخت نادانی و حماقت اور ہلاک و لمانت ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ عقائد و احکام و حقوق اسلام کی تعلیم دیتے مناہی کے ارتکاب اور مضار سے اجتناب کی ہدایت کرتے تو یہ تو نہ ہوا بلکہ کیا ہوا یہ کہ جن باتوں سے پرہیز فریب فرض تھا اور جن کے اختیار کرنے سے نقصان یقینی تھا انھیں کرنے کا حکم دیا یا بیٹھے دیکھتے رہے

اور منع نہ کیا اور جو باتیں عمل کرنے کی تھیں انھیں نہ خود کیا نہ ان سے اور وہوں کو آگاہ کیا۔ یعنی معاملہ بالکل برعکس ہوا یعنی دوا سے پرہیز رہا اور جن سے پرہیز چاہئے تھا ان کا استعمال ہوا۔ بات یہ ہے کہ ع
 او نحو یشتن گم ست کمر ابرہری کند

دوسروں کو کیا ہدایت کرتے خود اندھے بہرے بن کر چاہ ضلالت میں ڈوبے۔ کہ ہندوؤں سے اتحاد منیلا
 اپنے ساتھیوں پر ان کی ظلمی بندگی انقیاد کا ٹیکا لگایا۔ دشمنان خدا و مصطفیٰ جیل و علی و علیہ التہیۃ والثناء سے محبت و
 و داد واجب ٹھہرایا۔ احکام اسلام کو پس پشت پھینکا بلکہ انھیں پاؤں سے مل ڈالا اور لٹیوں سے کچل ڈالا اور احوال
 ولاقوتہ اللہ استغلی الا علی غرض وہ کچھ کیا جسے دیکھ کر ملکہ سن کر سچے مسلمان کا دل کانپ اٹھے۔ سر سے پاؤں تک
 سرنگ ہوئے پسینہ ٹپکے اسلام کی مدد کرنے اٹھے تھے ابھی مدد کی جیسے کسی نے سر سے پر یہ بات اور وہی کیا
 اسلام کی ترقی کفریات اور اس کی مدد اس کے احکام زمین پر مار دینے سے ہو سکتی ہے۔ ع
 برس عقل و دانش بہاید گریست

آہ آہ از ضعف اسلام آہ آہ

آہ آہ از نفس خود کام آہ آہ

کاش مسلمان اب بھی آنکھیں کھولیں۔ آخر یہ خمار کب تک یہ غفلت تلبکے ایک دن آنے والا ہے کہ
 سارا نشہ ہرن ہو جائے گا۔ پھر کچھ بنائے نہ بن پڑے گا۔ لہذا آنکھیں کھولو اپنے برے کھوٹے کمرے کی تیز سیریا
 کرو۔ میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واسطہ رکھو۔ اسی کا نام اسلام ہے اور مسلمان کا ہی کام
 ہے جو تمہیں اللہ و رسول کے احکام پہنچائے وہ مانو اور اسے اپنا خیر خواہ اور سچا دوست جانو۔ اور جو احکام اللہ
 و اولیہ نبویہ سے منہ پھیرے اور تمہیں اس کی طرف بلاتے تو اس کے پیچھے مت لگو۔ جسے جہنم جانے دوا اور اپنا
 حقیقی دشمن جانو یہی ہے وہ جو قرآن عظیم میں ارشاد ہوا **وَلَا تَتَّبِعُوا الْاَشْرَافَ الَّذِیْنَ لَا یَرْحَمُوْنَ اُولَیْہِمْ اُولَیْہِمْ اُولَیْہِمْ**
اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ اَشْرَافِ الْاَشْرَافِ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو یہی ہے وہ جو حدیث کو ہم
 نے فرمایا **لَا تَجْلِسُوْهُمْ وَلَا تُوَاجِہُوْهُم وَلَا تَمْسُوْهُم وَلَا تَمْسُکُوْهُم وَلَا تَمْسُوْا اَسْبَاطَہُمْ وَلَا تَقْعُدُوْهُم وَلَا تَمَسُوْا**
اَسْبَاطَہُمْ وَلَا تَمَسُوْا اَسْبَاطَہُمْ یعنی نان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ ان کے ساتھ بیٹھو نہ ان سے بیاہ شادی کرو اور
 وہ سب مریض ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور وہ اگر مریض تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔
 دیکھو دیکھو اللہ و اسد قہار عزوجل جلالہ اور اس کے رسول دونوں جہان کے سردار احمد مختار صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈرو اس وقت سے خوف کرو جب اسلام فریادی ہو گا کہ مجھے میرا ہی نام لینے والوں نے ضعیف کیا مسلم کہلانے والوں نے میری جڑ کھودی۔ مجھے نہایت بے دردی سخت بے رحمی کے ساتھ اکھیر پھینکا اور تم سے سوال ہو گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مشقت ہائے عظیمہ برداشت فرما کر بویا ہوا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اپنے مبارک خون کی ندیاں بہا کر سینچا ہوا سرسبز پھلتا پھولتا اسلام کا درخت تم نے کیوں کاٹا یا کٹنے دیا۔ کیا اس دن کے لئے تم نے کوئی جواب تیار کر لیا ہے۔ کیا اس دن جب واحد قہار نے فرمایا کہ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰٓ اَفْوَاهِهِمْ وَتُكْفِّرُ اَنْبِدِيۡهِمْ وَتَشْهَدُ اَنْجَاهُمْؕ تو کسی کا کوئی جیلہ بہانہ چل سکتا ہے فَمَنْ اَنْتُمْ مُّنتَهُوْنَ۔

اے اسلام کے مدعیو خدا کو مانو۔ سچا گو ہاگو۔ اللہ خوش سنبھالو۔ شام سر پر سوا ہے۔ اب اور کیا انتظار ہے جو نہلت باقی ہے۔ جب تک سانس آتی ہے۔ غنیمت جاؤ۔ عظیم سفر درویش ہے۔ وہاں کا جہاں غیر مرغوش ہے۔ منزل کر دی ہے۔ بوجھ بھاری ہے۔ تمہیں کچھ فکر نہیں۔ وہی غفلت شعاری ہے۔ ہاتے کیا مت تمہاری ہے۔ کیسی سنگاری ہے۔ مگر ہمت چست کرو۔ سامان سفر درست کرو۔ اپنے لب کے حضور سر نیاز جھکاؤ۔ توبہ و استغفار کرو۔ اپنے سر سے یہ گناہوں کا گراں بار اتار دو۔ اس تغافل کے بد ثمرے اور اس بدستی و بے ہوشی کے جسے نتیجے تم نے اب تک دیکھے۔ اور اگر تم نے اپنی حالت نہ بدلی تو اس سے سخت تر آگے دیکھو گے۔ جب تک تم دین دار تھے تمہیں برسر حکومت و اقتدار تھے۔ تم میں کا ایک۔ ایک ہزار پر بھاری تھا۔ تمہاری خون آشام تلوار نے کفار پر قہر کی بجلیاں گرا دیں۔ ان کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ ہر شکر کی دھجیاں اڑا دیں۔ عالم میں تمہاری دھاک تھی تمہارا سکہ جاری تھا۔ تمہاری عزت و شوکت تھی۔ تمہاری سطوت و حریت تھی۔ تمہاری زبانوں پر اللہ اکبر کے بعد ہل و من مہاند کا نعرہ تھا۔ جس سے ہر کافر کے بدن پر لرزہ تھا۔ تمہارے خوف سے ہر جرم کافر لڑنا تھا اور ہر قلب مشرک تم سے ترسا تھا۔ تمہاری ہمت کا جابجا چرچا تھا اور تمہاری شجاعت کا عام شہوہ تھا۔ غرض ہر فن میں طاق تھے۔ شہرہ آفاق تھے۔ اب وہی تم ہو کہ خود اپنی نظریں ذلیل ہو۔ بہ نسبت سابق بہت ہو مگر سمجھتے ہو کہ قلیل ہو بات یہ ہے کہ تم صحیح نہیں چلے ہو۔ جب تو دشمنوں سے ملتے ان سے اتحاد کرتے۔ مشرکوں سے محبت و وداد کرتے بلکہ ان کی غلامی و انقیاد کا دم بھرتے ہو اور اللہ اور دشمنان رسول اللہ سے میل جول کرتے ہو اور اس میں بھی خدا کی محبت ملحوظ رکھی ہے کہ کس واحد قہار سے ٹھٹھول کرتے ہو۔ اس سے استہزائہ کرو اس کے قہر سے ڈرو اس کے غضب کو تھوڑا نہ سمجھو اس کے عتاب کو دیکھو اللہ یتخفی

یہ ہے کہ جس نے اپنے لیے بھروسہ کر لیا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوگا۔ ان کے بھوٹے وعدوں کا اعتبار نہ کرو بے ہودہ لغو فضول بے معنی عہدوں پر اعتماد اختیار نہ کرو ان کی کسی بات پر کان نہ دھرو ان سے نلتے توڑو رشتے نہ جوڑو۔ سچے دل سے دین الہی و شریع رسالت پہاڑی عزوجل اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مددگار بن جاؤ یا تمہارا اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے اور یا تمہارا اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے۔ تمہاری مدد فرمائے گا اور جب وہ تمہارا مددگار ہوگا پھر وہ ایسا کون ظالم و ستم کار ہوگا جو تمہارے ستم و ظلم کو سہے گا۔ جب تم اللہ و رسول کے مقبول و منظور ہو گے تمہیں منظور و منصور ہو گے ہرگز ہرگز کسی سے مجبور نہ ہو گے کہ تمہارا تمہارا ہوگا تمہارا تمہارا ہوگا۔

کیا تم نے فرمان ربانی **إِن يَشَاءِ اللَّهُ فَمَا عَابَتْ كُفْرًا** پڑھا نہیں کیا تم نے ارشاد قرآنی **فَمَنْ يَشَاءِ اللَّهُ فَمَا عَابَتْ كُفْرًا** دیکھا نہیں یا **كُفْرًا** فَمَنْ يَشَاءِ اللَّهُ فَمَا عَابَتْ كُفْرًا دیکھا نہیں کیا تمہیں علم نہیں کہ مقدس اسلام کا نور اس وقت جب کہ دنیا باریک تھی رونے زمین پر کوئی ایک جہاں بھی لا الہ الا اللہ کہنے والی اور ایک خدائے واحد احد صمد کی جاننے اور ماننے والی بظاہر نہ تھی صرف ایک ذات پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چمکا اور باوجود اس کے کہ اس کی راہ میں بے شمار امدان گنتی روٹے کھائے گئے اور بے نہایت کائنات بچھاتے گئے ساری دنیا مخالف ہو گئی اور سب کی متحدہ کوشش ہوئی کہ اسے ٹھنڈے نہ دیا جائے یہ بودا فردا بھرنے نہ پائے نہیں ابھی خاک میں ملا دیا جائے۔ یہ حقانی آواز اٹھنے نہ پائے کوئی سننے نہ پائے۔ اسی لئے اس ذات مقدس کو کفار نے **مَشَقَّ** مشق ستم پہنایا کہیں قتل و اہلاک کے مشورے ہوئے تو ستموں و کنکروں کی اس قدر بارش کی کہ زمین زمینوں سے چور ہو گیا۔ کسی اقتدار و سرکار کی دیکھو کہ طوفان کا طغیانی تھا تو ستم و کفر کا اس بتلا۔ پھر وہ بٹھا دیا گیا کہ کوئی ان کے پاس نہ آئے ان کی بات نہ سننے پائے۔ کسی سب سے بچ کر گئے اور کاشا اقدس کا محاصرہ شدید و سخت کر دیا۔ کسی حضور کو بے درہنہ گھر شہر بدر کیا۔

غرض سب طرح کفر کے بادل اسٹامینڈ گزائے اس آفتاب نبوت پر چھائے ظلمت و تاریکی بننے اپنے سامنے نہ رہا اور دکھائے۔ مگر کیا ممکن کہ خدا کے چاہے میں کوئی فتور لائے۔ یا اس کے امت میں کسی طرح تصور آئے وہ نور کا آفتاب ان کفری بادلوں کو بھارتا اور ظلمات اور تاریکیوں کو دور فرمائے اور ایسا ہی کیا اور تارکات و تارکات کے ہر پہلو سے کوروشن کر دیا جگہ گادیا۔ وہ پورا جسے کفار اپنی متحدہ قوت و طاقت سے پانچاں کر ڈالنا اور خاک میں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نصیب ہوگا۔ ان کے بھوٹے وعدوں کا اعتبار نہ کرو بے ہودہ لغو فضول بے معنی عہدوں پر اعتماد اختیار نہ کرو ان کی کسی بات پر کان نہ دھرو ان سے نلتے توڑو رشتے نہ جوڑو۔ سچے دل سے دین الہی و شریع رسالت پہاڑی عزوجل اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مددگار بن جاؤ یا تمہارا اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے اور یا تمہارا اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے۔ تمہاری مدد فرمائے گا اور جب وہ تمہارا مددگار ہوگا پھر وہ ایسا کون ظالم و ستم کار ہوگا جو تمہارے ستم و ظلم کو سہے گا۔ جب تم اللہ و رسول کے مقبول و منظور ہو گے تمہیں منظور و منصور ہو گے ہرگز ہرگز کسی سے مجبور نہ ہو گے کہ تمہارا تمہارا ہوگا تمہارا تمہارا ہوگا۔

ملا دینا چاہتے تھے اتنا بڑھا اور پھلا پھولا جس کی شاخیں غرب سے شرق اور جنوب سے شمال تک پہنچیں اور انھوں نے اپنے خوشگوار سایہ میں اس دنیا کے بہت کثیر مسافروں کو لے لیا وہ بھیا تک شور وہ بے ہودہ غل اس حقائق آواز کو دبانے سکا وہ آواز اعلیٰ اور ایسی اٹھی کہ دنیا کی ساری آبادی میں پہنچی بلکہ ہر درشت و جبل میں گونجی یہی تھا

وہی آواز کہ فرمایا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّبِّي وَالْكَافِرُونَ** **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّبِّي وَالْكَافِرُونَ** کیا تم نے نہ دیکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کیسی جرأت کتنی دلیری سے لکھو گھا کفار کا مقابلہ فرمایا میں نے سونے ہزاروں کے منہ پھیر دیئے۔ سب کے لوہے ٹھنڈے کر دیئے۔

کیا آپ حضرت صدیق اکبر کی ہمت حضرت عمر فاروق کی صولت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت حضرت عثمان غنی کی شوکت حضرت خالد و حضرت ضرار بن ازور کی دلیری جرأت بھولے ہوئے ہیں۔ جن کی کفار کے قلوب پر ابھی تک کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن کے نام سے ان کے اجسام بید کی طرح لرزتے اور قلوب تھر تھر کانپتے ہیں کیا تمہیں یاد نہیں کہ ایک ایک لاکھ کے مقابلہ میں صحابہ صرف دس ہزار تھے ہیں۔ اور کفار پر قبہ کی بجلیاں گرتے ہیں کیا تم بھولے ہوئے ہو کہ جبہ بن ایہم غسانی کے ساتھ ہزار لشکر میں صرف تیس صاحب ساری رات اپنے سب کے حضور نوافل میں سر جھکا کر سرفرا کر صبح ہوتے ہی نماز فجر سے فراغت کر کے قتال کے لئے کھس پڑتے ہیں اور ایسی لڑائی لڑتے ہیں جس سے کفار تھر تھر اٹھتے اور آخر کار بھاگ پڑتے ہیں کفار کے دس ہزار قتل ہوتے اور دس ہزار اسیر اور مسلمانوں کے صرف پانچ شہید ہوتے اور پانچ گرفتار۔ ان پانچوں گرفتاروں کا حال معلوم کر کے ذرا دم نہیں لیتے آرام کا خیال نہیں کرتے فوراً پھر تعاقب فرماتے اور پھر آکر لاتے ہیں کیا تمہیں حضرت ربیعہ کے کاٹنے بھولے ہوئے ہیں صرف تین تہا ہزار ہا کفار کے ٹڈی دل میں ان کے سپہ سالار جرہیس سے بات کرنے جاتے اور وہاں اس کے پادری سے مناظرہ فرماتے ہیں ایک دن پہلے لڑائی میں اس کے بھائی بطریق کو قتل کر چکے ہیں جرہیس کو ایک کافر یاد دلاتا ہے کہ تیرے بھائی کو اسی نے قتل کیا ہے وہ یہ سن کر ان تنہا پر حملہ کا حکم دیتا ہے اور یہ شیر کی طرح ان بھیڑوں کے گٹھے کو کاٹ کر رکھ دیتے ہیں یوں اس لڑائی کا خاتمہ فرماتے ہیں کہ ایک کافر نے کہا کہ نہیں جانا سب کھیت رہتے ہیں یہ صحابہ تو صحابہ ہیں کیا تمہیں محمود غزنوی کے اسی ہندوستان پر تاج نہیں جب کہ ہندوؤں میں کوئی قوت نہیں جب کہ ہندو اپنی قوتوں پر بھولے نہیں سماتے تھے چہ چہ پیرانج رکھتے حکومت جاتے تھے سترہ حملے یا تو نہیں کیا تم نے شہاب الدین غوری کا نام نہیں سنا کیا تم تیور سے واقف نہیں کیا تم بابر ہائیوں سلیم جہانگیر شاہ جہان۔ عالمگیر وغیرہ سلاطین اسلام کو بھول گئے

اب تم سات کرو جو جب محمود کے ساتھ کے آئے تھے تو بہت کم تھے اور کیا کیا تھا۔

بات یہ ہے کہ وہ مسلمان تھے ہم جیسے مسلمان نہیں بلکہ ایک اللہ سے ڈرنے والے اپنے مذہب پر مٹنے والے اپنے دین کا دور رکھنے والے۔ آج اگر تم بھی ویسے ہی بن جاؤ گے تم بھی وہی ہو جاؤ گے کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین سے جہاد فرماتے ہوئے کبھی یہودی یا عیسائی سے مدد چاہی یا یہودیوں سے عیسائیوں سے قتال فرماتے ہوئے مشرکین سے استعانت فرمائی۔ بلکہ حضور نے تو یہ کیا کہ کفار امداد کے لئے آئے اور انکار فرما دیا کہ ان لا نستعینکم عنہم یعنی یہ اننا لن نستعینکم عنہم یعنی ہم کافروں سے مدد نہیں چاہتے ہم ہر مشرکین کی مدد نہیں گئے۔ اچھا حضور کی شان تو ارفع واعلیٰ بلکہ وبالاب ہے کیا صحابہ کرام سے بھی کسی نے کبھی کسی کافر یہودی نصرانی مشرک مجوسی سے اتحاد کیا یا وداد فرمایا۔ انھوں نے تو یہ بھی گوارا نہ کیا کہ کافر کو مخبری دے دی جاتے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اس عرض پر کہ میرا ایک مخبر نصرانی ہے حضرت عمر فاروق نے فرمایا تمہیں اس سے کیا علاقہ خدا تمہیں سمجھے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو مخبر بنایا کیا تم نے یہ ارشاد الہی نہ سنا یا تمہا اللہ ذین امنہ لا یخذلکم والذین یؤذونکم انما یرید ان یشاکرکم حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر گزارش کی اس کو کہ میں اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی مخبری سے کام ہے۔ اس پر انھوں نے فرمایا میں کافروں کو گرائے نہ کروں کہ سب کہ انھیں اللہ نے نوار کیا میں انھیں عزت نہ دوں گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذلیل کیا میں ان کو عزت نہ کروں گا جب کہ اللہ نے انھیں دور کیا۔ انھوں نے عرض کی بھوکا کام ہے اس کے پھانہ ہو گا انھوں نے فرمایا نصرانی تو ہے والسلام

یہی نہ سہی۔ صحابہ کی شان بھی عظیم اور ان کا مرتبہ بھی قیم ہے۔ اور سلاطین اسلام کو دیکھو کیا ان میں سے کسی سے سنا پاک نام اور اتحاد کا نشانہ۔ اکبر کا نام نہ لینا وہ اپنی نجس حرکات کے باعث مسلمان ہی کب تھا۔ اللہ کے برکت و رحم سے جو اسلام کی نعمت حریت کو پائمال نہ کرو۔ ہندوؤں کی غلامی چھوڑو۔ جیسے روافض کو تمہارے بزرگوں نے چھوڑا وہیں تمام مہندین سے قطع کر لو ایک خدائے واحد احد صمد پر توکل کرو اور علی اللہ وقلیتوکل انھیں اللہ پر کار بند ہو جاؤ پھر تمہاری پابندی ہے۔ دنیا تمہاری پابندی ہے۔ جسے چاہو رکھو جسے چاہو کھا لو ایک ذرا ہوش تو سنبھالو۔ ہاں ہاں خبردار جہاں ان یمننکم اللہ فلا یغلبکم عنہم وہیں وہیں اسی آیت کریمہ میں

و ان یغلبکم عنہم ان اللہ ینصرتکم عنہم ہے۔

برادران امت! علمائے کرام کی پکار سنو قوم نوح علیہم السلام کی طرح انکار و استکبار

لہ ابراہیم رضی اللہ عنہ سورہ ابراہیم آیت ۱۲۵ سے جہاد آیت ۱۲۵ سے آل عمران آیت ۱۲۵ سے ایضا آیت ۱۲۵

نہ کرو۔ صند نہ ہاندھو۔ ہٹ سے باز آؤ جھٹکا اُصلاعہم فی اذانہم فاستغشوا وایا ہم وَاَصْرًا وَاَقَامَ سَلْمًا مِّنْ اِسْتِغْشَاہَا
 کی تصویریں نہ کھینچو جو دور کرنے کے ہیں انھیں دور کرو۔ ان سے نہ بھاگو ولکن لَا تُجْبَوْنَ النَّاصِحِیْنَ کَا تَمَعَانِہِ لَوْ
 اور تم نے نہ ہنڈھنا عانی الا فلامنا کے قہقہے نہ بھاؤ بری صحبت، بزرگ لائے گی تمہیں رسوا کرے گی شرکے گی
 خدا را اس سے بچو اچھی صحبت اچھا رنگ رچائے گی خیر کثیر دے گی صالح بنائے گی۔ لہذا سے اختیار کرو۔ مولانا
 معنوی و حضرت سعدی کے ارشاد سنوے (معنوی)

صحبت صلح ترا صلح کند	صحبت صلح ترا صلح کند
گلے خوشبوئے در جام رونے	گلے خوشبوئے در جام رونے
بد و غم کہ مشکلی یا عیسری	بد و غم کہ مشکلی یا عیسری
بگفتا من گل ناچینہ یوم	بگفتا من گل ناچینہ یوم
جمال ہنشین در من اثر کرد	جمال ہنشین در من اثر کرد
صحبت طالح ترا طالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند
رسید از دست محبوبے بدستم	رسید از دست محبوبے بدستم
کہ از بونے دلا و نیز تو مستم	کہ از بونے دلا و نیز تو مستم
ولیکن مدتے با گل ششتم	ولیکن مدتے با گل ششتم
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم	وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ان کو ایک کان سن کر دوسرے سے اڑان دو بلکہ گوش حق نبوش سے سن کر عمل کرو۔ دین و مذہب ہے
 بے خبری علمائے امت سے بد عقیدگی کا لازمی نتیجہ اور ان سے کشیدگی کا اثر ہے۔ اور یہ ساری کلفتیں زحمتیں
 مشکلیں بدقتیں صعوبتیں اذیتیں مصیبتیں آفتیں آنا اسی کا ثمر ہے یہی وجہ ہے کہ آج ان مسائل میں جو تیرے
 برس پیشتر طے ہو چکے اختلاف کی گرم بازاری ہے۔ ان میں مناظرے ٹھٹھے ہیں۔ اور بہت تو وہ ہیں جن پر روز
 روشن کی طرح مسئلہ ظاہر و باہر کر دو جب بھی انھیں انکار ہے صند ہے اصرار ہے ہٹ ہے استکبار ہے آٹھ ہی
 رنگ ہے تو خدا خیر کرے کل کہیں تو حیدرآلہ و رسالت رسول اللہ پر بھی بھگڑے نہ انھیں۔ ابھی کئی دن کی بات ہے
 حدیث سے طے شدہ ہر زمانہ کے فقہاء کرام کے طے کردہ مسئلہ اذان ثانی یوم جمعہ کی داخل مسجد مکروہ ہونے اور
 خارج مسجد سنت ہونے پر کتنا عظیم کیسا شدید انکار ہوا ہر طرح ثابت کر دیا گیا کہ اذان نبوش امام مسجد سے باہر ہی
 ہونا سنت ہے مسجد کے اندر ہونے کی مانعت ہے مگر منکرین نے ہرگز نہ مانا وہی ایک بانگ بانگی مرغی کی
 ایک ہی بانگ دہی۔ عبادات میں تحریفیں کیں علمائے کرام پر اقرار کئے بہتان اٹھاتے یہ سب کچھ ہوا مگر سنت ہا
 ہونے کا کسی طرح اقرار نہ ہوا۔

یوہیں آج یہ مسئلہ جہاد و خلافت و قربانی و ترک موالات ہے۔ جس پر آئے دن بھگڑا ایک بات ہے
 خدا کی شان وہ لوگ جو کھلے کھلے کفروں پر کفریہ کرتے تھے ان مسلمانوں کو جنھوں نے وہاں یہ وغیرہ کے وہ دل

کفر کے کون میں اصلاً کون کی گناہیں نہیں ان کی تکفیر کی۔ کافر کا خطاب دیتے تھے ان مسلمانوں کے یہاں کفر کی مشین بناتے تھے آج خود واقعی کافر گروہیں۔ آج ان کے یہاں بے شک کفری مشین ہے جس میں زہدیت کفر کے قے ڈھلتے ہیں۔ آسمان کا تھوکا منہ پر پڑتا ہے اور چاند پر خاک ڈالنے کا یہی حاصل ہوتا ہے کہ وہ لوٹ کر اسی کے منہ پر اور آنکھوں میں پڑتی ہے جو اس پر خاک لہجتا ہے۔ آج ان لوگوں کے نزدیک جو ہندوؤں سے اتحاد نہ کرے اٹا کافر ہے جو ہندوؤں سے محبت و وداد کو ممنوع و ناجائز کہے وہ کافر ہے۔ جو کھد نہ پہنے کافروں کا سنا ہے جو انگریزی ملازمت کرے کافر ہے۔ جو ہندوؤں کی غلامی نہ کرے اسلام کا دشمن ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسئلہ اذان پر تو تعامل تعامل پکایا جاتا تھا۔ اجماع اجماع کی رٹ تھی۔ جو درحقیقت غلط تھا جس کو کسی اصل نہ تھی اور جن پر واقعی اجماع ہے جن پر فی الحقیقت تعامل ہے تو وہ تعامل و اجماع پکاسنے والے بات بات پر توارث کی رٹ لگانے والے سنت کا نام لیے آپے سے باہر ہو جائے والے اب کہاں بے خود ہو گیا میں یاد خواب خوش خمر گوش ہیں۔ اب کیوں خاموش ہیں مگر غمخوشی معنی دار دکھ گشتن نمی آید۔ اللہ عزوجل ہدایت کے آئین۔

آج یہ فتنہ مخیمتہ ارشاد

تمہارے اسی نام ادا تھا اور محبت و وداد اور غلامی و انقیاد کا نتیجہ ہے۔ سچ کہو کیا پہلے کسی نام کے مسلمان کو بھی ہندو ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ اکبر۔ دھوتی پر شادا اور یہ ہمت۔ گھاس کھانے والوں میں یہ جرات اسے مدعیان اسلام ہم نے انھیں جبری کیا۔ تم نے انھیں یہ ہمت دلائی تم نے انھیں دلیر بنایا۔ ہاں تم نے انھیں اجماعاً تم ان پر ایسے ہوش کھو کر جو اس گناہ کو فرار بنا دیتے نہ وہ یوں نہیں غافل پاکر تمہارے حکار کو تیار ہوتے نہ تم اپنے ماتھوں پر تک لگواتے نہ تم تھمتے کھنچواتے نہ تم تلک کی ٹکٹی اٹھاتے اور اسے مرگھٹ تک پہنچاتے نہ تم رام ست ست کہتے جلتے نہ تم جے کارے لگاتے نہ تم انھیں مسجدوں میں لے جاتے اور انھیں مسجد کے منبر پر مسلمانوں سے اونچا بٹھاتے نہ تم ان کو مسلمانوں کا و اعظمت بنا۔ تم یوں ان کے فوٹو کھینچواتے تصویر اترواتے نہ تم یہ روز بد دیکھتے اور اوروں کو دکھاتے آج میدان ارتداد میں منشی رام شردھانند کا وہ فوٹو جو مسجد جامع دہلی میں اس کے منبر پر بیٹھے ہوئے اور لکھو دینے کا لیا گیا ہے لکانوں کو دکھا دکھا کر مرتد کیا جا رہا ہے۔

شرم-شرم-شرم۔ هَذَا أَنْتُمْ مُنْتَقُونَ ۵ نہ تم ہندوؤں کے طاغوت گاندھی کو اپنا ہادی اپنا راہبر اپنا امام اپنا پیشوا اپنا راہنما اپنا فخر کہتے نہ تم اس کا اندھا دھند اتباع کرتے نہ تم اس پر قرآن و حدیث کی تمام عمر مٹا کر دیتے نہ تم اسے مذکر مبعوث من اللہ جانتے نہ تم اسے نبی بالقوة مانتے۔ نہ تم اسے جبریل امین کا لقب روح اعظم دیتے نہ تم اسے خضر و مسیح بلکہ تمام انبیاء بلکہ سید الانبیاء سے افضل بتاتے نہ تم اس کے آگے ملائکہ کے سر جھکاتے۔ نہ تم آج ہندوؤں کی جہتیں اتنی بڑھاتے کہ وہ یہ کہنے پاتے کہ مسلمانوں کے تمام مقامات مقدسہ بلکہ کعبہ مکرمہ پر اوم کا جھنڈا گاڑیں گے نہ تم یہ کلر چیٹہ خود سنستے نہ اوروں کو سنولتے شرم-شرم-شرم هَذَا أَنْتُمْ مُنْتَقُونَ ۵

اے کاش مسلمان اب بھی بیدار ہو جائیں تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ ہنود بے بہبود کو ان کی اس دریدہ دہنی ان کی اس ناپاک حرکت اور صریح گستاخی اور سخت بد لگامی اور ہرزہ سرائی کا مزہ چکھادیں جیسی کا دودھ یا دودھ لادیں اور اپنے بزرگوں کی یاد تازہ فرمادیں اسلام کا پرچم ان کے سروں پر لہرا دیں خدا کے پسندیدہ دین کا علم ان کے قلب و دماغ میں نصب کرادیں شجر اسلام ان کے سینوں میں لگا دیں۔ مسلمانو! اٹھو! جلد اٹھو امتحان کا وقت ہے آزمائش کا عہد ہے دیکھو دیکھو گسوٹی پر پورے اثر و سیرے اسلام کی مدد کرو۔ اگر خدا نخواستہ تم نے بے پروائی کی اور اس کی مدد نہ کی تو واللہ والشہد والشہد کہ اسلام کا کچھ نہ بگڑے گا اس کا ذرا نقصان نہ ہو گا تم ہی بگڑ جاؤ گے تم ہی نقصان اٹھاؤ گے تم ہی ٹوٹا کھاؤ گے تم ہی خراب و خستہ دست و پابستہ قیامت میں آؤ گے بلکہ دنیا ہی میں اس بے حیاتی اس بے ایمانی اس بے غیرتی کا مزہ پاؤ گے۔ اسلام کا مالک اسلام کا حافظ اللہ واحد قہار ہے وہ اس کی حفاظت فرمانے والا ہے اس کے دشمنوں کو برباد کر دینے والا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ كُنَّا اللَّهُ خَصًّا قَائِمًا كَذَلِكَ نَحْنُ نَحْنُ ۵۔ قوم نوح کو کس نے ہلاک کیا نمرود مردود کو پھر کس نے تباہ کیا۔ ماد و مومود کو کس نے برباد کیا مومون کو کس نے غرق کیا۔ اصحاب فیل کو چھوٹے سے پرند ابابیل سے کس نے صاف ماکول جیسا بنایا۔

وہی ان ہنود کی اس خواب کی تعبیر لائے گا مگر دیکھنا تمہارا ہے کہ تم کیا کام کرتے ہو تم کیسا حد واسلام رکھتے ہو بسا تعجب ان مدعیان اسلام سے جو باوجود ہنود بے بہبود کی ان نجس حرکات شنیعہ کے آج تک وہی پرانا بے ہوش بے سراگ گاتے جاتے ہیں وہی اتحاد و اتفاق حرام کی رٹ لگاتے جاتے ہیں علمائے کرام اہلسنت کشرجم اللہ و شکر مساعیہم نے بارہا ان کی جن باطل کاروں فرما دیں دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر کے دکھا دیا جھوٹوں کو گھڑ تک پہنچا دیا مگر وہ ہیں کہ وہی فرماتے جاتے ہیں۔ اسلام پر یہ وقت ہے مگر انھیں فتنہ پرورازی بھگڑے بازی سوچی ہے جگہ جگہ یہ بھگڑے اٹھاتے جاتے ہیں۔ شاہجہان پوری و لاہوری سوالات کے جواب میں یہ رسالہ مبارک

طریق الہدای والارشاد الی احکام الامارۃ والجهاد جو باعتبار ہم بہت مختصر مگر نہایت مدلل بیان ہے مخالفین کے زعم باطل اور خیال معطل اور وہم فاسد و کاسد کا قاتل ہے انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے بہت ہی نافع ہے۔ حاضر ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مصنف مظلوم کی سعی محکمہ اور انھیں اجر و ثواب عظیم بخیر و برکت پر نور شافع یم التشریح علی وسلم علیہ السلام الغفور الرحیم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین۔ وانا الفقیر العاجز محمد شرف الدین اشرف الجائسی غفر لہ المولی القوی القلی بجاہ حبیبہ النبی الامی صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ انلاہور جو علی پتھران والی موجی دروازہ رسالہ خلیفہ شہاب الدین صاحب ۲۱ محرم ۱۳۲۱ھ
 دَاعِدًا وَالْمُهَيِّمًا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ لِبَاطِنِ الْغَيْبِ يُرِيبُونَ يَمْشُونَ عَلَى الْمَاءِ وَعَادُوكُمْ وَعَدُّواكُمْ وَأَحْرَبُونَ
 ذُرِّيَّتَهُمْ أَتَعْلَمُونَ فَخَلَقُوا مَا تَتْلُو مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَكْفُونَ أَلْيُكْفَرُوا أَمْ يَلْمِزُوكُمْ لَأَنْظُرُونَ ه

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ جو فرض مندرجہ بالا آیت کی رو سے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اس زمانہ میں اس کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل نہ کریں اور نہ ہی عمل کرنے کے لئے کوئی طریق کار سوچیں تو کیا وہ مسلمان کہہ سکتے ہیں نیز یہ بھی فرمائیں کہ اس فرض کی اہمیت اسلام میں کس درجہ کی ہے۔

مکرمی معظی جناب مولانا مولوی صاحب دام الطافکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف، فتویٰ انہذا جناب کی خدمت میں روانہ کیا جا رہا ہے اس پر غور کیجئے۔ اور قرآن مجید اور حدیث نبوی سے اس کا شان نزول دیکھئے اور لکھئے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کو کیا سمجھا اور اس پر کس طوع سے عمل کیا اور اس سے کیا فوائد مرتب ہوئے۔ کیا اب یہ آیت منسوخ ہے یا ہمارے لئے بھی کوئی مفید سبق رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کیا علماؤں نے اس کی تبلیغ واضح طور پر کر دی ہے اگر نہیں کی تو کیا اب کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں۔ اگر اب بھی تیار نہیں تو کیا اس آیت کے تحت میں آتے ہیں یا نہیں اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ جَمِیْعًا اٰتٰرُکْنَا مِنْ الْاٰیٰتِ وَالْهُدٰی وَاِنَّا لَکٰفٰرٌ لِّجَهَنَّمَ (پہلے ص ۳) اگر آتے ہیں تو کیوں اب بھی خدا کا خوف نہیں کرتے اور کیوں اپنی عاقبت کو تائب ہو کر سنوار نہیں لیتے۔ نیز یہ بھی عرض ہے کہ اس آیت پر عمل نہ کرنے سے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچ چکا ہے اور اگر آئندہ بھی عمل نہیں کیا گیا تو کس قدر نقصان

حج ہر سنیے موقع و ہر نکتہ مقابلے دارد۔ جب یہ متمنات خمسہ ٹھہرے ہو لیے اب اصل مقصود کی جانب موڑیے۔
 فاقول و علی اللہ اعول۔ ان مقدمات سے ظاہر ہوا کہ جو حکم انسانی قوت و طاقت بشری وسعت و استطاعت سے باہر ہو۔ وہ ہرگز حکم شریعت مطہرہ نہیں جس حکم میں کوئی فائدہ نہ ہو و عیث و لغو ہو وہ ہرگز چاری پاک
 شرح کا حکم نہیں جس حکم میں بے فائدہ اتلاف جان و اہلاک نفس ہو وہ اس شرع مبین کا حکم نہیں۔ یوں ہیں
 حکم سے سوتے قتنے جاگیں فساد بہا ہوں وہ کبھی مقدس اسلام کا حکم نہیں ہو سکتا۔ اب یہ خود دیکھ لو کہ یہاں اس
 وقت حکم جہاد میں تکلیف مالا یطاق ہے یا نہیں۔ اس میں کوئی فائدہ ہے یا سراسر مفقرت۔ جانوں کی بے وجہ
 ہلاکت ہے یا حفاظت۔ فتنہ و فساد کی امانت ہے یا امانت۔ اس میں مسلمانوں کی عزت ہے یا ذلت۔ یکم قبل
 از وقت ہے یا خاص وقت پر۔ ان امور پر غور کر لینے کے بعد مسئلہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ اصلاً خفا نہ رہے گا۔
 کیا نہیںوں کو ان سے جو تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں لڑنے کا حکم دینا سستی نہیں اور تکلیف فوق الواسعہ نہیں کیا
 ایسوں کو جو ہتھیار چلانا بڑی بات ہے اٹھانا نہیں جانتے ہیں کے وہم میں بھی کبھی نہیں گذرنا کہ بندوق کس طرح اٹھاتے
 تلوار کیونکر اٹھاتے مارتے پٹنی کیسے چلاتے ہیں جنھوں نے کبھی جنگ کے ہنگامے لڑائی کے معرکے خواب میں نہ
 دیکھے۔ انھیں تو پولوں کے سامنے کر دینا کچھ زیادتی نہیں کیا ایسوں سے میدان کرانا اہوان کی جائیں مفت گونا جوت
 نہیں کیا یہ فتنہ و فساد نہیں کہ مسلمانوں کی عزیزاوت قیمتی جائیں مفت ضائع ہوں اس سے بڑھ کر اور فتنہ اور اس سے
 زیادہ فسادنی الارض کیا ہو گا ایک مسلمان ایک کعبہ نہیں ہزار ہوں ان سے زیادہ افضل و بہتر ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاروں کعبہ یک دل بہتر است

فیتہ المستمل میں ہے علامہ ابراہیم علی فرماتے ہیں حکومت المسلمین الواجدان ح من حرمة القبلة۔ تو
 ایک جان مسلم کا اتلاف کعبہ ڈھانے سے بدتر ہے بلکہ ساری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان کے
 جتنی قتل سے کہیں بلکا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لئن لکن انما اھون علی المؤمن کثلین کھچن کھچن۔
 رواہ الترمذی والنسائی عن ابن عمر و ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اسی حالت میں جہاد جہاد کی رٹ لگانا
 غیر قوموں کو اپنے اوپر ہنسنا اہوان سے یہ طعن اٹھانا ہے

اس سادگی پر کون نہ مرجائے اسے خدا

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اور جب کہ وہ ان شنائع قباہ پر شکل ہے حرام حرام حرام ہے وہ ہرگز حکم شرع نہیں شریعت پر اصرار و زیادتی

ہے جو آج اسے حکم الہی و امر حضرت رسالت پناہی ٹھہرا رہے ہیں مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں وہ اللہ و رسول پر اقرار
 کرتے بہتان باندھتے ہیں اور اللہ فرما رہا ہے إِنَّ الْكٰفِرِيْنَ يَكْتُمُوْنَ عَنِ اللّٰهِ الْكٰذِبَ لَا يَخْفٰوْنَ اُوْرُفْرَمٰتَا
 هٖ رَبِّ تَبٰرَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرُهٗ الْكٰذِبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اُوْر اَرشاد فرماتا ہے عَنِ وَعِلٰلًا - وَوَيْلٌ لِّكُم مِّنْ اَكْثَرِ
 الَّذِيْنَ كَذَبُوْا بِمَا قِيْمْتُمْ كُنْتُمْ مَعْدُوْمًا وَّقَدْ خَابَ سَبِيْ اَفْتَرٰى - اُوْر فرماتا ہے جَل جَلٰلُهٗ وَّعَم نُوَالِهٖ نَقَضَ اللّٰهُ عَنِ الْكٰذِبِيْنَ عِيْنَ
 یہاں کے شہتے بے سرو دھرے جنگ سے ناواقف مسلمان ان پر تو ان پر خود سلطان اسلام جس کے پاس سامان
 حرب بھی ہو اور باقاعدہ فوج بھی وہ اگر یہ سمجھے کہ کفار زائد ہیں یہ فوج و سامان انھیں کافی نہ ہو گا تو ایسی حالت میں
 اسے ان سے پہلے ناجائز بے کتب میں یہ مسئلہ مصرح ہے مثلاً رد الممتار میں فرمایا اھذا اذا غلب علی ظنہ انه یناقضہم
 والا فلا یباح قتالہم۔

خود اس گاندھی امت کے لیڈر اعظم مولوی عبد الباری کو مسلم ہے کہ یہ وقت و وقت جہاد نہیں اور یہ کہ وہ
 نامفید اور بے ضرورت اہلاک نفس ہے۔ وہ اپنے رسالہ ہجرت میں کہتے ہیں۔ ”میں کشت و خون کو خصوصاً مجمع حملہ
 کی صورت میں جیسا کہ لشکر کرتا ہے غیر مفید سمجھتا ہوں کیونکہ اس کے اسباب مجمع نہیں“ یہی رسالہ میں لکھتے ہیں۔
 اس میں شک نہیں کہ اہلاک نفس بلا ضرورت جائز نہیں قانون جن امور کو روکتا ہے ان کو نہ کرنے میں ہمیں عذر
 ہے۔ ”جہاد میں قسم ہے یہ حکم حرمت اس وقت یہاں سنانی سے خاص ہے جسے آج لیڈران فرض ٹھہرا رہے
 ہیں اسے لسانی و جنائی وہ بفضلہ تعالیٰ علمائے سنت و تمام اہلسنت نے کیے کر رہے ہیں اور انشاء اللہ کرتے
 رہیں گے۔ لیڈران اٹھے چلے کہ جو حرام تھا اسے فرض بتایا اور جو فرض تھا اسے اپنے چہیتے اپنے پیارے ہندوؤں
 کے ساتھ حرام کیا۔

اصل یہ ہے کہ وہ گاندھی کو اپنا امام و مشواہادی و راہنما جانتے بلکہ نبی بالقوہ بلکہ نبی بالفعل مانتے کہ اسے
 مذکر معبود من اللہ کہتے اور اس پر ساری عمر قرآن و حدیث قربان و تثار کرتے ہیں بھاف صاف لکھتے ہیں خدانے
 ان کو (گاندھی) کو مذکر بنا کر بھیجا ہے ان کو (گاندھی) کو اپنا راہنما بنا لیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں۔ میرا حال تو
 سروسد اس شعر کے موافق ہے۔

عمریکہ آیات و احادیث گزشتہ

رفتی و تثار بیت پرستی کردی

لہذا گاندھی کے اقوال و احکام پر سرمنڈالتے اور احکام اسلام کو پس پشت ڈالتے ہیں اس کے خلاف

اسلام احوال کو قرآن و حدیث کا جامہ پہناتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہتا ہے یہ کہتے ہیں جو وہ کرتا ہے یہ کرتے ہیں غرض تمہارا
 ہوا پر مرتے ہیں۔ ورنہ کیا آج سے قبل قرآن عظیم میں آیات جہاد و ترک موالا ت نہ تھیں۔ کیا وہ دن بھولے جاسکتے
 ہیں جب کہ قرآن عظیم سے یہی آج بڑے بڑے دعویٰ ترک موالا ت از نصاریٰ کرنے والے نیا چہرہ پیدا
 ہوا ہے اس کی شہادت خوش خوش میں نصاریٰ کے بندہ ہندی بنے ہوئے تھے ان کی اطاعت فرض ٹھہراتے تھے انہیں
 اول الذکر یہ منہ میں شمار کراتے تھے ان سے سزائی کو حرام اور ان پر چڑھائی کو بغاوت و فساد فرماتے تھے مسلمانوں
 پر باغی مجرم مفسد خطا وار ہونے کا حکم لگاتے تھے۔ آج یہ نصاریٰ ظالم ہیں کل تکسہ ہی رحم دل نیک دل ہر
 تھے آج ان کی کچھ لوگوں میں ظلم ہوتا ہے کل تک مدد و انصاف ہوتا تھا آج ان میں مقدمات لے جانا حرام ہے
 آج یہ سوچا ہے کہ وہاں خلاف شرع فیصلے ہوتے ہیں کل تکسہ ہی کچھ لوگوں عدالتیں تھیں۔ بلکہ عدالتیں تو آج تک کہا
 جاسکتے ہیں مگر یہاں جماع تعینین عجیب ہے۔

اس وقت ہمارے خوش نظر و باہرہ دیا بنہ کی کتاب تذکرۃ الرشید ہے جو ان کے ایک امام مرموم کی سوانح
 ہے اس میں صدر عدویہ کے واقعات سے اپنے اس امام مرموم شہید احمد گنگوہی کی واقعہ گرفتاری و رہائی کا تذکرہ کیا
 ہے اسی میں ان نصاریٰ کو جو آج حکم گاندھی کا فرہوتے ہیں جن سے آج باجماع گاندھی موالا ت حرام و کفر ہے موالا ت
 تو موالا ت مجرم و معاملات بھی ناجائز ہے۔ جو باوجود اس اعتراف کے کہ اُس زمانہ ۱۹۴۷ء میں ہزار ہا ہندوستان خدانا کردہ
 گناہ بھانسی پڑھائے گئے (تذکرۃ الرشید صفحہ ۷۳) ظالم نہ تھے آج بقول گاندھی ظالم ٹھہرے وہ بھی جب جب کہ
 جلیان والے باغ کا واقعہ پیش آیا ورنہ کانپور کی مسجد پر مسلمانوں کے سینے پھلانی ہوئے دہلی میں کیا کیا کشت و خون
 نہ ہو کے کل تک وہ مالک تھے یہ مملوک تھے وہ سردار تھے یہ غلام تھے وہ خدمت تھے یہ خادم تھے یہ بندے تھے
 وہ سرکار تھے وہ پیارے تھے یہ ان کے جاں نثار تھے کہ انہیں افسر و سرکار مالک کے معزز القاب رحم دل نیک
 مہربان کے خطاب تھے۔ اور ان کے مقابل مسلمان باغی مفسد مجرم خطا وار تھے انہیں نصاریٰ پر اپنے امام مرموم
 کی جاں نثاری کو بڑے فخر و مباہات کے ساتھ بیان پر کہا۔

آپ کو ان مفسدوں سے مقابلہ بھی کرنا پڑا جو غول کے غول پھرتے تھے حفاظت جان کے لئے البتہ اس
 حکم سے کہتے تھے اور گولیوں کی بوچھاڑ میں بہادر شیر کی طرح نکلے چلے آتے تھے ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ گنگوہی
 اپنے رفیق ہانی قاسم نانوتوی اور طیب روحانی حاجی صاحب و تیز حافظ صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندہ غولوں
 سے مقابلہ ہو گیا یہ نیر و آنا دلیہ تھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا

اس نے اٹل پہاڑ کی طرح پا جھا کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نشاری کے لئے تیار ہو گیا۔ اللہ کے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے خمیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھ میں تلواریں لئے جم غفیر بند و قچیوں کے سامنے ایسے جھے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں چنانچہ آپ پر فریساں ہوئیں اور حضرت حافظ صفا من زیر نواف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے ۱۱

اللہ اللہ۔ یا بایں شورہ شورہ یا بایں بے نمکی۔ کہ نری معاملات سے آدمی کافر ہو جاتے۔ یا کم از کم ترام کار ٹھہرے۔ لطف یہ کہ وہی انگریز ہیں وہی ان کا مذہب وہی ان کی گفتار وہی رفتار وہی کردار اور اس سے بڑھ کر نادان اور احمق کون جو واقعہ فاجعہ کا پورے پیش نظر ہوتے ہوئے آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دے کہ اب مسلمانوں کی محبت نے انھیں انگریزوں کے ساتھ طرز عمل بدلنے پر مجبور کر دیا جب ترکوں پر مظالم دیکھے رہا نہ گیا۔ اپنے بھائیوں کے لئے اپنے سرکاروں سرداروں مالکوں سے منہ موڑ لیا اپنے پیاروں سے وہ رشتہ ہمال نشاری توڑ لیا۔ اگر کوئی بد عقل ایسا کہے تو اس کا جواب اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے جو حدیث میں ارشاد ہو کہ **لَقَدْ اَفْتَنِي بَعْضُ قَوْمٍ عَسَىٰ كَانُورًا** اور وہی کے مسلمان مسلمان نہ تھے کیا ان پر ظلم نہ ہوئے کیا وہ مسلمان نہ تھے جو خدا میں شریک تھے جن سے انگریزوں کی جانب سے یہ لٹے یا مسلمان تو تھے مگر اس ہمدردی کے قابل نہ تھے یہ ہمدردی ترکوں ہی کے لئے خاص ہے دوسرا اس میں ان کا شریک نہیں ہو سکتا اگر ہے تو وجہ فرق کیا ہے کہ ترکوں پر جو ظلم کرے وہ ایسی سزا کا مستحق ہو اور ساری دنیا کے مسلمانوں پر شوق سے ظلم کرے ان کی بلا جانے یہ بس سے مس نہ ہوں وہ فقرات صفحہ وار درج ذیل ہیں جن میں نصاریٰ کی وہ تعریفیں مدحیں منقبتیں اور مسلمانوں کی وہ کچھ توہینیں تنقیصیں تذلیل ہیں۔

اپنی سرکار سے باغی صفحہ ۷۳۔ سرکاری خیر خواہ صفحہ ۷۴۔ تھانہ بھون سرکاری قوج سے گھیر لیا گیا ماخیزہ صفحہ ۷۵۔ سرکار کے مخالف صفحہ ۷۵۔ سرکار پر جاں نشاری صفحہ ۷۵۔ سرکاری خیر خواہ صفحہ ۷۶۔ ملائین سرکاری صفحہ ۷۶۔ سرکار کے نزدیک باوجاہت صفحہ ۷۷۔ سرکاری بغاوت صفحہ ۷۷۔ سرکاری خطا اور صفحہ ۷۹۔ آپ حضرات اپنی نہر بان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زلیست خیر خواہ ہی ثابت رہے صفحہ ۷۹۔ آپ (رشید احمد) کچھ ہوئے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو بھونٹے الزام سے میرا کیا ہوگا اگر مالابھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔ ملائین سرکاری صفحہ ۱۱۲۔ رحم دل گورنمنٹ صفحہ ۷۳۔ ایضاً صفحہ ۷۶۔ نیک دل عیسائی صفحہ ۱۱۳۔ الزام بغاوت صفحہ ۷۳۔ ۷۵۔ وہ سال تھا جس میں (گنگوہی) پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا صفحہ ۷۳۔ بغاوت کا علم قائم کیا تو میں باغی ہوئیں صفحہ ۷۳۔ ٹیکسی صاحب آگے سے جو باغیوں کی سرکوبی کے لئے حکم موت کا

مجاہدین کو ضلع سہارن پور میں متعین کیا گیا تجزی کی ماہیہ صفحہ ۲۲۔ گورنمنٹ نے باغیوں کی بغاوت کے باعث اپنا
 امن اٹھالیا صفحہ ۲۲۔ مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے والا نہ تھا صفحہ ۵۵۔ جب بغاوت و فساد کا قصہ
 فرود ہوا صفحہ ۶۶۔ باغیوں کی سرکوبی شروع کی صفحہ ۷۶۔ نہ ایسی اندھی جنگ بغاوت کبھی دیکھی یا سنی صفحہ ۷۶۔ باغی
 کی اعانت سرکاری بغاوت صفحہ ۷۷۔ ان کو باغی و مفسد اور مجرم و سرکاری خطا وار ٹھہرا رکھا تھا صفحہ ۷۹۔ مفسدوں میں
 شریک صفحہ ۷۳۔ کلم فساد کھلا بلڈ کیا صفحہ ۷۳۔ مفسدوں میں شریک ہونے کی راہ چلائی صفحہ ۷۳۔ مفسدوں سے
 مقابلہ صفحہ ۷۴۔ جب مفسدوں کی معرکہ آرائی سے بچنا چھٹا صفحہ ۷۴۔ بزدل مفسدوں کو صفحہ ۷۶۔ یہ نفس کش جھڑپناؤں
 سے کوسوں دور تھے صفحہ ۷۶۔ جماعت مفسدین صفحہ ۷۹۔ ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں کے ساتھی صفحہ ۸۵۔
 کبھی کے مالیشان کرے اور عدالت کے وسیع مکانات صفحہ ۷۶۔ عدالت سے حکم ہوا صفحہ ۷۲۔ جس وقت حاکم کا حکم
 عدالت سے یہ سہان کی اتباع ہوا وہ اس کی تصویر کا دوسرا رخ۔

اب کیسی کمی بہا جمعیۃ العلماء اور ہر خلافت کمیٹی سے ضروری سوال ہے

ایسے لوگ جنہوں نے اس گورنمنٹ کو جس کی نسبت آپ ہی حضرت کا یہ فتویٰ ہے کہ جو اس سے موالات
 کے معاملات کرتے گا وہ داتا اسلام سے خارج ہوگا اور دین ڈھلے گا اور وہ خود موالاتی نان کو آپریشن و ترک معاملات ہو
 مانے گا کہ مول نیک دل مالک سرکار وغیرہ کہیں ان کی ولی خیر خواہی کا دم بھریں ان پر ہاں نشاری کو تیار ہوں تیار
 ہی نہیں بلکہ گزریں ان کی جانب سے مسلمانوں سے لڑیں اور اسے فخریہ خوشی خوشی بیان کریں۔ ان کی کچھ بولیں
 کو عدالت کہیں دین کی نسبت آپ آج فرماتے ہیں کہ ان میں سراسر ظلم ہوتا ہے جنہوں نے ان کے وہ اکرام و
 عزتیں کیں اور مسلمانوں کو دشنام و ذلتیں دیں کیسے ہیں۔ کیا ہیں۔ جھوٹے دروغ باف کذاب مستحق لعنت و مذہب مافقی
 جہر خوشامدی ظالم موزی کفار کچھ ہیں یا کچھ نہیں۔ سچے بچے مسلمان ہیں اس لئے کہ جمعیۃ العلماء یا خلافت کمیٹیوں کے
 امکان ہیں۔ آپ لوگوں کے نزدیک ایسے ظلم کو بلکہ کسی کافر کو جس سے ایسے ظلم بھی نہ صادر ہوتے ہوں سرکار
 ملک وغیرہ کہنا جانتے ہیں یا ناہانت۔

اس حدیث کا کیا مطلب ہے لانتولو المنافق سید اقلندہ ان لعدو سید اقلندہ اصطفیٰ سید سید سید
 حدیث لغاصح الفاسق غضب الرب و اھزلذات العرش کے کیا معنی ہیں ان دونوں حدیثوں سے ان
 کا کیا حکم ہوگا جنہوں نے فاسق و منافق نہیں کھلے کافروں کی تعریفوں کے وہ پل بانہے۔

کافر کو نیک دل کہنا کیسا ہے۔ ان پر جاں نثار کرنے والے کا کیا حکم ہے۔ کافروں کی طرف سے مسلمانوں سے لڑنا کیا حکم رکھتا ہے۔ کافروں کے جانب دار گروہ سے اگر کوئی قتل ہو گیا شہید ہو گا۔ جو اسے شہید کہے اس کا کیا حکم ہے۔ بغاوت کے کیا معنی ہیں۔ باغی کا کیا حکم ہے کیا ضرر کے مسلمان باغی تھے بلا وجہ شرعی مسلمانوں کی توہین و تمقیص کرنے والوں کا کیا حکم ہے مسلمانوں کو ناحق ایذا دیں اور یا زیادہ کرنے والے کی بابت حکم شرعی کیا ہے کافروں کی کچھ لوگوں بلکہ مسلمانوں کی کچھ لوگوں کے خلاف شرعی فیصلے ہوتے ہیں انہیں عدالت کہا گیا ہے اور قاتل کا کیا حکم ہے؟ ان بااقرار خود مملوکین نصاریٰ جاں نثاران گورنمنٹ دلی خیر خواہان انگریزان مقابلین و محاربین با مسلمانان متحصنین و مؤمنین مومنان سے جو میل جول رکھے اس کی نسبت حکم شرعی کیا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو ان کی ایک ایک وقت کی دعوت میں پانچ پانچ سوڑائیں وہ بھی اپنے نہیں بلکہ غریب مسلمانوں نے جو روپیہ نہایت عرق ریزی سخت جانکاری سے کمایا اور اپنے مظلوم ترک بھائیوں کی امداد کے لئے دیا اس پر اس بے دردی سے چکی چلائیں ان کا شاندار استقبال کریں کہ ان میں عرض کوئی دقیقان کے اعزاز و اکرام کا اٹھانہ رکھیں انھیں صدر جلسہ صدر جمعیت کریں بلکہ بعض کو شیخ الہند بنائیں۔ کیا آج سے پہلے انگریز انگریز نہ تھے یا وہ مسلمان جو صدر میں پھانسیاں دیتے گئے دیانے شور بھیجے گئے سخت سزا دی ہوئے جو گابریولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیئے گئے وہ مسلمان نہ تھے۔ یا جب تک (معاذ اللہ تعالیٰ) میں ترک محالات و جہاد کے احکام نہ تھے آج گاندھی نے جسے آپ لوگ مذکورہ معوض من اللہ ماتے ہیں بتاتے ہیں۔ بینوا یا ناشایا۔

مسلمانوں اور جمعیت و کمیٹی کے لوگ جو کچھ جواب دیں مگر تم جانتے ہو کہ انگریز جب بھی انگریزی تھے مسلمان نہ تھے اور ضرر کے مسلمان بھی ضرر کے مسلمان تھے اور قرآن عظیم میں یہ احکام بھی بلا ریب تھے۔ اور یہ لوگ گاندھی کے بتائے سے پہلے بھی قرآن پڑھتے اور ان احکام الہیہ کا علم رکھتے تھے۔ تو پھر ظاہر کہ بات وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ یہ لوگ پابند ہو اور ہوس ہیں جب انگریزی سلطنت میں اپنا سرخ بڑھانا اختیار جانا تھا ہند رنگ وہ تھا اب ہوس سوراخ اور آزادی خود مختاری کے نشا اور سلطنت کرنے کی خواہش کی ترنگ میں رنگ یہ ہے۔ کہ گاندھی کے بندے ہیں جو وہ کہتا ہے وہی مانتے ہیں مگر قرآن و حدیث تک اس پر نثار کرتے ہیں۔ غرض خدا کے بندے نہ جب تھے نہ اب ہیں۔ قرآن اور اسلامی احکام نہ جب مانتے تھے نہ اب عوام کو بہکانے اور جاہلوں کو پھسلانے کے لئے نام قرآن و حدیث کرتے ہیں پہلے انگریزوں کے جاں نثار تھے اب گاندھی پر مرتے ہیں۔ اس وقت یہ حکم جہاد بھی اسی دشمن اسلام و مسلمین گاندھی بدین کا حکم ہے۔ جیسے پہلے ہجرت سے نقصان پہونچائے مسلمانوں

کے تمام مال برباد کرانے ان کی بیش بہا جائیدادیں اور اموال کو ڈیڑوں میں بکوانے سب کے کوٹے کرانے فریب مسلمانوں میں اتنا دیر یہ کہاں تھا یوں اپنے ہندو بھائیوں کو دلوانے۔

یوں یہ مسئلہ جہاد نکال کر اس نے چاہا کہ مسلمانوں کو جن کی روح بالکل فنا ہو چکی ہے کچھ یوں ہی رزق باقی ہے یہ بھی کیوں رہ جائے بالکل تباہ کرانے۔ اگرچہ بظاہر گاندھی کی پالیسی یہ نہ ہو اور وہ اخباروں میں یہ شائع کرتا ہو کہ میرا مذہب کشت و خون کو روا نہیں رکھتا مگر ادنیٰ تاہل سے یہ نکتہ حل ہو سکتا ہے غور فرمائیے جو لوگ بے حکم گاندھی نوالہ نہ توڑیں وہ بغیر اس کے مشورہ کے ایسے امر عظیم کا نام کیونکر لے لیتے معلوم ہوا کہ ضرور اس نے ان کو یہ حکم دیا کہ تم جہاد جہاد پکارو اور اس سے انگریزوں کو مرعوب کر لو اور میں دوسری پالیسی سے کام نکالوں گا عقل ہوتی تو اس سے کوجتے مگر عقل تو گاندھی نے لے لی سبھے کون۔

مسلمانو! تم نے دیکھا ہے تمہارے رب کریم کے ارشاد بآئھا الذین استوالا تقوذا فإطاعتہ و من عوفو تقوذا فإطاعتہ و من عوفو تقوذا فإطاعتہ۔ اور ابھی کیا ہے اگر تم ایسی ہی ہوش میں نہ آئے تو دیکھو گے اور اپنے کئے کا مزا چکھو گے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

کاش تم اب بھی نہ بھولو اور ان گندم نما جو فرشتوں سے بھاگو ان کی توہلی خواہش ہے کہ تم مشقت میں پڑو۔

آپ کے سوالات کے اصل مقصد کا جواب تو محمد اللہ تعالیٰ یہ بولیا مگر آپ دوسرے طور پر ہمہ رسواں کا جواب
اللہ عزوجل اپنی کتاب کریم قرآن عظیم میں ارشاد

قرآن ہے بآئھا الذین جاہدوا العککمر فالکفر فینا و غنظنا علیہم اور ارشاد فرماتا ہے عزوجل قَاتِلُوا الذین لا یحرمون
اور ارشاد فرماتا ہے قَاتِلُوا النضیر کجنت حینئ و حد غنظنا علیہم اور فرماتا ہے عم نوالہ قَاتِلُوا الذین لا یحرمون قَاتِلُوا الذین لا یحرمون۔

جو فرض ان آیات کریمہ مندرجہ بالا سے مسلمانوں پر عائد ہوتا ہے اس زمانہ میں اس کی تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے آپ اگر علم رکھتے ہوں تو آپ ورنہ خود گاندھی امت کے علما و لیاڈر سے دریافت فرما کر مطلع کیجئے مگر مسلمان ان پر عمل نہ کریں اور نہ ہی عمل کرنے کے طریق کار سوچیں تو کیا وہ مسلمان رہ سکتے ہیں ڈرک فرض پر مسلمان

مسئلہ۔ از شاہجہاں پور مستولہ جناب منشی مقبول حسین خاں صاحب رضوی سلمہ ۸ ہجری ۱۲۰۲ھ الخیر السلام
 علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کی نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ
 ۱۔ خلافت صحیحہ شرعیہ کس کا حق ہے؟ زید کا یہ قول کہ خلافت صحیحہ صحیحہ موجب حدیث شریفہ صرف حضرت
 امام حسن علیہ السلام تک رہی پھر بصورت سلطنت ہو گئی اب خلافت کہاں رہی کیسا ہے؟

۲۔ ترک موالات و ترک ممالک میں کیا فرق ہے؟
 ۳۔ کیا بان کو آپریشن شرعی ترک موالات نہیں ہے؟
 ۴۔ قربانی کرنا صاحب نصاب پر واجب ہے یا نہیں؟ اگر زید عرو سے یہ کہے کہ اس وقت تم قربانی نہ کرو
 اور بلکہ ہی رو پیہ کہ جس سے قربانی کرو گے خلافت کیٹی گوا نگورہ فند و مو پلا فند میں دے دو دوسرے قربانی
 گاؤ گنا ناجا تزی بھی ہے کیونکہ امیر افغانستان و ملہار و مفتیان افغانستان نے اس پر رضوی دے دیا ہے کہ قربانی گاؤ
 ہرگز نہ کی جاوے۔ قول زید شرعاً کیسا ہے؟ اور موجب قول زید عمل کرنے والے کا کیا حکم ہے؟۔

۵۔ کیا زکاۃ امداد و ترک دھوپلا و تحفظ سلطنت اسلام کے لئے دی جا سکتی ہے؟ بینوا مالکتب تو جہاں لبا الشا
الجواب۔ خلافت کا مستحق وہ ہے جو ساتوں شرط خلافت کا جامع ہو یعنی مرد ہو۔ عاقل ہو۔ بالغ ہو۔ مسلم ہو۔
 خرم ہو۔ قاصد ہو۔ قرشی ہو۔ یہ ساتوں شرطیں ایسی ضروری ہیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی کم ہوگی خلافت صحیحہ نہ ہوگی۔
 تمام کتاب متناہد میں اس کی تصریح ہے۔ تبرک کے لئے امام ابو البرکات نجم الملہ والدین عمر نسفی اور سعادت اندوزی
 اور علیہ کی پوری دہن و وزی کے لئے علامہ سعد الملہ والدین عمر تقا تانی کا ارشاد عرض کروں وہ اپنی کتاب
 عقائد میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں بلکہ من قریش ولا یجوز من غیرہ یعنی بشرط ان یکون الامام
 قریشاً القولہ علیہ الصلاۃ والسلام الامتہ من قریش و ہذا وان کان خیراً و اخذ الحسن لہما و اہل بیتر
 منہ انما یقال علیہ صحابہ علی الانصار و لہم ینکرہ احد فصار مجتہدا علیہ و بشرط ان یکون من اہل
 الذلۃ المطلقۃ الکلمۃ ای مسلماً ذکراً عاقلاً بالغاً ذاملاً جعل اللہ لکفرین علی المؤمنین سبیلاً والعباد
 مشغول بخدمۃ المولی مستقر فی احب الناس والنساء ناقصات عقل و دین والنسبی والمجنون قاصر ان من
 تدبیر الامور والتصرف فی مصالح الجمهور سانشا ای مالک التصرف فی امور المسلمین قادر اہل تنفیذ الاحکام
 و حفظ الحد و دد امر الاسلام و انصاف المظلوم من الظالم

(ترجمہ) امام قریش سے ہو غیر قرشی کا امام ہونا جائز نہیں یعنی امام کا قرشی ہونا شرط ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الاثمة من قریش سب ائمہ قریش سے ہیں۔ اور یہ اگرچہ خبر واحد ہے لیکن جب کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے (اس وقت جب کہ انصار و مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین میں امامت پر گفتگو تیں ہوئیں فریق اول چاہتا تھا کہ امام انصار سے ہو اور فریق دوم کی خواہش تھی کہ مہاجرین سے آخر اول نے کہا کہ ایک امام ہمارا ہم میں سے ہو اور تمہارا تم میں سے) انصار پر حجت کے لئے روایت فرمایا اور اس پر کسی نے انکار نہ کیا (انصار نے یہ ارشاد سرکار ابد قرار سننا سراطاعت تم کیا وہ اصرار چھوڑ دیا اپنا دعویٰ واپس لے لیا) تو اس شرط قریشیت پر اجماع صحابہ ہو گیا اور اس میں امت سے کوئی بھی مخالف نہ ہوا خوارج اور چند معتزلہ نے خلاف کیا۔ اور امام کا ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہونا شرط ہے یعنی مسلمان شرفاً قتل بالغ ہو، مسلمان ہو کا فر نہیں ہو سکتا، کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کافروں کو کوئی راہ نہ دی اور (آزاد ہو غلام نہ ہو) کہ غلام (ایک تو اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہو گا دوسرے) لوگوں کی نگاہ میں حقیر اور ذمہ دار ہو) کہ عورتیں عقل و دین میں مردوں سے کم ہوتی ہیں اور غلام بالغ ہو) کہ بچہ اور پاگل تدبیر امور اور تصرف فی مصالح الجمہور سے قاصر ہیں اور شرط ہے کہ سیاست والا ہو یعنی امور مسلمین میں تصرف کا مالک ہو تنفیذ احکام اور حفاظت دار الاسلام اور ظالم سے مظلوم کا بدلہ لینے پر قادر ہو اٹھتی۔ آج اس دور پر فتن میں جہاں اسلام پر اور چند در چند مصائب نازل ہیں۔ اختلاف و تشدد و اقراق کی گرم بازاری بھی ہے بلکہ یہی ساری مصیبتوں کی اصل الاصول ہے۔ شرط قریشیت جس پر اجماع امت ہو چکا آج اسے غیر ضروری اور بے کار ٹھہرایا جاتا اور اجماع صحابہ و اتفاق سائر ائمہ و اطباء قجیح علما کو نہایت بے دردی سے توڑا جاتا ہے باوجود تصریحات علما کہ یہ شرط قطعی اجماعی ہے مثلاً شروع مواقف و مقاصد کا ارشاد اجمعوا علیہ فصار دہلاً قاطعاً یقیناً بالقریشیۃ دیکھ کر بھی رکیک و پاؤں ہوا اور دماغ کا تاویلات سے کام لیکر نکالنا چاہا جاتا ہے مثلاً کبھی کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث امر نہیں خبر ہے جیسے القضاوی الانصار۔ جیسے اس سے قضا انصاری میں منحصر ہو گئی یو ہیں اس حدیث سے خلافت قریش میں۔

فقیر عرض کرتا ہے یہی سہی کام نہیں خبر ہے مگر کیسی خبر ایسی خبر کہ جس کی بابت دوسری حدیث میں ارشاد ہوا لا یرال هذا لامرفی القریش مابقی من الناس اثنان (یعنی) یہ امامت قریش ہی میں رہے گی جب تک آدمیوں میں سے دو بھی رہیں کیا القضاوی الانصار کے متعلق بھی کسی اور حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ قضا انصاری میں رہے گی جب تک ان سے دو بھی رہیں گے ہا کبھی کہا جاتا ہے "علما و ائمہ نے سلطنتوں کے ڈر سے اس شرط کو خواہ مخواہ بڑھا رکھا ہے" قاضی عیاض سے اس کی ابتدا معلوم ہوتی ہے "اجماع کا ثبوت مشکل

مدت تک رہے پھر قسطنطنیہ آئے اور وہیں تشریف رکھی سلطانی مسجد جامع کے امام مقرر ہوئے اور حضرت فاضل سعدی حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دارالقرآنہ میں مدرس رہے اور ۹۵۶ھ میں وصال فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاً عنہ۔

اور اگر غزنیہ ۹۲۳ھ سے پیشتر کی تصنیف ہو تو اگرچہ ان سلطان سلیم کے متعلق نہ ہی دور خلفائے عباسیہ کے بعد سلطان سلیم عثمانی کے وقت تک بہت سی سلطنتیں ہوئیں اگر اود کی سلطنت ہوئی اور ترکوں کی سلطنت ہوئی جراکسہ کی سلطنت ہوئی غرض جس کسی کے عہد میں غزنیہ تصنیف ہوئی ہو اس کے متعلق ہے۔ مگر تقدیر کے آچھے تھے کہ کسی نے ان سے باز پرس نہ کی۔

اور علامہ شامی نے تو غضبِ بے حد کیا کہ خاص سلاطین ترک کا تغلب صراحت سے فرمایا۔ ردالمحتار میں ہے۔ قد تكون بالتغلب مع المباہیة وهو الواقع فی سلاطین الزمان نصرہم الرحمن۔
 کیڈان سرشاران بادہ گاندھویت دیکھیں کہ علما کی زبانیں اور ان کے قلم حق بولنے حق لکھنے سے کبھی نہیں رکتے وہ اللہ واحد قہار اور اس کے رسول دونوں جہان کے مالک و مختار علیہ الصلاۃ والسلام کے سوا کسی سے خوف نہیں کرتے تم حکم الملہ دیکھیں علیٰ غنہ آدمی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس۔ انھیں اپنا سا جانتے ہو جیسے خود خوشامد میں مسجد کا چور شرک کرا آئے۔ اللہ کے گھر کو ہر کہ و مرہ کتے سو تنک کی رہ گذر بنا آئے۔ اے مدعیانِ علم و تہذیب و ادب۔ علما کی شان میں گستاخ نہ بنو۔ انھیں اپنے پر قیاس نہ کرو۔ مولانا مغوی کے ارشادے

کار پا کاں را قیاس از خود گیر	گر چہ ماند در نوشتن شیر و شیر
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد	کم کے زابدال حق آگاہ شد
اشقیار اودیدہ بیسنا نہ بود	نیک و بد در دیدہ شان کیسا نمود
ہمسری با انبیا برداشت مند	اولیارا چھو خود پنداشت مند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر	ماؤ ایشاں بستہ خوابیم و خور
ایں ہنداشتند ایشاں از عملی	ہست فرقی در میاں بے منتہی

پر نظر رکھو! کرام و علمائے عظام کی بے ادبی کھیل نہیں۔ آدمی کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی اور کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔ عزیزانِ ملت! ان لیاڈر کو باوجود اعلیٰ کے سنت و دعوائے علم و شیخت اس قیدِ قطعی اچھی قرینیت کو نکلنے اور غمراہی کے حال اور معتزلہ کے پھندوں میں پھنسنے کی کیا حاجت ہے انھوں نے مسلمات

اسلام کے پامال کرنے میں کیا نفع سوچا ہے اور ان کی اس بے ہودہ حرکت سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ سلطان
 المسلمین ترک اللهم انصره وانصر من نصره واخذل اعداءه الصخرة الفخرية اللهم دمر ديارهم وقصر
 اعمارهم وزلزل اقدامهم ولا تجعل لهم عليه وعلينا سبيلا کی حرمت و عزت کے لئے خدمت ترین
 حضرت میں کیا کم ہے ان کی سلطنت علیہ کی حفاظت و حمایت کے لئے خلافت کی شرط حماقت ہے تحفظ و اسداد
 سلطنت اسلام کے لئے امامت کبریٰ شریعتی کب ہے جس کے لئے یہ لغو و فضول و بے معنی کد ہے سلطنت
 اسلام تو سلطنت اسلام ہے سلطان تو سلطان ہیں ہر فرد مسلم پر ہر فرد مسلم کی خیر خواہی لازم ہے اللہ تعالیٰ انعم لک
 مستر ارشاد پاک حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر ناطق ہے لہذا وان شئت التفصیل یعیبت
 بالکتاب الجلیل۔ دوام العیش فی الائمة۔ قدیش۔

خلافت راشدہ کا مدبے شک حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رہی۔ عند التحقیق یہ صحیح نہیں کہ پھر
 خلافت ہی نہ رہی ان کے بعد حضرت امیر مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تالیف ہوئے اور خاندان عباسیہ میں تو سنہ ۹۵ھ تک
 رہی ہاں جب سے اب تک خلافت سے دنیا خالی ہے اہل حل و عقد کے نزدیک ارشاد پاک حضور پر نور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم الخلفاء بعدی ثلاثون سنة ثم یكون بعدہا ملوکا عرضاے راشدہ کا مدبے شک صحیح ہے
 فیما الخلفاء ثلاثون سنة ثم بعدہا ملوک و ما رواه لقوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخلفاء الخ وقد
 استشهد علی من رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی: ثلاثین سنة من وفات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فطوبیة ومن بعدہ لا یكونون خلفا بل ملوکا وامراء وهذا مشکل لان اهل الحل والعقد من الامة
 قد كانوا متفقین علی خلافة الخلفاء العباسیة وبعض المرءانیہ کہ عمر بن عبد العزیز مثلاً ولعل المراد ان
 الخلافة الكاملة التي لا یسوحا شیء من الخلفاء ومیل عن المتابعة تكون ثلاثین سنة وبعدها قد تكون
 وقد لا تكون۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه ومجده اتم واحکم۔

جواب (۲) محال و معاملت میں فرق عظیم و بے ثورات قطعاً یقیناً ہر کافر سے مشرک ہو جائیگا
 ذمی ہو یا حربی اگر تحقیق ہے کفر ہے اور صوریہ ہے تو حرام ہے جس پر کثیر آیات قرآنیہ ناطق اور مجرب معاملت و ملتزم
 کے سب سے جائز و تحقیق التام فی الحجۃ المؤمنة واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب (۳) ہرگز نہیں کما هو مذکور فی رسائل اهل الحق واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب (۴) قربانی ہر آزاد مسلمان صاحب نصاب پر ایام اضحیٰ میں کسی دن کرنا واجب ہے یا سنت مؤکدہ

گوشت فقرا کو دیدے ردالمتمار میں ہے الدلیل علی وجوب الامراة انہا لو تصدق بحاحیة لا یخرج عن
 الوجب اما التصدق بلبسها بعد الذبح فستحب حتی لو لم یصدق بہ جانہا۔ زید پر تو بہ فرض ہے اس
 نے اپنے اس قول میں کہ تم قربانی نہ کرو بلکہ یہی روپیہ جس سے قربانی کرو گے خلافت کیٹی کو انگورہ فتدا اور مولانا فند
 میں دیدو۔ دوسرے قربانی گاؤ کرنا جائز ہے۔ چار گناہ عظیم کئے (۱) نہی عن المعروف (۲) امر منکر (۳) اور ۱۳۷۳ طے
 کے فتویٰ دینائی شریعت گڑھی اور شرع مقدس پر اقرار کیا اور حکم حدیث لعنت ملکہ سموات وارض کو اور تھا کہ حدیث
 میں فرمایا **لَعْنَةُ اَقْتَى بَعْدَ عَرَبِهِ لَعْنَةُ مَلَائِكَةِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ**۔ وہ عسا کہ عن امیر اذ مسین علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ۔ دلیل ملاحظہ ہو کتنی معقول ہے کہ کیونکہ امیر افغانستان و علما و مفتیان افغانستان نے اس پر فتویٰ
 دے دیا ہے کہ قربانی گاؤ ہرگز نہ کی جائے۔ اولاً وہ جو امیر صاحب کی طرف منسوب اشتہار شاہجہاں پور کے کسی
 ہندو نے طبع کر لیا ہے۔ وہ ہرگز امیر صاحب کا نہیں۔ ان پر اور وہاں کے علماء پر محض اقرار اور عظیم بہتان ہے جبکہ
 قرآن عظیم میں صاف ارشاد ہے **لَعْنَةُ اللّٰهِ بِاَسْمٰرِکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقْرَةَ بَنِي اِسْرٰءٰیْلَ** کہ تم گائے
 ذبح کرو۔ اس سے عامہ مسلمین آگاہ ہیں کوئی ایسا ہی جاہل ہو گا جسے اس کا علم نہ ہو گا پھر سنت سے ثابت کہ حضور
 پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی گاؤ فرمائی۔ تو ایک ایسے امر کو جو قرآن سے ثابت حدیث سے ثابت جائز ہی
 نہیں بلکہ مسنون اسے امیر صاحب ایدھا اللہ ونصھا اور علماء کیسے نا جائز فرما سکتے ہیں۔ ثانیاً بقرض غلطوہ
محرمانہ ہی کا ہی جب بھی حرام نہیں ماحل اللہ کے حرام کر دینے والا ہے الباقی انکار دینے کا اس کو حرام
 نہیں جو اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جسے انھوں نے حرام فرمایا وہ
 حرام ہے۔ قول زید بدر ترابول ہے اور اس پر عمل حرام حرام حرام قربانی گاؤ شعائر اللہ سے ہے قال تعالیٰ **وَاللّٰہُ**
جَعَلَهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ مسلمانوں پر اس کا کرنا اور جاری رکھنا واجب ہے واللہ تعالیٰ اعلم!

جواب۔ (۵) ادائے زکاۃ کارکن تملیک فقیر ہے بے فقیر کو دیتے ادا نہ ہوگی در مختار میں ہے لا تصدق
 الی مسجد لعدم التملیک وهو الرکن زر زکاۃ مسجد میں نہ صرف کیا جائے گا کہ تملیک فقیر نہیں اور وہ رکن ہے۔
 ترکوں ہوں میں جو فقرا ہوں اور کسی کو زکاۃ کار دینے دیا جائے کہ وہ انھیں ان کی طرف سے دیدے یوں زکاۃ
 ادا ہو جائے گی۔ خلافت کمیٹیوں یا مولانا فند میں دینے سے اس کے یقین کا کوئی ذریعہ نہیں کہ وہ زر زکاۃ فقرا
 کو پہنچا کہ روپیہ یہاں بھی صرف ہوتا ہے بلکہ بہت زیادہ وہی ہے جو یہاں رہ جاگے ہے۔ ایسی حالت میں
 یہ کیونکر یقین کیا جاسکتا ہے کہ زکاۃ کار روپیہ جو حق فقرا تھا وہ انھیں پہنچ بھی گیا اور جب یقین نہیں تو اوطے

زکاۃ کا حکم کیسے صحیح ہو سکتا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

حررہ الفقیر عمدہ المذنب مصطفیٰ رضا

القادری النوری مغفلہ

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر عبد الرحمن عفی عنہ

اصاب من اجاب۔ فقیر حسنین رضا قادری نوری بریلوی

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد حشمت علی مغفلہ بریلوی

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔ فقیر عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکنوی مغفلہ القوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب صواب والمجیب مثاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر اولاد رسول محمدیاں قادری برکاتی مارہری عفی عنہم

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ومجیبہا مصیبت۔ فقیر عبید الرضا محمد طاہر الرضوی السہرانی مغفلہ اللہ الصمد

ہذہ الجوابات کلہا صحیحۃ ومجیبہا مصیبت۔ حررہ العبد الفقیر ابوسراج عبدالحق رضوی عفی عنہ تلمیذ مولانا الفضل

اولانا مولوی محمد وصی احمد مغفلہ اللہ العلی۔

فی الواقع مسائل مستفسرہ میں حضرت فاضل جلیل عالم نبیل مدظلہم العالی نے جو تحقیق انیق فرمائی ہے وہ

تمام ان بحثوں کو ختم کرتی ہے جن پر دور حاضر میں تلاطم مچا ہوا ہے جو ابات صحیح و صواب ہیں ظنہ درالمجیب فقط

فقیر محمد اسماعیل مغفلہ ظہری طبیب ریاست بہاول پور۔

جوابات صحیح ہیں۔ عمر نعیمی

۷۸۶۔ جزی اللہ القریب المجیب الفاضل المجیب اللیب خیر الجزاء ویثیب فانہ لاجاد فیما افاد و

اصاب فیما اراد واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ عن اسمہ اتقن واحکم۔

کتبہ

العبد المعتمد بحبل اللہ المتین

محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین

بسمہ سبحانہ عزوجل

حامداً ومصلياً مسلماً

لنا ما عليه رضا المصطفى
طريق الرشاد منال المنى
لقد افان من اقتنى اشرا
نجي واهدي من به افتدي

ارشاد الہی جل وعلی۔ آیت۔ محمد الہم باسطم اصر کے متعلق۔ لاہور سے وارد شدہ ایک استفسار کے جواب میں۔ اکمل الفضل افضل الکمل۔ اجل العلماء الاذکيار النبلاء۔ جان قبلہ جانم شانہزادہ والاشان علامہ سعید کرم صاحب مہتمم حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب لا زال بجلال المفاخرہ المعالی والمواہب کا مکھا۔ آقا اللہ فاضلہ محققانہ شانہزادہ مہرین فتویٰ سنی بہ طریق الہدی والارشاد جس میں اشارت اللہ تعالیٰ انحال عقیدہ سوال ووضوح حق وظہور حکم شرعی کے ساتھ ساتھ۔ علی رقم زعم الزائم۔ استقامت وخط مذیل استقامت کے موافق حکم اور خرقانہ ادھ کے ہر ہر ادا کی پوری پوری نادر برداری بھی ہوتی تھی ہے، ہمارے پاس آیا اور اس تحریر فیض تنویر کے مطالعے سے ہم مشرف ہوئے۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ مجیب فاضل لبیب کا تحریر فرمودہ یہ جواب بتائیدہ تعالیٰ تہائیت صحیح اور بین صواب مطابق مراد ومنتشار سنت وکتاب ہے۔ ولشورہ وعلی الشراجرہ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ فقیر محمد عبدالسلام ضیا صدیقی رضوی جبل پوری کان اللہ تعالیٰ لہ۔

غمدہ وفضل علی حبیبہ النبی المکرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان ما قال المجیب الفاضل بن الفاضل

قد اتق بالحق فیہ والصواب الکامل انی قد تشرفت بمطالعة هذه الرسالة الجليلة المبارکة التي الفاضل العلامة الکامل الفخامة اللیب اللودھی القطین۔ مولانا مفتی الشاہ مصطفیٰ رضخان ادام اللہ تعالیٰ ظلالہ واسیع علیہ وعلینا معہ نعمة وفضاله فوجدتها متممة بالمحبة متممة بالکتاب والسنة۔ واسأل اللہ تعالیٰ ان يجعلها کما طرق الہدی والارشاد لامة۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ عن غمدہ اتعاف حکم۔

الفقیر عبدالباقی محمد برہان الحق
القادری الرضوی الجبل پوری غفرلہ

مسئلہ۔ اس وقت کثرت سے لوگ ایسے ہیں جو امامت سے خارج ہیں کہ ان کے فعل ناجائز چشم دید مع شاہدین دکھا دیئے گئے۔ مگر یہ لوگ نہ امامت کرنا چھوڑتے ہیں اور نہ فعل ناجائز سے توبہ کرتے ہیں تو اس پر زید ایسے اماموں کے پیچھے نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ تو عمر و بکر وغیرہ کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا ثواب کیوں چھوڑیں کہ ناجائز کام کرنے والے اماموں کی کثرت ہے۔ اور زید کہتا ہے کہ یہی نہیں ہم تو ایسے خارج الشرع اماموں کے پیچھے نماز جماعت جمعہ بھی نہ پڑھیں۔ مطابق امام مقبول شرع دور ملتے پر ہم نہ جاسکیں تو ہم جمعہ کی نماز بھی ظہر کی ادا کر لیتے ہیں۔ لہذا اس صورت میں زید گنہگار ہوتا ہے؟ اور عمر و بکر وغیرہ کے اقوال صحیح ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ یہ نہیں کہ امام معصوم ہو۔ امام فاسق معین نہ ہو۔ فاسق معین کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور جمعہ کی نماز توبہ جماعت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کا امام اگر فاسق معین بھی ہو اور کسی غیر فاسق معین کے پیچھے نماز جمعہ نہ مل سکے تو اسی فاسق معین کے پیچھے نماز پڑھنا لازم جمعہ کا ترک حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم!



سَيْفُ الْجَبَّارِ عَلَى كُفْرٍ زَمِينِدَارِ

الْقِسْوَرَةَ عَلَى إِذْوَارِ الْحُمْرِ الْكُفْرَةَ

۲۳ ————— ۱۳ هـ

ظفر علی رمتہ من کفر

۶۱۹ — ۲۵

ترجمہ

حضرت مولانا محمد حنیف خاں صاحب رضوی بریلوی

صدر المدینہ جامعہ نوریہ رضویہ۔ باقر گنج بریلی شریف

عرض مترجم

سیدی و مرشدی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ الغزیر کا یہ فتویٰ اب سے تقریباً پچاس سال قبل انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے طبع ہوا تھا۔ بعد ازاں ایسا نایاب ہوا کہ اس کتاب کا تذکرہ سرکار مفتی اعظم ہند کے تصانیف میں اب تک کسی مقام پر میری نظر سے نہیں گذرا۔ بلکہ رازی زمان حضرت علامہ مین الدین صاحب محدث امرہوی علیہ الرحمہ کی نظر سے تقریباً تین سال قبل جب پہلی مرتبہ گذرا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا کہ میں نے بھی اب تک حضرت کا یہ رسالہ نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ حضور مفتی اعظم ہند کی صحبت میں وہ ایک طویل عرصہ تک بریلی شریف میں قیام پذیر رہے۔

مجھے بھی یہ رسالہ مطبوعہ تو نہیں مل سکا۔ البتہ محب محترم فاضل جلیل حضرت مولانا سید شاہد علی صاحب رضوی رام پوری شیخ الحدیث، الجامعۃ الاسلامیہ رام پور نے فوٹو اسٹیٹ نسخہ مرحمت فرمایا جس پر ان کا شکر گزار ہوں۔ رسالہ اپنی کتابت و طباعت کے اعتبار سے قدیم طرز پر تھا آیات و احادیث اور دیگر عربی عبارات کا ترجمہ بھی نہیں تھا۔ میں نے اس کو نقل کیا اور پھر تمام عربی عبارات کا ترجمہ بھی کیا۔ آیات کا ترجمہ تو کنز الایمان سے ہی نقل کیا۔ اور دیگر عبارات کا ترجمہ خود کیا۔ اس طرح ترتیب جدید کے ساتھ یہ قارئین کر رہا ہوں جہاں کوئی خامی دیکھیں وہ اسی حقیر سراپا تقصیر کی جانب منسوب کرتے ہوئے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اسے درست کر دیا جائے۔ حضرت کا قلم اس سے پاک ہے چند آیات کا ترجمہ حضرت نے خود فرمایا ہے اس لئے ہر جگہ کنز الایمان سے مطابقت بھی ضرورت سے نہیں۔

مولیٰ تعالیٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والسلام۔
محمد حنیف خاں رضوی بریلوی
۹ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ

تکمیل رحمت

اس — حضرت مولانا مولوی سید ابوالبرکات سید احمد صاحب مثنوی قادری رضوی نوری

صدر انجمن ختم المذہب لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزار ہزار حمد اس کی وجہ کریم کو جس نے ہم کو حق عطا فرمایا اور حق پر استقامت بخشی اور حق کے مقابل تمام
 ابا طیل کو خاک و خون میں غلطاں فرمایا۔ ہمیں اہلسنت و جماعت میں داخل فرما کر اپنے پیارے حبیب مصطفیٰ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بنا لیا۔ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلائی کاشفہ بخشا۔ تمام مذہب
 باطل سے کنارہ کشی کا ہم کو حکم فرمایا۔ صاف ارشاد کیا۔ **وَلَسْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ** جو کسی کافر بد مذہب سے
 موالات و دوستی کرے وہ بھی انہیں میں سے ہے۔ انہیں کی طرح کافر ہے۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کا ارشاد ہم کو سنایا کہ۔ **لَا تَوَاطَا كُوْهُرًا وَلَا تَشَابَهُوْهُم وَلَا تَوَاسُوْهُم وَلَا تَجْتَمِعُوْهُم**۔ بد مذہبوں کے ساتھ نہ کھاؤ
 نہ پیو نہ نشست و برخاست رکھو نہ ان سے انس و محبت رکھو۔ **وَاَيُّكُمْ وَايَا هُمْ لَا يَضْلُوْنَكُمْ وَلَا يَفْتَنُوْنَكُمْ**
 (ان بد مذہبوں) سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کریں کہیں وہ تمہیں فتنے
 میں نہ ڈال دیں۔ **الحمد لله والنته** کہ محض اپنے فضل و کرم سے ہم کو ان ایجابات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق
 بخشی۔ مگر مطلع علی الغیوب مخبر صادق و صدوق صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگاہ فرما چکے ہیں کہ ہاں عمل اللہ
 سبحان الصابر فوہم علی دینہ کالقاصص علی الحجر واہ الترمذی۔ آخر زمانے میں گمراہی اور فتنہ بڑھے گا۔ آدمی کو اپنا
 دین سنبھالنا ایسا دشوار ہوگا جیسے ہاتھ میں انگٹا لینا۔ نیز فرماتے ہیں۔ **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلح الرجل موثقا**
وکیس کافرا ویس موثقا ویصلح کافرا الحدیث۔ صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو کافر، شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر
 العبادۃ باللہ۔

آج اس فرمان والا شان کی تصدیق ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک طرف مرتد قادیانی اٹھتے ہے
 دوسری طرف مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور کلمہ اللہ سیدنا علی صلی و علیہ وسلم کی صلوات و سلام کی تسبیح توہین و تکفیر کرتا ہے۔

۱۔ سورہ مائدہ آیت ۵۷، ۲۔ مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۱۱، ۳۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۷

دوسری طرف دیوبندی فتنہ کھڑا ہوتا ہے اور اللہ و رسول کی عظمت پر ناپاک حملے کرتا ہے۔ تیسری طرف نجدی مرتد نکلتا ہے۔ وہ معاذ اللہ تمام قرآن و حدیث کو باطل کر دیتا ہے۔ ایک گوشہ سے چکر الوی نجدی پیدا ہوا ہے اور رب العزت کے نائب اعظم خلیفہ مطلق مختار کل سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک ڈاکے کے برابر بنا کر ان کی اتحاد کریمہ کو بالکل بھوٹا کر دیتا ہے۔ ایک سمت سے رافضی فرقہ خارج ہوتا ہے اور قرآن عظیم کو ناقص مانتا جبریل امین علیہ السلام کو خائن بتاتا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سب وشم کرتا ہے۔ ایک طرف فرقہ ضالہ ندویہ ابھرتا ہے اور ہر کلمہ گو بد مذہبوں مرتدوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کو فرض قطعی بلکہ ایمان بتاتا ہے۔ مرتدین و مبتدعین کے رد کو خدا اور رسول کی اہانت کہتا ہے۔ ایک طرف نجدی فتنہ رونما ہوتا ہے اور تمام اہل اسلام مقلدین ائمہ اربعہ متوسلین انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و رضی اللہ عنہم کو کافر و مشرک قرار دے کر واجب القتل مباح الدم سمجھتا ہے ایک طرف سے گاندھویہ خلافتیہ نکلتا ہے جس نے ان سب بد مذہبوں کو اور نیز مشرکین کو اپنے اندر داخل کر کے علی الاعلان دعویٰ کر دیا کہ جو اس میں شریک نہ ہو مسلمان نہیں۔

پس اس پر فتن زمانہ میں لوگوں کو اپنا ایمان محفوظ رکھنا اور ان فتنوں سے بچنا از بس دشوار ہے مگر چونکہ ختم الرسل ہادی السبل سید الکل سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا تمام اہل باطل پر اسی کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اللہ الحمد کہ اس نے اپنے فضل سے اس فرمان کا مصداق علماء اہلسنت ایدیم اللہ تعالیٰ کو بنایا کہ انھوں نے اپنی جان اپنی زبان و قلم و قدم و درم و دین حق کی تائید کی اور تمام بد مذہبیوں کی حتی الامکان بذریعہ تحریر و تقریر بیخ کنی فرمائی اور الحمد للہ تعالیٰ تا ایں دم ہی خدمت دینی میں مشغول و منہمک ہیں اور مولیٰ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے محبوب روحی فلاحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں انھیں سر بلندی اور کامیابی عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔ مگر یہ فتنے پیدا ہوتے ہی تھے ان کے بعد ایک تازہ فتنہ اور نکلا جو اپنے پہلوں سے زیادہ سب سے بڑھ کر ہے یعنی فرقہ کباریہ (زمینداریہ)۔ ماہ مئی ۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف ہنملا ہوئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور ہندوستان و پنجاب و سندھ کراچی وغیرہ بلاد مختلفہ کے علمائے کرام و صوفیاء عظام کو دعوت دی اور خداوند کریم ان فلاحان ملت کو سلامت باکرامت زندہ رکھے کہ تکلیف سفر گوارا فرمائی اور سوا اللہ کے قریب تشریف لے آئے۔

اصل مقصد انعقاد جلسہ کا یہ تھا کہ گذشتہ چند سال سے سیاسی تحریکات کی آمدھیوں نے سطح اسلام پر جو خس و خاشاک پھیلا دی تھیں انھیں صاف کیا جائے۔ کفر و اسلام کی ہم آہنگی سے جو حق و باطل میں امتیاز

مثلاً جہاں تھا اس کی روک تھام کی جاتے۔ اور احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کر کے اپنے سنی حنفی بے خبر بھائیوں کو خود غرضِ مطلب پرست اور عیارِ دنیا دار (نام کے لیڈر) حنفی نماوہابیوں سے بچایا جائے۔ الحمد للہ کہ علمائے کرام نے جو مواظقتِ حسنہ فرمائی ان کا خاطر خواہ اثر ہوا حتیٰ کہ مخالفین کو بھی اعتراف کرنا پڑا جلسہ حزب الاحناف میں مالک اخبار زمیندار کی وہ نظم جو نالہِ خلافت کے نام سے ہنگامہِ خلافت میں بارہا شائع ہوئی اور وہی نظم بعنوان فیصلہ کفر و اسلام، جون ۱۹۲۵ء کے اخبار زمیندار میں دوبارہ چھپی، دورانِ وعظ اس نظم کے اشعار کفریہ مندرجہ رسالہ ہذا کا کا ذکر آیا بالاتفاق علمائے کرام نے ان اشعار کو کفریہ بتایا اس کے قائل و قابل کو کافر خارج از اسلام فرمایا۔ مستظفر نے اسے توہموں کے لیکن وہ کوئی علومِ دینیہ اسلامیہ کے عالم نہیں ہیں۔ عالم ہونا تو اور بات ہے صوم و صلاۃ کے مسائل بھی بخوبی معلوم نہ ہوں گے۔ لہذا اگر ان سے شاعرانہ انداز پر وازی میں کوئی شرعی فریاد گناہت ہو گئی تھی تو کوئی تعجب نہ تھا، اس کا آسان علاج یہی تھا کہ علمائے کرام کے حضور حاضر ہوتے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے زیرِ حکمِ شریعت سر جھکانے تائب و مستظفر ہوتے۔ اور جس طرح اشعار شائع ہوتے تھے ویسے ہی توبہ نامہ پڑھ کر اخبار شائع کر دیتے۔ مگر بجائے اس کے وہ علمائے کرام و مفتیانِ عظام کو سب و شتم اور ناپاک اور محض کالیپا دیتے رہے حتیٰ کہ اخبار کے کالم کے کالم علمائے کرام کی توہین و تحقیر میں سیماہ کرتے اور طرح طرح کے بہتان باندی اور افتراءِ بدازی میں مشغول ہو گئے۔ خصوصاً حضرت سرابا برکت سیدی و مولوی قبلہ و کعبہ قدوة السالکین زبدۃ العارفین محی السنۃ قانع البدیعہ حضور پر نور مولانا مولوی سید ابوبکر محمد محمد یار علی شاہ صاحب خطیب مسجد وزیرخان کی شان و الایں وہ وہ گستاخیاں محض سرانیاں کیں کہ مسلم تو مسلم کفار و مشرکین بھی شرمائے گئے۔

خیال تھا کہ دنیا سے اسلام کی ملامت سے تائب ہو جائے اور اپنے کفریات سے توبہ کرتے و شامِ بدی اور بہتان باندی اور افتراءِ بدازی سے باز آجائے۔ یہ خیال غلط نکلا اور بجائے اس کے وہ اپنے مرنے و مومن قتل نہادین سعوفنا مسعود سے جا ملا پڑا ہے۔ الجنس ہمیل الی الجنس۔ یہ کابل نقون ہو گیا کہ ہو جو جب فوانک و لہب الاذمان جیب ال محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ یمرقون من الدینہ دین سے نکل جاتیں گے کما اللہ من اللہ جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔ شملہ لا یعودون پھر دین میں واپس نہ لوں گے۔ چنانچہ مسٹر نقوی کفر لگے اٹھواں مہینہ ہے ابھی تک کوئی توبہ نامہ شائع نہیں ہوا۔ بلکہ گراہی و بے دینی کے مضمون اشاعت کیا رہے ہیں ہم نے باوجود متواتر مآضوں کے اس وقت نقوی کفر کی اشاعت کو ملتوی رکھا لیکن بعض بعض جگہ ابھی تک زمیندار کی غلط بیانی اور بہتان باندی کا اثر باقی ہے۔ بس اس غلطی کے دور کرنے کی غرض سے

اباب انجمن کی خواہش پر وہ متفقہ فتویٰ تکفیر زمیندار مع تصدیقات و مواہیر علمائے ہندوستان و پنجاب و سندھ و کراچی وغیرہ نقل مطابق اصل رسالہ کی صورت میں ہدیہ قارئین کرام کرتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو آفتاب حق و ہدایت کے حضور آنکھیں بند کر کے بلا تامل کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ بریلی اور مسجد وزیر خان لاہور سے مسلمانوں پر کفر کے فتوے نکلے ہیں ان کے پاس کفر کی مشین ہے۔ سب کو کافر بنا دیتے ہیں۔ آنکھیں کھولیں اور چشم بصیرت و نور ایمان سے اس رسالہ مبارکہ کو بنظر انصاف ملاحظہ کریں کہ یہ صرف علمائے بریلی اور حضرت مجدد مظلوم العلماء مظلومہ العالی ہی تکفیر فرما رہے ہیں یا تمام ہندوستان و پنجاب اور سندھ کے سنی و حنفی علمائے کرام۔

آخر میں اپنے خالص و مخلص ناواقف بھولے بھالے مسلمان بھائیوں سے بادل التجا کرتا ہوں کہ وہ ایک دفعہ اول سے آخر تک حرف بحرف بنظر انصاف اس رسالہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ دوسروں کو سنائیں مترددین کو دکھائیں حق پسندی اور انصاف کو کام میں لائیں اللہ و رسول و قرآن کی عظمت و عزت کو سامنے رکھ کر اپنے ایمان سے فتویٰ لیں انشاء اللہ تعالیٰ حق واضح اور عیاں ہے بحمد اللہ اپنے فرض سے سبک دوش ہونے اظہار حق و ابطال باطل کر دیا تمام حجت ہو چکی خواہ آپ لوگ خوش ہوں یا ناخوش اللہ و رسول قبل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی مطلوب ہے۔ محض خالص اللہ و نصحاء المسلمین شائع کیا جاتا ہے ہمدرد و عناد کینہ خود بینی مکابرہ و مباحثہ جنگ و جدل سے اس میں تعلق نہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے المسق و حق بات کڑوی لگتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دکھتی ہوتی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج

بیمار زبانوں کو برا لگتا ہے پانی

(خیر نصیحتیں ابوالبرکات)

استفتاء

حاصلہ اقامتینا و مسلتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اشعار ذیل کے بارے میں کہ آیا یہ اشعار شرعاً درست ہیں یا خلاف شرع ہیں۔ در صورت ثانی شاعر کا کیا حکم ہے۔ ہمارے دیار کے علماء کرام فرماتے ہیں کہ ان اشعار کا مفہوم کفر و الحاد ہے اور قابل پر تہمید اسلام اور تہمید نکاح لازم اور جس طرح ان اشعار کی اشاعت عام ہوئی اسی طرح توبہ نامہ کی اشاعت بھی واجب ہے۔

بعض شعرا کا خیال ہے کہ ان اشعار کا مفہوم کفر نہیں ہے، جناب کی خدمت میں گزارش ہے کہ اشعار ذیل کے مفہوم پر غور فرما کر جو حکم شرع شریف ہوا سے دلائل فقہیہ سے مزین بمواہرہ فرما کر سہ ذیل پر حتمی الودع جلد واپس فرمائیں۔ جواب کے واسطے نکتہ حاضر خدمت ہے، والسلام
اشعار یہ ہیں

یہ سچ ہے اس پر خدا کا چلا نہیں قابو
مگر ہم اس میت کا فر کو رام کر لیں گے
بجائے کعبہ خدا آج کل ہے لندن میں
وہیں پہنچ گئے ہم اس سے کلام کر لیں گے
جو مولوی نٹے گا تو مولوی ہی سہی
خدا خدا نہ سہی رام رام کر لیں گے

بینوا وجرؤا

محمد الدین کلا تھہر چٹ نائب ناظم حزب الاحناف لاہور

الجواب۔ اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔ تمت اذی انشؤ ذہلف و سن ہتمزات الشیخین و انشؤ ذہلف
تمت ان یخصرون۔

اسے غور کیا پوچھتا ہے کہ یہ اشعار درست ہیں یا خلاف شرع۔ کہ دہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا بھی درست نہیں۔ مسجد میں ہاتھ پہلے بائیں قدم رکھنا بھی درست نہیں۔ مسجد سے آتے پہلے دہنا قدم نکالنا بھی درست نہیں۔ مسجد میں ایسے زور سے چلنا جس سے آواز برپا ہو دھمکتا ہو یہ بھی خلاف شرع ہے۔ مسجد میں

زور سے بولنا بھی خلاف شرع ہے مطلقاً ٹھٹھے سے ہنسنا بھی خلاف شرع ہے۔ اسے برادر دینی یہ پوچھ کر کہے
 انجٹ و اشنع کفریات ہیں جن میں شائبہ بھی ایمان کا نہیں۔ اور حمان کے کفر ہونے اور ان کے قائل و قابل
 کے کافر ہونے میں شک کرے اس کا کیا حکم ہے، بلکہ درحقیقت بات تو پوچھنے کی یہ بھی نہیں کہ ہر مسلمان جانتا
 ہے کہ یہ قطعاً کفر ہیں، یقیناً کفر ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بے شک ان اشعار کا قائل و قابل کافر اور جو اس
 کے کفر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی اسی کا ساتھی، شکار و درمختار و غیرہا معتدات اسفار میں ہے۔
 طبع شہادت کفریہ و عذابہ فقد کفر۔ جو ایسے کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

شعر اول، کے دونوں مصرع کفر خالص ہیں پہلے میں صاف تصریح کی کہ اس بت پر خدا کا قابو نہ چلا۔ یہ
 اللہ عزوجل کی کھلی توہین اور اس کی قدرت عظیمہ کا مکرمیہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور انکار ہے کہ ایک
 شئی ایسی بھی ہے جس پر خدا کو قدرت نہیں اور اس پر اس کا قابو نہیں۔ اور وہ اس سے عاجز رہا۔

تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ الْعَلَّامُوْنَ عَلُوْا كِيْرًا
 اللّٰهُ تَعَالَى اِنْ تَمَامِ بَاتُوْنَ سَمْرَهٗ اُوْر پَاكِ هٗ جِن كُوْظَا لِم
 وَلَا حُوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ کہتے ہیں۔

یہ سرے سے الوہیت کا انکار ہوا کہ جو عاجز ہو خدا نہیں ہو سکتا تو مصرع خبیثہ نعینہ کے قائل نے الوہیت ہی
 کا حقیقتاً رد و ابطال کیا۔ تو بے شک وہ اور جو اسے قبول کرے وہ ہر مسلمان کے نزدیک کافر ہوا جو ایسے کو کافر نہ
 جانے یا اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر کہ پہلے نے کفر کو کفر نہ جانا۔ الوہیت ہی کا انکار اگر کفر نہ
 ہوتا تو اور کیا کفر ہوگا۔ ایمان کو ایمان جیسا جاننا ضروری ہے یونہی کفر کو ماننا۔ جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کو کیسا
 جانے گا۔

چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔

الاشیاء تعرف باضدادها۔

اندھا روٹنی کی قدر کیا بتائے گا۔ اور دوسرے نے شک کیا۔ اور کفر کے کفر ہونے کی تصدیق ضروری ہے
 تو شک اور ایمان جمع نہیں ہو سکتے کہ تصدیق ہی کا نام ایمان ہے اور وہ بحالت شک ناممکن۔ اور دوسرے
 مصرع میں بر ملا اپنے آپ کو خدا سے زائد قدرت والا بتایا۔ تو اس کا مرتبہ گھٹایا اور اپنا رتبہ اس سے بڑھایا۔ ہر
 مسلمان جانتا ہے کہ یہ کتنا خبیث و کفر ملعون ہوا۔ اس دوسرے مصرع میں اپنی الوہیت کا اثبات کیا پہلے
 مصرع میں خدا کی الوہیت سے اسی نے انکار کیا تھا، ظاہر ہے کہ مطلب یہ ہوا کہ لوگ جسے خدا کہتے ہیں اور
 اس کی قدرت بہت عظیم ہوتے ہیں اور اسے ہر شئی پر قادر جانتے ہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ ایک چیز ایسی ہے کہ اس

سے وہ عاجز باوہ اسے اپنی قدمت سے دبا کر ہا مگر اس کا اس پر قابو نہ چلا۔ تو وہ خدا نہ ہو کہ خدا عاجز نہیں ہوتا اور ہم اس چیز کو بھی رام کر لیں گے جس پر لوگوں کے خدا کا قابو نہ چل سکا اور ہمیں سے وہ عاجز رہا۔ کسی طرح اسے علم نہ کر سکا۔ تو ہم ہر شی پر قادر ہوتے تو ہم خدا ہوتے نہ کہ وہ عاجز ہے لوگوں نے خدا بنا لیا۔ والعیاذ باللہ سبحانہ تعالیٰ۔ کیا کوئی مسلمان اس کے کفر و ملعون میں ادنیٰ شک لائے گا۔ بے شک ہر مسلمان کہے گا کہ لا سبب یہ کفر ہے اور اس کا قائل و قابل کافر۔

یونہی اس کا وہ دوسرا شعر جس کفر خالص ہے مسلمانوں کا دین مقدس اسلام اللہ کو جسم و جسمانیات کے پاک بتاتا ہے۔ مکان جسم ہی کے لئے مخصوص ہے تو اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے وہ جسم نہیں۔ نیز مکان مخلوق ہے وہ خالق ہے مکان حادث ہے وہ قدیم ہے۔ مکان جسم کو محیط ہوتا ہے اور اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی شی اس کا احاطہ کرے وہ اپنے علم و قدمت سے ہر شی کو محیط ہے۔

اور ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کا قابو ہے۔

فانکھ بسک شیعی محیط

اور شاعر لندن کو خدا کا مکان بتاتا ہے تو خدا کو جسم ہائے اور لندن کو اسے محیط مانتا ہے جب کو کہتا ہے کہ خدا آج کل کبھی میں نہیں لندن میں ہے۔ بے شک وہ اہل اسلام کے نزدیک کافر ہے اللہ و رسول کے نزدیک کافر ہے یا جو دیکھ مسلمان کہہ معظمہ کو بلکہ ہر مسجد کو اس لئے کہ وہ خالص اللہ ہی کی ملک ہیں۔ بیت اللہ کہتے ہیں مگر جو کہ معظمہ کو ان کا مکان اور اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس کا مکین ماننے ان کے نزدیک کافر ہے۔ یونہی سے اللہ جو علی زمان سے بھی پاک ہے کہ زمانہ بھی حادث و مخلوق ہے۔ اور یوں بھی کہ اس کہہ معظمہ سے لندن کو خلیا کہہ مقدس کی توہین کی۔ مگر جو رب کہہ کی ایسی شدید توہین و تمسخر کر چکا ہو ایسے سے اس کی کیا حکایت۔

اس جیسی غلطی کی کیا شمار و قطار

ما علی مثله بعد الخطا

یہاں اس احتمال کی بھی گنجائش نہیں کہ مکان سے اس کے مجازی معنی مراد ہوں اگرچہ اس طور پر بھی یہ اطلاع درست نہ ہوتا مگر خاص شہروں کا تسمیہ اور ایک میں خدا کا وجود بتانا اور دوسروں کو اس سے خالی ماننا اس احتمال کو قطع کر کے کلام کا اخیر کفر متعین کرتا ہے۔ یونہی اس کا تیسرا شعر بھی کھلا اللہ و زندہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مولوی و مالوی اس کے نزدیک برابر ہیں۔ خدا و رام ایک ہیں کفر و اسلام میں کچھ فرق نہیں۔

دلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس کے نزدیک خدا خدا نہ کیا رام رام کر لیا بات ایک ہی ہے۔ حاصل وہی ہے۔ حالانکہ ہرگز خدا رام نہیں اور ہرگز رام خدا نہیں۔

تعالى الله عما يقول الظالمون علواً كبيراً سبحان الله عما يشركون
اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک و منزہ ہے جن کو ظالم کہتے ہیں
اللہ کو پاک ہے ان باتوں سے کہ جن کو یہ بتانے میں اور جن چیزوں میں شریکے ہیں

مشرکین کا مذہب نامہذب ہے کہ خدا ہر چیز میں رہا ہوا سراپت و حلول کئے ہوئے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
رہنے اور حلول کرنے سے پاک ہے۔ مشرک خدا کو اپنے اسی عقیدہ غیبیہ کی بنا پر رام کہتے ہیں۔ تو خدا کو رام کہنا
کفر ہوا اور خدا خدا کرنا عبادت اور کفر کو عبادت جاننا کفر۔ اور نہ ہی لغزش کیجئے کہ وہ رام کے یہ معنی بھی نہ سمجھا ہوا ہے۔
بھی ہمارا خدا وہ نہیں جو ہنود بے مہبود کا مذہب موم خدا ہے جسے مشرکین نے خدا سمجھ لیا ہے۔ قرآن عظیم اس پر شاہد ہے۔
ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا
أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ وَلَا
أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔ (پ ۳۰، ۳۱، ۳۲)
تم فرادو اے کافر میں نہیں پوجتا جسے تم پوجتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت
کرنے والے ہو جس کی بندگی میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں تمہارے معبودوں کا
کسی کا پوجنے والا ہوں اور نہ تم میرے معبود حق عزوجل کے عابد و پشاندہ

اور انھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق تھا۔ (پ ۲۳، ۲۴)

تو معلوم ہوا کہ اللہ وہ نہیں جو کفار کا مذہب موم ہے اور جسے وہ رام رام سے پکارتے ہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ مسلمانوں
کا خدا خدا کرنا اور کفار کا رام رام کہنا ہرگز ایک نہیں ہو سکتا۔ اور کفار کے رام رام کہنے کو خدا کی یاد جاننا بے شک الجھاد
ہوا اور مشرکین میں اتنا جذب ہو جانے کو تو دیکھو کہ خدا خدا نہ بھی رام رام کر لیں گے کہ مسلمانوں اور ان کے پشیوادیوں
کو چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ان کے معبود برحق کا ترک اور مشرکین میں گھٹنے کے لئے ان کے معبود باطل کا اختیار
ہے اور یہ ترک اور اختیار دونوں کفر ہیں، والعیاذ باللہ تعالیٰ، کیسا انجیث کلمہ ہے۔ جو مولوی نہ ملے گا تو مالوی
ہی سہی الخ کہ مولوی نہ ملے گا تو وہ بد نصیب مولوی کے خدای کو چھوڑ دے گا اور مشرکین کے طاغوت مالوی کو
اختیار کر لے گا اور مالوی کے خدا کو پوچھنے لگے گا۔ خدا کی اصناف چاہے وہ کسی صحیح لفظ ہی سے تعبیر کیا گیا ہو
رام رام تو لفظ بھی قبیح المعنی ہے، اگر خدا اور الہ اور معبود ورب وغیرہ سے تعبیر کر کے اسے حق کی طرف اصناف
کرے تو اس سے الہی اور مطلق کی طرف اصناف ہو تو الہ باطل مراد ہوتا ہے جسے حق تبارک و تعالیٰ ایمان

فرعون عند الیاس کو اس طرح نقل فرما کہ ہے۔

انٹھ ہوت موسیٰ و ہرون۔
میں موسیٰ اور ہرون کے سب پر ایمان لایا۔

جس میں فرعون کو الہی متوجہ ہونے کے لئے لب کی اضافت محی کی طرف کرنا ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ لفظ خدا کی اضافت اگر محی کی ہا نہ ہے تو اس سے الہی مراد ہے مطلق کی طرف تو الہ باطل۔ کفار کو تو خدا تک رسائی ہی نہیں وہ الہی تک پہنچے ہی نہیں ان کا خدا تو ان کی ہول ہے۔

والله، هوادة ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔ اور اس کا خدا اس کی غلطی نفس ہے۔

اس قائل اور ان شعراء پر جنہوں نے کہا ہے کہ ان اشعار کا معنا ہم کفر نہیں۔ تو یہ وحید پر ایمان فرض اور کفر فرض سے بڑھ کر فرض ہے۔ نئے سرے سے مسلمان ہوں اور اپنی اپنی بیویوں سے جب کہ وہ راضی ہوں از سر نو نکاح کریں۔ اور اگر کہیں بیعت ہوں تو تجدید بیعت بھی لازم۔ یونہی اگر حج کہے ہوں تو پھر حج کرنا بھی ضروری ہے کہ کفر سے اعمال حط ہو جاتے ہیں تو پہلا حج اور اعمال حط ہو گیا۔ اب دوسرا حج یوں فرض کہ حج کی فرضیت اوقت ٹر ہے۔ لہذا اب پھر حج ضروری و واجب۔ تو یہ کریں اور یہاں نہ بنائیں کہ وہ کافر ہو چکے اپنے ایمان کے۔

لاکھتہ ذرا فاقہ کفر تہم تہم انکم و اللہ الموفق۔ پہلے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا اور گائے کا گوشت کھالینا اور کھانا سلام پڑھ لینا بس اسلام کے لئے پختہ رجسٹری ہے کہ پھر کچھ بھی کریں کچھ بھی کہیں ہر طرح کھرے مسلمان ہی بنے رہیں پھلے دنوں کوئی دوسرا ہونے آتے بعض نیچری اخباروں میں ہماری نظر سے ایک مضمون گذرا تھا جس میں کہ جو یہ کہے وہ بھی ہندو جو یہ نہ کہے وہ بھی ہندو جو یہ مانے وہ بھی ہندو اور جو یہ نہ مانے وہ بھی ہندو عرض ہندو مذہب کی کوئی حد بندی نہیں۔ اس پر ہم نے کہا تھا کہ یہ نیچری ہندوؤں کا کیا مضمک اٹلے میں اپنے گریبان میں تو منہ ڈالیں اپنی حالت پر تو نظر کریں اپنی آنکھ کا ٹوینٹ دکھیں جو اعتراف کہ ہندوؤں پر کہ ہے میں بعینہ ان پر بھی وارد ہے۔ ان کے خیال میں بھی تو مذہب کوئی شئی نہیں ان کے نزدیک بھی تو سارے باطل فرقے کھرے کھرے مسلمان ہی ہیں۔ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنہیں منال مفضل کافر جانتے ہیں جنہیں حدیث میں کلمہ عرفی اللہ فرمایا تباری بتایا۔ اللہ و رسول کے نزدیک صرف ایک گروہ اہل حق ناہی ہے۔ حدیث میں الوداحدۃ فرما کر

جس کا استننا فرمایا۔ جس کی نشانی صحابہ کی عرض پر ما انا علیہ واصحابی۔ ارشاد ہوئے یعنی وہ فرقہ (الہست) ہوا جس
راہ حق کا متبع ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ان نیا چہ خذ لہم اللہ
تعالیٰ فی الدنیا والآخرہ کے نزدیک وہ سارے باطل، فرقے بھی پکے مسلمان ہیں کوئی کافر نہیں سب با ایمان ہیں
ناری نہیں ناجی ازیران ہیں کہ عباد الرحمن ہیں۔ دیوبندی ہوں وہابی ہوں قادیانی ہوں۔ بانی ہوں۔ رافضی
ہوں، خارجی ہوں، خودیہ پجری ہوں، ندوی ہوں، اچکزئی ہوں، گاندھوی ہوں، غرض بدنام کنندگان اسلام
سے جو بھی ہوں جتنے متبعین شیطان ہیں ان کے نزدیک سب مسلمان ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
جو خدا کا جھوٹ بولنا ممکن جانے وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان ہے اور جو حال جانے وہ بھی۔ جو خدشت
تصریح کرے کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی معاذ اللہ جھوٹ بول چکا وہ بھی ان کے خیال میں
مسلمان ہے اور ایسے کو کافر جانے وہ بھی جو یہ کہے کہ قرآن ناقص ہے وہ بھی اور جو حکم۔

بے شک نے کہا ہے یہ قرآن اور ہے حکم خورس کے نجان ہیں۔

بے شک نے کہا ہے یہ قرآن اور ہے حکم خورس کے نجان ہیں۔

اور

لَا یُؤْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ شَیْءٍ یُکَذِّبُوْهُ لَکُنْ مِنْ حَافِظِہِ (۱۹۶)

باطل کو اس کی طرف راہ نہیں نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔
اسے دخل بشری سے محفوظ مانے اور کامل جانے اور ناقص کہنے والوں کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے
کہ جہل و ظلم و چوری شراب خوری سے معارضہ کم نہیں ہے کہ جو مقدر العبد ہے وہ مقدر اللہ ہے یعنی معاذ اللہ
صاف کہ اللہ عزوجل ایک کذب ہی نہیں ان عیوب پر بھی قادر ہے اور ان سے بھی ملوث ہو سکتا ہے وہ بھی اور
جو اللہ عزوجل کو ہر عیب سے پاک جانے اور کسی عیب سے ملوث ہونے کو ناہیا زمانے خدا کی الوہیت کو باطل
ٹھہرانا جانے اور اس پر اس قابل کی تکفیر کرے وہ بھی۔ جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت تو حضرت علی کرم اللہ وجہ
کے لئے بھی تھی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام غلطی سے حضور کو دے گئے وہ بھی۔ اور جو حضور کی تنقیص حضرت جبریل
کی توہین اور اللہ عزوجل پر ناپاک افترا حضرت جبریل پر گندرا بہتان جانے اور قائل کو کافر جانے وہ بھی۔ جو حضرت
مولیٰ علی و حضرت فاطمہ زہرا سبطین کرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو نبی ماننے اور انھیں انبیاء کرام سے افضل
جاننے کو کفر بتاتے اور ایسے کو کافر جانے اور کسی غیر نبی کو نبی سے افضل ہونے کو مجال جانے وہ بھی۔ جو اللہ
عزوجل کے حبیب رب عم نوالہ کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیان دے حضور کے علم
عظیم کو شیطان رجیم کے علم سے گھٹائے حضور کے علم کو ہر صبی بلکہ ہر مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے علم سے

نپاک تشبیہ دے جو بھائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلمہ میں اشرف علی رسول اللہ کے اور درود شریف میں بھائے نام نانی و ام گرامی حضرت رسالت پناہی صلی و سلم علیہما السلام اشرف علیٰ سجنے پر اپنے مرید کی تسلی کے لیے جو یہ کہے کہ حضور کو تو دیوانہ کے پیچھے کی بھی خبر نہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم تھا۔ جو یہ کہے معاذ اللہ حضور مکر مٹی میں مل گئے۔ جو انبیاء کو چوڑھے ہمارے زیادہ ذلیل بنانے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نمازیں خیال آجانے کو اپنے گھر کے گاؤں کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر جانے وہ بھی۔ اور جو ان پنج سولہ نبیوں، سخت شدیدہ کفروں پر ان کے قائلوں قائلوں کو کافر بنانے وہ بھی۔ جو جنت و نار اور ملائکہ و اجنہ اور نماز روزہ وغیرہ کا منکر ہو وہ بھی۔ اور جو ان کے وجود کا قائل اور فرضیت صلاۃ و صیام وغیرہ کا معتقد ہو اور ان کے وجود و فرضیت کے منکر و مقول کو کافر بنانے وہ بھی۔ جو بعد ختم نبوت اپنے آپ کو نبی کہتا ہو یا یہ کہتا ہو کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کہیں یا کوئی نبی ہو جب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہ آئے گا وہ بھی۔ اور جو ایموں کو کافر بنائے وہ بھی۔ جو حضرت عیسیٰ کلمۃ اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و علیہ سائر انبیاء صلوات اللہ و سلام اللہ سے اپنے آپ کو افضل بتائے ان کے معجزات، بابرکات کو بزم کا عمل گائے اور کہے کہ اگر میں اسے برانہ جانتا تو اس میں عیسیٰ سے کم نہ رہتا جو یوں کہے۔

اس سے بہتر غلام احمد ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

جو اگلے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی پیشین گوئیاں جھوٹی بتائے جو حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبتہ طاہرہ امہ اللہ مریم صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا و انہما سلم علیہا وسلم کو سڑی سڑی نپاک گالیاں دے۔ اس محض قدرت حق عزوجل سے ہو یا بے باپ حضرت بتول مریم سے پیدا کو باپ سے پیدا جانے یوسف نجار (بڑھتی) کا بیٹا بنائے جو حضرت مسیح کی فرضی دادیاں گائے اور انھیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نپائیاں کو سڑی سڑی گالیاں سنائے زانیات بتائے جو باوجود اس کے کہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا۔

مَا قَتَلُوا وَمَا صَلَبُوا۔ (پ ۲۷۶)

یہود بے مہبود نے نہ عیسیٰ کو قتل کیا نہ انھیں سولی دی قرآن کے مقابل خم ٹھونکنے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہود کا مقول و صلب مانے وہ بھی۔ اور جو ان سب کو کافر بنانے اور قائلین و قائلین کو کافر بنانے وہ بھی۔ جو سارے لوگوں کو اگرچہ ان سے کیسے ہی افعال و اقوال کفر و ضلال سرزد ہوں مسلمان بنانے وہ بھی اور جو انھیں اور خود ایسے کو کافر و مرتد بنانے وہ بھی جو مشرکین کی غلامی اور ان سے محبت و دوست کو فرض

ہانے اودان میں یہاں تک جذب ہو جائے کہ صاف کہہ دے کہ مشرک بھائیوں کو دامن کر لو گے تو خدا ماننے
 کر لو گے۔ جو صاف بکے خدانے گاندھی کو تمہارا فرض دینی یاد دلانے کو منہ کرنا کر بھیجا ہے۔ جو صاف کہہ دے کہ
 اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو گاندھی نبی ہوتے۔ جو صاف کہہ دے کہ میں نے اپنی ذات سے ارادہ کر لیا ہے کہ میں
 ہندو بھائیوں سے نہیں لڑوں گا چاہے وہ میری ماں بہن بہو اور بیٹی کی عزت خراب کریں یا میرے قرآن شریف
 کو پھاڑ ڈالیں یا میری مسجدوں کو شہید کر ڈالیں۔ جو صاف دانشکاف کہے کہ گاندھی اور لاجپت رائے وغیرہ سے بڑھ
 کر خدانے کسی کو نہ بنایا۔ کوئی انسان ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا پیدا نہ فرمایا ہے

كان ربك لم يخلق لخشية سواه من جميع الناس انسانا۔ جو ہندوؤں کی رضا جوئی کے لئے شعا
 اسلام قربانی کاؤ کے گلے پر پھری پھیر دے اسے حرام مردانہ بنائے مثل سور ٹھہرائے اور جسے کفر کے باطل
 ہونے کا یقین نہ ہو کہ۔ جو یہ کہے اے ہندو بھائیو دعا کرو کہ اگر ہندو مذہب سچا ہے تو پر ماتما مجھے ہندو مذہب
 پر اٹھائے جسے اسلام کے حق ہونے میں شبہ نہ ہو کہ اے مسلمانو! دعا کرو کہ اگر اسلام سچا ہو تو خدا مجھے مسلمانوں کے پاس
 پر اٹھائے وغیرہ وغیرہ۔ خرافات ملعونہ کفریات لعینہ بکنے والے بھی ان کے نزدیک سب مسلمان اور جوان نبھائے
 و کفریات پر ان قائلوں قائلوں کی تکفیر کریں وہ بھی۔ والعباد باللہ لملك الديان من مكائد الشيطان۔ ہاں
 تکفیر کرنے والے ان کے نزدیک خطا کار ہیں۔ تصور وار ہیں مجرم ہیں گنہ گار ہیں۔ ان کے خیال میں کفر نہ کفر کفر
 کچھ عیب نہیں کافر کہنا عیب ہے۔ جب تو کفر بکنے والوں کے طرفدار ہیں اور تکفیر کرنے والوں سے برسہا برسہا
 کوئی کہتا ہے کہ صاحب ان کے یہاں تو کفر کی مشین ہے جس میں لات دن کفر کے فتوے ڈھلتے ہیں۔ کوئی
 کہتا ہے اچی ساری دنیا کافر ہے بس یہ مسلمان ہیں۔ یہ بھی کافر وہ بھی کافر سب کو کافر کئے ڈالتے ہیں کوئی کہتا ہے
 یہ سب کو کافر کہتے ہیں انھوں نے اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے بڑے تنگ نظر ہیں۔ بہت تنگ خیال ہیں۔
 نہایت کم ظرف ہیں۔ لہذا انصاف بینہ گہبان اسلام یہ محافظین ایمان و سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام
 جو اسلام کو برقرار و استوار رکھتے ہیں۔ یہ تولیے ویسے ہیں اور دشمنان دین و ایمان جو دین کو میٹ ڈالنا چاہتے ہیں
 جو مذہب کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح محو کر دینا چاہتے ہیں۔ اسلام کی چار دیواری چھوڑ کر اس کے حدود و قیود
 کو ہریت و لامذہبی نہجیت کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ وہ بڑے وسیع النظر و وسیع الخيال مالی ظرف ہیں۔

اللہ انہیں مائے کہا اوندھے ہلتے ہیں۔

فَاتْلُوهُمْ فَلَمْ يَحْتَشِبُوا اَنَّهُمْ يُؤْفَكُونَ (پ ۲۸، ۱۳ع)

الادب جہاننا چاہتے ہیں کہ ظالم کس کروٹ پر پٹا کھائیں گے۔

وَسَيَخْلُقُ اللَّهُ لِدِينِ ظَالِمِيٍّ اَنَّهُمْ يَنْفَعُونَ (پ ۱۵ع)

فَتَيَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِي كَفَرْنَا بِهِ نَسُخُ الْكُفْرَ وَنَجْزِي الْمُكْفِرِينَ (۱۲۴:۱۲۳)

اور اب جہننا چاہتے ہیں کافر کیسے ملے گا پھر پھلا گھر۔
 تکفیر کی مشین کا ٹیپر کار وہ تو سبھی تک ہاری ہے۔ جب تک کفر کی مشین جاری ہے آج تم سب تو بکر لو
 اور اپنی اپنی کفر کی مشین توڑ ڈالو۔ علمائے کرام پھر تکفیر کی مشین نہ چلاتیں گے تمہارے دل نہ ہلاتیں گے یہ عیاد کار
 بھولے بھالے سیدھے سادے مسلمانوں کو یوں پھلتے اور فریب دیتے ہیں کہ اب یہ آجکل کے علماء ایسے پیدا
 ہوئے ہیں۔ جو بات بات پر لوگوں کو کافر کہتے ہیں کفر کا بازار بانتے ہیں پہلے کے علماء ایسے نہیں تھے امام صاحب
 تو یہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ننانوے وجوہ سے کافر ہو اور صرف ایک وجہ سے مسلمان ہو وہ مسلمان ہے کافر نہیں
 مسلمانو یہ ان کیا دوں کا عظیم کید ہے۔ کیا اس وقت کے علماء کچھ اپنے گھر سے کہتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں
 کتاب و سنت و اقوال علماء ہی سے کہتے ہیں۔ امام عالی مقام پر یہ ان کا اقرار ہے خبیث ہے ہرگز کہیں امام اعظم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی اور نے ایسا کہا اور کوئی ایسا کہنے فرما سکتا ہے امام تو امام ہیں عالم تو
 عالم ہے کوئی ذرا سی عقل والا بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ کیا جو ننانوے سجدے رفقانہ بت کو کرے اور ایک خدا کو وہ
 مسلمان کہا جا سکتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ ہاں امام نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر ایک مسئلہ میں چند وجوہ ہوں
 مثلاً کسی کے ایک قول کے سو پہلو نکلتے ہیں ننانوے اسے کفر کی طرف لئے جاتے ہیں۔ اور ایک اسلام کی
 جانب لانا ہے۔ سو معنی ہو سکتے ہیں ننانوے کفر اور ایک اسلام۔ تو نا وقتیکہ یقین نہ ہو کہ اس قائل نے اپنے اس
 قول کے معانی کفریہ سے کسی معنی کفری کا ارادہ کیا ہے اسے کافر نہ کہا جائے گا۔ اور ایک پہلو سے اسلام ان ننانوے
 کفری پہلوؤں پر غالب ہو گا اور قائل کی تکفیر سے باز رکھے گا کہ ممکن ہے کہ قائل نے یہی معنی مراد لئے ہوں تو
 معانی کفریہ پر اسی ایک معنی اسلام کو ترجیح ہوگی نہ کہ ان کو۔

فان الحق يعلو ولا يحلى - کہ حق بلند ہوتا ہے پست نہیں ہوتا۔

جمع الاثر شرح طبعی الابرار ہے۔

لا اکان في المسئلة وجهه فتوجهه ووجهه قبا
 ينعده يميل العالم الى ما ينجح من الكفر ولا ينجح
 الوجوه على الوجه۔

جب کسی ایک مسئلہ میں چند وجوہ کفری نکلتی ہوں اور ایک اسلام
 کی تو عالم کافر ہی کی جانب مائل ہو گا وہ چند وجوہ کفر
 ایک اسلامی وجہ پر غالب نہیں ہو سکتیں۔

یہ تھا وہ حق ہے ان معترضوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے محض باطل کر کے دکھایا۔ یہ تو یہ
 جانتے ہیں کہ کلمہ طیبہ اسلام پڑھ لینے کے بعد آدمی کچھ بھی کرے کافر نہیں ہوتا اور قرآن و حدیث ہمیں بتاتے

ہیں کہ زمانہ اقدس میں ایسے لوگ جو کلمہ اسلام پڑھتے تھے اور نہ صرف کلمہ اسلام ہی پڑھتے تھے بلکہ دربارِ باری
سرکارِ نور بار رسالت میں حاضر ہو کر شہادتیں ادا کرتے تھے کہ ضرور ضرور بے شک و شبہ یقینی حضور اللہ کے رسول
حضور کی خدمت میں حاضر رہتے حضور کے پیچھے نمازیں پڑھتے حضور کے ساتھ جہاد کرتے تھے مگر اللہ و رسول
نے انہیں باوجود اس کے جھوٹا فوجی کذاب منافق فرمایا اور ان کے اس کلمہ طیبہ پڑھنے اور بڑی بڑی تاکیدات
کے ساتھ شہادت رسالت دینے اور نمازیں ادا کرنے اور جہاد میں شریک ہو کر اپنی جانیں دینے اور کفار کی
جانیں لینے پر نظر نہ فرمائی سب کو مہارِ منشور فرمایا قرآن فرماتا ہے۔

وَكَيْدًا إِلَىٰ مَاءٍ مُّكْتَمٍ عَمَلٍ قَبْعًا كَذَّابًا
هَبَاءً مُّشْتَبِهًا ۱۔ (پ ۱۹۴-۱۹۵)

اور جو کچھ انہوں نے کام گئے تھے ہم نے تصدیر فرمایا انہیں باریک باریک
غبار کے کھربے ہوتے تھے کہ ان کو کفر کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔

وَمِنَ الظَّالِمِينَ سَمِيعٌ لِّمَا يَكْفُرُونَ ۱
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۵ (پ ۲۷۴)

بعض وہ لوگ ہیں جو کفر میں لگے ہیں اور اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور
درحقیقت وہ مسلمان نہیں۔

وَمِنَ الظَّالِمِينَ سَمِيعٌ لِّمَا يَكْفُرُونَ ۱
وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۵ (پ ۲۷۴)

وہ اللہ اور مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں اور واقع میں وہ اپنی جانوں
کو فریب دے رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرْمَرٌ فَذَا بَأْسًا لِلَّهِ فِئْتًا خَلِدَةً
هَٰذَا آيَةُ لِلَّذِينَ كَانُوا يَعْتَدُونَ ۵ (پ ۲۷۴)

ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا اور
ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

اور ارشاد فرماتا ہے۔

إِذَا جَاءَهُمْ الْمُؤْمِنُونَ كَالْمُلُوكِ عَلَىٰ كُفْرَانٍ
وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ يُخْتَارُ ۱
السُّؤْمُونَ كَمَا ذُكِرْتُمْ ۵ (پ ۲۷۴)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو عرض کرتے ہیں کہ تم کو ہی
دیتے ہیں کہ بے شک بے شبہ یقینی حضور ضرور اللہ کے رسول ہیں۔
اور اللہ جانتا ہے کہ بے شک تم اس کے رسول ہو اور اللہ شاہد ہے کہ جس
یہ منافق اپنے اس دھمے میں منور جھوٹے ہیں۔

دیکھا قرآن مجید کا یہ قہری فتویٰ ان کے حق میں جو نہ صرف کلمہ اسلام پڑھتے تھے بلکہ سب کچھ کرتے تھے
جو صرف مسلمان کیا کرتے تھے۔ خدمت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر بھی ہوتے تھے۔ باجماعت نمازیں
بھی پڑھتے تھے جہاد بھی کرتے تھے۔ سارے ہی اعمال کرتے تھے۔ اور سنئے انہیں کلمہ پڑھنے والوں اور

بظاہر سارے اعمال خیر کرنے والوں کی نسبت قرآن عظیم کا ارشاد۔

قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا هُمْ كَسَالًا وَلَا يُفِيضُونَ إِلَّا وَهْمًا كَارِهُونَ ۝

تم فرادو اللہ کی اطاعت میں تم خوشی سے خرچ کرو یا پسندی سے ہرز تم سے قبول نہ فرمایا جائے گا کہ تم تا فرمان قوم ہو اور بنا رکھا انہیں اس سے کہ ان کے نفقات قبول ہوتے مگر اس نے کہ بیشک انہوں نے سنا اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نمازوں کو نہیں آتے گویں سنا کر وہ کسل مند ہوتے ہیں اور انہیں خرچ کرتے ہی مگر اس حال میں کہ وہ کلاموں کو دیکھا باوجود کہ کوئی قرآن نے انہیں کافر فرمایا۔ ان کے زکاۃ و صدقات اگرچہ وہ خوشی ہی سے کیوں نہیں مردود فرماتے۔ ان کی نمازیں منحہ پر ماریں۔ اور سنئے آگے انہیں حلف کے ساتھ مدعیان ایمان کے متعلق فرمایا

(پ ۱۳۷-۱۳۸)

وہ منافق اس پر اللہ کے ساتھ حلف کرتے ہیں کہ وہ ضرور تم سے نبی ہیں مسلمان ہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ وہ تم میں سے نہیں ہیں یعنی مسلمان نہیں ہیں وہ تو ایسی قوم ہیں جو اس سے لڑتے ہی کہ تم ان کے ساتھ رہنا تو نہ کرو جو مشرکوں کے ساتھ کیلئے جس وقت ان کو یہ سلف اٹھاتے ہیں۔

يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَئِن لَّمْ يَكُنْ لَهُمْ مَوَدَّةٌ مِّنْكُمْ لَحِقَ الشَّكْرُ بِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ ۝

وہ منافق اس پر اللہ کے ساتھ حلف کرتے ہیں کہ وہ ضرور تم سے نبی ہیں مسلمان ہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ وہ تم میں سے نہیں ہیں یعنی مسلمان نہیں ہیں وہ تو ایسی قوم ہیں جو اس سے لڑتے ہی کہ تم ان کے ساتھ رہنا تو نہ کرو جو مشرکوں کے ساتھ کیلئے جس وقت ان کو یہ سلف اٹھاتے ہیں۔

(پ ۱۳۷-۱۳۸)

پھر فرماتا ہے۔

لَوْ جِئْتُمْ مِنْ غَيْرِهِ لَأَوَسَّ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَةُ بِكُمْ بِمَا كَفَرُوا بِلِلَّهِ وَقَوْمِهِ لَتَجَمَّعُونَ لَهُمُ الْمَكَاتِرُ وَالْقَدَاتِرُ وَأَلَمْ يَكُنِ اللَّهُ أَعْيُنًا مُّسْتَوِيَةً يُبْصِرُ السِّرَّ وَالنُّجْوَىٰ ۚ وَلْيَعْلَمِ السِّرَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ ۚ

اگر وہ کوئی جہ سے نہ آیا ہوتا یا اسماہلنے کا سوچتے پائیں تو وہ ضرور تم سے پھر کو اس کے ہاتھ جلد اسماہل گئے ہوساشریہ ضرور گھوٹا گا سے کوئی چیز نہ پائیں گئی یعنی پھر کبھی وہ تمہاری طرف منحہ بھی نہ کریں۔ اور سنئے۔ انہیں بڑے بڑے دعویٰ اسلام کرنے والوں کے لئے اس بات پر کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ حضور کا ان میں جو جیسا حضور سے کہہ دے اسے حضور سن لیتے اور قبول فرماتے اس پر قرآن عظیم کا قہری فرمان فرماتا ہے۔

(پ ۱۳۷-۱۳۸)

اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو کان میں تم فرادو تمہاری بھلائی کے لئے ہیں اور وہ یہاں لائے ہیں اللہ راہ مسلمانوں کی تصدیق فرماتے ہیں نہ کہ انہوں کی اور وہ کہتے ہیں ان کے لئے جو تم میں سے ایمان لائے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(پ ۱۳۷-۱۳۸)

کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے۔

اس کے بعد انھیں کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔

يَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضَوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ
 اَحَقُّ اَنْ يُرْضَوْا اِنْ كَانُوا مُؤْمِنِيْنَ ۝

(پ ۱۰-ع ۱۳)

تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور تمہیں اس
 کا یقین دلا دیں کہ تمہیں ان کی جانب سے جو خبر ایذا دہی رسول پہنچی ہے
 غلط ہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا نہیں دی ہے اور وہ کافر نہیں
 نہیں ہکا ہے، اور اللہ و رسول احق ہیں اس کے لئے کہ اسے اطاعت سے
 نارضی کریں یعنی توبہ کہتے اگر یہ سچے مسلمان ہوتے۔

پھر ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنْهُمْ مِمَّا ذُكِّرُوا لَمْ يَرْجِعُوْا فَاَنْتُمْ
 تَارِكُوْنَ مَا خَلَدُوْا فِيْهَا لَا تِلْكَ الْغٰثِيَةُ الْعِظِيْمَةُ (پ ۱۳-ع ۱۳)

کیا انھیں نہیں معلوم کہ وہ جو اللہ و رسول کے خلاف کرے توبہ نہ کرے اس
 کے لئے سزا کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔
 اور سنئے۔ غزوہ تبوک کو جلتے ہوئے بعض انھیں حلفوں کے ساتھ اپنے ایمان و اسلام کا یقین دلانے
 والوں نے کہا تھا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی خبریں بتاتے ہیں و ما یدہ یہ الغیب، اور وہ غیب کیا جا
 اللہ عزوجل نے اس کی اطلاع اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمادی اور یہ بھی فرمادیا۔

وَلَيَنْبَغِيَنَّ لَكَ اَنْ تُخَوِّتَ اِسْمَاكَ تَخَوِّتُ وَيُكَلِّبُ

(پ ۱۳-ع ۱۳)

اگر تم ان سے رو چھو گے تو کہیں گے ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل
 میں تھے۔

اگر تم ان سے اپنے قرآن کے ساتھ اس استہزاء کو پوچھو گے تو ضرور ضرور وہ مستعدانہ کہیں گے کہ تم تو اس
 میں ہنسی کھیل اور خوش گویاں کر رہے تھے کہ ماہ قطع ہو اور تم نے استہزاء کا ارادہ نہ کیا تھا اس پر ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِيَّا اللّٰهَ وَاٰتِيَهُمْ وَرَسُولُهُمْ كَلِمَةً تَسْتَفِيْزُوْنَ ۝

لَا تَعْتَدُوْا فَاَقْدَ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (پ ۱۰-ع ۱۳)

تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کچھ استہزاء کرتے
 جھوٹے پہلے نہ بناؤ توبہ شک تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

پھر فرمایا۔

يَخْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ

كُفْرًا فَاَبْعَدُوا اِسْلَامَهُمْ (پ ۱۰-ع ۱۳)

وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا اور بے شک انھوں
 نے کلمہ کفر کہا اور کفر چھو گئے اپنے اسلام کے بعد۔

اور سنئے۔ ان بڑے بڑے مومک و دعویٰ ایمان و اسلام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اور کفار سے بدتر جاتا

ہے کہ وہ میں پہلے انہیں ذکر فرماتا پھر اور کفار کے لئے ارشاد فرماتا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱۰۱ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا كَسَبَتْ قُلُوبُهُمْ ۝۱۰۲ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا كَسَبَتْ قُلُوبُهُمْ ۝۱۰۳ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا كَسَبَتْ قُلُوبُهُمْ ۝۱۰۴ وَالَّذِينَ كَفَرُوا سَاءَ مَا كَسَبَتْ قُلُوبُهُمْ ۝۱۰۵
وہ دیا ہے انہوں نے منافقوں اور منافقات اور کافروں کو جہنم کی آگ کا کہ ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ انہیں بدلے کے لئے کافی ہے اور انہوں نے ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے ہمیشہ کے رہنے والا عذاب ہے۔ (پہ-۱۰۴)

کیا اب بھی یہ ظاہری آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے بننے والے یہی کہے جائیں گے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نام لے کر خطاب جمعہ فرماتے ہوئے جن تین سو مردوں اور ایک سو عورتوں کو اپنی مجلس مبارک سے اٹھا کر مسجد سے یہ فرما کر سخت غضب اور نہایت اذیتوں کے ساتھ نکالا کہ ہا لاکل انطرح کلا لکف کلا لکف۔ اسے فلاں نکل جا کہ تو منافق ہے وہ سب کلمہ اسلام پڑھتے تھے اہل قبلہ بنتے تھے کہ نمازیں باجماعت ادا کرتے تھے جو مسلمان کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ہاتھوں میں ٹھیک ہوتے تھے کھانے پیتے تھے انہیں نکل کر تے تھے جو کلمہ پڑھتے تھے مگر وہ سولے سب پر بھی انہیں کافر منافق قاصد تارک تھی جو تفریق باطل مبینی ہی فرماتا اور مسلمانوں کے گھنے سے مسیحیوں سے سخت نفرت اور سولے سے کالاد اور بت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دہائے قہر اللہ عز و جل سے مسزق فرما کر برباد کر دیا بعض اہل حق یہاں شاید یہ شبہ کریں کہ یہ تو منافق ہیں جو دل سے مسلمان ہی نہیں ہوتے تھے بعض زبان سے دھوکہ دینے کے لئے کلمہ پڑھتے تھے ہم تو ان کے لئے کہتے ہیں جو واقعی مسلمان ہیں یہ شبہ یہاں کہ خود بے ہودہ پادروا دلیہ ہے۔ ہر ادنیٰ عقل والے پر روشن ہے۔ اولاً ان کا واقعی مسلمان ہونا کہاں سے سہا گیا اب منافقین کا بیج مارا گیا اب منافقین کا پیدا ہونا بند ہو گیا، ثانیاً کیا جو شخص واقعی مسلمان ہو وہ معاذ اللہ کسی کافر نہیں ہو سکتا ہم اول کا منہ بند کرنے کو قرآن عظیم و احادیث نبوی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد است کریم سنائیں۔ انہیں سے ان کے منہ میں پتھر دیں۔ قرآن کریم نے کس و کس سے نہیں صحابہ سے خطاب فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ قُدْرًا
سَوْتًا لِكَيْمَ وَلَا تَهْمَزُوا بِاللِّسَانِ بِضِعْفٍ لِكَيْمَ
بَعْضٌ مِّنْكُمْ أَتَىٰ لَمَّا فَكَّرَ فَأَشْرَ لَا تَهْمَزُونَ ۝۱۰۶
اے ایمان والو! اپنی آواز میں نہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز
شروع نہ کرنا اور ان کے حضور آئی خود سے کلام نہ کرنا جیسے
آپسوں کہتے ہو کہ تمہارے اعمال جملہ ہوا میں ساؤں ہیں

(پہ-۱۰۶) خیر بھی نہ ہو۔
تو معلوم ہوا کہ سچے مسلمان سے اس زمانہ کے بعد اگر معاذ اللہ ایسا واقعہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔

بلکہ خاص لفظ مرتد کا پتہ قرآن سے دیں فرماتا ہے۔

لَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُوكُمْ حَتَّىٰ يَبْرُؤُوا وَكَرِهُوا وَيَدِينُ كُمْ
 اِنْ اَسْلَطْتُمْ اَوْ سَنَ رِفْدًا وَاَسْلَطْتُمْ عَنْ دِينِهِمْ فَبَسَّ
 وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولَٰئِكَ حَرَّطْنَا لَالِهْمُ فِي الدُّنْيَا وَ
 الْآخِرَةِ اُولَٰئِكَ اصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
 (پ ۲-ع ۱۱)

دکھنا ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے
 دین سے پھیر دیں گے اگر قابو پائیں اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے
 پھرے اور کافر ہو کر مرے۔ تو ان کے سارے اعمال اکارت میں
 دنیا اور آخرت میں وہ دوزخ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہنے
 والے ہیں۔

اور فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرَىٰ ذُنُوبَكُمْ عَنْ دِينِهِ
 فَسُوِّفَ يَأْتِي اللّٰهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ اُولَٰئِكَ عَلَى
 الْمُؤْمِنِينَ اَعْرَافٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ
 اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِم
 مِّنْ رِّزْقِهِم مَّا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ
 (پ ۶-ع ۱۲)

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو غمگین رہو
 ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور ان کے ان کا پیارا مسلمانوں
 پر نرم اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی طاقت
 کہنے والے کی طمانت سے نہ ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے ہر
 دے اور اللہ وسعت والا علم والے۔

احادیث اگر ذکر کریں تو بہت ہیں۔ اور مضمون طویل ہو جائے۔ اور منظوراً اختصاراً اس لئے صرف چند
 احادیث پر اقتصار و افض کے متعلق ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔

لَا تَسْبُوا اصْحَابِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَمَنْ سَبَّوْنِ اصْحَابِي
 فَلَا تَصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوْا مَعَهُمْ وَلَا تَقْرَأُوا لَهُمْ وَلَا
 تَجَاوِزُوْهُمْ وَاِنْ مَرَّ صَوْفَا فَلَا تَعُوْذُوْهُمْ (صحیح شریف)

میرے صحابہ پر تیرا نہ کرو کہ ایک قوم آخرا زمانے میں آئے گی میرے صحابہ پر
 تبرا کرے گی تم ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا
 نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا اور نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست
 کرنا اور اگر وہ بیمار ہوں تو نہ ان کی عیادت کرنا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُفِّرُوا بِلَدُنْكُمْ
 وَمَنِ الْكُفْرَانِ بِمَا كُفِّرُوا بِلَدُنْكُمْ وَلَا يَأْتِيكُمْ اِيَّاكُمْ
 وَرِيَاكُمْ لَا يَفِيضُوا بِكُمْ وَلَا يَفِيضُوا بِكُمْ (صحیح شریف)

آخرا زمانہ میں کفر و جہال کذاب مہل گے وہ ہیں لہذا میں نے تمہیں
 کہ تم نے کبھی اسی ہوں تمہارے آپ دعا لے ان کو روکنا ان سے
 بچاؤ کہہ کر ان کو نہیں مگر وہ نہ کریں وہ نہیں تفسیر میں نہ قال دیں۔

ان نحمدہ ان لنا م کے جن کی حمایت میں آج کل سوائے چند سارے انجام لگے پھاٹے ڈالتے ہیں جن

ایک اور حدیث میں فرمایا۔

آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی وہ لوگ فوجی اور سخت بد عقل ہوں گے
اس بات پر مدیہ کا نام لیں گے قرآن پڑھیں گے جہاں کے گلوں سے
نیچے ناسے ملدوہ دین سے تیر کی طرح نکل جائیں تو جب تم انہیں
پاؤ قتل کرو گان کے قتل کر لے میں ان کے قاتل کے لئے قیامت
کے دن اللہ کے یہاں اجر عظیم ہے۔

سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَخَذُوا مِنَ الْأَسْوَاطِ
سُكَّاتِ الْأَعْلَامِ كَمَا كَانَتْ قَوْلَ النَّبِيِّ قَوْلَهُمْ قَدْ أَتَى
لَا يُجَادُونَ حَاكِمَهُمْ يَمُرُّ قَوْلٌ مِنَ الَّذِينَ كَمَا يَمُرُّ
الشُّهُرُ مِنَ التَّوْبَةِ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ
قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ

ایک اور حدیث میں ہے۔

تم اپنی نمازوں کو ان کی نماز کے سامنے حقیر بنا لو گے اور اپنے رفقوں
کو ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے عملوں کو ان کے عملوں کے
مقابلہ میں اور جو اس کے ان اعمال یہ ہو گا کہ قرآن پڑھیں گے جو ان
کے گلوں کے نیچے ناسے ملدوہ دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے کانٹے

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
يَمُرُّ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ
قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ
قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ قَوْلَهُمْ

قال صلى الله عليه وسلم من سب الانبياء قتل، وقال عليه الصلاة والسلام ستكون بعدى هناة فمن رأيتوه فارق الجماعة فاقتلوه۔

ایک حدیث میں ارشاد ہوا۔

من بدل دينه فاقتلوه يكون في آخر الزمان قوم يقال لهم الهرة افضنة فاذا التقيتموهما فاقتلوهما۔
آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جسے لافنی کہا جائے گا۔ تم جب انہیں پاؤ تو قتل کرو، ایک اور حدیث میں حضور نے مومن علی کرم اللہ
وجہہ کو راضیوں کے قتل کا حکم دیا۔ ارشاد ہوا۔ ان ادرکت قومًا يقال لهم الهرة افضنة قاتلوهما فانهم مشركون۔ مسلمان نہ کہیں
ان کے اعتراضات واز کرنا علماء و امیر ہی تک محدود رہے۔ یا ان کے ان شیخ الزاموں سے اللہ و رسول ہی محفوظ نہ رہے۔ اب اگر ہم کہیں گے کہ
جو علماء کو اس لئے کہ وہ کافروں کو کافر کہتے ہیں بہت ہی بے ادب کہے۔ اور قتل مرتد کو ظلم مانے وہ کافر ہے تو کافروں پر پھیلے گی۔ کہ کافر کہہ دیا کافر
کہہ دیا مگر آپ صحرات انصاف سے فرمائیں۔ کہ یہ کفر ہوا یا نہیں۔ اللہ و رسول کے ساتھ گستاخی کرنا انہیں ظالم بتانا کفر نہ ہو گا تو اور کیا کفر ہو گا۔ بعض
جاہل یہاں یوں کہتے ہیں۔ ہاں حدیث میں قتل مرتد کا حکم ہے۔ مگر قرآن میں کہیں مرتد کی سزا قتل نہیں فرمائی ہے۔ تو یہ احادیث قرآن کے خلاف
ہوتیں۔ اور جو حدیث قرآن کے خلاف ہو وہ نہیں مانی جائے گی۔ قرآن کے مقابل کوئی حدیث نہیں سنی جائے گی۔ یہ تو ان کی سخت جہالت اور

يَحْتَمِلُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ
 غَشَاةً وَأَعْوَجَتْ عِيْنُهُمْ فَمَنْعَهُمْ عَنْ قَوْلِهِمْ
 لَا يُزِجُهُمْ اللَّهُ
 (پہا ۴۶)

یہ بے تہذیب و بے ادب مدعیان تہذیب و ادب، علماء پر بے تہذیبی کا الزام لگاتے ہیں اور بے ادبی کا منہ آتے ہیں کہ یہ لوگ گالیاں سناتے ہیں مخلوق خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ بہت سختیاں برتتے ہیں نہایت شدت میں کہتے ہیں ان کے اعتراض علماء ہی تک۔ نہیں رہتے بلکہ اللہ و رسول تک جاتے ہیں علماء ہی ان گنہگار گھنونی گالیوں سے ایذا نہیں پاتے بلکہ یہ کہہ کر اللہ و رسول تک ایذا پہنچاتے ہیں۔ علماء کیا فرماتے ہیں جنہیں یہ گالیاں بتاتے ہیں بے تہذیبی ٹھہراتے ہیں، علماء تو وہی کہتے ہیں جو قرآن و حدیث انہیں سکھاتے ہیں وہ اگر کافر کہتے ہیں تو اللہ و رسول نے کافر فرمایا۔

کران مشرکین ہی کو قتل کیا جائے اور ان سے تعرض نہ کیا جائے۔ کہ ان کے قتل کا بھی حکم نہ ہوا۔ اجازت ہوئی تو صرف مشرکوں کے قتل کی ہوئی ایسا تو کوئی جاہل سا جاہل بھی نہ کہے گا مائل تو مائل۔ بلکہ آیت کریمہ یضامنہم اقسام کے کفار کو عام ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ قاعدہ ہے کہ کبھی دو یا چند چیزوں کو تغلیباً ایک ہی نام سے ذکر کرتے ہیں۔ جیسے قَمْرٌ مِّنْ حَسَنِینَ، مَطِیْرٌ مِّنْ قَبِیْلِیْنِ۔ مغیرہ بنی یسر یہاں بھی چونکہ اثنا عشر اقسام کے اشراک ہے لہذا اسے اور اقسام کفر پر غالب رکھ کر تمام کافرین کو مشرکین کے لفظ سے ذکر فرمایا۔ حدیث بھی اور پڑھ کر ہوئی کہ روافض کی نسبت ارشاد ہوا کہ جب تم انہیں پاؤ قتل کرو کہ وہ مشرک ہیں۔ حالانکہ روافضی اس خاص قسم مشرک میں کسی طرح داخل نہیں تو مراد یہی ہے کہ وہ کفار میں ایک حدیث میں ارشاد ہوا فلیرجعوا فان لا نستعین بالمشرکین علی المشرکین۔ لوٹ جائیں کہ ہم ہرگز مشرکوں سے مشرکوں پر مدد نہیں چاہتے اور یہ جن کی نسبت ارشاد ہوا وہ عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی چھ تشریح ہوئی قوم بنی اسرائیل کے تھے کہ روافضہ ہا من فرقت انور ہوئے تھے تو معلوم ہو کہ مشرک اگرچہ ایک خاص قسم کافر کا نام ہے مگر کہیں پر مشرک عام بھی ہوتا ہے۔ اور کفار پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے۔ اب وہ کافر ہمیشہ سے کافر ہوا اسلام لا کر مدعی ایمان ہو کہ کافر ہو گیا ہو۔ تو روشن ہوا کہ قرآن عظیم میں ہر کافر کے قتل کا حکم ہے اور ہر کافر میں مرتد بھی ہے تو قرآن عظیم میں اس کے قتل کا بھی حکم ہے۔ واللہ اعلم۔ ایک شبہ یہاں بھی ان سفہار کو اور لگ سکتا ہے کہ قرآن عظیم میں جہاد و قتال کا حکم ہے تو جیسے اور کفار سے جہاد و قتال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ان مرتدین سے کیا جاتا ہے اور کفار جب ہتھیار ڈال دیں اور اطاعت قبول کر لیں جہاد میں تو انہیں قتل نہ کیا جائے گا بلکہ ان کے جان و مال کی وہی ہی حفاظت کی جائے گی جیسے مسلمانوں کے جان و مال کی اور اسی طرح ان سے یہی طریق عمل ہوگا۔ مگر مرتد اگر توبہ کرے تو قتل ہی کیا جاتا ہے اور بعض مرتد وہ ہیں کہ وہ توبہ بھی کر لیں جب بھی انہیں قتل ہی کیا جائے گا۔ اس کا جواب

تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

قَاتِلَ اللَّهُ عَدُوَّ الْمُكَذِّبِينَ ۝ (پ ۱-۱۲ع)

وہ فاسق کہتے ہیں تو قرآن نے فاسق فرمایا۔

اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ (پ ۱-۱۶ع)

وہ اگر ضال کہتے ہیں تو خدا نے فرمایا۔

ذان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بچے ہوؤں کا۔

غَضِبْنَا غَضَبًا عَلَيْهِمْ وَلَا نَكْفِيهِمْ ۝ (پ ۱-۱۴ع)

وہ اگر منافق کہتے ہیں تو ان کے رب نے فرمایا۔

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تحصیل کے جٹے جٹے ہیں برائی کا حکم

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُنَّ مِنْ بَعْضٍ يَمُرُّونَ

دیں اور بھلائی سے روکیں۔

بَيْنَهُمْ وَمِنْهُنَّ يُكْرَهُنَّ وَيُكْرَهُنَّ ۝ (پ ۱-۱۵ع)

وہ اگر فاجر کہتے ہیں تو اللہ نے فرمایا۔

یہ وہی ہیں کافر بہ کار۔

أُولَئِكَ هُمُ الْفٰجِرُونَ ۝ (پ ۱-۵ع)

وہ اگر ظالم کہتے ہیں تو قرآن نے فرمایا۔

اور اللہ کی ان پر لعنت ہے۔

وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۝ (پ ۱-۵ع)

وہ اگر بھوٹا کہتے ہیں تو قرآن نے فرمایا۔

بھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

بَعَثْنَا اللَّهُ عَلَى الْفٰكِرِينَ ۝ (پ ۱۳-۱۲ع)

وہ اگر ظالم کہتے ہیں تو قرآن میں آیا۔

اسے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

أَلَا لَعَنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ (پ ۳-۲ع)

ہماری اس تقریر سے روشن مصداق رسول اللہ نبینا الصادق المصدوق الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و صدق عبدہ و خلیفہ امیر المؤمنین و امام المسلمین سیدنا و مولانا عمر القاسم و القاسم الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔۔ حضور ہدایت میں ارشاد فرماتے ہیں۔ الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ الا ان یوشک من رجل شہان علی امریکتہ یقول علیکم و هذا القرآن فما وجدتم من حلال فاحلوه و ما وجدتم من حرام فحرّموه و ان ملحق رسول اللہ کما حرّم اللہ، ہاں ہاں مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل سن لو کہ نزدیک ہے کہ کوئی بیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہ تم تو بس قرآن ہی کی پیروی کئے رہو اس میں جو حلال پاتا ہے حلال ہاؤ اور جو حرام ہے حرام مالا کہے شک جو چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ اگر غائب کہتے ہیں تو قرآن میں ہے۔

فَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۳۲-۳۳) اور اللہ وہاں انہوں کو گمراہ نہیں چلنے دیتا۔

وہ اگر غائب و خاسر کہتے ہیں تو یہ بھی قرآن میں ہے۔

أَذِلُّوا بِالْحَمْلِ وَالْمَرْوَةِ (۳۲-۳۳) وہی نقصان میں ہیں۔

وہ انہیں ناری یعنی بتاتے ہیں تو قرآن میں ہے۔

أَذِلُّوا بِالْحَمْلِ وَالْمَرْوَةِ (۳۲-۳۳) وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

وہ اگر فریبی کہتے ہیں تو ہم یہ بھی قرآن سے دکھا چکے ہیں وہ اگر مرد کہتے ہیں تو ہم اس کا پتہ بھی قرآن سے بتا چکے غرض وہ کیا ہے جو علماء اپنی طرف سے کہتے ہیں، وہ حکم شریعت بیان کرتے ہیں اس پر تو یہ تیار نام جاہلان بدلگام یہ منحہ زوریاں کرتے اور علماء پر بے ہمتی بے ادبی اور تعصب و جہالت ضد و نضائیت غرور تکبر کا الزام لگاتے ہیں۔ انہیں شریر النفس مفسد مسلمانوں میں تفریق کرنے والا، بھائیوں میں پھوٹ ڈالنے والا بتاتے ہیں ان احکام شریعت کو گالیاں ٹھہراتے ہیں۔ اگر علماء وہ سب کچھ بھی اعلان کے ساتھ فرماتے جو کفار و منافقین کے لئے قرآن عظیم نے فرمایا اور جیسا کچھ انہیں بتایا، معلوم نہیں یہ شریر النفس متعصب پیکر غرور و عجبہ ضد و نضائیت جہال ہے خود کیسا کچھ جامہ سے نکلے، آپ سے بات تے قرآن نے انہیں سفید الحق ہے و خوف بد عقل فرمایا۔

أَلَا تَرَ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ أَشْكَرًا مِمَّا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (۳۲-۳۳) سنتا ہے وہی الحق ہیں، جانتے نہیں۔

وہ اگر انہیں مفسد کہتے ہیں تو اس قرآن نے انہیں مفسد فرمایا۔

أَلَا تَرَ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ أَشْكَرًا مِمَّا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (۳۲-۳۳) سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر انہیں شعور نہیں۔

نے حرام فرمائی وہ وہی ہی ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سیاق و سباق میں حرام و حلال کے تشبیہات القرآن فنذروہما السین فان اصحاب السین اعلیٰ بکتاب اللہ۔ قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں گے جو تم سے قرآن مجید کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تو تم ان کی حدیثوں سے گرفت کرو کہ حدیث والے قرآن مجید کو خوب جانتے ہیں۔ اب کچھ کلمات قرآن کی تفصیل کا طر ہے حدیث ناممکن اب تو واضح ہو گا کہ نبی اندھی اور ندھی ناخس کچھ کے بھروسے قرآن کے مطالبہ مالیریک بذات خود ہے و سیلہ رسائی حال اور جو ایسا کرتا ہے یقیناً مسلمات کے اندھے کو تم میں گرتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ منہ عفی عنہ۔

قرآن نے انھیں بہا ہل بتایا۔

فَاغْرِبْ مِنْ حَيْثُ الْبَاهِلِينَ ؕ (پ ۹-۱۳۷)

اور جاہلوں سے منحہ بھرو۔

كَلَّا وَعَاوَجِلُوْا لَا يَسْتَفِي الْجَاهِلِيْنَ ؕ (پ ۲۰-۹۷)

بس تم پر سلام۔ ہم جاہلوں کے فرعی نہیں۔

قرآن نے انھیں گدھا بتایا۔

كُنْكَالٍ لِّلْجَنَابِ بِخَيْمِمْ اَسْفَارًا ؕ (پ ۲۸-۱۱۷)

گدھے کی مثال ہے جو عیوض پر کتا بس اٹھائے۔

مَا كُنْتُمْ مِّنْ عَشْرَتِنَا وَلَآ فَزْتُمْ مِّنْ قَسْوَمَةٍ ؕ (پ ۲۷-۱۲۷)

گویا نہ ہونے کے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں۔

قرآن نے انھیں کتا کہا۔

كُنْكَالٍ اَلْكَلْبِ اِنْ كُنْتُمْ عَلَيْنَا بِبَلْغَتِكُمْ اَوْ تَشْتَرِكُوْا

کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور بھڑوے

بَلْغَتِكُمْ ؕ (پ ۹-۱۲۷)

تو زبان نکالے۔

بلکہ کتے سونے سے بھی زیادہ بدتر فرمایا۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَكْعَامِ بَنِي هٰذَا اَهْلٌ ؕ (پ ۹-۱۲۷)

وہ جو باپوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گراہ۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ (پ ۳۰-۱۲۷)

وہی تمام مخلوق میں بدترین۔

بجہ اللہ تعالیٰ کلام اپنے منتہی کو پہنچا اور ظاہر و باہر ہو کہ یہ علماء کو بے تہذیب و بے ادب بتانے والے

نہ صرف تہذیب اور فہم استیجابی بلکہ لاجعل ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

علمائے کرام نے کثرتاً باخلاق اللہ پر مال ہیں اور اخلاق الہیہ سے شدت علی الکفار ہے ان کے لئے

وہ اپنے محبوب رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی سائر الانبیاء المرسلین وآلہ و صحبہ اجمعین کو اس کا حکم فرمایا ہے کہ ارشاد کرتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ جَاهَدُوا الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ فَاَعْلَمُوْا اِنَّ اِيَّانَا يَرْجُوْا كَيْدَهُمْ اِنَّهُمْ يَحْسَبُوْنَ

اے نبی جہاد فرماؤ کافروں اور مشرکوں سے اور ان پر سختی کرنا چاہتے

عَنِوْنٰ ؕ (پ ۲۸-۱۲۷) برتو۔

اور اسی شدت علی الکفار کی بنا پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب جاننا ارشاد میں مسلمانوں

کو سزا ہوتا ہے کہ فرماتا ہے۔

مَحْسَبَةُ كٰفِرِيْنَ اَللّٰهُ وَاَكْذٰبُ مَعْنٰةٍ اَيْدَا عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں

(پ ۲۷-۱۲۷)

ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔

رَحْمَةً مِّنْ نَّبِيْنَهُمْ ؕ

اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کو حکم فرمایا۔

لَا تَوَاجِلُوهُمْ وَلَا تَنْصُرُوهُمْ وَلَا تُجَالِسُوهُمْ
وَلَا تَتَكَلَّمُوا لَهُمْ وَإِذَا مَرَضُوا فَلَا تُقْعُدُوهُمْ وَإِذَا مَاتُوا
فَلَا تَكْفُرُوا بِهِمْ وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُونُوا مَعَهُمْ
أَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ
لَا تَقْبَلُونَ بَعْضَهُمْ وَلَا تَقْبَلُونَ بَعْضَهُمْ

ندان کے ساتھ کھاؤ پیو نہ ان کے ساتھ بیٹھو اٹھو نہ ان کے ساتھ بیٹھا
بیٹھا کرو۔ وہ جب مریض ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو مگر جائیں تو ان
کے جنازے پر نہ جاؤ۔ نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز
پڑھو نہ ان سے بچو انھیں دور کرو کہ وہ کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ
تمہیں تمہیں نہ ڈال دیں۔

بلکہ اسی لئے خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔

وَإِنَّمَا يُنِيتُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى
مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ؕ

اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر کانٹوں کے پاس
نہ بیٹھو۔

(پ ۷۷-۱۳۷)

کافروں کی طرف ادنیٰ میل بھی نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

وَلَا تَوَكَّلُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَهُمْ يَنْتَهِمُوكُم مِّنْ عَمَلِكُمْ

اسی شدت علی الکفار کی بنا پر فرمایا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ
مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ
أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ؕ

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پہلے ان لائے کہ محبت
کرتے ہوں اس سے جس نے اللہ و رسول سے لڑائی کی اگرچہ ان
کے باپ دادا یا بیٹے پوتے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہوں۔

(پ ۲۸۴-۳۷۷)

اگر اس قسم کی آیات و احادیث لکھوں تو دفتر درکار ہے اور مد نظر اختصاص ہے اور ہے یہ کہ۔ مع در
خانہ اگر کسی سے ایک حرف بس ست اور معاند کے لئے اور اق سموات وارض کے شواہد بنا کافی غرض اتنا
تو بفضلہ تعالیٰ ہر ادنیٰ عقل والے پر روشن ہو گیا کہ علمائے کرام متعلق باخلاق اللہ المنان ہیں۔ بہر طرح اس کے
اور اس کے رسول کے تابع فرمان ہیں۔ اور یہ ان کے دشمن اعدائے دین و مذہب و متبع خطولت شیطان
ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے عزیز یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جس کے لئے دلائل فقہیہ درکار ہیں اور اگر یہی اصرار ہے تو یہاں کب
انکا ہے۔ سنئے۔ مجمع الانہر شرح ملتقى الاہل میں فرمایا۔

إِذَا وَجِئْتَ اللَّهَ بِمَا لَا يَنْبَغُ بِهِمْ أَدْرَسْتَهُ إِلَى
الْعَجَبِ وَالنَّقْصِ يَكْفُرُ۔

اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز ثابت کرنا جو اس کے لائق نہیں اس کو
عاجز اور عیب دار بنانا کفر ہے۔

اسی میں ہے۔

يَكْفُرُ بِآيَاتِ الْكَافِرِ لِلَّهِ تَعَالَى فَإِن قَالَ اللَّهُ إِنَّهُ اسْمٌ كَبْرٌ لِّىَ إِذَا أَرَادَ بِهِ الْمَكَانَ كَفْرًا وَإِن لَعَرِيكَ لَعْنَةٌ لِّىَ كَفْرًا عِنْدَ الشُّرْهِهِ وَكَفْرًا لِّىَ الْفَتْوَى -

اللہ تعالیٰ کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے اور اللہ تعالیٰ اسما کے کہے مکان مراد لینا بھی کفر ہے اکثر فقہار نے بغیر نیت کے بھی کفر لکھا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اسی میں ہے۔

لَوْ قَالَ اسْمِىَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْجَنَّةِ فَطَرًا كَفْرًا -

اگر کسی نے کہا کہ میں اللہ کو جنت میں دیکھ رہا ہوں تو یہ کفر ہے۔

اسی میں ہے۔

أَزْوَاجُكَ تَبِيحُ مَكَانٍ خَالِيٍّ نَيْسَتْ كَفْرًا

خدا سے کوئی مکان خالی نہیں کہنا کفر ہے۔

مَا يَكُونُ كَفْرًا إِلَّا الْإِنْفَاقُ يُغْضِبُ إِخْبَاطَ الْعَبْلِ كَمَا فِي الشُّرْهِهِ وَتَلَزُّمًا عَادَةً لِأَجْلِ أَنَّ كَانَتْ تَبِيحُ وَكَوْنًا لِّطَلْقِ حَيْثُ تَبِيحُ اسْرَأْرَتِهِمْ نَهْنَاءُ الْوَلَدِ الْمَحْضِلِ مَتَدُ فِي حَلَالِ الْمَالِ وَقَدْ الزَّانَا -

جو سب کے نزدیک کفر جو اس سے عمل برباد ہو جاتے ہیں جیسے مرتکب کے اہل اس میں کہ بعد توہ دو بار بیچ کر کفر ہو گیا ہے اور بغیر دوبارہ نکاح کے عورت سے محض زنا ہوگا اولاد حرامی ہوگی۔

بے شک بے شبہہ یقیناً ان سب پر توہ فرض ہے جرم کا جیسا اعلان ہو الیہ ہی اعلان سے توہ ہو۔

قَالَ مَوْلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْبَةُ السَّيِّئِ بِالْعَلَانِيَةِ بِالْعَلَانِيَةِ -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پشیمان ہونے کی توہ چھپا اور علانیہ کی علانیہ ہوتی ہے۔

یہ گمان نہ کریں اور اس گمنڈ میں نہ رہیں کہ کلمہ کفر ایک بار زبان سے یا قلم سے نکل گیا اس کے بعد ہزار بار کلمہ پڑھا ہے اب تک کیا وہ کفر باقی رہ گیا۔ ہاں ہاں ویسا ہی باقی ہے اگرچہ بے شمار کلمہ پڑھا ہو اور روزانہ دہانے کی تسبیح گھمائی ہو۔ جب بھی تا وقتیکہ اسی اعلان کے ساتھ اپنے ان کفریات سے توبہ نہ کر اور جو ع نہ لاؤ گئے کہ مفید نہیں اسی مجمع الانہر شرح ملتقى الامم میں ہے۔

إِن آتَى بِسُكْرَةٍ الشَّهَادَةَ عَلَى قَبْرِ الْعَادِي لَسَدٍ يَنْفَعُهُ مَا لَمْ يَنْدِرْ مَعَ عَقَابِهَا لَأَنَّهُ بِالْإِسْمَانِ بِسُكْرَةٍ الشَّهَادَةُ لَا يَنْزِلُ كَفْرًا -

اگر بطور عادت اس کے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو یہ اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا جب تک کہ توبہ نہ کرے کیونکہ بغیر توبہ صرف کلمہ پڑھنے سے کفر ختم نہیں ہوتا۔

ان کی عورتیں بائرنہ ہو گئیں بعد عدت جس سے چاہیں نکاح کر سکتی ہیں۔ واللہ اعلم وعلیہ

جل مجدداً اتم۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری النوری البریلوی تیبہ

- لقد اصاب من اجاب خویدم الطلبة محمد حسنین رضا القادری النوری الرضوی غفرله
 ○ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم، محمد مختار احمد عفی عنہ صدیقی میرٹھی۔
 ○ الجواب صحیح۔ محمد سراج الدین رام پوری۔
 ○ لقد اصاب من اجاب۔ فقیر سردار علی بریلوی غفرله
 ○ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد تقدس علی الرضوی البریلوی غفرله المولاه القوی۔
 ○ یہ اشعار متعدد کفریات پر مشتمل اور قائل کافر، واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابوالعلا محمد مجدی اعظمی عفی عنہ
 ○ صدر مدرس مدرسہ دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔
 ○ صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ محمد اسماعیل محمود آبادی ضلع سیتا پور توابعات لکھنؤ۔
 ○ ان اشعار کے کفر اور قائل کے کافر ہونے میں شک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! محمد نعیم الدین عفاعندہ
 ○ المعین۔
 ○ جواب صحیح ہے۔ سید غلام قطب الدین بہیل ہند سہوانی۔
 ○ هذا هو الجواب الصحيح والحق الصريح المصدق الفقير محمد ابراهيم عفاعندہ ناظر جمیعۃ
 ○ الاحناف صوبہ سندھ۔
 ○ الجواب صحیح۔ فقیر محمد حسین البلوچستانی۔
 ○ نعمی لقد اجاب فی ما اجاب واطاب واداب فاضح الصواب عن اللباب ابوالعرفان فقیر
 ○ محمد غلام جان قادری رضوی عفی عنہ مدرسہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور
 ○ نعم الجواب وحبذا التوفیق وحصنۃ الحبيب مصیب واثاب وعلی من خالفہ سوء العقاب واللہ
 ○ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدداً اتم و احکم۔ فقیر ابوالفتح عبید الرحمن محمد شمس علی قادری
 ○ الرضوی لکھنوی غفرله معنی جامعہ رضویہ منظر اسلام خانقاہ عالیہ قدسیہ رضویہ بریلی شریف۔ (دہر)
 ○ ذلك كذلك وانی مصدق لذلك۔ فقیر غلام رسول قادری بجا وپوری مفتی ریاست۔
 ○ الجواب صحیح والمجیب بحج الفقیر محمد علی القادری الحمادی غفرله هذا هو الحق۔ عبد النبی المختار محمدیاد

بجا و لپوری بقلم خود۔

- جواب صحیح ہے۔ غلام محمدی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رام پور۔
 ○ ابتدا اشعار مندرجہ سوال کفریات پر مشتمل ہیں جس کے کہنے والے کو کافر کہنے میں ذرا بھی تاثر نہیں ہے یہ اشعار کفر اور کہنے والا کافر بلا شک ہے۔ العبد محمد معوان حسین احمدی المجدوی النقشبندی سے
 ناظم مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور محلہ چاہ شور،
 ○ الجواب صحیح و جواب و العجیب اللیب مصیب و مشاب، عبد القی غفرلہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور ہند۔
 ○ بے شک یہ اشعار کفریہ اور قابل و قابل ان اشعار کا کافر ہے، کتبہ بقلہ و قالہ بضم العبد
 المذنب ابوالبنات سید احمد غفرلہ الاحد۔

فتویٰ

حضرت والا برکت بالامنزلت علامہ زمان مفتی دوران مولوی محمد ابراہیم صاحب قادری مدرس اولی
 دارالعلوم شمس العلوم بدایوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقہائے کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کو (معاف اللہ) ایسے وصفوں سے متصف
 کرے کہ اس کے لائق نہ ہوں یا خدائے تعالیٰ کو جاہل عاجز ٹھہرائے یا اس کے کسی نام کے ساتھ تمسخر کرے
 اور اختیاراً ایسے قول کہے (وہ تعریفاً اور تعلقاً نہ ہوں) اگرچہ کہنے والا اسے کفر نہ جانے اور اس کا اعتقاد نہ رکھے
 وہ شرعاً محض ایسے قول کی بنا پر کافر ہو جاتا ہے۔
 فتاویٰ مالگیری میں ہے۔

بکہ اذا وصفت الله تعالى بما لا يليق به او تخفرت
 باسمه تين اسمائه الى ان قال اوله الى الجفلة والجن
 بحمد الله تعالى كوكسى ايسى بيزر سے متصف کہے جو اس کے لائق نہیں
 وہ کافر ہے۔ اسی طرح وہ جس نے اللہ کے کسی نام کا مذاق اڑایا ہے

اور انقص۔

کو جاہل ماہر عیب دار بتایا کافر ہے۔

اسی میں ہے۔

إِذَا اُخْلِقَ الرَّجُلُ كَلِمَةً اَلْحَقِيرَةَ عَمَدًا اَللَّهُ لَمْ يَتَّوَدِدِ
اَلْكَفْرَ قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا لَا يَكْفُرُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَكْفُرُ
وَهُوَ الصَّحِيحُ عِنْدِي كَذَا فِي الْمَطَرِ الرَّائِقِ مَنْ اَتَى بِلَفْظِهِ
اَلْكَفْرَ وَهُوَ كَلِمَةٌ فَفَلَمَّا رَأَتْهَا اَلْكَفْرُ اَلَا اِنَّهُ اَتَى بِهِ عَنْ اِخْتِيَارٍ
يَكْفُرُ عِنْدَ عَلَمَةِ الْعُلَمَاءِ خِلَافًا لِاَللَّهِ بَعْضٌ وَلَا يَعْذَرُ
بِاَلْجَهْلِ۔

کسی شخص نے عداً کلمہ کفر بولا لیکن کفر کا اعتقاد نہیں کیا تو وہ ہمارے
بعض علماء کے نزدیک کافر نہیں لیکن بعض دیگر علماء نے اس کو کافر
کہا ہے اور یہی مراد ہے نزدیک صحیح ہے بحر الرائق میں ہے کہ کسی نے
کلمہ کفر کہا اور اس کو علم نہیں تھا مگر اس نے یہ اپنے اختیار سے بولا
تھا تو عام علماء کے نزدیک کافر ہے اس کا عند قابل قبول نہیں لیکن
بعض نے کافر نہیں کہا۔

قتاوی قاضی خاں میں ہے۔

رَجُلٌ كَفَرَ بِسَانِهِ طَائِعًا وَقَلْبُهُ عَلَى الْاِيْمَانِ
يَكُونُ كَافِرًا اَوْ لَا يَكُونُ عِنْدَ اللّٰهِ مُؤْمِنًا۔

کسی شخص نے زبان سے کفر کیا لیکن دل میں ایمان تھا تو وہ کافر
ہے اللہ کے نزدیک بھی مومن نہیں۔

جو شخص شرانگہ بن گیا ہے کہے کہ خدا کا اس بت کافر پر قابو نہیں چلا مگر میں اس کو اپنا مطیع کر لوں گا یا خدا خدا
کی جگہ رام رام باتباع فلاں کافر کر لوں گا تو یہ کلمات صریحاً کفر کے ہیں جس میں تاویل کی گنجائش نہیں اگرچہ کہنے
والا اعتقاد نہ رکھے واللہ تعالیٰ اعلم وعلما تم واحکم۔

○ حریہ محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی غفرلہ ○

○ الجواب صحیح۔ فقیر محمد عبدالقدیر القادری البدایونی۔ ○

○ الجواب صحیح۔ فقیر محمد امین عینی عنہ ○

○ ذلک کذا لک فی مصدق لذلک حریہ العبد المذنب ابو البجوات ○

○ الجواب صحیح ابو یوسف محمد شریف کوٹلی لوہار ان غفرلہ۔ ○

○ لقد اصاب المجیب جزاء اللہ المجیب محمد حبیب الرحمن القادری البدایونی غفرلہ ○

فتویٰ

فاضل جلیل عالم نبیل حامی سنن ماسی فتن حضرت مولانا مولوی سید اولاد رسول محمد میاں صاحب
قادری برکاتی سجادہ نشین سرکار مارجرہ شریف، اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

الجواب۔ شعر یہ یقیناً قطعاً کفر خالص ہے۔ اس میں نہایت صاف واضح الفاظ میں خدا کو عاجز کہلا
اور عاجز بھی کیسا کہ جس پر بت کافر پر یہ قول اس شاعر کافر کے خودیہ قادریہ ہے خدا کا اس پر کچھ بس نہیں چلا۔ اور یہ
خدا کی طرف عجز کی نسبت اور وہ بھی ایسی یقیناً قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے۔ فتاویٰ ہندیہ و بحر الائق علامہ زین ابن
نجیم و اعلام بقواطع الاسلام امام ابن حجر مکی علیہم رحمۃ الملک المقام میں کفر متفق علیہ کے بیان میں ہے۔

واللفظ للبحر، یکفر ماذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل والعجز والنقص، علیہ علیہ

اعلام میں فرمایا۔ جو اللہ عزوجل کو کسی ایسی چیز سے موصوف مانے جو اس کی شان کریم کے لائق نہیں یا
اس کی طرف جہل کی "سواء صدر عن اعتقاد او عناد او استغناء" یا عجز یا نقص کی نسبت کرے وہ قطعاً کافر
ہے برابر ہے کہ اس کا یہ قول اعتقاداً ہو یا عناداً یا تنسی میں کہ دیا ہو۔

یہ شعر اپنے اس معنی کفری میں نہایت واضح و صاف متعین ناقابل تاویل و توجیہ ہے جس میں کسی ایسی
تاویل کی جو اسے کفر سے نکال سکے اصلاً لہذا کس نہیں، نہ ایسے کفر صریح میں ادما تے تاویل مقبول و صحیح شائع
امام قاضی بیاض میں ہے۔

"ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔ صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔

نسیم الریاض علامہ شہاب خفاجی میں ہے۔

ولا یبغی لثلمہ و یعد ھذیاناً
ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ نہایت بھی ہائے گی۔

اس شاعر کے خسار و بوار کے لئے اس کا یہی ایک ملعون شعر کیا کم تھا۔ نہ کہ اس نے آگے اور کفر بکا۔ اور
شعر کے پہلے مصرع میں مشرک کو اپنا رہبر و رہنما ہادی و پیشوا بنانے کی اپنی شرک پرستی کو ایک تعلق موموں کی
بے معنی آئے کے ساتھ ظاہر کرنے کے بعد دوسرے مصرع میں صاف کہہ دیا کہ "خدا خدا نہ بھی رام رام کر لیں گے،
اس شرک پرستی پر تو رد کامل علمائے اہلسنت کے رسائل میں ہے۔ یہاں کہنا یہ ہے کہ اس دوسرے مصرع میں

کلمہ اسلام خدا خدا کو ایک کلمہ کفر رام سے مساوی ماننا۔ اور اس کلمہ اسلام کو چھوڑ کر اس کلمہ ملعونہ یعنی رام رام کو اختیار کرنا ہے۔ اور یہ دونوں یقیناً کفر ہیں۔ کفر و اسلام کے مساوی جاننے کا کفر ہونا تو بدیہی ہے۔ اور رام کے معنی ہیں رما ہوا سما یا ہوا۔ شرک خدا کو اس لئے رام کہتے ہیں کہ وہ ان کے زعم فاسد میں ہر شئی ہر خلا میں رما ہوا سما یا ہوا ہے۔ اور خدا کو کسی چیز میں رما ہوا جانتا یقیناً کفر ہے۔ شفا نے امام قاضی عیاض و اعلام ابن حجر میں ہے۔
واللفظ للاعلام من زعم ان الاله سبحانه و
تعالى يجعل في شيء من احاد الناس او غيرهم
هو كافر ام بلفظاً۔

اور کفر اس وقت کرے یا آئندہ اس کے کرنے کا ارادہ کرے۔ بہر حال اسی وقت کافر ہو جائے گا۔
فتاویٰ ہندیہ میں خلاصہ سے ہے۔

واذا زعم على الكفر ولو بعد مائة سنة يكفر في الحال؛ اگر کفر کا قصد کرے اگرچہ سو برس بعد اسی وقت کافر ہو جائے گا
هذا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتموا حکم۔

کتبہ الفقہاء و اولاد رسول محمد میاں قادری البرکاتی المارہروی کان اللہ تعالیٰ لہ

۶، رزی الحجۃ المحرم ۱۳۲۳ھ

الجواب صحیح و المجیب اللیب نجیح نعمتہ وقالہ بفتح العبد المجانی سید احمد الکفی ہالی البرکات

(مصحف)

السنی القادری الرضوی النوری۔

فتویٰ

حضرت عالی درجت والا برکت فاضل بلینی عالم لوزعی مولانا مولوی مفتی عبدالکریم صاحب دکن السنوی
المفتی مفتی کراچی۔

الجواب۔ نیچے کے تینوں شعر متوازی بکفر و محتوی ارتداد ہیں ان تینوں شعروں میں کوئی لفظ ایسا
نہیں جس کے حقیقی معنی مجبورہ یا متعذرہ یعنی ایسا متروک الاستعمال ہو جس میں تاویل کی گنجائش ہو، اس کا
لا یعنی علی من لہ ادنی معارسة فی الفن۔ تیسرے شعر کے جملہ یہ سچے ہے اسے شاہدہ شکہ بھی مانع ہو گیا

اور نعوذ باللہ من سورۃ ذالک الاعتقاد۔ خالق کا اپنی مخلوق پر قابو نہ چلنے کی تحقیق اور تاکید ہو گئی اور آیت کریمہ دھڑو علی کل شیئی قدیر سے صاف صاف انکار ہو چکا وھذا کفر صریح۔ اور دوسرے مصرع ذات خداوندی پر اپنی عزیت ثابت کی ہے خاک ہاں قائلش، چوتھے شعر کے پہلے مصرع سے اس موجود حقیقی کا کعبہ سے خلوا اور لندن کو اس لامکان ذات کا مکان اور مقام قرار دینا کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ تعالیٰ اللہ عتقنا ینصون۔

اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کا توید یعنی وہیں پہنچ کر الخ اور کلام کر لیں گے، سے کلیم اللہ متناسب نسط اور الحاد ہے۔ پانچویں شعر میں آیت کریمہ تباستوی الاعنی والبصیر کا انکار ہے۔ مولوی ابو الوالی یعنی مؤمن اور کافر عارف اور اجنبی یعنی غیر عارف دونوں مشرکوں کے سامنے برابر ہیں۔ مالوی مولوی تو مولوی مگر ایک فاسق مسلم کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

رد المحتار حاشیہ در مختار کے باب صلاۃ الجنائز میں ہے۔

ان الکافر اجنبی غیر عارف باللہ تعالیٰ زالی ان

قال، والفاسق عارف۔

ان شعروں کا قائل کافر اور مرتد ہے الا ان یرجع وتوب۔

حصرہ المفق عبد الکریم الدرس السنوی المنفی عفا اللہ عنہ از کراچی۔

الجواب صحیح۔ فقیر محمد امین عفی عنہ، اصاب من اجاب منقہ الواجبی منحة اللہ القوی ابوالبرکات

سید احمد حفظہ ربہ۔

فتویٰ

حضرت حامی سنت، ماحی بدعت مولانا مولوی محمد ریحان حسین صاحب سنی حنفی مدرس و مفتی مدرسہ اشراف العلوم

لام پور۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ هو الموفق للصواب۔

الجواب۔ ہر چند کہ بھلے خود یہ مسئلہ نہایت صحیح و مسلم اور ممتاز شامی، درر، غرر وغیرہ کتب معتبرہ فقہ میں مصرع ہے کہ حتی الامکان مسلمان پر حکم کفر نہ کیا جائے یہاں تک کہ کفر کے وجہ اگر متعدد ہوں اور عدم تکفیر کی صورت میں ایک ہی وجہ اور وہ بھی روایت ضعیف تہہ بھی معنی کو اسی وجہ کی بنا پر عدم تکفیر کرنا چاہئے لیکن یہ سب

سے سورۃ آتہ ۲۲۱ سے سورۃ فاطر آیت ۲۲ سے رد المحتار جلد اول ص ۲۲۵ مطبوعہ کوٹہ

اس وقت ہے کہ قائل کا کلام کفر اور عدم کفر میں محتمل ہو اور مدلول کفر میں صریح اور نص نہ ہو اس وجہ سے کہ قول صریح میں تاویل کو گنجائش نہیں۔

کما فی الشفا۔ التأویل فی صراح لا یقبل۔ اتہنی
وسیم العیاض۔ ولا یلتفت لمثلہ ویجدہ ہذا یناد۔ اتہنی
صریح میں تاویل غیر مقبول ہے۔
صریح الفاظ میں کسی طرح کی تاویل غیر مقبول ہے۔

وشرح الشفا للعلامة القاری۔

قانون شرع کے اعتبار سے صریح لفظ میں تاویل مردود ہے۔
ہو مرد و جند قواعد الشرعیة۔

نیز یہ کہ تاویل بھی اگر ہو تو صحیح اور موید بالدلیل اس وجہ سے کہ تاویل بلا دلیل عند الفحول نامقبول ہے۔
فی التوضیح والتلویح۔

لا ینبذہ یا حقہ الیٰ لعیننا من دلیل۔
اور صورت مسئلہ میں تیسرے شعر کا پہلا مصرع۔ اور چوتھا شعر اور پانچویں شعر کا آخری مصرع لزوم کفر میں
صریح ہے اس وجہ سے کہ تیسرے شعر کے پہلے مصرع میں قائل خدائے تعالیٰ کے عاجز ہونے کی تصریح کرتا ہے
وہل ہذا الاکفر صریح فی الفتاویٰ الہندیة۔

یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما الایلیق بہ اذنبہ
بجواندہ کسی ایسی چیز سے تصف مانے جو اس کی شان کے لائق
نہیں یا اس کو عاجز و جاہل مانے وہ کافر ہے۔
الی الجہل اوالعین۔

اور چوتھے شعر کو بالفرض اگر تعرض پر محمول کیا جائے تب بھی ایسی تفسیریں کہ جن سے حق سبحانہ و تعالیٰ کی شان
کی تفسیر صریح ہو اور اس کی مستزیدہ و تقدیر کے خلاف ہوں قطعاً کفر ہے۔ فی الاعلام بقواطع الاسلام،
من نفی او اثبت ما هو صریح فی النقص کفر۔
جس نے کوئی ایسی چیز اللہ تعالیٰ کے نام میں کہا ہے تو وہ کافر ہے۔

خدا خدا نہ ہوا بلکہ ان بلا یا وہ گوشتیں، ہتھکڑیاں اور تسمکات اور تسمکات کا الہ ہو گیا کہ کبھی کسی کافر
سے خدا کو تعبیر کر دیا اور کبھی مشرک سے کبریت کلمۃ تخرج من انفا وہند۔

کجا حق سبحانہ و تعالیٰ و خدہ لا شرک لہ معبود برحق اور کجا رام و لچمن کہ جو دو شخص اہل ہنود کے معبود ہیں
جن کو وہ خود اللہ خدا مانتے اور جاتے ہیں۔ مؤخر الذکر تین شعروں کے بعض الفاظ صریح کفر ہیں۔ اور شرعاً حکم کفر اس
پر ہوتا ہے جس پر صریح قائل کا لفظ دلالت کرے اگرچہ قائل نے قصداً کفر نہ کیا ہو۔ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔
حکمتنا یمکن ان علیہ لفظہ صریحاً و قلنا لہ انت حیث
ہم لفظ صریح کے مفہوم پر حکم لگاتے ہیں اور ہمارے فتویٰ ہے کہ تم کفر ہے

اطلقت هذا اللفظ كلف كما لو كان كلفك فلفظك فلفظك
 ذوق لا كما انما غفركم باللفظ باعتبار الظاهر في اللفظ
 اذا كان كلفك لا كلفك لان كان لى بعونها الظاهر
 عليه وكذا ان استوت ووجد لا خلاها مخرج والالفة
 بعد منها لا يفتل لنا۔

الفانامہ بھی بولو گے کافر ہو جائے خواہ تمہاری مراد یہ نہ ہو کیونکہ ہم ظاہر
 پر حکم لگاتے ہیں۔ لہذا اگر کسی لفظ میں چند معانی کا استعمال ہو گا اور ان میں
 ایک معنی ظاہر ہوں گے تو حکم اسی کے اعتبار سے ہو گا اور اسی طرح اس
 وقت جب کہ تمام معانی برابر ہوں لیکن ایک معنی کے لئے کوئی وجہ ترجیح
 ہو تو بھی اسی پر حکم کے مراد و عدم مراد سے ہم کو کچھ کام نہیں۔

یعنی قائل کا قول اگر چند معانی کا محتمل ہے تو ان میں سے جو معنی اظہر ہوں گے وہ کلمہ اس پر محمول ہوگا
 اور نیت سے کوئی غرض نہ ہوگی اور اگر اس کا ظہور سب میں مساوی ہو اور ایک معنی کے واسطے مثلاً قرینہ وغیرہ
 مرجع ہو تو اس مرجع معنی پر حمل کریں گے۔ ہذا اما یقتضیہ المقام واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بصحیفة الحال۔

- العبد المجیب محمد سبحان حسین مجددی کان اللہ تعالیٰ لہ
- الجواب صواب۔ العبد محمد معوان حسین مجددی کان اللہ تعالیٰ لہ ناظر مد رستہ ارشاد العلم راجعہ
- نعم الجواب والمجیب مصیب وثالث وانا الفقیر الی المولی القادر سید احمد القادری الرضوی المسکن
 بالی البرکات حماء اللہ من الافات،
- الجواب صحیح، العبد محمد شجاعت علی عفی عنہ مدرس من مدرسہ ارشاد العلوم
- الجواب صحیح والمجیب نصح لاشک فی حقیقة المسئلة المزینہ الذکورۃ لاینبی للمسلم الحسنی ان ینیب
 فی محنتہا۔ حریرہ ابو الخیر فیض اللہ جان دیروی مروی بقلم۔
- الجواب صحیح والمجیب نصح العبد الفقیر محمد اکبر الحسنی القادری الشاد لوالی غفرلہ ولوالدیہ۔
- الجواب صحیح والمجیب نصح ابو الحسنات حاقط محمد احمد حسین قادری الوری
- صحیح الجواب نظام الدین ملکانی ثم وزیر آبادی۔

مسئلہ۔ ایک شخص کہتا ہے، اعلیٰ حضرت قبلہ نور اللہ مرقدہ نے اپنے فتویٰ کتاب النکاح میں جو لاء ہوں
 و نایتوں و موجیوں وغیرہم کو ذلیل لکھا ہے کہ یہ لوگ ذلیل ہیں تو کیا واقعی یہ لوگ ذلیل ہیں اور یہ کہاں تک صحیح
 ہے۔ اور حضور ان لوگوں کو کیا کہتے ہیں۔ ہینوا تو جروا۔

الجواب۔ مسلمان ہونا عزت ہے اور کافر ہونا ذلت، بعض نکی چار جنہیں وہ جو اپنے آپ کو شریف کہتے ہیں۔
 یعنی منہ مغل پٹان وغیرہ اور وہ جو ان اقوام مذکورہ سے اپنے آپ کو خود بھی چھوٹا جانتے ہیں یعنی دھنہ بولتا ہے

پھر اسی صفحہ پر فرمایا — کہ ان کے سوا جو قومیں رہ گئیں کہ بادی عرف میں ذلیل سمجھی جاتی ہیں الخ —
 بلکہ اسی صفحہ ۱۱۷ پر جس کی عبارت دکھا کر اس کذاب مفسری نے یہ جیتا بہتان باندھا وہیں تھا ہے
 ”پٹھان، مغل یہاں اپنے آپ کو شرفائے اصحاب سے شمار کرتے ہیں“

ان عبارات سے ان کذاب کاذب واضح ہو گیا اور کھل گیا کہ حضرت قدس سرہ نے کہیں بولا ہوں
 نامیوں وغیرہ کو ذلیل نہیں تحریر فرمایا اور وہ جو ذلیل پیشہ در تحریر ہوا وہ پیشہ کی عرفی ذلت ہے۔ ان عبارتوں میں ہر
 ذرا سا پڑھا ہوا بادی نامی جان لے گا کہ عرف پر کلام ہے کیا جگہ جگہ پٹھان وغیرہم کو نہ فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو شریف
 شمار کرتے ہیں، یہ تو میں شریف گنی جاتی ہیں۔ یونہی یہ کہ بولا ہے نانی وغیرہ کے پیشے ذلیل عرفی ہیں۔ رہی عزت
 حقیقی وہ اسلام اور حسن عمل ہے جو صحت ۱۲ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ صلا ۱۲ پر فرمایا کہ شرافت قوم پر منحصر نہیں ہے
 التذکرہ جل فرماتا ہے لَمْ يَكُنْ كُنْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْفَعَكَ تم میں زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا
 ہے۔

جب حضرت قدس سرہ نے یہ نص فرمادی تو ظاہر ہو گیا کہ حضرت کے نزدیک ہر وہ بولا ہے وہ نانی وہ دھنیا
 وہ ہوی وہ چھپی وہ تصانی بلکہ وہ چاروہ بھٹی جو بعد اسلام نیک عمل کے ہستی و پر میر گاہ بنے شریف ہے اور ہر
 وہ مغل پٹھان وہ شیخ جو فسق و فجور میں مبتلا ہو ذلیل، اللہ اس مفسری کو کوہر کی طرف ہلاکت فرمائے۔ واللہ تعالیٰ
 اعلم بالصواب۔ فقیر محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری عفی عنہ

صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد حامد رضا قادری قادری رضوی خادم سجادہ و گدا کے
 آستانہ عالیہ رضویہ بریلی۔

صحیح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم۔ سگ بارگاہ عالیہ مدرسہ رضویہ فقیر ابوالمعالی محمد ابراہیم صدیقی غفرلہ
 الجواب صحیح۔ حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدنا علی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ پر ان قوموں کا ذلیل سمجھنا انقرائے محض و کذب بحث ہے۔ ہر شخص جس نے حضور علی حضرت قبلہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہے وہ جانتا ہے کہ حضور پر نور کا ان اقوام کے سنی مسلمانوں کے ساتھ کس قدر کرم و شفقتاً
 رحیمانہ برتاؤ تھا ان کے یہاں دعوتوں میں تشریف لے جاتے، ان کے یہاں تشریف لے جا کر وہ عطا فرماتے، ان
 کی خواہش پر بیعت سے مشرف فرماتے، انہیں اپنے کاشانہ پر تقریبات میلاد شریف و اس سرایا قدس وغیرہ میں
 محبت سے بلاتے، اور ان پر انتہائی شفقت فرماتے رضی اللہ عنہ، اگر معاذ اللہ حضور علی حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ

ان بھائیوں کو ذلیل سمجھے تو کیا ایسا ہی بڑاؤ فرماتے، جو شخص کسی کو اپنے سے ذلیل سمجھتا ہے اس سے ایسا ہی بڑاؤ
کرتا ہے؟ مگر یہ کہ خدا جیادے ایمان دے۔ آمین۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا

محمد حشمت علی قادری رضوی کفنی غفرلہ ولا بو یہ ربہ القوی

الجواب صحیح۔ فقیر محمد علی قادری، حامدی، آنولوی غفرلہ

مسئلہ۔ از محمد زماں ہرچندہ سی کچھڑوا ضلع گونڈہ

موضع سسہنیاں کلاں ضلع گونڈہ کی مسجد کا منبر بہت مختصر اور نیچا تھا ایک شی عالم نے نماز جمعہ کے بعد
کرسی منگولیا اور اس پر بیٹھ کر فضائل نبویہ اور احکام شرعیہ بیان کئے دریافت طلب یہ امر ہے کہ محراب و منبر کے
پاس کرسی پر بیٹھ کر تفریر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام یا ائمہ دین رضی
اللہ تعالیٰ عنہم جمعین میں سے کسی سے ثابت ہے کہ مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر تفریر کریں ہو اور کوئی معذوری نہ رہی ہو
منبر کے پاس کرسی پر بیٹھنا محراب و منبر کے احترام کے خلاف ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب۔ منبر اینٹ چونے کا ہو یا لکڑی کا تخت ہو یا کرسی مقرباں پر بیٹھنا یا کھڑا ہوتا ہے تاکہ پورے
جمع تک آواز پہنچے اور پورا مجمع اسے سنے اور تعظیم ذکر بھی اس سے حاصل ہوتی ہے پہلے حضور علیہ الصلاۃ
والسلام کے لئے منبر نہ تھا پھر منبر بنایا گیا۔ کرسی پر بیٹھنا منبر و محراب کی توہین نہیں جیسے خود منبر جو مسجد کے لئے بنا
ہوا ہے اس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا محراب کے احترام کے خلاف نہیں۔ کرسی نہ ہوتی کوئی تخت بچھایا جاتا یا تخت ہوتا
اس پر کرسی رکھی جاتی۔ اس میں منبر اور محراب کے احترام کے کیا خلاف ہوتا؟ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُحَمَّدٌ وَاٰلُہٗٓ وَسَلَّمَ عَلٰی سُلٰمٍ

مسئلہ۔ مرسلہ جناب محمد نظام الدین صاحب، قادری برکاتی نوری رسولی محلہ کھاردار والا متصل بالا پیر

شہر سورت۔

(۱) مزامیر یعنی ڈھول، طبلہ، سازنگی وغیرہ کے ساتھ قوالی سننا جائز ہے یا ناجائز؟ زید کہتا ہے کہ صوفیوں کو
مزامیر کے ساتھ سننا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں
صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۲۲ و ۲۳ پر مزامیر کے ساتھ قوالی کو حرام لکھا ہے
اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب فوائد الفوائد کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہذا مزامیر کے

ساتھ ہر شخص کو قوالی سنانا جائز ہے۔ تو زید کا کہنا درست ہے؟ یا بکر کا قول صحیح ہے؟
 (۱۲) غیر محرم عورت کو بے پردہ مرید کرنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے جائز ہے کسی طرح حرج نہیں۔ پردہ سے بے
 ایمان لوگ مرید کیا کرتے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتویٰ کتاب الکتب
 حصہ دوم صفحہ ۱۲ پر تحریر کیا ہے کہ مرید کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا جائز ہے، لہذا ناجائز ہے۔ تو زید کا کہنا
 صحیح ہے یا بکر کا قول صحیح ہے؟

(۱۳) قادری سلسلے کا مرید چشتیہ میں طالب ہو سکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے۔ فقیر کو اختیار ہے۔ قادری
 سلسلے کے مرید کو چشتیہ میں طالب کر سکتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ حضرت بابو علیہ الرحمہ رسالہ تہذیب برہنہ صفحہ ۹ پر فرماتے
 ہیں کہ اگر قادری طریقے کا مرید کسی دوسرے طریقہ میں چلا جائے تو خواہ بانصیب ہی ہو تو بھی بے نصیب اور مردود
 ہو جاتا ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ ملفوظات حصہ دوم ص ۱۲
 پر تحریر کرتے ہیں کہ مدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی سلسلے کا آئے اس سے بیعت لے لیتا
 ہوں سوائے غلامانِ قادری کے کہ بکر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔ لہذا ان بزرگوں کے فرمانے سے قادری
 سلسلے کا مرید کسی دوسرے سلسلے میں طالب نہیں ہو سکتا۔ تو شریعت مطہرہ کے موافق تحریر فرمائیے کہ زید کا کہنا
 صحیح ہے یا بکر کا قول درست ہے۔؟ بینوا بالکتاب تو جہاد اور الحساب۔

الجواب۔ ۱۰) بکر کا قول صواب و صحیح ہے اور قول زید محض باطل و قبیح و فحیح، بکر مصیب و مشاب
 زید بے زید مستوجب غضب و مبتلائے قہر و عقاب، اگر قتارِ عذاب ہے کہ وہ بے علم فتویٰ دیتا ہے اور بے علم
 فتویٰ دینا حرام حرام حرام ہے قال تعالیٰ وَلَا تَقْعُتْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ - إِنَّ التَّبِعَ وَالْبَصَرَ وَالْعُكَاةَ كُلَّ ذَلِيلٍ
 كَانَ عَنهُ مَسْئُولًا وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ قَاتَلَ مِمَّا نَهَىٰ وَتَعَالَىٰ شَانَهُ لَا تَقْوُوا لِلْمَالِ الْكَافِئَاتِ لِيَسْخَبَ عَلَيْكُمْ تِلْكَ
 حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ الْعَالَمِينَ - وقال تعالیٰ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهَا
 الْكِتَابَ فَاتْلُوهُ مِنْ أَفْرَجَةٍ عَلَىٰ النَّاسِ يُعَلِّمُهُمْ عَلَيْهِ الْآيَةَ - نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے
 ہیں لیکن افتی بغیر علم و بصیرت منہکۃ السموات والارض۔ مزامیر جنہیں مٹانے کے لئے حضور پر نور نبی اکرم
 سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے کما فی الحدیث مطلقاً حرام ہیں نہ صوفی کو حلال نہ غیر صوفی کو۔
 مزامیر نہ ہونا شرط اباحتِ سماع ہے۔ جن کے لئے سماع حلال و مباح ہے۔ مجرد سماع چار قسم ہے۔ حلال۔
 حرام۔ مکروہ اور مباح۔

اگر صاحب وجد کا میلان جانب حق اکثر و بیشتر ہے اسے مباح ہے۔ اور اگر میل بجا زائد ہے تو اسے مکروہ ہے۔ اور جو بالکل مجاز کی طرف مائل ہو تو اس کے لئے حرام اور جو بالکل کلبہ جانب حق مائل اور مجاز سے کیسے منقطع اس کے لئے حلال ہے۔ بعض متصوفہ خصوصاً مریدان سلسلہ عالیہ چشتیہ نے یہ ظلم ڈھایا اور نیا تم برپا کیا ہے کہ زبردستی مزا میر کے جواز کا باطل دعویٰ کر لیا ہے اور تم بالائے تم یہ کہ جو چشتی ہو جائے اسے مزا میر حلال۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ گویا چشتیوں کی شریعت اور ہے۔ اور سلاسل کی شریعت اور العینا باللہ تعالیٰ۔ اس لئے مناسب کہ ہم حضور پر نور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والشریعت والطریقۃ والدین محبوب الہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات کریمہ سیر الاولیاء سے جس کے جامع حضور کے مرید و خلیفہ حضرت مہر محمد مولانا سید کرمانی قدس سرہ الثورانی ہیں، بہ ثبوت حرمت پیش کریں۔ اس وقت اگر وطن سے دور اور کتب سے مجبور نہ ہوتا تو اور بھی بعض سادات حضرات چشت سے ثبوت پیش کر سکتا۔ خصوصاً لطائف اشرفی مگر منصف کے لئے یہ بھی کافی اور ہٹ دھرم کو دفتر بھی نادانی۔ حضور سلطان المشائخ سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں۔

سماع بر چہار قسم است حلال و حرام، مکروہ و مباح۔ اگر صاحب رامیل بسوئے حق بیشتر است آل مباح است۔ و اگر میل بجا بیشتر است مکروہ است و اگر میل بکلی بطرف حق است آل حلال است۔

اس کے بعد اس پر تفریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پس فی باید کہ صاحب اس کا حلال و حرام و مکروہ و مباح بشناسد

پھر فرماتے ہیں کہ اباحت سماع کے لئے چند چیزیں درکار مسمع، مستمع، مسموع و آلہ سماع یعنی قوال پورا مرد ہو، امر دنہ ہو، عورت نہ ہو، مستمع سننے والا یاد خدا سے خالی نہ ہو، مسموع وہ چیز ہو گائی جائے فحش و منخری نہ ہو اور آلہ سماع مزا میر جیسے چنگ و رباب وغیرہ اس سے مجلس پاک ہو۔

ارشاد فرماتے ہیں۔ چندیں چیزیں باید تا سماع مباح شود و مستمع و مسموع و آلہ سماع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد کو دک نہ باشد و عورت نہ باشد و مستمع آنکہ فی شنود انبیاء حق خالی نہ باشد و مسموع آنچہ گویند فحش و منخری نہ باشد و آلہ سماع مزا میر است چو چنگ و رباب و مثل آن فی باید کہ در میان نہ باشد این چنین سماع حلال است و سماع صوتے مست، ہنوزوں چہ احترام باشد۔

صوفیوں کو خصوصاً چشتیوں کو حلت مزا میر کی باطل دستاویزیں دینے والے آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں کہ

حضور سلطان المشائخ سید الصوفیہ سر دارچشتیاں نے کہیں صوفیوں، چشتیوں کا حکم علیحدہ بیان کیا کہ سماع کے اباحت کی جو یہ شرطیں ہیں وہ غیر صوفیہ کے لئے ہیں اور چشتیوں، صوفیوں کے لئے آزاد ہے۔ ان کے لئے مطلقاً حلال ہے۔ اور یہ بھی بتائیں کہ صوفیوں کو مزامیر ہی حلال ہیں یا عورت و امر دکانا سنا بھی۔ فرق کیا ہے کہ ایک شے جو اوروں کے لئے شرط اباحت تھی ان کے حق میں نہ ہو اور دوسری ان کے حق میں بھی ہو اور اوروں کے لئے بھی۔ جو صلت صوفیوں کے لئے حجاز کی ہوگی وہ مزامیر کے علاوہ عورت و امر دکانا کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ پھر جب فرق کیا ہے؟ اللہ اکبر! چشتیت کا دعویٰ! اور حضور سلطان المشائخ کے خلاف فتویٰ۔ آج کل کے مصنفہ کا تو ذکر کیا۔ حضور سلطان المشائخ کے زمانہ کے بعض آستانہ دار درویش جب اس بلایں مبتلا ہوئے تو حضور میں شکایت گزری جو سیر الاولیاء شریف میں یوں مذکور ہے۔

خدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت کہ دریں روز بعض از درویشاں آستانہ دار در جمع کہ چنگ و رباب و مزامیر بود، رقص کردند، فرمود نیکو نہ کردہ اند آنچه نامشروع است ناپسندیدہ است۔ یعنی ایک صاحب نے خدمت سلطان المشائخ قدس سرہ میں گزارش کی کہ بعض وہ درویش جو آستانہ دار ہیں انھوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب و مزامیر تھے، رقص کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، انھوں نے اچھا نہ کیا کہ جو چیز نامشروع ہے، ناپسندیدہ ہے۔

اس سے بھی زیادہ اور کوئی نص در کا ہے۔ آنکھیں چیر کر دیکھو کہ حضور سلطان المشائخ کس کو ناجائز فرما رہے ہیں مزامیر و چنگ و رباب کو۔ اور خوب آنکھیں مل مل کر دیکھو کس کے لئے ناجائز فرما رہے ہیں صوفیوں ہی کے لئے تو۔ اسی پر بس نہیں۔ اللہ عزوجل کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور کروڑ ہا کروڑ برکتیں روح پر فتوح حضور سلطان المشائخ پر ہوں کہ ان مصنفہ کے لئے بالکل جائے دم زدن باقی اور ان کے ہند مقبوح و مذہبوح کی کوئی رنگ چھوٹی نہ چھوڑی۔

اسی سیر الاولیاء شریف میں ہے کہ بعد ازاں بچے گفت۔ چوں کہ طائفہ ازاں مقام بیرون آمدند بایشان گفتند کہ شما چه کردید در ان مجمع مزامیر بود۔ سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ما چنان مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں ہا مزامیر هست یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود۔ ایں جواب ہم چہرے نخواست ایں سخن در ہرہ مصیبت ہا بیاید۔ یعنی بعد اس کے حضور کی خدمت میں شکایت گزری اور حضور نے اس کا وہ جواب فرمایا۔ ایک صاحب نے ان کا یہ ہند گزارش کیا کہ جب وہ طائفہ صوفیہ اس جگہ سے باہر آیا۔ لوگوں نے

ان سے کہا یہ کیا کیا ہے ایسے مجمع میں جہاں مزامیر تھے تم نے سماع کیسے سنا؟ اور کیوں کر قص کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں خبر ہی نہیں تھی کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ حضور سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا یہ جواب بھی کچھ نہیں کہ یہ غدر باطل تو تمام محصیتوں پر ہو سکتا ہے۔

یعنی آدمی شراب پئے اور کہہ دے مجھے خبر ہی نہ تھی کہ یہ شراب ہے یا شربت، مال کے ساتھ زنا کرے اور کہہ دے میں تو ایسا دوبا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہ کر سکا کہ یہ مال ہے یا بیوی۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ نیز اسی سیر الاولیاء میں ہے کہ حضور سلطان المشائخ کی مجلس شریف میں کسی نے حضور سے عرض کی کہ فلاں موضع میں اس وقت حضور کے مریدوں کا مجمع ہے۔ اس میں مزامیر و محرمات ہیں۔ فرمایا میں منع کر چکا ہوں کہ مزامیر و محرمات درمیان نہ ہوں، انہوں نے اچھا نہیں کیا اور اس بارے میں بہت غلو فرمایا یہاں تک کہ ارشاد کیا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو اور جماعت میں عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو تو مرد تو سبحان اللہ کہہ لیا کہ سہو سے آگاہ کرے اور اگر عورت سہو پر وقوف پائے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ اس کی آواز غیر محرموں کو سننا جائز نہیں۔ پشت دست کف دست پر مارے اور تھیلی پر تھیلی نہ مارے کہ تالی ملاہی سے ہے۔ یہاں تک ملاہی و امثال ملاہی سے پیڑ وارد ہے تو سماع میں بطریق اولیٰ ملاہی سے کچھ نہ ہونا چاہئے۔ جب دستک میں اس قدر احتیاط ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ ممنوع ہیں۔

عبادت سیر الاولیاء میں ہے۔ در مجلس حضرت سلطان المشائخ شخصے تقریر کر کے کہ انوں در موضع فلاں یا ران شام جمعیتے کردہ اند۔ و مزامیر و محرمات در میان ست حضرت سلطان المشائخ فرمود کہ من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات در میان نہ باشند۔ کیونکہ کردہ اند و دریں باب بسیار غلو کرد تا بحدے کہ گفت کہ اگر امامے در نماز باشد و ہمارے کہ در عقب او مقصدی شوند و در آں جماعت عورت ہم باشند۔ پس اگر امام را سہو افتد مردانے کہ اقتدار کردہ باشند۔ کہے کہ تسبیح اعلام دہد۔ بگوید سبحان اللہ۔ پس چہ کند۔ او پشت بر کف دست زند۔ و کف دست بر کف دست نہ زند۔ کہاں پہلومی مانند اس غایت از ملاہی و امثال آں پر نیز آمدہ است۔ پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع ست۔ آنکھیں کھولو۔ دیکھو تم کہاں جا رہے ہو۔

کیں راہ کہ تومی روی بہرستان ست

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی

کیا اب بھی جواز مزامیر کا بے سراگ گائے جاؤ گے۔ کیا اب بھی وہی بے وقت کی راگنی الاپے جاؤ گے۔ حضور سلطان المشائخ کے فرمان و نشان کے آگے سر تسلیم جھکاؤ اور اپنے غلط و باطل کہے پر پشیمان ہو اور شرافت۔

کی حضور نے مزامیر کو ناجائز، حرام، ممنوع و معصیت نہ فرمایا۔ کیا حضور نے ان کا معصیت ہونا غیر صوفیہ کے ساتھ خاص فرمادیا۔ کیا خود صوفیہ کے لئے ہار بار نہ فرمایا کہ میں منع کر چکا ہوں۔ انھوں نے ہر ایک نام شروع کام کیا۔ معصیت کی۔ پھر یارب! اب وہ کون سے صوفی ہیں جو حضور سلطان المشائخ کے مریدوں سے بھی آگے ہیں اور ہوں بھی کوئی الاطلاق یہ کہنا کہ صوفیوں کے لئے مزامیر حلال ہیں کیونکہ محل ہوگا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہاں جو مکلف نہیں۔ یا مضطر ہیں، ان کے احکام ہمیشہ مکلف و مختار سے جدا ہیں۔ احکام اضطرار اور ہیں، احکام اختیار اور۔ وہ ایک مزامیر کیا ہر امر میں علیحدہ ہیں۔ پھر کیا کوئی یوں کہہ سکتا ہے کہ سوکر کا گوشت حلال ہے حالانکہ خود قرآن عظیم میں مضطر کا استثناء فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ موجود ہے۔ غیر مکلف پر تو احکام شرعیہ کا اجراء ہی نہیں کہ عقل شرط تکلیف ہے اور وہ اس میں مفقود ہے۔ رہا مضطر اسے اسی وقت اور اتنے ہی کی جس سے وہ نقصان عظیم سے محفوظ رہ سکے، رخصت ہے، بعض اجلہ اکابر جو جنگ سنتے تھے۔ اسے کبیرہ فرماتے ہیں۔

اسی سیر الاولیاء میں ہے۔ مولینا برہان الدین یعنی ربابا و فور علم کمال صلاحیت ہم بودہ است چنانکہ بارہا گفتے کہ خدائے عزوجل مرا از پنج کبیرہ نہ خواندہ پرسید آنگاہ حضرت سلطان المشائخ تبسم کرد و فرمود کہ ایس ہم گفتی مگر یکے از کبیرہ ازو پرسیدند کہ ماں کبیرہ کدام است، گفت سماع، چنگ، کہ چنگ بسیار شنیدہ ام“

یہ مولینا برہان الدین یعنی ان اکابر سے ہیں جن کے فضل کے شاہد عدل حضور سلطان المشائخ قدس سرہ ہیں اور جن کے علامہ عصر ہونے اور ایسے عظیم درجہ ہونے کی پیش گوئی حضور امام العصر برہان الملک والدرین صاحب ہدیہ مرغینانی قدس سرہ النورانی نے فرمائی کہ ”شاہان زماں ان کے در پر حاضر ہوں گے اور بار بار پائیں گے۔ اسی سیر الاولیاء میں ہے۔ سخن در ندرگی مولینا برہان الدین یعنی افتاد فرمود کہ برہان الدین حکایت کرد کہ من غورہ بودم بقیاس پنج شش سالہ کم و بیش برابر پدر خود در راہے می رقوم۔ مولینا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدیہ پیدا شد پدر من ازوے تماشائی کرد و در کوچہ دیگر رفت۔ مرا بر جائے گذاشت۔ چوں کو کبیرہ مولانا برہان الدین نزدیک رسید من پیش رقوم و سلام کردم۔ در من تیز بیدار سخن تیز بگفت۔ کہ من دریں کودک نور علم می بینم من ایس سخن شنیدم۔ پیش رکابے اورواں شدم۔ باز مولینا برہان الدین بر زبان مبارک ایس لفظ لاند کہ مرا خدائے تعالیٰ چنیس می گویند کہ ایس کودک در روزگار خود علامہ عصر خواہ شد۔ مولینا برہان الدین می گویند کہ من ایس چنیس شنیدم۔ وہم چناں من پیش می رقوم۔ باز مولینا برہان الدین مرغینانی فرمود کہ خدائے تعالیٰ مرا چنیس می گویند کہ ایس کودک چناں بزرگ شود کہ بادشاہاں بر در او بیاید و بار نیابند۔

ایسے عالی مرتبت جلیل القدر بزرگ علامہ روزگار باوجود اس کے خود استماع فرماتے مگر اسے کبیرہ ہی فرماتے
ان کے یہ کلمات طیبہ کہ وہ خدائے عزوجل مرا از پیچ کبیرہ نخواہد پرسید" اس کا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ ایسے حال میں ہیں
کہ زیر قلم تکلیف ہی نہیں۔ نیز آگے ان کا یہ ارشاد کہ "اس ساعت ہم بشنوم اگر باشد" اس کے بعد بھی بے وقت کی
وہی شنائی رہے گی کہ صوفیوں کو مزامیر حلال ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام جلت مجداتہم
و نحمدہ۔

فوائد الفوائد شریف ملفوظات حضور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت دیکھ کر بھی جس کی یہ
حالت ہے تو ایسے شخص سے کیا امید کہ سیر الاولیاء شریف کی یہ عبارت دیکھ کر اپنی غلطی تسلیم کر لے گا مگر مولیٰ عزوجل
کے فضل و کرم سے ہر آن امید ہے۔

اے فضل کرتے نہیں لگتی بار نہ ہو اس سے مایوس امیدوار

شاید اب وقت ہدایت آگیا ہو اور یہ ثواب اس فقیر کے حصہ کا ہو۔ واللہ عندہ حسن الثواب
والیہ المرجع والمآب وهو تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲) وہ خود بے ایمان ہے جو حکم شرع کو بے ایمانی اور اس پر عامل کو بے ایمان بتاتا ہے۔ بے شک ہر
غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ ورسول نے حکم فرمایا جن جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیشک
پیر مریدہ کا محرم نہیں ہو جاتا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا وہ یقیناً ابوالروح ہوتا
ہے مگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا تو چاہتے تھے کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو سکیا
حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کون پیر ہوگا۔ پھر حضور نے اپنی امتی بی بیوں سے نکاح فرمایا
یا نہیں؟ کیا معاذ اللہ جن کے محرم تھے ان سے نکاح فرمایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سیع سنابل شریف میں حضرت فلک ہدایت و مرکزہ آئمہ ولایت سندہ المحققین سید العلماء العالمین میر
عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السانی فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ در جہاں نہ ہجو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
پیرے پیدا شد و نہ ہجو ابوبکر مریدے ہوید آگشت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عننا۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید ہوئے تو حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرید کی
بیٹی۔ ان جہاں بے خود کے نزدیک معاذ اللہ پوتی۔ اور پوتی سے نکاح حرام۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ
تعالیٰ جہل ہدایا سے محفوظ رکھے۔ احمق لفظ منہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ بد کا لحاظ نہیں کرتے فقیر

اس مسئلہ پر ذرا اور تفصیل کرتا اگر ضرورت سمجھتا، مگر چونکہ "السواد الاعظم" میں اس کا کافی جواب چھپ چکا ہے اس لئے اسی پر اقتصار کرتا ہے سمجھنے والا اسی سے سمجھ سکتا ہے اور بد عقل بے سمجھ کے لئے دفتر بے کار۔ واللہ تعالیٰ

اعلم

(۳) جہاں تک فقیر سمجھتا ہے وہ یہ ہے کہ بیعت جب ایک جامع شروط کے ہاتھ پر کرے۔ پھر دوسرے کے ہاتھ پر نہیں کر سکتا۔ کہ جو ایک کے ہاتھ پر چکا۔ اس کا اعلام ہو چکا۔ جب تک آزاد نہ ہو غلامی نکال نہ دے دوسرا اس سے بیعت نہیں لے سکتا۔ یہ دوسرے کے ہاتھ پر نہیں لے سکتا۔ پریشان نظر در بدر پھر تا اور ذلیل و خوار ہوتا۔ در رست اور کہیں سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ جو کسی کے ہاتھ پر بیعت کر لے اور پھر پریشان نظری کرے وہ دھوبی کا کاتب۔ نہ گھر کا۔ نہ گھاٹ کا۔ اور جو ایک کا ہو رہے وہ ضرور فیض یاب ہوتا ہے۔ اگر میر جامع شروط ہو اگر چہ صاحب فیض نہ ہو۔ کہ اس سلسلہ میں جو صاحب فیض ہوگا اس کی اس پر نظر کر م ہوگی اور وہ اس پر فیض ڈالے گا بعض کا ہر کے مطابق اس کے شاہد ہیں۔ طلب فیض میں توجہ نہیں اور یہ بالکل عام مسائل ہیں ہاں تک ہے۔

خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ باوجودیکہ قادری تھے، اور سلاسل سے بھی فیض یاب تھے چشتی، سہروردی، نقشبندی وغیرہ سلاسل کی بھی حضور پر فتوح کو اجازت تھی۔ یہ اجازت کیا فیض نہیں۔ مگر یہ ایک درگیر و علم گیر پر عمل کرنے والے انہیں بظاہر کہیں سے ملے و یقین یہی کرتے ہیں کہ مجھے اسی در سے ملا ہے جس سے میں منتسب ہوں۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں آپ نے تین قلندروں کی حکایت ملاحظہ فرمائی ہوگی جو خدمت حضور پر نور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک مردار میل کھا کر حاضر ہوئے تھے انہا سے مہدی کہتے ہیں۔ فیض یقیناً حضور سلطان المشائخ سے پایا۔ مگر یہ کہ قربان ہو رہے ہیں۔ کیوں کہ اگر میر کی نظر کم تہوتی تو حضرت سلطان المشائخ کیوں نظر رحم فرماتے اور فیض عطا کرتے۔ یہ ہے "یک درگیر و علم گیر" حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا مطلب تو واضح ہے کہ جو اس سلسلہ عالیہ کو ترک کرے اور دوسرا سلسلہ از روئے بیعت اختیار کرے اور حضرت مہدی بن مسافر کے ارشاد میں غالباً بیعت سے مراد بیعت ارادت نہیں بلکہ یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طلب فیض کے لئے آئے۔ میں ہر ایک کو فیض عطا کرتا ہوں۔ مگر جو قادری ہو کہ کھر کو پھوڑ کر نہر کے پاس کون آتا ہے۔ یا یہ کہ کسی سلسلے کا میر اپنی بیعت توڑ کر آئے تو میں اس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ مگر قادریوں کی بیعت نہیں کرتا کہ وہ پریشان نظر نہیں ہوتے کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کھر ہیں اور میں نہر۔ اور اور ان کے میر پریشان نظر ہوتے ہیں، اپنے میر پر کامل اعتقاد اور پورا اعتقاد نہیں رکھتے۔ وہ اگر بیعت توڑ کر آتے

ہیں تو میں بیعت لے لیتا ہوں۔ ہذا ما عندی والعلم بالمحق عند ربی واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرک

- صحیح الجواب۔ خادم العلم والعلماؤ محمد شہین رضا خاں
- ذلک کذا لک محمد اسماعیل محمود آبادی حنفی ریاست جلال آباد ضلع فیروز پور
- لقد اصاب المجیب رحم الہی قادری رضوی۔ غفرک
- مصطفیٰ رضا قادری آل الرکن محمد عرف ابو البرکات محی الدین جمیلانی
- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابرار حسن صدیقی تہری عنی اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والحق
- اصاب المجیب ولجاد عبد العزیز عنی عنہ قادری رضوی مدرس مدرسہ السنۃ
- اللہ دتا المجیب فقیر سردار علی عنی عنہ
- الجواب صحیح ابو القمر محمد نور الہدی عنی عنہ
- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احسان علی مظفر پوری مدرسہ منظر اسلام ۹ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ